برکات الدعا

سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی

کے خیالات کے رد مین

جسکو مجدد زمان و مسیح دوران مرزا غلام احمد

صاحب نے تالیف کرکے بغرض فائدہ عام

مطبع ریاض ہند قادیان مین باہتمام شیخ

نور احمد صاحب طبع کراکر بماہ رمضان المبارک

سنہ ۱۳۱۰ شایع کیا

قیمت فی نسخہ ۳/

تعداد نسخہ ۱۴۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سید احمد خان صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے

رسالہ الدعاء والاستجابتہ اور رسالہ

تحریر فی اصول التفسیر پر ایک نظر

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز — کین سپہر بو العجائب چون تو بسیار آورد

غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوی حق — ہر کہ آید ز آسمان او راز آن یار آورد

خود و بینش [illegible] — ہر کہ [illegible] تو [illegible] دانش و مردار آورد

سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ معتقد ظاہر کرتے
ہیں کہ استجابت دعا کے یہ معنے نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگا گیا ہے وہ دیا جائے
کیونکہ اگر استجابت دعا کے یہی معنے ہوں کہ وہ سوال بہرحال پورا کر دیا جائے تو دو
مشکلیں پیش آتی ہیں اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطرار سے
کی جاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں
[illegible] خدا نے استجابت دعا کا وعدہ کیا ہے۔ دوسری یہ کہ جو امور ہونے
والے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقدر ہیں۔ ان مقدرات
کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجابت دعا کے معنے [illegible]
نہیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعونی استجب لکم۔ ان سوالوں [illegible]

استجابت دعا کا باطل ٹھہریگا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جس
کیا جانا مقدر ہے - لیکن استجابت دعا کا وعدہ عام ہے جس میں کوئی بھی
نہیں پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا
نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی
رد نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کیجاتی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ثابت
ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ کر لیا ہے - جیسا کہ آیت ادعونی
استجب لکم سے ظاہر ہے پھر اس تناقض اور تعارض آیات سے بجز اسکے کیونکر
مخلصی حاصل ہو کہ استجابت دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جاوے یعنے یہ معنے
کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور خشوع اور خضوع سے کیجائے
تو اسکے قبول کرنیکا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے پس استجابت دعا کی حقیقت بجز اسکے اور
کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اسپر ثواب مترتب ہوتا ہے ہاں اگر مقدر میں
ایک چیز کا ملنا ہے اور اتفاقاً اسکے لئے دعا بھی کی گئی تو وہ چیز ملجاتی ہے مگر نہ دعا سے بلکہ
اسکا ملنا مقدر تھا اور دعا میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی عظمت
اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل پر چھا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر ان
خیالات پر جن سے اضطرار پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر
پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا لازمہ عبادت ہے اور
... ہے - پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ
... اور جو حکمت اس میں ہے اس سے بیخبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ
[illegible]

بہرحال مل رہیگا خواہ دُعا کرو یا نہ کرو اور جسکا ملنا مقدر نہیں اُسکے لئے ہزاروں دُعائیں کیئے جاؤ کچھہ فائدہ نہیں تو پھر دُعا کرنا ایک امر عبث ہے اسکے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ اضطرار کے وقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دُعا کرتا ہے بلا خیال اسکے کہ وہ ہوگا یا نہیں اور بمقتضائے اُسکی فطرت کے اُسکو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اِس تمام تحریر سے جسکو ہمنے بطور خلاصہ اوپر لکھہ دیا ہے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دُعا ذریعہ حصول مقصود نہیں ہوسکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اُسکا کچھہ اثر ہے اور اگر دعا کرنے سے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دُعا کوئی سوال پورا ہوجائے تو یہ خیال عبث ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہے اُسکے لئے دُعا کی حاجت نہیں اور جسکا ہونا مقدر نہیں ہے اُسکے لئے تضرع و ابتہال بیفائدہ ہے۔ غرض اِس تقریر سے بتمامتر صفائی کُھل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دُعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہو اور اُسکو کسی دُنیوی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طمع خام ہے اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دہوکا لگا ہوا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُس دہوکے کی کیفیت کو اِس مضمون کے اخیر میں بیان کرینگے اِس وقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم رسا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جسکی پیروی کا وہ دم مارتے ہیں اور جسکو خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت اُنکی نظر سے غائب تھا۔ کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دُنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب

مقرر کر رکھے ہیں جنکے صحیح اور سچے اثر ہیں کسی عقلمند کو کلام نہیں مثلاً اگرچہ مقدر پر لحاظ
کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترک دعا مگر کیا سید صاحب
یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ
بھی اثر نہیں رکھا۔ پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کی اس بات کے بھی قائل
ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالی کے یکساں اور متشابہ قانون میں
فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالی اس بات پر تو قادر
تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھے کہ انکی پوری خوراک
کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں
میں وہ غضب کی تاثیر ڈالدی کہ انکا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان
سے رخصت کر دیوے لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی
دعاؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو۔ کیا یہ ممکن ہے
کہ نظام الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالی نے دواؤں میں اپنے بندوں
کی بھلائی کے لئے کیا تھا وہ دعاؤں میں مرعی نہ ہو نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ خود
سید صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہیں اور انکی اعلیٰ تاثیروں پر ذاتی
تجربہ نہیں رکھتے اور انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی
اور سالخوردہ اور مسلوب القویٰ دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر پاکر اس
دوا پر عام حکم لگا دیوے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سید
صاحب باوجودیکہ پیرانہ سالی تک پہنچ گئی مگر اب تک ان پر یہ سلسلہ نظام قدرت
مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ

اسباب اور مسببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اِس دہوکے میں پھنس گئے کہ اُنہوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر اُن اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور پذیر ہوسکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور اناج اور نباتات اور حیوانات و جمادات وغیرہ سے فایدہ اُٹھاتا ہے وہ سب مقدرات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر اُن تمام اسباب کے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر اُن راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہوسکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ سید صاحب کی تقریر کا بجز اسکے کچھہ اور بھی ماحصل ہے کہ وہ دُعا کو منجملہ اُن اسباب موثرہ کے نہیں سمجھتے جنکو اُنہوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اِس راہ میں حد سے زیادہ آگے قدم رکھہ دیا ہے مثلاً اگر سید صاحب کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جاوے تو وہ ہرگز اُس سے منکر نہیں ہونگے اور ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اگر کسی کا جلنا مقدر ہے تو بغیر آگ کے بھی جل رہیگا تو پہر میں حیران ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے دُعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی گستاخ دست انداز کا ہاتھہ جلا دیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا اُنکو دُعاؤں کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پہر تقدیر بہول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں پر ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب مثمرہ کو اس شدت سے مانتے ہیں کہ اُسکے غلو میں وہ بدنام بھی ہو گئے ہیں تو پہر اِسکا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جسکو

تسلیم کر چکے ہیں دُعا میں اُن کو یاد نہیں رہا یہاں تک کہ مکھی میں تو کچھ تاثیر ہے مگر دُعا میں اتنی بھی نہیں۔ پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کوچہ سے بیخبر ہیں اور نہ ذاتی تجربہ اور نہ تجربہ والوں کی اُنکو صحبت ہے۔

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھہ استجابت دُعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کی مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اُسکو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں پس یہی سبب سیّد کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُسکے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنے پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مُشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمّت کے ساتھہ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُسکے ساتھہ کوئی شریک نہیں تب اُسکی روح اُس آستانہ پر سر رکھہ دیتی ہے اور قوت جذب جو اُسکے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہ اُس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس دُعا کا اثر اُن تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ جو اُس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے۔ تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش

کہ لئے ضروری ہوتے ہیں اُس دُعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنے باذنہ تعالی وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف موئید مطلوب ہے۔ خدا تعالی کی پاک کتابوں میں اسکی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دُعا ہی ہے۔ اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیا سے ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکہلاتے رہے اُسکا اصل اور منبع یہی دُعا ہے۔ اور اکثر دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکہلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکہوں مُردے تہوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکہوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اُس سے کسی آنکہہ نے دیکہا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھہ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکہلائیں کہ جو اُس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔

اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دُعائیں خطا جاتی ہیں۔ اور اُنکا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا اُنکا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی انکی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟۔ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا۔ اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو۔ تو اسباب علاج پورے طور پر میسّر آجاتے ہیں۔ اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُنسے نفع اُٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہے۔ یعنے دُعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الٰہی اُسکے قبول کرنیکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سید صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں۔ مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں!۔

بالآخر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سید صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ دُعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے۔ تو میں ایسی

غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دونگا۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپوا دونگا۔ مگر سید صاحب ساتھ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ وہ بعد ثابت ہوجانے میرے دعوی کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔

سید صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالی نے تمام دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ انکی سخت غلط فہمی ہے۔ اور یہ آیت ادعونی استجب لکم انکے مدعا کو کچھہ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ یہ دعا جو آیۃ ادعونی استجب لکم میں بطور امر کے بجا لانے کے لئے فرمائی گئی ہے۔ اس سے مراد معمولی دعائیں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عبادت ہے جو انسان پر فرض کی گئی ہے کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کل دعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہ نے صابرین کی تعریف کی ہے جو انا للہ پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اسکو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالت نافرمانی عذاب جہنم کی وعید اسکے ساتھہ لگادی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں۔ بلکہ بعض اوقات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو دعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے چنانچہ انی اعظک ان تکون من الجاھلین اسپر شاہد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لا تسئلن کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا! اور بعض اوقات اولیا اور انبیا دعا کرنیکو سوء ادب سمجھتے رہے ہیں۔ اور صلحا نے ایسی دعاؤں میں استفتاء قلب پر عمل کیا ہے

یعنے اگر مصیبت کے وقت دل نے دُعا کرنیکا فتویٰ دیا تو دعا کی طرف متوجہ ہوئے
اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا - اور دُعا سے موجہ پھیر لیا - ماسوا اس کے
اللہ تعالیٰ نے دوسری دُعاؤں میں قبول کرنیکا وعدہ نہیں کیا - بلکہ صاف فرما دیا
ہے - کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو رد کروں - جیسا کہ یہ آیت قرآن
کی صاف بتلا رہی ہے - اور وہ یہ ہے - بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون
الیہ ان شاء - سورہ الانعام الجزو نمبر ۷ - اور اگر ہم تنزلاً مان بھی لیں کہ اس
مقام میں لفظ ادعو سے عام طور پر دعا ہی مراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں
دیکھتے کہ یہاں دعا سے وہ دُعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو - اور تمام شرائط کو جمع کرلینا
انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو - اور یہ بھی یاد رہے کہ
دعا کرنے میں صرف تضرع کافی نہیں ہے - بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی
اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے
یا جسکے لئے دعا کی گئی ہے اُسکی دُنیا اور آخرت کے لئے اُس بات کا حاصل ہونا خلاف
مصلحت الٰہی بھی نہ ہو - کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو سب جمع ہو جاتے ہیں
مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلاف مصلحت الٰہی ہوتی ہے - اور
اُسکے پورے کرنے میں خیر نہیں ہوتی - مثلاً اگر کسی ماں کا پیارا بچہ بہت الحاح اور رونے
سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اُسکے ہاتھ میں پکڑا دے - یا ایک زہر
جو بظاہر خوبصورت معلوم ہوتی ہے اُسکو کھلا دے تو یہ سوال اُس بچہ کا ہرگز اُسکی
ماں پورا نہیں کریگی - اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن
کوئی عضو اُسکا بیکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد وہ بچہ اپنی اُس احمق والدہ کا سخت

شاکی ہوگا - اور بجز اسکے اور بھی کئی شرائط ہیں کہ جب تک وہ تمام جمع نہ ہوں
اُس وقت تک دعا کو دعا نہیں کہہ سکتے - اور جب تک کسی دعا میں پوری روحانیت
داخل نہ ہو - اور جس کے لئے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتا ہے اُن میں استعداد قریبہ
پیدا نہ ہو تب تک توقع اثر دعا امید موہوم ہے - اور جب تک ارادہ الٰہی قبولیت
دعا کے متعلق نہیں ہوتا تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتیں - اور ہمتیں پوری توجہ
سے قاصر رہتی ہیں - سید صاحب اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ دار آخرت کی سعادتیں
اور نعمتیں اور لذتیں اور راحتیں جنکی نجات سے تعبیر کی گئی ہے ایمان اور ایمانی
دعاؤں کا نتیجہ ہیں پھر جبکہ یہ حال ہے تو سید صاحب کو ماننا پڑا کہ بلاشبہ ایک مومن
کی دعائیں اپنے اندر اثر رکھتی ہیں اور آفات کے دور ہونے اور مرادات کے حاصل
ہونے کا موجب ہو جاتی ہیں کیونکہ اگر موجب نہیں ہوسکتیں تو پھر کیا وجہ کہ قیامت
میں موجب ہو جائینگی - سوچو اور خوب سوچو کہ اگر درحقیقت دعا ایک بے تاثیر چیز ہے
اور دنیا میں کسی آفت کے دور ہونے کا موجب نہیں ہوسکتی تو کیا وجہ کہ قیامت کو
موجب ہو جائیگی یہ بات تو نہایت صاف ہے کہ اگر ہماری دعاؤں میں آفات سے
بچنے کے لئے درحقیقت کوئی تاثیر ہے تو وہ تاثیر اس دنیا میں بھی ظاہر ہونی چاہیئے
تا ہمارا الیقین بڑھے اور امید بڑھے اور تا آخرت کی نجات کے لئے ہم زیادہ سرگرمی سے
دعائیں کریں - اور اگر درحقیقت دعا کچھ چیز نہیں صرف پیشانی کا نوشتہ پیش آتا ہے
تو جیسا دنیا کی آفات کے لئے بقول سید صاحب دعا عبث ہے اسی طرح آخرت کے
لئے بھی عبث ہوگی اور اُسپر امید رکھنا طمع خام - اب میں اس بارے میں اس سے
زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین با انصاف میرے اس بیان کو خود سے پڑھکر

سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے سید صاحب کی غلط فہمی کا ثبوت کافی دیدیا ہے۔ ماسوا اسکے
اگر سید صاحب اب بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو ایک دوسرا طریق بھی ان پر
حجت پورا کرنیکے لئے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ طالب حق ہونگے تو اعراض نہیں کرینگے۔

اور سید صاحب کی دوسری کتاب جسکا نام تحریر فی اصول التفسیر ہے۔ انکی اس
کتاب سے بالکل متناقض اور مغایر پڑی ہوئی ہے۔ گویا سید صاحب نے کسی مدہوشی کی
حالت میں یہ دونوں رسالے لکھے ہیں۔ کیونکہ سید صاحب استجابت دعا کے رسالہ
میں تو تقدیر کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور اسباب عادیہ کو گویا ہیچ خیال کرتے ہیں اور اسی
بنا پر استجابت دعا سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا منجملہ اسباب عادیہ کے ہے۔ جبپر ایک
لاکھ سے زیادہ نبی اور کئی کروڑ ولی گواہی دیتا چلا آیا ہے * اور نبیوں کے ہاتھ میں بجز
دعا کے اور کیا تھا۔ اور دوسرے رسالہ میں گویا سید صاحب تقدیر کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے

---

* حاشیہ۔ قطب ربانی وغوث سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جسقدر اپنی
کتاب فتوح الغیب میں کامل کی توجہ اور دعا کا اثر اپنے تجارب کے رو سے لکھا ہے۔ ہم عام فائدہ
کے لئے وہ عبارتیں مع ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں۔ اس تحریر سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک
فن میں اسی شخص کی شہادت معتبر سمجھی جاتی ہے جو اس فن کا محقق ہوتا ہے۔ پس اس بنا
پر استجابت دعا کی فلاسفی اس شخص کو سچے طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔ جسکو خداوند تعالیٰ سے
سچے تعلقات صدق اور محبت کے حاصل ہوں۔ پس سید احمد خاں صاحب سے اس پاک
فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہے جیسے ایک بیطار سے کسی انسان کی مرض کا علاج پوچھنا۔ سید
صاحب اگر کسی دنیوی گورنمنٹ کے تعلقات انکی رعایا کے ساتھ بیان کریں تو بلاشبہ
وہ اس بات کے لائق ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں خدائی لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ عبارتیں یہ ہیں
فاجعل انت جملتک واجزاءک اصناما مع سائر الخلق ولا تطع
شیئا من ذالک ولا تتبعہ جملۃ فتکون لبیبا احمر فلا تکاد تری فیحیٰن تکون

کیونکہ تمام اشیا کو انہوں نے ایک مستقل وجود قرار دیدیا ہے کہ گویا وہ تمام چیزیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔ اب اسکو انکی تبدیل اور تغییر پر کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور گویا اسکی خدائی فقط ایک تنگ دائرہ میں محدود ہے اور اسکے قادرانہ تصرفات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور اشیا پر حالت وارد ہے وہ اسکی تقدیر نہیں۔ بلکہ اب وہ مخلوقات کی ایک ذاتی خاصیت ہے جو قابل تغیر و تبدیل نہیں کیونکہ **تقدیر کے مفہوم کو اختیار مقدر** لازم پڑا ہوا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جن خواص پر خدا تعالیٰ کا کچھ بھی اختیار باقی نہیں رہا تو پھر ان خواص کو اسکی تقدیر کیونکر کہنا چاہئے اور اگر اختیار ہے تو پھر امکان تبدیل باقی ہے۔ غرض سید صاحب نے اس دوسرے رسالہ میں مقدر حقیقی کی حکومت تمام چیزوں کے سر پر سے ایسی اٹھا دی ہے کہ وہ اپنے خواص میں (بقول سید صاحب) تابع مرضی مالک نہیں رہیں۔ بلکہ ایک مزارعان کی پانچویں دفعہ کے موروثیوں کے لئے جو حقوق

بقیہ حاشیہ وارث کل نبی و رسول و بك ختم الولایۃ و تنکشف الکروب و بك تسقی الغیوث و بك تنبت الزروع و بك تدفع البلایا والمحن عن الخاص والعام و اهل الثغور و تقلبك ید القدرۃ و ید هو كـ لسان الازل و تناول مناول من سلف من اولی العلم و ید علیك التکوین و خرق العادات و تؤمن علی الاسرار و العلوم اللدنیۃ و غیر اشبهها۔

ترجمہ۔ یعنے اگر تو خدا تعالیٰ کا مقبول بننا چاہتا ہے تو اس بات پر یقین کر لے اور ایسا سمجھ لے۔ کہ تیرے ہاتھ تیرے پاؤں تیری زبان تیری آنکھ اور تیرا سارا وجود اور اسکے تمام اجزا و تیری راہ میں بہت ہی ہیں۔ اور مخلوق میں سے دوسری تمام چیزیں بھی تیری راہ میں بت ہیں۔ نیز تیرے نیچے تیری بیوی اور پھر یک دنیا کی مراد جو تو چاہتا ہے اور دنیا کا مال اور دنیا کی عزت اور دنیا کا ننگ و ناموس اور دنیا کا رجا اور خوف اور زید و بکر پر توکل اور خالد و ولید کی ضرر رسانی کا خوف یہ سب تیری راہ میں بت ہیں۔ سو تو ان بتوں میں سے کسی کا

انگریزوں نے قایم کیئے ہیں۔ یعنے یہ کہ مالک کو کسی قسم کے تصرف کا ان پر اختیار نہیں
ہوگا۔ اسی قسم کی موروثی سید صاحب نے بھی تمام چیزوں آگ وغیرہ کو ٹہرادیا ہے۔ بلکہ
سید صاحب کے قانون میں انگریزوں کے قانون سے زیادہ تشدد ہے کیونکہ انگریزوں
نے پانچویں دفعہ کے موروثی کے اخراج کے لئے ایک صورت قایم بھی کردی ہے اور وہ
یہہ ہے کہ جب موروثی ایک سال تک لگان واجب کا ایک حصہ خواہ ۳م بھی ہوں
ادا نہ کرے تو خارج ہوسکتا ہے۔ مگر سید صاحب نے تو ہر حال میں حقوق مالک کو تلف
کردیا۔ اور یہ ظلم عظیم ہے۔

اور سید صاحب نے جو اپنے دوست حریف سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا
ہے۔ سو مین نے مناسب سمجہا کہ اس جگہہ ہی سید صاحب کی کسیقدر میں ہی خدمت
کردوں کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ سب سے

بقیہ حاشیہ فرماں بردار مست ہو۔ اور سارا اسی کی پیروی میں غرق نہ ہوجا۔ یعنے صرف بقدر
حقوق شرعیہ اور سنن صالحین اسکی رعایت رکہہ۔ پس اگر تو نے ایسا کرلیا۔ تو تو بہ ہمہ
ہوجائیگا۔ اور تیرا مقام نہایت رفیع ہوگا۔ یہانتک کہ تو نظر نصیب آئیگا۔ اور خدا تعالٰی تجھے
اپنے نبیوں اور رسولوں کا وارث بنا دیگا یعنے انکے علوم و معارف اور برکات جو مخفی
اور ناپدید ہوگئے تھے۔ وہ از سر نو تجہہ کو عطا کئے جائینگے اور ولایت تیرے پر ختم
ہوگی یعنے تیرے بعد کوئی نہیں آئیگا۔ جو تجہہ سے بڑا ہو۔ اور تیری دعاؤں اور تیری
عقد ہمت اور تیری برکت سے لوگوں کے سخت غم دور کئے جائینگے۔ اور قحط دور
کے لئے بارشیں ہونگی۔ اور کہیتیاں اُگیں گی۔ اور بلائیں اور محنتیں ہر یک خاص و
عام کی یہانتک کہ بادشاہوں کی مصیبتیں تیری توجہ اور دُعا سے دور ہونگی۔ اور
ید قدرت تیرے ساتھہ ہوگا۔ اور جس طرف وہ پہرے اُسی طرف تو پہریگا۔ اور
لسان الازل تجہے اپنی طرف بلائیگی۔ یعنے جو کچہہ تیری زبان پر جاری ہوجائیگا

اوّل معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جسکی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اِسکی کوئی صداقت ایسی نہیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اسکے خود اُسی میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنے کریں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں۔ بلکہ ان معنے کی دوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ وہ معنے بالکل باطل ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بینہ کا اسکا مصدق ہو۔

دوسرا معیار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول

بقیہ حاشیہ وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اس میں برکت رکھی جائے گی اور تو ان تمام راستبازوں کا قایم مقام کیا جائیگا۔ جنکو تجھ سے پہلے علم دیا گیا۔ اور تکوین تیرے سپرد کیجائیگی۔ یعنے تیری دعا اور تیری توجہ عالم میں تصرف کریگی۔ اور پھر اگر تو معدوم کو موجود کرنا یا موجود کو معدوم کرنا چاہیگا تو وہی ہو جائیگا اور امور خارق عادت تجھ سے ظاہر ہونگے۔ اور تجھ کو اسرار اور علوم لدنیہ اور معارف غریبہ عطا ہونگے۔ جنکے لئے تو امین اور مستحق سمجھا جائیگا۔ منہ

کرے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آں حضرت کے نوروں کو حاصل کرنیوالے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی انکی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ انکا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار خود اپنا نفس مطہر لیکر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفس مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ یعنے قرآن کریم کے حقائق صرف ان پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ انکو شناخت کرلیتا ہے اور سونگھ لیتا ہے۔ اور اسکا دل بول اٹھتا ہے۔ کہ ہاں یہی راہ سچی ہے اور اسکا نور قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحب حال نہ ہو۔ اور اس تنگ راہ سے گذرنے والا نہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں۔ تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مفسر القرآن نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ من فسر القران برایہ فاصاب فقد اخطا یعنے جسنے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی۔ اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب بھی اسنے بری تفسیر کی۔

پانچواں معیار لغت عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قایم کردیئے ہیں۔ کہ چنداں لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں ہاں موجب زیادت بصیرت بیشک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱ معیار ہفتم

سید صاحب نے اپنی کسی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں ٹھہرایا اور نہ ٹھہرانا چاہتے ہیں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے بلکہ اُسکو صرف ملکۂ فطرت خیال کرتے ہیں سو انکی اس رائی کی نسبت ہی اس جگہ کسیقدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے دور ڈالنے والی رائے ہے کہ وحی اللہ کو صرف ملکۂ فطرت خیال کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق و کلام سے لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اُسی کے پڑھنے کی اُسکو رغبت دیتا ہے اسی کے مناسب یہ شعر ہے کہ۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔ میل اُو را در دلش انداختند۔ اس تعلیم یابی کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا حرکت کرتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اُس علم کی اُسکو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اُس فن کے متعلق نئے نئے امور منجانب اللہ اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہیں اگر ہم انکا نام الہام یا القا نام رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا کیونکہ بلا شبہ وہ تمام عمدہ باتیں جنسے انسانوں کو نفع پہنچتا ہے خدا تعالی کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے فالھمھا فجورھا وتقوٰیھا یعنے بُری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں وہ خدا تعالی کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لایق ہوتا ہے کہ اچھی باتیں اُسکے دل میں پڑیں اور بُرا آدمی اپنی بُری طبیعت کی وجہ سے اس لایق ٹھہرتا ہے کہ بُری خیالات اور بدذاتی کی تجویزیں اُسکے دل میں پیدا ہوتی رہیں اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات کے حاصل کرنیکے لئے فطرتاً ایک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے اور بُرا انسان فطرتاً ایک بُرا ملکہ رکھتا ہے چنانچہ اسی ملکہ فطرتی کی وجہ سے بہتسے لوگ اچھی اور بُری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا انبیا کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرت ہے جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو حقیقت معلوم شد کیونکہ انبیا کی وحی کو صرف ایک ملکہ فطرت قرار دیکر پھر انبیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔ شاید سید صاحب اس جگہ یہ فرما دیں کہ ہم وحی متلو کے قایل ہیں یعنے قرآن کریم بالفاظہ وحی ہے مگر میں سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہوں وہ اُس وحی متلو کے ہرگز قایل نہیں جسکے ہم لوگ قایل ہیں ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہوں ذہن میں آ ہی نہیں سکتے لیکن پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اُس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں گو عام القا اور الہام کا مفہوم مدنظر رکھ کر حدیث کے الفاظ بھی منجانب اللہ ہیں چنانچہ آیت وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اس پر شہادت دے رہی ہے۔ یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلا دیتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہونگے مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لئے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اُسکے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پا گئی کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خدا تعالی کی طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہے اور انمیں بھی سمجھا سکتا ہوں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اُس ملکہ کے وقتاً فوقتاً انکو الہام ہوتا رہتا ہے مثلاً

جسطرح ریل ایجاد کی اسکو بھی القا ہی ہوا تھا اور جو تار برقی کا موجد گذرا ہے وہ بھی ان معنون کرکے ملہم ہی تھا تو وہی اعتراض جسکا ذکر ہم کر چکے ہین سید صاحب پر وارد ہوگا اگر سید صاحب یہ جواب دین کہ درحقیقت نفس القا میں تو انبیاء اور حکما کا فر اور مومن برابر ہین مگر فرق یہ ہے کہ انبیا کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو ایسے جواب میں سید صاحب کو اس بات کا قائل ہونا پڑیگا کہ وحی نبوت کو دیگر الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتے صرف یہ مابہ الامتیاز ہے کہ انبیا کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہیں تھی لیکن یہ دعوی بے دلیل ہے بلکہ سراسر تحکم ہے کیونکہ اس صورت مین ہمین ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیر حکما کے مواعظ اور نصایح اور اخلاقی باتون کا جو غلطیون سے پاک اور قرآن کے موافق ہے اسکو بلا شبہ کلام الٰہی سمجھین اور قرآن مجید کے برابر قرار دیدین اور اسکی وحی متلو ہونے پر ایمان لاوین اور دوسرا حصہ جسمین غلطی ہو اسکو اسی طرح اجتہادی غلطیون کی مد مین داخل کر دین جیسا کہ انبیاء سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے لحاظ سے ایسے حکماء بلکہ کفار کو بھی نبی سمجھ لین۔

اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ قریب ہے کہ سید صاحب کا ایمان اس سے ضایع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقع پر نبوتین وغیرہ حکما کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلی سمجھنے لگین۔ افسوس کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنے سمجھنے کے لئے قرآن کو ہی معیار ٹھہراتے تو اس ہلاکت کے گڑھے مین گرنے سے بچ جاتے۔ قرآن نے کسی جگہ اپنی وحی کی یہ مثال پیش نہین کی کہ وہ اُس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اُس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

اور اگر سید صاحب لکھنے کے وقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے کہ وحی الٰہی کیا شے ہے اور کیونکر نازل ہوتی ہے تو تب بھی اس لغزش سے بچ جاتے اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیر مسلمانون کو تباہ کر دیا اور قریب قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کھو کر اس فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا جس مین کافر اور بے ایمان بھی شریک ہین۔

اسوقت مین محض للہ اپنی ذاتی شہادت سید صاحب کی خدمت مین پیش کرتا ہون شاید خدا تعالی اُن پر فضل کرے۔ سو اے عزیز سید مجھے اس جل شانہ کی قسم ہے کہ یہ بات واقعی صحیح ہے کہ وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہے جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ مین ہر روز دیکھتا ہون کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اول یکدفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے تب مین ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہون اور میری حس اور میرا ادراک اور ہوش گو گمشدہ باقی ہوتا ہے مگر اُسوقت مین پاتا ہون کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی مین لے لیا ہے اور اُسوقت احساس کرتا ہون کہ میری ہستی کی تمام رگین اُسکے ہاتھ مین ہین اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہین بلکہ اُسکا ہے جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اُس وقت سب سے پہلے خدا تعالی دل کے اُن خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اُسکو منظور ہوتا ہے تب ایک عجیب کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد دیگرے نظر کے سامنے آتی ہین اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل مین آیا کہ وہ فلان مرض سے صحت یاب ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اُس پر ایک ٹکڑہ کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اُسکے گرنے کے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہے پھر وہ متفدمہ طے ہو کر دوسرا خیال سامنے آتا ہے اور پھر وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا اور ادھر ساتھ ہی ایک ٹکڑہ الہام کا اُس پر گرا جیسا کہ ایک تیرانداز ہر یک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا ہے اور مین اُسوقت مین محسوس ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ خیالات کا ہماری ملکہ فطرت سے پیدا ہوتا ہے اور کلام جو اُس پر گرتا ہے وہ اوپر سے نازل ہوتا ہے اگرچہ شعرا وغیرہ کو بھی سوچنے کے بعد القا ہوتا ہے مگر اس وحی کو اُس سے مناسبت دینا سخت بے تمیزی ہے کیونکہ وہ القا غوض اور فکر کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور ہوش و حواس کی قائمی اور نفسانیت کی حد مین ہونے کی حالت مین ظہور کرتا ہے لیکن یہ القا صرف اُسوقت ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالی کے تصرف مین آجاتا ہے اور اپنا ہوش اور اپنا غوض کسی طور سے اسمین دخل نہین رکھتا اُسوقت زبان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی زبان نہین اور ایک دوسری زبردست طاقت اُس سے کلام

چراغ مطرب چہ در سلسلہ افتادہ بود ... ...

در کار خدا نہ قیاس و بیاس ... ...

لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہوجاتی ہے- اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے-

چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے- کیونکہ خداوند تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں کلی تطابق ہے-

ساتواں معیار- وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں-

اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے- اور **بغیر نبوّت اور تجدید احکام کے** وہ سب باتیں اُسکو دیجاتی ہیں جو نبی کو دیجاتی ہیں اور اسپر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کیجاتی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس پر وہ سب امور بطور انعام کرام کے وارد ہوجاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں سو اسکا بیان محض اٹکلیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے- اور سنکر بولتا ہے اور یہ راہ اس اُمت کے لئے کھلی ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وارث حقیقی کوئی نہ رہے اور ایک شخص جو دنیا کا کیڑا اور دنیا کے جاہ وجلال اور ننگ وناموس میں مبتلا ہے وہی وارث علم نبوت ہو کیونکہ خداتعالیٰ وعدہ کرچکا ہے کہ بجز مطہرین کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائیگا بلکہ یہ تو اس پاک علم سے بازی کرنا ہے کہ ہر ایک شخص باوجود اپنی آلودہ حالت کے وارث النبی ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ بھی ایک سخت جہالت ہے کہ ان وارثوں کے وجود سے انکار کیا جائے اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسرار نبوت کے اب صرف بطور ایک گزشتہ قصہ کے تسلیم کرنا چاہئے-

---

بجنا وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہے اور نہ ہونا ممکن ہے اور نہ انکا کوئی نمونہ موجود ہے- بات یوں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام نہ زندہ مذہب نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبوں کی طرح یہ بھی مُردہ مذہب ہوتا اور اس صورت میں

اعتقاد مسئلہ نبوت بھی صرف ایک قصہ ہوتا جسکا گذشتہ قرنوں کی طرف حوالہ دیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کر سکے اُسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی برنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔ سو اسنے ایسا ہی کیا۔ محدّث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور انکا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوّت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دُنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب انکی نسبت کچھہ رائے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھہ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت انکے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے خدا تعالیٰ نے مجھہ کو اِس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کیجائے سو یہی ہو رہا ہے قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربانی کھُل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسُنوں اور نوروں اور برکتوں

کا خدا تعالیٰ نئے سرسے جلوہ دکھا رہا ہے جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جسمیں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب اللہ اور رسول کریم کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جسکی بنیادی اینٹ اسنے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور یہ کہنا کہ اب وحی ولائت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں ہو سکتے اور دُعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے۔ نہ سلامتی کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو رد مت کرو اُٹھو آزماؤ اور پرکھو پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمولی عقل اور معمولی باتوں کا انسان ہے تو قبول نہ کرو۔ لیکن اگر کرشمہ قدرت دیکھو اور اسی **ہاتھ کی چمک پاؤ** جو موید ان حق اور مکلمان الٰہی میں ظاہر ہوتا رہا ہے تو قبول کرلو اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے کہ وہ اسلام کو مُردہ مذہب رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمیشہ یقین اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھُلا رکھنا چاہتا ہے۔ بھلا تم آپ ہی سوچو کہ اگر کوئی وحی نبوت کا منکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سراسر وہم ہے تو اُسکے موُنہہ بند کرنیوالی بجز اسکے نمونہ دکھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے۔ کیا یہ خوشخبری ہے یا بدخبری۔ کہ آسمانی برکتیں صرف چند سال اسلام میں رہیں۔ اور پھر وہ خشک اور مُردہ مذہب ہوگیا۔ اور کیا ایک سچے مذہب کے لئے یہی علامتیں ہونی چاہئیں!!!۔

غرض صحیح تفسیر کے لئے یہ معیار ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سید صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اپنے اکثر مقامات میں محروم و بےنصیب ہے اور اس وقت اسے تعرض کرنا ہمارا مقصود نہیں سید صاحب کو قانون قدرت پر

بڑا ہی ناز تھا۔ مگر اپنی تفسیر میں وہ قانون قدرت کا لحاظ بھی چھوڑ گئے۔ مثلاً ان کا
یہ اعتقاد کہ وحی نبوت بجز اپنے ہی فطرت کے ملکہ کے اور کچھ چیز نہیں اور اسی طرح
خدا تعالیٰ میں ملائکہ کا واسطہ نہیں۔ کس قدر خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے مخالف
ہے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے جسمانی قویٰ کی تکمیل کے لئے آسمانی توسط کے
محتاج ہیں۔ ہمارے اس بدنی سلسلہ کے قیام اور اغراض مطلوبہ تک پہنچانے کے
لئے خدا تعالیٰ نے آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں اور عناصر کو ہمارے لئے مسخر کیا
ہے۔ اور کئی وسائط کے پیرایہ میں ہو کر اس علت العلل کا فیض ہم تک پہنچتا ہے
اور بے واسطہ ہرگز نہیں پہنچتا۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھوں کو نور خداوند تعالیٰ ہی سے
ملتا ہے کیونکہ وہی تو علت العلل ہے۔ مگر وہ آفتاب کے واسطے ہماری آنکھوں تک
پہنچتا ہے ہم ایک چیز بھی نظام ظاہری میں ایسی نہیں دیکھتے جس کو خدا تعالیٰ بلا واسطہ
آپ ہی اپنا مبارک ہاتھ لمبا کر کے ہمیں دیدے۔ بلکہ ہر ایک چیز وسائط کے ذریعہ سے
ہی ملتی ہے۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے ظاہری قویٰ کی خلقت تام نہیں ہے
یعنی ایسا نہیں ہے کہ مثلاً مستقل طور پر روشن ہوں اور آپکے مجوزہ ملکہ وحی کی طرح
ایسا ان میں ملکہ موجود ہو جو آفتاب کے واسطہ سے ہمکو مستغنی کر دے۔ پھر اس
نظام کے برخلاف بے اصل باتیں آپکی کیونکہ صحیح ٹھہر سکیں۔ ماسوا اسکے ذاتی تجارب
کی شہادت جو سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے آپکی اس رائے کی سخت تکذیب کرتی ہے
کیونکہ یہ عاجز قریباً گیارہ برس سے شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہے اور اس بات
کو بخوبی جانتا ہے۔ کہ وحی درحقیقت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے۔ وحی کی
مثال اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے ساتھ دیجاوے۔ تو شاید کسی قدر تار برقی

سے مشابہ ہے جو اپنے ہر یک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی
کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید الاثر
تصرف کا احساس ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار
میں ایسا دبا لیتا ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اسکی طرف ایسا کھینچا گیا ہوں کہ میری
کوئی قوت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس تصرف میں کھلا اور روشن کلام سنتا
ہوں۔ بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں*۔ اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے
مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور وہ کلام بسا اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور
ایسا تصرف اور اخذ خارجی ہوتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اب اس سے
انکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہے۔

مناسب ہے کہ سید صاحب موت سے پہلے اس صداقت کو آج مان لیں۔ اور
آسمانی وحی کی توہین نہ کریں۔

تعجب ہے کہ وہ نظام ظاہری کو تو دیکھتے ہیں اور پھر نظام باطنی کا اس پر قیاس نہیں
کرتے۔ نہیں سمجھتے کہ وہ خدا جس نے ہمارے نظام جسمانی کو اس طرح بنایا۔ کہ آسمان سے
ظاہری روشنی ہمارے لئے اُترتی ہے اور حقیقی مؤثر آسمانی وسائط کے ذریعہ سے
ہمارے جسمانی قویٰ پر اپنا فیض نازل کرتا ہے۔ اور بغیر واسطہ علل کے کوئی فیض
نازل کرنا اسکی عادت ہی نہیں۔ تو پھر کیونکر وہ خدا ہمارے روحانی نظام میں اس سلسلہ
وسائط سے بالکل ہمکو منقطع کر دیوے۔ کیا جسمانی طور سے ہم اس سلسلہ سے منقطع
ہیں۔ یا درحقیقت ایک سلسلہ وسائط میں بندھے ہوئے ہیں جو علت العلل
سے شروع ہو کر ہم تک پہنچتا ہے۔ اس بحث پر غور کرنے کیلئے ہماری کتاب

* نوٹ صرف اتنا ہی نہیں کہ ملایک بعض وقت نظر آتے ہیں بلکہ بسا اوقات ملایک کلام میں اپنا واسطہ ہونا
ظاہر کر دیتے ہیں۔ منہ

دیکھنا ہو تو آئینہ کمالات اسلام دیکھنے چاہیئے۔ خاصکر فرشتوں
کی ضرورت میں جس قدر مبسوط بحث آئینہ کمالات اسلام میں ہے اسکی نظیر کسی دوسری
تالیف میں نہیں پاؤ گے۔ اور سید صاحب کی خداشناسی کا اندازہ معلوم کرنیکے
لئے یہ اُنکے اقوال کافی ہیں۔ کہ وہ مخلوقات کو مقتدر حقیقی کے تصرفوں اور حکومتوں
سے بے نیاز کر بیٹھے ہیں۔ نہیں جانتے کہ خدا تعالی کی خدائی اُسکی قدرت کاملہ سے وابستہ
ہے۔ اور قدرت اسی کا نام ہے کہ اُسکے تصرفات اُسکی مخلوقات پر ہر آن غیر محدود ہوں
بلاشبہ یہ سچ ہے کہ **اگر اس مخلوقات کو اُسنے پیدا کیا ہے تو اپنی
غیر محدود ذات کی طرح غیر محدود تصرفات کی گنجایش بھی
رکھی ہوگی۔** تاکسی درجہ پر اُسکی خدائی کا تعطل لازم نہ آوے * اور اگر

* حاشیہ۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا تعالی کی غیر متناہی حکمت استحالات
غیر متناہیہ پر قادر ہے۔ حقائق اشیاء سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالی ایسا ہی
قادر سمجھا جائے کہ پانی کی صورت نوعیہ کو سلب کرکے ہوا کی صورت نوعیہ اس جگہ رکھ دے
یا ہوا کی صورت نوعیہ کو سلب کرکے آگ کی صورت نوعیہ اُسکی قایم مقام کردے یا آگ کی صورت
نوعیہ کو سلب کرکے اُن مخفی اسباب سے جو اُسکے علم میں ہیں پانی کی صورت نوعیہ میں لے آوے
یا مٹی کو کسی زمین کی تہ میں تصرفات لطیفہ سے سونا بناوے یا سونے کو مٹی بناوے تو
اس سے امان اُٹھ جائیگا اور علوم و فنون ضایع ہو جائیں گے۔
تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سراسر فاسد ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالے
اپنی مخفی حکمتوں کے تصرف سے عناصر وغیرہ کو صدہا طور کے استحالات میں ڈالتا رہتا ہے ایک
زمین کو ہی دیکھو کہ وہ انواع اقسام کے استحالات سے کیا کچھ بنتی رہتی ہے اُسی سے سم الفار
نکلتا ہے اور اُسی سے فاذ زہر اور اُسی سے سونا اور اُسی سے چاندی اور اُسی طرح
طرح کے جواہرات اور ایسا ہی بخارات کا صعود ہو کر کیا کیا چیزیں بنتی جاتی ہیں

نعوذ باللہ آریہ ہندوؤں کا قول صحیح ہے کہ پرمیشور ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنیوالا
نہیں تو اس صورت میں بلاشبہ ایسا کمزور پرمیشور کسی حد تک کچھ ضعیف سی حکومت
کرکے پھر ٹھہر جائیگا - اور ایک رسوائی کے ساتھہ اُسکی پردہ دری ہوگی - مگر ہمارا خداوند
قادر مطلق ایسا نہیں ہے - وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا
کرنیوالا ہے - اُسکی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کیا جائے تو بجز اُن خاص باتوں
کے جو اُسکی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کے منافی ہوں - باقی سب امور
پر وہ قادر ہے اور یہ بات کہ گو وہ قادر ہو مگر کرتا نہیں جا بجا یہ عجیب بیہودہ الزام ہے
جبکہ اُسکی صفات میں کل یوم ھو فی شان بھی داخل ہے - اور ایسے تصرفات
کہ پانی سے برودت دور کرے - یا آگ سے خاصیت احراق
زائل کردیوے اُسکی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کی منافی

بقیہ حاشیہ میں پیدا ہوجاتی ہیں اُنہیں بخارات میں سے برف گرتی ہے اور اُنھیں سے اولے
بنتے ہیں اور اُنھیں میں سے برق اور اُنھیں میں سے صاعقہ اور یہ بھی ثابت
ہوا ہے کہ کبھی کبھی آسمان سے راکھہ بھی گرتی ہے تو کیا ان حالات سے علم باطل ہوجاتے
ہیں یا ایمان اُٹھہ جاتا ہے -
اور اگر یہ کہو کہ ان چیزوں میں تو خدا تعالی نے پہلے ہی سے اُنکی فطرت میں ان تمام
استعدادات کا مادہ رکہا ہے تو ہمارا یہ جواب ہوگا کہ ہمنے کب اور کس وقت کہا ہم
کہ اشیاء متنازعہ فیہا میں ایسا مادہ منتشرہ کہ نہیں رکہا گیا بلکہ سچ اور سچا مذہب
تو یہی ہے کہ خدا تعالی نے جو اپنی ذات میں واحد ہے تمام اشیا کو شئے واحد کی طرح پیدا
کیا ہے تا وہ موجد واحد کی وحدانیت پر دلالت کریں سو خدا تعالی نے اسی وحدانیت
کے لحاظ سے اور نیز اپنی قدرت غیر محدودہ کے تقاضا سے استعدادات کا مادہ اُن میں
رکہا ہے اور بجز اُن روحوں کے جو اپنی سعادت اور شقاوت میں خالدین فیہا

نھیں ہیں تو پھر کیوں تحکم کی راہ سے کہا جاوے کہ ہمیشہ کے لئے اُسپر لازم ہو گیا ہے کہ اُن چیزوں کی خاصیت میں کبھی تصرف نہ کرے !!! - اس لزوم پر دلیل کیا ہے - اور وجہ کیا - اور خدا تعالیٰ کو اس بیوجہ التزام کی جو اُسکی خدائی کو بھی داغ لگاتا ہے ضرورت کیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ میں سیّد صاحب بھی اس کمزور خیال کے بودے پن کو سمجھ گئے ہیں اس لئے اپنے رکیک قول کے قایم رکھنے کے لئے اُنھوں نے ایک اور رکیک عُذر پیش کیا ہے - اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کسی جگہ آگ کے گرم ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے - اور کسی جگہ پانی کے سرد ہونے کی طرف ایما فرمایا ہے - اور کبھی کہا ہے کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہے - تو یہ بیانات جو حالات موجودہ کے اظہار کے لئے ہیں سیّد صاحب کی نظر میں بطور وعدہ کے

بقیہ حاشیہ ابد اکے مصداق ٹھہراے گئے ہیں اور وعدہ الٰہی نے ہمیشہ کے لئے ایک غیر متبدل خلقت اُن کے لئے مقرر کردی ہے باقی کوئی چیز مخلوقات میں سے استحالات سے بچی ہوئی معلوم نھیں ہوتی بلکہ اگر غور کرکے دیکھو تو ہر وقت ہر یک جسم میں استحالہ اپنا کام کر رہا ہے یہاں تک کہ علم طبعی کی تحقیقاتوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ تین برس تک انسان کا جسم بدل جاتا ہے اور پہلا جسم ذرّات ہوکر اُڑ جاتا ہے مثلاً اگر پانی ہے یا آگ ہے تو وہ بھی استحالہ سے خالی نھیں اور دو طور کے استحالے اُن پر حکومت کررہے ہیں ایک یہ کہ بعض اجزا تحلیل جاتے ہیں اور بعض اجزا جدیدہ آملتے ہیں دوسری یہ کہ جو اجزا تحلیل جاتے ہیں وہ اپنی استعداد کے موافق دوسرا جنم لے لیتے ہیں غرض اس فانی دنیا کو استحالات کے چرخ پر چڑھاے رکھنا خدا تعالیٰ کی ایک سنت ہے اور ایک باریک نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں بوجہ وحدت مبدء فیض اپنی اصل ماہیت میں ایک ہی ہیں گو ان چیزوں کا کمال کیمیاگر انسان نھیں بن سکتا اور کیونکر بنے حکیم مطلق نے اپنے اسرار حکمیہ غیر متناہیہ پر کسی دوسرے کو محیط نھیں کیا - اور اگر یہ کہو کہ اجرام علوی میں استحالات کہاں ہیں تو میں

ہیں جن میں تغییر و تبدیل ممکن نہیں اگر استخراج دلائل کا یہی طریق ہے تو سید صاحب پر بڑی مشکل
پڑیگی اور انکو ماننا پڑیگا کہ تمام بیانات قرآن کریم کے مواعید میں داخل ہیں۔ مثلاً خدا تعالی نے
جو حضرت ذکریا کو بشارت دیکر فرمایا انا نبشرک بغلام حلیم تو بموجب قاعدہ سید صاحب کے چاہئے
تھا کہ حضرت یحیی ہمیشہ غلام یعنے لڑکے ہی رہتے۔ کیونکہ خدا تعالی نے حضرت یحیی کو غلام کرکے پکارا ہے
اور یہ وعدہ ہوگیا۔ ایسی ہی اور بیسوں مثالیں ہیں سب کو بیان کرنا صرف وقت ضایع کرنا ہے اگر سید
صاحب کی نظر میں واقعات موجودہ کے بیان کرنے سے آئندہ کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کوئی وعدہ
لازم آجاتا ہے تو اُن سے ڈرنا چاہئیے کہ ایسا ہی وہ بات بات میں انسانوں پر الزام لگائینگے۔ اور ایک
موجودہ واقعہ کا بیان کرینگے تو وہ ایک دائمی وعدہ سمجھ لیں گے۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ سید صاحب

بقیہ حاشیہ۔ کہتا ہوں کہ بیشک اُن میں بھی استحالات اور تقلبات کا مادہ ہے گو ہمیں معلوم نہ ہو نہیں تو ایکدن نَزّوال پذیر
ہو جائینگے ماسوا اسکے ہزارہا چیزوں کے استحالات پر نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ کوئی چیز استحالہ سے خالی نہیں
مہتم پہلے زمین کے استحالات سے انکار کرو پھر آسمان کی بابت کرنا۔ تو کار زمین را نکو ساختی کہ با
آسمان نیز پرداختی۔ غرض جب انواع اقسام کے استحالات ہر روز مشاہدہ میں آتے ہیں اور وحدت ذاتی
الہی کا یہ تقاضا بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا منبع اور مبدء ایک ہو اور خدا تعالی کی الوہیت تامہ بھی
تبھی قائم رہ سکتی ہے کہ جب ذرہ ذرہ پر اُسکا تصرف تام ہو تو پھر یہ استبعاد اور یہ اعتراض کہ ان استحالات
سے امان اُٹھ جائیگا اور علوم ضائع ہو نگے اگر سخت غلطی نہیں تو اور کیا ہے اور ہم جو کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ
قادر ہے کہ پانی سے آگ کا کام لیوے یا آگ سے پانی کا کام تو اس سے یہ مطلب تو نہیں کہ اپنی حکمت
غیر متناہی کو اُس میں دخل نہ دے یوں ہی تحکم سے کام لے لیوے کیونکہ خدا تعالی کا کوئی فعل آمیزش حکمت
سے خالی نہیں اور نہ ہونا چاہئیے بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ جس وقت وہ پانی سے آگ کا کام یا آگ سے پانی کا
کام لینا چاہے تو اُس وقت اپنی اُس حکمت کو کام میں لائیگا جو اس عالم کے ذرہ ذرہ پر حکومت رکھتی
ہے گو ہم اُس سے مطلع ہوں یا نہ ہوں اور ظاہر ہے کہ جو حکمت کے طور پر کام ہو وہ علوم کو ضایع نہیں
کرتا بلکہ علوم کی اُس سے ترقی ہوتی ہے دیکھو مصنوعی طور پر پانی کی برف بنائی جاتی ہے یا برقی روشنی

اپنے آخری دن کو یاد کر کے چند ماہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں۔ اور **چونکہ میں مامور ہوں اور مبشر ہوں** اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ سید صاحب کے اطمینان کے لئے توجہ کرونگا۔ اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا نشان دکھلائے کہ سید صاحب کے مجوزہ قانون قدرت کو ایک دم میں خاک میں ملا دیوے اور اس قسم کے کام اب تک بہت ظہور میں آئے ہیں کہ جو سید صاحب کی نظر میں قانون قدرت کے مخالف ہیں۔ مگر اُنکا بیان کرنا بیفائدہ ہے کہ سید صاحب اُسکو ایک قصہ سمجھیں گے۔ سید صاحب وحی ولایت کی ایسی پیشگوئیوں سے بھی تو منکر ہیں جو بذریعہ الہام اولیاء اللہ کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی نظر میں وہ ایسی ہی خلاف قانون قدرت ہیں جیسا کہ آگ کا اپنی خاصیت احراق کو چھوڑ دینا۔

بقیہ حاشیہ پیدا کیجاتی ہے تو کیا اس سے امان اُٹھ جاتا ہے یا علم ضایع ہو جاتے ہیں۔

اِس جگہ ایک اور بھید یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیا سے جو خوارق کبھی اِس قسم کے ظہور میں آتے ہیں کہ پانی اُنکو ڈبو نہیں سکتا اور آگ اُنکو نقصان نہیں پہنچا سکتی اُسمیں بھی در اصل یہی بھید ہے کہ حکیم مطلق جسکی بے انتہا اسرار پر انسان حاوی نہیں ہو سکتا اپنے دوستوں اور مقربوں کی توجہ کے وقت کبھی یہ کرشمہ قدرت دکھلاتا ہے کہ وہ توجہ عالم میں تصرف کرتی ہے اور جن ایسے مخفی اسباب کے جمع ہونے سے مثلاً آگ کی حرارت اپنے اثر سے رُک سکتی ہے خواہ وہ اسباب اجرام علوی کی تاثیریں ہوں یا خود مثلاً آگ کی کوئی مخفی خاصیت یا اپنے بدن کی ہی کوئی مخفی خاصیت یا ان تمام خاصیتوں کا مجموعہ ہو وہ بباعث اُس توجہ اور اُس دُعا سے حرکت میں آتی ہیں تب ایک امر خارق عادت ظاہر ہوتا ہے مگر اس سے حقائق اشیاء کا اعتبار نہیں اُٹھتا ورنہ علوم ضایع ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی علوم الٰہیہ میں سے خود ایک علم ہے اور یہ اپنے مقام پر ہے اور مثلاً آگ کا محرق یا بالخاصیت ہونا اپنے مقام پر بلکہ یوں سمجھ لیجئے کہ یہ روحانی مواد ہیں جو آگ پر غالب آکر اپنا اثر دکھاتے ہیں اور اپنے وقت اور محل سے خاص ہیں اس دقیقہ کو دُنیا کی عقل نہیں سمجھ سکتی کہ انسان کامل خدا تعالیٰ کے

ایسا ہی دعا کی ذاتی تاثیرات بھی جن کے ذریعہ سے وہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ جسکے لئے دعا کی گئی سید صاحب کی نظر میں خلاف قانون قدرت ہیں۔ سو اگر سید صاحب میرے پاس آنہیں سکتے تو ان دونوں باتوں میں ہی وعدہ قبول حق کرکے مجھ کو اجازت دیں کہ اُنکی نسبت جناب الٰہی میں توجہ کرکے جو کچھ ظاہر ہو وہ شایع کروں اس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو جائیگا۔ اگر سید صاحب کی راے درحقیقت درست ہے تو میں اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہونگا۔ ورنہ عقلمند لوگ سید صاحب کے خراب عقیدوں سے نجات پاکر پھر اپنے عظیم الشان خدا تعالیٰ کو پہچان لیں گے۔ اور محبت سے اسکی طرف رجوع کریں گے۔ اور دُعا کے وقت اُس کی

بقیہ حاشیہ روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ اس جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اُسوقت ہر یک چیز اُس سے ایسی ڈرتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ سے اُسوقت اُسکو درندہ کے آگے ڈالدو آگ میں ڈالدو وہ اُس سے کچھ بھی نقصان نہیں اُٹھائیگا کیونکہ اس وقت خدا تعالیٰ کی روح اُسپر ہوتی ہے اور ہر یک چیز کا عہد ہے کہ اُس سے ڈرے یہ معرفت کا ایک اخیری بھید ہے جو بغیر صحبت کاملین سمجھ میں نہیں آسکتا چونکہ یہ نہایت دقیق اور پھر نہایت درجہ نادر الوقوع ہے اسلئے ہر ایک فہم اس فلاسفی سے آگاہ نہیں مگر یاد رکھو کہ ہر یک چیز خدا تعالیٰ کی آواز سنتی ہے ہر یک چیز پر خدا تعالیٰ کا تصرف ہے اور ہر یک چیز کی تمام ڈوریاں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اُسکی حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے جو ہر یک ذرہ کی جڑھ تک پہنچی ہوئی ہے اور ہر یک چیز میں اتنی ہی خاصیتیں ہیں جتنی اُسکی قدرتیں ہیں جو شخص اس بات پر ایمان نہیں لاتا وہ اُس گروہ میں داخل ہے جو ما قدروا اللہ حق قدرہٖ کے مصداق ہیں۔ اور چونکہ انسان کامل مظہر اتم تمام عالم کا ہوتا ہے اسلئے تمام عالم اُسکی طرف وقتاً فوقتاً کھینچا جاتا ہے وہ روحانی عالم کا ایک عنکبوت ہوتا ہے اور تمام عالم اُسکی تاریں ہوتی ہیں اور خوارق کا یہی سرّ ہے۔

ہر کار و بار ہستی اثری ست عارفاں را ۔ ز جہاں چہ دید آنکس کہ ندید ایں جہاں را ۔
منہ

رحمتوں سے نا امید [illegible] ہو [illegible] اُٹھانیکے وقت لذت اُٹھاسکینگے - اور خدا تعالی کے وجود کا فائدہ بھی تو یہی ہے - کہ ہماری دُعائیں سُنے - اور آپ اپنے وجود سے ہمیں خبر دے - نہ کہ ہم ہزار ہزار تکلیف سے ایک بت کی طرح ایک فرضی خدا دل میں قائم کریں - جسکی ہم آواز نہیں سُن سکتے - اور نہ اسکی نمایاں قُدرت کا کوئی جلوہ نہیں دیکھ سکتے - یقیناً سمجھو کہ وہ قادر خدا موجود ہے جو ہر چیز پر قادر ہے - وما غلت ایدیہ بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء ویفعل ما یرید - وھو علی کل شیئ قدیر - و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین -

---

روئے دلبر از طلبگاراں نمی دارد حجاب — می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں — عاشقی باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامنِ پاکش ز نخوتہا نمی آید بدست — ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم — جاں سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب
تا کلامش فہم و عقلِ ناسزایاں کم رسد — ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب
مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود — ذوقِ آں می داند آں مستی کہ نوشد آں شراب
اے کہ آگاہی ندادندت ز انوارِ دروں — در حقِ ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سرِ وعظ و نصیحت ایں سخن ہا گفتہ ایم — تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آں زخمِ خراب
از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا — چوں علاجِ مے ز مے وقتِ خمار و التہاب
اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست — سوئے من بشتاب بنمائیم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرت ہائے حق — قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲-۳-۴ سرورق

(اسکو غور سے پڑھو کہ اس میں آپ لوگونکے لئے خوشخبری ہے)

بخدمت امراء و رئیسان و منعمان ذوی مقدرت و والیان

ارباب حکومت و منزلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے بزرگان اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں تمام فرقوں سے بڑھ کر نیک ارادے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگوں کو اپنے پیارے دین کا سچا خادم بناوے میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے **مامور** کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی رو سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں سو یہ کام برابر دس برس سے ہو رہا ہے لیکن چونکہ وہ تمام ضرورتیں جو ہمکو اشاعت اسلام کے لئے درپیش ہیں بہت سی مالی امدادات کے محتاج ہیں اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ بطور تبلیغ آپ صاحبوں کو اطلاع دوں سو سنو اے عالیجاہ بزرگو ہمارے لئے اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں یہ مشکلات درپیش ہیں کہ ایسی تالیفات کے لئے جو لاکھوں آدمیوں میں پھیلانی چاہئیں بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت یہ ہے کہ اول تو

ان بڑے بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہیں اور اگر بعض پُرجوش
مردانِ دین کی ہمت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شایع ہو تو بباعث کم توجہی
اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر
نسخے اسکے یا تو سال ہا سال صندوقوں میں بند رہتے ہیں یا لاوجہ مفت تقسیم کئے
جاتے ہیں اور اس طرح اشاعت ضروریات دین میں بہت سا حرج ہو رہا ہے اور گو
خدا تعالیٰ اس جماعت کو دن بدن زیادہ کرتا جاتا ہے مگر ابھی تک ایسے دولتمند ہمارے ساتھ
کوئی بھی نہیں کہ کوئی حصہ معتدبہ اس خدمت اسلام کا اپنے ذمہ لیں۔ اس لئے اور نیز چونکہ یہ
عاجز خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر تجدید دین کے لئے آیا ہے اور نیز اللہ جلّ شانہٗ نے
یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امرا اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل
کریگا اور مجھے اسنے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے۔ سو اسی بنا پر آج مجھے خیال آیا کہ میں اربابِ دولت
اور مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریک کروں۔

اور چونکہ یہ دینی مدد کا کام ایک عظیم الشان کام ہے اور انسان اپنے شکوک و شبہات
اور وساوس سے خالی نہیں ہوتا اور بغیر شناخت وہ صدق بھی پیدا نہیں ہوتا جس سے
ایسی بڑی مددوں کا حوصلہ ہوسکے اسلئے میں تمام امرا کی خدمت میں بطور عام اعلان کے
لکھتا ہوں کہ اگر انکو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد و مہمات
اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں کہ تا میں اُن مقاصد کے پورے ہونے
کے لئے دعا کروں۔ مگر اس بات کو تصریح سے لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب پورا ہونے کے
وقت کہاں تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دینگے اور کیا انھوں نے اپنے دلوں

میں سمجھتا اور یقینی وعدہ کرلیا ہے کہ ضرور وہ اسقدر مدد دینگے اگر ایسا خط کسی صاحب کی
طرف سے مجھکو پہنچا تو میں اُسکے لئے دُعا کرونگا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بشرطیکہ تقدیر
مبرم نہ ہو ضرور خدا تعالیٰ میری دعا سنیگا اور مجھکو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگا۔ اس بات
سے نومید مت ہو کہ ہمارے مقاصد بہت پیچیدہ ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے
بشرطیکہ ارادہ ازلی اُسکے مخالف نہ ہو۔ اور اگر ایسے صاحبوں کی بہت سی درخواستیں آئیں
تو صرف انکو اطلاع دیجائیگی جنکے کشود کار کی نسبت از جانب حضرت عزّوجلّ خوشخبری
ملیگی۔ اور یہ امور منکرین کے لئے نشان بھی ہونگے اور شاید یہ نشان اسقدر ہو جائیں
کہ دریا کی طرح بہنے لگیں۔ بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ
اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اسکی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں
اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقایق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے
ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس
ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں
کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جسکی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد
کھلے کھلے دعویٰ کے ساتھ آتا سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت
کروگے ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اُسوقت کے علماء کی ناسمجھی اسکی سدراہ
ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل
نہیں لاسکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دیجاتی ہیں۔ اے
لوگو اسلام نہایت ضعیف ہوگیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ
ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہوگیا ہے ایسے وقت میں ہمدردی

٭ چاہیئے کہ خط نہایت احتیاط سے بذریعہ رجسٹری سربمہر آوے اور اُس راز کو قبل از وقت فاش نہ کیا جاوے اور اس جگہ بھی پوری امانت کے ساتھ وہ راز مخفی رکھا جائیگا اور اگر بجائے خط کسی معتبر کیلئے میرے پاس آوے تو یہ امر بہت زیادہ موثر ہوگا۔ منہ

سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردان خدا میں جگہ پاؤ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست ہر کسی در کار خود با دین احمد کار نیست

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاران تن ربود حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست

این خداوندانِ نعمت این چنین غفلت چراست ہیچ واز خوابید یا خود بختِ دین بیدار نیست

اے مسلمانان خدا را یک نظر بر حالِ دین آنچہ می بینم بلاہا حاجتِ اظہار نیست

آتش افتادہ است در رختش بخیزید ای یلان دیدنش از دور کارِ مردم و بیدار نیست

ہر زمان از بہرِ دین در خونِ دل من می تپد محرمِ این دردِ ما جز عالمِ اسرار نیست

آنچہ بر ما می رود از غم کہ داند جز خدا زہر می نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

ہر کسی غمخواری اہل و اقارب می کند ای دریغ این بیکسی ما ہیچ کس غمخوار نیست

خونِ دین بینم روان چون کشتگانِ کربلا اے عجب این مردمان را مہرِ آن دلدار نیست

حیرتم آید چو بینم بذل شان در کارِ نفس کاین ہمہ جود و سخاوت در رہِ دادار نیست

اے کہ داری مقدرت ہم عزمِ تائیداتِ دین لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست

بین کہ چون در خاک می غلطد ز جورِ ناکسان آنکہ مثلِ او بزیرِ گنبدِ دوار نیست

اندرین وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکسان جز دعاءِ بامداد و گریۂ اسحار نیست

اے خدا ہرگز مکن شاد آن دلِ تاریک را آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اے برادر پنج روزہ ایامِ عشرت ہا بود
مو رہا عیش و بہارِ گلشن و گلزار نیست

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

مطبع ریاض ہند قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد افضل الرسل و خاتم النبیین

اشتہار

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر یک عیب اور نقص سے منزہ سمجھ کر اور اس کی تمام پاک اور کامل صفتوں پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے وہ فقط **اسلام** ہے جس کی سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور ہر وقت مشاہدہ کی رو سے دیکھی جاتی ہیں اور جس کے سوا تمام مذہب بدیہی البطلان ہیں کیونکہ بعد تحقیق نہ ان کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ان پر چلنے سے ایک ذرہ روحانی برکت و قبولیت الٰہی مل سکتی ہے بلکہ ان کی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کور باطن رہتا اور سیہ دل ہو جاتا ہے جس کی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں

اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ (۱) **اول** تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت میں رجسٹری بھی کرالے۔ (۲) **دوم** ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے از بس ضروری ہیں۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکھلائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جن کو مؤلف یعنی اس خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے محقق و مصدق کر کے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں جن کو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر یک عام و خاص پر کھول دیا ہے اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہیں رکھا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتے ہیں جن کے اثبات میں اس بندۂ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق بہت سے سچے ثبوت دکھلائے ہیں کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوئی ہیں اور ان کی صداقت بہت سے مخالفین مذہب (آریوں وغیرہ) کی شہادت سے ثابت ہے درج کتاب کی ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد وقت** ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات **مسیح** ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے یہ سب ثبوت کتاب **براہین احمدیہ** کو پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ولا فخر والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ اور اگر اس **اشتہار** کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔ بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ **اے** خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدس کلام **قرآن شریف** پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں بالخصوص قوم **انگریز** جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جس کی شائستہ اور مہذب اور باحکم **گورنمنٹ** نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنسئل اللہ تعالیٰ خیرہم فی الدنیا والآخرۃ۔ اللّٰہم اہدہم وایدہم بروح منک واجعل لہم حظا کثیرا فی دینک واجذبہم بحولک وقوتک لیؤمنوا بکتابک ورسولک ویدخلوا فی دین اللہ افواجا۔ آمین ثم آمین والحمد للہ رب العالمین

المشتہر

خاکسار مرزا **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ ملک پنجاب

(بیس ہزار اشتہار چھاپے گئے)

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر پنجاب

TRANSLATION OF THE VERNACULAR NOTICE ON REVERSE.

Being inspired and commanded by God, I have undertaken the compilation of a Book named "Burahin-i-Ahmadia," with the object of reforming and reviewing the religion, and have offered a reward of Rs 10,000 to any one who would prove the arguments brought forward therein to be false. My object in this Book is to shew that the only true and the only revealed religion by means of which one might know God to be free from blemish, and obtain a strong conviction as to the perfection of His attributes is the religion of Islam in which the blessings of truth shine forth like the sun, and the impress of veracity is as vividly bright as the day-light. All other religions are so palpably and manifestly false that neither their principles can stand the test of reasoning nor their followers experience the least spiritual edification. On the contrary those religions so obscure the mind and divest it of discernment that signs of future misery among the followers become apparent even in this world.

That the Muhammadan religion is the only true religion, has been shown in this book in two ways: (1st), By means of 300 very strong and sound arguments based on mental reasoning (their cogency and sublimity being inferred from the fact that a reward of Rs. 10,000 has been offered by me to any one refuting them, and from my further readiness to have this offer registered for the satisfaction of any one who might ask for it): (2), From those Divine signs which are essential for the complete and satisfactory proof of a true religion. With a view to establish that Muhammadan religion is the only true religion in the world, I have adduced under this latter head 3 kinds of evidences: (1), The miracles performed by the Prophet during his lifetime, either by deeds or words which were witnessed by people of other persuasions and are inserted in this book in a chronological order (based on the best kind of evidences): (2), The marks which are inseparably adherent in the Alquran itself, and are perpetual and everlasting, the nature of which has been fully expounded for facility of comprehension: (3), The signs which by way of inheritances devolve on any believer in the Book of God and the follower of the true Prophet. As an illustration of this, I, the humble creature of God, by His help have clearly evinced myself to be possessed of such virtues by the achieving of many unusual and supernatural deeds, by foretelling future events and secrets, and by obtaining from God the objects of my prayers to all of which many persons of different persuasions like the Aryas, &c., have been eye-witnesses (A full description of these will be found in the said book).

I am also inspired that I am the Reformer of my time, and that as regards spiritual excellence, my virtures bear a very close similarity and strict analogy to those of Jesus Christ, and in the same way as the distinguished chief of prophets were assigned a higher rank than that of other prophets, I also by virtue of being a follower of the August Person (the benefactor of mankind, the best of the messengers of God) am favored with a higher rank than that assigned to many of the Saints and Holy Personages preceding me. To follow my footsteps will be a blessing and the means of salvation, whereas any antogonism to me will result in estrangement and disappointment. All these evidences will be found by perusal of the book which will consist of nearly 1800 pages of which about 592 pages have been published. I am always ready to satisfy and convince any seeker of truth. "*All this is a Grace of God, He gives it to whomsoever He likes, and there is no bragging in this.*" "Peace be to all the followers of righteousness!"

If after the publication of this notice any one does not take the trouble of becoming an earnest enquirer after the truth and does not come forward with an unbiassed mind to seek it, then my challenging (discussion) with him ends here, and he shall be answerable to God.

Now I conclude this notice with the following prayer: *Oh Gracious God guide the pliable hearts of all the nations, so that they may have faith on thy chosen Prophet (Muhammad) and on thy holy Alquran, and that they may follow the commandments contained therein, so that they may thus be benefited by the peace and the true happiness which are specially enjoyed by the true Muslims in both the worlds, and may obtain absolution and eternal life which is not only procurable in the next world, but is also enjoyed by the truthful and honest people even in this world. Especially the English nation who have not as yet availed themselves of the sunshine of truth, and whose civilized, prudent and merciful empire has, by obliging us by numerous acts of kindness and friendly treatments, exceedingly encouraged us to try our utmost for their welfare, so that their fair faces may shine with heavenly effulgence in the next world. We beseech God for their well being in this world and the next. Oh God guide them and help them with thy grace, and instil in their minds the love for thy religion, and attract them with thy power, so that they may have faith on thy Book and Prophet, and embrace thy religion in groups, Amen! Amen!*

"Praise be to God the supporter of creation!"

(Sd.) MIRZA GULAM AHMAD,
Chief of Kadian, District Gurdaspur, Panjab, India.

Ripon Press, Lahore, Punjab.

اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی
طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں
میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے
ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت
میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ مینے صرف یاوہ گوئی
کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شایع
کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اٹکلوں کی
بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو مینے
اسکے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے لیکھرام کی عمر اس وقت
شائد زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی
ہے اور اس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض
اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات
انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں
کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ مونہہ سے بولدیا کرتے ہیں میری دانست
میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنیکے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شائد اسکی نظیر
پچھلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا
مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا
جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے
اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا

ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں اگر زمانہ صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اُسمیں شروع ہے زمانہ بیشک حقیقی صداقتوں کا دوست ہے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے سادے لوگوں کا وقت گذر گیا ہے یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے گویا یہ زمانہ ایک ایسا بدزمانہ ہے کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پاکر پھر اُسکو قبول نہیں کرتا لیکن میں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھ سے فائدہ اٹھانیوالے وہی لوگ ہیں جو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض اُن میں سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صداقتوں کو بڑی شوق سے قبول کرتا جاتا ہے اور صرف اسیقدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یورپین انگریزوں کا گروہ جنکی سکونت مدارس کے احاطہ میں ہے ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں لکھدی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں آریوں کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جسطرح چاہیں حاشیے چڑھا دیں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اسوقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اُسی کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کے ساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور دلوں کو ہلا دیگا اور اگر اُسکی طرف سے نہیں تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر میں اسوقت رکیک تاویلیں کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا ...

[illegible]

... کہ وہ دوسرا شخص اُنہیں چند آدمیوں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا فالحمد للہ علی ذالک۔

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور موافقوں کیلئے موجب تسلی و تسکین ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشان آسمانی

جس کا دوسرا نام

شہادۃ الملہمین

از تالیفات امام ہمام مہدی و مسیح موعود مجدد الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بماہ جنوری ۱۸۹۶ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں چھپا

قیمت فی جلد ۳/
بار دوم
تعداد ۷۰۰

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قدرت کردگار مے بینم ‏ ‏ حالت روزگار مے بینم

از نجوم این سخن نمے گویم ‏ ‏ بلکہ از کردگار مے بینم

در خراسان و مصر و شام و عراق ‏ ‏ فتنۂ و کارزار مے بینم

ہمہ را حال مے شود دیگر ‏ ‏ گر یکے در ہزار مے بینم

قصۂ بس غریب مے شنوم ‏ ‏ غصۂ در دیار مے بینم

غارت و قتل لشکر بسیار ‏ ‏ از یمین و یسار مے بینم

بس فرومایگان بے حاصل ‏ ‏ عالم و خوندکار مے بینم

مذہب دین ضعیف می یابم ‏ ‏ مبدع افتخار مے بینم

دوستان عزیز ہر قومے ‏ ‏ گشتہ غمخوار و خوار مے بینم

منصب و عزل بیکچی عمال ‏ ‏ ہر یکے را دو بار مے بینم

ترک و تاجیک را بہم دیگر ‏ ‏ خصمی و گیر و دار مے بینم

مکر و تدویر و حیلہ در ہر جا ‏ ‏ از صغار و کبار مے بینم

بقعۂ خیر سخت گشت خراب ‏ ‏ جائے جمع شرار مے بینم

اندکے امن گر بود امروز ‏ ‏ در حد کوہسار مے بینم

گرچہ مے بینم این ہمہ غم نیست ‏ ‏ شادیٔ غمگسار مے بینم

بعد امسال و چند سال دگر ‏ ‏ عالمے چون نگار مے بینم

بادشاہ تمام دانائے ‏ ‏ سرور با وقار مے بینم

حکم امسال صورتے دگرست ‏ ‏ نہ چو پیدار و ار مے بینم

غین و رے سال چون گذشت از سال ‏ ‏ بوالعجب کار و بار مے بینم

گرد آئینہ ضمیر جہان ‏ ‏ گرد و زنگ و غبار مے بینم

ظلمتِ ظلم ظالمانِ دیار — بے حد و بے شمار مے بینم
جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد — درمیان و کنار مے بینم
بندہ را خواجہ وش ہمے یابم — خواجہ را بندہ وار مے بینم
ہر کہ ادبار پار بود امسال — خاطرش زیر بار مے بینم
سکۂ نو زنند بر رخ زر — درہمش کم عیار مے بینم
ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم — دیگرے را دو چار مے بینم
ماہ را روسیاہ مے نگرم — مہر را دل فگار مے بینم
تاجر از دور دست بے ہمراہ — ماندہ در رہگذار مے بینم
حال ہندو خراب مے یابم — جور ترک تتار مے بینم
بعض اشجار بوستان جہان — بے بہار و ثمار مے بینم
ہمدلیٔ و قناعت دے کھنچے — حالیا اختیار مے بینم
غم مخور زانکہ من درین تشویش — خرمی وصل یار مے بینم
چون زمستان بی چمن بگذشت — شمسِ خوش بہار مے بینم
دور او چون شود تمام بکام — پسرش یادگار مے بینم
بندگانِ جناب حضرت او — سربسر تاجدار مے بینم
بادشاہِ تمام ہفت اقلیم — شاہ عالی تبار مے بینم
صورت و سیرتش چو پیغمبر — علم و علمش شعار مے بینم
ید بیضا کہ با او تابندہ — باز با ذوالفقار مے بینم
گلشن شرع را ہمے بوئیم — گل دین را ببار مے بینم
تا چہل سال ای برادر من — دورِ آن شہسوار مے بینم
عاصیان از امام معصوم — خجل و شرمسار مے بینم
غازی دوستدار دشمن کش — ہمدم و یار غار مے بینم
زینت شرع و رونق اسلام — محکم و استوار مے بینم

گنج کسری و نقد اسکندر	همه برروے کار مے بینم
بعد ازان خود امام خواهد بود	بس جهان را مدار مے بینم
ا ح م و دال مے خوانم	نام آن نامدار مے بینم
دین و دنیا ازو شود معمور	خلق زو بختیار مے بینم
مهدی وقت و عیسی دوران	هر دو را شهسوار مے بینم
این جهان را چو مصر مے نگرم	عدل او را حصار مے بینم
هفت باشد وزیر سلطانم	همه را کامگار مے بینم
برکف دست ساقی وحدت	بادۂ خوشگوار مے بینم
تیغ آهن دلان زنگ زده	کند و بے اعتبار مے بینم
گرگ با میش شیر با آهو	در چرا با قرار مے بینم
ترک عیار مست مے نگرم	خصم او در خمار مے بینم

نعمت الله نشسته بر کنجے
از همه بر کنار مے بینم

اسجگہ منشی محمد جعفر صاحب اسبات پر زور دیتے ہین کہ یہ شعر یعنی ترک عیار گیا اس عاجز کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہے لیکن ایک عقلمند جو انصاف اور تدبر سے کچھ حصہ رکہتا ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ شعر اس قصیدہ کے مضامین کا ایک آخری مضمون ہے اور قصیدہ کی ترتیب سے بہداہت معلوم ہوتا ہے کہ اول مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور پھر اسکے بعد کوئی ایسا واقعہ پیش آویگا جو ترک عیار مست نظر آویگا اور اسکا دشمن بھی خمار مین دکہلا دیگا اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین بجز اس عاجز کے کسیسے مسیح موعود ہونیکا دعوی نہین کیا تا اسکو دعوی کی بنا پر یکے ناقص الفہم اس عاجز کو ترک قرار دیں پس اس شعر کے صحیح معنی یہ ہین کہ اُس مسیح کے ظہور کے بعد ترک کی سلطنت کچھہ سست ہو جائیگی اور سلطنت کا مخالف بھی یعنی روس فتحیابی کا کچھہ اچھا پہل نہین دیکھیگا اور آخر کار فتح کا سرور جاتا رہیگا اور خمار رہجائیگا اور نیز یہ شعر یعنی مہدی وقت و عیسی دوران صاف دلالت کرتا ہے کہ وہی مہدی موعود مسیح موعود بھی ہوگا حالانکہ سید احمد صاحب نے کبھی یہ دعوی نہین کیا کہ مین مسیح موعود بھی ہون۔ اور حدیثون کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت ترک کی سلطنت کچھہ ضعیف ہو جائیگی اور عرب

مصداق ہو سکتے ہین اور یہ بھی یاد رہے کہ مصرعہ ترک عیار مین لفظ عیار کا محل ذم مین نہین ہے بلکہ یہ لفظ فارسیونکی استعمال مین محل مدح مین آتا ہے۔ حافظ فرماتے ہین۔ خیال زلف تو پختن نہ کار خامان ست۔ کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری ست۔ منہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد واضح ہو کہ ان چند اوراق مین اُن بعض اولیا اور مجاذیب کی شہادتین درج ہین جنہون نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلے اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ اُنکے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اس زمانہ سے تیس۳۰ یا اکتیس برس پہلے اس عالم گذران سے گذر چکا ہے اور اگرچہ یہہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۷ مین مجمل طور پر شایع ہو چکی ہے لیکن ابکی دفعہ صاحب بیان کنندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے بہ تفصیل تمام اس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار مین شایع کر دیجائے۔

بیان کنندہ یعنی میان کریم بخش جسقدر اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اسکو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہو کر سُنے تو ممکن نہین کہ اُسکا ایک کامل اور عجیب اثر اُسکے دل پر پیدا نہ ہو۔ مینے میان کریم بخش کو اب ماہ مئی ۱۸۹۳ء مین دوبارہ لدہیانہ مین بلا کر اس پیشگوئی کی اُس سے مکرر تفتیش کی اور کئی مجلسون مین اسکو قسم دیکر پوچھا گیا کہ اسبارہ مین جو یقینی طور پر راست راست بات ہے اور خوب یاد ہے وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے اور یہہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سر مو کوئی خلاف واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کریگا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہین رہا تو خدا تعالیٰ کے سامنے اُسکا جواب دینا پڑیگا۔ بلکہ سچائی کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اُس پیر مرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لین اور سمجھہ لین کہ اگر آپکے بیان مین ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا

تو اسکا بوجھ آپکی گردنپر ہوگا اور حشر کے دنمین وہ طوق لعنت گردنمین پڑیگا جو مفتریون کی
گردنمین پڑا کرتا ہے۔ پھر بار بار کہا گیا کہ ای میان کریم بخش آپ پیر مرد آدمی ہین اور جیساکہ
سنا جاتا ہے تقوی اور صوم وصلوۃ کی پابندی سے آپکا زمانہ گذرا ہے اب اس باتکو
یاد رکھو کہ اگر یہہ پیشگوئی میان گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہین
ایک مشتبہ امر ہے یا خلاف واقعہ ہے تو اُسکے بیان کرنیسے تمام اعمال خیر سابقہ تمہاری
ضایع اور برباد ہو جائینگے اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا مین تم جہنم مین ڈالے
جاؤگے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہین تو میرے لئے اپنے ایمانکو ضایع مت کرو مین
نہ اس جہان مین تمہارے کام آسکتا ہون نہ اُس جہان مین۔ جو مجرم بنکر خدا تعالی کے
سامنے جائیگا اسکے لئے وہ جہنم ہے جسمین وہ نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا۔ بدبخت ہے
وہ انسان جو افترا کرکے اپنے مالک کو ناراض کرے اور سخت بدنصیب ہے وہ شخص کہ
ایک مجرمانہ کام کرکے ساری عمر کی نیکیان برباد کردیوے اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے
لئے کسی قسم کا خدا تعالی پر افترا کریگا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میری خوش کرنیکے
لئے مشہور کردیگا تو مین اسکو کتون سے بدتر اور سورون سے ناپاک تر سمجھتا ہون اور دونون جہانون
مین اس سے بیزار ہون کیونکہ اسنے ایک ذلیل خلق کیلئے اپنے عزیز مولی کو جھوٹھ بولکر ناراض
کردیا۔ اگر ہم مباک اور کذاب ہو جائین اور خدا تعالی کے سامنے افتراؤنسے نہ ڈرین تو ہزارہا
درجے ہم سے کتے اور سور اچھے ہین۔ سو اگر گناہ کیا ہی تو توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور یقیناً
سمجھو کہ خدا تعالی مفتری کو بے سزا نہین چھوڑیگا اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت
پر موقوف نہین۔ جسنے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہی اور مین اسکے ساتھ ہون میرے
لئے وہی پناہ کافی ہے یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضایع نہین کریگا۔ اور اپنے فرستادہ کو برباد
نہین کردیگا۔ یہ وہ تمام باتین ہین جو کئی دفعہ کئی مجلسون مین کہی گئین۔ لیکن اُسنے ان
سب باتونکو سنکر ایک درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے
رونا آتا تھا اور اسکے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت
سچائی سے بیان کر رہا ہے اور اسکے بیان کرنیمین جو چشم پر آب ہو کر ایک رقت کے

ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جسکے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا پس اُس روز یقین قطعی سے سمجھا گیا کہ یہہ پیشگوئی اس شخص کے رگ و ریشہ مین اتر گئی ہے اور اسکے ایمان کو اس سے اعلی درجہ کا فائدہ پہونچا ہی چنانچہ ہم ذیل مین اسکا وہ اشتہار جو اس نے الله جل شانہ کی قسم کھا کر ایک پر درد بیان مین لکھایا ہے درج کرینگے اسکے پڑھنے سے ناظرین جو با انصاف اور حقیقت شناس ہین سمجھ لینگے کہ کیسی اعلی شان کی وہ شہادت ہی۔

ماسوا اسکے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد با خدا نعمت الله نام نے جو ہندوستان مین اپنی ولایت اور اہل کشف ہونیکا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ مین لکھی ہے اور یہہ بزرگ سات سو انچاس برس پہلے ہمارے زمانہ سے گذر چکے ہین اور اسیقدر مدت انکے اس قصیدہ کی تالیف مین بھی گذر گئی ہے جسمین یہہ پیشگوئی درج ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ مین اس کوشش مین تھے کہ کسیطرح اُنکے مرشد سید احمد صاحب مہدی وقت قرار دیئے جائین اُس زمانہ مین انھون نے اس قصیدہ کو حاصل کر کے بہت کچھ سعی کی کہ یہہ پیشگوئی انکے حق مین ٹھہر جائے یہانتک کہ انھون نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اسکو شامل کر دیا لیکن اس پیشگوئی مین وہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسیطرح سید احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہین ٹھہر سکتے تھے۔ ہان یہہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق کا نام احمد لکھا ہے یعنی اُس آنیوالے کا نام احمد ہوگا اور نیز یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہی کہ وہ ملک ہند مین ہوگا اور نیز یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھوین صدی مین ظہور کریگا۔ پس بنظر سرسری خیال گذر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب مین یہہ تینون علامتین تھین لیکن ذرہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس پیشگوئی کو سید احمد صاحب موصوف سے کچھہ بھی تعلق نہین کیونکہ اول تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہی کہ وہ مجدد موعود تیرھوین صدی کے اوائل مین نہین ہوگا بلکہ تیرھوین صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کریگا یعنی چودھوین صدی کے سر پر ہوگا مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے تیرھوین صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہین پایا پھر چودھوین صدی کا مجدد انکو کیونکر ٹھہرایا جائے۔ ماسوا اسکے سید موصوف نے یہہ دعوی جو انکی نسبت بیان کیا جاتا ہی اپنی زبان سے کہین

نہین کیا اور کوئی بیان اُنکا ایسا پیش نہین ہو سکتا جسمین یہ دعوی موجود ہو اور ان سب باتون سے
بڑھکر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت اللہ ولی نے اُن اشعار مین اس آنیوالے کی نسبت یہہ بھی
لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسی بھی کہلائیگا حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے
کبھی عیسی ہونیکا دعوی نہین کیا۔ پھر انھین اشعار مین ایک یہہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اُسکے
بعد اسکے رنگ پر آنیوالا اسکا بیٹا ہوگا کہ اسکا یادگار ہوگا اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد
صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہین کی اور نہ کوئی انکا ایسا بیٹا ہوا کہ
وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو۔ پھر انھین اشعار مین ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث
ہونیکے وقت سے چالیس برس تک عمر پائیگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب اپنے
ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہکر اس دنیا فانی سے انتقال کر گئے لیکن
براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کیلئے اپنی عمر کے
سن چالیس مین مبعوث ہوا جسکو گیاراں برس کے قریب گذر گیا اور باعتبار اُس پیشگوئی
کے جو ازالہ اوہام مین درج ہے یعنی یہ کہ ثمانین حولاً او قریباً من ذالک ایام بعثت چالیس
برس ہوتے ہین۔ واللہ اعلم۔

اور سید صاحب کے پھر دوبارہ آنیکی امید رکھنا اُسی قسم کی امید ہے جو حضرت ایلیا اور
مسیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور بیخبر آدمی اپنے وقتونکو اس امید
پر ضایع کر رہے ہین۔ اسکی صرف اسقدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا تعالی
کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کامل فوت شدہ کے دنیا مین دوبارہ
آنیکی نسبت کسی اہل کشف کے ذریعہ سے خبر دیدیتا ہے اور اُس سے مراد صرف
یہ بات ہوتی ہے کہ اُس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا چنانچہ بنی اسرائیل
کے نبیوں مین سے ملاکی نبی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے
پھر دنیا مین آئیگا اور جبتک ایلیا دوبارہ دنیا مین نہ آوے تب تک مسیح نہین آسکتا۔
اس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اسقدر جم گئے کہ انھون نے حضرت مسیح
کو اُنکے ظہور کے وقت قبول نکیا اور ہر چند حضرت مسیح نے انھین کہا کہ ایلیا سے

مراد یوحنا ذکریا کا بیٹا ہے جو یحیی بھی کہلاتا ہے لیکن انکی نظر تو آسمان پر تھی کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اس ظاہر پرستی کی وجہ سے انھوں نے دو نبیوں کا انکار کر دیا یعنی عیسیٰ اور یحیی کا اور کہا کہ یہ سچے نبی نہیں ہیں اگر یہ سچے ہوتے تو انسے پہلے جیسا کہ خدا تعالی نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی ایلیا نبی آسمان سے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ ابتک آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب ایلیا نبی آسمان سے اترتا ہے اور ان بد نصیبوں کو خبر نہیں کہ ایلیا نبی تو آسمان سے اتر چکا اور مسیح بھی آچکا افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کسقدر دنیا کو نقصان پہنچائے ہیں پھر بھی دنیا نہیں سمجھتی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے مسلمانوں تم آخری زمانہ میں پہلی یہودیوں کے قدم بہ قدم ہر ایک بات میں چلو گے یہانتک کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو تم بھی کروگے یہ حدیث اور ایلیا نبی کا قصہ مسیح موعود کے قصہ کے ساتھ جسپر آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملاکر پڑھو اور غور کرو اور ذرہ عقل سے کام لیکر سوچو کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنیکا خیال جو یہودیوں کے اہل سنت والجماعت میں بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وہ حضرت عیسیٰ کی عدالت سے کیونکر فیصلہ ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ کہاں گیا انکا اجماع سوچکر دیکھو کہ آیا مسیح ایلیا نبی آسمان سے اترا آیا یا ایلیا سے یحیی بن ذکریا مراد لیا گیا۔ خدا تعالی قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ تم اے مسلمانوں ان ٹھوکروں سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے ہیں اور ان خیالات سے پرہیز کرو جنپر جمنے سے یہودی لوگ کتے اور سور بنائے گئے۔ دانا وہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑے اور جس جگہ دوسرے کا پیر پھسل چکا ہے اس جگہ قدم رکھنے سے ڈرے افسوس کہ آپ لوگ اپنے لئے اور اپنی قوم کیلئے وہی غار میں کھود رہے ہیں جو یہودیوں نے کھودی تھیں۔ ذرہ تکلیف اٹھائیں اور یہود کے علما کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیی کو قبول کیوں نکیا تو یہی جواب پائیں گے کہ سچے مسیح کے آنیکی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں یہی نشانی لکھی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اتریگا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا سو چونکہ ایلیا نبی آسمان سے نہیں اترا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی

لی اس لئے مریم کا بیٹا سچا مسیح نہین ہے۔
اب آپ لوگ سوچین اور خوب سوچین کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ سے کسقدر
ہمشکل ہے اور اسی بات کو سمجھ لین کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہوئے مگر کسی نے یہ ظاہر نکیا کہ
ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہون
اور مولویونکا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا مین آئیگا۔ اور تعجب یہ کہ انکے ملہمونکو بھی یہ الہام
نہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی
دوبارہ دنیا مین آئیگا۔ لیکن آخرکار حضرت مسیح پر خدا تعالی نے یہ راز سربستہ کھولدیا کہ ایلیا
نبی دوبارہ نہین آئیگا بلکہ اسکے آنیسے مراد اسکے ہم صفت کا آنا ہے جو یحیی نبی ہے اصل بات
یہ ہے کہ پیشگوئیون مین بہت سے اسرار ہوتے ہین کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہین اور بغیر پہنچے
وقت کے بڑے بڑے عارف بھی انکی اصل حقیقت سے بیخبر رہتے ہین۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ
ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ وکم من علم ترك الاولون للآخرين۔ اسیطرح
یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید احمد صاحب یا انکے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمد پھر
دنیا مین آئیگا اور انھون نے اسکے یہ معنی سمجھے ہون کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدت دنیا
سے محجوب رہکر پھر دنیا مین آجائینگے اس قسم کے دھوکون کے نمونے دوسری قومون
مین بھی پائے جاتے ہین لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہین کرتے اور وہ معنی جو
مسنون اللہ اور قرین قیاس ہین ترک کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل معنی قبول کر لیتے ہین
سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحد بھائی بڑے ذوق و شوق سے انتظار
کر رہے ہین درحقیقت اسی قسم کے خیالات مین سے ہے۔ اے حضرات احمد آنیوالا آگیا۔
اب تم بھی سمجھ لو کہ سید احمد آگیا کیونکہ مومن کنفس واحدۃ ہوتے ہین۔ وللہ در القائل۔

انبیاء و اولیا جلوہ دہند ہر زمان آیند در رنگے دگر

ہائے افسوس لوگ اسبات سے کیسے بیخبر ہین کہ ہر ایک فرد بشر کو موت لگی ہوئی ہے اور
دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا۔ یعنی حقیقی طور پر خدا تعالی ہرگز تجویز نہین کرتا اور کوئی صالح آدمی
دو موتون اور دو جان کندنون سے ہرگز معذب نہین ہو سکتا۔ اس بیہودہ خیال سے کہ

مسیح ابن مریم زندہ آسمانپر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دنیامین پڑ گئے ہین دراصل عیسائیونکے
پاس مسیح کو خدا ٹھیرانیکی یہی بنیاد ہے اور اسکو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ انکا یہ خیال ہوگیا
کہ اب باپ کچھ نہین کرتا سب کچھ اُسنے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے غرض
یہی اول دلیل مسیح کے خدا ہونیکی عیسائیونکے پاس ہے۔ جسکی ہمارے علما تائید کر رہے
ہین مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہوگئے قرآن کریم انکی فوت پر انھین لفظونسے شاہد ہے
جو دوسرے موتی کیلئے استعمال کئے گئے ہین۔ بخاری مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ سلم
انکی موتکی تصدیق کرتے ہین۔ ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اس آیت توفی
عیسیٰ کے یہی موت ہی معنی بیان کرتے ہین اور طبرانی اور حاکم حضرت عائشہ سے روایت
کرتے ہین کہ عیسیٰ ایک سو بیس برس تک زندہ رہا اسی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عیسیٰ سے میری عمر آدھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت
عیسیٰ فوت نہین ہوئے تو غالباً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتک زندہ ہی ہونگے۔

ایک اور نکتہ ہے جو کلام الہی پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب
انسان خدا تعالیٰ کے جذبات سے ہدایت پاکر دن بدن حق اور حقانیت کیطرف
ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا جاتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اُسکے تصفیہ نفس
کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ بکلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آکر اور جسم کو جو تختگاہ
نفس ہے ادرنہ جسمانیہ سے دھوکر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہوجاتا ہے اس وقت وہ خدا
تعالیٰ کی نظر مین فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گدازش نفس کے بعد باقی رہجاتا ہے اور
اطاعت کاملہ مولی مین ملایک سے ایک مشابہت پیدا کرلیتا ہے تب استقام پر پہنچکر
عند اللہ اسکا حق ہوتا ہے جو اسکو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے یہ معنی ایک طور سے اس
حدیث سے بھی نکلتے ہین جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابونمین لائے ہین کہ لا مھدی الا
عیسیٰ یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول عیسیٰ بنجائے۔ یعنی جب
انسان تبتل الی اللہ مین ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح رہجائے تب وہ خدا تعالیٰ
کے نزدیک روح اللہ ہوجاتا ہے اور آسمان مین اسکا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا

تعالی کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ
سے نہین بلکہ خدا تعالی کے فضل کا سایہ اسکو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے۔ پس
درحقیقت تزکیہ اور فنافی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر تجرد
حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہجائے یہی مرتبہ عیسویت ہے جسکو خدا تعالی چاہتا ہے
کامل طور پر عطا کرتا ہے۔ اور مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسب مضمون اخلد الی الارض
نفسانی نشیبوں کی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتا جائے۔ یہانتک کہ گہری تاریکیون کے
غارون مین پڑ کر تاریکی مجسم ہو جائے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جائے
عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک امر لازمی ہے کیونکہ ضد ضد
سے شناخت کیجاتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی
یہ دونون حقیقتین شروع ہین۔ ابن صیاد کا آپنے دجال نام رکھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو کہا کہ تجھ مین عیسی کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ سو عیسی اور دجال کا تخم اسی وقت
سے شروع ہوا اور مرور زمانہ کے ساتھ جیسی جیسی ظلمت فتنہ کی دجالیت کے رنگ مین
کچھ زیادہ آتی گئی ویسی ویسی عیسویت کے حقیقت والے بھی اسکے مقابل پر پیدا
ہوتے گئے۔ یہانتک کہ آخری زمانہ مین بباعث پھیل جانے فسق اور فجور اور کفر اور
ضلالت اور بوجہ پیدا ہو جانے اُن تمام بدیون کے جو کبھی پہلے اس زور اور کثرت سے
پیدا نہین ہوئی تھین بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ مین ہی اُنکا پھیلنا بطور پیشگوئی بیان فرمایا
تھا دجالیت کاملہ ظاہر ہو گئی پس اسکے مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی
یاد رہے کہ نبی کریم نے جن بدیاتونکے پھیلنے کی آخری زمانہ مین خبر دی ہے اُسی مجموعہ کا نام
دجالیت ہے جسکی تارین یا یون کہو کہ جسکی شاخین صدہا قسم کی آنحضرت نے بیان فرمائی
ہین چنانچہ انہین سے وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخین ہین جنہون نے لکیر
کو اختیار کیا اور قرآن کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہین مگر انکے حلقونکے نیچے نہین اترتا۔
غرض دجالیت اس زمانہ مین عنکبوت کی طرح بہت سی تارین پھیلا رہی ہے۔ کافر اپنے کفر
سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخواری سے اور مولوی اپنی شیوہ گفتن نکردن اور

سیہ دلی سے دجالیت کی تاریں بن رہے ہیں ان تارونکو اب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اُس حربہ کے جو آسمان سے اترے اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں سکتا بجز اُس عیسی کے جو اُسی آسمان سے نازل ہو سو عیسیٰ نازل ہو گیا۔ وکان وعد اللہ مفعولا۔

اب ہم ذیل میں ان پیشگوئیونکو لکھتے ہیں جنکے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدم زمان مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیکے لکھی جائے۔ پھر بعد اسکے میاں گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے لکھائی ہے درج کیجائے وباللہ التوفیق ۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والی دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیاء کاملین میں سے مشہور ہیں۔ اُنکا زمانہ پانسو ساٹھ ہجری اُنکے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب میں اُنکی یہہ پیشگوئی لکھی ہے اسکے طبع کا سن بھی ۲۵ محرم الحرام ۱۸۶۸ء ہے اس حساب سے اکتالیس۴۱ برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گذر گئے اور یہہ ابیات رسالہ **اربعین فی احوال المہدیین** کے ساتھ شامل ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم ابھی لکھہ آئے ہیں ان بیتونکو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا کسیطرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اسمیں کچہہ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنیوالے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک **مہدی** کے لفظ سے مراد **محمد بن عبد اللہ** ہے جسکی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن بنظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ اُنکے وہ مہدی بھی ہے جسکا نام حدیث میں **سلطان مشرق** رکھا گیا ہے جسکا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اُسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اسکو لے لیتا اور اسکی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ **کھیتی کرنیوالا ہوگا**۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح

ستہ مین کئی مہدیونکا ذکر ہے اور انمین سے ایک وہ بھی ہے جسکا ممالک مشرقیہ سے
ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگون نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے
لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جسمین ہم ہین اور چودھوین صدی کا اسکو
مجدد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ انشا اللہ بیان کرینگے بہرحال اگرچہ یہ ضرور ثابت
ہوتا ہے کہ چودھوین صدی کے سر پر ملک ہند مین **ایک عظیم الشان مجدد**
پیدا ہونیوالا ہے۔ لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اسکا مصداق ٹھیرایا جاوے کیونکہ
جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین سید صاحب نے چودھوین صدی کا زمانہ نہین پایا۔ اب چند
اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہین معہ شرح ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

ابیات

قدرت کردگار مے بینم　　حالت روزگار مے بینم
از نجوم این سخن نمے گویم　　بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ مین ان ابیات مین لکھونگا وہ منجمانہ خبر نہین بلکہ الہامی طور پر مجھکو خدا تعالی کیطرف سے معلوم ہوا ہے

غین و رے سال چون گذشت از سال (۱۲۰۰)　　بوالعجب کاروبار مے بینم

یعنی بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام مجھکو نظر آتے ہین مطلب یہ کہ تیرہوین صدی
کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا مین آئیگا اور تعجب انگیز باتین ظہور مین آئینگی اور ہجرت
کے باران سو سال گزرینگے ساتھ ہی مین دیکھتا ہون کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جاوینگے

گرد آئینہ ضمیر جہان　　گرد و زنگ و غبار مے بینم

یعنی تیرہوین صدی مین دنیا سے صلاح و تقوی اٹھ جائیگی فتنونکی گرد اٹھے گی گناہونکا زنگ ترقی
کریگا اور کینونکے غبار ہر طرف پھیلین گے یعنی عام عداوتین پھیل جائینگی۔ تفرقہ اور عناد

بڑھ جائیگا اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائیگی۔ مگر ان باتونکو دیکھ کر غم نہین کرنا چاہیے

ظلمت ظلم ظالمان دیار	بیحد و بے شمار مے بینم

یعنی ملکون مین ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہونچ جائیگا حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور شریک شریک پر ظلم کریگا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہین۔

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد	درمیان و کنار مے بینم

یعنی ہندوستان کے درمیان مین اور اسکے کنارونمین بڑی بڑی فتنے اُٹھینگے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا

بندہ را خواجہ وش ہمی یابم	خواجہ را بندہ وار می بینم

یعنی ایسے انقلاب ظہور مین آئینگے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائیگا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بنجائیگا

سکۂ نو زنند بر رخ زر	درہمش کم عیار مے بینم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہیگی اور نیا سکہ چلیگا جو کم عیار ہوگا اور یہہ سب کچھ تیرہوین صدی مین سلسلہ وار ظہور مین آجائے گا۔

بعض اشجار بوستان جہان	بے بہار و ثمار می بینم

یعنی قحط پڑینگے اور باغات کو پھل نہین لگین گے۔

غم مخور زانکہ من درین تشویش	خرمی وصل یار مے بینم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ مین جو تیرہوین صدی کا زمانہ ہے غم نہین کرنا چاہیے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنونکے ساتھ اور انکے درمیان سے ہے مطلب یہہ کہ جب تیرہوین صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہونچ جائینگے تو وصل یار

کی خوشی اخیر صدی مین ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالی رحمت کی ساتھ توجہ کریگا۔

چون زمستان بیچمن بگذشت	شمس خوش بہارے مے بینم

یعنی جبکہ زمستان بے چمن مراد یہہ ہے کہ جب تیرہوین صدی کا موسم خزان گذر جائیگا تو چودہوین صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلیگا یعنی مجدد وقت ظہور کریگا۔

دور او چون شود تمام بکام	پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اسکا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائیگا تو اسکے نمونہ پر اُسکا لڑکا یادگار رہجائیگا۔ یعنی مقدر یون ہے کہ خدا تعالے اسکو ایک لڑکا پارسا دیگا جو اسکے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائیگا اور وہ اسکے بعد اسکا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اُس پیشگوئیکے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے مین کی گئی ہے۔

بندگان جناب حضرت او	سر بستر تاج دارے مے بینم

یعنی یہہ بھی مقدر ہے کہ بالآخر امرا اور ملوک اُسکے معتقد خاص ہو جائینگے اور اسکی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضون کے لئے دنیوی اقبال اور تاجداری کا موجب ہوگا۔ یہ اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالی کی طرف سے ملی کیونکہ خدا تعالی نے اس عاجز کو مخاطب کرکے کہا کہ مین تجھپر اسقدر فضل کرونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈینگے اور ایکجگہ فرمایا کہ تیری دوستون اور محبون پر بھی احسان کیا جائیگا۔

گلشن شرع را ہمی بویم	گل دین را بہارے مے بینم

یعنی اس سے شریعت تازہ ہو جائیگی اور دین کے شگوفونکو پھل لگین گے۔ یہہ اُس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ مین درج ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین مین یہ الہام

ہے کہ خدا تجھکو ترک نہین کریگا جبتک کہ خبیث اور پاک مین فرق کرکے دکھلائے ۔

تا چہل سال ای برادر من	دور آن شہسوار می بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہوکر اپنے تئین ظاہر کریگا چالیس برس تک زندگی کریگا اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسوین برس مین دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسّی برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جنمین سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ - واللہ علی کل شی قدیر ۔ اگرچہ ابتک حضرت نوح کی طرح دعوت حق کے آثار نمایان نہین لیکن اپنے وقت پر تمام باتین پوری ہونگی ۔

عاصیان از امام معصوم	خجل و شرمسار می بینم

اس بیت مین اسبات کی طرف اشارہ ہی کہ اس امام کی جو چودھوین صدی کے سر پر آئیگا مخالف اور نافرمان بہی ہونگے جنکے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے اسیکی طرف اس الہام مین اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی مین چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ مین فتاح ہون تجھے فتح دونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہو نمین گرین گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمین بخش کہ ہم خطادار تھے ۔

ید بیضا کہ با او تابندہ	باز با ذوالفقار می بینم

یعنی اُسکا وہ روشن ہاتھہ جو اتمام کی حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہی پھر مین اسکو ذوالفقار کے ساتھہ دیکھتا ہون یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھہ مین تھی ۔ مگر خدا تعالی پھر ذوالفقار اس امام کو دیگا اس طرح پر کہ اسکا چمکنے والا ہاتھہ وہ کام کریگا جو پہلے زمانہ مین ذوالفقار کرتی تھی سو وہ ہاتھہ ایسا ہوگا کہ گویا ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہی جو پھر ظاہر ہوگئی ہے ۔ یہ اسبات کی طرف

اشارہ ہے کہ وہ امام **سلطان القلم** ہوگا اور اسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی یہ پیشگوئی بعینہٖ اس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہے جو اسوقت سے دس برس پہلے براہین مین چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی۔ یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بناء پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات مین **غازی** رکھا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات مین اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازی دوست دار دشمن کش	ہمدم و یار غار مے بینم

وہ خداتعالی کیطرف سے ایک غازی ہے دوستونکو بچانیوالا اور دشمنونکو مارنیوالا۔

صورت و سیرتش چو پیغمبر	علم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اسمین نمایان ہے اور علم اور حلم اسکا شعار ہے مراد یہ ہے کہ بباعث اپنے اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اسکو حاصل ہوگئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی بار مین براہین مین چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی فرستادہ خدا در حلہائے انبیاء۔

زینت شرع و رونق اسلام	محکم و استوار مے بینم

یعنی اسکے آنیسے شرع آرایش پکڑ جائیگی اور اسلام رونق پر آجائیگا اور دین متین محمدی محکم اور استوار ہو جائیگا۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی نسبت اس وقت سے دس برس پہلے براہین مین چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پاے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اور نیز یہ الہام هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ حاشیہ۔

نام آن نامدار مے بینم	ا ح م و د ال مے خوانم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا **احمد** ہوگا۔

خلق زو بختیار مے بینم	دین و دنیا ازو شود معمور

یعنی اسکے آنیسے اسلام کے دن پھرینگے اور دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی یہ اسبات کی طرف اشارہ ہی کہ جو لوگ اسکے ساتھ بدل و جان ہو جائینگے خدا تعالے انکے گناہ بخش دیگا اور دین مین استقامت عطا کریگا اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ ٹھیرینگے کہ خدا انکو نشو و نما دیگا اور انمین اور انکی ذریت مین برکت رکھیگا یہانتک کہ دنیا مین بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائیگی اسکے مطابق براہین احمدیہ مین یہ الہام درج ہے **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** اور یہ جو اشارہ کیا کہ اسکے آنیسے اسلام کی دینی و دنیوی حالت صلاحیت پر آجائیگی اسکی اصل حقیقت یہ ہی کہ جو خدا تعالی کی طرف سے آتا ہی وہ اسلام کے لئے رحمت ہو کر آتا ہی اور اسکی ساتھ جلد یا دیر سے رحمت الہی نازل ہوتی ہے مگر اوائل مین قحط اور وبا وغیرہ کی تنبیہین بھی اترا کرتی ہین اور اہل کشف انجام کا حال بیان کرتے ہین نہ ابتدائی واقعات کا۔

شاہ عالی تبار مے بینم	بادشاہ تمام ہفت اقلیم

یعنی مجھکو کشفی نظر مین وہ ایک شاہ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے یہ مطابق اس پیشگوئی کے ہی جو ازالہ اوہام مین درج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہی **حکم اللہ الرحمان لخلیفۃ اللہ السلطان سیؤتی لہ الملک العظیم الخ** یہ اس عاجز کی نسبت الہام ہے جسکے یہ معنی ہین کہ خلیفۃ اللہ بادشاہ جسکو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور جسپر زمین کے خزانے کھولے جائینگے اس بادشاہی سے

مراد اس دنیا کی ظاہری بادشاہی نہین بلکہ روحانی بادشاہی ہے ۱؎ ۱۲

ہر دو را شہسوار مے بینم	مہدئ وقت و عیسئ دوران

یعنی وہ مہدی بہی ہوگا اور عیسی بہی دونون صفات کا حامل ہوگا اور دونون صفات سے اپنے تیئن ظاہر کریگا یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جیسے صاف طور پر سمجہا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالی کی طرف سے حکم پاکر عیسی ہونیکا بہی دعوی کریگا اور ظاہر ہے کہ یہ دعوی تیرہ سو برس ۱۳۰۰ سے آجتک کسی نے بجز اس عاجز کے نہین کیا کہ عیسی موعود مین ہون۔

یہ چند اشعار ہین جو ہمنے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طول طویل ہی برعایت اختصار لکہے ہین۔ ہر ایک کو چاہیے جو اپنی تسلی کیلئے اصل رسالہ کو دیکہہ لے والسلام علی من اتبع الہدی

ہمارے مقتدا و سید و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدا تعالی اس امت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہیگا جو اسکے دین کو نیا کریگا۔ لیکن چودہوین صدی کیلئے یعنی اس بشارت کے بارہ مین جو ایک عظیم الشان مہدی چودہوین صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اسقدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہین جو انسے کوئی طالب منکر نہین ہوسکتا ہان اسکے ساتھ یہ بہی لکہا ہے کہ جب وہ ظہور کریگا تو علما اسکے کفر کا فتوی دینگے اور نزدیک ہی کہ اسکو قتل کردین۔ چنانچہ مولوی **صدیق حسن** صاحب بہی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۳ اور صفحہ ۳۸۲ مین اسبات کا اقرار کرتے ہین کہ علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہا و مشائخ ہین اس مہدی کی تعلیم کو سنکر یون کہین گے کہ یہ تو دین اسلام کی بیخکنی کر رہا ہے اور اسکی مخالفت کے لئے اٹھین گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اسکی تکفیر اور تضلیل کرینگے یعنی کافر اور ضال اور دجال

۱؎ حضرت عیسی کی نسبت بہی پہلی کتابون مین یہ پیشگوئی تہی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور اسکے ساتھ لشکر ہوگا مگر آخر مسیح غریبون اور مسکینون کے لباس مین ظاہر ہوا اور یہودی بوجہ نہ پائے جانے ظاہری نشانون کے منکر ہوگئے ۔۔ ۱۲

اور گمراہ اسکا نام رکھین گے مگر تلوار کی ہیبت سے ڈرینگے اور مولویون سے زیادہ تر دشمن
اسکا کوئی نہین ہوگا کیونکہ اسکے ظہور سے انکی وجاہتون اور ریاستون مین فرق آجائیگا
اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اسکے حقمین قتل کا فتوی دیتے اور اگر اسکو قبول بھی کرینگے تو دلمین
اسکا کینہ رکھین گے ۔ اسکی پیروی جسقدر عام لوگ کرینگے خاص نہین کرینگے ۔ عارف
لوگ جو اہل شہود وکشف ہین اسکے سلسلہ بیعت مین داخل ہوجائینگے ۔

اس بیان مین صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنی الٹے سمجھے ہین بلکہ مطلب یہ ہے
کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اسکو قتل کر ڈالتے تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا
حدیث کے اصل منشا مین تحریف ہے اور اگر اس مہدی کے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو پھر کیونکر یہ
بزدل علما جیفہ خوار دنیا کے اسکو ملعون اور کافر اور دجال کہہ سکتے کافر تو کجا تو سو سو خوشامد
کرکے اپنا دین برباد کرلیتے تو پھر یہ نامرد گروہ تلوار کی چمک دیکھکر ایک مومن کو کیونکر کافر اور
دجال کہہ سکین اور نیز اسجگہ صدیق حسن صاحب اپنی طرف سے یہ زیادت لگا گئے ہین کہ اس
امام موعود کے منکر اور مکفر حنفی وغیرہ مقلدین ہونگے ہم لوگ نہین ہونگے حالانکہ یہی موحدین
اول المکفرین ہین اور مقلدین انکے اتباع سے ہین اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط
فہمی ہے کہ اس امام موعود سے محمد بن عبداللہ مہدی مراد ہین کیونکہ وہ تو بقول انکے خونی
مہدی صاحب سیف وسنان ہین اور ماسوا اسکے انکے لئے بقول ان علما کے آسمان سے
آواز آئیگی اور بڑے بڑے خوارق اُن سے ظہور مین آئینگے اور حضرت مسیح آسمان سے
اتر کر اسکے پیروؤن اور مبایعین مین داخل ہونگے اور مکفرین کی سزا کیلئے اُنکے پاس
تلوار ہوگی ۔ پھر مولویونکی خواہ وہ موحد ہون یا مقلد کیا مجال ہے کہ انکو ضال اور بے ایمان
اور کافر اور دجال کہہ سکین یہ پیشگوئی تو اس غریب مہدی کے لئے ہے جسکی بادشاہی
اس دنیا کی بادشاہی نہین اور جسکو تلواروں سے کچھ غرض نہین ۔ خونی مہدی جبکہ
ادنی ادنی بدعتون پر بقول صدیق حسن خانصاحب کے لوگونکو قتل کردیگا تو پھر مولوی
اسکو کافر اور دجال اور بے ایمان کہہ کر اور اسکے کفر کی نسبت فتوی لکھکر کیونکر
اسکے ہاتھ سے بچین گے اور کیا ان مولویونکا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ

کوجبکی تلوار سے خون چکے کافر اور دجال کہہ سکین اور اسکی نسبت فتوی لکھہ سکین۔ در اصل بات یہ ہے کہ احادیث مین کئی قسم کے مہدیونکی طرف اشارہ ہی۔ اور مولویون نے تمام احادیث کوایک ہی جگہ غلط ملط کرکے گڑبڑ ڈالدیا ہے اور اختلاط روایات کی وجہ سے اور نیز قلت تدبر کے باعث سے انپر امر مشتبہ ہوگیا ہی ورنہ چودہوین صدی کا مہدی جسکا نام **سلطان المشرق** بہی ہے خصوصیت کے ساتھ احادیث مین بیان کیا گیا ہے جسکے جہاد روحانی جہاد ہین اور وجود جالیت تامہ کی پھیلنے کی وجہ سے عیسیٰ کی صفت پر نازل ہوا ہی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۷ مین لکھا گیا ہے کہ حافظ ابن القیم منار مین فرماتے ہین کہ مہدی کے بارہ مین چار قول ہین انہین سے ایک یہ قول ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے مین کہتا ہون کہ جبکہ دلائل کاملہ سے ثابت ہوگیا کہ اصل مسیح عیسیٰ بن مریم فوت ہوگیا ہے اور مسیح موعود اسکا ظل ہے اور اسکا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجالیت کے اس نام پر مبعوث ہوا تو ہر ایک شخص سمجھہ سکتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا مہدی بہی ہے اور عیسیٰ بھی۔ کیونکہ جب کہ ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہین تو کیا وہ شخص جسنے تزکیہ کاملہ کی برکت سے روح فقط کا مرتبہ پاکر عیسیٰ اور روح اللہ کا نام حاصل کیا ہی وہ مہدی کے نام سے موسوم نہین ہوسکتا اور مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علما عیسیٰ کے لفظ سے کیون چڑتے ہین اسلام کی کتابون مین تو ایسی چیزونکا نام بہی عیسیٰ رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہین۔ چنانچہ برہان قاطع مین حرف عین مین لکھا ہی کہ عیسیٰ دہقان کنایہ شراب انگوری سے ہی اور عیسیٰ نوماہہ اُس خوشہ انگور کا نام ہی جس سے شراب بنایا جائی اور شراب انگوری کو بہی عیسیٰ نوماہہ کہتے ہین۔

اب غضب کی بات ہی کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھین اور تالیفات مین بے محابا اسکا ذکر کرین اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھہ اسمی مشارکت جائز قرار دین اور جس شخص کو اللہ جل شانہ اپنی قدرت اور فضل خاص سے دجالیت موجودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ انکی نظر مین کافر ہو۔

(میان گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جیسا کہ میان کریم بخش نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہان لکھی جاتی ہے)

کریم بخش جمالپوری کی طرف سے للّٰہی ہمدردی کی غرض سے مسلمانونکی آگاہی کیلئے ایک سچی گواہی کا اظہار

تمام مسلمان بھائیون پر واضح ہو کہ اسوقت مین محض اپنے بھائیونکی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے اُس اپنی سچی شہادت کو جسکا ذکر مینے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۷ مین پہلے اس سے لکھایا تھا بتفصیل تمام **میرزا غلام احمد صاحب** قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہون تا لوگونکو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادائے شہادت کے غرض سے مجھکو سبکدوشی حاصل ہو اور قبل اسکے کہ مین اُس شہادت کو بیان کرون اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک اور شبہ سے بالکل منزہ ہے اگر اس شہادت کی بیان کرنےمین جو ذیل مین بیان کرونگا کچھ میری طرف سے افترا ہے یا کچھ کم و بیش مینے اسمین کر دیا ہے تو خدا تعالی اسی جہان مین میرے پر عذاب نازل کرے۔ مین خوب سمجھتا ہون کہ اگر مین خلاف واقعہ بیان کرونگا اور خدا تعالی پر افترا باندھونگا تو جہنم کے سرگروہون مین داخل کیا جاونگا اور خدا تعالی کا غضب اور اس کی لعنت دنیا اور آخرت مین میرے پر وارد ہوگی۔ مینے اس گواہی کو جو ابھی بیان کرون گا۔ بہت ضبط سے یاد رکھا ہے اور نہ مینے بلکہ خدا تعالی نے یاد رکھنے مین مجھکو مدد دی ہے تا ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے ہر چند کہ مین ابتدا سے خوب جانتا ہون کہ اس گواہی کے ادا کرنیسے مین اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کرونگا اور

وہ کفر جو علماء کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اسکا ایک وافر حصہ مجھکو بھی ملیگا
اور اپنے بھائیونکی میل ملاقات سے ترک کیا جاونگا اور سب وشتم اور لعن وطعن کا
نشانہ ہونگا لیکن ساتھ اسکے مجھے اسبات پر بھی یقین کلی ہے کہ اگر اس دینی گواہی کو
اس پرفتنہ وقت مین پوشیدہ رکھونگا تو اپنے رب کریم کو ناراض کر دونگا اور کبیرہ
گناہ کا مرتکب ہو جاؤنگا اور اس جلتی ہوئی آگ مین ڈالا جاونگا جسکا کچھہ انتہا نہین۔ سو
مینے دونون طور کے نقصانون کو جانچا آخر یہ نقصان مجھکو خفیف اور ہیچ معلوم ہوا کہ میری
سچی گواہی کی وجہ سے میری برادری کے معزز لوگ مجھکو چھوڑ دینگے یا مین مولویون کے
فتوون مین کافر کافر کرکے لکھا جاؤنگا۔ اب مین بڈھا ہون اور قریب موت کمال بدنصیبی ہوگی
کہ اس عمر تک پہنچکر پھر مین غیر اللہ سے ڈرون مجھکو اُس کفر اور معصیت سے خوف آتا ہے
جو خدا تعالی کے نزدیک ہے اور مین جہنم کی آگ کی کسی طرح برداشت نہین کر سکتا۔ پھر مین
کیون چار دن کی زندگی کے لئے مولویون یا برادری کی خاطر روز حشر مین اپنا مونہہ سیاہ کرون
خدا تعالی مجھے ایمان پر موت دے مین کبھی جھوٹ نہین بولونگا اگر وہ راضی ہو تو ہر دنیا کی
ہر ایک رسوائی درحقیقت ایک عزت ہے اور ہر ایک درد ایک لذت۔ بھائیونکی جدائی
سے بھی اپنے اللہ کی راہ مین مجھے اندیشہ نہین میری اب آخری عمر ہے۔ بہت سے
عزیزونکو موت نے مجھسے جدا کر دیا اور مین بھی جلد اس مسافر خانہ سے سفر کرکے باقیماندہ
عزیزون سے جدا ہونیوالا ہون پھر اگر خدا تعالی کے لئے اور اسکی راہ مین اور اسکی راضی کرنے
کے لئے جدائی ہو تو زہے قسمت کہ ایسا ثواب مجھکو حاصل ہو۔ بھائیو! یقیناً
سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اسوقت سے تیس ۳۰ یا اکتیس ۳۱ برس پہلے
اگر ایک ربانی مجذوب میرے پر یہ راز نہ کھولتا کہ آنیوالا عیسی موعود کون ہے تو آج
مین بھی اپنے بھائیونکی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا اگرچہ مین
قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ مین مرزا صاحب کو مسیح موعود قبول
کرکے اپنے اس مستحکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جسکو مین اپنے خیال مین اہلسنت والجماعت
کا مذہب اور سلف صالح کا اعتقاد اور اپنے علما کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تھا۔ لیکن یہ خدا تعالی کی

میرے حق مین ایک رحمت تہی جو اسنے اس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک باخدا مرد اور
بیابان کے پھرنے والے ایک مجذوب کی زبان سے وہ باتین میرے کانون تک
پہنچادین جو اب میرے لئے ایک عظیم الشان نسان ہوگئین اوران پیشگوئیون نے میرے
دلکو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا قائم کردیا کہ اگر اب کوئی ٹکرہ ٹکرہ بہی کرے تو مجھے اس
راہ مین اپنی جان کی کبھی کچہہ پرواہ نہین جیسے روز روشن جب نکلتا ہی تو کسی کو اسمین کچہہ
شک نہین رہتا ایساہی مجہپر ثابت ہوگیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح
موعود ہین جنکے آنیکا وعدہ تہا جنکا کتابون مین عیسیٰ نام رکہا گیا ہے اور میرا دل اس یقین سے
بہرا ہوا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مرگیا اور پہر نہین آئیگا - جسکے آنیکی رسول کریم نی بشارت
دی تہی وہ یہی امام ہے جو اسی امت سے پیدا ہوا - سو مینے چاہا کہ اس سچائی کو اور دن
پر بھی ظاہر کرون اور ناواقف لوگونکو حق پر قائم کرنیکے لئے مدد دون اور خدا میرے دلکو
دیکھہ رہا ہے کہ مین سچا ہون اور اگر مین سچا نہین تو خدا میرے پر تباہی ڈالے - پس اے
بہائیو ڈرو اور ناحق کی بدظنی سے اپنے بہائی کی گواہی رد مت کرو کہ وہ دن ہم سب
کے لئے قریب ہی جس سے ہم کسی طرف بھاگ نہین سکتے - وہ گواہی جو میرے
پاس ہے یہ ہی کہ میرے گاؤن جمال پور مین جو ضلع لودہیانہ مین واقع ہی ایک بزرگ
مجذوب باخدا آدمی تہے جنکا نام گلاب شاہ تہا مین انکی صحبت مین اکثر رہتا اور اُنسے
فیض حاصل کرتا تہا اور اگرچہ مین مسلمانونکے گہر مین پیدا ہوا تہا اور مسلمان کہلاتا تہا لیکن
مین اس امر کے اظہار سے رہ نہین سکتا کہ درحقیقت انہون نے ہی مجھے طریق اسلام
سکہلایا اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا - اُس بزرگ درویش نے ایک
دفعہ میرے پاس بیان کیا کہ عیسیٰ جوان ہوگیا ہی اور لودہیانہ مین آویگا اور قرآن کی
غلطیان نکالیگا اور فیصلہ قرآن کے ساتھہ کریگا اور پہر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا
اور مولوی انکار کرینگے اور پہر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کرینگے مینے اُن سے
پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اسمین بہی غلطیان ہین انہون نی جواب
دیا کہ تفسیرون پر تفسیرین ہوگئین اور شاعری زبان پہیل گئی اسلئے غلطیان پڑگئین

(یعنی مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتونکو چھپا یا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہین) عیسی جب آئیگا
توان سب غلطیونکو نکالیگا اور فیصلہ قرآنسے کریگا پہر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا اسپر مینے
کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہین وہ کیون انکار کرینگے تب انہون نے جواب
دیا کہ مولوی سخت انکار کرینگے پہر مینے بات کو دُہرا کر کہا کہ مولوی کیون انکار کرینگے وہ تو
وارث قرآن ہین اسپر وہ بہت طیش مین آکر اور ناراض ہوکر بولے کہ تو دیکہے گا کہ اس
وقت مولویونکا کیا حال ہوگا وہ سخت انکار کرینگے۔ پہر مینے انسے پوچہا کہ عیسی اب جوان
تو ہوگیا مگر وہ کہان ہے انہون نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان مین) تب
مینے کہا کہ قادیان تو لدہیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اسجگہ عیسی کہان ہین
اسوقت انہون نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت مین انہون نے
اسبات کا جواب دیدیا جسکو بباعث امتداد مدت کے مین پہلے لکہا نہ سکا اب یاد آیا
کہ آخر مین کئی دفعہ انہون نے فرمایا کہ وہ قادیان بٹالہ کے پاس ہے اسجگہ عیسی
ہے اور جب انہون نے یہ فرمایا تہا کہ عیسی قادیان مین ہے اور اب جوان
ہوگیا تو مینے انکار کی راہ سے انکو کہا کہ عیسی مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود
ہے اور خانہ کعبہ پر اتریگا یہ کون عیسی ہی جو قادیان مین ہے اور جوان ہوگیا اس کے
جواب مین وہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتہہ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسی بیٹا مریم
کا جو نبی تہا مرگیا ہے وہ پہر نہین آئیگا اور مینے اچھی طرح تحقیق کیا ہی کہ عیسی
بیٹا مریم کا مرگیا ہے وہ پہر نہین آئیگا۔ اللہ نے مجہے بادشاہ کہا ہی مین سچ
کہتا ہون جھوٹھ نہین کہتا۔ پہر انہون نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسی جو
آنیوالا ہے اسکا نام **غلام احمد** ہے اور مینے اگرچہ بہت سی پیشگوئیان
گلاب شاہ کی پوری ہوتی ہوئی دیکہین تہین لیکن اس پیشگوئی کے باب مین کہ آنیوالا
عیسی قادیان مین ہے اور اسکا نام غلام احمد ہی ہمیشہ مین گلاب شاہ کا مخالف ہی
رہا جبتک کہ اسکو پورے ہوتے دیکہہ لیا اور اگرچہ مین انکو بزرگ اور باخدا
جانتا تہا مگر مین اس پیشگوئی کو بوجہ اسکے کہ وہ جیسا کہ مین خیال کرتا تہا اہلسنت

والجماعت کے عقیدہ کے مخالف تہی کسی طرح سے قبول نہین کرسکتا تہا اسلئے
پہلے دن جب مینے انکے منہ سے یہ بات سنی تو بڑے جوش وخروش سے
مینے انکا جواب دیا لیکن پہر مینے بلحاظ ادب ظاہری تکرار چہوڑدیا اور دل مین
مخالف رہا کیونکہ اور بہائیوں کی طرح بڑی مضبوطی سے میرا یہ اعتقاد تہا کہ عیسی
آسمانسے اتریگا اور زندہ آسمانپر بیٹہا ہے مرا نہین ہے اور انہون نے مجہے یہ بھی کہا
تہا کہ جب عیسی لدہانہ مین آئیگا تو ایک سخت کال پڑیگا جیسا کہ مینے بچشم خود دیکہہ لیا
کہ جب اس دعوی کے بعد مرزا صاحب لدہانہ مین آئے تو حقیقت مین سخت کال
لودہانہ مین پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریباً تیس یا اکتیس برس پہلے مجہکو وہ خبرین
دین جو آج ظہور مین آئین اور مینے اپنی آنکہونسے دیکہہ لیا کہ وہ سب باتین پوری
ہوگئین جو گلاب شاہ نے آج سے تیس یا اکتیس برس پہلے مجہکو کہی تہین۔
مین اسبات کا لکہنا بہی ضروری سمجہتا ہون کہ مجہے بارہا اور بتکرار اسبات کا مشاہدہ
ہوچکا ہے کہ یہ بزرگ صاحب خوارق وکرامات تہا مینے بچشم خود دیکہا کہ ایکدفعہ
ایک جنگل مین موضع رامپور کے قریب انہون نے نشان کیا کہ اسجگہ دریا چلیگا
اور دریا چلنے کی کوئی جگہ نہ تہی اسلئے ہمنے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد
اسی جگہ نہر چلی جہان نشان لگایا تہا۔ ایک جگہ معمار ایک کنوان بنارہے تہے اور طیار
ہوچکا تہا کچہہ تہوڑا باقی تہا۔ گلاب شاہ کی اسپر نظر پڑی کہا ناحق اس کنوین کو بناتے
ہو یہ تو تمام نہین ہوگا اور بظاہر یہ انکی بات خلاف عقل تہی کیونکہ کنوان تو بن چکا
تہا کچہہ تہوڑا سا باقی تہا مگر انکا کہنا سچ ہوگیا اور اسی اثنا مین وہ کنوان نیچے بیٹہہ گیا
اور اسکا نشان نہ رہا۔ ایک دفعہ انہون نے علی بخش نام ایک شخص کو بلایا کہ کوٹہہ
پر سے جہان وہ بیٹہا تہا دوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اس کوٹہہ پر سے الگ
ہونیمے سستی کرتا تہا آخر انہون نے جہڑک کر اسکو کوٹہہ پر سے اٹہایا بس اسیدم
جو علی بخش کوٹہہ پر سے الگ ہوا کوٹہہ یکدفعہ گر پڑا ایک دفعہ مجہے پوچہنے
لگے کہ کیا تیرے باپکا ایک دانت بہی ٹوٹا ہوا تہا مینے کہا کہ ہان تب انہون نے

فرمایا کہ وہ بہشت مین داخل ہوگیا - میرا باپ مدت سے فوت ہو چکا تہا اور انکو اسکے وانت کی کچہہ بہی خبر نہین تہی کیونکہ وہ اس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤن مین آئے تہے سو وانت ٹوٹنے کی خبر انہون نے الہام کے روسے دی اور عالم کشف سے اسکے بہشتی ہونیکی بہی بشارت دی - یہ بہی بیان کے لائق ہے کہ گلاب شاہ ایک مرد باخدا پاک مذہب موحد تہا اور مجذوب ہونیکی حالت مین توحید کا چشمہ انکی زبان پر جاری تہا لیئے دین اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ انہین سے سیکہا اور انہین کی تعلیم کے موافق ذکر الہی کرتا رہا یہانتک کہ تہوڑے دنونمین میرا قلب جاری ہوگیا اور عبادت کی لذت آنے لگی اور ایسا ہوگیا کہ جیسا ایک مرا ہوا زندہ ہوجاتا ہی اور سچی خوابین آنے لگین جو خواب دیکہتا وہ پوری ہوجاتی اور الہامات صحیحہ مجہکو ہونے لگے یہ سب کچہہ انکی توجہ کی برکت تہی وہ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی مین ہے اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگون نے مقرر کر رکہے ہین انکو در اصل کچہہ چیز نہین سمجہنا چاہیئے اور ہمیشہ اور ہر حال مین اپنا مدعا یہ رکہنا چاہیئے کہ واقعی طور پر اللہ اور رسول کی پیروی ہوجاوے جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وہ صحیح نہین ہے گو اسکا کوئی قائل ہو اور فرمایا کرتے تہے کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ مین اپنے ہی استاد کا کہا مانونگا نہ کسی اور کا یہی چار مذہب کے ان مقلدوں کی مثال ہے جو اتباع نبوی سے اپنے ائمہ کی متابعت مقدم سمجہتے ہین حق خالص پر وہ لوگ ہین جو قرآن اور حدیث پر غور کرتے ہین اور کلام اللہ سے سچائی کو ڈہونڈتے ہین اور پہر اسپر عمل کرتے ہین چار مذہب کا خواہ نخواہ فرمودہ خدا کا مخالف بنکر بہی پیرو بنجانا یا چار سلسلون مین ہی خدا تعالی کے فیض کو محدود سمجہنا دینداروں کا کام نہین یہ دین نہین ہی بلکہ نفسانی باتین ہین - دین وہی ہے جو قرآن لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکہلایا مینے ایک دفعہ کہا کہ آپکا مرید بننا چاہتا ہون اجازت دین تا مٹہائی لاؤن فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مٹہائی منگوایا کرتے تہے - ہر ایک نعمت محبت سے حاصل ہوتی ہے - بارہا مجذوبانہ حالت مین کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین

بختیار کاکی درویش تھے اور مین بادشاہ ہون - اور امرا سے سخت نفرت رکھتے اور غریبون سے محبت اور پیار سے پیش آتے اور بسنے کیلئے کوئی مکان نہین بنایا تھا آزاد طبیعت تھے جہان چاہتے رہتے اور بیمارونکا علاج کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے اور محبت الہی سے بہری ہوئی تہے -

انکی تاثیر صحبت سے جو مجھکو نعمتین ملین انمین سے ایک بڑی نعمت مین یہ سمجھتا ہون کہ اسوقت مین جو بڑے بڑے علما ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گر پڑے مجھکو خدا تعالی نے مرزا صاحب کی نسبت ٹھوکر کھانے سے بچا لیا یہ استقامت میری قوت سے ظہور مین نہین آئی یہ اس پیشگوئی کا اثر ہے جو ایک عمر پہلے اس زمانہ سے سن چکا ہون انھون نے مجھکو فرمایا تھا کہ تو دیکھیگا کہ جب عیسی آئیگا اسوقت مولویونکا کیا حال ہوگا - اس کلمہ مین انہون نے میری طول عمر کی طرف بہی اشارہ کیا تہا جس سے یہ مطلب تہا کہ تیس برس تک تیری زندگی وفا کریگی مین اسوقت تک زندہ نہین رہونگا مگر تو رہیگا اور انکی فیض صحبت سے جسقدر مجھکو رویا صالحہ آئین انکو اسجگہ مین مفصل لکھ نہین سکتا - مین اکثر مولویون سے تعلقات محبت واخلاص رکھتا اور انکی ہمدردی کرتا - ایکدفعہ فرمانے لگے کہ ان مولویونکا حال بہی دیکھا کچھ عرصہ کے بعد خواب مین مجھکو بعض مولوی نظر آئے جنکے کپڑے نہایت چرکین اور بدن نہایت دبلے تھے اور حالت ذلیل اور خوار تہی اور وہ اسی شہر لدھیانہ کے تھے جنکو مین جانتا ہون جو ابتک زندہ ہین اور جن علما کی صحبت سے وہ مجھکو منع نہین کرتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ انکی صحبت مین رہو انکے اچھے حالات مجھپر خواب مین کہلتے تھے - چنانچہ مولوی محمد شاہ صاحب والد بزرگوار مولوی محمد حسن صاحب رئیس اعظم لدھیانہ کی خدمت مین میرا آنا جانا بہت تھا وہ ایک دفعہ مجھکو خواب مین نظر آئے - کیا دیکھتا ہون کہ وہ ایک جماعت مین بیٹھے ہین اور لباس انکا نہایت سفید ہے اور بہت عمدہ اور خوبصورت ہے اور جسقدر انکی محفل ہے تمام محفل کے لوگ سفید پوش ہین اسوقت میرے دلمین یہ ڈالا گیا کہ مولوی محمد شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت رکھتے ہین اسلئے یہ لباس نظر آتا ہے - ایکدفعہ مجھکو یہ خواب آیا کہ کوئی شخص مجھکو کہتا ہے کہ تجھے ستر ایمان بخشے گئے ہین - یہ خواب مینے مولوی محمد شاہ صاحب موصوف کے پاس بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان تو ایک ہی ہوتا ہے مگر یہ کمال ایمان کی طرف اشارہ ہے اور ستر کے عدد سے قوت ایمان اور خاتمہ بالخیر کا ظاہر کرنا مقصود ہے - سو الحمدللہ کہ اس طوفان کے وقت مین مینے

حق کو پہچان لیا۔ اور خدا تعالی نے بچا لیا۔

مین خوب جانتا ہون کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب کی صحبت کی ہین وہ فرمایا کرتے تہے کہ اگر میری صحبت مین رہنے سے کسیکو کچہ بہی فائدہ نہ ہو تو یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ اسکی عبادت مین حلاوت وقبولیت پیدا ہوگی یعنی خطرہ سلب ایمان سے بچ جائیگا۔ سو خدا تعالی نے اس فتنہ کے زمانہ مین مجہے ٹہوکر سے محفوظ رکہا۔ اور مرزا صاحب کی سچائی پر پیری دلکو قائم کر دیا بالآخر یہ بہی واضح رہے کہ اگرچہ مینے اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر یہ اشتہار شایع کیا ہے لیکن جیسا کہ مین ازالہ اوہام مین لکہ چکا ہون میرے چال چلن کے واقف اس نواح مین بہت لوگ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقوی سے گذری ہے اور ہمیشہ خدا تعالی نے مجہکو ناپاک طریقون جہوٹہہ اور افترا سے محفوظ رکہا ہے اور شہر لودیانہ کے سرگروہ موحدین حضرت مولوی محمد حسن صاحب جنکے دادا صاحب کے وقت سے مین اس خاندان کے ساتہہ تعلق محبت وارادت رکہتا ہون اور ہمقومی کا شرف بہی مجہکو حاصل ہے وہ میرے حال سے خوب واقف ہین وہ باوجود اختلاف رائے کے پہر بہی میرے لئے قرآن شریف اٹہا کر قسم کہا سکتے ہین کہ کریم بخش یعنی یہ عاجز ہمیشہ نیکنامی اور دینداری کے ساتہہ عمر بسر کرتا رہا ہے اور دروغ وافترا جو بدمعاشون اور اوباشونکا کام ہے کبہی اس سے ظہور مین نہین آیا اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ بہی میرے صلاح اور تقوی کی گواہی دیتے۔ علاوہ اسکے ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ مجہے مرزا صاحب کی معاملہ مین ناحق کا جہوٹ بولنے اور افترا کرنے سے بجز لعنت خلق وخالق اور کیا حاصل تہا۔ ایک عظیم الشان خاندان اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی وبرادری ہے یعنی خاندان مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودیانہ۔ پس جبکہ التیمن مولوی صاحب مرزا صاحب سے کنارا کر گئے اور ایک جہان انکو کافر کہنے لگا تو مجہے کیا حاصل تہا کہ مین مرزا صاحب کی طرف رجوع کر کے اپنا دین بہی برباد کرتا اور اپنی دنیا بہی اور اپنے معزز بہائیونکو چہوڑتا اور اپنی قوم سے بہی علیحدہ ہوتا سو جس چیز نے مجہے مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور خلقت کے لعن وطعن کو مینے

اپنے پر گوارا کرلیا اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے
جو گلاب شاہ کی پیشگوئی سے مجھپر کھل گئی اور پھر مین کہتا ہون کہ میرے چال چلن
کی حضرت مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دیگر تفتیش کرنی چاہیے میرے خیال مین وہ
متقیونکی اولاد اور نجیب وشریف اور اہل علم اور باکمال مردونکی ذریت ہین وہ میرے
حال سے واقف اور مین انکی خاندانی شرافت اور نجابت سے واقف ہون اور
انکے والد بزرگوار کے وقت سے میری انسے ملاقات ہے یہ سب مینے محض للہ لکہا ہے
کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بہڑک رہی ہے۔ اگر ایک شخص بہی میری اس گواہی سے
راہ راست پر آجاوے تو انشاء اللہ مجہے اسکا اجر ملیگا۔ مین بڈہا ہوگیا اور اب موت
کے دن بہت قریب ہین۔ کیا تعجب کہ رب کریم نکتہ نواز اس نیک مرد کی
طرح جسکا اسنے ذکر خیر اپنی پاک کلام مین لکہا ہے۔ وشھد شاھدٌ من بنی اسرآئیل
میرے پر صرف اسقدر عمل صالح سے فضل کردیوے اور وہ غفور ورحیم ہے۔ اب مینے
جو کہنا تہا کہہ چکا اور اس اشتہار کو ختم کرتا ہون۔ گرنیاید بگوش رغبت کس بر رسولان بلاغ باشد وبس

بٹالوی صاحب کا بمراہی رسالہ آسمانی فیصلہ پر جرح اور اسکا جواب اور نیز آسمانی نشانونکی پیش کرنیسے اتمام حجت

شیخ بٹالوی نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی مین لکہا ہے اسکے صفحہ ۲۷ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ وغیرہ مین
بہت کچہ ہاتہ پیر مارے ہین تا کسی طرح لوگونکی نظر مین ہماری اس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی
ایمانکی آزمایش کے لئے میان نذیر حسین دہلوی اور انکے ہم خیال لوگونکی خدمت مین پیش کیگئی تہی خلاف
انصاف ثابت کرکے دکہلاوین مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انہون نے
بجائے اسبات کے کہ ہماری حجت کو اپنے اور اپنے شیخ دہلوی کے سر پر سے دور کر سکتے اور

ہی زیادہ اپنی تحریر سے اسبات کو ثابت کردیا کہ انکو سچائی کی طرف قدم مارنا اور اپنے شیطانی اوہام سے نجات پاجانا کسی طرح منظور ہی نہین - تمام لوگ جانتے ہین اور شیخ جی کے کفرنامہ کو پڑھکر ہر ایک شخص معلوم کرسکتا ہے کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتوی لکھا ہے اور دجال اور ضال اور کافر نام رکھا ہے - ان الزامات کی نسبت اگرچہ مینے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابونکا مطلب سنایا کہ کوئی کلمہ کفر نہین نہین ہے نہ مجھے دعوی نبوت و خروج از امت اور نہ مین منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہون اور اسبات پر محکم ایمان رکھتا ہون کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہین اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہین آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہین ہوگا ہان **محدث** آئینگے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہین اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہین اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہین اور انہین سے مین ایک ہون لیکن ان بزرگون نے میرے ان بیانات کو نہ سمجھا خاصکر نذیر حسین پر بہت افسوس ہے جسنے پیرانہ سالی مین اپنے تمام معلومات کو خاک مین ملادیا - غرض مینے جب دیکھا کہ یہ لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑتے ہین اور کلام الہی کے الٹے معنی کرتے ہین تب مینے ان سے بکلی ناامید ہوکر خدا تعالی سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی اور جیسا کہ خدا تعالی نے میرے پر القا کیا وہ صورت فیصلہ کی لکھ کے مینے پیش کردی اگر ان لوگونکے دل مین انصاف اور حق طلبی ہوتی تو اسکے قبول کرنے مین توقف نہ کرتے یہ درخواست کسقدر فضول ہے کہ ایکسال کے عرصہ کو جو ایک الہامی امر ہے خود بخود بدلادیا جائے اور ایک یاد ہفتہ بجائے اسکے مقرر کئے جائین - یہ لوگ نہین جانتے کہ یہ میعاد منجانب اللہ ہے اور انسان تو اپنے اختیار سے کبھی جرأت ہی نہین کرسکتا کہ خوارق کے دکھلانیکے لئے کوئی میعاد مقرر کرسکے انبیا نے ہی ایسا نہین کیا اور اگر کوئی میعاد اپنی طرف سے مقرر

کی تو عتاب ہوا تو پہر کیونکر ایکسال ایک ہفتہ سے بدل سکتا ہی۔ مین سوچ مین ہون کہان لوگونکے دعاوی علم اور معرفت کہان گئی۔ کیا یہ نہین جانتے کہ میعادونکا مقرر کرنا انسان کا کام نہیں اگر انمین سے کسی ملہم کو دو ہفتہ مین کرامت دکہلانیکا الہام ہوگیا ہی تو بہت اچہا وہی اپنی کرامت ظاہر کرے مین اسکو قبول کرونگا۔ اور اگر مین اسکے مقابلہ سے عاجز رہا تو وہ سچے ٹہیرینگے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام دروغگوئی اور فضول گوئی ہی اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالی نے انکے دلونکو سخت کر دیا اور انکی آنکہونپر پردے ڈالدیے ہین اسلئے وہ نہ دیکہہ سکتے ہین اور نہ سمجہہ سکتے ہین۔ منصفو! سوچو کہ جو شخص ملہم ہوتا ہی کیا وہ اپنی طرف سے کچہہ کہہ سکتا ہی پہر کیونکر مین اس میعاد کو بدل سکتا ہون جسپر خدا تعالی نے مجہکو انکے مقابل پر اطلاع دی۔ ہان اگر وہ خود بدل دے تو اسکا اختیار ہی انسان کا اختیار نہین اور نہ اسپر کسی کا حکم ہی۔ **طلبگار باید صبور و حمول**۔ اگر انہین سچی طلب ہی اور جہنم کا خوف ہی تو ایکسال کیا دور ہی اور نیز اسجگہ ایکسال سے مراد یہ نہین کہ سال کے تمام دن پورے ہو جائین بلکہ خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے اس میعاد کے اندر ہی فیصلہ کر دیگا اور قادر ہے کہ ابہی دو ہفتہ بہی نہ گذرین اور نشان ظاہر ہو۔ مینے مقابلہ کیلئے اسلئے لکہا تہا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی وغیرہ اس عاجز کو کہلی کہلی طور پر کافر اور مردود اور ملعون اور دجال اور ضال لکہتے ہین۔ یہانتک کہ انکے نزدیک میرے پر اعتقاد رکہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہی تو پہر اس صورت مین ضرور تہا کہ ایمانی نشانونکی آزمایش ہو اسمین کچہہ شک نہین کہ مومنون کو خدا تعالی خاص نشانونسے ممتاز کر دیتا ہی چنانچہ وہ ان آسمانی نشانونکی رو سے اپنے غیر سے خواہ وہ کافر ہو یا منافق یا فاسق امتیاز کلی پیدا کر لیتے ہین سو اسکی طرف ان لوگونکو بلایا گیا تہا تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد سخط و غضب الہی ہی اگر ان حضرات کو اپنے ایمان پر کچہہ بہروسا ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ کرتے لیکن ابتک کسی نے میدان مین آکر مقابل کا نام ہی نہین لیا اور اخیر عذر یہ پیش کیا کہ آپ دکہلا دین ہم قبول کرینگے اور اسکے ساتہہ ہی یہ شرطین لگا دین کہ تب قبول کرینگے کہ جب آسمان سے سلوی نازل ہو یا کوئی مجذوم اچہا ہو جائے یا ایک کانے کو دوسری آنکہہ ملجائے یا لکڑی کا

سانپ بنجائے یا جلتی آگ مین کود پڑین اور بچ جائین دیکہو صفحہ ۵۰ جواب فیصلہ آسمانی۔
ان تمام واہیات باتونکا جواب یہ ہی کہ خدا تعالی ان سب باتونپر قادر ہی اور اسکے
علاوہ بیشمار اور نشانونپر بہی قادر ہی۔ مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق کام کرتا ہی پہلے
کفار نے بہی سوال کیا تہا۔ فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون یعنی اگر یہ نبی سچا ہی تو موسے
وغیرہ انبیا بنی اسرائیل کے نشانونکے مانند نشان دکہاوے اور مشرکین نے یہ بہی کہا کہ ہمارے
مردے ہمارے لئے زندہ کردیوے یا آسمانپر ہمارے روبرو چڑہ جاوے اور کتاب لاوے جسکو ہم ہاتہہ مین لیکر دیکہ
لین وغیرہ وغیرہ مگر خدا تعالی نے محکومونکی طرح انکی پیروی نہین کی اور وہی نشان دکہلائے
جو اسکی مرضی تہی یہانتک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنیوالونکو یہ بہی کہا گیا کہ کیا تمہارے
لئے قرآنکا نشان کافی نہین۔ اور یہ جواب نہایت پرحکمت تہا کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجہتا ہی
کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہین۔ ایک وہ کہ انمین اور سحر و مکر و دست بازی وغیرہ مین
تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا ہی اور دوسرے وہ نشان ہین جو ان مغشوش کاموسے
بکلی تمیز رکہتے ہین اور کوئی شائبہ یا شبہ سحر یا مکر یا دست بازی اور حیلہ گری کا انمین نہین پایا جاتا
سو اسی دوسری قسم مین سے قرآن کریم کا معجزہ ہی جو بکلی روشن اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک
طور سے لعل تاباں کی طرح چمک رہا ہی۔ لکڑی کا سانپ بنانا کوئی ممیز نشان نہین ہی حضرت
موسیٰ نے بہی سانپ بنایا اور ساحرون نے بہی اور اب بہی بنائے جاتے ہین مگر اب تک
معلوم نہین ہوا کہ سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ مین مابہ الامتیاز کیا ہی۔ اسیطرح
سلب امراض مین عمل الترب مین مشق کرنیوالے خواہ وہ عیسائی ہین یا ہندو یا یہودی یا
مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکہتے ہین اور البتہ بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ
کو بمشیت الہی اسی عمل کی تاثیر سے دور کر دیتے ہین سو صرف شفا امراض پر حصر رکہنا
ایک دہوکہ ہی جبتک اسکے ساتہہ پیشگوئی شامل نہ ہو اسیطرح آجکل بعض تماشا کرنیوالے
آگ مین بہی کودتے ہین اور اسکے اثر سے بچ جاتے ہین سو کیا اس قسم کے تماشون
سے کوئی حقیقت ثابت ہوسکتی ہی۔ من سلوی کا تماشہ شاید آپنے کبہی دیکہا نہین
ایک ایک پیسہ لیکر کشمش وغیرہ برسا دیتے ہین اگر آپ آجکل کے یورپ کی تماشائیونکو

دیکہین جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سر کاٹکر ہی پیوند کر دیتے ہین تو شاید آپ انکے
دست بیع ہو جائین ۔ مجہے یاد ہی کہ جالندہر کے مقام مین ایک شعبدہ باز تہا جب علی
نام نے جو آخر توبہ کر کے اس عاجز کے سلسلہ بیعت مین داخل ہو گیا میری مکانپر
ایک مجلس مین شعبدہ دکہلایا۔ تب آپ جیسے ایک بزرگ بول اٹہے کہ یہ تو صریح کرامت
ہی۔ حضرت ایسے کاموں نے ہرگز حقیقت نہین کھلتی بلکہ اس زمانہ مین تو اور بھی شک
پڑتا ہے ۔ بہتیرے ایسے تماشا کرنیوالے اور طلسم دکہلانیوالے پہرتے ہین کہ اگر آپ
انکو دیکہین تو کراماتی نام رکہین لیکن کوئی عقلمند جسکی آجکل کے شعبدوںپر نظر محیط ہو
ایسے کاموںکا نام نشان ہئ نہین رکہہ سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ
کو اپنی بغل مین پوشیدہ کرکے پہر بجائے کاغذ کے اسمین سے کبوتر نکالکر دکہلادے
تو پہر آپ جیسا کوئی آدمی اگر اسکو صاحب کرامات کہی تو کہی مگر ایک عقلمند جو ایسی لوگونکے
فریبوںسے بخوبی واقف ہی ہرگز اسکا نام کرامت نہین رکہیگا بلکہ اسکو فریب اور دست
بازی قرار دیگا اسیوجہ سے قرآن کریم اور توریت مین سچے نبی کی شناخت کے لئے
یہ علامتین قرار نہین دین کہ وہ آگ سے بازی کرے یا لکڑی کے سانپ بناوے
یا اسی قسم کے اور کرتب دکہلاوے بلکہ یہ علامت قرار دی کہ اسکی پیشگوئیان وقوع
مین آجائین یا اسکی تصدیق کیلئے پیشگوئی ہو کیونکہ استجابت دعا کیساتہہ اگر حسب
مراد کوئی امر غیب خدا تعالی کسی پر ظاہر کرے اور وہ پورا ہو جائے تو بلاشبہ اسکی قبولیت
پر ایک دلیل ہوگی اور یہ کہنا کہ نجومی یا رمال اسمین شریک ہین یہ سراسر خیانت اور مخالف
تعلیم قرآن ہی کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہی۔ ولا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من
ارتضٰی من رسول * پس جبکہ خدا تعالی نے امور غیبیہ کو اپنے مرسلین کی ایک علامت
خاصہ قرار دی ہی۔ چنانچہ دوسری جگہ بہی فرمایا ہی وان یک صادقا یصبکم بعض
الذی یعدکم ** تو پہر پیشگوئیکو استخفاف کی نظر سے دیکہنا اور لکڑیکا سانپ

* خدا تعالی بجز ان لوگونکے جنکو وہ ہدایت خلق کیلئے بہیجتا ہی کسی دوسرے کو اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا۔
** اگر یہ رسول سچا ہی تو اسکی بعض پیشگوئیان جو تمہارے حق مین ہین پوری ہونگی یعنی پیشگوئیکا پورا ہونا سچائی کی نشانی ہے

بنانے کے لئے درخواست کرنا نہیں مولویوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کریم میں خوض کرنا چھوڑ دیا
اور نیز زمانہ کی ہوا سے بے خبر ہیں۔

بہرحال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کیلئے درخواست ہے
تو پھر مقابلہ سے دستکش ہو کر خاص مجھ سے نشانوں کیلئے استدعا کرنا اس صورت میں میاں نذیر حسین
اور بٹالوی صاحب کا حق پہنچتا ہے کہ جب حسب تحریر میری اول اس بات کا اقرار شائع کریں کہ
ہم لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں اور دراصل ایمانی انوار و علامات ہم میں موجود نہیں کیونکہ
یکطرفہ نشانوں کے دکھلانے کیلئے بغرض کسر شکنی انکی کو مینے یہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے
اور نیز ظاہر ہی ہے کہ ان لوگوں کو بجائے خود مومن کامل اور شیخ الکل اور ملہم ہونے کا دعویٰ
ہے اور مجھ کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتے ہیں تو پھر بجز مقابلہ کے اور کونسی صورت
فیصلہ کی ہے ہاں اگر اپنے ایمانی کمالات کے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں تو پھر یکطرفہ
ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ اس بات کا جواب میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کے ذمہ ہے
کہ وہ باوجود دعویٰ مومن کامل بلکہ شیخ الکل ہونے کے کیوں ایسے شخص کے مقابلہ سے
بھاگتے ہیں جو انکی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے اور کس بناء پر یکطرفہ نشان
مانگتے ہیں۔ اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہے تو حسب منشاء اس رسالہ کی
درخواست ہونی چاہیئے یعنی اگر اپنی ایمانداری کا کچھ دعویٰ ہے تو مقابلہ کرنا چاہیئے جیسا کہ
آسمانی فیصلہ میں یہی شرط درج ہے ورنہ صاف اس بات کا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے
خالی ہیں یکطرفہ نشانوں کی درخواست کریں۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ
ولی کی اس عاجز کے حق میں حسب منشاء قرآن کریم کے نشان صریح ہیں جن میں کسی دستبازی
اور مکر اور فریب کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ سے نکلنا نہیں چاہتا
بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لودہیانوی کے بالمقابل نشان
دکھلانے کو طیار ہے تو وہ بھی ایسی ہی دو پیشگوئیاں ان ہی ثبوتوں کے ساتھ اپنے حق میں کسی
گذشتہ ولی کی طرف سے پیش کرے۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم یاد کر کے وعدہ کرتے ہیں

کہ اگر یہ ثابت ہوجائیگا کہ وہ بھی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور ایسی عظمت کے ساتھ
باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں تو ہم سزا سے موت اٹھانیکے لئے بھی طیار ہیں۔ اور
اس عاجز کی اپنی گذشتہ پیشگوئیاں **تین ہزار** کے قریب ہیں جو اکثر استجابت دعا کی
بعد ظہور میں آئی ہیں انہیں سے **دلیپ سنگھ** کے روکے جانیکی پیشگوئی
ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہیگا۔ یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اشتہار
میں چھپ چکی ہے اور صدہا آدمیوں کو زبانی سنائی گئی۔ اسیطرح پنڈت **دیانند** کے
فوت ہونیکی نسبت پیشگوئی اور شیخ **مہر علی** صاحب رئیس کے ابتلا اور پھر رہائی کی
نسبت پیشگوئی۔ **بٹالوی** صاحب کی مخالف ہوجانیکی نسبت پیشگوئی وغیرہ پیش
گوئیاں جنکا مفصل ذکر موجب طول ہے۔ اگر فریق مخالف کی مولویوں میں کچھ ایمان ہے
تو ان پیشگوئیوں کے بارے میں بھی ایک جلسہ مقرر کرکے اول ہم سے ثبوت لیں اور پھر اسکے
موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دیں اور اگر بباعث اپنی تہی دستی کے ان دونوں
طوروں مقابلہ سے عاجز آجائیں تو یہ بھی اختیار ہے کہ ایکسال کی مہلت پر آیندہ کی لئے
آزمایش کرلیں کسی بڑے جھگڑے کی ضرورت نہیں ہر ایک پیشگوئی جو کسی دعا کی
قبولیت سے ظاہر ہو کسی اخبار میں بقید اسکے وقت ظہور کے چھپوا دیں اور اس طرف
سے بھی یہی کارروائی ہو سال گذرنے کے بعد خود معلوم ہوجائیگا کہ کون موید من اللہ
اور کون مخذول اور مردود ہے۔ اگر یہ بھی نہ کریں تو سب لوگ یاد رکھیں کہ ان
ملاؤں کا ارادہ صرف حق پوشی اور بخل اور تعصب ہے۔ حق جوئی سے کچھ غرض نہیں
اگر انکو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ یہ لوگ دن رات اس نور الٰہی کی بجھانے
کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہر قسم کے مکر عمل میں لا رہے ہیں اور لوگوں کو بھکا رہے ہیں
اور ناخنوں تک حق کے مٹانیکے لئے زور لگا رہے ہیں کفر کے فتوے لکھ رہے ہیں
اور آزار دہی کے تمام منصوبے گھڑ رہے ہیں یہانتک کہ بٹالوی صاحب نے
لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے کہ گورنمنٹ کی سامنے جاکر **شکایا** کریں غرض کوئی دقیقہ
مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اٹھا نہیں رکھا اور ایک جہان اپنے ساتھ کرلیا ہے

اور جیسا کہ مجھے شالوی صاحب کو ان تمام واقعات سے پہلے اس الہام کی خبر دی تھی
کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے - اب وہی صورت پیدا ہو رہی ہے لوگوں نے بیانتک
دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چھوڑ دیا ہے - باوجود ان تمام کارسازیوں کے جو کمال کو پہونچ گئی ہیں
بالآخر ہم **فتح پا جائیں** تو اس سے بڑھکر اور کیا نشان ہو گا۔

اور اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اس عاجز پر جو کچھ عنایات اللہ جل شانہ کی وارد ہو رہی ہیں
وہ سب نشان ہی ہیں - دیکھو خدا تعالی قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے
اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اسکو مہلت نہیں دیتا۔
لیکن اس عاجز کے دعوی **مجدد** اور **مثیل مسیح** ہونے اور دعوی ہمکلام الہی ہونے پر
اب بفضلہ تعالی گیارہواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں ہے اگر خدا تعالی کی طرف سے یہ
کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک جو ایک حصہ عمر کا ہے ٹہر سکتا تھا - پھر میں کہتا ہوں کہ کیا
یہ نشان نہیں ہے کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمایش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے
نہیں آسکتا اور اگر آوے تو خدا تعالی اسکو سخت ذلیل کرے ایسا ہی صدہا تائیدات الہیہ
شامل حال ہو رہی ہیں - میں حضرت قدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کریگا وہ خود کاٹا جائیگا
مخالف روسیاہ ہو گا اور منکر شرمسار یہ سب نشان ہیں مگر انکے لئے جو دیکھ سکتے ہیں۔

اے سخت اسیر بدگمانی	وے بستہ کمر بہ بدزبانی
سوزم کہ چسان شوی مسلمان	واین طرفہ کہ کافرم بخوانی

تبلیغ روحانی

لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا

اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاش حق	خدا خود راہ بنماید طلبگار حقیقت را

یہ بات قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رویا صالحہ مبشرہ دیکھتا ہے اور
اسکے لئے دکھائی بھی جاتی ہیں - بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظر میں مطرود اور مخذول اور مطعون
اور مردود اور کافر اور دجال بلکہ اکفر اور شر البریہ ہو - اس کوفت اور شکست خاطر کے وقت

مین جو کچھ مکالمات پرازلطف و احسان خدایتعالی کی طرف سے مومن کے ساتھ واقع ہوستے ہین اُس کو کون جانتا ہے۔

رحمت خالق کہ ہمراز اولیاست ۔ ہست پنہان زیر لعنت ہائے خلق

یہ عاجز خدایتعالی کے احسانات کا تکرار انہین کرسکتا کہ اس تکفیر کے وقت بن کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علما کی آوازین آرہی ہین کہ لست مومنا اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ ندا ہے۔ قل انی امرت وانا اول المومنین ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہین کہ کسی طرح اس شخص کی بیخکنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یتربصون علیک الدوائر علیھم دائرۃ السوء اور ایک طرف وہ کوشش کررہے ہین کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کرین اور ایک طرف خدا وعدہ کررہا ہے انی مھین من اراد اھانتک اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک اور ایک طرف مولوی لوگ فتوی پر فتوی لکھہ رہے ہین کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہوجاتا ہے اور ایک طرف خدایتعالی اپنے اس الہام پر متواتر زور دے رہا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدایتعالی سے لڑرہے ہین۔ اب دیکھیے کہ فتح کسکی ہوتی ہے۔

بالآخر واضح ہو کہ اسوقت میرا مدعا اس تحریر سے یہ ہے کہ بعض صاحبون نے پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابین متعلق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات بہی اس عاجز کے بارہ مین لکہہ کر بہیجی ہین جنکا مضمون قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا ہے اور یا بذریعہ الہام کے خدایتعالی کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز خدایتعالی کی طرف سے ہے اسکو قبول کرو۔ چنانچہ بعض نے ایسی خوابین بہی بیان کین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی حالتین نظر آئے اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے باہر تشریف رکہتے ہین اور فرماتے ہین کہ تمام ایسے لوگ جو اس شخص یعنی اس عاجز کو ستا رہے ہین قریب ہے جو انپر غضب الہی

نازل ہو- اول اول اس عاجز نے ان خوابونکی طرف التفات نہین کی مگر اب مین دیکھتا
ہون کہ کثرت سے دنیا مین یہ سلسلہ شروع ہو گیا یہانتک کہ بعض لوگ محض خوابون کے
ہی ذریعہ سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین مین داخل ہو گئے اور اسی بنا پر اپنے
مالونسے امداد کرنے لگے سو مجھے اسوقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین یہ الہام
درج ہے جسکو دس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ یہ ہے۔ **ینصرک رجال**
نوحی الیہم من السماء۔ یعنی ایسے لوگ تیری مدد کرینگے جنپر ہم
آسمانسے وحی نازل کرینگے سو وہ وقت آگیا۔ اسلئے میرے نزدیک قرین مصلحت
ہے کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابون اور الہامونکا ہو جائے تو انکو ایک رسالہ
مستقلہ کی صورت مین طبع کر کے شایع کیا جائے- کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی
اور نعمت الٰہی ہے اور خدا تعالی فرماتا ہے- **واما بنعمۃ ربک فحدث**
لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ آیندہ ہر ایک صاحب جو
کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھہ کر بذریعہ خط اُس سے مطلع کرنا
چاہین تو انپر واجب ہے کہ خدا تعالی کی قسم کھا کر اپنے خط کے ذریعہ سے اسبات کو ظاہر
کرین کہ ہمنے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے اور اگر ہمنے کچھہ اسمین ملایا ہے
تو ہمپر اسی دنیا اور آخرت مین لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو اور جو صاحب پہلے
قسم کھا کر اپنی خوابین بیان کر چکے ہین اُنکو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین مگر وہ تمام
صاحب جنہون نے خوابین یا الہامات تو لکھہ کر بھیجے تھے لیکن وہ بیانات انکے
موکد بقسم نہین تھے انپر واجب ہے کہ پھر دوبارہ ان خوابون یا الہاماتکو قسم کے
ساتھہ موکد کر کے ارسال فرماوین اور یاد رہے کہ بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام
یا کشف کسی کا نہین لکھا جاویگا- اور قسم بھی اس طرز کی چاہیئے جو ہمنے ابھی بیان کی ہے-
اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہون کہ حق کے طالب جو مواخذہ الٰہی
سے ڈرتے ہین وہ بلا تحقیق اس زمانہ کی مولویونکے پیچھے نہ چلین اور آخری زمانہ کی مولویون
سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہین

اور انکے فتوون کو دیکھہ کر حیران نہ ہوجاوین کیونکہ یہ فتوی کوئی نئی بات نہین اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعوی جو اس عاجز نے کیا ہی اسکی صحت کی نسبت دل مین شبہ ہو تو مین ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہون جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھین جسکی پہلی رکعت مین سورۃ **یٰسین** اور دوسری رکعت مین اکیس مرتبہ سورۃ **اخلاص** ہو اور پہر بعد اسکے تین سو مرتبہ **درود شریف** اور تین سو مرتبہ **استغفار** پڑھکر خدا تعالی سے یہ دعا کرین کہ ای قادر کریم تو پوشیدہ حالاتکو جانتا ہی اور ہم نہین جانتے اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب مین التجا کرتے ہین کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوی کرتا ہی کیا حال ہی۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہی یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہمپر ظاہر فرما تا اگر مردود ہی تو اسکے قبول کرنیسے ہم گمراہ نہ ہون اور اگر مقبول ہے اور تیری طرفسے ہی تو اسکے انکار اور اسکی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہوجاوین۔ ہمین ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھکو ہی ہے۔ آمین ــ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کرین لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بہرا ہوا ہی اور بدظنی اسپر غالب آگئی ہی اگر وہ خواب مین اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جکو وہ بہت ہی برا جانتا ہی تو شیطان آتا ہی اور موافق اس ظلمت کے جو اسکے دل مین ہی اور پر ظلمت خیالات اپنی طرفسے اسکے دل مین ڈال دیتا ہی۔ پس اسکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہی۔ سو اگر تو خدا تعالی سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئین بکلی خالی النفس کر کے اور دونون پہلوؤن بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرفسے روشنی نازل کریگا جسپر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہین ہوگا۔ سو

اے حق کے طالبو ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے آئندہ تمہیں اختیار ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ المبلغ غلام احمد عفی عنہ

شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت

اس فتویٰ کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا۔ جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کی بارہ میں ایک رسالہ اس عاجز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے جس کا نام دافع الوساوس ہے با این ہمہ مجھ کو ان لوگوں کے لعن وطعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور ملعون اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے وہ بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جس قدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا۔ اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے مجھے ابتک سوچ کر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخر کار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور یہ چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثیل مسیح ہونے کی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سنکر بہت ہی خوش ہونا چاہیئے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو حقیقت دجالیہ کے ہلاک اور فانی کرنے کے لئے حقیقت عیسویہ سے متصف کیا ایسا ہی اس نے اس حقیقت کے متعلق جو جو لوازم و آفات تھے ان سے بھی خالی نہ رکھا لیکن اگر کچھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتویٰ کے طیار کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی اور وہ خیانت تین قسم کی

ہے **اول** یہ کہ بعض لوگ جو مولویت اور فتوی دینے کا منصب نہین رکھتے وہ صرف مکفرین کی تعداد بڑھانیکے لئے مفتی قرار دیے گئے **دوسری** یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریون مین مبتلا تھے وہ بڑے عالم متشرع متصور ہوکر انکی مہرین لگائی گئین **تیسرے** ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے ہین مگر واقعی طور پر اس فتوی پر انہون نے مہر نہین لگائی بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی اور افترا سے خود بخود انکا نام اسمین جڑ دیا۔ ان تینون قسم کے لوگونکے بارہ مین ہمارے پاس تحریری ثبوت ہین۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو اسمین شک ہو تو وہ لاہور مین ایک جلسہ منعقد کرکے ہم سے ثبوت مانگین۔ تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد۔ یون تو تکفیر کوئی نئی بات نہین ان مولویونکا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سنکر فی الفور اپنے کپڑون سے باہر ہو جاتے ہین اور چونکہ خدا تعالی نے یہ عقل انکو دی ہی نہین کہ باتکی تہ تک پہونچین اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکین اسلئے اپنی نافہمی کی حالت مین تکفیر کی طرف دوڑتے ہین اور اولیاء کرام مین سے ایک بھی ایسا نہین کہ انکی تکفیر سے باہر رہا ہو یہانتک کہ اپنے موتہہ سے کہتے ہین کہ **جب مہدی موعود آئیگا** تو اسکی بھی مولوی لوگ **تکفیر** کرینگے اور ایسا ہی حضرت عیسی جب اترینگے تو انکی بھی تکفیر ہوگی۔ ان باتونکا جواب یہی ہے کہ اے حضرات آپ لوگونسے خدا کی پناہ اور سبحانہ خود اپنے برگزیدہ بندونکو آپ لوگونکی شر سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگون نے تو ڈائن کی طرح امت محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کہا جانا چاہا تہا اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلونکو چھوڑا نہ پچھلونکو۔ اور اپنے ہاتہہ سے ان نشانیونکو پوری کر رہے ہین جو آپ ہی بتلا رہے ہین۔ تعجب کہ یہ لوگ آپسمین بھی تو نیک ظن نہین رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحدین کی بیدینی پر **مدار الحق** مین شاید تین سو کے قریب مہر لگی تہی پھر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر انکی تکفیرونسے کوئی کیونکر ڈرے مگر

افسوس تو یہ ہی کہ میان نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر مین جلسازی سے بہت کام لیا ہی اور طرح طرح کے افترا کرکے اپنی عاقبت درست کرلی ہے اس مختصر رسالہ مین ہم مفصل ان خیانتونکا ذکر نہین کرسکتے جو شیخ بٹالوی نے حسب منشار شیخ دہلوی اپنے کفرنامہ مین کام مین لاکر اپنا نامۂ اعمال درست کیا ہے صرف بطور نمونہ **ایک مولوی صاحب کا خط** معہ اُن کی چند اشعار کے ذیل مین لکہا جاتا ہی اور وہ یہ ہے۔

بحضور فیض گنجور حضرت مجدد وقت مسیح الزمان مہدی دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب دام برکاتہ

پس از سلام سنت الاسلام گذارش حال اینکہ ۔ غریب نواز پٹیالہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنا ئے بلدہ نے مجھکو نہایت تنگ کیا یہانتک کہ مساجد مین نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا مینے اپنے بعض دوستونکو ناحق کا الزام دور کرنیکے لئے یہ لکہدیا کہ میرا عقیدہ اہلسنت والجماعت کی موافق ہی اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ و معجزات انبیا و لیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر و الحاد سمجہتا ہون ۔ وہی تحریر میری مولوی محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ نے لیکر اپنے کفرنامہ مین جو آپکے لئے تیار کیا تہا درج کردی مینے خبر پاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت مین خط لکہا کہ جو میری طرف سے فتوی تکفیر پر عبارت لکہی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیے کیونکہ مین حضرت مرزا صاحب کے منکر کو خود کافر و ملحد سمجہتا ہون

سکا کوئی جواب نہ

کی نہ

منکرین کے زمرہ مین چہاپ کر شایع کردیا ۔ سو میرے فتوی

یہ نالائق حضور سے بیعت ہوچکا ہی لہذا اس عاجز کو اپنی جماعت

توبہ کرتا ہون اور حضور سے معافی مانگتا ہون اور چند ابیات محبت ا

کے جوش سے مینے حضور کے بارہ مین تالیف کئے ہین وہ بہی ذیل مین تحریر

کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ میری یہ تمام تحریر معہ اشعار کے طبع کرا کر شایع کردی جاوے۔

اشعار یہ ہین

موجب کفرست تکفیر تو ای کان کرم
آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم
چون بتابم روز تو حاشا و کلا این کجا
دین مردہ را بقالب جان درآمد از دست
من کجا و این طور بدعہدی و بیراہی کجا
حملہ ہا کردند این غولان راہ حق بہ من
این یہودی سیرتان قدر ترا نشناختند
ہر کہ تکفیرت کند کافر ہمان ساعت شود
بر من اعمی بخش ای حضرت مہر منیر
تا روانم ہست در تن از دل و جانم غلام
نور ماہ دین احمد بر وجودت شد تمام
حسب تبشیر نبی بر وقت خود کردی ظہور
مشکلات دین حق بر دست تو آسان شدند
از رہ منت درو دستم را مسلمان کردہ

واین ہوا ہیر و فتاوے رہزن راہ ارم
این تمنا سیم برآرد کارساز قادرم
من فدای روئی تو ای رہبر دین پرورم
چون ازین انفاس اعراضی کنم ای مہترم
خادمم تا زندہ ہستم واز دل و جان چاکرم
راہ زندی گر نبودی لطف یزدان رہبرم
چون نبی ناصری تفرین شنیدی لاجرم
حق نگہدار د مرا زین زمرہ نامحترم
گر خطا دیدی ازان بگذر کہ من مستغفرم
لطف فرما گر تنزل بر در تو حاضرم
آمدی در چاردہ اسے بدر تام و انورم
السلام ای رحمت ذات جلیل واکبرم
میکنی تجدید دین از فضل رب ذوالکرم
گر نباشم جان نثار آستانت کافرم

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیالوی - ۴ ؍ مئی ۱۸۹۲ء

اشتہار

جو فتویٰ بحق امامنا مجددنا مسیحنا مسیح الدنیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی - محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مین شایع کیا ہی اُسکے علماء پٹیالہ کی فہرست مین میرے بعض احباب نے میرے ہمنام مولوی عبداللہ پٹیالوی کے نام کو میرا نام خیال کیا ہی

اور بعض نے دریافت کیلئے میرے نام عنایت نامجات بھی ارسال فرمائی ہین - ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ناظرین کو اور بھی شبہ مین ڈالا اس نام پر یہ نوٹ ایزاد کیا کہ "یہ مولوی صاحب بھی میرزا صاحب کے پہلے معتقد تہے - لہذا مین جمیع احبابکو اطلاع دیتا ہون کہ مولوی عبداللہ پٹیالوی اور شخص ہین اور وہ کبھی پہلے بھی مرزا صاحب کے معتقد نہ تہے اور نہ ہین - باقی رہا نیازمند سو مین اسی طرح اس فدائی قوم وکشتۂ اسلام کا معتقد و نیازمند ہون - المشتہر خاکسار

محمد عبداللہ خان دوم مدرس عربی مہندر کالج پٹیالہ - ۱۴ ذیقعد ۱۳۰۹ھ

ضروری گذارش

ان باہمت دوستونکی خدمت مین جو کسیقدر امداد امور دین کیلئے مقدرت رکہتے ہین

ایمردان بکوشید و برائی حق بجوشید

اگرچہ پہلے ہی سے میرے مخلص احباب للہی خدمت مین اسقدر مصروف ہین کہ مین شکر ادا نہین کرسکتا اور دعا کرتا ہون کہ خداوندکریم انکو ان تمام خدمات کا دونون جہانون مین زیادہ سے زیادہ اجر بخشے - لیکن اسوقت خاص طور پر توجہ دلانیکے لئے یہ امر پیش آیا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تہے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمین فکر تہی اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان ہونیکا دعویٰ کرتے ہین بلکہ مولوی اور فقیہ کہلاتے ہین سخت مخالف ہوگئے ہین یہانتک کہ وہ عوام کو ہماری کتابونکے خریدنے بلکہ پڑہنے سے منع کرتے اور روکتے ہین سو اسلئے ایسی دقتین پیش آگئی ہین جو بظاہر ہیبتناک معلوم ہوتی ہین - لیکن اگر ہماری جماعت سست نہ ہوجاوے تو عنقریب یہ سب دقتین دور ہوجائینگی اسوقت ہمپر فرض ہوگیا ہے کہ بیرونی اور اندرونی دونون قسم کی خرابیونکی اصلاح کرنیکے لئے بدل وجان کوشش کرین اور اپنی زندگی کو اسی راہ مین **فدا کردین** اور وہ صدق قدم دکہلادین جس سے خداتعالیٰ جو پوشیدہ بہیدونکو جاننے والا اور سینونکی چہپی ہوئی باتونپر مطلع ہے راضی ہوجاوے - اسی بنا پر مینے قصد کیا ہے کہ اب **قلم اٹہا کر** پہر اسکو اسوقت تک موقوف نہ رکہا جائے جبتک کہ خداتعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفون پر کامل طور پر حجت پوری کرکے حقیقت عیسویہ کی حربہ سے حقیقت دجالیہ

کو پاش پاش کرے۔ لیکن کوئی قصد بجز توفیق و فضل و امداد و رحمت الٰہی انجام پذیر نہین ہو سکتا
اور خدا تعالی کی بشارات پر نظر کرکے جو **بارش** کی طرح برس رہی ہین اس عاجز کو یہی
امید ہے کہ وہ اپنے اس بندہ کو ضایع نہین کریگا اور اپنے دین کو اُس خطرناک پراگندگی
مین نہین چہوڑیگا جو اب اسکے لاحق حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طریق مسنون ہے
من انصاری الی اللہ بہی کہنا پڑتا ہے۔ سو بہائیو جیسا مین ابہی بیان کرچکا ہون سلسلہ
تالیفات کو بلافصل جاری رکہنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے اور یہ خواہش ہے کہ اس
رسالہ کے چہپنے کے بعد جسکا نام نشان آسمانی ہے رسالہ **دافع الوساوس** طبع
کراکر شایع کیا جاوے اور بعد اسکے بلا توقف رسالہ **حیات النبی و ممات المسیح** جو
یورپ اور امریکہ کے ملکوں مین بہی بہیجا جائیگا شایع ہو اور بعد اسکے بلا توقف حصہ پنجم
براہین احمدیہ جسکا دوسرا نام **ضرورت قران** رکہا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے
طور پر چہپنا شروع ہو لیکن مین اس سلسلہ کے قایم رکہنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہون
کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شایع ہو میرے ذی مقدرت دوست اسکی خریداری
سے مجہکو بدل و جان **مدد دین** اس طرح پر کہ حسب مقدرت اپنی ایک نسخہ یا چند نسخہ اسکے
خریدلین جن رسائل کی قیمت تین آنہ یا چار آنہ یا اسکے قریب ہو انکو ذی مقدرت احباب
اپنی مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہین اور پہر وہی قیمت دوسرے
رسالہ کے طبع مین کام آسکتی ہے۔ اگر میری جماعت مین ایسے احباب ہون جو انپر بوجہ املاک
و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو انکو سمجہنا چاہیئے کہ اسوقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم
اور بیکس کوئی بہی نہین اور زکوٰۃ نہ دینے مین جسقدر تہدید شرع وارد ہے وہ بہی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو
منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے پس فرض عین ہے جو اسی راہ مین **اعانت اسلام** مین زکوٰۃ دیجائے زکوٰۃ مین کتابین
خریدی جائین اور مفت تقسیم کیجائین اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بہی ہین جو نہایت مفید ہین جیسے رسالہ
احکام القرآن۔ اور اربعین فی علامات المقربین۔ اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام از بس ضروری
ہے اسلئے بشرط فرصت کوشش کیجائیگی کہ یہ رسائل بہی درمیان مین طبع ہو کر شایع ہو جائین آئندہ ہر ایک امر اللہ جلشانہ کی اختیار مین ہے
یفعل ما یشاء و ہو علی کل شیء قدیر۔ خاکسار **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء

ضروری اشتہار

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگان خدا کو دعوت حق کریں تا حجت اسلام روئے زمین پر پوری ہو لیکن اس ضعف اور قلت جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبت اسلام میں بدل وجان فدا شدہ ہیں قبول کریں تو کسیقدر جہانتک ممکن ہو یہ خدمت انکے سپرد کیجاوے۔ مولوی صاحب موصوف بچونکی تعلیم اور درس قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت اور مباحثہ اور مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں نہایت خوشی کی بات ہے اگر وہ اس کام میں لگ جائیں۔ لیکن چونکہ انسانکو حالت عیالداری میں وجہ معیشت سے چارہ نہیں اسلئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گذارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی مقدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جبتک خدا تعالیٰ چاہے انکے گذارہ کے لئے بحسب استطاعت اپنے کوئی چندہ مقرر کریں اور پھر جو کچھ مقرر ہو بلا توقف انکی خدمت میں بھیج دیا کریں۔ دنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے۔ آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ تیاری کرنی چاہیئے مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنیکے لئے دن رات لگا ہوا ہے۔ اس اشتہار کے پڑھنے پر جو صاحب چندہ کیلئے تیار ہوں وہ اس عاجز کو اطلاع دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ المشتہر غلام احمد از قادیان ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء

رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کیلئے جو مخلص دوستوں کی طرف خط لکھے گئے تھے ان کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط اخویم مولوی سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار علیگڈھ ضلع فرخ آباد سلمہ اللہ تعالیٰ

" دو والانامے بندگان عالی شرف ورود لائے باعث عزت ہوئے مجھکو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے میں نے کوئی عریضہ حضور میں نہیں بھیجا اگرچہ ہر وقت یاد بندگان والا میں رہا کرتا ہوں حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں اور انکو ذریعہ بہتری دارین سمجھتا ہوں - پچاس جلد رسالہ نشان آسمانی یا جسقدر حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوا دیں میں انکو خرید لونگا اور اپنے دوستوں میں تقسیم کر دونگا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہونچتی ہے اور میرے سب اہل وعیال خوش اور اچھے ہیں اور حضور کو یاد کیا کرتے ہیں - عریضہ نیاز کمترین تفضل حسین از علیگڈہ ضلع فرخ آباد ۱۴ اپریل ۱۸۹۲ع

مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں اور امداد کیطور پر اپنی تنخواہ میں سے رقم کثیر دیچکے ہیں -

خلاصہ خط اخویم نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سلمہ اللہ تعالی

" جناب کا عنایت نامہ پہونچا - بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دو سو جلد فی الحال خرید کریگا - راقم محمد علی خان

نواب صاحب موصوف ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ پانسو روپیہ کی کتابیں اس عاجز کی خرید کر کے محض للہ تقسیم کر چکے ہیں -

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی سلمہ اللہ تعالی

سات سو جلد رسالہ نشان آسمانی نابکار کے خرچ سے چھپوایا جاوے اور فروخت کیا جائے اور اسکی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرماویں بیس روپیہ معہ بقیہ چندہ دو روپیہ محمد صاحب عرب ابھی ارسال خدمت ہیں اور مابعد میں عنقریب ایکسو روپیہ یا اس سے دس بیس روپیہ زائد بھیجتا ہوں یا جلد تر خود لیکر باریاب خدمت ہونگا ورنہ منی آرڈر بھیجدونگا - (ایکسو روپیہ پہونچگیا)

حکیم صاحب موصوف پہلے بھی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کیطور پر دے چکے ہیں -

خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالی معالج ریاست جموں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم مع التسلیم - اما بعد ایک خاکسار بالکل نابکار اور خاکساری کے ساتھ نہایت ہی شرمسار بحضور حضرت مسیح الزمان عرض پرداز - اس با اخلاص اور دلی مرید کا جو کچھ ہے بتمامہ آپ ہی کا ہے تن و فرزند روپیہ آبرو جان -

میری یہی سعادت ہے کہ تمام خرچ میرا ہو۔ پھر جسقدر حضور پسند فرما دین۔ برادرم نصیح ہی اسوقت موجود ہین اور کہتے ہین کہ اگر میرے مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ مین حضور رسالہ کو طبع فرما دین تو چہارم حصہ قیمت کا منافع رہیگا۔ مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام مین عجیب شان رکھتے ہین۔ کثرت مال کے ساتھہ کچھہ قدر قلیل خدا تعالی کی راہ مین دیتے ہوئے تو بہتونکو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہکر اپنا عزیز مال رضائے مولا مین اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا مین سے کچھہ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف مین ہی دیکھی یا انمین جنکے دلون پر انکی صحبت کا اثر ہے مولوی صاحب موصوف ابتک تین ہزار روپیہ کے قریب اس عاجز کو دے چکے ہین اور جسقدر انکے مال سے مجھکو مدد پہونچی ہے اسکی نظیر ابتک کوئی میرے پاس نہین۔ اگرچہ یہ طریق دنیا اور معاشرت کی اصولون کے مخالف ہے مگر جو شخص خدا تعالی کی ہستی پر ایمان لاکر اور دین اسلام کو ایک سچا اور منجانب اللہ دین سمجھکر اور با این ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو بھی شناخت کرکے اللہ جلشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق مین فانی ہوکر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اپنے مال حلال اور طیب کو اس راہ مین فدا کرتا ہے اسکا جو عنداللہ قدر ہو وہ ظاہر ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہین پیار	جو سب کچھہ ہی کرتے ہین اسپر نثار
اسی فکر مین رہتے ہین روز و شب	کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جان بار بار	ابھی خوف دل مین کہ ہین نابکار
لگاتے ہین دل اپنا اوس پاک سے	وہی پاک جاتے ہین اس خاک سے

خدا تعالی اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت مین زیادہ سے زیادہ کرے آمین ثم آمین۔

چہ خوش بودی اگر ہر یک ز امت نور دین بودے
ہمین بودی اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

طب روحانی

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات مین سے ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے اس کتاب مین اُس علم مخفی سلب امراض اور توجہ کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے جسکو حال کے مشایخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص خلیفون کو سکھلایا کرتے تھے اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تہی اور جس کی طلب مین اب بھی بعض مولوی صاحبان دور دور کا سفر اختیار کرتے ہین۔ اس لئے محض لہد عام و خاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو منگوا کر ضرور ہی مطالعہ کرین کہ یہ بہی منجملہ اُن علوم کے ہے جو انبیاء پر فائض ہوئے تھے بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اسی علم کے سرچشمہ مین سے تھے۔

کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لودہیانہ محلہ جدید مین رہتے ہین۔ اُن کی خدمت مین خط و کتابت کرنے سے قیمتاً مل سکتی ہے۔

شہادت القرآن ۶ر - تحفہ بغداد عربی ۲ر - حجۃ الاسلام ار - سچائی کا اظہار ار - جنگ مقدس ۷ر
حمامۃ البشریٰ عربی عہ - نور الحق عربی حصہ اول ۱۲ر - نور الحق عربی حصہ دوم سعہ ترجمہ اردو ۶ر
اتمام الحجہ ۳ر - کرامات الصادقین عہ - سر الخلافہ عربی ۸ر - ست بچن و آریہ دہرم دریک جلد عہ
نور القرآن حصہ اول ۴ر - نور القرآن حصہ دوم - ۸ر - المشتہر محمد سراج الحق از قادیان ضلع گورداسپور

یہ ان علما و فضلا و صوفیہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ کے اسماء گرامی ہین جنہون

نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام فیضہ کو مسیح و مہدی موعود اور مجدد چودہوین صدی تسلیم کیا ہے اور بیعت کی ہے اور حضرت مسیح ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام کو متوفی جانکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا بصدق دل مانا ہے - سراج الحق از قادیان

حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بہیرہ - حضرت مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب بہیرہ حضرت مولوی حکیم فضل الدین صاحب بہیرہ - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹ حضرت مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب ر - حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلم - حضرت مولوی محمد قادی صاحب - حضرت مولوی فضل حق صاحب - ح مولوی خان ملک صاحب کہیوال ضلع جہلم - ح مولوی عبد الرحمن صاحب - ح مولوی حب شاہ صاحب خوشاب - ح مولوی فضل الدین صاحب کہاریان ضلع گجرات - ح مولوی محمد افضل صاحب موضع کملہ - ح مولوی محمد اکرم صاحب - ح مولوی محمد شریف صاحب - ح م قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ - ح م حافظ احمد الدین صاحب موضع چک باسرا - ح مولوی صاحب دین صاحب طہال - ح مولوی شیر محمد صاحب ہجن ح مولوی قطب الدین صاحب بدوملی - ح مولوی غلام حسن صاحب پشاور - ح مولوی محمد حسین صاحب کپور تہلہ - ح مولوی نور محمد صاحب مانگٹ - حضرت مولوی غلام حسین لاہور - حضرت مولوی مرزا خدا بخش صاحب اتالیق نواب محمد علی خان صاحب مالیرکوٹلہ - ح مولوی محمد یوسف صاحب سنور - حضرت مولوی حافظ عظیم بخش پٹیالہ - ح مولوی محمد صادق صاحب جموں - ح مولوی خلیفہ نور الدین صاحب - ح مولوی محمد زمان صاحب دہنی کہیپ - ح مولوی نور احمد صاحب لودی ننگل حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی - ح مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد - حضرت مولوی سید تفضل حسین صاحب - ح مولوی سید محمد عسکری خان صاحب - حضرت مولوی سید مردان علی صاحب حیدرآباد - ح م سید ظہور علی صاحب - ح م سید محمد السعیدی طرابلسی شامی - ح م عبد الحکیم صاحب باقی اسما کی گنجایش

الحمد للہ والمنت

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی الہامی

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے ۔ جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا ۔ حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب ۔ خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

فتح اسلام

اور

خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت اور اس کی پیروی کی راہوں اور اُس کی تائید کے طریقوں کی طرف دعوت

بار دوم ماہ جولائی ۱۸۹۸ء

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

قیمت بلا محصول ڈاک ۲ر

تعداد جلد ۷۰۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

فتح اسلام اور خدا تعالیٰ کے تجلّی خاص کی بشارت اور اُس کی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے طریقوں کیطرف دعوت

رَبِّ انۡفُخۡ رُوۡحَ بَرَکَتِہٖ فِیۡ کَلَامِیۡ ھٰذَا وَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھۡوِیۡۤ اِلَیۡہِ

اے ناظرین عافاکم اللّٰہ فی الدنیا والدین۔ آج یہ عاجز ایک مدت مدید کے بعد اُس الٰہی کارخانہ کے بارہ میں جو خدا تعالےٰ نے دین اسلام کی حمایت کیلئے میرے سپرد کیا ہے ایک ضروری مضمون کیطرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہے۔ اور میں اُس مضمون میں جہانتک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کارخانہ کی نصرت کی ضرورت آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق کی تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اس سے میں سبکدوش ہو جاؤں۔ پس اس مضمون کے بیان کرنے میں مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس تحریر کا دلوں پر اثر کیا پڑیگا۔ صرف غرض یہی ہے کہ جو بات مجھ پر فرض ہے اور جو پیغام پہنچانا میرے پر قرضہ لازمہ کیطرح ہے وہ جیسا کہ چاہیئے مجھ سے ادا ہو جائے خواہ لوگ اسکو بسمع رضا سنیں اور خواہ کراہت اور قبض کی نظر سے دیکھیں۔ اور خواہ میری نسبت نیک گمان رکھیں اور یا بدظنی کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ۔

اب مین ذیل مین وہ مضمون جس کا اوپر وعدہ دیا ہے لکھتا ہون۔

اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبّو! آپ لوگون پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جسمین ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہین یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جسقدر امور ہین سب مین سخت فساد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے وہ چیز جسکو ایمان کہتے ہین اُس کی جگہہ چند لفظون نے لیلی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جنکا نام اعمال صالحہ ہے۔ اُن کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہین اور جو حقیقی نیکی ہے اُس سے بکلی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے اُس کے جذبات اُسکے جاننے والون پر نہایت بد اثر کرنیوالے اور ظلمت کیطرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہین۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہین۔ ان علوم مین دخل رکھنے والے دینی امور مین اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولون اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ عبادات کے طریقون کو تحقیر اور استہزا کی نظر سے دیکھنے لگتے ہین۔ اُن کے دلون مین خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھہ وقعت اور عظمت نہین بلکہ اکثر ان مین سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریت کے رگ و ریشہ سے پُر اور مسلمانون کی اولاد کہلا کر پھر دشمن دین ہین۔ جو لوگ کالجون مین پڑھتے ہین اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہین ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستغنی ہو چکتے ہین۔ یہہ مینے صرف **ایک شاخ** کا ذکر کیا ہے۔ جو حال کے زمانہ مین ضلالت کے پہلون سے لدی ہوئی ہے مگر اس کے سوا صدہا اور شاخین بھی ہین جو اس سے کم نہین! عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت ایسی اُٹھہ گئی ہے کہ گویا بکلی مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کمانیکے لئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھہ گئے ہین۔ جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لایق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی بددیانتی حرامکاری۔ دغابازی دروغ گوئی۔ اور نہایت درجہ کی روبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدظنی سے بھری ہوئی خصلتین پھیلتی جاتی ہین۔ اور نہایت بیرحمی سے ملے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہین۔ اور جذبات بہیمیّہ اور سبعیّہ کا ایک طوفان اُٹھا ہوا ہے اور جسقدر لوگ ان علوم اور قوانین مروجہ مین چست و چالاک ہوتے جاتے ہین اُسیقدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی

طبعی خصلتین اور حیا شرم اور خدا ترسی اور دیانت کی فطرتی خاصیتین اُنہین کم ہوتی جاتی ہین۔
عیسائیون کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اُٹھانے کے لئے کئی قسم کی سُرنگین طیار کر رہی ہے
اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کیلئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتونکو نہایت درجہ
کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک ہنر کی کے موقع اور محل پر کام مین لا رہے ہین۔ اور بہکانے کے لئے
نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کے جدید جدید صورتین تراشی جاتی ہین۔ اور اُس **انسان کامل** کی سخت
توہین کر رہے ہین جو تمام مقدسون کا فخر اور تمام مقربون کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولون کا سردار تھا۔
یہانتک کہ ناٹک کے تماشاؤن مین نہایت شیطنت کے ساتھ **اسلام** اور **ہادی پاک**
اسلام کے بُرے بُرے پیرائیون مین تصویرین دکھلائی جاتی ہین اور سوانگ نکالے جاتے
ہین۔ اور ایسی افترائی تہمتین تھیٹر کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہین جنہین اسلام اور نبی پاک کی
عزت کو خاک مین ملا دینے کیلئے پوری حرمزدگی خرچ کیگئی ہے۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سُنو! کہ اسلام کی پاک تاثیرون کے روکنے کے لئے جس
قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم مین استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام مین لائے گئے اور
اُنکے پھیلانے مین جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششین کی گئین یہانتک کہ نہایت
شرمناک ذریعے بھی جنکی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ مین ختم کئے گئے
یہہ کرسچن قومون اور تثلیث کے حامیون کیجانب سے وہ ساحرانہ کارروائیان ہین کہ جب تک
اُنکے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُرزور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر
رکھتا ہو اور اُس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے۔ تب تک اِس جادوئے فرنگ
سے سادہ لوح دلون کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالےٰ
نے اس جادو کے باطل کرنے کیلئے اس زمانہ کے سچے مسلمانون کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ
کو اپنے الہام۔ اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم
سے بہرہ کامل بخشکر مخالفین کے مقابل پر بھیجا۔ اور بہت سے آسمانی تحایف اور علوی
عجائبات اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم
کا بُت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے طیار کیا ہے سو اے مسلمانون! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکی
کے اُٹھانیکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے کیا ضرور نہ تھا کہ سحر کے

مقابل پر معجزہ بھی دُنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمند و! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاء کلمہ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُنکی اندرونی حالت کے صاف کرنیکے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا۔ اور اُسے سرد اور بے رونق اور بے نور نہیں ہونے دونگا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھکر اور اِن اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنی پاک کلام میں موکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا۔ کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہیگا کہ جو اُس کے دین کی تجدید کریگا ✤ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ

✤ صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہیں ہیں جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مو خر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دُنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہیں اللہ جل شانہ فرماتا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاویگا اور مجذوم

کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کیلئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھولدیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آبا گزر گئے اور بیشمار روحین اُسکے شوق مین ہی سفر کر گئین وہ وقت تمنے پالیا اب اسکی قدر کرنا یا نکرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ مین ہے مین اسکو بار بار بیان کرونگا اور اس کے اظہار سے مین رُک نہیں سکتا کہ مین وہی ہون جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلون مین قایم کر دیا جائے مین اس طرح بھیجا گیا ہون جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تہا جسکی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت مین بہت تکلیفون کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائی گئی سو جب دوسرا کلیم اللہ جو در حقیقت مین سب سے پہلا اور سید الانبیا ہے دوسرے فرعونون کی سرکوبی کیلئے آیا جسکے حق مین ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیون مین کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ مین اُس سے بزرگتر تھا ایک مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پاکر اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے

حاشیہ

دوسرے دین کے بدعتون کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اول عاشقانہ جوش کے ساتھ اُس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسرون مین جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہین وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہین خدا تعالیٰ اُنہیں اُن تمام نعمتون کا وارث بناتا ہے جو نبیون اور رسولون کو دیجاتی ہین اور اُن کی باتین از قبیل جوشیدن ہوتی ہین نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہین نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی اُنکے دلون پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہین اور اُنکی گفتار اور کردار مین دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفا کئے گئے اور بتمام و کمال کہینچے گئے ہین ۔ منہ

مسیح ابن مریم کے زمانہ تک بھی یعنی چودھوین صدی مین آسمان سے اترا اور وہ اترنا روحانی طور پر
تھا جیسا کہ کمل لوگون کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کیلئے نزول ہوتا ہے اور سب باتو نمین اُسی زمانہ کی ہم
شکل زمانہ مین اترا۔ جو مسیح ابن مریم کے اُترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والون کے لئے نشان ہو ❊
پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے مین جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے
دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پورانے تصورات پر جمے ہوئے ہین وہ اسکو قبول نہین
کرین گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے جو انکی غلطی اُنپر ظاہر کر دیگا۔ "دنیا مین ایک نذیر آیا
پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملون سے
اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا"۔ یہ انسان کی بات نہین خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے۔

❊ یہہ زمانہ جس مین ہم ہین یہہ ایک ایسا ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دوری اور دیانت
اور امانت سے محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی سے دوری اور لالچ اور بخل اور حب دنیا سے معموری
اس زمانہ مین عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسی حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور کیوقت
یہودیون مین پھیلی ہوئی تھی پس جیسے یہودی لوگ اُس زمانہ مین نیکی حقیقی نیکی سے بے خبر ہو گئے
تھے صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اسکے دیانت اور امانت اور اندرونی
صفائی اور عدالت اُنمین سے بالکل اُٹھ گئی تھی سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام ونشان نہین
رہا تھا اور انواع اقسام کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لیلی تھی ایسا ہی اس زمانہ مین
یہ تمام بلائین ظہور مین آگئی ہین حلال چیزون کو شکر اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال
نہین کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہین رہی خدا تعالیٰ کے
بزرگ حکم تاویلون کے ساتھ ٹال دئے جاتے ہین۔ ہمارے اکثر علما بھی اُسوقت کے فقیہون
اور فریسیون سے کم نہین مچھر چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہین آسمان کی بادشاہت
لوگون کے آگے بند کرتے ہین نہ تو آپ اُسمین جاتے ہین اور نہ جانیوالون کو جانے دیتے ہین
لمبی چوڑی نمازین پڑھتے ہین مگر دلمین اُس معبود حقیقی کی محبت اور عظمت نہین منبرون پر کھڑے ہو کر
بڑی رقت آمیز وعظ کرتے ہین مگر اُنکے اندرونی ظلم اور ہی ہین۔ عجیب ہین اُنکی آنکھین کہ
باوجود اُنکے دلون کی سرکشی اور مفسدانہ ارادون کے رونیکا بہت ملکہ رکھتی ہین۔ اور عجیب ہین
اُنکی زبانین کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلون کے آشنائی کا دم بھرتی ہین۔ اسی طرح یہودیت

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑیگی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اتریگی اور یہودیوں سی سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم بقدم رکھا ہے اُن سبکو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کریگی اور یہودیت کی خصلت مٹادی جائیگی اور ہر ایک حق پوش دجّال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائیگا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کیساتھ پھر چڑھے گا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

کی خصلتیں ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں تقویٰ اور خداترسی میں بڑا فرق آگیا ہے ایمانی کمزوری نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دُنیا کی محبت میں لوگ دبے جاتے ہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اس اُمت پر ایک زمانہ آنیوالا ہے جسمیں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کر لیگی اور وہ سارے کام کر دکھائیگی جو یہودی کر چکے ہیں یہانتک کہ اگر یہودی چوہے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہوگی۔

تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہ سے بھی پالیتا "یہہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسکی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھولدی اور تصریح سے اُسکی کیفیت ظاہر کردی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھولدیا کہ حضرت مسیح بن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا اُس زمانہ میں کہ جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوگئی تھی اور بوجہ کمزوری ایمان کی اُن تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں پس جبکہ اُس اُمت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات انہیں بھی بکثرت پیدا ہوگئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کیلئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیجدیا۔ مسیح جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہوں سُنے یہہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظر میں عجیب اور اگر کوئی اس

جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا ضرور نہیں ہے کہ آسمان اُس کے چڑھنے سے رُکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلّتیں قبول نہ کریں۔ **اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔** یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان

امر کی تکذیب کرے تو پہلے راستبازوں کی بھی تکذیب ہو چکی ہے۔ یوحنا یعنی یحییٰ کو جو ذکریا کا بیٹا تھا **یہودیوں** نے ہرگز قبول نہیں کیا۔ حالانکہ **مسیح** نے اُس کے بارے میں شہادت دی کہ یہ وہی ہے جو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا جس کے پھر آسمان سے اُترنے کا پاک نوشتوں میں وعدہ تھا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک **ابراہیم** ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس اُمّت میں بھی محدّث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے۔ اب کیا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدّثیت حضرت عمر پر ختم ہو گئی۔ ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت پر محدّث ہوگا چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارہ میں الہام ہوا تھا **فیک مادۃ فاروقیۃ**۔ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل **براہین احمدیہ** میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں

کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قایم کرتا ہے۔ سو اُس حکیم وقدیر نے اِس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیجکر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کیطرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ اُن شاخوں کے **ایک شاخ** تالیف اور تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اِس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقایق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتی ہیں اور انسانی تکلّف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے۔

دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کے

اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں۔ جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ شاید کوئی بے خبر اِس حیرت میں پڑے کہ فرشتوں کا اُترنا کیا معنے رکھتا ہے سو واضح ہو کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاح خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اُس کے ساتھ اور اُس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر اور ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنے آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہنکر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور پر اُس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اُس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتوہ پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دیجاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کیجاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اُس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کیطرف

غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتون کو غیر قومون پر پورا کرنے کے لئے شایع ہو چکے ہین اور آئندہ ضرورت کے وقتون مین ہمیشہ ہوتے رہینگے۔

تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنیوالے ہین جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتون کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہین یہہ شاخ بھی برابر نشوونما مین ہے۔ اگرچہ بعض دنون مین کچھہ کم مگر بعض دنون مین نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسون مین ساٹھہ ہزار سے کچھہ زیادہ مہمان آئے ہون گے اور جسقدر اُنمین سے مستعد لوگون کو تقریری ذریعون سے

کھسکتے چلے آتے ہین اور قومون مین ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھہ لوگ گمان کرتے ہین کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کیطرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہہ کام اُن فرشتون کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھہ آسمان سے اُترتے ہین اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتین بخشتے ہین۔ سوئے ہوئے لوگون کو جگا دیتے ہین۔ اور مستون کو ہشیار کرتے ہین۔ اور بہرون کے کان کھولتے ہین۔ اور مُردون مین زندگی کی روح پھونکتے ہین۔ اور اُن کو جو قبرون مین ہین باہر نکال لاتے ہین۔ تب لوگ یکدفعہ آنکھین کھولنے لگتے ہین اور اُنکے دلون پر وہ باتین کھلنے لگتی ہین جو پہلے مخفی تھین اور وہ درحقیقت یہہ فرشتے اُس خلیفۃ اللہ سے الگ نہین ہوتے اُسی کے چہرہ کا نور اور اُسی کی ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہین جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہین خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو غرض اُس زمانہ مین جو کچھہ نیکی کیطرف حرکتین ہو رہی ہین۔ اور راستی کے قبول کرنے کیلئے جوش پیدا ہوتے ہین خواہ وہ جوش ایشیائی لوگون مین پیدا ہون یا یورپ کے باشندون مین یا امریکہ کے رہنے والون مین درحقیقت انہین فرشتون کی تحریک سے جو اُس خلیفۃ اللہ کے ساتھہ اُترے ہین ظہور پذیر ہوتے ہین۔ یہہ الٰہی قانون ہے جسمین کبھی تبدیلی نہین پاؤ گے۔ اور بہت صاف اور سریع الفہم ہے اور تمہاری بدقسمتی ہے اگر تم اس پر غور نکرو چونکہ یہہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھہ خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہے اسلئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہین بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتون کی فوجین آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلون پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہہ تم قرآن

روحانی فائدہ پہنچ گیا اور اُنکے مشکلات حل کر دیئے گئے اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس مین کچھ شک نہین کہ یہ زبانی تقریرین جو سائلین کے جواب مین کیگئین یا کیجاتی ہین یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہہ طریق بعض صورتون مین تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلون مین بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہین اور بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہوکر شائع کیا گیا باقی جسقدر مقالات انبیاء ہین وہ اپنے اپنے محل پر تقریرون کی طرح پھیلتے رہے ہین عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتون کے وقتون مین مختلف مجالس

پہلا نشان

شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتون کا نازل ہونا ضروری ہے تا دلون کو حق کیطرف پھیرین سو تم اس نشان کے منتظر رہو اگر فرشتون کا نزول نہ ہوا اور اُنکے اُترنے کی نمایان تاثیرین تم نے دنیا مین نہ دیکھین اور حق کیطرف دلون کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم نے یہہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہین ہوا۔ لیکن اگر یہہ سب باتین ظہور مین آگئین تو تم انکار سے باز آؤ۔ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔

دوسرا نشان یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو اُن نورون سے خاص کیا ہے جو برگزیدہ بندون کو ملتے ہین جن کا دوسرے لوگ مقابلہ نہین کر سکتے۔ پس اگر تم کو شک ہو تو مقابلہ کے لئے آؤ اور یقیناً سمجہو کہ تم ہرگز مقابلہ نہین کر سکو گے۔ تمہارے پاس زبانین ہین مگر دل نہین۔ جسم ہے مگر جان نہین۔ آنکھون کی پتلی ہے مگر اُسمین نور نہین۔ خدا تعالیٰ تمہین نور بخشے تا تم دیکھہ لو۔

تیسرا نشان یہہ ہے کہ وہ برگزیدہ نبی جس پر تم ایمان لانیکا دعویٰ کرتے ہو اُس پاک نبی علیہ السلام نے اس عاجز کے بارے مین لکہا ہے جو تمہاری صحاح مین موجود ہے جس پر آج تک تم نے کبہی غور نہین کی سو تم دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانی دشمن ہو کہ اُنکی تصدیق کے لئے نہین بلکہ تکذیب کیلئے فکر کر رہے ہو۔ اب بہتیرے تم مین سے کفر کا فتویٰ لکہین گے اور اگر ممکن ہوتا تو قتل کر دیتے لیکن یہ حکومت اُس قوم کی حکومت نہین جو اشتعال مین بہت زیادہ اور سمجہنے مین بہت نالائق اور اخلاقی بردباری سے بہت پیچہے رہی ہو اور ہمت کی روح کو زندہ کر کے دکہلا رہی ہو۔ یہ حکومت اگرچہ ایمانی فضیلتون اور برکتون کو اپنے ساتھ نہین رکھتی تاہم ہیروڈیس کے عہد حکومت سے جسکے ساتھ حضرت مسیح بن مریم

اور محافل میں انکے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلموں کی طرح کہ جنکو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لایق کریں۔ بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا

حاشیہ در حاشیہ

کا معاملہ پڑا تھا بدرجہا بہتر اور حال کی اسلامی ریاستوں سے بلحاظ امن اور عام رفاہیت کے پھیلانے اور آزادی بخشنے اور حفاظت اور تربیت رعایا اور انتظام قانون معدلت اور سرکوبی مجرموں کے بمراتب افضل ہے۔ خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت نے جیسا کہ مسیح کو یہودیوں کے ایام حکومت میں اور انکی گورنمنٹ کے ماتحت مبعوث نہیں فرمایا تھا ایسا ہی اس عاجز کی نسبت بھی یہی مصلحت مرعی رکھی گئی تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو سو اگر زمانہ حال کے منکر میرے ساتھ استہزا پیش آویں تو افسوس کا مقام نہیں کیونکہ ان سے پہلے جو گزرے ہیں انہوں نے ان سے بدتر اپنے وقت کے نبیوں کے ساتھ سلوک کیا مسیح سے بھی بہت مرتبہ ہنسی ٹھٹھا ہوا۔ ایک دفعہ بھائیوں نے ہی جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے چاہا کہ اسکو دیوانہ قرار دیکر قید خانہ میں مقید کرادیں۔ اور بیگانوں نے تو کئی دفعہ اسکو جان سے مار دینے کا ارادہ کیا اور اسپر پتھر چلائے اور نہایت تحقیر کی نظر سے اسکے مونہہ پر تھوکا۔ بلکہ ایک دفعہ اسکو اپنے زعم میں صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہیں توڑی ہتی اس لئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ ایام زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا مسیح کے استاد دشمن دن اور رات کے دوستوں اور رفیقوں نے بھی لغزش کھائی ایک نے تیس روپے رشوت لیکر اسکو پکڑوا دیا اور ایک نے اسکو سامنے اسکی طرف اشارہ کر کے اسپر لعنت کی اور باقی حواری جو بڑی دوستی کا دم بھرتے تھے بھاگ گئے اور اپنے دلوں میں مسیح کی نسبت کئی طرح کے شک انہوں نے پیدا کر لئے۔ لیکن چونکہ وہ راستباز تھا اسلئے خدا نے پھر اُس کے کارخانہ کو مرنے کے بعد زندہ کیا۔ مسیح کی دوبارہ زندگی جو جسمانیوں کے خیال میں جمی ہوئی ہے درحقیقت یہ اُسکے مذہب کی زندگی کی طرف اشارہ ہے جو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا گیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھی بشارت دی کہ موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا۔ اور فرمایا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہوجایا کرتے ہیں اور فرمایا کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤنگا۔ پس میری اس دوبارہ زندگی سے مراد بھی میرے مقاصد کی زندگی ہے مگر کم ہیں وہ لوگ جو ان بھیدوں کو سمجھتے ہیں۔ فقط منہ

تھا وہ دوسرے دلون مین ڈالتے تھے اُنکے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھہ نہین سُناتے تھے۔ بلکہ اُن کو بیمار دیکھکر اور طرح طرح کے آفات روحانی مین مبتلا پاکر علاج کے طور پر اُنکو نصیحتین کرتے تھے۔ یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور اُنکی گفتگو مین الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور اُنکی ضرورتون کے لحاظ سے اور اُن کے امراض لاحقہ کی دنیا میں ہمیشہ یا بہ اقتضاء زمانہ ہوتا ہے ❈ کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھکر اُس کے روکنے کیلئے تشخیص ضرورتیہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کیطرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو

❈ اس جگہ ایک عجیب قصہ لکھنے کے لائق ہے کہ ایکدفعہ مجھے علیگڈہ مین جانے کا اتفاق ہوا اور مرض ضعف دماغ کیوجہ سے جس کا قادیان مین بھی کچھہ مدت پہلے دورہ ہو چکا تھا مین اس لائق نہین تھا کہ زیادہ گفتگو یا اور کوئی دماغی محنت کا کام کر سکتا اور اب بھی میری یہی حالت ہے کہ مین زیادہ بات کرنی یا حد سے زیادہ فکر اور خوض کی طاقت نہین رکھتا اس حالت مین علیگڈہ کے ایک مولوی صاحب محمد اسمٰعیل نام مجھہ سے ملے اور اُنہون نے نہایت انکساری سے وعظ کیلئے درخواست کی اور کہا کہ لوگ مدت سے آپکے شائق ہین بہتر ہے کہ سب لوگ ایک مکان مین جمع ہون اور آپ کچھہ وعظ فرماوین۔ چونکہ مجھے ہمیشہ سے یہی عشق اور یہی دلی خواہش ہے کہ حق باتون کو لوگون پر ظاہر کرون اس لئے مینے اس درخواست کو بشوق دل قبول کیا اور چاہا کہ لوگون کے عام جمع مین اسلام کی حقیقت بیان کرون کہ اسلام کیا چیز ہے اور اب لوگ اُسکو کیا سمجھہ رہے ہین اور مولوی صاحب کو کہا بھی گیا کہ انشاء اللہ اسلام کی حقیقت بیان کیجائیگی۔ لیکن بعد اس کے مین خداتعالیٰ کیطرف سے روکا گیا مجھے یقین ہے کہ چونکہ میری صحت کی حالت اچھی نہین تھی اسلئے خداتعالیٰ نے نہ چاہا کہ زیادہ مغز خواری کر کے کسی جسمانی بلا مین پڑون اسلئے اُسنے وعظ کرنے سے مجھے روک دیا ایکدفعہ اس سے پہلے بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا کہ میری ضعف کی حالت مین ایک نبی گزشتہ نبیون مین سے کشفی طور پر مجھکو ملے اور مجھے بطور ہمدردی اور نصیحت کے کہا کہ اسقدر دماغی محنت کیون کرتے ہو اس سے تو تم بیمار ہو جاؤگے بہرحال خداتعالیٰ کی طرف سے یہہ ایک روک تھی جس کا مولوی صاحب کی خدمت مین عذر کر دیا گیا اور یہہ عذر واقعی سچا تھا جن لوگون نے میری اس بیماری کے سخت سخت دورے دیکھے ہین اور کثرت گفتگو یا خوض و فکر کے بعد بہت جلد اس بیماری کا برانگیختہ ہونا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے وہ اگرچہ بباعث ناواقفیت میرے

اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا۔ جیسے یہہ علاج بیمار کے روبرو ہونیکی حالت مین متصور ہے اور کسی حالت
مین کماحقہ ممکن نہین بن سکتا یہی وجہ ہے کہ خدا تعالی نے چندین ہزار نبی اور رسول بھیجا اور سالکی شرف صحبت
مین مشرف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونون کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی
مشاہدہ کرکے انکی اقتدا کے لئے کوشش کرین اگر صحبت صادقین مین رہنا واجبات دین مین سے
نہ ہوتا تو خدا تعالی اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولون اور نبیون کے اور طور پر بھی نازل کرسکتا تہا یا صرف
ابتدائی زمانہ مین ہی رسالت کی امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی
کا منقطع کردیتا لیکن خدا تعالی کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہین رکھا اور ضرورت

حاشیہ در حاشیہ

الہامات پر یقین نہ رکھتے ہون لیکن انکو اس بات پر کلی یقین ہوگا کہ مجھے فی الواقعہ یہی مرض لاحق حال ہے
ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب جو لاہور کے آنریری مجسٹریٹ بھی ہین اور اتنک میر اعلاج کرتے ہین
اُن کی طرف سے ہمیشہ یہی تاکید ہے کہ دماغی محنتون سے تاقیام مرض بچنا چاہیئے اور ڈاکٹر صاحب
موصوف میری اس حالت کے شاہد اول ہین اور میرے اکثر دوست جیسے اخویم مولوی حکیم
نورالدین صاحب طبیب ریاست جمون جو ہمیشہ میری ہمدردی مین بدل و جان و مال مشغول ہین اور
منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ جو خاص لاہور مین سکونت اور تعلق ملازمت رکھتے ہین۔
جنہون نے میری اس بیماری کے دنون مین خدمت کا وہ حق ادا کیا جس کا بیان میری طاقت سے باہر ہے
یہ سب میرے مخلص میری اس حالت کے گواہ ہین مگر افسوس کہ باوجودیکہ ہر ایک مومن حسن ظن کے
لئے مامور ہے مولوی صاحب نے میرے اس عذر کو نیک ظنی سے دل مین جگہ نہین دی بلکہ غایت درجہ
کی بدگمانی کرکے دروغ گوئی پر حمل کیا۔ چنانچہ انکی ساری وہ تقریر جس کو ایک ڈاکٹر جمال الدین نام اُنکے
دوست نے انکی اجازت سے تحریر کرکے لوگون مین پھیلایا ذیل مین معہ اُسکی جواب کے لکھتا ہون۔

قولہ مینے اُن سے (یعنے اس عاجز سے بمقام علیگڈھ) کہا کہ کل جمعہ ہے وعظ فرمائیے۔
اس کا انہون نے وعدہ بھی کیا۔ مگر صبح کو رقعہ آیا کہ مین بذریعہ الہام وعظ کہنے سے منع کیا گیا میرا
خیال ہے کہ بسبب عجز بیانی و خوف امتحانی انکار کردیا۔

اقول مولوی صاحب کا یہ خیال بجز بدگمانی کے جو سخت ممنوعات شرعیہ مین سے ہے اور نیک
سرشت آدمیون کا کام نہین اور کوئی اصلیت اور حقیقت نہین رکھتا اگر مین صرف علیگڈھ
مین اگر خاص اسی موقعہ پر الہام کا مدعی بنتا تو بیشک بدظنی کرنیکے لئے ایک وجہ ہوسکتی تھی اور بیشک

کے وقتون مین یعنے جب کبھی محبت آلہی اور خداپرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ مین فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا مین آتے رہے ہین۔ اور یہہ دونون قضئے باہم لازم ملزوم ہین۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلائق کی طرف توجہہ ہے تو یہہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے ہین کہ جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ مین سے ہے کہ یہہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذون کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہین ہوسکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جسپر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہین۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس موثر طریق کو ایسی مضبوطی اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

خیال کیا جاسکتا تہا کہ مین مولوی صاحب کے علمی مرتبہ کی عالیشان دیکھکر اور ان کے کمالات کی عظمت اور ہیبت سے متاثر ہوکر گھبرا گیا اور عذر پیش کرنے اور ایک حیلہ تراشنے سے اپنا پیچھا چھڑایا لیکن مین تو اس دعوے الہام کو علیگڈہ کے سفر سے چھہ سات سال پہلے تمام ملک مین شایع کرچکا ہون اور براہین احمدیہ کے اکثر مقامات اس سے پر ہین۔ اگر مین تقریر کرنے سے عاجز ہوتا تو وہ کتابین جو میری طرف سے تقریری طور پر عین مجلس مین اور ہزارہا موافقین اور مخالفین کے جلسہ مین قلمبند ہوکر شایع ہوئی ہین۔ جیسے سرمہ چشم آریہ وہ کیونکر میری اسی ضعیف قوت ناطقہ سے نکل سکتی تہین۔ اور کیونکر یہہ میرا عالیشان سلسلہ زبانی تقریرون کا جسمین ہزارون محتاج طبع اور استعداد آدمیون کے ساتھ ہمیشہ مغزخواری کرنی پڑتی ہے آج تک چل سکتا۔ افسوس ہزار افسوس اس زمانہ کے اکثر مولویون پر کہ آتش حسد اندر ہی اندر انکو کہا گئی ہے لوگون کو تو ایمانی خصائل اور برادرانہ برتاؤ اور باہم نیک ظنی کا ہمیشہ سبق دیتے ہین اور منبرون پر چڑہ کر اس بارہ مین کلام آلہی کی آیات سناتے ہین مگر آپ ان حکمون کو چہوتے بھی نہین۔ اے حضرت خدا تعالیٰ آپ کی آنکہہ کھولے۔ کیا یہ ممکن نہین کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی ملہم بندہ کو کسی مصلحت کی وجہہ سے ایک کام کرنے سے روک دیوے اور شاید اس روک کا دوسرا سبب یہہ بھی ہوگا کہ تا آپ کی اندرونی خاصیتون کا امتحان ہوجائے۔ اور جو لوگ آپ کے ہمرنگ اور آپ کے ہم ظرف ہین ان کے مواد خبیثہ بھی اس تقریب سے باہر نکل آوین۔ رہی یہ بات کہ آپکی عالمانہ عظمت اور ہیبت سے مین ڈر گیا تو اس کے جواب مین آپ یقیناً سمجہین کہ جو لوگ تاریکی اور نفسانی ظلمتون مین مبتلا ہین اگر وہ دنیا کے تمام فلسفہ اور طبعی کے

استحکام سے سعراج دیا ہے کہ اُسکی نظیر دوسرے مذہبون مین ہرگز نہین پائی جاتی۔ کون اس جماعت
کثیر کا دوسری جگہہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد مین دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال
اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے
کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی مگر وہ
کیسی اور کسقدر سرکش اور متمرد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دور اور مہجور رہنے والی
تھی اس بات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیون کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے مین
مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ مین ایسا اتحاد اور ایسی روحانی
یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہوگئی تھی۔ اور اُنکے روزانہ

جامع بھی ہون شب بھی میری نگاہ مین ایک مرے ہوئے کیڑے سے انکی زیادہ وقعت نہین
مگر آپ اس مرتبہ علم کے آدمی بھی نہین۔ صرف پرانے خیالات کی ایک خشک ملّائین اور وہی
کمینگی جو تاریک خیال ملاّؤن مین ہوا کرتی ہے آپ کے اندر موجود ہے اور آپ کو یاد ہے
کہ اکثر میرے پاس ایسے محقق اور جامع فنون اور معلومات وسیع رکھنے والے آتے اور اسرار
معارف سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہین کہ اگر مین انکے مقابل پر آپ کو طفل مکتب بھی کہون تو اسقدر کلمہ
سے بھی آپ کو وہ عزت دون گا جسکے آپ مستحق نہین۔

اب بھی اگر آپ کی قوت واہمہ فرو ہونے مین نہ آوے اور بدظنی کے جذبات کم نہ ہون تو پھر مین
خداتعالیٰ کی مدد اور رحمت سے آپ کے مقابل پر تقریر کرنیکو بھی حاضر ہون مگر بباعث بیماری اب کوئی
سفر دور دراز تو نہین کرسکتا لیکن اگر آپ راضی ہون تو اپنے کرایہ سے لاہور جیسے پنجاب کے صدر
مقام مین آپ کو اس کام اور اس امتحان کیلئے تکلیف دیسکتا ہون۔ اور یہہ عہد عزم پختہ سے کرتا ہون
و اور آپ کے جواب کا منتظر ہون۔

قولہ یہہ شخص محض نالائق ہے علمی لیاقت نہین رکھتا۔ **اقول** ای حضرت مجھ دنیا کی کسی حکمت
اور دانائی کا دعویٰ نہین۔ اس جہان کی دانائیون اور چالاکیون کو مین کیا کرون۔ کہ وہ روح کو منور
نہین کرسکتین۔ اندرونی غلاظتون کو وہ دھو نہین سکتین عجز اور خاکساری کو پیدا نہین کرسکتین۔
بلکہ زنگ پر زنگ چڑھاتی اور کفر پر کفر بڑھاتی ہین۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ عنایت الٰہی نے میری
دستگیری کی اور وہ علم بخشا کہ مدارس سے نہین بلکہ آسمانی معلم سے ملتا ہے۔ اگر مجھے اُمّی کہا جاوے

برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن مین انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویرین تھے۔ سو یہہ ہماری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچگئے اور ہردم دنیا مین غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اُسکی راہ مین پانی کی طرح اپنے خونون کو بہا دیا یہہ در اصل ایک صادق اور کامل کی صحبت مین مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنیکا نتیجہ تھا۔ سو اسی بنا پر یہہ عاجز اس سلسلہ کے قایم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت مین رہنے والون کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت مین رہین کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑہانے کے لئے شوق رکھتے ہون اور اُنپر وہ انوار ظاہر ہون کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہین اور وہ ذوق

تو اس مین میری کیا کسرشان ہی۔ بلکہ جائے فخر کیونکہ میرا اور تمام خلق اللہ کا مقتدا جو عامہ خلایق کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا وہ بھی اُمّی ہی تھا۔ مین اس کھوپری کو ہرگز قدر کے لائق نہین سمجھونگا جسمین علم کا گھمنڈ ہے مگر اُسکا ظاہر و باطن تاریکی سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کو کھول کر ابوجہل کی مثال پر غور کرو کیا یہ کافی نہین ؟

قولہ مینے الہام کے بارہ مین اس سے چند سوال کئے کسی قدر بیمعنی جواب دیکر سکوت اختیار کیا۔ **اقول** مجھے یاد ہے کہ بہت پُر معنی جواب دیا گیا تھا اور ایسے شخص کے لئے کہ جو کسی قدر عقل اور انصاف رکھتا ہو کافی تھا۔ مگر آپ نہ سمجھا سمین کسکی پردہ دری ہے آپکی یا کسی اور کی۔ وہی سوال کسی اخبار مین شایع کیجئے اور دوبارہ اپنی خوش فہمی کی آزمایش کرائیے۔

قولہ ہرگز یقین نہین ہو سکتا کہ ایسی عمدہ تصانیف کے یہی حضرت مصنف ہین۔ **اقول** آپ کیا یقین کرینگے یہہ یقین تو اُن کفار مکہ کو بھی میسّر نہ آیا جنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم خود دیکھا تھا اور بباعث سخت محجوب ہونیکے کمالات نبوی اُنپر نہ کھل سکے اور یہی کہتے رہے کہ یہہ بلیغ کلمات جو اس کے مونہہ سے نکلتے ہین اور یہہ قرآن جو خلق اللہ کو سنایا جاتا ہی یہ تمام عبارتین درحقیقت بعض اور لوگون کی تالیف ہین جو پوشیدہ طور پر صبح اور شام اسکو سکہلائے جاتے ہین اور ایک طور سے اُن کفار نے بھی سچ کہا اور مولوی صاحب کے مونہہ سے بھی سچ نکلا۔ کیونکہ بلاشبہ قرآن شریف کا کلام بلاغت اور حکمت مین آنحضرت کی طاقت ذہنی سے بہت بلند بلکہ تمام مخلوقات کی طاقت سے برتر و اعلیٰ ہے۔ اور بجز علیم مطلق اور قادر کامل کے اور کسی سے وہ کلام بن نہین سکتا۔

انکو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا مین پھیل جائے اور حقارت اور ذلّت کا سیہ داغ مسلمانون کی پیشانی سے دہویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند نے مجھے بھیجا اور کہا کہ **بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔**

چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہین جو حق کے طالبون یا مخالفون کی طرف لکھے جاتے ہین۔ چنانچہ ابتک عرصہ مذکورہ بالا مین نوّے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہونگے۔

حاشیہ: ایسا ہی وہ کتابین جو اس عاجز نے تالیف کر کے شایع کی ہین درحقیقت یہ تمام غیبی مدد کا نتیجہ ہے اور اس عاجز کی استعداد اور لیاقت سے برتر اور شکر کا مقام ہے کہ مولوی صاحب کی اس نکتہ چینی سے ایک پیشگوئی بھی جو براہین مین درج ہے پوری ہو گئی۔ کہ بعض لوگ اس تالیف کو پڑھ کر کہین گے کہ یہ کتاب اس شخص کی تالیف نہین بل اعانہ علیہ قوم اخرون۔ دیکھو **براہین احمدیہ** کا صفحہ ۲۳۹)

قولہ۔ سید احمد عرب جنکو مین ثقہ جانتا ہون وہ مجھسے بلا واسطہ بیان کرتے تھے کہ مین دو ماہ تک انکے پاس معتقدین خاص کے زمرہ مین رہا اور وقتاً فوقتاً بنظر تجسس و امتحان ہر ایک وقت خاص پر حاضر رہ کر جانچا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت ان کے پاس آلات نجوم موجود ہین وہ ان سے کام لیتے ہین۔

اقول تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علے الکاذبین۔ میری طرف سے درحقیقت یہی جواب ہے جو مینے آیات ربانی کے ذریعہ سے لکھدیا اور مجھے ہرگز یاد نہین کہ وہ احمد سید صاحب کون بزرگ تھے کہ جو دو ماہ تک میرے پاس رہے۔ اس بات کا بار ثبوت مولوی صاحب کے ذمّہ ہے کہ انکو میرے روبرو پیش کرین تا پوچھا جاوے کہ انہون نے کن آلات کو مشاہدہ کیا تھا اور جبکہ مین ابھی تک زندہ موجود ہون اس حالت مین مولوی صاحب دو ماہ تک آپ ہی سکر دیکھ لین کسی دوسرے عربی یا عجمی کے توسط کی کیا ضرورت ہے۔

قولہ مجھے فقرات الہام پر غور کرنے سے ہرگز یقین نہین آتا کہ وہ الہام ہین۔ **اقول** ان لوگون کو بھی یقین نہین آیا تھا جن کے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کذبوا بآیاتنا کذّابا۔

جن کا جواب لکھا گیا بجز بعض خطوط کے جو فضول یا غیر ضروری سمجھے گئے اور یہہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے اور ہر ایک مہینے میں غالباً تین سو سے سات سو یا ہزار تک خطوط کی آمد و رفت کی نوبت پہنچتی ہے

پانچوین شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قایم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اُس نے اِس سلسلہ کے قایم کرنیکے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر جو شخص

بقیہ حاشیہ

فرعون کو یقین نہ آیا۔ یہودیوں کے فقیہوں فریسیوں کو یقین نہ آیا۔ ابوجہل ابولہب کو یقین نہ آیا۔ مگر اُن کو آیا جو دل کے غریب اور نفس کے پاک تھے ؎ این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

قولہ مہدی ہونا کرامات کے خلاف ہے اور یہہ کہنا کہ جس کو انکار ہو وہ آکر دیکھے یہہ دعاوی باطلہ ہیں۔

اقول یہہ باتیں انسان کی طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے ہیں جسکو ہر ایک دعوی پہنچتا ہے پھر کون حق پرست ان کو باطل کہہ سکتا ہے ۔ ہان یہ سچ ہے کہ ادعا کسی فوق القدرت بات کا کوئی نبی بھی نہیں کر سکتا۔ مگر کیا ایسا ادعا بتوسط کسی نبی یا رسول یا محدّث کے خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی جائز نہیں۔ ؟

قولہ مین ملاقات کرنے سے بالکل بے عقیدہ ہوگیا ہون میری رائے مین جو موحد اُن سے ملاقات کریگا اُن کا معتقد نہ رہیگا۔ نماز ان کی آخیر وقت ہوتی ہے ۔ جماعت کے پابند نہیں۔

اقول مولوی صاحب کی بے عقیدگی کی تو مجھے پروا نہیں۔ مگر اُن کے جھوٹ اور افترا اور غایت درجہ کی بد ظنیوں پر سخت تعجب ہے۔ اے خداوند کریم اس اُمت پر رحم کر جسکے رہنما اور ہادی اور سرپرست ایسے ایسے مولوی سمجھے گئے ہیں۔ اب ناظرین اس اعتراض پر بھی غور کریں جو بخل اور حسد کے جوش سے مولوی صاحب کے منہہ سے نکلا ظاہر ہے کہ یہ عاجز صرف چند روز تک مسافرانہ طور پر علیگڑھ میں ٹھہرا تھا اور جو کچھ مسافروں کے لئے شریعت اسلام نے رخصتیں عطا کی ہیں اور اُن سے دائمی طور پر انحراف کرنا ایک الحاد کا طریق قرار دیا ہے اُن سب اُمور کی رعایت میرے لئے ایک ضروری امر تھا سو مینے وہی کیا جو کرنا چاہیئے تھا اور مین اس سے انکار نہین کرسکتا کہ مینے اُس چند روزہ اقامت کی حالت مین بعض دفعہ مسنون طور پر دو نمازون کو جمع کر لیا ہے اور کبھی ظہر کے آخیر وقت پر ظہر اور عصر دونون نمازون کو اکٹھی کر کے پڑھا ہے مگر حضرات معترضین

اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونیسے نجات پاجائیگا۔ اور جو انکار مین رہیگا اُس کیلئے موت
درپیش ہی۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ مین ہاتھ دیگا اُس نے تیرے ہاتھ مین نہین بلکہ خدا تعالیٰ
کے ہاتھ مین ہاتھ دیا۔ اور اُس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ مین تجھے وفات دونگا اور اپنی
طرف اوٹھاؤنگا مگر تیرے سچّے متبعین اور محبین قیامت کے دن تک رہین گے اور ہمیشہ منکرین
پر انہین غلبہ رہیگا۔

یہہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے قایم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ

حاشیہ

توکبھی کبھی گہر مین بہی نمازون کو جمع کرکے پڑھ لیتے ہین اور بااعذر مسطورہ عملدر آمد رہتا ہے
مین اس سے بہی انکار نہین کرسکتا کہ مینے ان چند دنون مین مسجد مین حاضر ہونے کا بکلّی التزام
نہین کیا۔ مگر باوجود اپنی علالت طبع اور سفر کی حالت کے بکلّی ترک بہی نہین کیا۔ چنانچہ مولوی صاحب
کو معلوم ہوگا کہ اُنکے پیچہے بہی جمعہ کی نماز پڑھی تھی جسکے ادا ہوجانے مین اب مجھے شک پڑ گیا۔ یہہ
سچ اور بالکل سچ ہے کہ مین ہمیشہ اپنے سفر کے دنون مین مسجدون مین حاضر ہونے سے کراہت
ہی کرتا ہون۔ مگر معاذ اللہ اسکی وجہ کسل یا استخفاف احکام الٰہی نہین۔ بلکہ اصل وجہ یہہ ہے کہ اس
زمانہ مین ہمارے ملک کی اکثر مساجد کا حال نہایت ابتر اور قابل افسوس ہو رہا ہے اگر ان مسجدون
مین جاکر آپ امامت کا ارادہ کیا جائے تو وہ جو امامت کا منصب رکھتے ہین ازبس ناراض اور نیلے
پیلے ہوجاتے ہین۔ اور اگر اُنکا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہوجانے مین مجھے شبہ ہے کیونکہ
علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اُنہون نے امامت کا ایک پیشہ اختیار کر رکہا ہے اور وہ پانچ وقت
جاکر نماز نہین پڑھتے بلکہ ایک دوکان ہے کہ ان وقتون مین جاکر کھولتے ہین۔ اور اسی دوکان
پر اُن کا اور اُن کے عیال کا گذارہ ہے چنانچہ اس پیشہ کے عزل اور نصب کی حالت مین مقدمات
تک نوبت پہنچتی ہے اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کیلئے اپیل در اپیل کرتے پہرتے
ہین۔ پس یہ امامت نہین یہہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے کیا آپ بہی ایسے نفسانی
پیچ مین پہنسے ہوئے نہین۔ پہر کیونکر کوئی شخص دیکہہ بہال کر اپنا ایمان ضایع کرے۔ مساجد مین ایسے ہی
کا جمع ہونا جو احادیث نبویّہ مین آخری زمانہ کے حالات مین بیان کیا گیا ہے وہ پیشگوئی انہین
مُلّا صاحبون سے متعلق ہے جو محراب مین کہڑے ہوکر زبان سے قرآن شریف پڑہتے اور دلمین روٹیان
گنتے ہین۔ اور مین نہین جانتا کہ ظہر اور عصر یا مغرب اور عشا کو سفر کی حالتمین جمع کرنا کیسے منع

والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا۔ اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کریگا مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں۔ اور جس اصلاح کے لئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالےٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اُس کے انجام پہنچانیکے لئے وہی کافی اور اُسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں لیکن اُسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا خدا تعالیٰ کے تمام نبی جو گزر چکے ہیں مشکلات پیش آمدہ کیوقت پر توجہ دلاتے رہے ہیں سو اُسی توجہ دہی کیغرض سے کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان پنجگانہ شاخوں کے احسن طریق اور وسیع طور پر جاری رہنے کے لئے کسقدر مسلمانوں کی جمہوری امداد درکار ہے مثلاً ایک تالیف کے ہی سلسلہ کو غور کر کے دیکھو کہ اگر ہم پوری پوری اشاعت کی غرض سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں تو اُسکی تکمیل کے لئے کیا کچھ مالی وسائل کی ہمیں ضرورت پڑیگی۔ کیونکہ اگر درحقیقت تکمیل اشاعت ہی ہماری غرض ہے تو ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بُری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہر وقت یہہ امر ہماری مدنظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اُس ملک میں پھیل جائیں۔ اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس مدعا کا بوجہہ اکمل و اتم اس طور سے حاصل ہونا ہرگز ممکن نہیں کہ ہم ہمیشہ یہی امر پیش نہاد خاطر رکھیں کہ ہماری کتابیں فروخت کے ذریعہ سے شایع ہوتی رہیں اور محض فروخت کیطور پر کتابوں کو شایع کرنا اور نفسانی طمع کیوجہہ سے دنیا کو دین میں گھسیڑ دینا نہایت نکما اور قابل اعتراض طریق ہے جسکی شامت کیوجہ سے نہ ہم جلدی سے اپنی کتابیں دُنیا میں پھیلا سکتے ہیں اور نہ کثرت سے وہ کتابیں لوگوں کو دے سکتے ہیں بلاشبہہ یہ بات بدیہی اور بالکل بدیہی ہے کہ جس طرح ہم مثلاً

بقیہ حاشیہ: ہو گیا اور کسی نے تاخیر کی حرمت کا فتویٰ دیا یہ عجیب بات ہے کہ آپکے نزدیک اپنے بھائی مردہ کا گوشت کہانا تو حلال ہے مگر سفر کی حالت میں ظہر اور عصر کو ایک جگہہ پڑھنا قطعاً حرام اتقوا اللّٰہ ایھا الموحدون فان الموت قریب واللّٰہ یعلم ما تکتمون۔ منہ

ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنے کی حالت مین صرف بیس روز مین وہ سب کتابین دُور دُور ملکون مین پہنچا سکتے ہین اور عام طور پر ہر ایک فرقہ مین اور ہر ایک جگہ پھیلا سکتے اور ہر ایک حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دیسکتے ہین ایسی اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی کارروائی قیمت پر دینے کی حالت مین شاید بیس برس کی مدت تک بھی ہم نہین کر سکین گے۔ فروخت کی حالت مین کتابون کو صندوقون مین بند کر کے ہمکو خریدارون کی راہ دیکھنا چاہیئے کہ کب کوئی آتا ہے یا خط بھیجتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس انتظار دراز کے زمانہ مین ہم آپ ہی اس دُنیا سے رخصت ہو جائین اور کتابین صندوقون مین بند کی بند ہی رہین۔ سو چونکہ فروخت کا دائرہ نہایت تنگ اور اصل مدعا کا سخت حارج اور چند سال کے کام کو صدہا برسون پر ڈالتا ہے اور مسلمانون مین سے ایسا کوئی فراخ حوصلہ اور عالی ہمت امیر بھی ابتک اس طرف متوجہ نہین ہوا کہ ہماری تالیفات جدیدہ کے بہت سے نسخے خرید کر کے محض للہ تقسیم کیا کرتا۔ اور اسلام مین عیسائی مشن کیطرح کوئی ایسی سوسائٹی بھی نہین جو اس کام کے لئے مدد دیسکے * اور عمر کا بھی اعتبار نہین تاہم لمبی عمر کی امید پر کسی دور دراز وقت کے منتظر رہین لہذا مینے اپنی تمام تالیفات مین ابتدا سے التزامی طور پر یہی مقرر کر رکھا ہے کہ جہان تک بس چل سکتا ہے بہت سا حصہ کتابون کا مفت تقسیم کر دیا جائے تا جلدی سے اور عام طور پر یہ کتابین جو سچائی کے نور سے بھری ہوئی ہین دُنیا مین پھیل جائین۔ مگر چونکہ میری ذاتی مقدرت ایسی نہین تھی کہ مین اس بار عظیم کو تن تنہا اُٹھا سکتا۔ اور دوسری شاخون کے مصارف عظیمہ بھی اس شاخ کے ساتھ لاحق تھے اس لئے یہہ کام طبع تالیفات کا ایک حد تک چلکر آگے رک گیا جو آج تک رُکا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی تمام شاخون کو ایک ہی نظر سے دیکھا ہے اور بنظر مساوات ان سب کی تکمیل اور ان سب کا قیام چاہتا ہے لیکن ان پنجگانہ شاخون کی مصارف اس قدر ہین کہ جنکے لئے مخلصین کی خاص توجہ اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔ اگر مین ان دینی مصارف

* بیان کیا جاتا ہے کہ برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی نے ابتدا قیام سے یعنی گذشتہ ۸۱ سال کے عرصہ مین عیسائی مذہب کی تائید مین سات کروڑ سے کچھ زیادہ اپنی مذہبی کتابین تقسیم کر کے دنیا مین پھیلائی ہین اسوقت سکے ذی مقدرت مگر کاہل مسلمانون کو یہ مضمون جو اکتوبر اور نومبر ۱۸۹۰ء کے اخبارات مین چھپ کر شایع ہوا ہے بہ نظر غور و شرم پڑھنا چاہیئے کیا یہ کتابین بیچنے والون کے ہاتھ سے شایع ہوئی ہین یا ایک قوم کی سرگرم سوسائٹی نے اپنے دین کی امداد مین مفت بانٹی ہین۔ منہ

کی مفصل حقیقت لکھوں تو بہت طول ہو جائیگا۔ مگر ایسے بہائیو تم نمونہ کے طور پر صرف واردین اور
صادرین کے ہی سلسلہ پر نظر ڈال کر دیکھو کہ ابتک سات سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار کے قریب یا
اُس سے کچھہ زیادہ مہمان آیا ہے۔ اب تم اندازہ کر سکتے ہو کہ ان عزیز مہمانوں کی خدمت اور دعوت
اور ضیافت میں کیا کچھہ خرچ ہوا ہوگا اور اُن کے سرما اور گرما کے آرام کے لئے ضروری طور پر کیا
کچھہ بنانا پڑا ہوگا بیشک ایک دور اندیش آدمی تعجب میں پڑیگا کہ اسقدر گروہ کثیر کی مہمانداری کے
تمام لوازم اور مراتب وقتاً فوقتاً کیونکر انجام پذیر ہوسے ہوں گے۔ اور آئندہ کس بناء پر ایسا بڑا کام جاری
ہے۔ ایسا ہی وہ بیس ہزار اشتہار جو انگریزی اور اُردو میں چھاپے گئے اور پھر بارہ ہزار سے کچھہ زیادہ
مخالفین کے سرگروہوں کے نام رجسٹری کرا کر بھیجے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پادری نہ
چھوڑا جسکے نام وہ رجسٹری شدہ اشتہار نہ بھیجے گئے ہوں بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی
یہہ اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھیجکر حجت کو تمام کر دیا گیا۔ کیا ان اخراجات پر غور کرنیسے یہہ تعجب کا
مقام نہیں کہ اس بضاعت مزجاۃ کے ساتھہ کیونکر تحمل ان مصارف کا ہو رہا ہے۔ اور یہ تو بڑے
بڑے اخراجات ہیں اگر ان اخراجات کو ہی جانچا جائے کہ جو ہر مہینہ میں خطوط کے بھیجنے میں اٹھانے
پڑتے ہیں تو وہ بھی ایسی رقم کثیر نکلیگی جس کے مسلسل جاری رہنے کیلئے ابھی تک کوئی امدادی سبیل
نہیں۔ اور جو لوگ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر حق کی طلب کی غرض سے اصحاب الصفہ کی طرح میرے
پاس ٹھہرنا چاہتے ہیں اُن کے گذارہ کے لئے بھی مجھے آسمان کیطرف نظر ہے۔ اور میں جانتا ہوں
کہ ان پنجگانہ شاخوں کے قایم رکھنے کی سبیل آپ وہ قادر مطلق نکال دیگا جسکے ارادہ خاص سے اس
کارخانہ کی بنا ہے۔ مگر بنظر تبلیغ ضروری ہے کہ قوم کو اس سے مطلع کر دیں میںنے سُنا ہے کہ بعض
ناواقف یہ الزام میری نسبت شایع کرتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور کسی قدر چندہ بھی
قریب تین ہزار روپیہ کے لوگوں سے وصول ہوا مگر ابتک کتاب بتمام وکمال طبع نہیں ہوئی میں
اس کے جواب میں اتنا واضح کرتا ہوں کہ روپیہ جو لوگوں سے وصول ہوا وہ صرف تین ہزار نہیں
بلکہ علاوہ اسکے اور روپیہ بھی شاید قریب دس ہزار کے آیا ہوگا کہ جو نہ کتاب کے لئے چندہ تھا اور نہ کتاب
کی قیمت میں دیا گیا بلکہ بعض دعا کے خواستگاروں نے محض نذر کے طور پر دیا یا بعض دوستوں نے
محض محبت کی راہ سے خدمت کی سو وہ سب اس کارخانہ کے لابدی اور پیش آمدہ کاموں میں
وقتاً فوقتاً خرچ ہوتا رہا اور چونکہ حکمت الٰہی نے سلسلہ تالیف کتاب کو تاخیر میں ڈالا ہوا تھا اس واسطے اس کے

لئے دوسری اہم شاخوں سے جو بامرالٰہی قایم تھیں کچھہ بچت نکل نہ سکی اور تاخیر طبع کتاب میں حکمت
یہی تھی کہ تا اس فترت کی مدت میں بعض دقایق وحقایق مولف پر کامل طور سے کھل جائیں۔ اور نیز
مخالفین کا سارا بخار باہر نکل آوے۔ اب جو ارادہ الٰہی پھر اس طرف متعلق ہوا کہ بقیہ تالیفات کی تکمیل ہو
تو اس نے اس مضمون دعوت کے لکھنے کی طرف مجھے توجہ دی سو اس وقت مجھکو تکمیل تالیفات کی سخت
ضرورت ہے۔ براہین کا بہت سا حصہ ہنوز طبع کے لایق ہے اگر وہ طیار ہو جائے تو خریداروں
کو اور اُن سب کو پہنچایا جائے۔ ہمکو محض للہ پہلے حصّے دئے گئے ہیں اور آیندہ دینے کا وعدہ ہے
ایسا ہی دوسرے رسائل جیسے اَشعۃُ القرآن۔ سِراجِ مُنیر۔ تجدیدِ دین۔ اربعین
فی علاماتِ المقرّبین۔ اور قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنے کا بھی ارادہ ہے اور یہ بھی دل میں
جوش ہے کہ عیسائی وغیرہ مذاہب باطلہ کے رد میں اور اُن کے اخبارات کے مقابل پر ماہواری
ایک رسالہ نکلا کرے اور ان سب کاموں کے مسلسل اجرا کے لئے بجز انتظام سرمایہ اور مالی امداد
کے اور کوئی روک درمیان نہیں۔ اگر ہمکو یہہ میسر آجائے کہ ایک مطبع ہمارا ہو اور ایک کاپی نویس ہمیشہ
کے لئے ہمارے پاس رہے اور تمام ضروری مصارف کی وجوہ ہمیں حاصل ہوں یعنی جو کچھہ کاغذات
اور چھپوائی اور کاپی نویسوں کی تنخواہ میں خرچ ہوتا ہے وہ سارے اخراجات وقتاً فوقتاً بہم پہنچتے رہیں
تو ان پنج شاخوں میں سے اس ایک شاخ کی پوری طور پر نشوونما پانیکا کافی انتظام ہو جائے گا۔

اسے ملک ہند کیا تجھہ میں کوئی ایسا باہمت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو
فقط اسی شاخ کے اخراجات کا متحمل ہو سکے اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو
پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اسے خداوند خدا تو آپ ان لوگوں کو جگا
اسلام پر بھی ایسی مفلسی طاری نہیں ہوئی تنگدلی ہے۔ ایسی تنگدستی نہیں اور وہ لوگ جو کامل استطاعت
نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری
امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھہ کچھہ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں کسل اور سرد مہری اور
بدظنی سے کبھی دین کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ بدظنی ویران کرنے والی گھرونکی اور تفرقہ میں ڈالنے والی
دلوں کی ہے۔ دیکھو جنہوں نے انبیا کا وقت پایا۔ انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے
کیسی کیسی جانفشانیاں کیں جیسے ایک لکھا سنے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا ایسا
ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں سے بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی اور ایسا ہی

گئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے فتح کا وقت آگیا مسلمان بننا آسان نہین۔ مومن کا
لقب پانا سہل نہین۔ سو اے لوگو اگر تم مین وہ راستی کی روح ہے جو مومنون کو دیجاتی ہے۔ تو
اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنیکی فکر کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں
آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سُنکر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنون کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگون کی ذرّیت ہو انکار
اور بدظنی کی طرف جلدی مت جھکو اور اُس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے
اور بیشمار لوگ اُس کے دامِ فریب مین آگئے ہین تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام
کے مٹانے کے لیے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہین کہ تم بھی کوشش کرو۔ اسلام انسانی
طرف سے نہین کہ تا انسانی کوششون سے برباد ہو سکے مگر افسوس اُنپر ہے کہ جو اسکی بیخ کنی
کے لئے درپے ہین اور پھر دوسرا افسوس اُنپر ہے جو اپنی عورتون اور اپنے بچون اور اپنے
نفس کی عیاشیون کے لئے تو اُن کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصّہ کا اُنکی جیب مین کچھ
نہین۔ کاہلو تم پر افسوس! کہ آپ تو تم اعلاء کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانیکی کچھ قوت نہین رکھتے
مگر خدا تعالیٰ کے قایم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ
قبول نہین کر سکتے۔ آجکل اسلام اُس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق مین بند کر دیا جائے یا اُس
چشمۂ شیرین کی طرح ہے جو خس و خاشاک سے چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام تنزّل کیحالت
مین پڑا ہوا ہے اُس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہین دیتا اُس کا دلکش اندام نظر نہین آتا مسلمانون
کا فرض تھا۔ کہ اُسکی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو
بھی پانی کی طرح بہاتے مگر اُنہون نے ایسا نہین کیا۔ وہ اپنے غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی مین
پھنسے ہوئے ہین کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہین۔ نہین جانتے کہ جدید فسادون کے دور کرنے
کے لئے جو جدید در جدید پیرایون مین ظاہر ہوتے جاتے ہین مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری
ہے اور نیز ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کیوقت مین جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اُس
وقت پہلی کتابین نہین تھین۔ سو بہائیو یہہ تو ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کیوقتمین روشنی آسمان سے
اُترے۔ مین اسی مضمون مین بیان کر چکا ہون۔ کہ خدا تعالیٰ سورۃ القدر مین بیان فرماتا ہے
بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اُس کا نبی لیلۃ القدر مین آسمان سے اُتارا گیا ہے۔

اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جسکی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے! اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اُس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قایم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہی گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے۔ جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونیکے لئے اندر ہی اندر طیار ہو رہتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہ اشارہ فرماتا ہے کہ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنیوالا اُس اسّی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا۔ اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اُس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے کیوں بہتر ہے؟ اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اُس مصلح کے ساتھ ربّ جلیل کے اذن سے آسمان سے اُترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اُٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہانتک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔

اب اے مسلمانو غور سے ان آیات کو پڑھو کہ کسقدر خدا تعالیٰ اُس زمانہ کی تعریف بیان فرماتا ہے جس میں ضرورت کے وقت پر کوئی مُصلح دنیا میں بھیجتا ہے۔ کیا تم ایسے زمانہ کا قدر نہیں کرو گے کیا تم خدا تعالیٰ کے فرمودوں کو بنظر استہزا دیکھو گے؟؟

سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے۔ اور اُس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھکر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہیئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھہ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اُس

کو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھکر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتاً للہ
نذر مقرر کرکے اس کے ادا مین تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر
دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح امداد کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع
چلنے کی امید ہے وہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ
سے ایسی سہل رقمین ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لین جنکو بشرط نہ
پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکین۔ ہاں جس کو اللہ جل شانہ توفیق اور انشراح صدر
بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمشت
کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت
وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت مین داخل ہو
اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ مین فدا کر رہے ہو اگرچہ مین جانتا ہوں کہ مین جو کچھہ
کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے۔ اور جہانتک تمہاری طاقت ہے دریغ نہین کرو گے
لیکن مین اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھہ فرض نہین کر سکتا تاکہ
تمہاری خدمتین نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟
اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین
رکھتا ہے کہ مین بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے
ہین جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہین کر سکتی کیونکہ مین دنیا مین سے نہین ہوں۔ مگر جنکی
فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہین اور کرینگے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے
وہ اس کو چھوڑتا ہے جسنے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جسکی
طرف سے مین آیا ہوں۔ میرے ہاتھہ مین ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور
وہ اس روشنی سے حصہ لیگا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت مین ڈال
دیا جائیگا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہوں جو مجھ مین داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں
اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف
سے اس کو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہین رہیگی۔ مجھ مین کون داخل ہوتا
ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور

شیطان کی غلامی سے آزاد ہونا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اُسمیں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ النفس مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُسمیں کبھی آگ نہیں تھی تب وہ ترقی پہ ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے۔ اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ رب العلمین کا استوا اُسکے دل پر ہوتا ہے تب پرانی انسانیت اُس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُسکو عطا کیجاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اُسکو مل جاتا ہے ۔

اسجگہ میں اسبات کے اظہار اور اس شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنیوالے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں۔ جن کا نام اُنکے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ اُن کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسّر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ اُنہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ اُن کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی

مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اور وہ سطریں یہہ ہیں۔ مولٰنا۔ مرشدنا۔ امامنا۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ عالیجناب میری دعایہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب مین حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کیواسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو مین نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی مین پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا مین پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ مین جان دوں۔ میں آپکی راہ مین قربان ہوں۔ میرا جو کچھہ ہے میرا نہین آپکا ہے حضرت پیرو مرشد مین کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت مین خرچ ہو جائے تو مین مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ اُنکی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیرو مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھہ قیمت مین وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات مین خرچ ہو مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھہ اس راہ مین فدا کرنیکے لئے طیار ہوں۔ دعا فرماوین کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور اُنکی غمخواری اور جان نثاری جیسے اُنکے قال سے ظاہر ہے اُس سے بڑھ کر اُن کے حال سے اُنکی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہین کہ سب کچھ۔ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزین بھی اسی راہ مین فدا کر دین اُنکی روح محبت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانیکی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت مین لگے ہوئے ہین ٭ لیکن

٭ حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر مین اعلیٰ درجہ کے معلومات رکھتے ہین فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت مین ایک حاذق طبیب ہین ہر ایک فن کی کتابین بلاد مصر

یہ نہایت درجہ کی بیرحمی ہے کہ ایسے جان نثار پر وہ سارے فوق الطاقت بوجھ ڈال دیئے جائیں جنکو اُٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔ بیشک مولوی صاحب اس خدمت کو بہم پہونچانیکے لئے تمام جائداد سے دست بردار ہو جانا اور ایوب نبی کی طرح یہہ کہنا کہ "مین اکیلا آیا اور اکیلا جاؤنگا" قبول کرینگے لیکن یہ فریضہ تمام قوم مین مشترک ہی اور سب پر لازم ہے کہ اس پُر خطر اور پُر فتنہ زمانہ مین کہ جو ایمان کے ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اُس کے بندے مین ہونا چاہیئے بڑے زور شور کے ساتھ جھٹکے دیکر ہلا رہا ہے اپنے اپنے حسن خاتمہ کی فکر کرین اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالون کے فدا کرنے اور پیارے وقتون کو خدمت مین لگانے سے حاصل کرین۔ اور خدا تعالیٰ کے اُس غیر متبدل اور مستحکم قانون سے ڈرین جو وہ اپنی کلام عزیز مین فرماتا ہی۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہین سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ مین وہ مال اور وہ چیزین خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہین۔

اس جگہہ مین اپنے چند اور دلی دوستون کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو اس الٰہی سلسلہ مین داخل اور میرے ساتھ سرگرمی سے دلی محبت رکھتے ہین۔ انجملہ اخویم شیخ محمد حسین مرادابادی ہین۔ جو اس وقت مرادآباد سے قادیان مین آکر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہین۔ شیخصاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ وہ مجھسے محض للہ غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہین اُن کا دل حُبّ للہ سے پُر ہے اور نہایت محجوب مادّہ کے آدمی ہین۔ مین انہین مرادآباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن مین ہے وہ کسی دن دوسرون مین بھی سرایت کریگی۔ شیخصاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہین مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہین ہر طرح سے اس عاجز کی خدمت مین مشغول رہتے ہین۔ اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد ان کے رگ و ریشہ مین رچا ہوا ہے ⁂۔

انجملہ اخویم حکیم فضل دین بھیروی ہین۔ حکیم صاحب ممدوح جسقدر مجھ سے محبت اور اخلاص

حاشیہ: ⁂ وعرب و شام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ طیار کیا ہے اور جیسے اور علوم مین فاضل جلیل ہین مناظرات دینیہ مین بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہین بہت سی عمدہ کتابون کے مولّف ہین۔ حال مین کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ مین جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔ منہ

اور حسنِ ارادت اور ساندرونی تعلق رکھتے ہین مین اُس کے بیان کرنیسے قاصر ہون وہ میرے سچے خیرخواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہین۔ بعد اس کے جو خداتعالی نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجھے توجہ دی اور اپنی الہامات خاصہ سے اُمیدین دلائین میںنے کئی لوگون سے اس اشتہار کے لکھنے کا تذکرہ کیا کوئی مجھ سے متفق الرائے نہین ہوا۔ لیکن میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ مین اِن سے ذکر کرتا خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے محرک ہوئے اور اس کے اخراجات کیواسطے اپنی طرف سے سوروپیہ دیا۔ مین اُنکی فراست ایمانی سے متعجب ہون کہ اُن کے ارادہ کو خداتعالی کے ارادہ سے توارد ہوگیا۔ وہ ہمیشہ در پردہ خدمت کرتے رہتے ہین۔ اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاءً لمرضات اللّٰہ اس راہ مین دے چکے ہین۔ خداتعالی اُنہین جزاء خیر بخشے۔

ازانجملہ میرے نہایت پیارے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر داغ ڈالنے والے میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم ومغفور رئیس سامانہ علاقہ پٹیالہ کے ہین جو دوسری ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۸ھ مین اس جہان فانی سے انتقال کرگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِہٖ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ میرزا صاحب مرحوم جسقدر مجھسے محض للّٰہ محبت رکھتے اور جسقدر مجھ مین فنا ہو رہے تھے مین کہان سے ایسے الفاظ لاؤن تا اُس عشقی مرتبہ کو بیان کرسکون اور جسقدر اُن کی بیوقت مفارقت سے مجھے غم اور اندوہ پہنچا ہے مین اپنے گزشتہ زمانہ مین اُسکی نظیر بہت ہی کم دیکھتا ہون وہ ہمارے وفا دار اور ہمارے میر منزل ہین جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہوگئے جب تک ہم زندہ رہینگے اُنکی مفارقت کا غم ہمین کبھی نہین بھولے گا۔

شعر
دردلیست در دلم کہ گر از پیش آب چشم
بردارم آستین برود تا بدامنم۔

انکی مفارقت کی یاد سے طبیعت مین اُداسی اور سینہ مین قلق کے غلبہ سی کچھ خلش اور دل مین غم اور آنکھون سے آنسو جاری ہوجاتے ہین۔ ان کا تمام وجود محبت سے بھرگیا تھا۔ میرزا صاحب مرحوم محبانہ جوشون کے ظاہر کرنے کیلئے بڑے بہادر تھے۔ اُنہون نے اپنی تمام زندگی اسی راہ مین وقف کر رکھی تھی مجھے امید نہین کہ انہین کوئی اَور خواب بھی آتی ہو۔ اگرچہ میرزا صاحب بہت قلیل البضاعت آدمی تھے۔ مگر اُنکی نگاہ مین دینی خدمتون کے محل پر جو ہمیشہ کرتے رہتے خاک سے زیادہ مال بے قدر تھا۔ اسرار معرفت کے سمجھنے کے لئے نہایت درجہ کا فہم سلیم رکھتے تھے محبت سے بھرا ہوا یقین جو اس عاجز کی نسبت وہ رکھتے تھے خداتعالی کے تصرف تام کا ایک معجزہ تھا اُن کے دیکھنے سی طبیعت ایسی خوش

ہو جاتی تھی جیسے ایک پھولوں اور پھلوں سے بھرے ہوئے باغ کو دیکھکر طبیعت خوش ہوتی ہے۔ وہ بنظر ظاہر اپنے پس ماندوں اور اپنے خورد سال بچہ کو نہایت ضعف و ناداری اور بے سامانی کی حالت مین چھوڑ گئے۔ اے خداوند قادر مطلق تو انکا متکفل اور متولی ہو اور میرے محبین کے دلوں مین الہام ڈال کہ اپنے اس یکرنگ بھائی کے پس ماندوں کے لئے جو بیکس اور بے سامان رہ گئے کچھ ہمدردی کا حق بجا لاوین ٭

اے خدا اے چارہ سازِ ہر دلِ اندوہگین　　اے پناہ عاجزاں آمرزگار مذنبین

از کرم آن بندہ خود را بہ بخشش ہا نواز　　واین جدا افتادگاں را از ترحم ہا بہ بین

مینے بطور نمونہ اسجگہ چند دوستوں کا ذکر کیا ہے اور اسی رنگ اور اسی شان کے میرے اور دوست بھی ہیں جنکا مفصل ذکر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ مین کرونگا۔ اب مضمون طول ہوا جاتا ہے اسی پر بس کرتا ہوں۔

اور مین اسجگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت مین داخل ہین وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لایق نہین کہ مین انکی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کرسکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کیطرح نظر آتے ہین۔ جنکو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیون مین پھینک دیگا۔ بعض ایسے بھی ہین کہ اول انمین دلسوزی اور اخلاص بھی تھا۔ مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہین رہی بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریان باقی رہگئی ہین اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہین کہ مونہہ سے اکھاڑ کر پیرون کے نیچے ڈالدیئے جائین وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انھین دبالیا سو مین سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائینگے بجز اس شخص کے کہ خدا تعالی کا فضل نئے سرے اس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بھی بہت ہین جنکو خدا تعالی نے ہمیشہ کیلئے مجھے دیا ہے اور وہ میرے درخت وجود کی سرسبز شاخین ہین اور مین انشاء اللہ کسی دوسرے اسجگہ مین بعض ان لوگونکا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہون جو نئے معتقد لوگ ہین اور اپنے تئین بڑا فیاض و ردینگی راہ مین فداشدہ خیال کرتے ہین۔ لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلی منحرف ہین اور کہتے ہین کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا نشان پاتے جو دین کی تائید کے لیئے خدا تعالی کی طرف سے آیا ہوتا تو ہم اسکی نصرت کی راہ مین ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کرین ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر ای لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تمنے اسے شناخت نہین کیا وہ

تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے۔ پر تمہاری آنکھوں پر بہاری پردے ہیں۔ اگر
تمہارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا
آزمانا بہت سہل ہے۔ اُسکی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین برس رہو تا اگر خدا تعالیٰ چاہے
تو اُن برکات کی بارشیں جو اسپر ہو رہی ہیں اور وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُنہیں
سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے۔
اگر تم آنکھیں بند کر کے اور اندھیری کوٹھری میں چھپ کر یہہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہہ تمہاری
عبث شکایت ہے۔ اے نادان اپنی کوٹھری کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تب تجھے آفتاب
نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے۔

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔
مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں۔ اور کیونکر
اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو اُنہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی
خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک
پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں۔ اور وہ
انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھہ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں
کے ذریعہ سے ظلمت کے وقتوں میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے
سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات
کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی
آخری کامیابی اور رانہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعے
کیجاتی ہیں۔ یہہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں
مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید اِن تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں
پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب
حاصل کر لیا جائے۔ اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھہ مد بھی ہو سکیں۔ مگر
تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مُردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ مبادا سفر آخرت
ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی

امیدوں کا تمام مدار وانحصار اِن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اترنے
کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی
محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤگے
کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل
نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے
جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں
کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی
تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور
وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل
نہ ہو جائے۔ اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت
اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے بیّن
طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو
تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی
ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو
اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جق جق بک بک میں ایسی مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری
طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہاں ہے
تم میں انصاف۔ کہاں ہے تم میں امانت۔ کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور
دیانت داری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے۔ تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو
یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔
سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اُس کا نام تک
لینا تم پر مشکل ہے اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں
شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیوی عقلوں
اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری
نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ

سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کیگئی ہیں تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنیوالی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لایق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایکمرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو۔ اور جو گزشتنی گزاشتنی امور ہیں انکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمہیں خوب خبر ہے کہ بلا شبہہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور یہ دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تمنے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں سمجھتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو۔ اور تمنے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانیکی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے۔ مینے ایکدفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے مٹا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو ❊ یاد آئینگے تمہیں میرے سخن میرے بعد

خاتمہ ❊ مشتمل بر مرثیہ ❊ تفرقہ ❊ حالت اسلام

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دین ❊ بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک و ہمگین ❊ سخت شورے اوفتاد اندر جہان از کفر و کین
آنکہ نفس او ست از ہر خیر و خوبی بے نصیب ❊ مے تراشد عیب در ذات خیر المرسلین
آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر ❊ ہست در شان امام پاکبازان نکتہ چین
تیر بر معصوم مے بارد خبیثے بدگہر ❊ آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین۔

پیش چشمانِ شما اسلام خاک افتاد　　چیست عذری پیش حق ای مجمع المتنعمین

هر طرف کفرست جوشان همچو افواجِ یزید　　دینِ حق بیمار و بیکس همچو زین العابدین

مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرت‌های خویش　　خرّم و خندان نشسته با بتانِ نازنین

عالمان را روز و شب باهم فساد از جوشِ نفس　　زاهدان غافل سراسر از ضرورت‌های دین

هر کسے از بہرِ نفسِ دونِ خود طرفے گرفت　　طرفِ دین خالی شد و هر دشمنے جست از کمین

اے مسلمانان چہ آثارِ مسلمانی همین ست　　دین چنین ابتر شما در جیفهٔ دنیا رهین

کاخِ دنیا را چہ استحکام در چشمِ شماست　　یا مگر از دل برون گردید موتِ اولین

قربِ موت آمد قریب ای غافلان فکرش کنید　　ذوقِ مے تا کے بجز بانِ لطیف و مه جبین

نفسِ خود را بستهٔ دنیا مدار ای هوشمند　　ورنه تلخی‌ها ببینی وقتِ انفاسِ پسین

دل بده الّا بدلدارے که حُسنش دایم ست　　تا سرورِ دائمی یابی ز خیر المحسنین

آن خردمندے که او دیوانهٔ راهش بود　　هوشیارے آنکه مست روئے آن یار حسین

هست جامِ عشقِ او آبِ حیاتِ لازوال　　هر که نوشیدست او هرگز نمیرد بعد ازین

ای برادر دل منه در دولتِ دنیائے دون　　زهرِ خون ریزست در هر قطرهٔ این انگبین

تا توانی جهد کن از بهرِ دین با جان و مال　　تا ز ربّ العرش یابی خلعتِ صد آفرین

از عمل ثابت کن آن نورے که در ایمان تست　　دل چو دادی یوسفے را راهِ کنعان را گزین

یاد ایامیکه این دین مرجعِ هر کیش بود　　عالمے را وا رهانید از رهِ دیوِ لعین

بر زمین گستر ظلِ تربیت از نورِ علم　　پائے خود مے زد ز عزّ و جاه بر چرخِ برین

این زمانے آنچنان آمد که هر ابن الجهول　　از سفاهت میکند تکذیبِ این دینِ متین

صد هزاران ابلهان از دین برون رفتند　　صد هزاران جاهلان گشتند صیدِ الماکرین

بر مسلمانان همه ادبار زین راه اوفتاد　　کز پئے دین همت شان نیست با غیرت قرین

گر بگردد عالمے از راهِ دینِ مصطفےٰ　　از رهِ غیرت نمے جنبند هم مثلِ جنین

فکرِ ایشان غرق هر دم در رهِ دنیائے دون　　مالِ ایشان غارت اندر راهِ نسوان و بنین

هر کجا در مجلسے فسق ست ایشان صدرِ شان　　هر کجا هست از معاصی حلقهٔ ایشان نگین

با خرابات آشنا بیگانه از کوئے هُدیٰ　　نفرت از اربابِ دین با مے پرستان همنشین

رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
آن زمان دولت و اقبال ایشان در گزشت
از رہِ دین پرورے آمد عروج اندر نشست
یا الٰہی باز کے آید ز تو وقت مدد
این دو فکرِ دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت
اے خدا زود آور با آب نصرت ہا ببار
اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرق رحمت بیار
چون مرا بخشیدۂ صدق اندرین سوز و گداز
کاروبارِ صادقان ہرگز نماند ناتمام

چون ندید اندر دل این قوم صدق المخلصین
شومئ اعمال شان آورد ایامی چنین
باز چون آید بیاید ہم ازین رہ بالیقین
باز کے بینیم آن فرخندہ ایام و سنین
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دین
یا مرا بردار یا رب زین مقامِ آتشین
گمرہان را چشم کن روشن ز آیاتِ مبین
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی درین
صادقان را دستِ حق باشد نہان در آستین

اشتہار عام معترضین کی اطلاع کیلئے

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں جسقدر مختلف فرقے اور مختلف رائے کے آدمی اسلام پر یا تعلیم قرآنی پر ہمارے سید و مولیٰ جناب عالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یا جو کچھ ہمارے ذاتی امور کے متعلق نکتہ چینیاں کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے الہامات اور ہماری الہامی دعاوی کی نسبت انکے دلوں میں شبہات اور وساوس ہیں۔ ان سب اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت پر نمبروار مرتب کرکے چھاپ دیں اور پھر انہیں نمبروں کی ترتیب کے لحاظ سے ہر ایک اعتراض اور سوال کا جواب دینا شروع کریں۔ لہٰذا عام طور پر تمام عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور دہریوں اور برہمیوں اور طبیعیوں اور فلسفیوں اور مخالف الرائے مسلمانوں وغیرہ کو مخاطب کرکے اشتہار دیا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص جو اسلام کی نسبت یا قرآن شریف اور ہمارے سید اور مقتداء خیر الرسل کی نسبت یا خود ہماری نسبت ہمارے منصب خداداد کی نسبت ہمارے الہامات کی نسبت کچھ اعتراضات رکھتا ہے۔ تو اگر وہ طالب حق ہے۔ تو اس پر لازم و واجب ہے کہ وہ اعتراضات خوشخط قلم سے تحریر کرکے ہمارے پاس بھیجدے تا وہ تمام اعتراضات ایک جگہ اکٹھے کرکے ایک رسالہ میں نمبروار ترتیب دیکر چھاپ دیئے جائیں اور پھر نمبروار ایک ایک کا مفصل جواب دیا جاوے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۸ ہجری

اعلان

اس رسالہ کے ساتھ دو اور رسالے تالیف کئے گئے ہیں جو درحقیقت اسی رسالہ کے جزو ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کا نام فتح اسلام اور دوسرے کا نام توضیح مرام اور تیسرے کا ازالہ اوہام ہے۔

المعلن

میرزا غلام احمد از قادیان

فہرست کامل کتب موجودہ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب	۲ر	انوار الاسلام	۴ر
تحفہ قیصریہ	۳ر	سر الخلافہ	۸ر
حجۃ اللہ	۸ر	آئینہ کمالات اسلام	[illegible]
سراج منیر	۴	اتمام الحجہ	۳ر
رسائل اربعہ یعنی انجام آتھم وغیرہ معہ ضمیمہ	[illegible]	تحفہ بغداد	۲ر
ست بچن آریہ دھرم	[illegible]	شحنہ حق	۶ر
نور القرآن حصہ اول	۳ر	براہین احمدیہ حصہ چہارم	[illegible]
" " حصہ دوم	۸ر	ازالہ اوہام	[illegible]
ضیاء الحق	۶ر	فتح اسلام	۲ر
نور الحق حصہ اول	۱۲ر	توضیح مرام	۱ر
" " " دوم	۶ر	درثمین	۳ر
برکات الدعا	۲ر	نشان آسمانی	۳ر
حمامۃ البشریٰ	[illegible]	سرمہ چشم آریہ	۱۲ر
کرامات الصادقین	[illegible]	تصدیق براہین احمدیہ	[illegible]

أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا

الجزو نمبر ۲۰ سورۃ النمل

ضیاء الحق

در مطبع ضیاء الاسلام قادیان باہتمام حکیم فضل دین صاحب
بھیروی مالک مطبع مطبوع ہوا

۱۸۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

اشتہار کتاب منن الرحمٰن

یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کے بعض پر حکمت آیات نے ہمیں توجہ
دلائی سو قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں
اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور معدن سے نکلی ہیں اور کیسے وہ لوگ دھوکہ میں
رہے جنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا جو انسانی بولی کی جڑھ **خدا تعالیٰ کی تعلیم** ہے اور واضح ہو کہ
اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے
جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو **ام الالسنہ** اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے یہ بات
ظاہر ہے کہ الٰہی کتاب کی تمامتر زینت اور فضیلت اسی میں ہے جو ایسی زبان میں ہو جو خدا تعالیٰ کے منہ سے
اور اپنی خوبیوں میں تمام زبانوں سے بڑھی ہوئی اور اپنے نظام میں کامل ہو اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال پاویں
جس کے پیدا کرنے سے انسانی طاقتیں اور بشری بناوٹیں عاجز ہوں اور وہ خوبیاں دیکھیں جو دوسری زبانیں
ان سے قاصر اور محروم ہوں اور وہ خواص مشاہدہ کریں جو بجز خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا ذہن ان کا
موجد نہ ہو سکے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے سو کامل اور عمیق تحقیقات کے بعد معلوم ہوا
کہ وہ **زبان عربی** ہے اگرچہ بہت سے لوگوں نے ان باتوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گذاری ہیں اور
بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ لگاویں جو ام الالسنہ کونسی زبان ہے مگر چونکہ ان کی کوششیں
خط مستقیم پر نہیں تھیں اور نیز خدا تعالیٰ سے توفیق یافتہ نہ تھے اس لئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بھی وجہ تھی
کہ عربی زبان کی طرف ان کی پوری توجہ نہیں تھی بلکہ ایک بخل تھا لہٰذا وہ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے اب ہمیں
خدا تعالیٰ کی مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور ام الالسنہ

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد و شکر آن خدای کردگار کز وجودش هر وجود آشکار
این جهان آئینه دار روی او ذره ذره ره نماید سوی او
کرد در آئینهٔ ارض و سما آن رخ بی‌مثل خود جلوه نما
هر گیاهی عارف بنگاه او دست هر شاخی نماید راه او
نور مهر و مه ز فیض نور اوست هر ظهوری تابع منشور اوست
هر سری سرّی ز خلوتگاه او هر قدم جوید در باجاه او
مطلب هر دل جمال روی اوست گمرهی گر هست بهر کوی اوست
مهر و ماه و انجم و خاک آفرید صد هزاران کرد صنعتها پدید
این همه صنعش کتاب کار اوست بی‌نهایت اندرین اسرار اوست
این کتابی پیش چشم ما نهاد تا از و راه هدی داریم یاد
تا شناسی آن خدای پاک را کو نماند خاکیان و خاک را
تا شوی معیار بهر وحی دوست تا شناسی از هزاران آنچه زو هست

تا خیانت را نماند هیچ راه — تا حسد آگر دو سفیدی از سیاه

بس همان شد آنچه آن دادار خواست — کار دستش شاهد گفتار خواست

منکران و آنچه پوزشش میکنند — این گواهان تیره و زشتش میکنند

گر بگوئی شیر را رحمان خدا — تف زند بر روی تو از ضرب سما

ور تراشی بهر آن یک سا پسر — بر تو بارد لعنت زیر و زبر

با زبانِ حال گوید این جهان — کان خدا فرد است قیوم یگان

نی پدر دارد نه فرزند و نه زن — نی مبدّل شد ز ایام کهن

یکدمی گر شح فیضش کم شود — این همه خلق و جهان برهم شود

یک نظر قانونِ قدرت را ببین — تا شناسی شانِ ربّ العالمین

کاخ دنیا را چه دید استی بنا — گر نپی آن میگذاری صدق را

عابد آن باشد که پیشش فانی است — عارف آن کو گویدش لا ثانی است

ترک کن نار استی هم عذر خام — میل سوی راستی چون شد حرام

راهِ بد را نیک اندیشیده — ای صداک الله چه بد فهمیده

روی خود - خود می نماید آن یگان — تو کشی تصویر او چون کودکان

آن رخی کان فعل حق بنموده است — در حقیقت روی حق آن بوده است

و آنچه خود کردی سبت داری براه — بت پرستی ها کنی شام و پگاه

ای دو چشمی بسته از انوار او — چون نه بینی روی او در کار او

این چنین در افترا ها چون پری — یا مگر از ذات همچون منکری

دل چرا بندی درین دنیای دون — ناگهان خواهی شدن زین جا برون

از پی دنیا بریدن از خدا — بس همین باشد نشان اشقیا

چون شود بخشایش حق بر کسی — دل نمی ماند بدنیاش بسی

لیک ترکِ نفس کے آسان بود ‌ ‌ ‌ مردن و از خود شدن یکسان بود
آن خدا خود را نمود از کارِ خویش ‌ ‌ ‌ کرد قائم شاهدِ گفتارِ خویش
هر چه او را بود از حسن مزید ‌ ‌ ‌ حلیهٔ آن پیش چشمِ ما کشید
تو کشی از پیش خود تصویرِ او ‌ ‌ ‌ خالقِ او میشوی اے تیره خو
آنکه خود از کارِ خود جلوه نماست ‌ ‌ ‌ آن خدا نے آنکه خود از دستِ ماست
اے ستمگر این همه مولای ماست ‌ ‌ ‌ آنکه قرآن مادحِ او جابجاست
هر چه قرآن گفت میگوید سما ‌ ‌ ‌ چشم بکشا تا به بینی این ضیا
پس همین فخرے بود اسلام را ‌ ‌ ‌ کو نماید آن خدای تام را
گو بدش زانسان که از صنعش عیان ‌ ‌ ‌ نے تراشد از خودش چون دیگران
غیر مسلم خود تراشد پیکرش ‌ ‌ ‌ خود تراشد قامت و پا و سرش
خود تراشیده نمیگردد خدا ‌ ‌ ‌ هیچو طفلان بازی است و افترا
زین تراشیدن جهانے شد تباه ‌ ‌ ‌ کم کسی سوے خدا بردست راه
چون تو کورے نیستی چشمے گشا ‌ ‌ ‌ بین چه ظاهر میکند ارض و سما
هر طرف بشنو صدای القدیر ‌ ‌ ‌ ذوالجلال و ذوالعلیٰ نورے منیر
هیچ مخلوقے خدا سے خود مگیر ‌ ‌ ‌ کے شود یک کرمکے چون آن قدیر
پیش او لرزد زمین و آسمان ‌ ‌ ‌ پس تو مشتِ خاک را مثلش مدان
گر خدا گوئی ضعیفے را بزور ‌ ‌ ‌ جان تو گوید که کذابی و کور
دل نمے داند خدا جز آن خدا ‌ ‌ ‌ این چنین افتاد فطرت زابتدا
از رہ کین و تعصب دور شو ‌ ‌ ‌ یک نظر از صدق کن پُر نور شو
کین ریاضِ عقل را ویران کند ‌ ‌ ‌ عاقلان را گمره و نادان کند
کے بشر گردد خدائے لایزال ‌ ‌ ‌ داوری ها کم کن اے صیدِ ضلال

آب شور اندر کفت هست ای عزیز ... تا زها کم کن اگر داری تمیز

تو هلاکی گر نجویی آن خدا ... آنکه بنماید ترا ارض و سما

هم بقرآن بین جمال آن قدیر ... قول و فعل حق زلال یک غدیر

مردم اندر حسرت این مدعا ... چون نمی خواهند خلق این چشمه را

هست قرآن در ره دین ره نما ... در همه حاجات این حاجت روا

آن گروه حق که از خود فانی اند ... آب نوش از چشمهٔ فرقانی اند

فارغ افتاده ز نام و عز و جاه ... دل ز کف واز فرق افتاده کلاه

دورتر از خود بسیار آمیخته ... آبرو از بهر روی ریخته

از برون چون اجنبی دل پر ز یار ... کس نداند راز شان جز کردگار

دیدن شان میدهد یاد از خدا ... صدق ورزان در جناب کبریا

آن همه را بود فرقان رهبری ... هر یکی زان دُر شده همچون دری

آن همه زان دلبری جان یافتند ... جان چه باشد روی جانان یافتند

چشم شان شد پاک از شرک و فساد ... شد دل شان منزل رب العباد

سید شان آنکه نامش مصطفی است ... رهبر هر زمرهٔ صدق و صفاست

می درخشد روی حق در روی او ... بوی حق آید ز بام و کوی او

هر کمال رهبری بر وی تمام ... پاک روی و پاک رویان را امام

ای خدا ای چاره آزار ما ... کن شفاعتهای او در کار ما

هر که مهرش در دل و جانش فتد ... ناگهان جانی در ایمانش فتد

کی ز تاریکی برآید آن غراب ... کو رمد زین مشرق صدق و صواب

آنکه او را ظلمتی گیرد براه ... نیستش چون روی احمد مهر و ماه

تابعش بحر معانی میشود ... از زمینی آسمانی می شود

هر که در راه محمد زد قدم / انبیا را شد طفیل آن محترم

تو عجب داری ز فوز این مقام / پای بند نفس گشته صبح و شام

ای که فخر و ناز بر عیسی تراست / بندهٔ عاجز بچشم تو خداست

شد فراموشت خداوندی ودود / پیش عیسی او فتادی در سجود

من ندانم این چه عقل ست و ذکا / بندهٔ را ساختن رب السما

فانیان را نسبتی با او کجا / از صفات او کمال ست و بقا

چاره ساز بندگان قادر خدا / آنکه ناید تا ابد بر وی فنا

حافظ و ستار و جواد و کریم / بیکسان را یار و رحمان رحیم

تو چه دانی آن خدای پاک را / آن جلال و قدر تو وادی خاک را

هان همی هر دم ز کفاره زنی / پس نه مرد هستی که کمتر از زنی

نسخهٔ سهل ست گر یابد سزا / زید دیگر دو بکر زان فعلش رها

لیک زین نسخه نیابی نشان / ده ورق های زمین و آسمان

تا خدا بنیاد این عالم نهاد / ظلم هم ننگ دارد زین فساد

چون ندارد فلسفی آن را پسند / چون پسندد حضرت پاک و بلند

ما گنهگاریم نالان نیز هم / او غیوری هست رحمان نیز هم

زهر و تریاک ست در ما مستتر / آن کشد این می دهد جان دگر

زهر را دیدی ندیدی چاره اش / آنکه بوده از ازل کفاره اش

چون دو چشمت داده اند ای بیخبر / پس چرا پوشی یکی وقت نظر

یک نظر بین سوی این دنیای دون / چون بگردی از پی آن سرنگون

آنچه داری از متاع و منزلت / بی مشقت ناگشته حاصلت

بایدت تا مدتی جهدی دراز / تا خوری از کشت خود نانی فراز

چون ہمین قانونِ قدرت اوفتاد — بس ہمین یاد آر در کشتِ معاد
خوب گفت آن قادر رب الورےٰ — لیس للانسان الا ما سعیٰ
ہم درین معنی ست گر تو بشنوی — یادگار مولوی در مثنوی
گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافاتِ عمل غافل مشو
آنکہ بر گفتارہ ما خط نہاد — عقل و دین از دست خود یکسر بداد
دین و دنیا چہ خواہد ہم تلاش — رو براہش جہد کن نادان مباش

امّا بعد واضح ہو کہ اس رسالہ کی تحریر کا یہہ باعث ہے کہ ہمنے پہلے اس سے چار قطعہ اشتہار **آتھم صاحب** کے بارے مین شایع کئے تھے جنمین پادری صاحبان کو بخوبی سمجھایا گیا تھا کہ درحقیقت وہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے جو ہمنے مسٹر عبد اللہ آتھم کے بارے مین کی تھی لیکن افسوس کہ پادری صاحبوں نے ہمارے اُن اشتہارات کو توجہ سے نہین پڑھا - اور ابتک بدگوئی اور بے اعتدالی اور سب و شتم سے باز نہین آتے - اور اس بیہودہ بات پر بار بار زور دیتے ہین کہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی - لیکن ہمنے جو ہمارے ذمہ فرض تھا ادا کر دیا یعنی یہہ کہ اگر آتھم صاحب نے رجوع بحق نہیں کیا جو پیشگوئی کی ضروری اور قطعی شرط تھی تو وہ جلسہ عام مین قسم کھا کر چار ہزار روپیہ بطور تاوان کے ہم سے لیلین - مگر آتھم صاحب نے قسم کھانے سے انکار کیا - اور ہم چار ہزار کے اشتہار مین ثابت کر چکے ہین کہ یہہ عذر اُن کا کہ قسم اُن کے مذہب مین منع ہے سراسر دروغ بے فروغ ہے - اور اُن کے بزرگ ہمیشہ قسم کھاتے رہے ہین - مگر آتھم صاحب نے اِن ثبوتوں کا کچھہ جواب ندیا - ہان ڈاکٹر مارٹن کلارک نے امرتسر سے ایک گندہ اشتہار جو انکی بدبودار فطرت کا ایک نمونہ تھا جاری کیا - جس کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ہمارے مذہب مین قسم کھانا ایسا ہی منع ہے جیسا

کہ مسلمانوں مین سور کا گوشت کھانا - مگر افسوس کہ انکو یہہ خیال نہ آیا کہ اگر قسم کا کھانا
سور کے گوشت کی برابر ہے تو یہہ سور قسم کھانے کا **پولوس** صاحب اپنی
تمام زندگی مین کھاتے رہے **پطرس** نے بھی کھایا تو پھر **آتھم** صاحب پر کیون
حرام ہوگیا - اِس بات کو کون نہین جانتا کہ قسم کھانا عیسائیون مین صرف جائز ہی نہیں
بلکہ بعض موقعون مین واجبات سے ہے - انگریزی عدالتین جو کسی شخص کو خلاف مذہب
مجبور نہین کرتین اُنہون نے بھی عیسائی مذہب کو قسم کھانے سے باہر نہین رکھا اور خود
آتھم صاحب کا عدالتون مین قسم کھانا ثابت ہے اسلیئے چاہیئے تھا کہ حضرات پادری
صاحبان یا تو آتھم صاحب کو قسم کھانے پر مجبور کرتے یا اُن سے نالش کرواتے تا
اُسی کی ضمن مین انکو قسم کھانی پڑتی اور یا عام اشتہار دیتے کہ درحقیقت آتھم صاحب ہی
دروغ گو ہین - لیکن انہون نے بجاے اسکے سراسر ہٹ دھرمی سے گالیان دینی
شروع کردین اور یہہ نابکار عذر پیش کیا کہ آتھم کھلے کھلے کب اسلام لایا - مگر ایک سلیم
طبع انسان سمجھہ سکتا ہے کہ وہ شرط جو پیشگوئی مین درج ہے اُس شرط کے یہہ لفظ نہیں ہیں - کہ اگر آتھم
کھلے کھلے طور پر اسلام لے اویگا تو وہ موت سے بچیگا ورنہ نہین - بلکہ پیشگوئی
مین صرف رجوع کی شرط ہے اور رجوع کا لفظ پوشیدہ طور پر حق کے قبول کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے
پس اس صورت مین کھلے کھلے اسلام کا مطالبہ سراسر حماقت ہے -

سوچنا چاہیئے کہ خدا تعالی کا اپنے الہام مین ان الفاظ کا ترک کرنا کہ آتھم کھلے
کھلے طور پر اسلام لے آئیگا اور اسکے مقابل پر رجوع کا لفظ استعمال کرنا جو ایک ادنی حالت
التفات الی الحق پر بھی صادق آسکتا ہے - صاف یہہ پیرایہ بیان دلالت کر رہا تھا
کہ کھلا کھلا اسلام لانا ضروری منشاء پیشگوئی کا نہیں* - اگر یہی ضروری ہوتا تو اصل الفاظ جن سے
یہہ مطلب بوضاحت ادا ہوتا ہے کیون چھوڑ دیئے جاتے - یہہ ایک ایسی بات
ہے جو ہر ایک منصف کے لئے غور کرنے کی جگہہ ہے - اور مَین یقین نہین کرتا کہ

* **نوٹ** خداے علیم حکیم کا پیشگوئی کی شرط مین کھلے کھلے اسلام کا ذکر نہ کرنا خود اس بات کیطرف اشارہ ہے

کوئی پاک دل آدمی ایک لحظہ بھی اُسپر غور کر کے پھر شکوک وشبہات کی مشکلات مین پڑے - مخالفون کا سارا سیاپا تو اِس بات پر ہے کہ آتھم نے اپنی زبان سے عام لوگون مین اقرار اسلام کیون نہ کیا - مگر سوال یہہ ہے کہ کیا ایسے کھلے کھلے اسلام لانے کی پیشگوئی مین شرط تھی کیا اُس تحریر مین جسپر فریقین کے دستخط بروز مباحثہ ہو گئے تھے یہہ درج تھا کہ عذاب نہ وارد ہونے کی یہہ شرط ہے کہ آتھم کھلے کھلے طور سے مشرف باسلام ہو جاوے - بلکہ کھلے کھلے تو کیا اُس تحریر مین تو اسلام کا بھی کچھ ذکر نہیں تھا صرف رجوع الی الحق کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ رجوع کا لفظ جیسا کہ کبھی کھلے کھلے اسلام لانے پر بولا جاسکتا ہے ایسا ہی کبھی دل مین تسلیم کرنے پر بھی اطلاق پاتا ہے - اِس سے تو یہی ثابت ہوا کہ آتھم کے کھلے کھلے اسلام لانے پر کوئی قطعی شرط نہ تھی غایت کار یہہ کہ دو احتمالون مین سے یہہ بھی ایک احتمال تھا پھر اسی پر زور دینا کیا ایمانداری کا کام تھا - جبکہ ایک احتمال کی رو سے خود آتھم نے اپنی کنارہ کشی اور خوف زدہ حالت دکھلا کر پیشگوئی کی صداقت ظاہر کر دی تو کیا یہہ ایک بد ذاتی نہیں جو اُس نتیجہ کو چھپایا جاسے جو اُسکی خود اپنی کنارہ کشی سے اور پرخوف حالت سے پیش گوئی کی نسبت قائم ہو گیا - ہمنے کب اور کس وقت آتھم کے کھلے کھلے اسلام لانیکی شرط درج کی تھی - پھر جنہون نے کھلا کھلا اسلام لانا ضروری سمجھا کیا اُنہون نے سراسر بد دیانتی سے حق پوشی نہیں کی - کیا اُنہون نے ہمارے الفاظ کو نظر انداز کر کے مجرمانہ خیانت کا ارتکاب نہیں کیا کیا یہہ سچ نہین ہے کہ یہہ کہنا کہ بشرطیکہ کھلا کھلا لوگوں کے روبرو اسلام لے آوے اور یہہ کہنا کہ حق کیطرف رجوع کرے یہہ دونون فقرے ایک ہی وزن کی کیفیت نہین رکھتے اور یہہ کہنا کہ زید جو ایک نصرانی ہے اُسنے رجوع بحق کیا ہے ہرگز اپنی دلالت مین اس دوسرے قول کے مساوی نہیں کہ زید کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہو گیا - بلکہ رجوع بحق ہونے کی خبر میں اس بات کا احتمال باقی ہے کہ بعض قراین قویہ سے اسلام لانیکا نتیجہ نکالا گیا

اور ہنوز کھلے کھلے طور پر زید مشرف باسلام ہوا ہو اسی وجہ سے ایسی خبر کا سننے والا بار بار سوال بھی کرتا ہے کہ کیا وہ کھلے کھلے طور پر مشرف باسلام ہوا یا ہنوز مخفی ہے اور بار بار یہہ جواب پاتا ہے کہ نہیں کھلے طور پر نہیں بلکہ بعض قراین سے اُس کا رجوع معلوم ہوا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ رجوع کا لفظ کھلے کھلے اسلام لانے پر قطعی الدلالت نہیں - بلکہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں دونوں احتمالوں پر مشتمل ہے - اور ایک شق مین اسکو محصور کرنا ایسی بے ایمانی ہے جسکو بجز ایک خبیث النفس کے اور کوئی شریف الطبع استعمال نہیں کرسکتا - ہان ایسے موقعہ پر مخالف یہہ حق رکھتا ہے کہ قراین توبہ کا مطالبہ کرے جن کی وجہ سے کہہ سکتے ہوں کہ فرور پوشیدہ در پردہ رجوع بحق کیا گو زبان سے اُس کا قایل نہیں - پس اس جگہہ یہہ سوال ضرور پیش ہوسکتا ہے کہ آتھم نے اپنے رجوع بحق ہونیکے کون سے قراین ظاہر کئے جن سے پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہو تو اس کا یہہ جواب ہے کہ آتھم کا باوجود سخت اصرار عیسائیوں کے نالش نکرنا جسکی ضمن مین اُسکو ہمارے مطالبہ سے قسم کھانا بھی پڑتا - اوّل قرینہ اُس کے رجوع بحق ہونے کا ہے - اور پھر بعد اسکے اُس کا ڈرتے رہنے کا اپنی زبان سے رو رو کر اقرار کرنا یہہ دوسرا قرینہ ہے - اور پھر ایک خوفناک حالت بناکر اور سراسیمہ ہوکر شہر بشہر اُس کا بھاگتے پھرنا یہہ تیسرا قرینہ ہے - اور پھر یہہ کہنا کہ خونی فرشتوں نے تین مقام پر تین حملے میرے پر کئے یہہ چوتھا قرینہ ہے - اور پھر باوجود چار ہزار روپیہ پیش کرنیکے قسم نہ کھانا یہہ پانچوان قرینہ ہے - اور تفصیل انکی حسب ذیل ہے -

(۱) **اوّل** یہہ کہ آتھم نے اپنی اُس خوف زدہ ہونیکی حالت سے جسکا اُسکو خود اقرار بھی ہے - جو نور افشان میں شایع ہو چکا ہے بڑی صفائی سے یہہ ثبوت دیدیا ہے کہ وہ ضرور اُن ایام میں پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا یعنی اُسنے اپنی مضطربانہ حرکات اور افعال سے ثابت کردیا کہ ایک سخت غم نے اُسکو گھیر لیا ہے اور ایک جانکاہ اندیشہ ہر وقت اور ہر دم اُسکے دامنگیر ہے جسکی ڈرانے والے تمثلات نے آخر اُسکو امرتسر سے نکالدیا -

واضح ہو کہ یہہ انسان کی ایک فطرتی خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبراہٹ اُسکے دل پر غلبہ کرجاوے اور غایت درجہ کی بیقراری اور بیتابی تک نوبت پہنچ جاوے تو اُس خوف کے ہولناک نظارے طرح طرح کے تمثلات مین اوسپر وارد ہونے شروع ہوجاتے

ہیں اور آخر وہ ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکات اور بھاگنے کیطرف مجبور کرتے ہیں اسکی طرف توریت استثنا میں بھی اشارہ ہے کہ قوم اسرائیل کو کہا گیا کہ جب تو نافرمانی کریگا اور خدا تعالی کے قوانین اور حدود کو چھوڑ دیگا تو تیری زندگی تیری نظر میں بے ٹھکانہ ہو جائیگی اور خدا تجھکو ایک دھڑکا اور جیکی غمناکی دیگا اور تیرے پانوں کے تلوے کو قرار نہ ہوگا۔ اور جابجا بھٹکتا پھریگا۔ چنانچہ بارہا ڈرانے والے تمثلات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے۔ اور خوابوں میں دکھائی دیئے۔ جن کے ڈر سے وہ اپنے جینے سے ناامید ہو گئے۔ اور مجنونانہ طور پر شہر بشہر بھاگتے پھرے۔

غرض یہہ ہمیشہ سے سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کیوقت کچھ کچھ ڈرانے والی چیزیں نظر آجایا کرتی ہیں۔ اور جیسے جیسے بے آرامی اور خوف بڑھتا جاتا ہے وہ تمثلات شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ **آتھم** کو انذاری پیشگوئی سُننے کے بعد یہی حالت پیش آئی۔

جلسہ مباحثہ کے با فراست حاضرین پر یہہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ پیشگوئی کے سُننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا۔ اور اُسکے حواس کی پریشانی اُسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اُسکو سُنائی گئی۔ پھر وہ روز بروز بڑہتی گئی۔ اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی۔ اور جب کمال کو پہنچ گئی۔ جیسا کہ نور افشاں میں آتھم نے خود شایع کرا دیا تو ڈرانیوالی تمثلات کا نظارہ شروع ہو گیا۔ اور ابتدا اِس سے ہوئی کہ آتھم کو خونی سانپ نظر آنے لگے پھر تو غیر ممکن تھا کہ سانپوں والی زمین میں وہ بود و باش رکھتا۔ کیونکہ سانپ کی ہیبت بھی شیر کی ہیبت سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ پس اُسنے ناچار ہو کر اُس زمین سے جہاں سانپ دکھائی دیا تھا جو اُسکی نگاہ میں خاص اُسی کے ڈسنے کے لئے آیا تھا کسی دور دراز شہر کی طرف کوچ کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ یا یوں کہو کہ سانپ کی رویت کے بعد پیشگوئی کی تصویر ایک ایسی چمک کے ساتھ اُسکو نظر آئی کہ اُس چمک کے مقابل پر وہ ٹھہر نہ سکا۔ اور اندرونی گھبراہٹ نے بھاگنے پر مجبور کیا اور آتھم صاحب کا یہہ قول کہ وہ سانپ تعلیم یافتہ تھا اور اُن کے ڈسنے کو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے چھوڑا تھا اُسکی بحث ہم جدا بیان کرینگے۔ بالفعل

یہہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بموجب اقرار آتھم صاحب کے امرتسر چھوڑنیکا باعث وہ سانپ ہی تھا جسنے آتھم صاحب کو خوفناک صورت دکھا کر عین گرمی کے موسم میں انکو سفر کرنیکی تکلیف دی اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ بیوی بچّوں سے انہیں علیحدہ کر کے لدھیانہ میں پہنچایا۔ مگر افسوس کہ وہ سانپ نہ مارا گیا۔ اور نہ اسکا کوئی چھوڑنے والا پکڑا گیا۔ کیونکہ وہ صرف نظر ہی آتا تھا اور کوئی جسمانی وجود نہ تھا۔ غرض کہ سانپ کی قہری تجلّی اور اسکو دیکھکر آتھم صاحب کا امرتسر کو چھوڑنا ایک ایسا امر ہے کہ ایک منصف حق جو کے سب عقدے اسی سے حل ہو جاتے ہیں۔ دنیا سب اندھی نہیں ہر ایک باتمیز سمجھ سکتا ہے کہ یہہ الزام کہ گویا ہمنے آتھم صاحب کو ڈسنے کے لیئے ایک تعلیم یافتہ سانپ انکی کوٹھی میں چھوڑ دیا تھا عند العقل اصل حقیقت کیا رکھتا ہے۔ غرض یہہ پہلا الزام ہے۔ یا یوں کہو کہ یہہ وہ پہلا غیبی حملہ ہے جسکی مدعی ہم ہیں اور عیسائیوں میں متنازعہ فیہ ہیں جسمیں ہمارے مخالف مولوی اور اُن کے اوباش چیلے بھی عیسائیوں کے ساتھ ہیں۔

مگر آتھم صاحب نے اُس تعلیم یافتہ سانپ کا اور نیز اس بات کا کہ وہ ہماری طرف سے چھوڑا گیا تھا ابتک کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اور ہم ابھی معقولی طور پر بیان کر چکے ہیں کہ یہہ سانپ ہرگز باہر سے نہیں آیا۔ بلکہ آتھم صاحب کے ہی دل و دماغ سے نکلا تھا۔

چونکہ آتھم صاحب کے دل پر پیشگوئی کا نہایت قوی اثر ہو چکا تھا اور ہر وقت ایک شدت خوف اُسکی نظر کے سامنے رہتا تھا اسلیئے ضرور تھا کہ کوئی خوفناک نظارہ بھی انکی آنکھوں کے سامنے پھر جاوے۔ لہذا انکی وہشت زدہ متخیلہ کو خونی سانپ نظر آگیا جسکو عربی میں حَیَّہ کہتے ہیں۔ کیونکہ سانپ انسان کی نسل کا پہلا اور ابتدائی دشمن ہے اور بزبان حال کہتا ہے کہ حَیَّ عَلَی الْمَوْتِ یعنی موت کی طرف آجا اسلیئے اس کا نام حَیَّہ ہوا۔

پس چونکہ سانپ موت کا اوتار ہے اسلیئے آتھم صاحب کو پہلے ہی دکھائی دیا جس کا آتھم صاحب نے نور افشان میں رو رو کر اقرار کیا ہے کہ ضرور میں موت سے ڈرتا رہا۔ پس ایسے ڈرنیوالے کو اگر سانپ نظر آگیا تو کوئی حقیقت شناس اس سے تعجب نہیں کریگا۔ اور ایسا نظارہ آتھم صاحب پر ہی کچھ حصر نہیں رکھتا بلکہ یہہ تو عام قانون قدرت ہے کہ شدت خوف کیوقت

ایسے اعجوبے ضرور دکھائی دیا کرتے ہیں بھلا یہہ تو سانپ ہے بعض لوگ کمال خوف کیوقت جب وہ اندھیری رات میں اکیلے چلتے ہیں بھوت کو بھی دیکھ لیتے ہیں - اور حقیقت یہہ ہوتی ہے کہ جب اندھیری رات اور تنہائی اور قبرستان کے بیابان میں دل پر خوف غالب ہوا اور پُر دہشت تخیلات زبانہ آتش کیطرح اُٹھنے لگے تو پہر کیا تھا فی الفور آنکھوں کے سامنے ایک **دیو** مہیب شکل کے ساتھ حاضر ہو گیا - اور شکل یہہ دکھائی دی کہ گویا ایک کالا بھوت دور سے دوڑا چلا آتا ہے جسکی شکل نہایت ہولناک اک پہاڑ کا پہاڑ کوتہ گردن سیاہ رنگ چوٹی آسمان پر پیر زمین پر موٹے موٹے ہونٹ زرد زرد دانت اور پھر بہت لمبے اور باہر نکلے ہوئے چپٹی ناک دبا ہوا ماتھا سُرخ سُرخ آنکھیں باہر نکلی ہوئی سر پر لمبے دو سینگ موںہہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں - پس جبکہ ایسی حالتوں میں بھوت بھی نظر آجایا کرتے ہیں - پھر اگر آتھم صاحب نے سانپ دیکھ لیا تو کیا غضب ہوا - ایسا سانپ دیکھنے سے کون انکار کریگا کلام تو اسمیں ہے کہ کوئی **تعلیم یافتہ سانپ** کسی انسان نے چھوڑا تھا - جو آتھم صاحب کی شکل و شباہت سے خوب واقف تھا افسوس کہ آتھم صاحب نے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا - کاش وہ **قسم** ہی کھا لیتے تا وہ اسیطرح اپنے تئیں اس الزام سے بری کرتے جو ان بناوٹ کی باتوں سے اُنپر عائد ہو گیا ہے - مگر خیر ہم آپ بھی اُن کے بکلی مکذب نہیں - ہمارا تو ایمان ہے کہ ضرور ان کو سانپ نظر آیا تھا - مگر یہہ سانپ اُنہیں کے تخیلات کا نتیجہ تھا - اور اس بات پر قطعی دلیل تھا کہ پیشگوئی کی پوری عظمت اُن کے دل پر طاری ہو گئی تھی -

یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح **یونس** کی قوم کو ملائک عذاب کے تمثلات میں دکھائی دیئے تھے - اُسیطرح انکو بھی سانپ وغیرہ تمثلات دکھائی دیئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر اسبات کو ماننا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جاسکے کہ اسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آویں یہاں تک کہ وہ ہراسان اور ترساں اور پریشان اور بیتاب اور دیوانہ سا ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرے - اور سراسیموں اور خوف زدوں کی طرح جابجا بھٹکتا پھرے - ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اُس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے جسکی تائید میں وہ پیشگوئی کیگئی تھی - اور یہی معنی رجوع الی الحق کے ہیں - اور یہی وہ حالت ہے جسکو بالضرور رجوع کے مراتب میں سے

کسی مرتبہ پر محمول کرنا چاہیئے اور میں جانتا ہوں کہ آتھم صاحب کا اِس پیشگوئی سے جو دین اسلام کی سچائی کے لئے کیگئی تھی جسکے ساتھ رجوع بحق کی شرط بھی تھی اسقدر ڈرنا کہ سانپ نظر آنا اور تیروں اور تلواروں والے دکھائی دینا یہہ ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جوان کو نظر یکجائی سے دیکھے گا وہ بلا تامل اس نتیجہ تک پہنچ جائیگا کہ بلا شبہ یہہ سب باتیں پیشگوئی کے پُرزور نظارے ہیں۔ اور جب تک کسی کے دل پر ایسا خوف مستولی نہ ہو جو کمال درجہ تک پہنچ جاوے تب تک ایسے نظاروں کی ہرگز نوبت نہیں آتی جو شخص مکذب اسلام ہو۔ اور حضرت عیسیٰ کے دور تک ہی الہام پر مُہر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اسقدر ڈر سکتا ہے بجز اُس صورت کے کہ اپنے مذہب کی نسبت شک میں پڑگیا ہو۔ اور عظمت اسلامی کی طرف جھک گیا ہو۔

اگر باوجود اِن قرائن کے پھر بھی آتھم صاحب کو اُنکی حق پوشی پر نہ پکڑا جاوے اور بہت ہی نرمی کیجاوے تاہم یہہ مطالبہ انصافاً اُن کے ذمہ باقی رہتا ہے۔ کہ جبکہ وہ اپنے خوف کے وجوہات کو یعنی تین حملوں کو اِس پہلو پر ثابت نہیں کر سکے جس سے وہ تمام حملے انسانی حملے سمجھے جاتے تو اَب اس سوال سے بچنے کے لئے کہ کیوں یہ نہ سمجھا جاوے کہ یہہ بعید از قیاس مشاہدات اُن کے جنمیں سے سب سے پہلے سانپ کے حملہ کا مشاہدہ ہے اُنہیں کے پُرخوف تخیلات کا نتیجہ اور اُنہیں کے خوف زدہ دماغ سے متمثل ہو گئے ہیں کم سے کم یہہ ضروری تھا۔ کہ وہ اس قریب العقل الزام سے اپنی بریت ظاہر کرنیکے لئے قسم کھاجاتے۔

یعنی جلسہ عام میں قسماً یہہ بیان کر دیتے کہ وہ الہام کو منجانب اللہ الہام سمجھکر نہیں ڈرے اور نہ حقیت اسلام کی اُن کے دلمیں سمائی بلکہ واقعی طور پر تعلیم یافتہ سانپ سے لیکر اخیر تک تین متواتر حملے ہماری جماعت کیطرف سے اُن پر ہوئے۔ جنسے وہ ڈرتے رہے۔ کیونکہ اِس مقدمہ کی صورت ایسی ہے کہ صرف ہمارا ہی الہام انکو ملزم نہیں کرتا بلکہ ساتھ اُس کے انکو انہیں کا قول و فعل بھی ملزم کر رہا ہے۔

اور یہہ یاد رہے کہ یہہ وہی آتھم صاحب ہیں جنہوں نے بحث سے پہلے ایک اپنی

دستخطی نوشت ہکو دیدی تھی۔ کہ کوئی نشان دیکھنے پر ضرور میں اپنے مذہب کی اصلاح کرلونگا
جس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ کسیقدر اصلاح کی اپنے اندر جرأت بھی رکھتے تھے سو خوفناک
نظارے جو اُن کے لیئے نشان کے حکم میں تھے اِس پوشیدہ رجوع کے محرک ہو گئے۔

(۲) پھر **دوسرا قرینہ** یہہ ہے کہ جب آتھم صاحب امرتسر سے تعلیم یافتہ
سانپ کے حملہ سے ڈر کر بھاگے اور لدہیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزین ہوئے
تو اُسجگہہ بھی شدید خوف کے دورہ کیوقت وہی تمثلی نظارہ آتھم صاحب کی آنکھوں کے
آگے پھر گیا جو غلبہ خوف کے وقت پھرا کرتا ہے۔ مگر ایکی دفعہ اُنکو سانپ دکھائی نہیں دیا بلکہ
اِس سے بھی بڑھکر ایک خوفناک حالت پیدا ہوئی یعنی یہہ کہ بعض مسلح آدمی نیزوں کے ساتھ
اُنکو دکھائی دیئے کہ گویا وہ اُن کے احاطہ کوٹھی کے اندر اگر بس قریب ہی آپہنچے ہیں اور قتل کرنے
کے لیئے مستعد ہیں۔ ہمیں معتمد ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے بعد آتھم صاحب اپنی
کوٹھی میں بہت روتے رہے اور کبھی یہہ بیان نہیں کیا کہ کسی انسان نے حملہ کیا۔ بلکہ ہر وقت
ایک پوشیدہ اتہم کا خوف اُن کے چہرہ پر نمایاں تھا اور وہ خوف اور بے آرامی بڑھتی گئی اور
دل کی غمناکی۔ اور دہڑکا زیادہ ہوتا گیا۔ یہانتک کہ قہرزدہ یہودیوں کیطرح پانوں کے تلوہ
نے پھر بیقراری ظاہر کی۔ اور وہ کوٹھی بھی کچھ ڈراونی سی معلوم ہوئی۔ اور سچ بھی تھا کہ جس
کوٹھی کے احاطہ میں ایسے مسلح پیادے یا سوار گھس آئے کہ باوجود سخت انتظام اور اہتمام
پولیس کے لوگوں کے جو حفاظت کے لیئے دن رات وہیں جمع رہتے تھے پکڑے نہ گئے
اور نہ اُن کا حلیہ دریافت ہوسکا۔ اور نہ پتہ لگا کہ کس راہ سے آئے اور کس راہ سے چلے گئے
اُس خوفناک کوٹھی میں آتھم صاحب کیونکر رہ سکتے تھے۔

انسان فطرتاً یہہ عادت رکھتا ہے کہ جسجگہہ سے ایکمرتبہ اُسکو خوف آوے تو پھر
اُسی جگہہ رات رہنا پسند نہیں کرتا غرض انہیں وجوہ سے آتھم صاحب کو لدھیانہ بھی چھوڑنا پڑا
لیکن اب بحث یہہ ہے کہ کیا حقیقت میں کوئی جماعت نیزوں یا تلواروں والی بمقام
لدھیانہ آتھم صاحب کی کوٹھی میں گھس آئی تھی؟

اِس بحث کو ہم صرف اِن دو کلموں سے طے کرسکتے ہیں کہ اگر بمقام امرتسر

آتھم صاحب پر فی الحقیقت کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا تو پھر اسجگہہ بھی نیزوں تلوار والے آتھم صاحب پر ضرور آپڑے ہوں گے۔ اور اگر آتھم صاحب اُس پہلے حملے کے بیان کرنے میں صادق ہیں تو اس دوسرے حملہ میں بھی صادق ہونگے۔

لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ جیسے آتھم صاحب بمقام امرتسر سانپ پکڑنے سے ناکام رہے اور اُسکو مار بھی نہ سکے یہی ناکامی آتھم صاحب کو اسجگہہ بھی نصیب ہوئی۔ باوجودیکہ پولیس کا انتظام اور داماد کی احتیاطیں امرتسر سے زیادہ تھیں۔

اور یہہ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے جب ہم یہہ خیال کرتے ہیں کہ آتھم صاحب جیسا ایک تجربہ کار سرکاری ملازم پنشنر جو مدت دراز تک اکسٹرا اسسٹنٹی کا کام کرتا رہا کیا وہ اس فوجداری قانون سے ناواقف تھا۔ کہ جب اِس اقدام قتل تک نوبت پہنچی تھی تو وہ بذریعہ عدالت باضابطہ ہمارا مچلکہ تحریر کروا کر امن سے لدھیانہ میں لیٹا رہتا۔

یہہ بات کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ بقول اُنکی جو بعد میں بنائی گئی ہے کہ اقدام قتل کے لیئے انپر حملہ ہوا۔ مگر ان سے تو اتنا بھی نہ ہوسکا۔ کہ اس ظالمانہ واقعہ کو چند اخباروں میں ہی درج کروا دیتے۔ بلکہ بقول شخصے کہ "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد" اِن باتوں کو اُسوقت ظاہر کیا کہ وہ وقت ہی گذر گیا۔ اور پندرہ مہینے کی میعاد منقضی ہوگئی۔ پھر بھی یار دوستوں نے بہت زور مارا کہ آتھم صاحب اَب بھی نالش کردیں۔ مگر چونکہ وہ اپنے دل میں جانتے تھے کہ یہہ سب آسمانی اُمور ہیں اور سمجھتے تھے کہ نالش کرنا تو آپ اپنے ہاتھ سے ہلاکت کا سامان جمع کرنا ہے۔ اور خود اسقدر شوخی بھی خطرناک ہے کہ اپنے خوف اور رجوع کو اور پہلو میں لاکر چھپا دیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد نہ رکھا!!! اسلیئے اُنہوں نے باوجود ڈاکٹر کلارک کے بہت سے سیاپے کے نالش نہ کی۔ اور یہہ بھی اُنہیں معلوم تھا کہ نالش کی تقریب پر قسم بھی دیجائیگی۔ پس اسی خرخشہ سے جو اُنکی جان پر وبال لاتا تھا کنارہ کیا۔

مگر تاہم یہہ کنارہ کشی بے سود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ ناوان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے۔

اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تہی کرکے اپنے اِس طریق سے صاف بتلا دیا کہ ضرور رجوع بحق کیا- اور تین حملوں کی طرز وقوع سے بھی بتلا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے مگر پھر بھی آتھم **اِس جرم سے بری نہیں ہے کہ اُسنے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا !!!** صرف اُسکے افعال پر غور کرنیسے عقلمندوں پر حقیقت ظاہر ہو گئی-

(۳) **تیسرا قرینہ** یہہ ہے کہ جب آتھم صاحب لودیانہ میں بھی آسمانی سلاح پوشوں کا مشاہدہ کر چکے تو اُن کا دل وہاں رہنے سے بھی ٹوٹ گیا- اور حق کے رعب نے اُنکو دیوانہ سا بنا دیا- تب وہ اپنے دوسرے داماد کیطرف دوڑے جو فیروز پور میں تھا- شائد اِس سے یہہ غرض ہو گی- کہ وہ اپنے اِن عزیزوں کی آخری مُلاقاتیں سمجھتے ہونگے کہ شاید پوشیدہ رجوع معتبر نہ ہو اور دل میں ٹھان لیا ہو گا کہ اگر میں باوجود اندرونی توبہ اور رجوع کے پھر بھی نہ بچ سکوں تو بارے اپنی لڑکیوں اور عزیزوں کو تو مل لوں- بہرحال وہ اُفتاں خیزاں **فیروز پور** پہنچے اور پیشگوئی کی عظمت نے اُن کی وہ حالت بنا رکھی تھی جس سے ہراس اور ترس اور پریشانی ہر وقت مترشح ہو رہی تھی- اور حق سے خائف ہونیکی حالت میں جو جو وحشتیں اور قلق اُس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شائد عذاب الہی نازل ہو جاوے یہہ سب علامتیں اُنمیں پائی جاتی تھیں

چنانچہ جب خوف اسجگہ بھی اپنی نہایت کو پہنچا تو **دَوْری مرض** کیطرح وہی نظارہ پھر نظر آیا جو لدھیانہ میں نظر آیا تھا- مگر ایکدفعہ وہ کرشمہ قُدرت نہایت ہی جلالی تھا جسنے آتھم صاحب کے دل پر بہت ہی کام کیا-

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پھر میںنے **فیروز پور** میں دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں یا نیزوں کے ساتھ آپڑے -

غرض معتبر وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ ایکدفعہ آتنپر خطرناک خوف طاری ہوا اور خواب میں بھی ڈرتے رہے - اور اِس عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف مونہہ سے نہیں نکلا- اور نہ کسی کے پاس یہہ شکایت پیش کی کہ میرے پر یہہ تیسری مرتبہ حملہ ہوا-

اِن تمام حملوں پر نظر غور ڈالنے سے ہر ایک پہلو سے آتھم صاحب قابل الزام ٹھہر گئے ہیں۔ کیونکہ باوجودیکہ یہہ بیان کیا گیا ہے کہ تین حملے ہوئے جنمیں سے پہلا حملہ تعلیم یافتہ سانپ کا حملہ ہے۔ مگر آتھم صاحب نے نہ تو حملہ کرنے والونکو پکڑا۔ اور نہ حسب ضابطہ کسی تہانہ میں رپوٹ لکھوائی اور نہ کسی عدالت میں نالش کی اور نہ امن حاصل کرنیکے لیئے عدالت کے ذریعہ سے ہماراُ مچلکہ لکھوایا۔ اور نہ مجرموں کے پکڑنیکے لیئے اندہی پولیس نے کچھ مدد دی اور نہ مجلسوں میں اس بات کا تذکرہ کیا۔ اور نہ اخباروں میں اِن متواتر تین واقعہ کو قبل گزرنے میعاد کے چھپوایا۔ اور نہ مجرموں کا کوئی حلیہ بیان کیا اور نہ اُن کے بھاگنے کیوقت کوئی کپڑہ وغیرہ اُن کا چھین لیا۔

یہہ تمام وہ اُمور ہیں جو آتھم صاحب کو جو اکسٹرا اسسٹنٹی وغیرہ کرتے بڈھے ہو گئے کامل طور پر ملزم کر رہے ہیں۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ اِن الزاموں سے بریت ثابت کرانیکے لئے اگر پہلے نہیں ہو سکا تو بعد میں ہی نالش کر دیتے اور تین حملوں کا عدالت میں ثبوت دیکر ایک تو جھوٹی پیشگوئی کی سزا دلواتے۔ اور دوسرے اقدام قتل کی سزا سے بھی خالی نہ چھوڑتے لیکن وہ ایسے چپ ہو سے کہ اُنکی طرف سے آواز نہ اُٹھی۔

بعض اخبار والوں نے بھی بہت سیاپا کیا مگر اُنہوں نے کسی کی نہ سُنی۔ ڈاکٹر کلارک مارٹن سر کھپا کھپا کر رہ گیا مگر اُنہوں نے اُسکے جواب میں بھی دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے حالانکہ عقلاً و انصافاً و قانوناً اُن کا دامن اُسی حالت میں پاک ہو سکتا تھا جبکہ وہ اپنے اُن دعووں کو جنپر خوف کی بُنیاد رکھی گئی تھی بذریعہ نالش یا جسطرح چاہتے ثابت کر دکھاتے۔

اور اُن کی یہہ تین حالتیں کہ ایک طرف تو اُنہوں نے اپنے اقرار اور اپنے افعال و حرکات سے اثنا پیشگوئی میں اپنا سخت درجہ پر ڈرتے رہنا ظاہر کیا۔ اور دوسرے یہہ کہ اُس ڈر کی وجہ تین حملے تبلاسے جو بغیر پورے ثبوت کے کسی عقلمند کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہیں بلکہ قیاس اور عقل سے بھی دور ہیں اور تیسرے یہہ کہ اِن تین حملوں اور بیجا الزاموں کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا نہ عدالت کے ذریعہ سے نہ دوسرے کسی طریق سے یہہ تینوں حالتیں اُن کو اس بات کیطرف مجبور کرتی تھیں کہ اگر اُن کے پاس اِن بیجا الزاموں کا

کوئی بھی ثبوت نہیں تو وہ قسم ہی کھا لیتے ۔

پس اُن کے دروغ گو اور ناحق ہونے پر یہ **چوتھا قرینہ** ہی ہے ۔ کہ وہ قسم سے بھی گریز کر گئے ۔ اور چار ہزار روپیہ بعینہ اُن کے لیئے نقد پیش کیا گیا ۔ مگر مارے خوف کے اُنہوں نے دم نہ مارا ۔

ہمارا قسم لینے سے کیا مدعا تھا یہی تو تھا کہ میں ڈر کے وہ اقراری ہوکر پھر خلاف واقعہ اور خلاف قیاس یہہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ ڈر تین متواتر حملوں کی وجہ سے تھا یہہ غیر معقول عذر اُنہوں نے ثابت نہیں کیا ۔ اور نہ یہہ ثابت کر سکے کہ یہہ عاجز کوئی مشہور ڈاکو اور خونی ہے جو اُن سے پہلے بھی کئی خون کر چکا ہے ۔ لہذا انصافاً اُن پر لازم تھا کہ ایسی بیجا تہمتوں کے بعد جو قانوناً بھی ایک سخت جرم کی صورت رکھتے ہیں ۔ قسم کھانے سے ہرگز دریغ نہ کرتے ۔ اگر واقعی طور پر اُن کے مذہب میں قسم کھانے کی ممانعت ہوتی تو ہم سمجھتے کہ مذہب نے اُنکو قسم سے جو تبریت کا مدار تھا محروم رکھا لیکن ہمنے تو اپنے اشتہار چہارم میں اُن کی بائیبل اُن کے سامنے کھول کر رکھدی اور ثابت کر دیا ۔ کہ اُن کے عام بزرگ قسم کھاتے رہے ہیں ۔ یہاں تک کہ اُن کا **پولوس** رسول بھی جسکے اجتہاد اور طریق سے مونہہ پھیرنا ایک عیسائی کے لیئے کفر اور بے ایمانی میں داخل ہے وہ بھی قسم کھانے سے نہیں بچ سکا ۔ [دیکھو قرنتیان ۱۵ باب ۳۱ آیت]

ان قسموں کے تفصیل کے لیئے ہمارا اشتہار چہارم مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء پڑھنا چاہیئے تا معلوم ہو کہ جواز قسم میں ہمنے کسقدر ثبوت دیا ہے ۔ اور نہ صرف انجیل بلکہ تمام بائبل کے حوالے دیئے ہیں ۔ مگر آتھم صاحب نے اپنی انجیل کی ذرہ بھی پروا نہیں کی وجہ یہہ کہ وہی آسمانی رعب اُن کے دل پر غالب ہوا جسنے تین حملوں کا نظارہ دکھلایا تھا ۔ تب پادریوں کو فکر پڑی کہ آتھم نے ہمارے مونہہ پر سیاہی کا دھبہ لگایا ۔ اسلیئے ڈاکٹر **کلارک** نے سراسر بے ایمانی کا طریق اختیار کر کے ایک گندہ اشتہار نکالا جسکا حاصل مطلب یہہ تھا کہ مذہب عیسائی میں قسم کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خنزیر کا گوشت کھانا ۔ مگر اس حیا کے دشمن کو ذرہ بھی انجیل اور پطرس اور پولوس کی عزت کا خیال نہ آیا ۔ اور

نہ یہ سوچا کہ اگر یہی مثال سچ ہے تو پھر **پولس** رسول کو ایماندار کہنا بیجا ہے جسنے سب سے پہلے اس ناپاک چیز کا استعمال کیا۔

جس حالت میں ایک مسلمان خنزیر کو حلال سمجھنے والا تمام فرقوں کے اتفاق سے **کافر** ہوجاتا ہے۔ اور اسکو کھانے والا پرلے درجہ کا فاسق بدکار کہلاتا ہے۔ تو پھر ہمیں **ڈاکٹر کلارک صاحب** اس بات کا ضرور جواب دیں کہ وہ اپنے حضرت **پولس** کی نسبت اِن دونوں خطابوں میں سے کس خطاب کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

سچی بات کو چھپانا بے ایمانوں اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ **پولس** نے قسم کھائی **پطرس** نے قسم کھائی۔ اور **زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھاتا** [دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱]

کیا ! ہم تسلیم کریں کہ فقط آتھم صاحب ہی قسم کھانے سے بچے۔ اور دوسرے تمام بزرگ عیسائی **قسم کا خنزیر** کھاتے رہے۔ اور اَب بھی بجز اس قسم کے خنزیر کھانیکے کوئی اعلیٰ درجہ کی ملازمت جو متعہد عہدہ داروں کو ملتی ہے کسی عیسائی کو نہیں ملسکتی ہے۔

اور طرفہ تر یہ کہ آتھم صاحب کا دو مرتبہ عدالت میں قسم کھانا ثابت ہوچکا ہے اگر وہ اِنکار کریں تو ہم نقل لیکر دکھلاویں۔

سچ تو یہ ہے کہ اِن عیسائیوں میں سے شاید شاذ نادر کوئی ایسا ہو جسکو قسم کھانے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ بلکہ انگریزی قانون نے قسم کھانا عیسائیوں کے لیئے خاص حق رکھا ہے اور دوسروں کے لئے اقرار صالح۔

اب ہم منصفین سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے قسم سے گریز کرنیکے لیئے عمداً اپنے سوانح کو چھپایا اور وہ جانتے تھے کہ پہلے اِس سے ہم کئی دفعہ قسمیں کھا چکے ہیں مگر ارادتاً اُن قسموں کو پوشیدہ رکھا اور ایک نہایت مکروہ جھوٹ بولا اور کہا کہ قسم ہمارے مذہب میں ایسی ہی بدکاری کا کام ہے کہ جیسے مسلمانوں میں خنزیر۔ اور اپنے بزرگوں کو اپنی زبان سے فاسق فاجر قرار دیا۔ کیا اُن کے اِس طریق سے ابتک ثابت نہ ہوا کہ اگر وہ اپنے تئیں حق پر

جانتے تو اِس ذلت اور رسوائی کو ہرگز ہرگز اختیار نہ کرتے۔

پس یہ **پانچواں قرینہ** ہے کہ ان لوگوں نے ایک سچائی کے چھپانے کے لئے
اپنے **پولس** رسول کو ایک ایسی آدمی سے تشبیہ دی کہ جو مسلمان کہلا کر پھر سؤر کھاوے
اسی بات سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ درپردہ آتھم اور اُسکے دوستوں کو کس بات کا
رُعب کھا گیا کہ اُنہوں نے بیہودہ حیلہ بازیوں اور رسوائی والے طریق کو اختیار کیا۔ مگر آتھم قسم
کھانے سے ایسا ڈرا کہ گویا وہ کھا جانے والا بھیڑیا ہے۔

دانشمندوں کو چاہیئے کہ بار بار اِن باتوں کو ذہن میں لاویں کہ کیونکر اوّل آتھم صاحب
نے رو رو کر یہ اقرار کیا کہ مَیں ضرور پیشگوئی کی میعاد میں ڈرتا رہا۔ اور پھر سوچیں کہ جس پیشگوئی
کو بیہودہ سمجھا گیا تھا اُس سے اِسقدر ڈرنا کیا معنی رکھتا تھا۔ بہتیری بیہودہ باتیں انسان سنتا ہے
مگر اُن کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا۔ پھر اگر فرض بھی کرلیں۔ کہ امرتسر میں کسی تعلیم یافتہ سانپ نے
اُسپر حملہ کیا تھا تو اسقدر بیحواسی اور سراسیمگی دکھلانا اور شہر بشہر پھرنا کیا ضروری تھا۔ کوئی قانونی
تدبیر کی ہوتی جس سے امن کے ساتھ امرتسر میں بیٹھے رہتے۔ کیا امرتسر کی پولیس ناکافی
تھی۔ یا تمام قانونی علاج مسدود تھے جو اسقدر خرچ اخراج کر کے شدت دھوپ کے دنوں میں
پیرانہ سالی میں اپنے آرامگاہ کو چھوڑا اور لطف یہ کہ وہ چھوڑنا بھی بے سود رہا امرتسر میں سانپ
نظر آیا۔ لودھیانہ میں نیزوں والے دکھائی دیئے۔ فیروزپور میں تلوار کے ساتھ حملہ ہوا
یہ بیانات بہت ہی غور کے لائق ہیں۔

ناظرین اِن تین حملوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں۔ کیا فی الحقیقت سچ
ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جسپر کسی کا سوٹا چل نہ سکا۔
اور وہ پچھلی مرتبوں میں جو نظر آئے وہ جنگ آزمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے۔
جنکو کسی موقع پر آتھم صاحب پکڑ نہ سکے۔ اور نہ اُن کے دامادوں کا اُنپر ہاتھ وار ہو سکا نہ پولیس
کے نالایق کانسٹبل اُنکے مقابلہ کی جُرأت کر سکے۔ پھر عجب پر عجب یہ کہ یہ لوگ ناجائز ہتھیاروں
کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر سوار ہوئے۔ بازاروں میں ہو کر نکلے آتھم صاحب کے احاطہ میں اِدھر اُدھر
پھرتے رہے۔ مگر بجز آتھم صاحب کے کوئی بھی انکو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قرینوں سے ثابت

نہیں ہوتا کہ درحقیقت یہہ تمام روحانی نظارہ تھا جسنے آتھم صاحب کے دل کو حق کیطرف رجوع دلایا اور اُن کا دل خوف سے بھر گیا۔ اور مونہہ پر مُہر لگ گئی۔ اُن کا فرض تھا کہ پہلے حملہ میں ہی تھانہ میں رپورٹ کرتے گورنمنٹ کو اطلاع دیتے۔ اور حلیہ لکھواتے۔ اور صورت شکل اور وردی اور تمام قرائن سے حکام کو مُطلع کرتے۔ تا گورنمنٹ اشتہار دیکر ایسے بدمعاشوں کو ماخوذ کرتی۔ اور ایسے پلید مجرموں کو واجبی سزا کا مزہ چکھاتی۔ اور کم سے کم یہہ تو چاہیئے تھا کہ وکیلوں کے مشورہ سے ایک عرضی دیکر مجرموں کو سزا دلاتے۔ یا احتیاطی طور پر اس عاجز سے اس مضمون کا مچلکہ لکھواتے کہ اگر آتھم پیشگوئی کی میعاد میں مارا گیا تو یہہ جُرم قتل عمد تُمہارے ذمہ لگایا جائیگا۔ کیونکہ جو شخص پہلے ان کی موت کی جھوٹی پیشگوئی کریگا اور پھر اُسکی جماعت کی طرف سے قتل کرنیکے لئے تین حملے بھی ہوئے کیا ایسے شخص کا مچلکہ لینے سے گورنمنٹ کو کچھ تامل ہو سکتا ہے۔

کیا یہہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم صاحب پندرہ ماہ تک ایک جلتے ہوئے تنور میں پڑے رہے اور بار بار خوفناک حملوں سے بچائے گئے۔ مگر اُنہوں نے کسی مقام میں باضابطہ تحقیقات کرائی۔ اور سے سانپ کے حملہ پر چُپکے ہی نکل آئے۔ پھر لودھیانہ پہنچے۔ اور ساتھ ہی حملے والے بھی پہنچ گئے اور مارنے میں کچھ بھی کسر نہ رکھی۔ تب بھی آتھم صاحب نے گورنمنٹ میں جاکر یہ سیاپا نکیا کہ یہہ دشمن میرے قتل کے درپے ہیں۔ میری کوٹھی پر مسلح ہو کر آئے۔ سرکار ان کا مچلکہ لے اور مجکو ان کے شر سے بچائے۔ بلکہ اُن کو چاہیئے تھا کہ تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ پر ہی دہائی دیتے کہ لوگو دیکھو پیشگوئی کی حقیقت معلوم ہوئی۔

اَب اے ہمارے ناظرین! اے اخباروں کے ایڈیٹرو۔ اے رسالوں کے شائع کرنے والو۔ آپ لوگوں نے آتھم صاحب کی ہمدردی تو بہت کی۔ بلکہ بعض نے لکھا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر بہت ہی احسان کرینگے۔ اگر ایسے کذاب پر نالش کرکے اُسکو سزا دلائینگے۔ مگر اَب آنکھیں کھولکر دیکھو کہ قرائن قویّہ کسکو کذاب ثابت کرتے ہیں۔

ہم تم سے اسلام کی ہمدردی نہیں چاہتے ہم تمکو یہہ الزام نہیں دیتے کہ مسلمانوں کی اولاد کہلاکر پھر پادریوں کے ناحق کی حمایت کیوں کی۔ کیونکہ یہہ بات کہنے والا اور پوچھنے والا ایک ہی ہے۔ جو مطالبہ کے دن میں ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔

ہم تمہاری گالیوں اور لعنتوں سے بھی ناراض نہیں - کیونکہ بہ نسبت پہلے راستبازوں کے
یہ بہت ہی تھوڑا دکھ ہے جو ہمکو تم سے پہنچا ہے - لیکن اگر ہمیں افسوس ہے تو صرف یہی
کہ تمنے دین کی سچی حمایت کو بھی چھوڑا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی - مگر آخری نتیجہ
تمہارے لئے اُس ندامت کا حصہ ہوا جس کو دوسرے لفظوں میں خسر الدنیا والآخرۃ
کہتے ہیں اس بات کا ہمکو بھی افسوس ہے کہ باوجودیکہ دین کو تمنے اس طرح پھینکدیا کہ جس طرح ایک ناکارہ
تنکا پھینکا جاتا ہے مگر پھر بھی تم کسی ایسی تعریف کے لائق نہ ٹھہرے جو کسی عقلمند عمیق الرائے کی
بارہ میں ہو سکتی ہے - بلکہ وہ خفت اور خجالت اٹھائی جو ہمیشہ جلدباز اور شتاب کار اٹھایا کرتے ہیں
درحقیقت جو شخص نفسانی جوش میں آکر یا جلدبازی کی وجہ سے اللہ اور رسول کی کچھ بھی پروا
نہیں رکھتا اُسکو ایسے دن دیکھنے پڑتے ہیں -

کیا کبھی تمنے سُنا کہ کسی ایسے مباحثہ میں کہ جسکی حمایت میں عیسائی مذہب کو کوئی زد پہنچتی ہو
یا کسی فرد کی نظر میں اُس مذہب کی ہتک ہوتی ہو کوئی پادری تمہارے ساتھ ہو گیا ہو بلکہ وہ تو باوجود
صدہا اندرونی اختلافات کے اپنی ہوا نکلنے نہیں دیتے - پھر تم پر افسوس ہے کہ تمنے چند خودغرض مولویوں
کے پیچھے لگ کر ایک دینی معاملہ میں پادریوں کی حمایت کی اور اہل حق کو وہ گالیاں دیں جنکی
نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی سو اب بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ توبہ کرو - اور پاک دل اور بے لوث
نظر کے ساتھ اس پیشگوئی کو دیکھو اور تمام اُمور کو یکجائی نظر سے تصور میں لاکر وہ سچی رائے ظاہر کرو
جو تمہاری پہلی جلدبازیوں کا کفارہ ہو جاوے - یقیناً سمجھو کہ دین اسلام ہی حق ہے اور ہر ایک انسان
کو اپنے اُن تمام خیالات کا حساب دینا پڑیگا جنکو وہ ردّی اور ناپاک پاکر پھر بھی اپنے سینہ
سے باہر نہیں پھینکتا - اور بخل اور تعصب سے اپنی طبیعت کو الگ نہیں کرتا -

سو اٹھو اور جاگو اور پھر دوبارہ ایک حق طلب اور سوچنے والا دل لیکر آتھم والی پیشگوئی
پر نظر ڈالو پیشگوئی میں کوئی بھی تاریکی نہیں تھی تمہاری اپنی ہی تاریکی اور موٹی عقل اور جلدبازی نے
ایک تاریکی پیدا کر لی - اور وہ صریح شرط تمہاری آنکھوں سے نظرانداز کی گئی - جو حکیم ازلی نے تمہاری
آزمایش کے لئے پہلے ہی الہامی عبارت میں داخل کی تھی یہ فعل بھی اُسی حکیم مطلق کا ہے تا وہ
تمہیں جانچے اور آزماوے اور تم پر ظاہر کرے کہ کسقدر تم تدبر اور تقویٰ اور اخوت اسلامی سے

در جا پڑے ۔ بھائیو جلد توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ ۔ کیونکہ کوئی عمل بد نہیں جس پر مواخذہ نہ ہوگا ۔ اور کوئی بد دیانتی نہیں جس کی وجہ سے انسان پکڑا نہ جائے ۔ جس نے کسی بخل کی وجہ سے اپنا دین خراب کر لیا ۔ اور کسی تعصب کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور درندہ ہے نہ آدمی ۔ لیکن نیک آدمی ایک پاک خیال کے ساتھ سوچتا ہے ۔ اور اس کا حکمت اور حق کے ساتھ کلام ہوتا ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی کے رنگ میں اور وہ صداقت اور انصاف کے پاک جذب سے بولتا ہے نہ غضب اور غصہ کی کشش سے اسلئے خدا اسکی مدد کرتا ہے اور روح القدس اسکے دل پر روشنی ڈالتا ہے ۔ لیکن ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا ۔ اور ایک دھوکہ جو پہلے دن سے ہی اسکو لگ جاتا ہے اسی کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے ۔ اور پھر تعصب اور کج بحثی کی وجہ سے خدا تعالیٰ اسکے دل کا نور چھین لیتا ہے ۔ اور اسکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے ۔

مگر نیک سرشت آدمی اپنے رائے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا ۔ جب دیکھتا ہے کہ ایک صداقت کی تکذیب میں مجھ سے غلطی ہوئی تو اس کا بدن کانپ جاتا ہے ۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور سچائی کے خون سے اس مجرم سے زیادہ ڈرتا ہے جس نے ایک بیگناہ اور معصوم بچے کو ناحق قتل کر دیا ہو ۔ سو خدا جو کریم و رحیم ہے اسے قبول کر لیتا ہے ۔ اور اسکی عظمت دلوں میں ڈال دیتا ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مجلس میں ایک شخص بہادر دل کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے بولا کہ صاحبو میں فلاں امر میں غلطی پر تھا ۔ اور جو کچھ میں نے ایک مدت تک بحثیں کیں یا جو کچھ میں نے مخالفت ظاہر کی وہ سب نادرست امر تھا ۔ اب میں اس سے محض للہ رجوع کرتا ہوں ایسے شخص کی ایک ہیبت دلوں میں طاری ہو جاتی ہے ۔ اور ولایت کا نور اس کے چہرہ پر دکھائی دیتا ہے ۔ اور دل بول اٹھتا ہے کہ یہ شخص متقی اور قابل تعظیم ہے ۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان سے پیار کرتا ہوں کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اٹھاتے ہیں ۔ پس جس سے خدا پیار کرے ضرور اس سے تمام نیک بندے پیار کرینگے کیونکہ نیک روحوں کا پیار خدا کے پیار کے تابع ہے ۔ سو مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی راہیں

ڈھونڈسے - اور زید وبکر کی بک بک کی کچھ پروانہ رکھے -

اب میرے دوستو ذرہ نظر اٹھاکر دیکھو اور اپنی کانشنس اور نرم قلب سے فتویٰ لو اور ذرا نظر اور فکر کو ہشیاری اور بردباری کے ساتھ دوڑاکر دیکھو کہ کیا آتھم کا طریق اور روش اسکی سچائی پر دلالت کررہا ہے - کیا تمہارے دل اِن باتوں کو قبول کرتے ہیں کہ ضرور آتھم پر بمقام امرتسر کسی تعلیم یافتہ سانپ نے حملہ کیا تھا - اور ضرور ہماری جماعت کے بعض لوگ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ لدھیانہ اور فیروزپور میں اسکی کوٹھی میں قتل کرنیکے لیئے جاگھسے تھے -

کیا آپ لوگوں کی روحیں اس بات کو مانتی ہیں کہ باوجود اِس مذہبی مقدمہ کے جسکی بنیاد پر یہہ مباحثہ شروع ہوا تھا - یعنی ایک شخص عبداللہ کا عیسائی ہونیسے رک جانا - اور اس اشتعال سے عیسائیوں کا مباحثہ کرنا اور پھر پیشگوئی کی صداقت مٹانیکے لیئے یہہ جھوٹی تاویلیں کرنا کہ ڈاکٹر کی قطعی رای ہے کہ چند مہینے کے اندر آتھم مرجائیگا - ایسے لوگ جنہوں نے مذہبی حاجت کے خیال سے پہلی ہی جھوٹی تاویلیں شروع کردیں اور فتح کے حریص رہے وہ واقعی طور پر تین حملے ہماری جماعت کی طرف سے دیکھیں اور حملے بھی وہ جو ایسے شخص کے قتل کرنیکے ارادہ سے ہوں جو عیسائی پارٹی کا سر ہو اور پھر یہہ حضرات عیسائیاں خاموش رہیں - نہ گورنمنٹ میں اون حملوں کی شکایت لیجائیں اور نہ تھانہ میں رپورٹ دیں اور نہ حاکم ضلع کے پاس نالش کریں - اور نہ ہمارا مچلکہ عدالت میں داخل کرائیں - اور نہ میعاد کے اندر اخباروں میں اس واقعہ کا اشتہار دیں اور نہ باوجود ہمارے چار ہزار روپیہ نقد پیش کرنے کے قسم کھاویں اور چار ہزار روپیہ لیکر ہمیں ہرادیں

صاحبو آپ للہ سوچو کہ آخر مرجانا اور اِس ناپکار دنیا کو چھوڑجانا ہے اور ذرہ غور کرو کہ جس شخص پر یہہ ظلم ہو کہ موت کی خبر سناکر ناحق اُس کا دل ستایا جاسے - اور پھر اسی دلآزاری پر کفایت نہ ہو بلکہ برابر اسپر تین حملے بھی ہوں - اور معاملہ مذہبی ہو جسمیں بالطبع تعصب بڑھ جاتے ہیں کیا ایسی صورت میں آپ قبول کرلینگے کہ یہہ سب کچھ واقعہ ہوا مگر آتھم اور اُس کے دوستوں نے نچاہا کہ بدی کے مقابل پر بدی کریں - پھر صاحبو یہہ بھی سوچو کہ دنیا میں کوئی دعویٰ بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں ہوتا - پس ایسا دعویٰ جو خود خلاف قیاس اور غیر معقول ہو اور جسکے افترا کرنیکی

عیسائیوں کو ضرور تین پیش آئی تھیں وہ کیوں بغیر ثبوت پیش کرنیکے قبول کیا جاتا ہے۔
آتھم صاحب نالش نہیں کرتے کہ یہ نیک بختی کا تقاضا نہیں قسم نہیں کھاتے کہ مذہب میں ہمارے قسم ایسی ہے جیسے مسلمانوں میں خنزیر کھانا۔ کوئی اور ثبوت نہیں دیتے کہ ہم اب لڑنا اور جھگڑنا نہیں چاہتے۔ پس کیا اب یہ تمام بے ثبوت باتیں آتھم صاحب کی قبول کرلوگے اور کیا آپ کی یہ راے ہے کہ ہماری سب باتیں جھوٹھی اور آتھم صاحب کی یہ ساری کہانیاں سچی ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ہم آپ لوگوں سے اعراض کرتے ہیں جب تک کہ وہ دن آوے کہ رب العرش کے سامنے ہم سب لوگ کھڑے ہوں گے۔
صاحبو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ جھگڑا دنیوی جھگڑوں کیطرح چیف کورٹ یا ہائی کورٹ کے اجلاس میں پیش ہوتا تو آخر بغور دیکھے جانیکے بعد ہمارے ہی حق میں فیصلہ ہوتا۔
عزیزو! آپ لوگوں پر لازم تھا کہ اُس نور ایمان سے کام لیکر جو حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سچے ایماندار کو خدا تعالی کیطرف سے عطا کیا ہے۔ آتھم کے اِس منصوبہ پر جو گویا اُس پر تین حملے ہوے نظر غور کرتے اور اُسکو ملزم کرتے کہ جب تک وہ تعلیم یافتہ سانپ اور مسلح قاتلوں کا پتہ نہ لگاوے۔ یا عدالت میں نالش نکرے یا قسم نہ کھاوے تب تک وہ قانون انصاف کی رو سے دروغ گو اور حق پوش ہے۔
اور ہماری جماعت کے لیئے تو تین حملوں کا الزام موجب زیادت ایمان اور یقین اور آتھم کے جھوٹے ہونے کا بدیہی ثبوت ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل سے جانتا ہے کہ ایسے حملوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی۔ اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کو فرد فرد کر کے اسوقت مخاطب کرتے ہیں کہ کیا انکو ایسی صلاح دیگئی کہ تم کوئی زہریلا اور کالا سانپ لیکر اور اُسکو خوب تعلیم دیکر آتھم کو ڈسنے کے لیے اُسکی کوٹھی میں چھوڑ دو۔ اور اگر وہاں موقعہ نہ پاؤ تو پھر لودھیانہ میں جاکر اور اگر وہاں بھی موقعہ نملے تو پھر فیروزپور میں جاکر کام تمام کردو۔
ہم پھر لکھتے ہیں کہ اگر کسی کو ہمنے کبھی ایسا مشورہ دیا ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ وہ اُسکو ظاہر نکرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پر مریدوں کا اُسی وقت تک سچا اعتقاد رہ سکتا ہے

کہ جب تک اسکو راست باز اور صادق اور حق گو یقین کریں اور دروغگو اور مفتری اور منصوبہ باز ہونا اسکا
ثابت ہو اور جبکہ یہ بات سچ ہے تو ہمارے مردوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے
کہ کیا کوئی انہیں سے ہمارے کہنے سے یا خود بخود آتھم پر حملہ کرنیکے لیئے امرتسر اور لودھیانہ
اور فیروزپور گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ سب کا یہی جواب ہوگا کہ میں نہیں گیا اور نہ ایسی گندی تعلیم
مجکو ہوئی۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر اس چھوٹی سی جماعت میں کوئی ایسا پلید مشورہ ہوتا تو جماعت
کے کل یا اکثر افراد کو ضرور اسکی خبر ہوتی خاصکر جبکہ اس جماعت کے بہت سے فاضل احباب اس جگہ
جمع رہتے ہیں۔ اور بعض وقت ستر کے قریب یا زیادہ ہوتے ہیں وہ تو ضرور اس پردہ کی بات
کو پاجاتے۔ اور توبہ پر توبہ کرتے کہ ہمنے اس مکار آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنے ایمان کو ضایع
کیا۔ پیشگوئی خدا تعالیٰ کیطرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے آتھم کو قتل کردے
تا اسی طرح پیشگوئی پوری ہو۔ اس وقت ہم اپنے فاضل دوست مولوی حکیم نوردین
صاحب کو جنہوں نے اپنے وطن سے ہجرت کرکے کئی برس سے مع اہل وعیال وہی
رہایش میرے پاس اور میرے مکان کے ایک حصہ میں اختیار کی ہے۔ اور احباب کے
ہر ایک نیک اور پاک مشورہ میں صدر نشین ہیں اور صرف نیک ظن کیوجہ سے اپنی جان
مال سے حاضر ہیں مخاطب کرکے پوچھتے ہیں کہ کیا کبھی ایسے پلید مشورہ کا آپ سے ذکر آیا۔
ایسا ہی ہم اپنے تمام دوستوں کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں کیا کسی ایسے نالائق مشورہ میں
آپ لوگ بھی شریک ہوئے یا کوئی صاحب آپ لوگوں میں سے آتھم صاحب کے قتل کرنیکے لیئے
بھیجا گیا یقیناً آپ لوگوں کے دل بول اٹھینگے کہ ہماری طرف ان باتوں کا منسوب کرنا سراسر افترا ہے
اور یقیناً اس بے اصل منصوبہ کی تصور سے آپ لوگوں کا ایمان زیادہ ہوگا لیکن غیروں کو بباعث اس حقیقت
یہ حق الیقین نصیب نہیں

مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ ان قراین قویہ سے بھی کنارہ کشی کرتے ہیں جو صریح آتھم کو ملزم
ٹھہراتے ہیں وہ نہیں سوچتے کہ جس حالت میں آتھم نے اپنے خوف کی تین حملوں پر بنا رکھی
اور اس بات سے انکار کیا کہ وہ خوف اور گریہ وزاری اسلام کے رعب سے تھا تو ان تین حملوں کا
کچھ ثبوت بھی تو پیش کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ خوف کو پیشگوئی کیطرف منسوب کرنیکے وقت تو

قرائن موجود ہیں۔ وجہ یہہ کہ پیشگوئی نہایت زور سے لگگئی تھی۔ اور نہ صرف آتھم بلکہ اُسی قوت
اس مجلس کے تمام عیسائیوں پر اُس کا اثر ہو گیا تھا۔ اور پیش بندی کے طور پر اُسی دم کہنا شروع
کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے بھی خبر دے رکھی ہے۔ کہ چھ ماہ تک مر جائیگا
ظاہر ہے یہہ تمام باتیں پیشگوئی کا رعب قبول کرنے سے مونہہ سے نکلی تھیں۔ اور آتھم صاحب کے
دل پر ایک بھاری موثر کام کر رہا تھا۔ اور یہہ تمام قراین چاہتے تھے کہ آتھم صاحب سے وہ حرکتیں صادر
ہوں جو شدت خوف کیوقت صادر ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ نظارے اُنکو نظر آویں جو شدت خوف کیوقت
نظر آیا کرتے ہیں مگر اُنہوں نے انسانی حملوں کا کیا ثبوت دیا جو اَب اُنکی خوف کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں
پھر جس حالت میں کچھ بھی ثبوت نہیں دیا تو کیا یہہ بیجا مطالبہ تھا کہ وہ اپنی بریت ظاہر کرنیکے
لیئے قسم کھا لیتے۔ سو اَب **وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ہاں
میں ہاں ملا رہے ہیں** ہمیں جواب دیں کہ اُنہوں نے کیوں ہماری عداوت کے
لیئے اپنا مونہہ کالا کیا۔ کیا ہی مونہہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائینگے جنکی دین کی تکذیب
کے لیئے ناحق پھر جب وہ شریک ہوئے کیا وہ قسم کھا سکتے ہیں کہ اُن کے نزدیک آتھم ہی سچا ہے
ایسے معرکہ کے مطالبہ میں آتھم کا قسم نہ کھانا ایک قسم کی موت تھی جو اُس پر وارد ہو گئی۔ اور وہ بینہ
کے ساتھ بیشک ہلاک ہو گیا۔ اور جو بار ثبوت اُسکے ذمہ تھا وہ اُس سے سبکدوش نہ ہو سکا۔ اور جسمانی
موت بھی شوخی کے بعد ٹل نہیں سکتی لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ

افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں اور اُن کے نالائق چیلوں نے جو نام کے مسلمان تھے
اس جگہہ اپنی فطرتی بدذاتی سے بار بار حق کی تکذیب کی اور اسلام کی مخالفت میں یہہ سیئہ دل اور تیرہ
مولوی عیسائیوں سے کچھ کم نہ رہے۔ اور بہت ہی زور لگایا کہ کسی طرح اسلام کو ذلت پہنچے۔ اور جاہل
مسلمان جو چارپایوں کی طرح تھے اُن کے دلوں میں جما دیا کہ اس شخص یعنی اس عاجز نے اسلام
کو بدنام کیا اور شکست دلوائی۔

ناظرین اب یہہ تمام مقدمات اور واقعات آپ لوگوں کی نظر کے سامنے ہیں ہم یہہ
نہیں کہتے کہ صرف مذہبی حمایت اور بیجا تعصب سے ہمیں سچا ٹھہرا دو۔ اور عیسائیوں اور اُن کے ہم مادہ
نیم عیسائی مولویوں کو جھوٹا قرار دو بلکہ مقدمات موجودہ پر ایک گہری اور عمیق نظر ڈالو پھر اُن سے

وہ نتیجہ نکالو جو عقل اور انصاف کے پورے استعمال کے بعد نکلنا چاہیئے - ہم اس بات کو قبول کرتے اور مانتے ہیں کہ اگر آتھم صاحب اِس پیشگوئی کے بعد اپنی جگہہ پر استقامت کے ساتھ بیٹھے رہتے - اور اپنی جالسجا کی مجنونانہ گردش سے اپنی سراسیگی اور خوف زدہ حالت کو ظاہر نہ کرتے - اور یہہ باتیں میعاد کے بعد مونہہ پر نہ لاتے کہ اس جماعت کے بعض لوگ تین دفعہ تین مختلف شہروں میں نیزوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ میرے احاطہ کوٹھی میں گھس آئے - اور اپنے مونہہ سے رو رو کر یہہ اقرار نہ کرتے کہ حقیقت میں میعاد کے اندر میں ڈرتا رہا - اور پھر قسم پر بلانے کے لیئے بلا توقف حاضر ہو جاتے تو بیشک ہم ہر ایک مخالف اور موافق کی نظر میں جھوٹے ٹھہرتے - اور ہمارا آخری الہام کہ شرط رجوع کی پوری ہونے کی وجہ سے عذاب الٰہی ٹل گیا ایک بہانہ سا یا باطل تاویل سب کو دکھائی دیتا-

پیارے ناظرین آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں بتصریح یہہ شرط موجود تھی کہ اُس حالت میں عذاب نازل ہوگا کہ حق کیطرف رجوع نہ کرے - اور میں اسمضمون میں لکھہ چکا ہوں کہ لفظ رجوع کھلے کھلے اسلام لانے کا ہم وزن اور ہم پایہ نہیں - بلکہ ادنی استعداد کا آدمی بھی جانتا ہے کہ کبھی یہہ لفظ کھلے کھلے اسلام پر بولا جاسکتا ہے - اور کبھی جب انسان پوشیدہ طور پر کسیقدر اپنی اصلاح کرے تب بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ میںنے رجوع بحق کیا - اور پیشگوئیوں میں یہی قاعدہ قدیم سے ہے - کہ اگر کوئی لفظ دو معنوں کا محتمل ہو تو پیشگوئی کے انجام کے بعد جو معنے واقعات موجودہ سے ظاہر ہوں وہی لیئے جائینگے -

سو واقعات ظاہر کر رہے ہیں - کہ آتھم صاحب نے پوشیدہ طور پر اسلام کا خوف اپنے دل پر غالب کیا - اور اپنے عیسائی تعصب کی اندر ہی اندر اصلاح کی - اور اندر ہی اندر رجوع بحق کیا - اسلیئے وہ شرط پوری ہوگئی جو عذاب کے عدم نزول کے لیئے بطور روک کے تھی - کیا ضرور نتھا کہ خدا تعالیٰ اپنی شرطوں کا لحاظ رکھتا -

چونکہ ہمارے اس الہام میں صریح اور صاف شرط تھی کہ حق کیطرف رجوع کرنیسے عذاب ٹل جائیگا - اور آتھم کی حرکات مذکورہ بالا نے رجوع کی مفہوم کو پورا کر دیا اسلئے وہ پیشگوئی حقاً و صدقاً پوری ہوگئی -

آتھم کا یہہ بیان تھا کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر پیشگوئی کی سچائی سے نہیں بلکہ مجھے بار بار خونی فرشتے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ نظر آتے رہے ہے۔ پس یہہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ڈر کا صاف اقرار آتھم کے مونہہ سے نکل گیا۔ لیکن آتھم نے اس بات کا کچھ بھی ثبوت نہیں دیا کہ ہماری جماعت نے فی الحقیقت نیزوں اور تلواروں اور سانپوں کے ساتھ تین مرتبہ اُسپر حملہ کیا۔ اور خوف کرنیکا دوسرا پایہ اسی بات پر مبنی تھا کہ آتھم معتبر شہادتوں سے اس بات کا ثبوت دیتا۔ کہ ہماری جماعت کا فلاں فلاں آدمی نیزوں اور تلواروں کے ساتھ تین شہروں میں اُسکی کوٹھی پر پہنچا تھا۔ یا گورنمنٹ کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرتا۔ اور پھر اس بارے میں نالش کرتا۔ مگر آتھم اس ثبوت کے دینے سے عاجز رہا۔ بلکہ ہمنے سنا ہے کہ بعض اُسکے دوستوں نے بھی کہا کہ غلبہ خوف کیوجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آ ئے ہونگے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں کی شکل پر دکھائی دیئے۔ ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور پکڑا نجانا۔ بلکہ کچھ بھی پتہ نہ لگنا۔ اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا — ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم تجویز نہیں کر سکتی یہہ تو وہ باتیں ہیں جو اُن کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی مجالس میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوفوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر اور بعض خبریں فیروزپور کی ایک میم کی روایت سے مشہور ہوئیں۔ اور لاہور میں پھیل گئیں لیکن اسوقت ہم ناظرین کے سامنے صرف یہہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آتھم نے اپنا خوف زدہ ہونا بیان کر کے بلکہ اپنے افعال اور حرکات سے اپنی سراسیمگی دکھلا کر پھر یہہ ثابت نکیا۔ کہ وہ تین حملے جنکی رو سے وہ اپنا ڈرنا بیان کرتے ہیں کبھی ہماری طرف سے اُنپر ہوئے بھی تھے؟ اور جب وہ ثابت نکر سکے۔ بلکہ یہہ بھی ثابت نکر سکے کہ ایسی بدچلنی کی پلید عادات کبھی پہلے اس سے بھی ہم سے ظہور میں آئے تھے۔ تو وہ ڈرنا پیشگوئی کے اثر کیطرف منسوب ہوگا۔ کیونکہ پیشگوئی جس قوت اور شدت کے ساتھ کیگئی تھی عیسائی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بناتا ہے ہرگز اُسکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے ہی ڈرا۔ اور ہماری جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیغ کش اُسکی کوٹھی پر ہرگز نہیں پہنچا۔ پس چونکہ ڈرنا خود اُس کے اقرار اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید الرعب پیشگوئی سننے

کسی مشرک مخلوق پرست کا ڈرنا قرین قیاس بھی ہی تو یہہ عذر کہ ہماری جماعت کے تین حملے نیزوں تلواروں سانپوں کے ساتھ اُسپر ہوے سراسر دروغ بے فروغ ہی جسکو آتھم ایک ذرہ بھی ثابت نہیں کرسکا - اورجب ہمنے آتھم کے ہی فائدہ کے لیئے یہہ ثبوت حلف کے ذریعہ سے اُس سے لینا چاہا تو ایک دوسرا جھوٹھہ بولکر جو ہمارے مذہب میں قسم کھانا ہرگز جائز نہیں! گریز اختیار کی - غرض نہ اُسنے نالش کے ذریعہ سے جس کا اُسکو اُسکے بیان کے موافق حق پہنچتا تھا خوف کی بنا یعنی تین حملوں کو ثابت کیا اور نہ چند گواہوں کے ذریعہ سے اس بنا کو پایۂ ثبوت پہنچایا - اور نہ ہماری درخواست قسم سے جو سراسر اُسیکی سچائی ظاہر کرنیکے لیئے تھی باوجود چار ہزار روپیہ پیش کرنیکی کچھ بھی توجہ کی -

تو اَب اے ایماندارو - اے منصفو - اے خداترس ہندو - اے عقل سلیم والو ذرہ سوچو کہ کیا وہ اُس بارِ ثبوت سے سبکدوش ہوسکا - جسکے نیچے وہ ابتک دبا ہوا ہے کیا اُس خوف کا اقرار کرکے جو ہماری شرط کا مؤید تھا وہ اس بات سے عہدہ برا ہوسکا کہ وہ خوف اُن حملوں کیوجہ سے تھا جو اُسپر وارد ہونے شروع ہو گئے تھے پھر عزیزو کیا ابتک وہ شرط پوری نہوئی جسمیں نرم الفاظ میں رجوع بحق کی شرط تھی تحقیر اسلام کا تو ذکر تھا - اے صداقت کے دوستو کیا اِن باتوں سے کچھ بھی نتیجہ نکلا کہ آتھم نے اپنے قول و فعل سے خوف زدہ ہونا ظاہر کیا - اور جو خوف کی بنا قایم کی تھی یعنی ہماری جماعت کے تین حملے اُنکو وہ ثابت نکرسکا نہ نالش کے ذریعہ سے نہ شہادت سے نہ قسم کہانیسے - بہتر تھا کہ شیخ بٹالوی یا اُسکے دوست ہندوزادہ لودھیانوی کو جو سیہ دلی سے عیسائیت کے قریب قریب جا پہنچے ہیں اپنے مکان پر بٹھا رکھتا - اور جب سانپ تعلیم یافتہ اُسکے ڈسنے کو یا نیزوں اور تلواروں والے اُسکے قتل کرنے کو اُسپر حملہ آور ہوتے تو اِن دونوں کو دکھلا دیتا تاکہ اِس کمبخت فرقہ کا ایمان عیسائیوں کی حمایت میں مُفت ضایع نہ جاتا - اور فخر کے ساتھ ایسے منحوس مکانوں میں بیٹھکر قسم کے ساتھ کہہ سکتے کہ درحقیقت اِس شخص مکار یعنی اِس عاجز نے اسلام کو سبکی اور شکست دلائی - اور ہم بچشم خود دیکھ آئے ہیں - کہ ایک تعلیم یافتہ سانپ جو اِنکی جماعت نے چھوڑا تھا آتھم کو کاٹنے کے لیئے بیشک اُسکی کوٹھی میں گھس گیا تھا

اگر ہم نہ ہوتے تو ضرور وہ اُسکو نگل ہی جاتا ہمنے نیم عیسائیت کے لحاظ سے برادر
آتھم کو بچا لیا تا کچھ تو برادری کا حق ادا ہو - پھر ہمنے یہہ بھی دیکھا کہ مولوی حکیم نور الدین اور
مولوی سید محمد احسن امروہی - اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ سوداگر اور منشی غلام قادر صاحب
اور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی - اور حاجی سیٹھ عبد الرحمان صاحب تاجر مدراس - اور مولوی حسن علی صاحب
بھاگلپوری - اور میر مردان علی صاحب حیدرآبادی اور ایسے ہی اور بہت سے مردان کارزار اس
جماعت کے نیزے ہاتھوں میں لیئے ہوئے اور تلواریں حمائل کیئے ہوئے آتھم کی کوٹھی
پر موجود تھے - اور نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ ان مسلح سواروں کا آتھم پر حملہ ہوا - آتھم بیچارہ ان حملوں
سے ڈرتا اور بھاگتا رہا - اور خوف کے مارے آتھم ہوگیا جو کسی جگہ تھم نہ سکا -

اگر مولوی ایسا کرتے تو بیشک انکی گواہی کے بعد آتھم کا کام کچھ بن جاتا - مگر افسوس کہ اب
ان بدبخت دین فروشوں کا مفت میں ایمان بھی گیا - اور آتھم بھی وہی خسر الدنیا والآخرۃ رہا -

غضب کی بات ہے کہ یہہ لوگ اس طرح صداقت کا خون کر رہے ہیں - یہہ خوب جانتے ہیں کہ
آتھم اس اقرار کے بعد کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا - بلکہ ہماری جماعت کے حملوں سے
ڈرا قانونی اور شرعی طور پر اس مواخذہ کے قابل ٹھہر گیا تھا کہ اپنے اس دعوی کو یا تو نالش کے
ذریعہ سے ثابت کرتا یا شہادتوں سے - اور یا بالآخر قسم کھا کر اپنی صفائی ظاہر کرتا - پھر جبکہ اپنے
خوف کا اقرار کئی دفعہ رو رو کیا - مگر تین حملوں کا ثبوت کچھ بھی دے نہ سکا تو کیا ابتک انکی نظر
میں آتھم بری الذمہ اور پاک دامن رہا - کیا ان کے دل قبول کرتے ہیں کہ ہماری جماعت ہتھیار باندھکر
تین دفعہ آتھم کے قتل کرنیکے لیئے گئی تھی - کیا ان کا کانشنس اس بات کو صحیح سمجھتا ہے کہ ہمنے
آتھم پر ایک تعلیم یافتہ سانپ چھوڑا تھا - میں جانتا ہوں کہ ہرگز انکا دل یقین نہیں کرتا ہوگا - گو یہہ تو امید
نہیں کہ مونہہ کی بک بک مرتے دم تک بھی چھوڑ دیں مگر ان کا دل ضرور ان باتونکو جھوٹا منصوبہ
سمجھے گا - کیونکہ اسقدر ناپاک جھوٹ خبیث سے خبیث انسان قبول نہیں کر سکتا - تو اب جب
خوف کا اقرار موجود اور وجوہات پیش کردہ آتھم کے باطل ٹھہرے تو ایسے وقت میں تو ہمارے
مخالف مولویوں کی ایمانداری کو بھی ذرہ ترازو میں رکھکر وزن کرو کہ ایک عیسائی کے بدیہی جھوٹ کو
سچے کرکے ظاہر کرنا - اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملانا اور اسلام کا دعوی کرکے نصرت

کا حامی ہونا کیا یہہ نیک بختوں کا کام ہے یا اُن کا جو آخری زمانہ کے دین فروش ہیں۔
اسے شریر مولویو اور اُن کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو تمہاری حالت پر افسوس
اگر تم اس سے پہلے مرجاتے تو کیا اچھا ہوتا مسلمانوں کو تمنے کافر بنایا! عیسائیونکو تمنے
سچا ٹھہرایا اور پادریوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی۔ اور آخر ہر ایک بات میں جھوٹے اور روسیہ
نکلے۔ کیا ایسا کرنا عقل یا شرافت یا ایمان کا کام تھا۔
ہم اپنے پہلے اشتہاروں میں آثار نبویہ کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہہ فتنہ اور مکر جو
عیسائیوں کا ہوا یہہ مہدی موعود کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور ضرور تھا
کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف اشارہ کرتے ہیں کہ مہدی کے وقت میں
مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مناظرہ واقعہ ہوگا۔ اور پہلے تھوڑا ہوگا اور پھر اسکو طول اٹھکر
ایک فتنۂ عظیمہ ہوجائیگا۔ اُسوقت آسمان سے یہہ آواز آئیگی کہ "حق آل مہدی میں ہے" اور
شیطان سے یہہ آواز کہ "حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے"۔ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ یہہ حدیث صاف
بتلا رہی ہے کہ اُس فتنہ کے وقت جسقدر لوگ عیسائیوں کا ساتھ دینگے وہ شیطان کی ذریات
ہیں اور اُنکی آواز شیطان کی آواز ہے۔ اور اس حدیث میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ انہیں
دنوں میں خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوگا۔ چنانچہ ایک خسوف کسوف تو مباحثہ کے بعد ہوا
اور ایک خسوف کسوف رمضان میں اس فتنہ کے بعد اب امریکہ میں ہوگیا۔ یہہ دوبارہ خسوف کسوف
ایک قطعی علامت ظہور مہدی کی تھی جو کبھی کسی مدعی کے ساتھ جب سے کہ دنیا کی بنیاد ڈالی گئی جمع
نہیں ہوا اور یہہ آسمانی آواز تھی جو مصدق مہدی موعود تھی۔
اب بٹالوی اور لدھیانوی ہندوزادہ کچھ حیا اور شرم کو کام میں لاکر کہیں کہ اُنکی یہہ آوازیں
جو عیسائیوں کی حمایت میں ہوئیں جنکا باطل ہونا ہمنے ظاہر کردیا ہے یہہ سب شیطانی آوازیں ہیں
یا نہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اِن آوازوں میں اُنہوں نے سچائی کو ترک کردیا۔ اور حرف حرف
میں ظلم اور خیانت سے کام لیا اور عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو بلاشبہ وہ اس حدیث کا
مصداق ٹھہر گئے۔ غرض اس واقعہ کی صحت کی یہہ حدیث بھی ایک گواہ ہے جو گیارہ سو برس سے
کتابوں میں درج ہوچکی ہے۔

اور اسی واقعہ پر ایک اور گواہ ہے یعنی ہیا ۱ وہ الہام جو براہین میں درج ہے جسکو قریباً ۱۸ سال ہو گئے کہ چھپ چکے ہیں۔ اور اسکی عبارت یہ ہے وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ۔ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا كَانَ لَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهَا اِلَّا خَائِفًا وَمَا اَصَابَكَ فَمِنَ اللّٰهِ یعنی یہود [ان سے مراد اسجگہ یہودی صفت علما ہیں] اور نصاریٰ جنپر ہر ایک فتنہ آخری زمانہ کا ختم ہوا ہرگز تجھسے راضی نہوں گے جبتک تو انہیں کے خیالات کا تابع نہ ہو۔ ان کو کہدے کہ خدا ایک ہے اسکی ذات اور صفات کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں نہ اس طرح پر جو عیسائی کہتے ہیں اور نہ اس طرح پر کہ جو یہودی صفت مسلمان مسیح میں غلو کرکے کہتے ہیں نہ وہ کسیکا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا نہ اس کا کوئی ہم کفو اور یہہ مسلمان یہودی صفت اور نیز عیسائی آئندہ تجھسے ایک مکر کرینگے اور خدا بھی ان سے ایک مکر کریگا۔ اور خدا کا مکر بہتر یعنی چل جانے والا ہے۔ اُس وقت اِن یہودی صفت مسلمانوں اور عیسائیوں کیطرف سے بالاتفاق ایک فتنہ ہوگا سو اُسوقت صبر کر جیسا کہ اولو العزم رسول صبر کرتے رہے ہے۔ ابولہب کے ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ اُسکو نہیں چاہیئے تھا کہ اس فتنہ کے درمیان آتا۔ مگر ڈرتا ڈرتا ابولہب سے مراد وہ شخص ہے جسنے فتنہ کی آگ کو مسلمانوں میں بھڑکایا۔ اور اہل اسلام کو کافر قرار دیا اور عیسائیوں کی تائید کی۔ پس چونکہ اُس کا کام آگ کا بھڑکانا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا تھا اسلئے اُسکا نام ابولہب ہوا کیونکہ لَهَبٌ زبانہ آتش کو کہتے ہیں اور لسان عرب میں ایک چیز کے موجد کو اُس کا باپ قرار دیدیتے ہیں۔ پس چونکہ فتنہ کی آتش کا زبانہ اُس شخص سے پیدا ہوا ہے جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے اسلئے وہ اُس زبانہ آتش کا باپ ہوا اور اَبُوْلَهَبٍ کہلایا اور جہانتک میں سمجھتا ہوں اسجگہ اَبُوْلَهَبٍ سے مُراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے۔ اللہ اعلم۔ کیونکہ اُس نے کوشش کی کہ فتنہ کو بھڑکا دے۔ اور یہہ جو فرمایا کہ اگر دخل دیتا تو چاہیئے تھا کہ ڈرتے ڈرتے دخل دیتا۔ یہہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی بات کسی مجدد۔ وقت کی کسی کو

سمجھ نہ آوے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ڈرتے ڈرتے نیک نیتی اور پاک دل کے ساتھ اس بارہ میں بحث کرے۔ مگر عداوت اور بدزبانی تک اس معاملہ کو نہ پہنچا دے۔ کہ انجام اسکا سلب ایمان اور آبُو لَهَب کا خطاب ہے] اور پھر فرمایا کہ اس فتنہ میں جو تجھے ایذا پہنچے گی وہ خداتعالی کیطرف سے ہے اور اسکی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ترقی مدارج ابتلا ہی سے ہوتی ہے۔ ضرور ہے کہ مومن آزمایا جاوے اور اسکو دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اسکے حق میں کہیں اور اس سے ہنسی اور ٹھٹھہ ہو۔ جب تک کہ تقدیر اپنے وقت مقدر تک پہنچ جاوے۔

اب حضرات منصفین اس پیشگوئی پر بھی انصاف کی نظر ڈالیں کہ یہہ قریباً سولہ برس سے کتاب بَرَاهِین اَحْمَدِیَّه میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان اور عرب تک شایع ہو چکی ہے کیا یہہ صاف اور صریح لفظوں میں اس واقعہ کی خبر نہیں دیتی جس میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی صفت علماء نے اپنی مکر کا پیوند کیا۔ کیا یہہ پیشگوئی اس واقعہ عظیمہ کی خبر نہیں دیتی جسکی طرف حدیث نے اشارہ کیا تھا۔

پس ایک عقلمند کے لیئے آثار نبویہ اور یہہ الہام حق الیقین تک پہنچانے والا ہے اور جو شرط آتھم کے مقابلہ پر الہام میں درج کی گئی وہ خداتعالی کیطرف سے اس غرض سے تھی۔ کہ وہ دلوں کو پرکھے اور آزماوے۔ اور انسانی عقلوں کا غرور توڑے۔ اور تا وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے جو تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ سے ہمارے سید و مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اور تا وہ الہام بھی پورا ہو جو اسوقت سے سولہ برس پہلے بَرَاهِین اَحْمَدِیَّه میں درج اور شایع ہو چکا تھا۔

پس دانشمندوں کے لیئے یہہ خوشی کا موقعہ تھا کہ آتھم کے مقابلہ پر جو پیشگوئی کی گئی اسکی تقریب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔

منصفو اب پھر نظر اٹھاؤ اور سوچو کہ جبکہ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی صریح شرط موجود تھی۔ اور آتھم سے وہ بدحواسی وہ سراسیمگی وہ سرگردانی اور خوف زدہ حالت ظہور میں آئی تھی کہ وہ اس مواخذہ کے نیچے آگیا تھا کہ کیوں اسقدر قلق اور کرب اسنے ظاہر کیا۔ اور اسقدر اسکے

ہراساں ہونے کی جا بجا شہرت پا گئی تھی کہ آخر میعاد گذرنے کے بعد خود اُسکو فکر پڑ گئی کہ مین
اِس خوف اور گریہ وزاری اور بے ... کو کسی طرح چھپا نہیں سکا ... مجھ سے میعاد کے اندر ظاہر
ہوتا رہا۔ اسلئے ناخوشی اور ازالہ ... کے بلا مجبور ہو کر اُس کو خو ... اقرار کرنا پڑا اور اس حد تک
تو اُسنے سچ بولا کہ مجھکو تین نمونے ... نظر آئے۔ مگر آگے چلکر دم لی رعایت سے جھوٹ بول گیا
کہ وہ انسانی حملے تھے۔ مگر وہ اس جھوٹے منصوبہ کو ثابت نہ کرسکا۔

بس اگر ہمارے مولویوں اور اخبار نویسوں میں کچھ بھی دیانت اور حمایت دینی کا جوش ہوتا
تو وہ ایسی بے ثبوت تہمت پر اُسکو پکڑ لیتے اور سمجھ جاتے کہ اس مکار دنیا پرست نے یہہ جھوٹ
محض اس لیئے باندھا ہے کہ تا اِس خوف کو جسکو وہ چھپا نہ سکتا تھا اِن تاویلوں سے پوشیدہ
کرلے۔ لیکن یہہ اندھے مولوی اور جاہل اخبار نویس تو دیوانوں کیطرح اپنے ہی گھر کے مسمار
کرنیکے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اگر ذرہ ہوش سنبھالکر الہام کی شرط کو دیکھتے اور ایک با فراست
دل لیکر آتھم کے اُن حالات پر نظر ڈالتے جو اُسنے میعاد کے اندر ظاہر کئے تو اُن پر کھل جاتا کہ ضرور
پیشگوئی پوری ہوگئی۔ لیکن بدبخت انسان ہمیشہ شتاب کاری سے اپنی عاقبت خراب کرتے
رہے ہیں۔ افسوس اِن لوگوں نے نہ سوچا کہ کیا عیسائی قوم ایسی راستباز قوم ہے جسکی ہر ایک
بات خواہ نخواہ تسلیم ہی کرلینی چاہیئے۔

جب بقول آتھم امرتسر میں اسپر حملہ ہوا یعنی ایک تعلیم یافتہ سانپ نے اُسکو ڈسنا چاہا کہ ہلاک
کرنا چاہا اسپر آتھم کا یہہ جواب ہو کہ چونکہ عیسائی نہایت ہی نیک طینت اور راستباز ہیں
اسلیئے اس حملہ کی بابت میں گورنمنٹ میں شکایت نہیں کی گئی۔ اور نہ عدالت میں کوئی نالش
ہوئی۔ بلکہ دیدہ و دانستہ مجرموں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ عیسائی بردباری ایسی ہی مروّت اور درگذر کو
چاہتی تھی۔

پھر بقول اُسکے دوسری دفعہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے بمقام لودیانہ نیزوں
کے ساتھ اُسپر حملہ کیا۔ مگر بقول اُسکے اَب بھی اُسکی صاف دلی جو پولس رسول سے بطور وراثت
چلی آتی ہے انتقام لینے اور مجرموں کے پکڑ نیسے مانع ہوئی اس لیئے اس مرتبہ بھی اُسنے
اپنے خونی دشمنوں کو عمداً چھوڑ دیا۔ کہ بدلہ اِن سے تو ہوا مگر ہم سے نہ ہو۔ لیکن بدذات

دشمنوں نے پھر بھی پیچھا نہ چھوڑا اور اُس بڈھے نیک بخت محسن کی اتنی بڑی نیکی کا وہ بھی پاس
نہ کیا بلکہ جب یہہ فیروز پور چھاؤنی میں گیا تو وہاں بھی سایہ کی طرح اُسکے پیچھے پیچھے پہنچے
اور جان ستانی کے لیئے تلواروں کے ساتھ احاطہ کوٹھی میں جا موجود ہوئے۔ [illegible]
نہایت ہی پاک دل کم آزار اور پوری تصویر پولس سول کی اپنے اندر رکھتا تھا اسلیئے اسنے ایکی دفعہ
بھی نہ پکڑا! اور نہ پولس کے لوگونکو پکڑنے دیا۔ اور کہا کہ میں مسلمانوں کی طرح نہیں ہوں بدی
کے عوض میں ہرگز بدی نہ کروں گا۔ اور وہ اوباش بھی کیسے خوش قسمت کہ اس مجرمانہ حالت میں
کسی بازاری آدمی اور رہگذر نے بھی انکو آتے جاتے ہتھیاروں کے ساتھ نہ دیکھا۔ اور آتھم صاحب
وہ عالی حوصلہ کہ یہہ تو برکنار کہ گورنمنٹ میں اُن خونی دشمنوں کی اطلاع دیتے یا عدالت فوجداری میں
باضابطہ نالش کر کے اِس عاجز کا مچلکہ لکھواتے اُنہوں نے تو میعاد پیشگوئی میں اخباروں
میں بھی یہہ مضمون نہیں چھپوایا کہ شاید یہہ بھی گناہ میں داخل ہو۔

اے حضرات مولویو اور اخبار نویسو کیا آپ کا یہہ گمان ہے کہ یہہ مرتدین متنصرین کا فرقہ
ایسا ہی نیک بخت ہے اور ایسے ہی دیانت دار ہیں کہ کبھی جھوٹ مونہہ نہیں نکلتا۔ اور نہیں جانتے
کہ مکر اور منصوبہ بازی کیا شئے ہے۔ اور چھل۔ فریب اور جعل کسکو کہتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں
کہ تمام دیانتیں شعبہ ایمان ہیں جن لوگوں نے پیسہ پیسہ کے لیئے یا عورتوں کی خواہش سے
اپنا دین بیچ ڈالا اور اسلام سے باہر نکلکر راستبازی کے چشمہ کی توہین کی ہے انکو نیک
سمجھنا نہایت پلید طبع انسان کا کام ہے

اے پیارے دوستو! آپ لوگ اس قوم کو اس قوم کی جعلسازیوں کو خوب جانتے
ہو کہ کہاں تک ان لوگونکو جھوٹ کی بندشوں میں کمال ہے پورٹ صاحب اپنی کتاب
مؤید الاسلام میں پادریوں کی مکاریاں نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ پادری نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح میں ایک کتاب لکھی اور اسمیں ایک موقع پر بیان کیا کہ گویا
نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کبوتر ہلا یا ہوا تھا کہ وہ آنجناب کے کانوں پر آکر
اپنا مونہہ رکھدیتا تھا اور یہہ حرکت اسلیئے سکھلائی گئی تا لوگ سمجھیں کہ یہہ روح القدس ہے
کہ وحی پہنچاتا اور خدا تعالیٰ کا پیغام لاتا ہے۔ مگر جب اُس پادری کو لوگوں نے سخت پکڑا کہ یہہ قصہ

تو نے کہاں سے نقل کیا ہے تو اُسنے صاف اقرار کردیا کہ مینے عمداً جھوٹ بنایا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ اس شریر پادری کو اس کبوتر کی نسبت شک ہوگا جو انجیل میں بیان کیا گیا ہے
جو تمام عمر نہیں صرف ایکدفعہ حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا۔ اور پھر کبھی مونہہ نہ دکھلایا۔ اور کہتے ہیں
کہ وہ اصل میں کبوتر نہیں تھا بلکہ روح القدس تھا۔ خیر اس جھگڑے سے تو ہمیں کچھ علاقہ نہیں
صرف یہہ دکھلانا منظور ہے کہ اس بدطینت پادری نے یہہ افترا اُسی انجیلی قصّہ کے تصور سے
تراش لیا تھا اگر ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت اُسکو پیدا ہوتا تو کچھ بیجا نہ تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی
نسبت ایسا بیہودہ قصّہ انجیلوں مین موجود ہے۔ جس کا کوئی ثبوت ابتک کسی عیسائی نے نہیں
دیا۔ اور نہ وہ کبوتر محفوظ رکھا۔ اور پادری صاحبوں کی جعلسازیاں صرف اسی پر بس نہیں۔ بلکہ یہہ
وہی حضرات ہیں جنہوں نے کئی جعلی انجیلیں بنا ڈالیں۔ اور خدا تعالیٰ پر بھی افترا کرنے سے نڈر ہیں
ابھی حال میں ایک نئی انجیل کسی بزرگ عیسائی نے تبت کے ملک سے برآمد کی ہے جسکی
بہت جوش سے خریداری ہو رہی ہے۔ اور اُن میں سے ایک بڑے مقدس کا یہہ قول ہے
کہ دین کی ترقی اور حمایت کے لئے جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ نجات ہے۔ اِس قوم کا جھوٹ
سے پیار کرنا اپریل فول کی رسم سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اِن لوگون کا خیال ہے کہ اگر اپریل
کی تحریرون اور اخباروں میں خلاف واقعہ باتین اور خلاف قیاس امور شایع کئے جائیں تو کچھ
مضایقہ نہیں۔ اِس سے یقین ہوتا ہے کہ غالبا بہت ساحصّہ انجیل کا اپریل میں ہی لکھا گیا
ہے۔ اور یقیناً تثلیث کے مسلہ کی جڑ بھی یہی مہینہ ہے جسمیں بیدھڑک جھوٹ بولا جاتا
اور خلاف قیاس باتیں شایع کی جاتی ہیں۔ غرض اِن لوگوں کے نزدیک کسی ضرورت
کیوقت جھوٹ کا استعمال کرنا کچھ کراہت کی بات نہیں۔ جب دیکھتے ہین کہ کوئی پردہ دری ہونے لگی
تو فی الفور جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔

عَبْدُ الْمَسِیْح اور **عَبْدُ اللّٰہ ہاشمی** کا کیسا جھوٹا قصہ بنا لیا۔ کیا **ہارُون**
اور **مامُون** کے وقت میں پراٹسٹنٹ کا نام و نشان بھی تھا جسکی تائید میں دو فرضی شخص بنا
عربی زبان مین مباحثہ لکھا گیا۔ پس جو لوگ کلونکی انجیلوں کیطرح آئے دن نئے نئے جھوٹ بھی ایجاد
کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی پیچ میں پھنس کر کیوں جھوٹ نہیں بولینگے۔ یہہ ایک ثابت شدہ

امر ہے کہ ناحق جھوٹ بول دینا انہیں لوگوں کا خاصہ ہے۔ دیکھو نور افشاں ۲۵ جنوری ۱۸۹۵ء
کے پرچہ میں بیچارہ آکبر مسیح کو عناد مذہبی کی وجہ سے زندہ درگور کردیا چنانچہ بذکورہ پرچہ
چھپ گیا کہ اکبر مسیح تثلیث کا دشمن ریل کے صدمہ سے جاں بحق ہوا۔ اور مرتے وقت
وہ ایک پادری صاحب کی ہدایت سے تائب ہوا اور حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوکر
مرا۔ اور اپنی مخالفانہ کتابیں جلادیں اور توبہ کرکے بہت رویا۔ اور قائل ہوا کہ اب میں سمجھا کہ
درحقیقت حضرت مسیح خدا ہی ہیں۔!!! حالانکہ نہ اسکو کوئی ریل کا صدمہ پہنچا اور نہ وہ مرا نہ توبہ
کی نہ کتابیں جلائیں نہ حضرت مسیح کی خدائی کا قائل ہوا بلکہ زندہ موجود اور ابتک تثلیث کا
دشمن ہے۔ ناحق ایک بدذات عیسائی نے اس بیچارہ کے عیال اور دوستوں کو مصیبت
میں ڈالا۔ افسوس کہ ہمارے بخیل طبع مولویوں کو یہہ خیال نہ آیا۔ کہ یہہ آتھم بھی اسی دروغ باف
قوم میں سے ہے اور یہہ وہی ناپاک طبع ہے جسنے پہلے اس سے ہمارے سید و مولیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنی کتاب میں دجّال کے نام سے موسوم کیا۔
لَعنتُ اللہِ علیٰ قائلہٖ اِلیٰ یومِ القیامہ پھر اسکے بے ثبوت ہذیان کو باور کرنیوالا
بھی دجال سے کم نہیں۔ کیا عقلاً اور انصافاً اسپر یہہ الزام قائم نہیں ہوا۔ کہ وہ میعاد پیشگوئی
میں اپنے ڈرنے کا اقرار کرکے پھر ان بیہودہ جعلسازیوں کا ثبوت نہیں دیسکا کہ وہ پیشگوئی
کی عظمت سے نہیں بلکہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے ڈرتا رہا۔ وہ ان باتوں کو بذریعہ نالش
ثابت نکرسکا۔ جو ڈر کی بنیاد انہوں نے قائم کی تھی یعنی تین حملے۔ اور آسنے یہہ بھی نہ چاہا کہ
قسم کھاکر اپنی صفائی کرے۔ اور جب اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے عذرات کے پیش
ہونے پر کیوں نہ یہہ سمجھا جاوے۔ کہ یہہ تین حملوں کا منصوبہ محض اس غرض سے گھڑا گیا ہے کہ تا اس
خوف اور جزع فزع کی کچھ پردہ پوشی کیجاوے جس سے آتھم خواب سے بھی چیخیں مارکر اٹھتا تھا
اور امرتسر کے مقام میں بھی بیماری کی شدت میں اسنے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہائے
میں پکڑا گیا۔ تو ان باتوں کا کوئی جواب اسنے صفائی سے نہیں دیا۔ آخر اسی وجہ سے
قسم کی ضرورت پیش آئی۔ مگر آسنے ایک جھوٹے عذر سے قسم کو بھی ٹال دیا۔ ہمارے مولویوں
اور اخبار نویسوں میں اگر حق کی تائید کا کچھ مادہ ہوتا تو وہ اسی وقت دین کی تائید میں نتیجہ نکال لیتے

جبکہ آتھم نے اپنے ڈرتے رہنے کی یہہ وجہ بیان کی تھی کہ میرے پر تین حملے ہوئے اور اگر اسپر دلیل نہ پکڑ سکتے تو آتھم کو قسم پر مجبور کرتے۔ کیونکہ جب آتھم اپنے قول و فعل سے خوف شدید کا قائل ہو چکا تھا تو یہہ مطالبہ قانوناً و شرعاً اُس سے واجب تھا۔ کہ کیوں یہہ یقین کیا جاسے۔ کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا خاص کر جبکہ وہ وجوہ خوف جو بیان کئے گئے بالکل بیچ ہو گئے اور نکمے اور بیہودہ اور بناوٹی ثابت ہوئے۔ اور یہہ اُسکی نہایت ہی رعایت کی گئی تھی کہ باوجودیکہ اُسکی دروغ گوئی پر قرائن قویہ قائم ہو چکے تھے اور نامعقول عذروں سے جرم بپایہ ثبوت پہنچ گیا تھا پھر بھی ہم نے اُس سے قسم کا مطالبہ کر کے وعدہ کیا کہ ہم اُسکو قسم کے بدنتائج نہ پیدا ہونے پر راستباز سمجھ لینگے اور نہ صرف یہی بلکہ چار ہزار روپیہ نقد دینگے مگر وہ پھر بھی بھاگ گیا اور قسم نہ کھائی۔ مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ اُسکے ایسے کھلے کھلے گریز پر فتح کا نقارہ بجاتے نہ کہ عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملاتے۔ لیکن جب تک انسان بخل سے خالی نہ ہو تب تک حقیقت میں اندھا ہوتا ہے۔

اور عیسائیوں کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ اس پیشگوئی پر جو ایسی صفائی سے اپنی شرط کے پہلو پر پوری ہو گئی اُنہوں نے محض شرارت سے وہ شور اور شر کیا۔ اور وہ توہین اور گندی گالیاں دیں اور کوچوں بازاروں میں شیطانی بہروپ دکھلائے جو اپنی ساری فطرت کے پردے کھول دیئے۔ حالانکہ پیشگوئی میں ایک صاف شرط موجود تھی۔ اور قراین قویہ کی رو سے وہ شرط پوری ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک بات میں قابل الزام آتھم تھا اور اُسکی گفتار سے اُسکا مکار اور جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ افسوس کہ اُنہوں نے اس روشن پیشگوئی سے تو انکار کیا۔ مگر اُن کو حضرت مسیح کی وہ پیشگوئیاں یاد نہ رہیں جو اپنے ظاہری معنوں میں پوری نہ ہوئیں۔ بلکہ اُن کا خلاف واقعہ ہونا ایسے طور سے کھلا کہ کوئی تاویل بھی وہاں پیش نہیں جا سکتی۔ جو حضرت مسیح کا کس زور سے دعویٰ تھا کہ اس زمانہ کے بعض لوگ ابھی زندہ ہوں گے کہ میں پھر آ جاؤنگا۔ لیکن وہ سب مر گئے اور اُسپر شمار سو برس اور بھی گذر گئے اور وہ جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے ابتک نہ آ سکے !!! پھر اس سے عجیب تر یہہ کہ پہلی کتابوں میں حضرت مسیح کی نسبت یہہ پیشگوئی درج تھی کہ ”ضرور ہے کہ پہلے اُس سے ایلیا آوے

یعنی وہ نبی ایلیا نام جو اس جہان سے مدت پہلے گذر چکا تھا۔ لیکن ایلیا نہ آیا۔ اور یہودیوں نے حضرت مسیح کو الزام دیا کہ ایلیا تو ابھی آسمان سے اترا ہی نہیں آپ کیونکر نبی ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب حضرت مسیح کچھ بھی نہیں دے سکے بجز اسکے کہ یحیی زکریا کا بیٹا ہی ایلیا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہہ جواب تو ایک تاویل ہے جو پیشگوئی کے ظاہر الفاظ سے بالکل مخالف پڑی ہے۔ اگر ایسی ہی تاویل سے کوئی پیشگوئی پوری ہو سکتی تھی تو ہر ایک شخص ایسی تاویل کر سکتا تھا۔ اور تعجب تو یہہ کہ حضرت یحیی کو ایلیا ہونیسے انکار ہے۔ اب اس انکار سے وہ تاویل بھی بیہودہ ہو گئی۔ اور جبکہ تمام مدار حضرت مسیح کے سچا نبی ہونے کا اسی پیشگوئی کے پورا ہونے پر تھا اور یہہ پوری نہ ہوئی تو حضرات پادری صاحبان تو حضرت مسیح کی خدائی کو روتے ہیں اور یہاں نبوت بھی ہاتھ سے گئی۔ بلکہ کاذب اور مفتری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایلیا کے آنے سے جو شخص پہلے مسیح ہونے کا دعوی کرے وہ دعوی اسکا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ یہودی ابتک یہی حجت پیش کرتے ہیں اور ظاہر نص کتاب اللہ یہودیوں کے ساتھ ہیں انکی یہہ حجت ہے کہ اگر ایلیا سے کوئی اور شخص مراد ہوتا تو خدا تعالی اپنے بندوں کو دھوکہ نہ دیتا بلکہ صاف لفظوں سے کہدیتا کہ ایلیا تو آسمان سے دوبارہ نہیں اتریگا۔ بلکہ اسکی جگہہ یحیی زکریا کا بیٹا پیدا ہوگا۔ اسکو ایلیا سمجھ لینا۔ یہہ پیشگوئی عیسائی مذہب کو نہایت اضطراب میں ڈالتی ہے۔ اگر قرآن حضرت مسیح کی نبوت کا مصدق ہوکر حضرت ابن مریم کو نبیوں میں داخل نہ کرتا تو کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا تھا کہ عیسی بھی درحقیقت نبی ہے؟ کیونکہ کھلی کھلی نص کتاب اللہ کی یہودیوں کے ہاتھ میں ہے جس سے حضرت مسیح کسی طرح سچے نہیں ٹھہر سکتے۔

بعض مسلمان جہالت سے کہتے ہیں کہ شاید وہ پیشگوئی محرف ہوگئی ہوگی۔ مگر ایسا خیال کرنے والے سخت احمق ہیں۔ تحریف تو بیشک بعض مقامات بائبل میں ہوی ہے مگر جس مقام کو خود حضرت مسیح نے غیر محرف ٹھہرا دیا ہے وہ مقام بلاشبہ حضرت مسیح اور یہود کے اتفاق سے تحریف کے الزام سے پاک ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں اس قصہ کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ تاہم یہہ کہہ سکیں کہ یہہ قصہ احادیث اور قرآن کریم کے مخالف پڑا ہے۔ پس ہم بہرحال اس قصہ کی تکذیب کے مجاز نہیں ہیں۔ اتنا کہنا ہمیں ضروری ہے۔ کہ گو نص کتاب اللہ

کے ظاہر الفاظ یہودیوں کے عذر کے موید ہیں - اور اگر ظاہر پر فیصلہ کریں تو بیشک حضرت مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی - بلکہ کذب اور افترا ثابت ہوتا ہے - اور کذب بھی ایسا کذب کہ جسکو ایلیا قرار دیا گیا وہ خود ایلیا ہونا منظور نہیں کرتا - وہ مدعی سست اور گواہ چست کا معاملہ نظر آتا ہے - مگر چونکہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے اسلئے ہم بہرحال حضرت مسیح کو سچا نبی کہتے اور مانتے ہیں اور انکی نبوت سے انکار کرنا کفر صریح قرار دیتے ہیں -

اور ایلیا کے قصہ میں یہودیوں کی یہ حجت کہ اگر یہی شخص درحقیقت مسیح موعود تھا تو ایلیا کے دوبارہ آنیکی پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کیوں دھوکہ دیا - اس طرح پیشگوئی کے الفاظ کیوں نہ لکھے کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے یحییٰ بن ذکریا آوے - اور جبکہ نص کتاب اللہ کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا ضروری ہے تو ایسے موقعہ پر تاویلیں کرنا کفر ہے - یہ وہ حجت ہے جو ابتک یہودی لوگ انکار نبوت مسیح میں پیش کرتے ہیں -

لیکن اب ہم قرآنی معارف سے قوت پاکر کہہ سکتے ہیں کہ جبکہ مسیح کی نبوت قرآن کے نزول سے بپایہ صداقت پہنچ گئی ہے تو گو ظاہر الفاظ پیشگوئی کے کیسے ہی ان کے مخالف پڑے ہوں تب بھی ہمیں انکی تاویل کر لینی چاہیئے - چونکہ پیشگوئیوں میں اکثر استعارات بھی ہوتے ہیں جنسے خلق اللہ کا ابتلا منظور ہوتا ہے تو کیوں ایلیا کی پیشگوئی کو بھی استعارات کی قبیل سے نہ سمجھا جاوے - یہودی لوگ خدا تعالیٰ کی ان سنتوں سے اچھی طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے - کہ کبھی الٰہی پیشگوئیوں میں اسطور کے استعارات بھی واقع ہو جاتے ہیں کہ نام کسی کا لیا جاتا ہے اور قراین کی رو سے مراد کوئی اور ہوتا ہے - لیکن قرآن کریم نے اس امت پر احسان کیا کہ یہ تمام معارف اور سنن اللہ سمجھا دیئے - بلکہ ان طریقوں کو کئی مواضع میں آپ اختیار کر کے بخوبی تفہیم کر دی - دیکھو کیونکر اپنے زمانہ کے یہودیوں کو ملزم کیا کہ تمنے ہو سے کی نافرمانی کی - ہارون کا قتل کیا - حالانکہ اس جرم کی مجرم وہ تو نہیں تھے - بلکہ ان کے باپ دادے تھے - اور بخوبی بار بار سمجھا دیا کہ کوئی شخص دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتا - مگر یہ سمجھ یہودیوں کو نہیں دیگئی تھی - اور توریت کے طرز و طریق نے انکو قیامت کی نسبت بھی شک و شبہ میں رکھا تھا - اور قرآن شریف کی طرح نصوص صریحہ توریت

سے آنپر نہیں کھلا تھا کہ کوئی شخص اس جہان سے گزر کر پھر اس دنیا میں آباد ہونیکے لئے نہیں آسکتا
اسلئے وہ اس گرداب میں پڑے اور اُن کا اس بات پر زور دینا سراسر حماقت تھا کہ سچ مچ
حضرت ایلیا علیہ السلام دوبارہ آسمان پر سے مسیح موعود سے پہلے تشریف لے آئینگے۔ اور
اُن کے پاس اسطرح دوبارہ آجانیکی کوئی نظیر بھی نہیں تھی۔ ہاں آجکل کے ظاہری ملاؤں کیطرح
صرف الفاظ پر زور تھا۔ اور ایک نادان کی نظر میں بظاہر یہودیوں کی حجت ایلیا کی دوبارہ آنیکی پیشگوئی
میں قوی معلوم ہوتی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کی تاویل کچھ رکیک اور بودی سی پائی جاتی تھی کیونکہ ظاہر
نص یہودیوں کا مؤید تھا۔ لیکن اس سنت اللہ پر نظر ڈالنے کے بعد جو قرآن کریم سے مفصل
معلوم ہوتا ہے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کسی کے دوبارہ آنے اور
دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے بارے میں یہ کتاب کریم صاف فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہونا سنت اللہ
کے خلاف ہے۔

پس جبکہ دوبارہ آنا دنیا میں ممتنع ہوا تو پھر حضرت ایلیا علیہ السلام کا آسمان سے نازل
ہونا اور یہودیوں کے دلوں کو مسیح موعود سے پہلے آکر درست کرنا بدیہی البطلان ہوا۔ ہاں یہ
مسئلہ بغیر قرآن کریم پر ایمان لانیکے سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر توریت پر ہی حصر رکھا جاوے تو افسوس
کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز نبی صادق نہیں تھا !!! ایک مصیبت تو مسیح کے بارے میں
یہی پیش آئی تھی۔ دوسرے ظالم عیسائیوں نے اپنے ہاتھوں سے مسیح کو توریت استثنا باب ۲۱
کا مصداق ٹھہرا کر سچے نبیوں کے طریق اور شان سے بکلی بے نصیب اور محروم کر دیا۔

اور یاد رہے کہ نظر عمیق کے بعد حضرت مسیح کی تاویل یہودیوں کے تمسک بالظاہر پر
غالب ہے۔ گو ایک جلد باز اور دہوکہ کھانے والا حضرت مسیح کی تاویل پر ٹھٹھا اور ہنسی کریگا کہ
اپنی نبوت کے ثابت کرنیکے لیئے تاویلات رکیکہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جو شخص قرآن کا
علم رکھتا ہے۔ اور سنت اللہ کے سلسلہ پر اسکو نظر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ حتمی وعدہ
خدا تعالیٰ کا یہی ہے کہ اس جہان سے گزرنے والے پھر آسمان سے نہیں اترا کرتے وہ
نہ صرف حضرت مسیح کی تاویل کو قبول کریگا بلکہ اس تاویل سے لذت بھی اٹھائیگا۔ کیونکہ وہ تاویل
عہد قدیم کے مطابق ہے۔ اگرچہ نابکار یہودی اب تک یہی روتے ہیں کہ مسیح نے اپنی جھوٹی

نبوت کو لوگوں نہیں جتانیکے لئے پاک کتابونکی ظاہر نص کو چھوڑ دیا ہے اور جب ان سے کبھی گفتگو کا اتفاق پڑے تو بھی دھوکہ دینے والا عذر پیش کرتے ہیں اور ایک ناواقف آدمی جب ان کے اس عذر کو سنیگا تو ضرور وہ حضرت مسیح کی نبوت کی نسبت کچھ متذبذب ہو جائیگا اور قریب ہے جو انکو فریبی اور جھوٹا کہکر اپنے تئیں ہلاک کرے - اور غالباً یہہ اعتراض حال کے ملحدوں نے یہودیوں سے ہی لیا ہے - کہ جس حالت میں یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح مردے زندہ کرتے تھے بلکہ ایکدفعہ تو تمام مردے اور تمام مقدس نبی زندہ ہو کر شہر میں آبھی گئے تھے تو وہ ایلیا عَلَیْہِ السَّلام جنکے دوبارہ آنیکی وجہ سے حضرت مسیح نے ناچار ہو کر تاویلات رکیکہ سے کام لیا - کیوں انکو اپنی تصدیق نبوت کیلئے کیوں یہودیوں کو دکھلا کر اس جھگڑے کو طے نہ کر لیا - اور کیوں تاویلات رکیکہ کی مصیبت میں پڑے - جو شخص اپنے اقتدار سے مردہ کو آپ زندہ کر سکتا تھا چاہیئے تھا کہ پیشگوئی کی علامت پوری کرنیکے لئے زندہ کرتا یا آسمان سے ہی اتارا ہوتا خدائی کے کام تو کن فیکون سے چلتے ہیں مگر اس خدا کو کیا پیش آیا - کہ شریر یہودی اسپر غالب ہو گئے اور انکی حجت کو توڑ نہ سکا اور ظاہر نص کو چھوڑ کر یوں ایک تاویل سے جہان کو تباہی اور فتنہ میں ڈالدیا - تا کسی طرح مسیح موعود بن جاوے - جس شخص کے ہاتھ میں زندہ کرنا ہو بلکہ اسکا معجزہ ہی احیاء موتی ہو - اسپر کیا مشکل تھا کہ فی الفور ایلیا نبی کو زندہ کر کے یا آسمان سے اوتار کر یہودیوں پر ظاہر الفاظ نص کے موافق اپنی حجت پوری کر دیتا - مگر ایسے اعتراض وہی کریگا جو اپنی جہالت سے دنیا میں دوبارہ مردوں کے آنیکا قایل ہوگا -

ہمارے اسوقت کے نام کے مولوی جو رجماً بالغیب کہتے ہیں جو شاید ایلیا نبی کے دوبارہ آنیکا قصہ محرف ہو یہہ سراسر انکی خیانت ہے - جس قصہ کی حضرت عیسیٰ نے تصدیق کی - اور تمام یہودیوں کا اسپر اتفاق ہے وہ کیونکر محرف ہو سکتا ہے - اور پھر بطریق تنزل ہم کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول نے اسکی تحریف کی ہمکو خبر نہیں دی - لہذا ہم بموجب حدیث صحیح کے تکذیب کرنیکے مجاز نہیں ہیں اگر لا تصدقوا پر نظر ہے تو لا تکذبوا بھی ساتھ یاد رکھو - لیکن اس قصہ میں تو ہمارے مولویوں کو یہہ دہڑکہ شروع ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ کی اس تاویل کو تسلیم کرلیں اور قصہ کو صحیح سمجھیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے بھی ہاتھ دھو لینا چاہیئے - جب ایک مرتبہ فیصلہ ہو چکا تو دوسرا مقدمہ اٹھانا بیہودہ پن جانا ہے - تو بس وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے عبرت پکڑے - اگر نزول کا لفظ احادیث میں موجود ہے تو موت عیسیٰ کے

الفاظ قرآن اور حدیث دونوں میں موجود ہیں اور توفی کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بجز مار دینے کے اور ثابت نہیں ہوئے۔ پس جب اصل مسئلہ کی حقیقت یہ کھلی تو نزد دل اسکی طرح ہے ان کے وہی معنی کرنے چاہئیں جو اصل سے مطابق ہوں۔ اگر تمام دنیا کے مولوی متفق ہو کر آیت یا عیسیٰ انی متوفیک۔ اور آیت فلما توفیتنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے بجز مار دینے کے کوئی اور معنے ثابت کرنے چاہیں تو ان سے بالکل ہرگز ممکن نہیں اگرچہ اس غم میں مر جائیں اسی وجہ سے امام ابن حزم اور امام مالک اور امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے اکابر کا یہی مذہب ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ افسوس کہ جاہل مولویوں نے ناحق شور مچایا۔ اور آخر حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہی ہوئی جسکے ثبوت سے وہ ایسے نادم ہوئے کہ بس مر گئے وحی اللہ پر کم توجہ رکھنے سے یہ تمام مصیبتیں انپر پڑیں۔ مولویوں نے یہ نہیں سوچا کہ خدا تعالیٰ نے آج سے تئیس برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا ہے کیا انسان اتنا لمبا منصوبہ کر سکتا ہے کہ جو افترا تئیس برس کے بعد کرنا تھا اسکی تمہید اپنی مدت سے پہلے ہی کی جاوے اور خدا نے بھی اسقدر لمبی مہلت دیدی جسکی دنیا میں جب سے دنیا شروع ہوئی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی والسلام علی من اتبع الھدی۔

وحی حق بیراز اشارات خداست — گر نفہمد جاہلے کج دل رواست

چشمۂ فیض است وحی ایزدی — لیکن آن فہمد کہ باشد مہتدی

وحی قرآن رازہا دارد بسے — نسبتے باید کہ تا فہمد کسے

واجب آمد نسبت اندر دین نخست — کار بے نسبت نمے آید درست

آن سعیدے کش ابوبکر است نام — نسبتے میداشت باخیر الانام

زین نشد محتاج تفتیش و راز — جان او بشناخت روئے پاک یار

ہست فرقے در نظرہا اے سعید — آنچہ ہارون دید آن قارون ندید

بود ہارون پاک و آن کرمے پلید — کے بماند بایزیدے با یزید

گر نباشد نسبتے در جائے گاہ — ظلمتے در ہر قدم گیرد براہ

آن یکے را مہ عیاں پیش نظر — دیگرے را ابر کردہ کور و کر

آن نشستہ بانگار دلربا — این زکوری او در انکار و ابا

مہ نمے آید نظر در وقت ابر — ہمچنیں صدیق در چشمان گبر

اے برادر از تأمل کن تلاش — ہان مرو چوں توسنے آہستہ باش

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر — خانہ ات ویران تو در فکر دگر

صد ہزاران کفر در جانت نہان — رو چہ نالی بہر کفر دیگران

خیز و اول خویشتن را کن درست — نکتہ چین را چشم می باید نخست

لعنتی گر لعنتے بر ما کند — او نہ بر ما خویش را رسوا کند

لعنت اہل جفا آسان بود — لعنت آن باشد کہ از رحمان بود

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء

جسکے لئے پارسیون نے اپنی جگہ اور عبرانی والون نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہیں کی
وہ زبان ہے وہ **عربی مبین** ہے اور دوسرے تمام دعویدار غلطی پر اور خطا پر ہیں اگرچہ ہمنے اس امر
کو سرسری طور پر ظاہر نہیں کیا بلکہ اپنی جگہ پر پوری تحقیقات کر لی ہے اور ہزارہا الفاظ سنسکرت وغیرہ کا مقابلہ
کر کے اور ہر یک لغت کے ماہروں کی کتابوں کو سن کر اور خوب عمیق نظر ڈالکر اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ زبان
عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ کے مقابل پر
ان زبانوں کے الفاظ لنگڑوں لولوں اندھوں بہروں مبروصوں مجذوموں کے مشابہ ہیں جو فطری نظام
کو بکلی کھو بیٹھے ہیں اور کافی ذخیرہ مفردات کا جو کامل زبان کے لئے شرط ضروری ہے اپنے ساتھ نہیں رکھتے
لیکن اگر ہم کسی آریہ صاحب یا کسی پادری صاحب کی رائے میں غلطی پر ہیں اور ہماری یہ تحقیقات انکی رائے
میں اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ ہم ان زبانوں سے ناواقف ہیں تو **اوّل** ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ
جس طرز سے ہمنے اس بحث کا فیصلہ کیا ہے اسمیں کچھ ضروری نہ تھا کہ ہم سنسکرت وغیرہ زبانوں کے
املا انشا سے بخوبی واقف ہو جائیں ہمیں صرف سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی
سو ہمنے کافی ذخیرہ مفردات کا جمع کر لیا اور پنڈتوں اور یورپ کے زبانوں کے ماہروں کی ایک جماعت سے ان
مفردات کے ان معنوں کی بھی جہانتک ممکن تھا تنقیح کر لی۔ اور انگریز محققوں کی کتابوں کو بھی بخوبی غور سے
سن لیا اور ان باتوں کو مباحثات میں ڈالکر بخوبی صاف کر لیا اور پھر سنسکرت وغیرہ کی زباندانوں سے
مکرر شہادت لیلی جس سے یقین ہو گیا کہ درحقیقت وید کی سنسکرت وغیرہ زبانیں ان خوبیوں سے عاری اور
بے بہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہوئیں ٭

پھر **دوسرا** جواب یہ ہے کہ اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور
نہیں تو انکو ہم بذریعہ اس **اشتہار** کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق
الالسنہ ہونیکے دلایل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھدئے ہیں جو بتفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے۔
۲۔ عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم و اکمل ہے۔
۳۔ عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں۔
۴۔ عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔
۵۔ عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کیلئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر یک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے

یا اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد ہمیں اپنے منشاء سے اطلاع دے کہ وہ کیونکر اور کس طرح سے اپنی تسلی کرنا چاہتا ہے یا اگر اسکو ان فضائل میں کچھ کلام ہے یا سنسکرت وغیرہ کی بھی کوئی ذاتی خوبیاں بتلانا چاہتا ہے تو بیشک مستعد ہو کر ہم سے ان کی باتوں کو سینگے مگر چونکہ اکثر مذاہب اس قسم کی بھی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ خدشہ انکے دل میں باقی رہجاتا ہے کہ شاید سنسکرت وغیرہ میں کوئی ایسی چھپی ہوئی سے کمالات ہوں جو ہمیں لوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے ہیں اسلئے ہمنے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ کسی آریہ صاحب یا کسی اور صاحب کے درخواست کے آنے پر پہلے ہی ایسی جگہ جمع کرادیا جائیگا جس میں وہ آریہ صاحب یا اور صاحب بخوبی مطمئن ہوں اور سمجھ لیں کہ فتح یابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ انکو وصول ہو جائیگا مگر یاد رہے کہ روپیہ جمع کرانیکی درخواست اسوقت آنی چاہئے جبکہ تحقیق الالسنہ کی کتاب چھپ کر شائع ہو جائے اور جمع کرانیوالے کو اس امر کے بارہ میں ایک تحریری اقرار دینا ہوگا کہ اگر وہ پانچ ہزار روپیہ جمع کرانیکے بعد مقابلہ سے گریز کر جائے یا اپنی لاف و گزاف کو انجام تک نہ پہنچا سکے تو وہ تمام حرجہ ادا کرے جو ایک تجارتی روپیہ کے لئے کشائش تک بند رہنے کی حالت میں ضرور الوقوع ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

عبد الحق غزنوی کی مباہلہ کا نتیجہ

عبد الحق غزنوی نے اپنے بیہودہ اشتہار میں مباہلہ میں فتحیاب ہونیکا بہت سوچ فکر کے بعد یہ حیلہ نکالا تھا کہ بھائی کے مرنے سے اسکی بیوی میرے قبضہ میں آگئی اور یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہونیکی امید ہے مگر ایسکے جواب میں ہمنے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں لکھدیا تھا کہ بھائی کا مرنا اور اسکی ضعیفہ بیوہ کو نکاح میں لانا کوئی مراد یابی کی بات نہیں بلکہ اسکا ذکر کرنا ہی جائے شرم ہے وہ ضعیفہ جو اپنی جوانی کا اکثر حصہ کھا چکی تھی اسکو نکاح میں لاکر تو ناحق عبد الحق نے روٹی کا خرچ اپنے گلے ڈال لیا اب معلوم ہوا ہوگا کہ ایسے بیہودہ نکاح سے دکھ خریدا یا نوشی ہوشی باقی رہا لڑکا پیدا ہونا اسکا عبد الحق نے ابتک کوئی اشتہار نہیں دیا شاید وہ پیٹ کے اندر ہی اندر گم ہو گیا یا بموجب آیت فرقانی لڑکی پیدا ہوئی اور منہ کالا ہو گیا لیکن ہمیں خدا تعالی نے عبد الحق کی پیشگوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک **لڑکا** دیا جائیگا جیسا کہ ہم اسی رسالہ انوار الاسلام میں اس بشارت کے شائع بھی کر چکے ہیں سو الحمد للہ والمنۃ کہ اس الہام کی مطابق ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جسکا نام **شریف احمد** رکھا گیا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

راقم خاکسار **غلام احمد** عفی عنہ

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "the coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new-life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart, — the Muslims of this party considering his appearance as merely spiritual. while other Muslims, such as Maulvi Muhammad Husain of Batala, editor of Isha-at-Ussunnah and leader and advocate of Ahl-i-Hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire, and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi; I have written this pamphlet to show which of thes two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi.

It will be better that our benign Government will get this pamphlet translated into English, & hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi."

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

بتاریخ ۲۱ فروری مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی طبع ہوا تعداد جلد ۲۸۰۰

مہدی کے متعلق عقیدے

بہت ضروری ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ پر ظاہر کروں کہ مہدی معہود کے بارے میں فرقہ وہابیہ کا جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے۔ اور اس بارے میں میرا اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی جڑ یہی ہے کہ میں ایسے مہدی کو نہیں مانتا اس لئے بس ان لوگوں کی نظر میں کافر ہوں اور میری نظر میں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کو ہے جن کا اصلی نام وہابی ہے اُنکے صدہا رسالوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ نواب صدیق حسن خان کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کروں کیونکہ مولوی محمد حسین جو انکا سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (دیکھو اشاعۃ السنہ) اور اسکی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے

ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ مہدی کی نسبت

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۴ میں اور نیز اُس کا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب اقتراب الساعہ کے صفحہ ۶۴ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اس طرح پر بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی ظاہر ہوتے ہی اس قدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو اُن میں سے باقی رہ جائیں گے ان کو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہیں ہوگا اور ریاست کی بو اُنکے دماغ میں سے نکل جائے گی اور ذلیل ہو کر بھاگ جائیں گے" پھر اسی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۴۰ سطر ۹ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کریگا اور ہندوستان کو فتح کریگا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالکر اسکے سامنے حاضر کیا جائیگا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لینگے" اور صبر اسکی زیادہ تشریح کتاب اقتراب الساعہ کے صفحہ ۶۴ میں اس طرح کی ہے

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت

مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنیکے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ان پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں (۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور انکے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو انکا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق رواۃ نہیں کی یعنی راویوں کا صدق

ذناب منیب

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نحمدہٗ ونصلی

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِین

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما

اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مُستتر

گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دیدستی کہ ہستم بدگہر

پارہ پارہ کن منِ بدکار را — شاد کن ایں زمرۂ اغیار را

بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار — ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر

آتش افشاں بر در و دیوارِ من — دشمنم باش و تبہ کن کارِ من

ور مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی

در دلِ من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ

بامن از روئے محبت کار کن — اندکے افشاءِ آں اسرار کن

اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ — واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ

زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم — زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم

خود بروں آ از پئے ابراءِ من — اے تو کہف و ملجأ و ماوائے من

آتشے کاندر دلم افروختی — وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی

ہم ازاں آتش رخِ من بر فروز — ویں شبِ تارم مبدّل کن بروز

چشم بکشا ایں جہان کور را — اے شدید البطش بنما زور را
زآسماں نور نشان خود نما — یک گلے از بوستان خود نما
ایں جہان بینم پر از فسق و فساد — غافلاں را نیست وقت موت یاد
از حقائق غافل و بیگانہ اند — ہمچو طفلاں مائل افسانہ اند
سرد شد دلہا ز مہر روئے دوست — روسے دلہا تافتہ از کوئے دوست

سیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کرمہا آفتابے را بر آر

چونکہ قدیم سے یہی زمانہ کی عادت ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس قوم کی نظر میں اُس فرقہ کے اصول اور عقائد اُنکے اپنے اصول اور عقیدوں کے برخلاف ہوتے ہیں تو اُس قوم کے سرگروہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اُس فرقہ کو کسی طرح نابود کردیں اور ہمیشہ یہی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے اُنکو بدنام کریں۔ سو یہی معاملہ اس ملک کے بعض مولویوں نے مجھ سے کیا ہے۔ جن میں سے پکا دشمن اور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہے۔ اس بیچارے نے میری بدخواہی کے لئے اپنا آرام حرام کردیا۔ بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتا لیکر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا اور پھر جب فقط ایسی کارروائی پر اس کی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہونچاتا رہا کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالانکہ آپ ہی اپنے اشاعۃ السنہ میں میرے بارہ میں یہ مضمون شایع کرچکا تھا کہ اس شخص کی نسبت بغاوت کا خیال دل میں لانا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے اور بار بار لکھ چکا تھا کہ میں اپنی ذاتی واقفیت سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص اور اس کا والد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے خیرخواہ جان نثار ہیں۔ غرض جب اس دانا گورنمنٹ نے اس حاسد کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم

کو اکسانا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شایع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے
چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھکر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دیدیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر
خدائیتعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو
معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد ابتک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی
دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤگے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور
گیا تھا۔ مگر یہ بھید ابتک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ
سے وعدہ دیا۔ مگر یاد رہے کہ میرے منافقانہ اصول نہیں ہیں۔ اگر اس شخص نے امیر کو میری
نسبت یہہ کہکر برگشتہ کیا ہے کہ یہ شخص اس مہدی اور مسیح کے آنے سے منکر ہے جس کا انتظار
جسمانی خیالات کے لوگ کر رہے ہیں تو مجھے حق بات کے بیان کرنے میں امیر کابل کا کیا خوف ہے
میں برملا کہتا ہوں کہ اس غازی مہدی اور غازی مسیح کے آنے کا میں منکر ہوں گو یہ کلمات کسی
بے ادبی پر محمول کئے جائیں۔ مگر جو کچھہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں
اس بات کا قائل ہوں کہ روحانی طور پر اسلام کو ترقی ہوگی اور امن اور صلحکاری سے سچائی
پھیلے گی۔ مگر اس شخص کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کئی رنگ بدلاتا ہے۔ مولویوں کو
در پردہ کچھہ کہتا ہے اور گورنمنٹ انگریزی کو کچھہ اور۔ پھر امیر کابل کے پاس اُس کے خوش کرنے
کے لئے اسکی مرضی کے موافق عقائد ظاہر کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس شخص نے کابل
میں جاکر اپنے وجود کو عقیدہ کے رو سے امیر کے اغراض کے موافق ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ اگر امیر
کابل ایسا ہی شخص ہے جو اپنے مخالف عقیدہ کو پاکر فی الفور قتل کر دیتا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ ایسے امیر سے یہ کیونکر بچکر آگیا۔ کیا یہ شخص اقرار کرسکتا ہے کہ یہ امیر کابل کا ہم عقیدہ ہے
رہے میرے عقائد سو جیسا کہ وہ واقعی سچے ہیں ایسا ہی وہ ہر ایک فتنہ سے پاک اور
مبارک ہیں۔ ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد کہ کوئی مہدی یا مسیح ایسا آنے والا
نہیں ہے جو زمین کو خون سے سرخ کردے گا اور بڑا کمال اُس کا یہ ہوگا کہ جبر سے

لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سراسر امن اور حلم کے اصولوں پر مبنی ہیں جنکی وجہ سے نہ کسی مخالف کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خواہ نخواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالف المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں جن کے لئے یہ لوگ امیدیں کئے بیٹھے ہیں انکی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جنکے عقائد خطرناک ہیں محمد حسین بٹالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کسقدر گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خونریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اُس سے کیا مناسبت۔ جہانتک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ مہدی سوڈانی کے عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اور اسکے دس بیس دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے روبرو حلفاً اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائے گا کہ مہدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

مجھے کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدائیتعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کو کچھ بتلاؤں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابل شرم اور کمینہ خصلت ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے دوسرے مولویوں سے اُنکے مہدی کے متعلق

عقائد سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی طرح امیر کابل کو بھی خوش کیا اور اُس سے بہت سا روپیہ انعام
پایا۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ بیان کیا کہ گویا وہ ایسے عقائد سے بیزار اور ایسی حدیثوں کو سراسر غلط اور
موضوع سمجھتا ہے۔ کیا یہ قابل تعریف خصلت ہے؟ ہرگز نہیں۔ منافقوں سے نہ خدا تعالےٰ راضی ہو سکتا
ہے اور نہ کوئی دانا گورنمنٹ راضی ہو سکتی ہے۔ ظاہر و باطن ایک ہونا نہایت عمدہ خصلت ہے۔ گورنمنٹ
سوچ سکتی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہیں اور اصل جڑ ناراضگی کی کیا ہے۔ گورنمنٹ کے لئے
سر سید احمد خاں کے سی ایس آئی کی شہادت کافی ہے جسکو وہ آخری وقت میں میری نسبت شائع
کر گئے بلکہ تمام مسلمانوں کو نصیحت دی کہ اس شخص کے اُس طریق عمل پر چلنا چاہیے جو گورنمنٹ انگریزی
کی نسبت اس کے خیالات ہیں"۔ کون نیک دل انسان ہے جو اس بات پر اطلاع پاکر افسوس نہیں
کریگا کہ محمد حسین نے نہایت کینہ پن سے مسلمانوں کو میرے دُکھ دینے کے لئے آمادہ کر دیا۔ میں اپنے
طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ یکدفعہ اُس نے خود بخود
میرے لئے استفتاء طیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ اپنے
اُستاد نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ نذیر حسین مذکور اُسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور
حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرتاً کوتہ اندیش ملاؤں کی طرح بغض اور بخل بھی بہت ہے اس لئے فی الفور
بلاتوقف میرے کفر پر گواہی دی۔ پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔
خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کرلے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے لیکن
اسجگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ نخواہ سراسر عناد کی وجہ سے فتویٰ طیار کیا۔ اور
ہندوستان میں جابجا سیر کرکے صدہا مہریں اُسپر لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے اور پھر اُس
وقت سے آجتک توہین اور تحقیر اور گالیاں دینے سے باز نہ آیا اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے
ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش جعفر زٹلی لاہوری اور ابوالحسن تبتی کے نام پر چھپوا دیئے اور پھر اکثر مضمونوں
کو نقل کے طور پر اپنے رسالوں میں لکھتا رہا۔ یہ تمام ثابت شدہ امور ہیں صرف ظنی باتیں نہیں ہیں۔
اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کی اور میرے قتل کا فتویٰ دیا۔ بارہا مباہلہ کی درخواست کی اور پھر اعراض کیا

اور مجھے بدنام کیا کہ مباہلہ نہیں کرتے یہی موجبات تھے جنکی وجہ سے میں نے اشتہار مباہلہ
۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا تہا میں یہ بعد محمد حسین نے ایک چہری خریدی جس سے مجھے اس
طرح سے بدنام کرانا تہا گویا میں اسکو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جس شخص نے پہلے اس سے
میرے قتل کا فتویٰ دیا اس کا چہری خریدنا اس بات پر دلالت کرتا ہے سوچنا چاہیے کہ میں نے
اپنی پیشگوئی کے معنے صاف طور پر اشتہار میں درج کیے تھے کہ اس سے مراد کسی کی موت وغیرہ
نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ علماء اور اہل انصاف کی نظر میں ذلیل ہوگا اور اس ذلت
کو قانون سے کچھ تعلق نہ تہا مگر تاہم بعض اہل غرض نے یہی قانون کا نشانہ بنا مدعا رکھکر حکام تک اس
بات کو پہونچایا۔ اگر دو چار عربی جاننے والوں سے اس الہام کے حلفاً معنے پوچھے جاتے اور سب سے
پہلے چند عربی دان لوگوں کا میرے روبرو اظہار لیا جاتا تو یہ مقدمہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا۔ کیونکہ
ایسی ذلت کو جو علماء کے فتوے پر موقوف ہو قانون سے کچھ بھی تعلق نہ تہا مگر ایسا نہ ہوا اور اسی
وجہ سے بڑا حرج پیش آیا۔ حالانکہ اشتہار ۲۱ نومبر اور ۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں اسکی تشریح بھی موجود
تہی۔ محمد حسین نے اپنی پرانی عادت کے موافق آتھم اور لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تہی اس سے اس طور سے
فائدہ اٹہانا چاہا کہ گویا وہ تمام شور اور خونریزی میرے مشورہ اور ایما سے ہوئی تہی اور ایسی پیشگوئیاں
میرا قدیم شیوہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی کو اب تک یہہ خیال نہیں آیا کہ وہ دونوں پیشگوئیاں ان دونوں
شخصوں کے سخت اصرار کے بعد ہوئی تہیں اور انہوں نے خود اپنی رضامندی سے ان پیشگوئیوں
کو میرے شایع کرنے سے پہلے شایع کیا تہا جس کے ثبوت کافی طور پر موجود ہیں تو پھر میرے پر کونسا
الزام تہا۔ ہاں پیشگوئیوں کے مضمون کے موافق ان دونوں نے وفات پاکر پیشگوئیوں کو سچا
کر دیا ایک اپنی موت سے مرا اور دوسرا کسی کے مارنے سے۔ عبد اللہ آتھم جو اپنی موت سے مرا تہا
اس نے زمانہ پیشگوئی میں کبھی ظاہر نہ کیا کہ اس کے مارنے کے لئے کبھی کوئی حملہ ہوا چونکہ پیشگوئی
شرطی تہی اس لئے اس نے اسلامی عظمت کا خوف دل میں پیدا کر کے اسقدر فائدہ اٹھالیا کہ جب تک وہ
خاموش رہا زندہ رہا اور جب اس نے عیسائیوں کی تعلیم سے یہہ کہنا شروع کیا کہ میں نے اسلامی

عظمت سے کچھ خوف نہیں کیا تو اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے خدا نے اس کو جلد تر اٹھا لیا تا پیشگوئی کا پورا ہونا لوگوں پر ظاہر کرے جیسا کہ میرے الہام میں پہلے سے ہی درج تھا۔ سو عبداللہ آتھم کی نسبت دو طور سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اول الہامی شرط کے موافق اسلامی عظمت سے خوف کرنے اور پندرہ مہینے تک تحقیر اسلام سے زبان بند رکھنے کی وجہ سے خدائے رحیم نے اسکو مہلت دی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ ہے اور پھر پندرہ مہینے یعنے میعاد پیشگوئی گذرنے کے بعد اس کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ اس نے اس خوف کی وجہ سے فائدہ مہلت اور تاخیر کا نہیں اٹھایا بلکہ اتفاقاً ایسا ہی ہو گیا۔ سو اس خیال پر جب اس نے اصرار کیا اور چند افترا بھی کئے اور سمجھا کہ اب میں بچ گیا تو خدا تعالے نے اس سے اپنی امان کو واپس لے لیا اور میرے آخری اشتہار سے چھ مہینے کے اندر وہ فوت ہو گیا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ صرف شرط سے اس نے فائدہ اٹھایا تھا شرط کو توڑا اور فوراً پکڑا گیا۔ پس آتھم میں دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں (۱) شرط سے فائدہ اٹھانے کی۔ (۲) اور شرط توڑنے کے بعد فوراً پکڑے جانے کی۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس لئے وہ ایک ہی پہلو پر پوری ہوئی۔ کیسے نادان اور ظالم اور خائن وہ شخص ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم اُن کو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

یہہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض بخیل طبع دل کے اندھے ایک دو اور پیشگوئیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر یہہ سراسر ان کا افترا ہے اور سچ اور واقعی یہی بات ہی کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کہ جو پوری نہیں ہو گئی۔ اگر کسی کے دل میں شک ہو تو وہ سیدھی نیت سے ہمارے پاس آ جائے اور بالمواجہ کوئی اعتراض کر کے اگر شافی کافی جواب نہ سُنے تو ہم ہر ایک تاوان کے سزاوار ٹھہر سکتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ بخل سے اعتراض کرتے ہیں نہ انصاف سے۔ اگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے وقتوں میں ہوتے تو انپر بھی ایسے ہی اعتراض کرتے جو مجھ پر کرتے ہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اس کو ہم راہ دکھلا سکتے

ہیں۔ مگر جو بخل اور خود غرضی اور تکبر سے اندھا ہو گیا ہو اسکو کیا دکھا سکتے ہیں۔ تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ صدہا نیک دل انسان گواہ ہیں۔ بہت سی تحریریں پیش از وقت شایع ہو چکی ہیں پھر بھی اگر کوئی بخل کی راہ سے خواہ نخواہ شکوک اور اعتراضات پیش کرتا ہے اور سیدھے طور پر صحبت میں رہکر تجربہ نہیں کرتا اور نہ اہل تجربہ سے دریافت کرتا ہے اور دجل اور خیانت کی راہ سے دھوکہ دینے والے اعتراضات مشہور کرتا ہے اور خیانت اور دروغگوئی سے باز نہیں آتا وہ اُن منکرین کا وارث ہے جو اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کے مقابل پر گذر چکے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو ایسے مفصدہ باز لوگوں کے بہتانوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اس بات کا کیا سبب ہے کہ یہ لوگ چوروں کی طرح دور دور سے اعتراض کرتے ہیں اور صاف باطن لوگوں کی طرح بالمقابل آکر اعتراض نہیں کرتے اور نہ جواب سننا چاہتے ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنے دجل اور بد دیانتی سے واقف ہیں اور ان کا دل انکو ہر وقت جتلاتا ہے کہ اگر تم نے ایسے بیہودہ اور جہالت اور خیانت سے بھرے ہوئے اعتراض روبرو پیش کئے تو اس صورت میں تمہاری سخت پردہ دری ہو گی اور تمہاری دھوکہ دینے والی باتیں یکدفعہ کالعدم ہو جائیں گی تب اُس وقت ندامت اور خجالت اور رسوائی رہ جائیگی اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہیگا۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں اس لئے قبل اسکے جو عادۃ اللہ سے واقف ہوں بخل کے جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ یتربصون علیکم الدوائر میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرۃ السوء کے مضمون سے بے خبر۔ انہیں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جفر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ شخص

کاذب ہی۔ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جز وہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا
کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر نعوذ باللہ ظالم اور دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی
لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے
کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں
تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے۔ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلاء
ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جسکو قرآن شریف
میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو
عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے
جو بالآخر انکو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھکر
اردگرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اسکو نظر آسکتی ہے۔ لیکن جو شخص نشیب
کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہجاتی ہیں۔ اور برگزیدوں
سے خدا کی یہ عادت ہے کہ انکی نظر کو اونچے مکان تک پہنچاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو
دیکھ سکتے ہیں اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور نشیب کا آدمی انجام کی خبر نہیں دے سکتا۔ اسی لئے
بلعم نے حضرت موسی علیہ السلام کے پہچاننے میں دھوکہ کھایا اور اُسکو انکا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی
کا معلوم نہ ہو سکا جس سے وہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی
یہودیوں میں کئی ملہم اور خواب بین تھے۔ مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور اظہار علی الغیب کا اُن کو
مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے بھی
کمتر ایک انسان سمجھ لیا اور خواب بینوں اور الہام یابوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلاء ہے کہ اگر
خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم ملا خطرہ ایمان کی مثل ان پر صادق آجاتی
ہے۔ اس لئے قیام نشیب اور اظہار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بہت سے لیسے
نابینا ملہم جیسے پیر گڑھے میں سے نہیں نکلے ہماری نسبت ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں کہ گویا اب

ہمارے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ وہ اگر توبہ کریں تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ انکو یاد رکھنا چاہیے کہ زندگی کے درمیانی حصوں میں انبیاء علیہم السلام بھی بلاؤں سے تباہ نہیں رہے مگر انجام بخیر ہوا۔ اسی طرح اگر ہمیں بھی اس درمیانی مراحل میں کوئی غم پہونچے یا کوئی مصیبت پیش آوے تو اُسکو خدا تعالیٰ کا اخیری حکم سمجھنا غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں برکت ڈالے گا اور اپنے اِس بندہ کو بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ اس بندہ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے وہ ہر ایک ابتلا اور پیش آمدہ ابتلا کا بھی انجام بخیر کریگا اور دشمنوں کے ہر ایک بہتان سے انجام کار بریّت ظاہر کر دے گا۔ اس بارہ میں اس کے پاک الہام اسقدر ہوئے ہیں کہ اگر سب لکھے جائیں تو یہ اشتہار ایک رسالہ ہو جائے گا۔ لہذا چند الہام اور ایک خواب بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

مجھے ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا۔ اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی سے مینہ برس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رویا اُنکے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بنجائے تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جسکو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب میں نے یہ معلوم کرتے ہی اُس پتھر کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محو ہو گیا۔ جب بعد اسکے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بنگیا۔ سب سے پہلے میری نظر اُسکی آنکھوں پر پڑی۔ اُسکی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔ تب میں یہ دیکھکر کہ خدا نے پتھر کو جسکی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جسکی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور خوبصورت اور مفید جاندار ہے خدا کی قدرت کو یاد کرکے وجد میں آگیا اور بلاتوقف سجدہ میں گرا اور میں

سجدہ میں بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی بزرگی کا ان الفاظ سے اقرار کرتا تھا کہ ربی الاعلیٰ ربی الاعلیٰ - اور اسقدر اونچی آواز تھی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ آواز دور دور جاتی تھی - تب میں نے ایک عورت سے جو میرے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانو تھا اور غالباً اس دعا کی اُس نے درخواست کی تھی یہ کہا کہ دیکھ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے پتھر کو بھینس بنا کر آنکھیں عطا کیں اور میں یہ اسکو کہہ رہا تھا کہ پھر یکدفعہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جوش مارا اور میرا دل اُس کی تعریف سے پھر دوبارہ بھر گیا اور پھر میں پہلی طرح وجد میں آکر سجدہ میں گر پڑا اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر یہ کہتے ہوئے گراتا تھا کہ یا الٰہی تیری کیسی بلند شان ہے تیرے کیسے عجیب کام ہیں کہ تو نے ایک بے جان پتھر کو بھینس بنا دیا اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اسکے دودھ کی بھی امید ہے قدرت کی باتیں ہیں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا - میں سجدہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی - قریباً اسوقت رات کے چار بج چکے تھے - فالحمد للہ علی ذالک - میں نے اسکی یہ تعبیر کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف جو میرے پر خلاف واقعہ اور سراسر جھوٹھ باتیں بنا کر گورنمنٹ تک پہنچاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہونگے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو بھینس بنا دیا اور اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بصیرت اور بینائی عطا کرے گا اور وہ اصل حقیقت تک پہونچ جائیں گے - **یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب -**

شکر کی بات ہے کہ جن حکام کے ہم ماتحت کئے گئے ہیں وہ سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں - اگر وہ غلطی کریں تو نیک نیتی سے غلطی کرتے ہیں اور اصل بات کی کھوج میں لگے رہتے ہیں - اس کے بعد جو مجھے الہام ہوئے وہ اسی رویا کے موید ہیں وہ بھی ذیل میں لکھتا ہوں تا کہ اس آخری وقت میں جبکہ یہ اب پوری ہوں لوگوں کے ایمان قوی ہوں - مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کب پورا ہوگا اور کس کے ہاتھ پر پورا ہوگا اور اس کا وقت کونسا ہے میں یقیناً

جانتا ہوں کہ یہ دھوکہ جو ہمیشہ گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے برقرار نہیں رہے گا اور آخرکار یہ ہوگا
کہ حکام انصاف پسند خداداد دوربینی اور بصیرت اور روشن ضمیری سے میرے اصل حالات
پر مطلع ہو جائیں گے تب اُسی کے موافق جو میں نے دیکھا ہے بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے
خدا کی قدرت سے ایک پتھر کو ایک خوبصورت سفید رنگ بھینس بنا دیا اور اُسکو نہایت
روشن آنکھیں عطا فرمائیں میری اصل حقیقت حکام پر کھل جائے گی۔ وہ گھڑی اور وہ دن
خدا کو معلوم ہے مگر جلد ہو یا دیر سے ہو گورنمنٹ عالیہ پر میری صفائی اور نیک چلنی اور
گورنمنٹ کی نسبت کمال وفاداری۔ ایکشخص پر کھل جائے گی۔ اور وہ خیالات جو میری نسبت
مشہور کئے جاتے ہیں غلط ثابت ہونگے۔ اور الہامات جو اس خواب کے موید ہیں یہ ہیں۔
انّ اللہ مع الذین اتقوا والّذین ہم محسنون۔ انت مع الذین اتقوا۔ وانت
معی یا ابراہیم۔ یاتیک نصرتی انی انا الرحمٰن۔ یا ارض ابلعی ماءک۔
غیض الماء وقضی الامر۔ سلامٌ قولاً من ربٍ رحیم۔ وامتازوا الیوم
ایّہا المجرمون۔ انا تجالدنا فاقطع العدوّ واسبابہ۔ ویل لہم انّی یوفکون۔
یعض الظالم علی یدیہ ویُوثَقُ۔ وانّ اللہ مع الابرار۔ وانہ علی نصرہم
لقدیر۔ شاہت الوجوہ۔ انہ من آیۃ اللہ وانہ فتح عظیم۔ انت اسمی
الاعلیٰ۔ وانت منی بمنزلۃ محبوبین۔ اخترتک لنفسی۔ قل انی اُمرتُ
وانا اوّل المومنین۔ یعنے خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو پرہیزگاروں کے
ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اے ابراہیم۔ میری مدد تجھے پہونچے گی میں رحمان
ہوں۔ اے زمین اپنے پانی کو یعنے خلاف واقعہ اور فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر
پھیلائی گئیں ہیں نگل جا۔ پانی خشک ہوگیا اور بات کا فیصلہ ہوا تجھے سلامتی ہے یہ
رب رحیم نے فرمایا اور اے ظالمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ ہم نے دشمن کو مغلوب کیا
اور اُس کے تمام اسباب کاٹ دیئے اُن پر واویلا ہے کیسے افترا کرتے ہیں۔ ظالم اپنے ہاتھ

کاٹے گا۔ اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکوں کے ساتھ ہوگا۔ وہ انکی مدد پر قادر ہے۔ منہ بگڑیں گے۔ خدا کا یہ نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔ تو میرا وہ اسم ہے جو سب سے بڑا ہے اور تو محبوبین کے مقام پر ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ کہہ میں مامور ہوں اور تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔

گورنمنٹ عالیہ کے سچّے خیر خواہ کے پہچاننے کے لئے ایک کھُلا کھُلا طریق آزمایش

(گورنمنٹ عالیہ سے بادب التماس کہ اس مضمون کو غور سے دیکھا جائے اور جب منشائی درخواست ہر دو فریق کا امتحان لیا جائے)

چونکہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو میرے پر بدظن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اُس کا یہی شیوہ ہے اسلئے میں نے مناسب دیکھا ہے کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمایش قائم ہو جس سے گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھُپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے۔ اور آیندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی پیمانہ کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے کہ چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد سمجھے گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ انکو جو شخص اپنا عقیدہ بنا دے وہ گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے اُن عقائد کو اس طرح پر آلہ شناخت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب یعنی مکہ اور مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شایع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم دونوں فریق لکھکر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شایع کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اُس کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیونکہ وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور اُن کا اظہار کرنا اُسکو موت معلوم ہوگی۔ اور اُن عقائد کا شایع کرنا اُس کے لئے محال ہوگا۔ اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجنا تو اُس کو موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرصہ بیس برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ممالک عرب اور فارس میں شایع کر رہا ہوں لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی اِس اشتہار کے ذیل میں ایک تقریر عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقائد کی نسبت اور مہدی اور مسیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شایع کرتا ہوں۔ میرے نزدیک

یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہل حدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن اور
صلحکاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دو سو کاپی اسکی
میری طرف روانہ کرے تا میں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل
وغیرہ میں شایع کروں - ایسا ہی مجھ سے دو سو کاپی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لے لے
تا بطور خود انکو شایع کرے -

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یونہی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے
صرف بگفتن کوئی رسالہ ذو معنیین لکھنا اور پھر اچھی طرح اُسکو شایع نکرنا یہ طریق اخلاص نہیں
ہے یہ اور بات ہے اور سچے دل سے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات
مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شایع کر دینا یہ اور بات ہے اور اُسی بہادر
کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہو اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تعلیم دی ہے - بھلا
اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقف اُسکو یہ کارروائی کرنی چاہیے - ورنہ گورنمنٹ یاد
رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اُس نے میرے مقابل پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شایع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت
ہو جائیگا - یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدنیتی کے اس کا کوئی مانع نہیں - ہماری
عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ
کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں -

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا
ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالےٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا - اور میں نے
حُسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت تامہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ
عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اُسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے
اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جسکو ہر ایک غیر زبان کا آدمی بآسانی پڑھ نہیں سکتا
اُس کا ترجمہ بھی ہو جائے چنانچہ اب وہ دونوں اشتہار لکھکر اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں - وباللہ التوفیق

۲۱ فروری ۱۸۹۹ء
الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم یا اخوتی ورحمة اللہ وبرکاتہ - اما بعد فاسمعوا منی یا عباد اللہ

رحمت سلام اے برادران من و رحمت خدا و برکات او باد بشنوید از من اے بندگان نیکوکار

الصالحین - ویا اخواننا من بلاد الروم والشام والارض المقدسة مکة ومدینة

واے برادران ما از دیار روم وشام وخاک پاک مکہ وشہر سیدنا خاتم النبیین

التی هی دار هجرة سیدنا ونبینا خاتم النبیین - وفارس ومصر وکابل وغیرها من الارضین - رحمکم

وفارس ومصر وکابل ودیگر زمین ہا خداتعالیٰ برشما

اللہ وایدکم وکان معکم فی الدنیا ویوم الدین - وهدانا وهداکم الی حق مبین -

رحم کند و در دنیا و روز آخرت با شما باشد وما را وشما را سوئے راہ راست ہدایت

انی ادعوکم الیٰ مراضی اللہ الرحیم - وادعوالی وصایا نبی اللہ الکریم - علیه

فرماید - من شما را سوئے رضامندی ہائے او تعالےٰ می خوانم وسوئے وصیتہائے نبی کریم صلی اللہ

الف الف صلوة من اللہ الکبیر العظیم - وابشرکم بما ظهر فی هذه الدیار -

علیہ وسلم دعوت می کنم وشما را از آں واقعہ بشارت می دہم کہ دریں

بفضل اللہ الودود الغفار - وابشرکم بایام اللہ وتنفس صبح الصادقین - و

ملک بفضل ایزد مہربان ظہور گرفتہ است - وشما را بروزہائے خداوند عزوعلا وصبح صادقان

ابشرکم برحمة نزلت من ربنا وهو ارحم الراحمین - یا عباد اللہ انه عزوجل

ورحمت نازلہ مژدہ می رسانم اے بندگان خدا او تعالیٰ سوئے

نظر الی الارض فرای ان الفتن فیها کثرت والدیانة قلت والقلوب قست - والصدور ضاقت وما من یوم یمضی

زمین نگہ کرد ودید کہ فتنہ ہا در وبسیار شدہ اند ودیانت کم گردید ودلہا سخت گشت وسینہا تنگ شدہ ودر ہیچ روزے نمی گزرد

ولا شهر ینقضی - الا تزید الفتن - وتشتد المحن - وملئت الارض بانواع

وہیچ ماہے سپری نمی شود مگر آں فتنہ ہا روز افزوں ہستند ومحنت ہا سخت شدہ اند وزمین باقسام بدعات

البدعات - وتُرکت السنة والقرآن وظهر الفساد فی النیات - وغلبت علی القلوب

پر شدہ و مردم سنت و قرآن را ترک کردہ و در نیتہا فساد ظاہر شدہ و بر دلہا محبت شہوات

حب الشہوات - وزالت من الجباہ انوار الحسنات - بل علی الوجوہ من فساد القلوب

استیلاء یافتہ و از پیشانی انوار ہائے نیکی دور شدہ بلکہ بر روہا از فساد دلہا سیاہی و

سواد وتحول - وضمر وذبول - وجبن واحجام - ووساوس واوہام - وجہلوا کلما

زشتی است و لاغری و ذوبان و نامردی و پس پاشدن است و وساوس و اوہام پیدا اند و آنچہ سیدنا

اوتوا من النبی المصطفٰی - ونسوا وصایا القرآن وما قال خیر الوری - وبقی فی ایدیہم

و مولانا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت ہا دادہ بود ہمہ را یک لخت فراموش کردہ اند و وصیت ہائے

قشور واضاعوا لب الایمان - واقبلوا علی الدنیا وشہواتہا واٰثروا سبل الشیطان -

قرآن را از یاد دادہ و در دست شان پوستے ماندہ است و مغز ایمان را برباد دادہ و بر دنیا و شہوات آں

وما تجدون اکثرہم الا فاسقین - مجترئین غیر خائفین - وترون اکثر العلماء

رو آوردہ اند و راہ ہائے شیطان را اختیار کردہ و اکثر ایشاں را فاسق و بیباک و ناترسندہ خواہید یافت -

یقولون ولا یفعلون - والزہداء یراؤن ولا یخلصون - ولا یتبتلون الی اللہ ولا

و اکثر علماء را خواہید دید کہ بگویند و نمی کنند و زاہداں را خواہید دید کہ ریا می کنند و اخلاص نمی ورزند و سوئے خدا انقطاع نمی

یتقون - وترون عامة الناس تمایلوا علی الدنیا والی الاٰخرة لا یلتفتون - ویتعامون

شوند و تقوی نمی ورزند - و عامہ مردم را مشاہدہ خواہید کرد کہ بر دنیا نگوں سار شدہ اند و بسوئے آخرت التفات

ولا یبصرون - وینومون مسترخیین ولا یستیقظون - ویبذلون

نمی کنند و دانستہ چشم خود را کور می کنند و نمی بینند - و در خواب خوش ہستند و بیدار نمی شوند - و قوت ہائے دیگر با لہائے

اموالہم وجہدہم لاشاعة الضلالات - وکذالک فسدت الارض من سوء

خود را و کوشش خود را برائے اشاعت تاراستی خرچ می کنند و ہم چنیں زمین از بداعتقادیہا فاسد گردید

الاعتقادات - واخرجت انفالہا من انواع المکائد والخزعبیلات - فاقتضت

و انواع اقسام باطل منتشر شد پس عنایت

العنایة الالہیة - ان یبعث عبدًا من عبادہ لتنویر القلوب المظلمة - ویصلح

الہیہ تقاضا فرمود تا بندہ را از بندگان خود برائے روشن کردن دلہائے تاریک مبعوث کند و بر دست او

علی یدیہ مواد المفاسد الموجودۃ - فاختارنی فضلا ورحمۃ من عندہ لہذہ الخطۃ

اصلاح مواد فساد ہائے موجودہ فرماید پس از فضل محض و رحمت خاص مرا برائے ایں کار بزرگ

العظیمۃ - واعطانی حظا کثیرا من المعارف الروحانیۃ - وخفایا العلوم النبویۃ -

برگزید و مرا از معارف روحانیہ و علوم پوشیدہ نبوت و باریکی ہائے کلام اللہ بہرہ وافر بخشید -

والدقایق الفرقانیۃ - وسمانی مسیحا موعودا لاحیی القلوب المائتۃ - بقدرتہ الکاملۃ -

و نام من مسیح موعود نہاد تا من دلہائے مردہ را بقدرت کاملہ او زندہ

واجدد امر التوحید واشید مبانی الملۃ - وانی انا آیۃ اللہ التی جلاہا لوقتہا رحما

گردانم و کار و بار توحید را تازگی بخشم و بنیاد ہائے ملت را بلند و محکم گردانم - و من نشان خدا تعالیٰ ہستم کہ بروقت

علی الخلیقۃ - فہل انتم تقبلوننی او تردون من اتاکم من الحضرۃ - وقد بلغت ما

خود از رحمت و فضل ظاہر کردہ شد پس آیا شما مرا قبول می کنید یا آں کسی را رد خواہید کرد کہ از حضرت عزت پیش

امرت فکونوا من الشاہدین - والذین کذبونی فما کان تکذیبہم الا من العمیۃ -

شما آمدہ است - و من ہرچہ مرا حکم بود بشما رسانیدم پس گواہ باشید - و آنانکہ تکذیب من کردہ اند پس تکذیب شاں

فانہم ما تدبروا دقایق اخبار خیر البریۃ - علیہ الصلوۃ والسلام من حضرۃ العزۃ

بجز ایں سببے نداشت کہ ایشاں را چشم کشادہ نبود چرا کہ اوشاں در باریکی ہائے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ

وکانوا بادی الرای مستعجلین - فاخذہم بخل وعناد نشاء من اہوائہم - واستولی

وسلم ہیچ فکرے و غورے نکردہ اند و ایشاں مردم سطحی خیال بودند و نیز شتاب کار پس ایشاں را بخلے و عنادے

علیہم سیل شحنائہم فما کانوا مہتدین - وقالوا ان المسیح ینزل من السماء - وان

کہ از ہوائے نفس شاں پیدا شد فرو گرفت و سیلاب کینہ بر ایشاں غالب گردید پس راہ راست را ندیدند و گفتند کہ مسیح

المہدی یخرج من بنی الزہراء - وانہما یتقلدان الاسلحۃ - ویحاربان الکفرۃ -

از آسمان خواہد آمد و مہدی از بنی فاطمہ خروج خواہد کرد - و ایشاں اسلحہ خواہند پوشید و با کافراں جنگہا خواہند کرد

ویسفکان الدماء - ولا یرحمان الرجال ولا النساء - ولا یترکان ولا یخلان السیوف فی اغمادہا حتی یکون الناس کلہم

و خونریزی ہا خواہند نمود و نہ بر مرداں و نہ بر زناں رحم خواہند کرد و نخواہند گذاشت و نہ تیغ را در نیام خواہند کرد تا وقتیکہ ہمہ مردم

مسلمین - وقالوا ان المہدی یفحم الکفرۃ بالتعزیرات السیاسیۃ - لا بالآیات السماویۃ -

مسلماں نشوند و گفتند کہ مہدی با سزا ہائے سیاسیہ دہان مردم بند خواہد کرد و نہ با نشان ہا -

ولا یترك فی الارض بیت کافر - ویضرب عنق کل مقیم ومسافر - الا ان یکونوا

وبر روئے زمین ہیچ خانہ کافرے نخواہد گذاشت وگردن ہر مقیم ومسافر خواہد زد مگر اینکہ ایمان آرند

مومنین - ویحارب النصاری وکل من قبل الملة النصرانیة - ویوم لہ الهند وغیرہ

وبا نصاری جنگ خواہد کرد . قصد بلاد وسالنی ہند ہستانی ...

وینال الفتوح العظیمة - ویقتل وینھب ویغنم ویسبی الرجال والنسوة - وللمسیح

ودو فتوحات عظیمہ او را حاصل خواہند شد وقتل وغارت گری وبردہ ساختن وکفار را در حلقہ غلامان

ینزل من السماء لیعاونہ کالخدماء - ولا یقبل الجزیة ولا الفدیة ویجب ان

آوردن کار او خواہد بود - ومسیح از آسمان نازل خواہد شد تا ہمچو خادمان مددمهدی کند وجزیہ وفدیہ را قبول

یقتل من فی الارض من الکفار اجمعین - وکذالك یطئ افواجهما ارض الله

نخواہد کرد ودوست خواہد داشت کہ تمام کفار را کہ بر روئے زمین باشند کشتہ وہم چنیں فوجہائے ایشاں بر زمین

سفاکین - غیر راحمین - وقالوا ھذہ عقائد اتفق علیها امم من العلماء - ونقلها

خون کنندگاں سیر خواہند کرد وبر ہیچ کس رحم نخواہند فرمود - ومی گویند کہ ایں آں عقائد ہستند کہ بر آنہا اولین وآخرین

خلفها من سلفها وحاضرها من غابرها وکثیر من الکبراء - واما نحن یا عباد

اتفاق کردہ اند وخلف وسلف بر آں متفق اند مگر اے بندگان خدا

الله الرحیم - فما وجدنا ھذہ العقائد صحیحة صادقة بل وجدناها سقطا و

ایں عقائد را صحیح نیافتیم بلکہ ردی وخلاف واقعہ

ردیا لا من الرسول الکریم - وعلمنی ربی انہ خطأ وما آتا رسولنا شیئا من مثل

یافتیم نہ از رسول کریم - ومرا رب من بیاموخت کہ آں خطا است و رسول کریم

ھذا التعلیم - وانهم من الخاطئین -

ایں تعلیم ندادہ است - وایشاں خطا کردہ اند -

فالمذھب الذی اقامنا الله علیه ھو مذھب حلم ورفق وتودة - لا قتل و

پس مذہبے کہ خدا تعالی ما را بر آں قائم کردہ است آں مذہب حلم ورفق وآہستگی است نہ قتل و

سبی واخذ غنیمة - وھذا ھو الحق الواجب فی زماننا وانا من المصیبین - فان امر الجهاد

غلام گرفتن وتاراج مال دشمناں - وہمیں حق واجب در زمانہ ما است وما بر صواب ہستیم چرا کہ حکم جہاد

كان فی بدو ایام الاسلام - وكان حفظ نفوس المسلمين موقوفا على قتل القاتلين و

در زمانہ ابتدائی اسلام بود و نگہبانی جان مسلمانان موقوف برین بود کہ کشندگان را بکشند و ظالمان را سزائی

الانتقام - بما كانوا قليلين وكان الكفار غالبين كثيرين سفاكين - وما امر المومنون

کردار دہند چرا کہ مسلمانان در آنوقت جماعتے اندک بودند - و کفار بوجہ غلبہ و کثرت خود خونریزیہا می کردند و

للحرب والقتال - الا بعد ما لبثوا عمرا مظلومين مضروبين وذبحوا كالمعز والجمال - و

مسلمانان را حکم جنگ و قتال صرف در آنوقت شد کہ چوں تا عمرے دراز جور کشیدند و سختی ہا چشیدند - و ہم چو

طال عليهم الجور والجفاء - و توالى الظلم والايذاء - حتى اذا اشتد الاعتداء - و سُمع

گوسپندان و شتران کشتہ شدند و برایشان جور و جفا از حد و اندازہ بیروں شد و ستم و ایذا متواتر گردید بیں چوں

عويل المستضعفين والبكاء - فاذن للذين قتل الك[illegible] اخوانهم والبنين - رحيل[illegible]

آں تجاوز ہا از حد سے و نہایتے تماند و فریاد کمزوران و گریستن شان بدرگاہ خداوند عزوجل رسید پس خدا عادل آ[illegible]

القاتلين والمعاونين - ولا تعتدوا فان الله لا يحب المعتدين - هنالك جاء امر الجهاد -

اجازت مقاتلہ و محاربہ داد چرا کہ عزیزان و برادران و پسران شان از دست ظالمان کشتہ شدہ بودند و گفتہ شد کہ

وما كان اكراه فى الدين وما جبر على العباد - وما بعث نبى سفاكا بل جاء كالعهاد - وما

قاتلان و مددگاران ایشان را بکشید و از حد تجاوز نکنید کہ خدا تجاوز کنندگان را دوست نمی دارد - پس در آنوقت

قاتلوا الا بعد الاذى الكثير والقتل والنهب والسبى من ايدى العدا وغلوهم فى

امر جہاد و جنگ آمدہ بود و ہرگز ایں ارادہ نبود کہ باکراہ و جبر مردم را در دین اسلام داخل کنند - و ہیچ نبی بہ ناحق

الفساد - فرفعت هذه السنة برفع اسبابها فى هذه الايام - وامرنا ان نعد للكافرين

کشندہ و دردنیا مدہ است - بلکہ ہمہ انبیا چوں باران رحمت آمدہ اند و ہرگز جنگ نکردہ اند مگر در آں صورت کہ مدتے دراز

كما يعدون لنا ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحسام - وترون ان النصارى لا يقتلوننا

ایذا کشیدند و قتل و غارت و غلام گرفتن از دشمنان دیدند و فساد و جوش اوشاں را مشاہدہ کردند - پس ایں طریق

فى امر الدين - ولا قوم آخرون من البعيد والقريب - فهذه السيرة عار للاسلام - ان

در ایں زمانہ ازیں وجہ متروک شد کہ اسباب آں معدوم شدند و ما را حکم شد کہ بمقابل کافراں ہماں طرز اختیار کنیم کہ اوشاں

نترك الرفق لقوم رفقوا فامعنوا يا معشر الكرام - وقد جاء فى صحيح البخارى ان المسيح

اختیار کردہ باشند و بمقابل آناں کہ ما را بہ شمشیر نمی کشند بشمشیر نبرد انیم و شما می بینید کہ عیسائیاں در امر دین ما را نمی کشند و نہ قومی

الموعود يضع الحرب - يعني لايستعمل الطعن ولا الضرب - فما كان لي ان اخالف

دیگر از نزدیکان و دوران برائے مذہب جنگ می کنند - پس این سیرت برائے اسلام جائے عار است کہ با نرمی کنندگان

امر النبي الكريم - عليه سلام الله الرؤف الرحيم - وقد جرت عليه سنة نبينا

نرمی کردہ آید - و در صحیح بخاری آمدہ است کہ مسیح موعود جنگ نخواہد کرد - و شمشیر و نیزہ را نخواہد گرفت - پس مرا کہ مسیح

خاتم النبيين - فاي امر افضل منه يا معشر العاقلين - ويكفي لكم ما قال سيدنا خاتم

موعودم نمی سزد کہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بگذارم و وصیت او را کہ سلام خدا بر و باد ترک کنم چرا کہ با نرمی کنندگان

النبيين - عليه صلوات الله والملائكة والصالحين من الناس اجمعين - ثم مع ذالك

نرمی کردن امرے است کہ بر آں سنت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است - پس ازیں بزرگتر کدام امر خواہد بود کہ

قد ثبت ان الاحاديث التي جاءت في المهدي الغازي المحارب من نسل الفاطمة

پیروی آں کنم - و شمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے پیروی کافی است بر و درود خدا و فرشتگان و تمام نیکوکاران باد -

الزهراء - كلها ضعيفة مجروحة بل اكثرها موضوعة ومن قسم الافتراء - وما وثق

باز با این ہمہ این امر نیز بپایہ ثبوت رسیدہ است کہ ہمہ آں حدیثہا کہ در بارہ مہدی غازی آمدہ اند کہ بزعم علما از اولاد فاطمہ رضی اللہ

رواتها - واشكل على المحدثين اثباتها - ولاجل ذالك تركها الامام البخاري والمسلم و

عنہا خواہد بود ضعیف و مجروح ہستند بلکہ اکثر آں حدیثہا موضوع و در قسم افترا ثابت شدہ اند و راویان آں حدیثہا در نظر محدثان

الامام الهمام صاحب الموطاء وجرحها كثير من المحدثين - فمن زعم ان المهدي

معتبر نیستند - و بر علماء فن حدیث اثبات صحت آں حدیثہا بسیار مشکل گردیدہ و ازہمیں سبب امام بخاری و امام مسلم و امام مالک

المعهود والمسيح الموعود رجلان يخرجان كالمجاهدين - ويسلان السيف على النصارى

رضی اللہ عنہم آں احادیث را در کتب خود ذکر نفرمودہ اند و بسیارے از محدثان بر آں حدیثہا جرح کردہ - پس آنانکہ این اعتقاد

والمشركين - فقد افترى على الله ورسوله خاتم النبيين - وقال قولا لا اصل له في

می دارند کہ مہدی و مسیح دو کساں ہستند کہ ہمچو جہاد کنندگاں خروج خواہند کرد و بر عیسائیان و مشرکان شمشیر خواہند کشید ایشاں

القرآن ولا في الحديث ولا في اقوال المحققين - بل الحق الثابت ان لا مهدي الا عيسى

بر خدا و رسول او افترا کردہ اند و قولے گفتہ اند کہ اصل آں از قرآن و احادیث صحیحہ و بیان محققین بپایہ ثبوت نمی رسد - بلکہ حق

ولا حرب ولا يوخذ السيف ولا القنا - هذا ما ثبت من نبينا المصطفىٰ - وما كان حديث

ثابت ہمیں امر است کہ بجز مسیح موعود ہیچ کس مہدی نیست و او ہیچ شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت - ہمیں قول است کہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت گردیدہ

هذا - وشهد عليه الصحيحان فی القرون الاولیٰ - بما ترکا تلک الاحادیث وان فی هذا

و این حد بیچ مست که اهل اکرده شنود و صحیح بخاری و صحیح مسلم بریں امر دریں طور گواہی دادہ اند کہ ایں احادیث را ترک کرده و درین

ثبوت لاولی النهی - وتلک شهادة عظمیٰ - فانظر ان کنت من اهل التقیٰ - واعلم انّ

عقلمنداں را بر دعوی ما ثبوتے واضح است - پس اگر متقی ہستی دریں تامل کن و بداں کہ

عیسیٰ المسیح نبی الله قد مات ولحق برسل خلوا وترکوا هذه الدنیا - وقد شهد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ اند و با نبیاء وفات یافتگان پیوستہ و خدائے ما

علیه ربنا فی کتابه الاجلی - وان شئت فاقرء فلما توفیتنی ولا تتبع قول الذین ترکوا

در قرآن بر آں گواہی دادہ و اگر بخواہی ایں آیت بخواں یعنے فلما توفیتنی و پیروی قول آنکساں مکن

القرآن بالهویٰ - وما اتوا علیه ببرهان اقویٰ - وقالوا وجدنا علیه آباءنا ولو کان

کہ قرآن را بہوائے نفس خود ترک کردہ اند و بر آں دلیلے نیاوردہ اند - و می گویند کہ ما پدران خود را بریں یافتہ ایم اگرچہ پدران

آباءهم بعد وامن الهدیٰ - وانا نریکم آیات الله فکیف تکفرون - هذا ما قال

ایشاں از حق دور افتادہ باشند و ما آیتہائے قرآن بشما مے نمائیم پس چگونہ انکار آیتہا مے کنید

الله فبای حدیث بعد کلام الله تؤمنون - اتترکون القرآن باقوال لا تعرفون -

و بعد کلام الٰہی کدام سخن را باور خواہید کرد - آیا قرآن را با قوال ناشناختہ ترک خواہید نمود

اتجعلون رزقکم انکم تکذبون - وتؤثرون الشک علی الیقین - ولا قول کقول رب

آیا نصیبہ شما ہمیں است کہ تکذیب کلام الٰہی کنید و شک را بر یقین برگزینید و ہیچ قولے چوں قول خداوند

العالمین - وانا اثبتنا ان عیسیٰ علیه السلام هاجر من وطنه بعد واقعة الصلیب - و

عالمیاں نیست و ما ثابت کردہ ایم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از واقعہ صلیب از وطن خود ہجرت کردہ بود

الهجرة من سنن المرسلین باذن الله المجیب القریب - ثم سافر الی هذه الدیار -

و ہجرت سنت انبیاء علیہم السلام است باز سوئے ایں ملک کہ ملک ہندوستان

دیار الهند کما جاء فی الاثار - وکمّل الله عمره الی مائة وعشرین کما جاء فی الحدیث

است سفر کرد چنانچہ در آثار آمدہ است و خدا تعالیٰ او را تا یکصد و بیست سال عمر عنایت فرمود چنانکہ در حدیث جناب

من النبی المختار - ثم مات ودفن فی ارض قریبة من هذه الاقطار - وقبره موجود

نبی علیہ السلام آمدہ است و از ملکے از قریبے تر بہ ہمیں دفن شد و قبر او در

في سرى نكر الكشمير الى هذا الزمان - ومشهور بين العوام والخواص والاعيان - و

سری نگر کشمیر تا ایں زمان موجود است و در خاص و عام مشهور است و مردم زیارت آں قبر

يُزار ويتبرك به فاسئل اهلها العارفين - انكنت من المرتابين - وانظر كيف مُزّقت

مے کنند پس اگر شک باشد از اہل کشمیر باید پرسید و غور باید کرد کہ چگونہ آں

تلك الخيالات - ولم يبق لها اثر وبطلت تلك الروايات - فانكشف ان المراد من المسيح

خیالات پارہ پارہ شدند و از انہا اثرے نماند و روایت باطل شدند پس متحقق شد کہ مراد ازیں لفظ کہ مسیح

النازل رجل أعطي له خلق المسيح - وهو الذي يكلّمكم يا اولي النهى والفهم الصحيح -

نازل خواہد شد ظہور مردے است کہ بر خلق مسیح باشد و او ہماں مرد است کہ باشما کلام می کند اے ارباب فہم صحیح

واعلموا ان وقت الجهاد السيفي قد مضى - ولم يبق الا جهاد القلم والدعاء وآيات عظمى - و

بدانید کہ وقت جہاد سیفی در گذشت - و بجز جہاد قلم و دعا و نشانہائے عظمیٰ ہیچ چیزے باقی نماندہ و

الذين يعتقدون ان الجهاد السيفي سيجب عند ظهور الامام - فقد اخطاؤا - وانا لله

آنانکہ ایں اعتقاد می دارند کہ جہاد سیفی عنقریب بر وقت ظہور امام مہدی واجب خواہد شد پس ایشاں خطا کردہ اند

على زلة الاقدام - وما هذا الاخطاء نشاء من قلة التدبر في احاديث خير الانام - ومن

و بر لغزش قدم شاں جائے انا للہ گفتن است و ایں خطا بوجہ قلت تدبر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظہور

عدم التفريق بين الموضوعات والصحاح واتباع الاوهام - والاسف كل الاسف على

آمدہ است و نیز ازیں جہت کہ در موضوعات و احادیث صحیحہ فرقے نکردہ اند و افسوس بر آں مردم است کہ بہ یقین

رجال يعلمون ان احاديث المهدي الغازي مجروحة غير صحيحة - ثم يعتقدون

کہ احادیث آمدن مہدی غازی ضعیف و مجروح اند باز اعتقاد آمدن

بمجيئه من غير بصيرة - ولا يقولون قولا على وجه البصيرة - ولا يتبعون نور نصوص

او می دارند و ہیچ سخنے بر وجہ بصیرت نمی گویند و از نصوص نقلیہ و دلائل عقلیہ

النقلية والدلائل العقلية - وكانوا عاهدوا ان يموتوا لحفظ الاسلام - ولا يتبعوا قولا يخالف

نورے نمی خواہند و پیش ازیں عہد کردہ بودند کہ عمر خود ادائے مہمات اسلام خواہند کرد و ہیچ قولے را

قول سيدنا خير الانام - فلا شك ان وجود هؤلاء من احدى مصائب التي صُبّت

کہ مخالف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد پیروی نخواہند کرد پس ہیچ شکے نیست کہ وجود ایں مردم یکے از آں مصیبتہا ست

على الدين المتين - فانهم لايتبعون نورا بل يمشون كالعمين - وما كان علمهم مطهرا

که بر اسلام نازل شده اند - زیرا که ایشان پیروی نور نمی کنند بلکه همچو نابینایان می روند و علم شان از شک و ریب پاک

من الشك والريب - وما رشحت على قلوبهم فيوض من الغيب بل تراهم يقفون ما ليس

نیست و بر دلهای شان فیضهای غیب نازل نمی شوند بلکه تو ایشان چیزی را پیروی میکنند

لهم به من علم ولا بصيرة - ويتبع بعضهم بعضا من غير دراية ومعرفة - وكذالك

که بر حقیقت آن مطلع نیستند و هیچ بصیرتی ندارند و بعض بعض را پیرو اند بغیر اینکه علم و معرفت داشته باشند و همچنین

جعلوا دين الله بجهلهم عرضة المعترضين المتعصبين - ولعبة اللاعبين الغافلين ثم

از نادانی های خود دین الهی را نشانه معترضان متعصب کرده اند و بازیچه بازی کنندگان غفلت شعار

قوم جهلوا معرفة الامور الدينية والدقائق الشرعية وصاروا ائمة قوم جاهلين -

نموده اند - ایشان قومی هستند که معارف دینیه و دقائق شرعیه را فراموش کرده اند و چند نادانان را پیرو خود ساخته -

يفتون ولا يعلمون - ويؤمّون ولا يتفقهون - ويقولون ولا يفعلون - لا يمسّون شيئا

فتوی ها می دهند و جواب صحیح را نمی دانند و پیشرو می شوند و به دین تفقه نمی دارند و می گویند و نمی کنند - از معارف قرآن

من معارف الفرقان - ولا يتبعون رجال هذا الميدان - ويعظون ولا يفهمون

چیزی را مس نمی کنند و نه مردان این میدان را پیرو می گردند و مردم را وعظ می کنند و نمی دانند

ما يخرج من افواههم وما كانوا مبصرين ولا مفكرين - ولا على الله مقبلين - وان

که چه چیزی از دهان شان بیرون می آید و چشم بینده نمی دارند و نه فکری می کنند و نه از خدا هدایت می خواهند - و ایشانه

بضاعة علمهم مزجاة ناقصة - وان قلوبهم على الدنيا مائلة ساقطة - فكيف يفهمون

علم شان بسیار کم و ناقص افتاده و دل شان بر دنیا نگون گردیده پس چگونه

معضلات الدين - وكيف يطلعون على معارف شرع المتين - فان معارف الله

مشکلات دین را بفهمند و چگونه بر معارف شرع متین اسلام داده شوند چرا که معارف الهیه

لا تنكشف الا على قلوب صافية - وابواب الدين لا تفتح الا على همم على الله مقبلة -

فقط بر آن دلها منکشف می شوند که صافی باشند و درهای دین فقط بر آن همت ها می کشایند که بخدا رو آرند

ولا تتجلى الحقائق الا على افكار الى الرحمان حافدة - ثم مع ذالك وجب على رجال

و حقائق بر آن فکرها پرتو می اندازند که سوی رحمان رونده باشند - الحاصل این همه بر مردانی که میدانهای مناظرات

يتصدون لمواطن المباحثات ويقتحمون سيول المباحثات ان يكونوا مستوعبين

را پیش می آیند و در سیلابہائے مباحثات داخل می شوند واجب است کہ در علوم عربیہ بہرہ ور باشند

العلوم العربية - ومرتوين من العيون الادبية - ومطلعين على فنون الكلام والاساليب

و از چشمہ ہائے ادب سیرابی نصیب شان باشد - و بر فنون کلام و طرز ہائے عجیبہ غریبہ آن

الغريبة المعجبة - وقادرين على محاسن الكنايات - ومقتدرين على طرق التفهيمات -

مطلع باشند و بر محاسن کنایات و طریقہ ہائے تفہیم قدرتے حاصل دارند

وعارفين لمحاورات اللسان - وضابطين لقوانين العاصمة من الخطاء في الفهم

و بہ محاورات زبان عرب معرفت حاصل کردہ باشد - و آن قواعد در ضبط شان بودہ باشد کہ بدان ہا از خطا در فہم و

والغلط في البيان - وانى لهولاء هذه الكمالات - فليس في ايديهم الا الخرافات -

غلطی کردن در بیان محفوظ و معصوم بمانند - و این مردم را این کمالات کجا حاصل اند در دست شان بجز خرافات چیزے

فليبك عليهم من كان من الباكين - اينتظرون المهدى الغازى ليسفك الدماء -

نیست - پس ہر کہ گریستن می خواہد بر ایشان بگرید - آیا انتظار آن مہدی جنگ کنندہ می کنند کہ خونہا بریزد

ويقتل الاعداء - ويقطع الهام - وبالسيف يشيع الاسلام - مع انه ليس بثابت

و دشمنان را قتل کند و سرہا ببرد و بہ زور شمشیر اشاعت اسلام کند با وجود اینکہ این امر از

من الاحاديث الصحيحة - ولا النصوص الفرقانية - بل ثبت على خلافه عند

احادیث صحیحہ ثابت نیست و نہ از نصوص فرقانیہ ثابت است بلکہ نزدیک محققین بر خلاف آن ثابت

المحققين - ثم مع ذالك هذا امر ينكره العقل السليم - ويابى الفهم المستقيم - فاسئل

شدہ است باز با وجود این امر کہ ہمچو این خونریزیہا از قرآن و حدیث ثابت نشد این طریق خود رد عقل سلیم قابل

المدبرين - وانت تعلم ان زماننا هذا زمان لا يسطو احد علينا للمذهب

پذیرائی نیست و از قبول آن فہم مستقیم انکار می کند پس از تدبر کنندگان بپرس - و تو میدانی کہ این زمانہ چنان زمانیست

بالسيف والسنان - ولا يجبر احد لنتبع دينه ونترك دين الله خير الاديان -

کہ ہیچ کس برائے مذہب بہ تیغ و نیزہ بر ما حملہ نمی کند و کسے بر ما جبر نمی کند تا باکراہ در دین او داخل شویم و دین اسلام را کہ

فلا نحتاج في هذه الايام الى الحرب والانتقام - ولا الى تثقيف العوالى وتشهير

خیر الادیان است ترک کنیم - پس ما درین روزہا بسوئے حرب و انتقام محتاج نیستیم و سوئے این ہم محتاج نیستیم کہ نیزہ ہا را تیز د

الحسام۔ بل صارت هٰذه الامور کشریعة نُسخت۔ وطُرق بُدّلت۔ فلمّا ما بقي

راست یعنی شمشیر را از نیام بیروں آریم بلکه ایں امر مشابه شریعتے شده اند که منسوخ شده باشد و مشابه راه که

حاجة الی الغزاة والمحاربة۔ اقیم مقام هٰذا اتمام الحجة بالدلائل الواضحة

تبدیل یافته باشد۔ پس هرگاه هیچ حاجت سوئے جنگ و محاربه نماند قائم مقام آں دلائل واضحه قطعیه شدند۔

القطعية۔ واثبات الدعاوی بالبراهین الصادقة الصحیحة۔ وکذالك وُضعت

و براهین صادقه صحیحه برائے اثبات دعوی کافی شمرده شدند و همچنیں بجائے جنگها

موضعها الآیات المنیرة۔ والخوارق الکبیرة۔ فان الحاجة قد اشتدت فی وقتنا

نشان ها و خوارق را قرار یافتند چراکه در زمانه ما برائے تقویت ایمان ضرورتے

هٰذا الی تقویة الایمان۔ ونزول الآیات الجلیة من الرحمان۔ ولا یفیدهم سفك

شدیداست و خلق الله سوئے ایں محتاج است که نشانهائے روشن را به بیند و ایشان را خون ریختن

الدماء وضرب الاعناق۔ بل یزیدهم هٰذا انواع الشکوك والشقاق۔ فالمهدی

و گردن زدن هیچ فائده نمی بخشد بلکه ایں طریق از دست شکوک و مخالفت را می افزاید پس مهدی

الصدوق الذی اشتدت ضرورته لهٰذا الزمان۔ لیس رجل یتقلد الاسلحة ویعلم

راستباز که ضرورت او دریں زمان است چناں مردے نیست که سلاح به بندد و

فنون الحرب واستعمال السیف والسنان۔ بل الحق ان هٰذه العادات۔ یضر الدین

فنون حرب را بداند و تیغ و نیزه را استعمال کند بلکه همچو ایں عادات دریں زمانه دین را ضرر می رسانند

فی هٰذه الاوقات۔ ویختلج فی صدور الناس۔ من انواع الشکوك والوسواس۔

و انواع اقسام وساوس در دلهائے مردم می گذرند

ویزعمون ان المسلمین قوم لیس عندهم الا السیف والتخویف بالسنان۔ ولا یعلمون

و گمان می کنند که مسلمانان قومے هستند که نزد شاں بجز به شمشیر ترسانیدن و نیزه چیزے دیگر نیست و جز

الا قتل الانسان۔ فالامام الذی تطلبه فی هٰذا الزمان قلوب الطالبین۔ و

کشتن مردم چیزے دیگر نمی دانند۔ پس آں امام که دریں زمانه دلهائے طالبان او را می جویند و

تستقریه النفوس کالجائعین۔ رجل صالح مهذب بالاخلاق الفاضلة۔ ومتصف

جانها همچو گرسنه ها تلاش او می کنند آں مردے نکوکار است که با خلاق فاضله آراسته و بصفات

بالصفات الجليلة المرضية - ثم مع ذلك كان من الذين اوتوا الحكمة والمعرفة - و

بصفات پسندیده متصف باشد ... ازاں پس با این همه ضرور است که او از آں مردم باشد که از حضرت فیاض مطلق حکمت

رزقوا البراهين والادلة القاطعة - وفاق الكل في العلوم الالٰهية - وسبر الاسرار

و معرفت نصیب شان گردیده و براهین و دلائل قاطعه داده شده و از همه مردم در علوم الهیه فوقیت حاصل کرده و از ہمہ چناں بود

في دقائق النواميس ومعضلات الشريعة - وكان يقدر على كلام يؤثر في قلوب

در کتب الهیه و غوامض شریعت سبقت می برده و او قادر بر چنیں سخنے باشد که در دلها اثر آں فرود آید

الجلاس - ويتفوه بكلم يستملحها الخواص وعامة الناس - وكان مقتضب الفقرات

و کلماتے از دهن او بیروں آیند که خواص مردم را ملیح نمایند و عامة الناس را نیز هم - و به بدیهه گفتن سخنانے

كلآلي منضدة - ومرتجلا بنكات تضاهي قطوفا مذللة - مقتدرا على حسن الجواب -

قادر باشد که در ہائے باہم ترتیب داده را مشابه باشند و لطیفه حاضر جوابیها نکته ها گویا که خوشه ہائے انگور پیوسته اند

وفصل الخطاب - مستمكنا من قول هو اقرب بالاذهان - وادخل في الجنان -

بر حسن جواب ملکه کامله دارد و قوت فیصله در وجود باشد و بیانی سخنے تواند گفت که بہتر باذہان و فرود آینده به دلها

مبكتا للمخالفين في كل مورد توردہ - ومسكتا للمنكرين في كل كلام اوردہ - فلا

باشد و چناں باشد که در ہر مورد سخنے که وارد شود و نزد ہر کلامے که گوید خصم را ساکت تواند کرد پس

سيف في هذا الزمان كسيف قوة البيان - ولا اجد في هذا العصر تاثير القنات -

در ایں زمانه هیچ شمشیر قوت بیان نیست و من در ایں روزها تاثیر نیزه در هیچ چیز بجز دلائل و

الا في البراهين والادلة والآيات - فامام هذا العصر امرء كان فارس مضمار

نشانها نمی بینم پس امام ایں زمانه مردے است که فارس میدان معرفت باشد

العرفان - والمؤيد من الله بآي وغيرها من طرق اتمام الحجة وانواع البرهان -

و به نشانها و دیگر طرق اتمام حجت و انواع برہاں موید الٰہی باشد

وكان اعرف من غيره بكتاب الله القرآن - ليرهب به اعداء الله ويشفي

و در علم فرقاں از غیر خود زیادت داشته باشد تا که بر دشمنان خدا رعب او طاری شود و

صدور الطالبين - وكان قادرا على اصلاح نفسه التي هي اعدى اعدائه -

دلہائے طالبان را شفا بخشد و بر اصلاح نفس خود که بدترین دشمنان است قادر باشد تا که نفس او

لتذوب بالكلية ولاتنازع الله في كبريائه - وكان متوكلا متواضعا مبتهلا لإعلاء

بکلی بگدازد ودر عزت وکبریائی حضرت جلشانه دم مشارکت نزند ونیز متوکل ومتواضع وبرائے اعلاء کلمه

الشريعة الغراء صابرا بنفسه ماطلي بجهاد الله ويجتهد لهم بعقد الهمة والالحاح في الدعاء

اسلام تضرع کند وباشد صابر بنفس خود وبندگان خدا را نصیحت دارنده وبعقد همت وزور دادن بر دعا با کامیابی شان جاهد باشد

ولا ينسى احدا من المخلصين ولو كانوا في ابعد اقاليم - ويجادل الله في اشقياء

وهیچ کسے را از تمام مخلصان فراموش نکند اگرچه او نشسته‌اند در دورترین ولایت ها باشند وهمچو ابراهیم از بهر بدبختان جماعت

جماعته كابراهيم - وكان وجيها في حضرة رب العالمين - فان مثل الامام

خود به خدا تعالی مجادله کند ودر حضرت رب العالمین وجیه باشد چراکه مثل امام مثل آن

مثل رجل قوي تعلق باهدابه ضعيف او شيخ كبير تخاذلت رجلاه - و

شخصے است که قوی باشد وبه دامان او چسپان کمزورے یا پیرے سالخورده پنجه زده باشد که هر دو پائے او سست و

ضعفت عيناه - فيأخذ هذا الفتى الضعيف - والشيخ الفاني المخرف النحيف -

بے حمل افتد وهر دو چشمان او کمزور اند - پس این جوان آن ضعیف وشیخ فانی مسلوب الحواس را می گیرد

ويعصمه من ان يظلم نفسه ويحيف - وكذالك يأخذ كل من خيف عليه العثار

وازینکه برجان خود ظلم کند نگه می دارد وهم چنین آن جوان آن پیرے را می گیرد که از ضعف

لضعفه من المزلق - ويعطي غضا طريا كل من احتاج الى امتراء الميق - ويبلغ

قوت خود خطره لغزش دارد وهر یکے را که محتاج قوت لایموت است میوه‌های تر تازه می دهد وکمزوران و

المستضعفين اللاغبين الى ديارهم كفتيان ناصرين - فالذي ما رق قلبه

درماندگان را همچو جوان مردان تا وطن شان می رساند پس شخصے که دل او را صفت

صفة الشفقة والمواسات - وماله قوة وشجاعة كالابطال والكماة - ولايبتهل

شفقت وغمخواری نزاده اند ونه مر او همچو دلیران وبهادران قوت شجاعت است ونه از خدا

على الله للخلقه بالبكاء والتضرعات - ولايوجد فيه رحم اكثر من رحم الوالدات -

به تضرع بهتری مخلوق او می خواهد ودر وے رحمے زیاده تر از رحم مادران یافته نمی شود

فلايوتى له هذا المنصب ولايوجد فيه شئ من هذه الآيات - وليس هو وارث

پس چنین کسے را این منصب - می دهند واز این نشان ها چیزے درو یافته نمی شود - واو وارث آنحضرت

امام الکونین وسید الکائنات ۔ واما الذی اُعطی لہ ھذا التحنن والشفقت و

صلی اللہ علیہ وسلم نیست ۔ مگر آں کسے کہ ورا ایں مہر و شفقت دادہ شد، و، ا،س

ملاء قلبہ بھذہ الصفات ۔ مع انسلاخہ من اھواء النفس والشھوات ۔ واستھلاکہ

صفت پر کردہ شد وبا ایں ہمہ از ہوائے نفس و شہوات آں بیروں آمدہ در محبت

فی حب اللہ ومحویتہ فی ابتغاء وجہ اللہ والرضاۃ ۔ فھو کبریت احمر و بدر تام

الٰہی فنا گشتہ او کبریت احمر و بدر تام است

ودوحۃ مبارکۃ للکائنات ۔ لیتفیأ الناس ظلالہ ۔ ویاتوہ لجلب البرکات ۔

وبرائے مردم درختے مبارک است تا مردم زیر سایہ او بیایند وبرای حصول برکات پیش او حاضر

وھو دار امن یلجوء المضطرون خلالھا ۔ ولیاخذوا کہفا عند الآفات ۔ وھو مبارک

شوند ۔ و او خانہ امن و سلامتی است تا بے قراران درو داخل شوند و بوقت آفات او را

ویورک من حولہ وبشری لمن لاقاہ ورآہ ۔ او سمع منہ بعض الکلمات ۔ انہ رجل یوالی

پناہ خود بگیرند ۔ و او مبارک است و چیزے آں کسے مبارک است کہ گرد اوست گردد ۔

اللہ من والاہ ۔ ویعادی من عاداہ ۔ ویاتیہ السعداء من کل فج عمیق ودیار بعیدۃ ۔ وھو

و بشارت یا دکسے را کہ با او ملاقات کرد و او را دید و بعض کلمات او شنید ۔ او مردی

کھف للملۃ وامان من اللہ لکل مسلم ومسلمۃ ۔ ومن علامات صدقہ انہ یوذی فی اول امرہ

است کہ خدا دوست دارندگان او را دوست می دارد و دشمن دارندگان او را دشمن

ویسکط علیہ الاشرار ۔ ویسطو الفجار ۔ مستھزئین مکذبین ۔ ویقولون فیہ اشیاء ویسبون

سے دارد ۔ و نیک مردان از ہمہ راہ ہائے دور و دراز پیش او مے آیند و او

مجترئین ۔ وھو یدیح علی الاذی ویخ الصواد ۔ ویمشی ھوناکالاخیار ۔ ولا یجزی السیئۃ بالسیئۃ

پناہ ملت و امان خدا برائے ہر مسلم و مسلمہ می گردد و از علامات صدق او ایں

ویدفع بالتی ھی احسن واشب لعباد الحضرۃ ۔ حتی اذا تم ایام الابتلاء ۔ وما قدر علیہ من

است کہ او را در اول امر خود ایذا دادہ می شود و در حق او چیز ہا مے گویند و

جور السفھاء ۔ فینفخ فی روعہ ان یقبل علی اللہ کل الاقبال ۔ ویسئل نصرتہ بالتضرع والابتھال

چوں جور و جفا بکمال مے رسد پس در دل او می دمد کہ سوئے خدا عز وجل متوجہ شود

فتتحرك فی باطنه هذه الارادات - فیخر ساجدًا لله فتستجاب الدعوات - وتکون له

و مدد او نخواهد پس دعاے او قبول کرده می شود و انجام کار فتح او رامی باشد و خدا راهمیں عادت

النصرة والفتح فی آخر الامر وفی المآل - ویخلق الله له اسبابا من السماء باللطف و

با اولیائے خود است که اوشاں باول حال مغلوب و مقهور و نشانهٔ ایذاء دشمناں می باشند و انجام

النوال - ویفعل له افعالا یتحیر الخلق من تلك الافعال - ویقلب الامر کل التقلیب

کار فتح و ظفر نصیب ایشاں می گردد - و ایں چنیں مردم بعد از مرور سالہائے دراز مبعوث می شوند و چوں

ویومنه من الخوف والاهتیال - وکذالك جرت عادته باولیائه فانه یجعل

فساد در زمین ظاهر شود و موجها زند و مردم حدود خدا وند عزوجل را فراموش کنند - و علماء را برائے

اعدائهم غالبین فی اول الامر ثم یجعل الخواتیم لهم وقد کتب ان العاقبة للمتقین -

اصلاح مردم قوت و قدرت نماند بلکه خود سست و غافل و مغلوب تقیهائے خود شوند پس

ولا یبعث لمثل هذه الرجال الا بعد مرور من القرون باذن الله الفعال - وبعد

دریں هنگام از نزد او تعالے مردے مصلح پیدا می شود و او را علم و معرفت می بخشند و عنایت

فساد فی الارض وصول الاعداء وسیل الضلال - فاذا ظهر الفساد فی الارض وزاد

الٰهیه تقاضا مے فرماید که نبی یا محدث را مبعوث کند و خدمت دین سپرد فرماید و او بوقتے

العدوان - وکثر الفسق والعصیان - وقل المعرفة وصار الناس کالعمین - وجهلوا

مے آید که دلہائے سلیم در آنوقت ضرورت ایں امر محسوس می کنند و هر نفس بیدار می دریابد

حدود الله رب العالمین - وتطرق الفساد الی الاعمال والافعال والاقوال - وصار

که دریں وقت حاجت تائید الٰهی است و قوت شامه ارواح شاں خوشبوئے او را محسوس

امر الدین مُتشتّتًا ومشرفا علی الزوال - والاعداء مدّوا ایدیهم الی بیضة الاسلام - وانتهی

می کنند - پس مے آید و سیل فتنه ها خشک می شوند و بر منکراں حجت تمام می گردد و محدث یا نبی بجز وقت

شعار الدین الی الانعدام - وما بقی فی وسع العلماء - ان یردوا الناس الی الصلاح والاتقاء -

ضرورت نمی آید و شمشیر نمی کشد مگر بر آناں که شمشیر کشیده باشند - بدانکه اکثر مردم

بل العلماء وهنوا ونسوا خدمة الدین - وتمایلوا علی الدنیا الدنیة وما بقی لهم حظ من الایمان

در امر مهدی معهود خطا کرده اند و او را بجز خونریزی و قتل نصاری و یهود منسوب

والیقین۔ ویبلغ امر الفساد والفسق والضلالۃ۔ الی منتھی التی کعلۃ کانت فی الدرجۃ الثالثۃ

کرده اند بلکه علماء این دیار می گویند که در وقت مهدی شاهان هندوستان را که پرهیز

ومابقی رجاء ان یبرء الناس بحجج القال والقیل۔ فعند ذالک یرسل مصلح ویعطی لمن

باشند ماخوذ کرده وطوق در گردن انداخته پیش مهدی حاضر خواهند ساخت۔ لیکن باید

لدن ربہ علم ومعرفۃ وصدق وطرق اقامۃ الدلیل۔ وطہارۃ واستقامۃ وعلیہ جرت عادۃ

دانست که این سخنها محض افترا هستند و بدست شان هیچ حدیثے صحیح نیست وایشان نور

الرب الجلیل۔ فالحاصل ان العنایۃ الالٰھیۃ تقتضی بالفضل والاحسان۔ ان یبعث نبیا ومجددا

ثبوت را نمی جویند که موجب اطمینان نفس گردد و حقیقت منکشف شود وهمچو محققان نظر را

فی ذالک الزمان۔ ویفوض الیہ ھذہ الخطۃ ویجتبیہ لاصلاح نوع الانسان۔ فیجیء فی وقت تشہد

نمی دوانند۔ همچو خانه هائے خالی اند یا همچو درختان بے بر۔ ونزد شان اگر چیزے هست همین ریشها

بہ القلوب السلیمۃ لضرورۃ داع من حضرۃ الکبریاء۔ وتحس کل نفس متیقظۃ حاجۃ الی تائید رب السماء

هستند که دراز گذاشته اند و بینی ها که به تکبر بلند کرده و رداها که ترش اند وزبانها که به بدگوئی دراز اند

ویعدون ریحہ ونفحاتہ۔ تقرع شلۃ ارواحہم فعند ذالک یظہر امر الله وتغیض سیل الفتن ویتم الحجۃ

ودلها که کج اند وایشان را آرزوها هستند که ترک آنها نمی کنند وخواهشها هستند که پوشیده می دارند ودرچشمهائے

علی الکافرین۔ ولا یاتی الا عند الضرورات۔ ولایسل السیف الاعلی الذین سلوہا من الظالمین والعصاۃ۔

بینش وارد نمی شوند وراه هائے باریک بینی را نمی جویند وکوششهائے خود را برائے دیدن حق خرج نمی کنند

ثم اعلم ایہا السعید ان اکثر الناس قد اخطؤا وغلطوا فی امر المہدی المعہود۔ ونسبوا الیہ سفک

وهیچ سعی بجا نمی آرند تا مردم را به یقین برسانند۔ وآخر کلام درین باب

الدماء وقتل کثیر من النصاری والیہود۔ وقالوا ان ملوک النصاری الذین ہم ملوک الہند من اہل

این است که من مسیح موعود ومہدی ام وبرائے جنگها

للحرب اعنی الیوروفین۔ یوخذون ویطوقون ثم یحضرون فی حضرۃ المہدی صاغرین۔ ومالہم بہ من علم

نیامده ام بلکه بر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمده ام

ان یقولون الا کالمفترین۔ وما عندہم الا احادیث ضعیفۃ ووضع من الواضعین۔ ولا نجد فی ایدیہم حدیثا

تا که مردم را سوئے مکارم اخلاق وسوئے رب رحیم وکریم بخوانم۔ ومن هیچ

مسیحا من خاتم النبیین۔ فاتقوا اللہ ولا تعتدوا واکمل ہذہ العقائد۔ ولا تستروا شریعۃ اللہ تحت الزوائد۔ تمدّین۔

حاجت سوے کشیدن شمشیر نہ می بینم بلکہ این کار براے آن مذہب عارات

والذین لا یترکون ہذہ الاقاویل۔ ولا یستقرون البرہان والدلیل۔ ولا یطلبون نورا یشفی النفس۔ و

کہ در ذات خود روشنی می دارد۔ آرے حاجت ما سوئے قلم ہاست تا مردم

ینفی اللبس۔ ویکشف عن حقیقۃ العمی۔ ویوضح المعمّی۔ ولا یمعنون النظر کالمحققین۔ بل یتبع بعضہم بعضا

را از گمراہی رہا و طوفان آن گمراہی ہا نجات دہیم۔ ومن چون سوئے اینہا

کالعمین۔ ولا یبرحون الطرف کالمفتشین۔ فاولئک قوم یشابہون جہاما وخلّبا۔ ویضاہون متوسما

این دیار آمدم بر کفر من فتوی دادند وتکذیب من کردند وگفتند کہ دجال

قلیبا۔ اوہم کبیوت عورۃ۔ او کاشجار غیر مثمرۃ۔ لیس عندہم من غیر لحی طوّلت۔ وآنف شمخت۔ ووجوہ بسرت

است و خدا تعالے ایشان را نشانہا نمود و پیشگوئیہا بظہور آمدند و برکتہا

السن سلطت۔ وقلوب زاغت۔ ولہم امانی لا یترکونہا۔ واہواء یعشقونہا۔ فلا یردون مناہل التحقیق۔ ولا

ظاہر شدند وماہ ومہر در رمضان منکسف شدند لیکن ہیچ دلے نرم

یستقرون مجاہل التدقیق۔ ولا یبذلون جہدہم لرؤیۃ الحق المبین۔ ولا یجاہدون لایصال الناس الی ذری الیقین۔

نشد واز گمراہی باز نیامدند و براے ایشان کتابہائے ضخیم تالیف

وآخر الکلام فی ہذا الباب۔ انی انا المسیح المہدی من رب الارباب۔ وما جئت للمحاربات۔ وما امرنی ربی

کردم پس قبول نکردند بلکہ ہمچو سفہا دشنام دادند ودر گمراہی

للغزاۃ۔ انی جئت علی قدم ابن مریم لادعو الناس الی مکارم الاخلاق والی رب اکرم وارحم۔ ولا ادری حاجۃ

و افراط در ظلم قدم پیش نہادند و اوستانرا بصدق علامات واضح

الی سل السیوف من اجفانہا۔ بل ہی عار لملۃ احاطت البلاد بلمعانہا۔ نعم حاجۃ الی بری الاقلام لجولانہا۔ لتنجی

شد کہ من از طرف خدا تعالے ہستم مگر بجز فحش گفتن و ایذا دادن

الناس من الضلالات وطوفانہا۔ واذا جئت علماء ہذہ الدیار۔ کفرونی وکذبونی بالاصرار۔ واعرضوا عن الحق بالاستکبار۔

ہیچ کار ایشان نبود و از خداوند من نشانہا دیدند مگر قبول نکردند و

وقالوا دجال افتری۔ فاراہم اللہ الآیۃ الکبری۔ وظہرت انباء الغیب وبرکات عظمی۔ وخسف القمر والشمس فی رمضان

باز نیامدند ومن در غیر وقت نزد ایشان نیامدم بلکہ در وقت غربت

فما تقلب قلب الی الحق وما لان۔ وعرضت علیہم سبل الہدایۃ فما استخلصوا من العمایۃ والغوایۃ۔ والفت لہم مجلدات ضخیمۃ۔ وکتبا

اسلام ظاہر شدم و در ہنگام فسادے ظہور کردم کہ سوئے آن

مطولة مبسوطة۔ فما قبلوا الحق بل سبّوا کالسفهاء۔ وزادوا فی البغی والاعتداء۔ وقد وضع لهم بصدق العلامات۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کردہ بود و بر سر صدی آمدہ ام و ایں

اتی من اللہ رب السموات۔ فما کان امرهم الا الفحش والایذاء۔ والشتم والازدراء۔ وقد رؤا من ربی آیات۔

مردم ایں صدی را انتظار مے کردند و ایں را مبارک می دانستند و چوں

وانواع تائیدات۔ فما قبلوا ظلما وعلوا وما کانوا مستهدین۔ وما جئتهم فی غیر وقت بل جئت عند غربة الاسلام۔ و

نزد شاں آمدم ہمہ علوم خود را پس پشت انداختند و اول دشمناں شدند

فی زمان فساد اشار الیه سیدنا خیر الانام۔ وعلی راس المائة۔ وکانوا من قبل ینتظرون وقت هذه المائة۔ و

و اگر خوف شمشیر دولت برطانیہ نبودے مرا قتل کردندے پس خدا را وایں دولت

یحسبونها مبارکة للملة۔ فلما جئتهم نبذوا علومهم وراء ظهورهم وصاروا اول المعادین۔ ولولا خوف سیف الدولة

برطانیہ را شکر مے کنیم کہ موجب نجات ما گردید و مالہائے ما و جانہائے ما و آبروہائے ما

البرطانیة۔ لقتلونی بالسیوف والاسنة۔ ولکن اللہ منعهم بتوسط هذه الدولة المحسنة۔ فنشکر اللہ ونشکر

از ظلم ظالماں محفوظ ماندند و زیر سایہ ایں دولت بامن بسر می بریم و از انواع عذابہا رستیم و نزول

هذه الدولة التی جعلها اللہ سببا لنجاتنا من ایدی الظالمین۔ انها حفظت اعراضنا ونفوسنا واموالنا من الناهبین

یمناں بر آمدنہا فی عزت و برکت گردید و ہمہ امیدہائے دنیوی را یافتیم۔ پس برما واجب گردید کہ اطاعت او کنیم و

وکیف لا نشکر وانا نعیش تحت هذه السلطنة بالامن وفراغ البال۔ ونجینا من انواع النکال۔ وصار نزولها

دعائے سلامت و اقبال او بصدق نیت کردہ باشیم۔ ایں دولت بدستہائے شوکت خود

لنا اول العز والبرکة۔ ونلنا غایة رجاء تامة من الدنیا والعافیة۔ فوجبت اطاعتها ودعاء اقبالها وسلامتها بصدق

مارا اسیر نکردہ است بلکہ بہ ایادی منت و احسان خود دلہای مارا اسیر گردانیدہ است پس

النیة۔ انها ما اسرتنا بایدی السطوة۔ بل جعل قلوبنا اساری بایادی المنة والنعمة۔ فوجب شکرها وشکر مبرتها۔ و

واجب است کہ شکر او و شکر احسان او کنیم و طاعت او و طاعت حکام او بجا آریم

وجب طاعتها وطاعة حفدتها۔ اللهم اجز منا هذه الملکة المعظمة واحفظها ابدا ولیها وعزها یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

ای خدا ایں ملکہ معظمہ را از ما جزائے خیر بدہ۔ آمین۔

الراقم المرزا غلام احمد القادیانی ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء

جو صفحہ مذکور یعنی صفحہ ۴ کے تیرھویں سطر سے اٹھارھویں سطر تک یہ عبارت ہے۔ "ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈالکر انکے بیٹے مہدی کے سامنے لائیں گے انکے خزائن بیت المقدس کا زیور کئے جاویں گے (پھر اسکے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اس رائے کی تائید میں اسکے اپنے مونہہ کے لفظ یہ ہیں) میں کہتا ہوں ہند میں اسوقت کوئی بادشاہ بھی نہیں ہے بلکہ رئیس ہنود و مسلمان ہیں سو وہ بھی حاکم مستقل نہیں ہیں بلکہ برائے نام ہیں۔ اس ولایت کے بادشاہ یورپین ہیں تاہم اسوقت تک یعنی مہدی کے زمانے تک یہی حاکم یہاں کے رہیں گے انہی کو انکے روبرو بیٹے مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لائیں گے" اور اوپر یہی تصدیق لکھ چکا ہے کہ گردن میں طوق ڈالکر مہدی تک [illegible] روبرو حاضر کرینگے اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے [illegible] الساعۃ [illegible] صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہو جائیگا اور صفحہ ۲۶۵ اقتراب الساعۃ میں لکھا ہے کہ مہدی عیسائیوں کی سلطنت کو توڑ دیگا یعنی ان کے مذہب کا نام و نشان نہیں رہنے دیگا اور حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اترکر مہدی کا وزیر ہوگا اور بادشاہ مہدی ہوگا۔ پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۳ میں لکھا ہے کہ اب مہدی کا زمانہ نزدیک آگیا ہے۔ [illegible] کہ ایک فرقہ پیدا ہوگا جو اس بات کو نہیں مانتا کہ مہدی اس شان اور امر یعنی غازی اور مجاہد ہونیکے طور پر آئیگا وہ فرقہ غلطی پر ہے کیونکہ

اور وہ بات پر شہادت نہیں دی۔ (۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو حقیقت صحیح ہیں اور طرق متعددہ سے انکی صحت کا پتا ملتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دیگئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسکی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خونریزی کریگا اور نہ اسکی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کر دیگا جیسا کہ حدیث لا المہدی الا عیسیٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور مستدرک حاکم کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کیگئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئیگا یعنے وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا یعنے بدی کا مقابلہ نکریگا اور نہ لڑیگا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائیگا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں

اس نشان کے ساتھ مہدی کا ظاہر ہونا صحاح ستہ یعنی حدیث
کی چھ معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۵۹ حجج الکرامہ
میں نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے کہ زمانہ ظہور مہدی کا اب
بہت قریب ہے تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام
بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۴ میں
لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی مہدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام
پھیلائے گا وہ ہی ایمان ہونگے یا قتل اور یا اسلام۔ اور
کتاب احوال الآخرہ کے صفحہ ۳۱ میں بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی
ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیئے جاویں گے۔

غرض یہ عقائد محمد حسین اور اسکے اس گروہ کے ہیں جنکو اب
اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں۔ عوام مسلمان انکو وہابی کہتے
ہیں اور محمد حسین انکا سرگروہ اور ایڈووکیٹ اپنے تئیں ظاہر
کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی غلطی سے وہ حدیثیں
سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک مشہور کتاب میں جس کا نام مشکوٰۃ ہے
باب الملاحم میں ذکر کیگئی ہیں۔ عربی میں ملاحم بڑی لڑائیوں کو کہتے ہیں
اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو مہدی عیسائیوں
وغیرہ کے ساتھ کریگا۔ دیکھو کتاب مظاہر حق جو کتاب مشکوٰۃ کی شرح
ہے اسکے جلد چہارم صفحہ ۳۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان
حدیثوں کے سمجھنے میں ان لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے۔ غرض محمد حسین اور اسکے
اہل حدیث گروہ انہوں نے مہدی کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور جیسا کہ
یہ لوگ خطرناک اور بعض ان کا بہت کچھ والا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اسکے لکھنے کی
ضرورت نہیں اور انکے مقابل پر دوسرے کالم میں میرے عقیدے ہیں اور نیز میری
جماعت کے۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

لکھی ہے جیسے کہ لفظ یہ ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مہدی جس کا
دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا
اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت
کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات
اور خدا کے قرب کے نشانوں کے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ
کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا
ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ
طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا
ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے انکی وصیتوں اور
حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا
ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح
علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا **میں ہی ہوں** ہر ایک
کو چاہیئے کہ ان اخلاق میں مجھے آزماوے۔ اور خراب ظن اپنے دل سے
دور کرے میری **بیس برس کی تعلیم** جو براہین احمدیہ سے
شروع ہو کر راز حقیقت تک پہونچی ہے اگر غور سے دیکھا جاوے تو اس
سے بڑھکر میری باطنی صفائی کا اور کوئی گواہ نہیں۔ میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں
کہ میں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ ممالک میں پھیلا دیا
ہے اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کیلئے مسیح نازل ہوگا
اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور دونو
ملکر خونریزیاں شروع کر دینگے خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں بہت
مدت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا
مزار موجود ہے سو جبکہ مسیح کا آسمان سے اترنا باطل ثابت ہوا ایسا ہی کسی غازی مہدی
کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سچائی کا بھوکا ہو وہ اسکو قبول کرے۔ فقط

الحمد لله

وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

درثمین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان مین باہتمام

حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع چھپی

قیمت ۳ر تعداد جلد ۷۰۰

اطلاع

واضح ہو کہ اس کتاب مین حضرت اقدس مجدد الوقت مہدی و مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب
رئیس قادیان علیہ و علی نبینا الصلوۃ والسلام کی تصنیف کردہ کتب تا امروزہ مین سے کل
اشعار فارسی و اردو چھانٹ کر جمع کئے گئے ہین۔ قبل اس سے جو درثمین چھپی تھی اُس مین
بہت سے اشعار رہگئے تھے جو کہ اب اسمین داخل کئے گئے یہ کتاب چند باتون کو
مد نظر رکھکر بہت شوق سے مکرر طبع کرائی گئی ہے۔ کئی دفعہ کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ
جب ان اشعار کو مجلس مین پڑھا جاتا ہے تو ایک خاص اور عجیب اثر سامعین کے دلون پر
پڑتا ہے۔ بہت سے مخالف رجوع کر گئے۔ ان اشعار مین یہ کمال ہے کہ اگر کوئی انکا ورد
رکھے اور اکثر پڑھا کرے تو ممکن نہین کہ سچا محب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور اسلام کا نہ بنجاوے۔ کیونکہ یہ اشعار۔ محبت الٰہیہ۔ تصوف۔ توحید اور بہت
حقایق و معارف قرآنیہ کے مضامین سے بھرے ہوئے ہین۔ شاعرانہ طرز کو بھی اعلیٰ طور
پر ادا کیا گیا ہے۔ یہ اشعار شوق و محبت اور جوش کے بڑھانے اور تزکیہ نفس کیلئے
ایک نہایت نیک اور عمدہ ذریعہ ہین۔ ان اشعار کے پڑھنے سے حضرت اقدس کے
بہت سے مضامین اور بہت سے دعوون معہ دلائل سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ بعض
لوگ دیوانون کے پڑھنے کا بہت شوق رکھتے ہین انہین چاہیے کہ اس کتاب کو
پڑھین۔ دل بھی بہلاوین اور ثواب بھی حاصل کرین۔ قیمت علاوہ محصول ۳/ر۔ صاحبزادہ
منظور محمد صاحب قائم مقام مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس بمقام قادیان ضلع گورداسپور سے ملسکتی ہے۔

نشان آسمانی - اب بار دوم چھپی ہے۔ نعمت اللہ ولی کا تمام قصیدہ
درج کیا گیا ہے۔ ایک شخص کے اعتراض کا جواب بھی حضرت نے دیا ہے وہ بھی
اسمیں درج کیا گیا ہے۔ یہ تھوڑا سا مضمون نیا ہے قابل دید ہے۔ قیمت وہی ۳/ر علاوہ محصول

فقط ۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باری تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت اور مناجات مین اور اس امر کے اثبات مین کہ تمام ذرات کائنات پر ہر آن مین اسکا تصرف و اختیار حکمران ہے فرماتے ہین۔

براہین احمدیہ صفحہ

ہر دم از کاخ عالم آواز یست
کہ بکیش بانی و بنا ساز یست

نہ کس او را شریکے انباز یست
نے بکارش دخیل و ہمراز یست

این جہان را عمارت انداز یست
وا ز جہان برترست و ممتاز یست

وحدہٗ لاشریک حیّ و قدیر
لم یزل لایزال فرد و بصیر

کارساز جہان و پاک و قدیم
خالق و رازق و کریم و رحیم

رہنماؤ معلّم رہِ دین
ہادی و ملہمِ علومِ یقین

متصف با ہمہ صفاتِ کمال
برتر از احتیاجِ آل و عیال

بر یکے حال ہست در ہمہ حال
رہ نیابد بدو فنا و زوال

نیست از حکم او برون چیزے
نہ ز چیز یست او نہ چون چیزے

نتوان گفت لامس اشیاست
نے توان گفت این کہ دور از ماست

ذاتِ او گرچہ ہست بالا تر
نتوان گفت زیر اوست دگر

ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس
ذات او برترست زان و سواس

ذات بیچون و چند افتادست
وز حدود و قیود آزادست

نہ وجودے بذات او انباز
نہ کسے در صفات او انباز

ہمہ پیدا ز دست قدرت او
کثرت شان گواہ وحدت او

گر شریکیش بدی ز خلق دگر | گشتی این جمله خلق زیر و زبر

هر چه از وصف عاکی و خاکست | ذات بیچون او از آن پاکست

بند بر پای هر وجود نهاد | خود ز هر قید و بند هست آزاد

آدمی بنده هست و نفسش بند | در دو صد حرص و آز سر بکمند

همچنین بنده آفتاب و قمر | بند در سیرگاه خویش مقر

ماه را نیست طاقت این کار | که بتابد بروز چون احرار

نیز خورشید را نه یارای | که نهد بر سریر شب پای

آب هم بنده هست زین که مدام | بند در سیر و نیست نفسی خودکام

آتشی تیز نیز بندهٔ او | در چنین سوزشی فگندهٔ او

گر برآری به پیش او فریاد | گرمیش کم نگردد ای استاد

پای اشجار در زمین بندست | سخت در پا سلاسل افگندست

این همه بستگان آن یکذات | بر وجودش دلایل و آیات

ای خداوند خلق و عالمیان | خلق و عالم ز قدرتت حیران

چه مهیب ست شان و شوکت تو | چه عجیب ست کار و صنعت تو

حمد را با تو نیست از آغاز | نی در آن کس شریک نی انباز

تو وحیدی و بی نظیر و قدیم | منزه ز هر قسیم و سهیم

کس نظیر تو نیست در دو جهان | بر دو عالم توی خدای یگان

زور تو غالب ست بر همه چیز | همه چیزی به جنب تو ناچیز

ترست ایمن کند ز ترس و خطر | هر که عارف ترست ترسان تر

خلق جوید پناه و سایهٔ کس | وان پناه همه تو هستی و بس

هست یادت کلید هر کاری | خاطری بی تو خاطر آزاری

هر که نالد بدرگهت به نیاز | بخت گم کرده را بیابد باز

لطف تو ترک طالبان نکند | کس بیکار رهت زیان نکند

هر که با ذات تو سری دارد | پشت بر روی دیگری دارد

زانکہ چون کار بر تو بگذارد | رو بہ اغیار از چہ رو آرد
ذات پاکت بس ست یار یکے | دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد | رحمت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور | از در و بام او ببارد نور
ہر کہ راہت گرفت کارش شد | صد امیدے بروزگارش شد
ہر کہ راہ تو جست یافتہ است | تافت آن رو کہ سر بتافتہ است
وانکہ از ظل قربت تو رمید | بر در ہر کہ رفت ذلت دید
اے خداوند من گناہم بخش | سوے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم | پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن | بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی | وانچہ مے خواہم از تو نیز توئی

فرد کامل و مکمل رحمت عالم و عالمیان ہادی انام علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت جسمین نہایت لطیف طور پر توریت شریف کی بعض آیتونکے آنحضرت کے وجود باجود پر منطبق ہونیکی طرف اشارہ کیا ہی اور آنحضرت کے وجود پاک کو جسمانی اور روحانی دونون زبردست نشانونکا کامل مظہر ثابت کیا ہی اور آخر مین ضرورت وجود انبیا علیہم السلام پر برہمو دہرم اور آریونکو سخت الزام دیا ہے

در دلم جوشد ثنائے سرورے | آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشق یار ازل | آنکہ روحش واصل آن دلبرے
آنکہ مجذوب عنایات حقست | ہمچو طفلے پروریدہ در برے
آنکہ در بر و کرم بحر عظیم | آنکہ در لطف اتم یکتا درے
آنکہ در جود و سخا ابر بہار | آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

آن رحیم و رحیم حق را آیتے | آن کریم وجود حق را مظہرے

آن رخ فرخ کہ یک دیدار او | زشت رو را مے کند خوش منظرے

آن دل روشن کہ روشن کردہ است | صد درون تیرہ را چون اخترے

آن مبارک پے کہ آمدنت او | رحمتے زان ذات عالم پرورے

احمد آخر زمان کز نور او | شد دل مردم ز خور تابان ترے

از بنی آدم فزون تر در جمال | وز لآلی پاک تر در گوہرے

بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ | در دلش پُر از معارف کوثرے

بہر حق دامان ز غیرش بر فشاند | ثانی او نیست در بحر و برے

آن چراغش داد حق کش تا ابد | نے خطر نے غم ز باد صرصرے

پہلوان حضرت رب جلیل | بر میان بستہ ز شوکت خنجرے

تیر او تیزی بہر میدان نمود | تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے

کرد ثابت بر جہان عجز بتان | وانمودہ زور آن یکتا قادرے

تا نماند بے خبر از زور حق | بت ستا و بت پرست و بت گرے

عاشق صدق و سداد و راستی | دشمن کذب و فساد و ہر شرے

خواجہ و مر عاجزان را بندۂ | بادشاہ و بے کسان را چاکرے

آن ترحم ہا کہ خلق از وے بدید | کس ندیدہ در جہان از مادرے

از شراب شوق جانان بیخودے | در سرش بر خاک بنہادہ سرے

روشنی از وے بہر قومے رسید | نور او در خشید بر ہر کشورے

آیت رحمٰن برائے ہر بصیر | حجت حق بہر ہر دیدہ ورے

ناتوانان را بہ رحمت دستگیر | خستہ جانان را بہ شفقت غمخورے

حسن رویش بہ ز ماہ و آفتاب | خاک کویش بہ ز مشک و عنبرے

آفتاب و مہ چہ ہے ماند بدو | در دلش از نور حق صد نیرے

یک نظر بہتر ز عمر جاودان | گر فتد کس را بران خوش پیکرے

منکہ از حسنش ہمے دارم خبر | جان فشانم گر دہد دل دیگرے

یاد آن صورت مرا از خود برد
هر زمان مستم کند از ساغرے

سے مے پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر میداشتم بال و پرے

لاله و ریحان چه کار آید مرا
من سرے دارم بآن رو و سرے

خوبی او دامن دل مے کشد
مو کشانم مے برد زور آورے

دیده ام کو هست نور دیده ها
در اثر مهرش چو مهر انورے

تافت آن روے کزان روشن تنافت
یافت آن درمان که بگزید آن درے

هر که بے او زد قدم در بحر دین
کرد در اول قدم گم معبرے

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زین چه باشد معجزے روشن ترے

آن شراب معرفت دادش خدا
کز شعاعش خیره شد هر اخترے

شد عیان از وے علی الوجه الاتم
جوهر انسان که بود آن مضمرے

ختم شد بر نفس پاکش هر کمال
لاجرم شد ختم هر پیغمبرے

آفتاب هر زمین و هر زمان
رهبر هر اسود و هر احمرے

مجمع البحرین علم و معرفت
جامع الاسمین ابر و خاورے

چشم من بسیار گردید و ندید
چشمه چون دین او صافی ترے

سالکان را نیست غیر از وی امام
رهروان را نیست جز وی رهبرے

جائے او جائے که طیر قدس را
سوزد از انوار آن بال و پرے

آن خداوندش بداد آن شرع و دین
کان نگردد تا ابد متغیرے

تافت اول برد بار تازیان
تازیانش را شود درمان گرے

بعد زان آن نور دین و شرع پاک
شد محیط عالمے چون چنبرے

خلق را بخشید از حق کام جان
وارهانیده ز کام اژدرے

یک طرف حیران از و شاهان وقت
یک طرف مبهوت هر دانشورے

نے بعلمش کس رسید و نی بزور
در شکسته کبر هر متکبرے

او چه مے دارد بمدح کس نیاز
مدح او خود فخر هر مدحت گرے

هست او در روضه قدس و جلال
وز خیال ما و جان بالاترے

اے خدا بروے سلام ما رسان — ہم برا خوانش زہر پیغمبرے
ہر رسولے آفتاب صدق بود — ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظلے دین پناہ — ہر رسولے بود باغے مثمرے
گر بدنیا نامدے این خیل پاک — کار دین ماندے سراسر ابترے
ہر کہ شکر بعث شان نارد بجا — ہست او آلاے حق را کافرے
آن ہمہ از یک صدف صد گوہرند — متحد در ذات واصل و گوہرے
امتے ہرگز نبودہ در جہان — کاندر آن نامد بوقتے منذرے
اول آدم آخر شان احمد ست — اے خنک آنکس کہ بیند آخرے
انبیا روشن گہر ہستند لیک — ہست احمد زان ہمہ روشن ترے
آن ہمہ کان معارف بودہ اند — ہر یکے از راہ مولی مخبرے
ہر کہ را علمے ز توحید حق ست — ہست اصل علمش از پیغمبرے
آن رسیدستش از رہ تعلیم ہا — گوشوا کنون ز نخوت منکرے
ہست قومے کج رو و ناپاک راے — آنکہ زین پاکان ہمی پیچد سرے
دیدۂ شان رہ سوئے حق ہرگز ندید — بس سیہ کردند روے دفترے
شور بختی ہائے بخت شان ببین — تا ز ہر چشمے گریزان از خورے
چشم گر بودے غنی از آفتاب — کس نبودے تیز بین چون شپرے
ہر کہ کور ست و براہش صد مغاک — وائے بروے گر ندارد رہبرے
قوم دیگر را چنین رائے رکیک — در نشستہ از جہالت در سرے
کان خدا ملکے دگر اندر جہان — از دیار شان ندیدہ خوشترے
ہم دگر روئے چو روئے خوب شان — نامدش مرغوب طبع و خاطرے
لاجرم از ابتدائیش تا ابد — ماند و خواہد ماند آنجا بسترے
ملک دیگر گرچہ میرد در ضلال — مے نگردد زو گہے مستفسرے
داد مر یک ذرہ قومے را کتاب — ترک کردہ صد ہزاران معشرے
چون بروز ابتدا تقسیم کرد — درمیان خلق از خیر و شرے

راستی در حصهٔ او شان فتاد   دیگران را کذب شد آبشخورے
قول شان این ست کاندر غیر شان   آمده صد کاذب و حیلت گرے
لیک نامد نزد شان یک نیز هم   آنکه بودے از خدا دین گسترے
آنکه ایشان را نمودے راه حق   در کشودے کذب هر کذب آورے
تا شدے دادار را حجت تمام   بر سر هر مسلم و متنصرے
الغرض نزدیک شان دادار پاک   هست ظالم تر ز هر ظالم ترے
کو گذارد عالمے را در ضلال   مبتلا در پنجهٔ هر ماکرے
خود همے دارد بیک قومے مدام   همچو شیدائے بکسے میل و سرے
اینچنین پر حمق راے۔ این قوم را   حمق دیگر این که بر دے فاخرے
عاقبت این راے زشت و بدخیال   کرد ایشانرا عجب کور و کرے
چشم پوشیدند از صد چشمهٔ   سرنگون گشتند بر یک آخورے
سخت ورزیدند کین با انبیا   الامان از کین هر متکبرے
آنچه کین شان بپاکان ثابت ست   از شیاطین کس ندارد باورے
خر بوداند در حماقت بے نظیر   لیک ایشانرا بهر مو صد خرے
نے سر تحقیق دارند و ثبوت   نے زنند از صدق پا بر معبرے
نے دوائے را شناسند از اثر   نے درختے را شناسند از برے
نے ز کس پرسند از روئے نیاز   نے بصرف فکر خود متفکرے
نے بدل پرواے این تفتیش ها   کز همه دین پاک دامن بهترے
بر یکے مائل عدو صد هزار   فارغ از فرق اقل و اکثرے
نے بدل خوف خداے کردگار   نے بخاطر بیم روز محشرے
تیره جانان دیده ها را دوخته   سوخته در کین ورے چون اژدرے
دیده و دانسته از حق قاصر اند   دل نهاده در جهان غادرے
از براے حق تراشیده ز جهل   دائما در خانهٔ خود منبرے
آن خداے شان عجب باشد خدا   کو تغافل داشت از هر کشورے

بهر الهام آمدش دائم پسند
یک زبان یک لحظه کوته ترے

اینچنین رائے کجا باشد درست
کسے خرد گرد دلبسویش رهبرے

کسے گمان بد کند بر نیکوان
آنکه باشد نیک و نیکو محضرے

ماه را گفتن که چیزے نیست این
هست دشنامے نه زین افزون ترے

کور گر گوید کجا هست آفتاب
میشود در کوری اش رسوا ترے

در خور تابان مکن شک و گمان
تا ملامت را نه گردی درخورے

گر خدا خواهی چرا کج مے روی
چون نمے ترسی ز قهر قاهرے

چون نمے ترسی ز روز باز پرس
چون نه ترسی از حضور داورے

افترا سے شان چیان گشتت یقین
یا خدایت وانموده دفترے

نور شان یک عالمے را در گرفت
تو هنوز ای کور در شور و شرے

لعل تابان را اگر گوئی کثیف
زین چه کاهد قدر روشن جوهرے

طعنه بر پاکان نه بر پاکان بود
خود کنی ثابت که هستی فاجرے

بغض با مردان حق نامردی ست
آن بشر باشد که باشد بے شرے

وآنکه در کین و کراهت سوختست
نفس ودن راهست صید لاغرے

صد مراتب به ز چشم اهل کین
چشم نابینا و کور و اعورے

بر سر کین و تعصب خاک باد
هم بفرق کین وران خاکسترے

جز به پابندی حق بند دگر
در نه گیرد یا خدائے اکبرے

ما همه پیغمبران را چاکریم
همچو خاکے او فتاده بر درے

هر رسولے کو طریق حق نمود
جان ما قربان بران حق پرورے

اے خداوندم به خیل انبیا
کش فرستادی به فضل او فرے

معرفت هم ده چو بخشیدی دلم
مے بده زان سان که دادی ساغرے

اے خداوندم بنام مصطفے
کش شدے در هر مقامے ناصرے

دست من گیر از ره لطف و کرم
در مهم باش یار و یاورے

تکیه بر زور تو دارم گرچه من
همچو خاکم بلکه زان هم کمترے

خلق خدا کی سچی ہمدردی اور مخلصانہ خیر خواہی مین

براہین احمدیہ صفحہ ٨٥

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق — نمے گردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چنان مستغرق اندر فکر اوشان ست — کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم — ازین در لذتم کز دردے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق ست — ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا — کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کارست این — گرش صد جان بپا ریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم — خدا بر دے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

براہین احمدیہ صفحہ ٨٧

خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم — یعلم اللہ کہ بکس نیست غبارے مارا
ما نہ بیہودہ پئے این سر و کارے برویم — جلوۂ حسن کشد جانب یارے مارا

طالبان حق کو انصاف کی طرف توجہ دلانے اور عدم توجہ اور بے انصافی کی سوء عاقبت سے ڈرانے مین اور اس بات کے اظہار مین کہ حضرت کریم رحیم مسیح موعود نے دنیا کی مذاہب مشہورہ متعارفہ مین ایک زمانہ دراز غور و فکر کرنے اور منصفانہ تدبر کے بعد آخر اسلام کو سچا دین اور اللہ تعالی کی رضامندی کا راہ نما پایا

براہین احمدیہ صفحہ ٩٣

بیا اے طلبگار صدق و صواب — بخوان از سر خوض و فکر این کتاب
گرت بر کتابم فتد یک نگاہ — بدانی کہ تا جنت این ست راہ
مگر شرط انصاف و حق پروریست — کہ انصاف مفتاح دانشوریست
دو چیز ست چوبان دنیا و دین — دل روشن و دیدۂ دوربین

کسی کو خرد دارد و نیز داد — نخواهد مگر راه صدق و سداد
نپیچد سر از آنچه پاک ست و راست — نتابد رخ از آنچه حق و بجاست
چو بیند سخن راز حق پروری — دگر در سخن کم کند داوری
الا ای که خواهی نجات از خدا — بقصر نجات از در حق درآ
بحق گرد و حق را بخاطر نشان — منه دل به باطل چو کژخاطران
مشو عاشق زشت رو زینهار — وگر خوب گم گردد از روزگار
زمین از زراعت تهی داشتن — به از تخم خار و خسک کاشتن
اگر گرددت دیدهٔ عقل باز — بجوئی ره حق ز عجز و نیاز
طلبگار گردی بصدق دلی — بخواب اندر اندیشه هم بگسلی
نگیری دمی استراحت از آن — اگرچون ز حق باز یابی نشان
اجل بر سرت هستی ات چون حباب — تو زین سان سر اندر نهاده بخواب
بآباو اجداد پیشین نگر — که چون درگذشتند زین رهگذر
بیادت نماندست انجام شان — فراموش کردی در اندک زمان
نبودت با اجل چیست از مکر و بند — چه دیوار داری کشیده بلند
چو ناگه نهنگ اجل در کشد — چرا آدمی این چنین سرکشد
بدنیای دون دل مبند ای جوان — تماشای آن بگذرد ناگهان
به دنیا کسی جاودانه نماند — به یک رنگ وضع زمانه نماند
بست خود از حالت دردناک — سپردیم بسیار کس را بخاک
چو خود دفن کردیم خلقی کثیر — چرا یاد ناریم روز اخیر
ز خاطر چرا یادشان افگنیم — نه ما آهنین جسم و روئین تنیم
بترس ای معاند ز قهر خدا — که سخت ست قهر خداوند ما
به ناکردن ترس پروردگار — بسا شهر ویران شدند و دیار
از آن بی هراسان نشانی نماند — نشانی چه یک استخوانی نماند
همه زیرکی در هراسیدن ست — دگر نه بلا بر بلا دیدن ست

به ناپاکی و خبث ها زیستن   به از این چنین زیست تا زیستن

بیا و بنه سوے انصاف گام   زکین توبه کردن چرا شد حرام

یقین دان که قولم زحق پرورست   خلاف و گزاف ست و نی سرسریست

بهر مذهبے غور کردم بسے   شنیدم بدل حجت هر کسے

بخواندم زهر ملتے دفترے   بدیدم زهر قوم دانشورے

هم از کودکی سوئے این تاختم   درین شغل خود را بینداختم

جوانی همه اندرین باختم   دل از غیر این کار پرداختم

بماندم درین غم زمان دراز   نخفتم زفکرش شبانے دراز

نگه کردم از روی صدق و سداد   به ترس خدا و بعدل و به داد

چو اسلام دینے قوی و متین   ندیدم که بر منبعش آفرین

چنان دارد این دین صفایش بپیش   که حاسد به بیند در روئے خویش

نماید ازان گونه راه صفا   که گردد بصدقش خرد رهنما

همه حکمت آموزد و عقل و داد   رهاند زهر نوع جهل و فساد

ندارد دگر مثل خود در بلاد   خلافش طریقے که مثلش مباد

اصولش که هست آن مدار نجات   چو خورشید تابد بصدق و ثبات

اصول دگر کیش ها هم عیان   نه چیزے که پوشیدنش مے توان

اگر نا مسلمان خبر داشتے   بجان جنس اسلام بگذاشتے

محمد همین نقش نور خداست   که هرگز چنوے بگیتی نخاست

تهی بود از راستی هر دیار   بکردار آن شب که تاریک و تار

خدایش فرستاد و حق گسترید   زمین را بدان مقدمش جان دمید

نهالیست از باغ قدس و کمال   همه آل او همچو گل هاے آل

اسبات کے اظہار میں کہ مقابلہ و مخالفت سے حقیقی صداقت کو
اور بھی قوت و مدد ملتی ہے اور اضداد کا مقابلہ استمراری عادۃ اللہ ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۹۸

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ ۔ کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد ۔ کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی ۔ در جہالت ہاست عز و قدر عقل تام را
صحبت صادق ز نقص و قدح روشن تر بود ۔ عذر نامعقول ثابت مے کند الزام را

اسمین دکھلایا ہی کہ صادقون اور ماموران منجانب اللہ کو کن کن رنگون مین حضرت عزیز حکیم جل شانہ سی تائید اور نصرت پہنچتی ہی اور کسطرح اُن کے دشمن ہلاک ہوتے رہے ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہے ۔ جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے ۔ وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے ۔ کبھی ہو کر وہ پانی انپہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہین ہرگز خدا کے کام بندونسے ۔ بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

دنیا کی بود و نمود کی ناپائداری کا موثر طریق سے نقشہ کھینچکر نفسانی مالوفات و محبوبات کو راہ حق مین ٹھوکر کا پتھر ثابت کیا ہی اور عاشقان و شیدائیان حضرت حق سبحانہ و تعالی کی دل لبھانیوالی صفاتکو بیان کرکے مخالفان حق کو بیجا نخوت اور رعونت اور خلاف حق سے ڈرایا ہی اور آخر مین اسلام و قرآن کی طرف دعوت کرتے ہوئے دین اسلام اور قرآن سے اپنی فوق العادۃ دلچسپی اور محبت کا ثبوت دیا ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۰

عیش دنیائے دون دمے چندست | آخرش کار با خداوندست

این سرائے زوال و موت و فناست | هر که بنشست اندرین برخاست

یک دمے رو بسوئے گورستان | وز خموشان آن بپرس نشان

که مآل حیات دنیا چیست | هر که پیدا شدست تا کے زیست

ترک کن کین و کبر و ناز و دلال | تا نه کارت کشد بسوئے ضلال

چون ازین کارگه به بندی بار | باز نائی درین بلاد و دیار

اے ز دین بے خبر بجز غم دین | که نجاتت معلق ست بدین

هان تغافل مکن ازین غم خویش | که ترا کار مشکل ست به پیش

دل ازین درد و غم فگار بکن | دل چه جان نیز هم نثار بکن

هست کارت همه بآن یکذات | چون صبوری کنی ازو هیهات

بخت گردد چو زو بگردی باز | دولت آید ز آمدن به نیاز

چون تهی زاین چنین یارے | چون بدین ابلهی کنی کارے

این جهان ست مثل مردارے | چون سگے هر طرف طلبگارے

خنک آن مرد کو ازین مردار | روئے آرد بسوئے آن دادار

چشم بندد ز غیر و داد دهد | در سر یار سر بباد دهد

این همه جوشش حرص و آز و هوا | هست تا هست مرد نابینا

چشم دل اندکے چو گردد باز | سرد گردد برآدمی همه آز

اے رسن هائے آز کرده دراز | زین هوس ها چرا نیائی باز

دولت عمر دمبدم بزوال | تو پریشان بفکر دولت و مال

خویش و قوم و قبیله پر ز دغا | تو بریده برائے شان ز خدا

این همه را بجستنت آهنگ | گه بصلحت کشته و گاه بجنگ

خاک بر رشته که پیوندست | بگسل اند ز یار دل بندست

هست آخر بآن خدا کارت | نه تو یار کسے نه کس یارت

قدم خود بنہ بخوف اثم　　تا روی از جہان بصدق قدم
تا خدا ات محب خود سازد　　نظر لطف بر تو اندازد
بادہ نوشی زعشق و زان بادہ　　مست باشی و بے خود افتادہ
نیست این جائے گہ مقام مدام　　ہوش کن تا نہ بد شود انجام
مہر آن زندہ نور ست افزاید　　مہر این مردگان چہ کار آید
لقمۂ معدہ و سر و دستار　　سر بسر ہست بخشش دادار
حق باری شناس و شرم بدار　　پیش ازان کز جہان بہ بندی بار
رد از دا ز چہ رو بگردانی　　سگ وفا مے کند تو انسانی
ترس باید ز قادر اکبر　　ہر کہ عارف ترست ترسان تر
فاسقان در سیاہ کاری اند　　عارفان در دعا و زاری اند
اے خنک دیدۂ کہ گریانش　　اے ہمایون دلے کہ بریانش
اے مبارک کسیکہ طالب اوست　　فارغ از عمرو زید با رخ دوست
ہر کہ گیرد رہ خدائے یگان　　آن خدایش بس ست در دو جہان
لاجرم طالب رضائے خدا　　بگسلد از ہمہ برائے خدا
شیوہ اش مے شود فدا گشتن　　بہر حق ہم زجان جدا گشتن
در رضائے خدا شدن چون خاک　　نیستی و فنا و استہلاک
دل نہادن در آنچہ مرضی یار　　صبر زیر مجاری اقدار
تو بحق نیز دیگرے خواہی　　این خیال ست اصل گمراہی
گر دہندت بصیرت و مردی　　از ہمہ خلق سوئے حق گردی
در حقیقت بس ست یار یکے　　دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد　　ترک جان پیشش اندکے باشد
کوئے او باشدش زبستان بہ　　روئے او باشدش ز ریحان بہ
ہر چہ دلبر بدو کند آن بہ　　دیدن دلبرش ز صد جان بہ
پا بہ زنجیر پیش دلدارے　　بہ ز ہجران و سیر گلزارے

هر که دارد یکے دلارامے / جز بوصلش نیابد آرامے
شب به بستر تپد ز فرقت یار / همه عالم بخواب و او بیدار
تا نه بیند صبوری اش ناید / هر دمش سیل عشق برباید
در دل عاشقان قرار کجا / تو بہ کردن ز روے یار کجا
حسن جانان بگوش خاطر شان / گفت رازے که گفتنش نتوان
هم چنین ست سیرت عشاق / صدق ورزان با یزد خلاق
جان منور بشمع صدق و یقین / نور حق تافته بلوح جبین
کام یابان و زین جہان ناکام / زیرکان دور تر پریده ز دام
از خود و نفس خود خلاص شده / مهبط فیض نور خاص شده
در خداوند خویش دل بسته / باطن از غیر یار بگسسته
پاک از دخل غیر منزل دل / یار کرده بجان و دل منزل
دین و دنیا یکار او کردند / بر درش او فتاده چون گردند
ریزه ریزه شد انگینهٔ شان / بوے دلبر دمد ز سینهٔ شان
نقش هستی بشست جلوه یار / سر زد آخر ز جیب دل دلدار
گر بر آرند شعله هاے درون / دو دخیزد ز تربت مجنون
نے ز سر هوش نے ز پا خبرے / در سر دلستان بخاک سرے
هر کسے را بجز و سر و کارے / کار دل دادگان به دلدارے
هر کسے را بعزت خود کار / فکر ایشان همه بعزت یار
تو سر خویش تافته از دین / حاصل روزگار تو همه از کین
در عناد و فساد افتاده / داد و دانش ز دست خود داده
سر کشیده بناز و کبر و ریا / و ز تدین نهاده بیرون پا
چون خدات نداد نور درون / عقل و هوش تو گشت جمله نگون
کفر گوئی عبادت انگاری / فسق ورزی ثواب پنداری
صد حجابت بچشم خویش فرا / باز گوئی که آفتاب کجا

پرده بردار تا ببینی پیش | جان ما سوختی بکوری خویش

تافتی سر ز منعم و منان | این بود شکر نعمت ای نادان

دل نهادن درین سراچهٔ دون | عاقبت مے کند ز دین بیرون

ترک کوے حق از وفا دورست | دل بغیرے مده که غیورست

دانی و باز سرکشی از وے | این چه بر خود ستم کنی هی هی

هر چه غیر خدا بخاطر تست | آن بت تست ای بایمان ست

پر حذر باش زین بتان نهان | دامنِ دل ز دست شان برهان

چیست قدر کسے که شرکش کار | چون زنِ زانیه هزارش یار

صدق مے ورز و صدق پیشه بگیر | جانب صدق را همیشه بگیر

دیدهٔ تو بصدق بگشاید | یار رفته بصدق باز آید

صادق آن ست کو بقلب سلیم | گیرد آن دین که هست پاک و قدیم

دین پاک ست ملتِ اسلام | از خدائے که هست علمش تام

زین که دین از برائے آن باشد | که ز باطل بحق کشان باشد

دین صفت هست خاصه فرقان | هر اصولش موثق از برهان

با براهین روشن و تابان | مے نماید ره خدائے یگان

من گر امروز سیم داشتمے | آن براهین بزر نگاشتمے

الله الله چه پاک دین ست این | رحمت رب عالمین ست این

آفتاب ره صواب ست این | بخدا به ز آفتاب ست این

مے برآرد ز جهل و تاریکی | سوئے انوار قرب و نزدیکی

مے نماید بطالبان ره راست | راستی موجب رضائے خداست

گر ترا هست بیم آن دادار | به پذیر و ز خلق بیم مدار

چون بود بر تو رحمت آن پاک | دیگر از لعن و طعن خلق چه باک

لعنت خلق سهل و آسان ست
لعنت آن ست کو ز رحمان ست

راستی کے مخالفونکو سرزنش کرنے اور ضد و تعصب سے احتراز کرنیکو فرماتی ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۸

یار و خودی سے باز ہی آؤ گے یا نہین
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہین

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہین
حق کی طرف رجوع ہی لاؤ گے یا نہین

کب تک رہو گے ضد و تعصب مین ڈوبتے
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہین

کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہین

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہانکو دکھاؤ گے یا نہین

قرآن کریم کی مدح مین اور اس امر کے اظہار مین کہ یقین اور صرف یقین ہی سے نجات ملتی ہے اور یہ راہ قرآن ہی نے طیار کی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۴

ہست فرقان آفتاب علم و دین
تا برندت از گمان سوئے یقین

ہست فرقان از خدا حبل المتین
تا کشندت سوئے رب العالمین

ہست فرقان روز روشن از خدا
تا دہندت روشنی دیدہ ہا

حق فرستاد این کلام بے مثال
تا رسی در حضرت قدس و جلال

دارو ئے شکست الہام خدا
کان نماید قدرت تام خدا

ہر کہ روے خود ز فرقان در کشید
جان او روئے یقین ہرگز ندید

جان خود را مے کنی در خوردی
باز مانی ہمان کول و غوی

کاش جانت میل عرفان داشتے
کاش سعیت تخم حق را کاشتے

خود نگہ کن از سر انصاف و دین
از گمان ہا کے شود کار یقین

ہر کہ را سوئیش درے بکشودہ است
از یقین سنے از گمان ہا بودہ است

قدر فرقان نزد تست اے غدار نیست
این ندانی کست جز از وی یار نیست

وحی فرقان مردگان را جان دہد
صد خبر از کوچہ عرفان دہد

از یقین ہا مے نماید عالمے
کان نہ بیند کس بصد عالم ہمے

الہام کی ضرورت میں اور اس بیان میں کہ محض عقل کی مدد سے بلا انضمام الہام معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۶

اے در انکار مانده از الہام ... کرد عقل تو عقل را بدنام

از خدا رو بخویش آوردی ... این چه آئین و کیش آوردی

تا نه کس سر ز خویشتن تابد ... راز توحید را چه سان یابد

تا نه بر فرق نفس پا بزنی ... کے به پاک و پلید فرق کنی

ہر که شد تابع کلام خدا ... رست از اتباع حرص و ہوا

از خود و نفس خود خلاص شده ... مہبط فیض نور خاص شده

برتر از رنگ این جہان گشته ... آنچه ناید بوہم آن گشته

ما اسیران نفس اماره ... بے خدائیم سخت ناکاره

تا میان بست وحی حق بر شاد ... اے بسا عقدہائے ما که کشاد

نه شود از تو کار ربانی ... آسیائے تہی چه گردانی

تو و علم تو ما و علم خدا ... فرق بین از کجاست تا بکجا

آن یکے را نگار خویش ببر ... دیگرے چشم انتظار به در

آن یکے ہمنشین ہمه روئے ... دیگرے ہرزه گرد در کوے

آن یکے کام یافته به تمام ... دیگرے سوخته بحسرت کام

عارت آید ز عالم اسرار ... خود ز خود دم زنی زہے پندار

ہمه کار تو ناتمام افتاد ... وه چه کارت بعقل خام افتاد

الہام کی ضرورت کے اثبات میں اور اس امر کے بیان میں کہ الہام کے حصول کے کونسے ذریعے ہیں اور یہ کہ ساری صداقتوں کا اصلی سرچشمہ اور ماخذ انبیا علیہم السلام کا پاک وجود ہی ہے اور یہ کہ ابلہ برہمو اور نادان فلسفی اور انکا ہمرنگ نیچر کا غلط استعمال کرنیوالا راہ حق سے کسقدر دور جا پڑے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان عجز

اور انکسار اور تذلل اور اسکے حضور مین کالمیت گرجانیسے حاصل ہوتی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۳

حاجت نورے بود ہر چشم را | این چنین افتاد قانون خدا
چشم بینا بے خور تابان کہ دید | کے چنین چشمے خداوند آفرید
چون تو خود قانون قدرت بشکنی | پس چرا بر دیگران سر میزنی
آنکہ در ہر کار شد حاجت روا | چون روا داری کہ نبود رہنما
آنکہ اسپ و گاؤ خر را آفرید | تا رہد پشت تو از بار شدید
چون ترا حیران گذارد در معاد | اے عجب تو عاقل و این اعتقاد
چون دو چشمت دادہ اند اے بیخبر | پس چرا پوشی یکے وقت نظر
آنکہ زد ہر قدرتے گشتہ عیان | قدرت گفتار چون ماندے نہان
آنکہ شد ہر وصف پاکش جلوہ گر | پس چرا این وصف ماندے مستتر
ہر کہ او غافل بود از یاد دوست | چارہ ساز غفلتش پیغام اوست
تو عجب داری ز پیغام خدا | این چہ عقل و فکر تست اے خود نما
لطف او چون خاکیان را عشق داد | عاشقان را چون بیفگندے زیاد
عشق چون بخشید از لطف اتم | چون نہ بخشیدے دوائے آن الم
خود چو کرد از عشق خود دلہا کباب | چون نہ کردے از سر رحمت خطاب
دل نیارامد بجز گفتار یار | گرچہ پیش دیدہا باشد نگار
پس چو خود دلبر بود اندر حجاب | کے توان کردن صبوری از خطاب
لیک آن داند کہ او دل دادہ است | در طریق عاشقی افتادہ است
حسن را با عاشقان باشد سرے | بے نظر ور کے بود خوش منظرے
عاشق آن باشد کہ او گم از خود است | در طریق عشق خود بینی بد است
لیکن استیصال این کبر و خودی | نیست ممکن جز بہ وحی ایزدی
ہر کہ ذوق یار جانی یافت ست | آن ز وحی آسمانی یافت ست
عشق از الہام آمد در جہان | درد از الہام شد آتش فشان

شوق و انس و الفت و مهر و وفا — جمله از الهام مے دارد ضیا
هر که حق را یافت از الهام یافت — هر رخے کو تافت از الهام تافت
تو نهٔ اهل محبت زین سبب — از کلام یار مے داری عجب
عشق مے خواهد کلام یار را — رو بپرس از عاشق این اسرار را
این مگو کز درگهش دوریم ما — ربط او با مشت خاک ما کجا
داند آن مردے که روشن جان بود — کین طلب در فطرت انسان بود
دل نے گیرد تسلی جز خدا — این چنین افتاد فطرت ز ابتدا
دل ندارد صبر از قول نگار — کاشتند این تخم از آغاز کار
آنکه انسان را چنین فطرت بداد — چون کمال فطرتش دادے بباد
کار حق کے از بشر گردد ادا — کے شود از کرگسے کار خدا
ما همه جهلیم و او دانائے راز — ما همه کوریم و او را دیده باز
با خدا هم دعوی فرزانگی — سخت جهلست و رگ دیوانگی
تافتن رو از خور تابان که من — خود برآرم روشنی از خویشتن
علم را کور کرد دست این خیال — سرنگون افگند در چاه ضلال
تا ز بر فطنت مکن گر فطنتے ست — در ره تو این خردمندی بتے ست
عقل کان با کبر مے دارند خلق — هست حمق و عقل پندارند خلق
کبر شهر عقل را ویران کند — عاقلان را گمره و نادان کند
آنچه افزاید غرور و معجبی — چون رساند تا خدایت ای غوی
خودروی در شرک اندازد ترا — توبه کن از خودروی اے خودنما
هست مشرک از سعادت دورتر — وز فیوض سرمدی مهجورتر
از خدا باشد خدا را یافتن — نے بمکر و حیله و تدبیر و فن
تا نیائی پیش حق چون طفل خورد — هست الهام تو سراسر پر ز درد
شرط فیض حق بود عجز و نیاز — کس ندیده آب بر جائے فراز
حق نیاز سے جوید آنجا ناز نیست — از پر خود تا درش پرواز نیست

عاجزان را پرورد ذات اجل ‌‌ ‌ سرکشان محروم و مردود ازل

چون نیائی زیر تاب آفتاب ‌‌ ‌ کے فتد بر تو شعاعے در حجاب

آب شور اندر کفت ہست اے عزیز ‌‌ ‌ نازہا کم کن اگر داری تمیز

آب جان بخشی ز جانان آیدت ‌‌ ‌ رو طلب میکن اگر جان بایدت

ہست آن آب بقا بس ناپدید ‌‌ ‌ کس بجز مصباح حق راہش ندید

آن خیالاتے کہ بینی از خرد ‌‌ ‌ پرتو آن ہم ز وحی حق رسد

لیک چشم دیدنت چون باز نیست ‌‌ ‌ زین دل تو محرم این راز نیست

سرکشی از حق کہ من دانا دلم ‌‌ ‌ حاجتے وحیش ندارم عاقلم

لغزشش تو حاجتے پیدا کند ‌‌ ‌ در دمے عقل ترا رسوا کند

عقل تو گوے مجصص از بردن ‌‌ ‌ واندرونش چیست؟ یک لاشئ زبون

منتہائے عقل تعلیم خداست ‌‌ ‌ ہر صداقت را ظہور از انبیاست

ہر کہ علمے یافت از تعلیم یافت ‌‌ ‌ تافت آن رُو کز در وحی تافت

با زبان حال گوید روزگار ‌‌ ‌ اے قصیر العمر گیر آموزگار

طبع زاد ناقصان ہم ناقص ست ‌‌ ‌ گر ترا گوشے بود حرفے بس ست

حق منزہ از خطا تو پر خطا ‌‌ ‌ داوریہا کم کن و در حق بیا

عقل تو مغلوب صد حرص و ہواست ‌‌ ‌ تکیہ بر مغلوب کار اشقیاست

از کس و ناکس بیاموزی فنون ‌‌ ‌ عار داری زان حکیم بیچگون

از تکبر راہ حق بگذاشتی ‌‌ ‌ این چہ کردی این چہ تخمے کاشتی

اے ستمگر این ہمان مولاے ماست ‌‌ ‌ کز عطیاتش ہمہ ارض و سماست

ابر و باران و مہ و مہر آفرید ‌‌ ‌ کرد تابستان و سرما را پدید

تا بفضل او غذائے خود خوریم ‌‌ ‌ زندہ مانیم و تن خود پروریم

آنکہ بر تن کرد این لطف اتم ‌‌ ‌ کے کند محروم جان را از کرم

وحی فرقان ست جذب ایزدی ‌‌ ‌ تا برندت از خودی در بیخودی

ہست قرآن دافع شرکِ نہان ‌‌ ‌ تا مر او را ہم از و یابی نشان

تا رهی از کبر و خودبینی و ناز | تا شوی ممنون فضل کارساز
دور شو از کبر تا رحم آیدش | بندگی کن بندگی مے بایدش
زندگی در مردن و عجز و بکاست | هر که افتادست او آخر نجاست
هست جام نیستی آب حیات | هر که نوشیدست او رست از ممات
عاقل آن باشد که جوید یار را | وز تذلل ها برآرد کار را
ابلهی بهتر از آن عقل و خرد | کت بچاه کبر و نخوت افگند
طالب حق باش و بیرون از خودآ | خودروی ها ترک کن بهر خدا
من ندانم این چه ایمان ست و دین | دم زدن در جنب رب العالمین
تو کجا و آن قادر مطلق کجا | توبه کن این ابلهی ها کم نما
یک دمے گر رشح فیضش کم شود | این همه خلق و جهان برهم شود
بست هستی لاف استعلا مزن | وز گلیم خویش بیرون پا مزن
عابد آن باشد که پیشش فانی است | عارف آن کو گویدش لاثانی است
خویشتن را نیک اندیشیدهٔ | اے هداک الله چه بد فهمیده
این چنین بالا و بالا چون پری | یا مگر زان ذات بیچون منکری
کاخ دنیا را چه دیدستی بنا | کت خوش افتادست این فانی سرا
دل چرا عاقل به بندد اندرین | ناگهان باید شدن بیرون ازین
از پے دنیا بریدن از خدا | بس همین باشد نشان اشقیا
چون شود بخشایش حق بر کسے | دل سکنے ماند بدنیایش بسے
هوش کن کین جایگه جای فناست | با خدا مے باش چون آخر خداست
زهر قاتل گر بدست خود خوری | من چه سان دانم که تو دانشوری
آن گروہے بین که از خود فانی اند | جان فشان بر گفته ربانی اند
فارغ افتاده ز نام عز و جاه | دل ز کف وز فرق افتاده کلاه
دور تر از خود به یاد آمیخته | آب رو از بهر روئے ریخته
دیدن شان مے دهد یاد از خدا | صدق ورزان در جناب کبریا

تو ز استکبار سر بر آسمان
پا زده بیرون ز راهِ بندگان

تا نه گردد عجز در نفست عیان
نور حقانی چسان تابد بر آن

تا نمیرد دانهٔ اندر زمین
کے ز یک صد میشود تو خود ببین

نیست شو تا بر تو فیضانے رسد
جان بیفشان تا دگر جانے رسد

تا تو زار و عاجز و مضطر نهٔ
لائقِ فیضان آن رهبر نهٔ

چیست ایمان وحدهٔ پنداشتن
کار حق را با خدا بگذاشتن

چون ز آموزش خرد را یافتی
پس ز تعلیمش چرا سر تافتے

اندرونِ خویش را روشن مدان
آنچه مے تابد بتابد ز آسمان

کور هست این دیده کش این نور نیست
کور هست آن سینه کز شک دور نیست

صالحین و صادقین و اتقیا
جمله ره دیدند از وحی خدا

آن کجا عقلے که از خود داندش
فهم آن شخصے که او فهماندش

عقل بے وحیش تهی داری براه
بت پرستی ها کنی شام و پگاه

پیش چشمت گر شدے این بت میان
از سرشک تو شدے جوئے روان

لیک از بد قسمتی چشمت نماند
بت پرستی آخرت چون بت نشاند

عقل در اسرار حق بس نارساست
آنچه گهگه میرسد هم از خداست

گر خرد پاکیزه رائے آورد
آن نه از خود هم ز جائے آورد

تو به عقل خویش در کبر شدید
ما فدائے آنکه او عقل آفرید

در قیاسات تهی جانت اسیر
جان ما قربان علم آن بصیر

نیک دل با نیکوان دارد سرے
بر گهر تف مے زند بد گوهرے

هست بر اسرار اسرار دگر
تا کجا تازد خر فکر و نظر

این چراغِ مرده از زور هوا
چون رهِ باریک بنماید ترا

وحی یزدانی زنده آگه کند
تا بمنزل نور را همره کند

ما فتاده بے هنر در جسم و جان
حمق باشد دم زنی با آن یگان

چیست دین خود را فنا انگاشتن
در سر هستی قدم بر داشتن

چون ببینی با دو صد درد و نفیر — کس ہمے خیزد کہ گردد دست گیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر — رحم بر کورے کند اہل بصر
ہم چنین قانون قدرت اوفتاد — مر ضعیفان را قوی آرد بیاد
چون ازین قانون شود رحمان برون — رحم یزدان از ہمہ باید فزون
آنکہ او ہر بار ما برداشت ست — ہیچ رحمت را فرونگذاشت ست
چون زما غافل شود در امر دین — شرم ست آید از چنین انکار و کین
دل منہ در خاکدان بے وفا — یاد کن آخر وفاہائے خدا
بارہا شد بر تو ثابت کاین عقول — مبتلا ہستند در سہو و ذہول
بارہا دیدی بعقل خود فساد — بارہا زین عقل ماندی بے مراد
باز نخوت میکنی بر عقل خویش — در دلیری میروی نادیدہ پیش
نفس خود را پاک کن از ہر فضول — ترک خود کن تا کند رحمت نزول
لیک ترک نفس کے آسان بود — مردن و از خود شدن یکسان بود
این چنین دل کم بود در سینۂ — کان بود پاک از غرور و کینۂ
در حقیقت مردم معنی کم اند — گو ہمہ از روے صورت مردم اند
ہوش کن اے در پئے افتادۂ — عقل و دین از دست خود در دادۂ
غیر محدودے بہ محدودے مجو — کار نور محض از دودے مجو
آنچہ باید جست با عجز و نیاز — تو مجو با کبر و خود بینی و ناز
وہ چہ خوب ست این اصول رہبری — یادگار مولوی در مثنوی
زیرکی ضد شکست ست و نیاز — زیرکی بگذار و با گولی بساز
زانکہ طفل خورد را مادر نہار — دست و پا باشد نہادہ در کنار

قران کریم کی مدح مین عاشقانہ ترانہ اور اس امر کے بیان مین کہ قول خداوندی اور قول بشر مین فرق بین ہونا ضروری ہی اور اسلئے قران کریم لاریب قول خداوندی ہے

جمال وحسن قران نور جان ہر مسلمان ہے — قمر ہے چاند اورونکا ہمارا چاند قران ہے

نظیر اُسکی نہین جمتی نظر مین غور کر دیکھا — بہلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے

بہار جاودان پیدا ہے اُسکی ہر عبارت مین — نہ وہ خوبی چمن مین ہے نہ اُس سا کوئی بستان ہے

کلام پاک یزدان کا کوئی ثانی نہین ہرگز — اگر لولوے عمان ہو وگر لعل بدخشان ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو — وہان قدرت یہان درماندگی فرق نمایان ہے

ملائک جسکی حضرت مین کرین اقرار لاعلمی — سخن مین اُسکے ہمتائی کہان مقدور انسان ہے

بنا سکتا نہین اک پاؤن کیڑے کا بشر ہرگز — تو پہر کیونکر بنانا نور حق کا اُسپہ آسان ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا — زبان کو تہام لو اب بہی اگر کچھ بوے ایمان ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفران ہے — خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب وبہتان ہے

اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا — تو پہر کیون اسقدر دل مین تمہارے شرک پنہان ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے — خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزدان ہے

ہمین کچھ کین نہین بہائیو نصیحت ہے غریبانہ — کوئی جو پاک دل ہووے دل وجان اسپہ قربان ہے

اسبات کے اثبات مین کہ قران کریم کامل کتاب اللہ اور تمام متفرقہ صداقتونکا یکجائی مجموعہ ہی اور خدای عزوجل کے وجود مقدس کا بین نشان اور ثبوت صرف اسی کتاب نے دیا ہی اور اس کتاب مجید کے فیضان سی انکار کرنیوالا کافر ہی اور پہر تحدیث بالنعمت کیطور پر اپنے مبارک وجود کو فیض احدی کا مہبط منزل بیان فرمایا ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۲۰۷

الا اے کمر بستہ بر افترا — بکش خویشتن را بہ ترک حیا

بخاصان حق کینہ ات تا کجا — کہے شرمت آید ز گیہان خدا

چو چیزے بود روشن اندر یہی — برد ہر چہ بندی بود ابلہی

چو بر نیک گوہر گمان بد بری — بداند مردم کہ بد گوہری

چو گوئی در پاک را پر غبار — غبار دو چشمت شود آشکار

سخن ہاے پر خبث و بیمغز و خام ۔ بود بر خبیثان نشانی تمام
ندانید گفتن سخن جز دروغ ۔ بر حق ندارد دروشے فروغ
نیارید یاد از حق سبے چگون ۔ پسندا دفتادست دنیاے دون
بہ دنیا کسے دل بہ بندد چرا ۔ کہ ناگاہ باید شدن زین سرا
سر انجام این خانہ رنج ست و درد ۔ بہ آپیش نیایند مردان مرد
بدین گل میالاے دل چون خسے ۔ کہ عہد بقایش نماند بسے
زمان مکافات آید فراز ۔ تو بر عیش دنیا بدین سان مناز
فریبے مخور از زر و سیم و مال ۔ کہ ہر مال را آخر آید زوال
نہ آوردہ ایم و نہ با خود بریم ۔ تہی آمدیم و تہی بگذریم
الا تا نہ تابی سر از روے دوست ۔ جہانے نیرزد بیک موے دوست
خدائے کہ جان بر رہ او فدا ۔ نیابی رہش جز پے مصطفیٰ
ابو القاسم آن آفتاب جہان ۔ کہ روشن شد از وے زمین و زمان
بشر کے بدے از ملک نیکتر ۔ نہ بودے اگر چون محمد بشر
نباید ترا شرم از کردگار ۔ کہ اہل خرد باشی و با وقار
پس انگہ شوی منکر آن رسول ۔ کہ باید از و نور چشم عقول
ز سہو و ز غفلت رہیدہ نہ ۔ ز طور بشر پا کشیدہ نہ
نیاید ز تو کار رب العباد ۔ مکن داوری ہا ز جہل و عناد
مدان ناقص دانکش چون جماد ۔ کمال خدا را میفگن ز یاد
تو خود ناقصی و دنی الصفات ۔ منہ تہمت نقص بر پاک ذات
خیالات بیہودہ کردت تباہ ۔ خود از پاے خود اوفتادی بچاہ
خیالت شبے ہست تاریک تار ۔ فزودہ بر آن شب ز کین صد غبار
نہ دل را چو زندان بشب شاد کن ۔ بترس و ز روز سزا یاد کن
اگر در ہوا ہم چو مرغان پری ۔ وگر بر سر آب ہا بگذری
دگر ز آتش آئی سلامت برون ۔ وگر خاک را زر کنی از فسون

نیازی که حق را کنی زیر و پست　　مکن ژاژ خائی چو مجنون و مست

خدا هر که را کرد مهر منیر　　نه گردد ز دست تو خاک حقیر

دل خود بهرزه مسوزاے دنی　　نه کاهد ز مکر تو افزودنی

بهارست و باد صبا در چمن　　کند نازها با گل و یاسمن

ز نسرین گلهائے فصل بهار　　نسیم صبا مے وزد عطر بار

تو اے ابله افتاده اندر خزان　　همه برگ افشانده چون مفلسان

بقران چرا بر سر کین دوی　　نه دیدی ز قران مگر نیکوئی

اگر نامدے در جهان این کلام　　نه ماندے بدنیا ز توحید نام

جهان بود افتاده تاریک و تار　　از و شد منور رخ هر دیار

بتوحید راهے ازو شد عیان　　ترا هم خبر شد که هست آن یگان

وگرنه بهین حال آبائے خویش　　به انصاف بنگر در آن دین کیش

بود آن فرو مایه بد گوهرے　　که از منعم خود بتابد سرے

ز اندازه خویش برتر مپیر　　پزشکی مکن چون ندانی هنر

یقین دان که این کار یزدانی است　　نه از دخل و تدبیر انسانی است

شد این دین بفضل خدا ارجمند　　نه کار فریب است و سالوس و بند

درخشد درو نور چون آفتاب　　تو کوری که نے بینی اش زین حجاب

بنا پاکی دل مشو بدگمان　　وگر حجتے است بنما عیان

بشوق دل آویختن را بساز　　پس انگه بهبین قدرت کارساز

گزین کن ز قومت یکے انجمن　　که با یک تن از ما کند یک سخن

بسا هست فضل خداوند پاک　　ز باطل پرستان نداریم باک

بجوشش ست فیض احد در دلم　　که تا بند هر طالبے بگسلم

خدا را در لطف ها هست باز　　نسیم عنایات در اهتزاز

کسے کو بتابد سر از عدل و داد　　کجا دم زند پیش صدق و سداد

کلام خدا هر دم از عز و جاه　　کند روی ناشرمسارش سیاه

چسان راے شخصے بگردد بلند — کہ طغیان نفسش بگردن فگند

دل پاک وجولان فکر ونظر — دو جوہر بود لازم یکدگر

چو صوف صفا در دل آمیختند — مداد از سواد عیون ریختند

خدا آفریدت زیکمشت خاک — خودت داد نان تا نگردی ہلاک

بہر حاجتت کرد حاجت روا — کشود از ترحم دو دستِ عطا

چہ پاداش جودش چنین میدہی — کہ در علم خود را نظیرش نہی

چہ خود را برابر کنی با خدا — تعوذ بر چنین عقل و ادراک و رای

خدا چون کسے را بہ پستی فگند — بکوشش نیاریم کردن بلند

بکوشیم و انجام کار آن بود — کہ آن خواہش ورای یزدان بود

قرآن کریم کی عظمت وجلالت کو بیان کرتے اور بہیبت تحدی اور معجزانہ دعوی سے عیسائیونکو دعوت الی الحق کرتے ہین۔

براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۸

آو عیسائیو ادھر آو — نور حق دیکھو راہ حق پاو

جسقدر خوبیان ہین قرآن مین — کہین انجیل مین تو دکھلاو

سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو — یونہی مخلوق کو نہ بہکاو

کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار — کچھ تو سچ کو بھی کام فرماو

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو — کچھ تو لوگو خدا سے شرماو

عیش دنیا سدا نہین پیارو — اس جہانکو بقا نہین پیارو

یہ تو رہنے کی جا نہین پیارو — کوئی اس مین رہا نہین پیارو

اس خرابہ مین کیون لگاو دل — ہاتھ سے اپنے کیون جلاو دل

کیون نہین تمکو دین حق کا خیال — ہائے سو سو اٹھے ہے دلمین ابال

کیون نہین دیکھتے طریق صواب — کس بلا کا پڑا ہے دلپہ حجاب

اِسقدر کیون ہے کین واستکبار — کیون خدا یاد سے گیا یکبار

تمنے حق کو بھلا دیا ہیہات — دل کو پتھر بنا دیا ہیہات

اے عزیزو سنو کہ بے قرآن — حق کو ملتا نہیں کبھی انسان
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقان میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جسکا ہے نام قادرِ اکبر — اُسکی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشان دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اسکے اوصاف کیا کروں میں بیان — وہ تو دیتا ہے جان کو اور اک جان
وہ تو چمکا ہے نیرِ اکبر — اُس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستان تلک لایا — اُسکے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اسکی یاد آتی ہے — یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے — دل سے غیرِ خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خورِ ہدیٰ وہی ایک — ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اسکے منکر جو بات کہتے ہیں — یوں ہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں — میرے موںہہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھسے اُس دلستاں کا حال سنیں — مجھسے وہ صورت و جمال سنیں
آنکھہ پھوٹی تو خیر کان سہی — نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

فرقان حمید کی مدح میں عاشقانہ غزل سرائی کرتے ہیں

براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۴

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیده — بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیده
این روشنی ولمعان شمس الضحیٰ ندارد — وین دلبری و خوبی کس در قمر ندیده
یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا — وین یوسفے کہ تن ہا از چاه برکشیده
از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد — قدِ ہلال نازک زان نازکی خمیده

کیفیت علومش دانی چہ شان دارد — شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ

آن نیر صداقت چون رو بعالم آورد — ہر بوم شب پرستی در کنج خود خزیدہ

روئے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدنیا — اِلّا کسے کہ باشد بارویش آرمیدہ

آنکس کہ عالمش شد شد مخزن معارف — وان بیخبر ز عالم کین عالمے ندیدہ

باران فضل رحمان آمد بمقدم او — بدقسمت آنکہ از وے سوے دگر دویدہ

میل بدی نباشد الا رگے ز شیطان — آنرا بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی — تو نور آن خدائی کین خلق آفریدہ

میلم نماند باکس محبوب من توئی بس — زیرا کہ زان فغان رس نورت بما رسیدہ

دیگر

نور فرقان ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تہا پودہ — ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تہا وہ سب اسمیں مہیا نکلا

سب جہان چہان چکے ساری دکانیں دیکھیں — مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اُس نور کی ممکن ہو جہان میں تشبیہ — وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تہے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقان — پہر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں — جنکا اس نور کے ہوتے بہی دل اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں — جنکی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

وحی اللہ یعنی قرآن کریم ہی سے تمام صداقتوں کا ظہور ہوا ہے

براہین صفحہ ۲۴۹

از وحی خدا صبح صداقت بدمیدہ — چشمیکہ ندید آن صحف پاک چہ دیدہ

کاخ دل ما شد ز ہمان نافہ معطر — وان یار بیامد کہ ز ما بود رمیدہ

آن دیدہ کہ نورے نگرفت ست ز فرقان — حقا کہ ہمہ عمر ز کورے نرہیدہ

آن دل کہ جز از وحی گل گلزار خدا جست — سوگند توان خورد کہ بویش نشنیدہ

باخورند ہم نسبت آن نور کہ بینیم بے دولت و بدبخت کسانیکہ ازان نور	صد خور کہ بہ پیرامن او حلقہ کشیدہ سر تافتہ از نخوت و پیوند بریدہ

اس امر کے بیانمین کہ قرآن کریم نے دنیا کو کیا کیا فیوض و فوائد پہنچائے مین اور اسکے عشاق مین کیسی صفات و خواص پیدا ہو جاتی ہین اور وہ پاک جماعت اپنے کن نشانونسے دنیا مین پہچانی جاتی ہے اور ہر صدی کے سرپر ایک عارف القرآن ضرور آتا ہی جو بدعات سے ملت کو پاک و صاف کرتا اور دشمنونکے حملونکو رد کرتا ہی اور اس صدی پر عارف القرآن منبع الفیوض ذات پاک حضرت مسیح موعود کی ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بات پر افسوس کیا ہی کہ برہموں اور انکے حقیقی بھائی فلسفی مسلمانون (نیچری) نے اللہ تعالیٰ کو اسکی صفات کاملہ غیر منفکہ سے مسلوب کرکے جمادکی طرح معطل اور بیکار قرار دیا ہی اور نظام کائنات سے استدلال کرکے نظام روحانی یعنی سلسلہ وحی والہام و مکالمات الٰہیہ اور کشوفات صادقہ کا وجود ثابت کیا ہی کہ بلا بالائی مدد کی کوئی سفلی کارخانہ چل نہین سکتا۔ اور اس بیانمین کہ خودی اور عجب کی کینچلی اتار کر جبتک فنا فی اللہ کا جدید جامہ نہ پہنا جائے وصول الی اللہ حاصل نہین ہو سکتا اور عقل محض مجرد بلامدد وحی و الہام سخت رہزن اور ٹھوکر کا پتھر ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۸

اے سر خود کشیدہ از فرقان بانگ کم کن بہ پیش نور ہدا این چہ چشمے ست کور و سخت و کبود	پا نہادہ بہ لجہ طغیان تو بہ کن از فسوس و بازیہا کافتابے درو چو ذرہ نمود

تا نگیری کنارہ زین رہ و خو — ہست دور از کنار کشتی تو

باخدایت عناد و کین تا چند — خندہ و بازیت بدین تا چند

خویشتن را مکش بہ ترک حیا — جائے گریہ مشو باستہزا

مہر تابان چو بر فلک رخشید — چون توانی بخاک و خس پوشید

شب توان کرد صد فریب نہان — لیک در روز روشن این نتوان

نور فرقان نہ تافت است چنان — کو بماند نہان ز دیدہ وران

آن چراغ ہداست دنیا را — رہبر و رہنماست دنیا را

رحمتے از خداست دنیا را — نعمتے از سماست دنیا را

مخزن رازہاے ربانی — از خدا آلۂ خدا دانی

برتر از پایۂ بشر بکمال — دستگیر قیاس و استدلال

کارساز اتم بعلم و عمل — حجتش اعظم و اثر اکمل

ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد — بے توقف خدائیش آمد یاد

وانکہ از کبر و کین ندید آن نور — کور ماند و ز نور حق مہجور

وہ چہ دارد ازان یگان اسرار — دل و جانم فدائے آن اسرار

پرز نور جلال حضرت پاک — خور تابان ز اوج حق بر خاک

وہ چہ دارد خزائن اسرار — دل و جانم فدائے آن انوار

ہست آئینہ بہر روے خدا — عالمے را کشید سوے خدا

بے زبانان ازو فصیح شدند — زشت رویان ازو صبیح شدند

میوہ از روضۂ فنا خوردند — وز خود و آرزوئے خود مردند

دست غیبے کشید دامن دل — پا بر آورد جذب یار ز گل

بود آن جذب بہ کلام خدا — کہ دل شان ربود از دنیا

سینۂ شان ز غیر حق پرداخت — وز مے عشق آن یگان پر ساخت

چون شد آن نور پاک شامل شان — تافت از پردہ بدر کامل شان

دور شد ہر حجاب ظلمانی — شد سراسر وجود نورانی

خاطر شان بجذب پنہانی
کرد مائل بہ عشق ربانی

آن چنان عشق تیز مرکب راند
کہ ازان مشت خاک ہیچ نماند

سنے خودی ماند نے ہوا و ہوس
اوفتادہ بخاک و خون سرکس

عاشقان بجلال روئے خدا
طالبان زلال جوئے خدا

پر ز عشق و تہی ز ہر آزے
گشت وز ایشان نخاست آوازے

پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش
رستہ از بند خودپرستی خویش

آن چنان یار در کمند انداخت
کہ ندانند با دگر پرداخت

قدم خود زدہ براہ عدم
گم بیادش ز فرق تا بقدم

ذکر دلبر غذائے نغز حیات
حاصل روزگار و مغز حیات

سوختہ ہر غرض بجز دلدار
دوختہ چشم خود ز غیر نگار

دل و جان بر رخے فدا کردہ
وصل او اصل مدعا کردہ

مردۂ خویشتن فنا کردہ
عشق جوشید و کار ہا کردہ

از دیار خودی شدند جدا
سیل پرزور بود برد از جا

لاجرم یافتند نور خدا
چون خودی رفت شد ظہور خدا

تن چو فرسود دلستان آمد
دل چو از دست رفت جان آمد

عشق دلبر بروے شان بارید
ابر رحمت بکوے شان بارید

ہست این قوم پاک را جاہے
کہ ندارد دو جہان بدو راہے

دست بہر دعا چو بردارند
مورد فیض ہائے دادارند

کشف رازے گر از خدا خواہند
ملہم از حضرت شہنشاہ اند

کس بسر وقت شان ندارد راہ
کہ نہان اند در قباب اللہ

گر نماید خدا یکے ز آنان
بر کالبش دوند سلطانان

این ہمہ عاشقان آن یکتا
نور یابند از کلام خدا

گرچہ ہستند از جہان پنہان
باز گہ گہ ہمے شوند عیان

ہم چو خورشید و مہ برون آیند
غیر را چہرہ نیز بنمایند

بالخصوص آن ... ادخزان — باغ مہر و وفا کند ویران

دل بہ بند دبر ... فنا — لب کشاید بمدحت دنیا

جیفہ را کنند مدح و ثنا — وازخداوند جود استغنا

عاشق زر شوند و دولت و جاہ — سرد گردد محبت آن شاہ

شوکت و شان این سرای زوال — خوش نماید بدیدہ جہال

برز بانہا شود مقام خدا — اندرون پر شود ز حرص و ہوا

اندرین روزہاے چون شب تار — دست گیرد عنایت دادار

مے فرستد بخلق صاحب نور — تا شود تیرگی ز نورش دور

تا ز شور و فغان عاشق زار — خلق گردد ز خواب خود بیدار

تا شناسند مردمان رہ راست — تا بدانند منکران کہ خداست

این چنین کس چو رو نہد بجہان — بر جہان عظمتش کند عیان

چون بیاید بہار باز آید — موسم لالہ زار باز آید

وقت دیدار یار باز آید — بیدلان را قرار باز آید

ماہروے نگار باز آید — خور بہ نصف النہار باز آید

باز خندد بناز لالہ و گل — باز خیزد ز بلبلان غلغل

دست غیبش بپرورد ز کرم — صبح صدقش کند ظہور اتم

نور الہام ہمچو باد صبا — نزدش آرد ز غیب خوشبوہا

مے شود ملہم از امور نہان — زان سرایر کہ خاصۂ یزدان

تا نماید عیان حقیقت کار — تا زند سنگ بر سر انکار

ہم چنین آن کریم و پاک قدیر — مے کند روشنش چو مہر منیر

دیدہا مے کند بدو بینا — گوشہا مے کند بدو شنوا

ہر کہ آمد بدو بصدق و صفا — یابد از وے شفا بحکم خدا

گفت پیغمبر ستودہ صفات — از خداے علیم مخفیات

بر سر ہر صدی برون آید — آنکہ این کار را ہمے شاید

تا شود پاک ملت از بدعات — تا بیابند خلق زو برکات

الغرض ذات اولیاء کرام — ہست مخصوص ملت اسلام

این مگو کین گزاف و لغو و خطاست — تو طلب کن ثبوت آن بر ماست

اے یکے ذرۂ ذلیل و خوار — چہ شود عاجز از تو آن دادار

ہمہ این راست ست خفے نیست — امتحان کن گر اعتراضے نیست

وعدہ کج بطالبان ندہم — کاذبم گر از نشان ندہم

من خود از بہر این نشان زادم — دیگر از ہر غمے دل آزادم

این سعادت چو بود قسمت ما — رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

نعرہا میزنم براب زلال — ہمچو مادر دوان پئے اطفال

تا مگر تشنگان بادیہ ہا — گردم آیند زین فغان و صلا

لیک شرط است عجز و صدق و صفا — آمدن با نیاز و خوف خدا

جستن از غربت و تذلل دل — واز خلوص و اطاعت کامل

گر کنون ہم کسے بتابد سر — گیرد از راہ عدل راہ دگر

سخنے ز ما پرسد، نہ خود داند — سخنے زکین روے خود بگرداند

آن نہ انسان کہ کرمک دون ست — راندۂ بارگاہ بیچون ست

سر و کارے بحق ستمے دارد — لاجرم لعنتش برد یارد

حجت مومنان بر اوست تمام — کار ما پختہ گشت زاو ہمہ خام

ایہا الجامحون فی الشہوات — اکثروا ذکر ہادم اللذات

رفتنی است این مقام فنا — دل چہ بندی درین دو روزہ سرا

عمر اول بہ بین کجا رفت است — رفت و بنگر ز تو چہا رفت ست

پارۂ عمر رفت در خوردی — پارۂ را بسرکشی بردی

تازہ رفت و بماند پس خوردہ — دشمنان شاد و یار آزردہ

صد چو تو ہمچو تو بخورد زمین — سر ہنوزت بر آسمان از کین

بشنو از وضع سالم گذران — چون کند از زبان حال بیان

کین جهان با کسے وفا نکند — نکند صبر تا جدا نکند

گر بود گوش بشنوی صد آه — از دل مردهٔ درون تباه

که چرا رو بتافتم ز خدا — دل نهادم در آنچه گشت جدا

قدر این ره بپرس از اموات — اے بسا گورها پر از حسرات

جائے آنست گر چنین جاے — از تورع برون نهی پائے

هرچه اندازدت ز یار جدا — باش زان جمله کار و بار جدا

آخر اے خیره سر کشی تا چند — کس ز دلدار بگسلد پیوند

روئے دل را بتاب از اغیار — باش هردم بجست جوے نگار

رو بدو کن که رو رخ یار ست — همه رو ها فداے دلدار ست

تو برون آ ز خود لقا این ست — تو درو محو شو بقا این ست

هر که غافل ز ذات بیچون ست — او نه دانا که سخت مجنون ست

تا بکے رو بتابی از رخ دوست — دیگرے را نشان دهی که چو اوست

در دو عالم نظیر یار کجا — عاشقان را بغیر کار کجا

چو بدل آتشے ز عشق افروخت — دلستان ماند و غیر او همه سوخت

لیک این ست بخشش یزدان — تا نه بخشند یافتن نتوان

آن کسان را عطا شود ز خدا — کز کمند خودی شوند رها

زیر حکم کلام حق بروند — وز فرامین او برون نشوند

دیگرے را تمے دهند این جا — در دهندش ثبوت آن همجا

غیر را آن وفا و مهر کجا — زهد خشک ست غایت عقلا

عاقلانے که بر خرد نازند — بے خبر از حقیقت و رازند

همچو گورے سپید کرده برون — اندرون پر ز خبث گوناگون

مر خدا را چو سنگ داده قرار — عاجز از نطق و ساکت از گفتار

آن خدائے که حیّ و قیوم ست — نزد شان یک وجود موهوم ست

آن حفیظ و قدیر و رب عباد — نزد شان او فتاده همچو جماد

خودپسندان بعقل خویش اسیر — فارغ از حضرت علیم وقدیر
آن که خودبین ومعجب افتادست — حضرت اقدسش کجا یادست
خوے عشاق عجز ہست ونیاز — نشنیدیم عشق وکبر انباز
گر بجوئی سواء این ره راست — اندر آنجا بجو که گردنجاست
اندر آنجا بجو که زور نماند — خودنمائی و کبر و شور نماند
فانیان را جہانیان نرسند — جانیان را زبانیان نرسند
خلق وعالم ہمہ بستور وشر اند — عشق بازان بعالم دگر اند
تا نہ کار دلت بجان برسد — چون پیامت ز دلستان برسد
تا نہ از خود روی جدا گردی — تا نہ قربان آشنا گردی
تا نیائی ز نفس خود بیرون — تا نہ گردی برائے او مجنون
تا نہ خاکت شود بسان غبار — تا نہ گرد وغبار تو خون بار
تا نہ خونت چکد برای کسے — تا نہ جانت شود فدای کسے
چون دہندت بکوئے جانان راه — خود کن از راه صدق وسوز نگاه
نیست این عقل مرکب آن راه — ہوش کن ہوش کن مشو گمراه
اصل طاعت بود فنا ز ہوا — تو کجا و طریق عشق کجا
تو نشستہ بکبر از اصرار — کرده ایمان فدائے استکبار
این چہ عقل تو این چہ دانش ورائے — که کنی ہم سری بآن یکتا
این چہ استاد ناقصت آموخت — این چہ قہر خدا دو چشمت دوخت
این چہ از فکر خود خطا خوردی — اول الدن دردی آوردی
چون شود عقل ناقصت چو خدا — خاک زادی چہ سان پرد بسما
آنچہ صد سہو وصد خطا دارد — علم آن پاک از کجا آرد
سہو کن را ثنا کنی ہیہات — اینچہ سہو وخطا کنی ہیہات
آنچہ لغزد بہر قدم صد بار — چون ز دریا رساندت بکنار
این سراب ست سوئے آن مشتاب — مے نماید ز دور چشمۂ آب

کشتی تو شکسته است خراب — باز افتاده در تک گرداب
ناز کم کن برین چنین کشتی — کم خرام ای دنی بدین زشتی
نه رسی تا یقین ز راه قیاس — همه بر ظن و وهم هست اساس
گر ز فکر و نظر گداز شوی — این نه ممکن که اهل راز شوی
گرد وسد جان تو ز تن برود — این نه ممکن که شک و ظن برود
هست داروی دل کلام خدا — کی شوی مست جز بجام خدا
هست بر غیر راه آن بسته — همه ابواب آسمان بسته
تا نشد مشعلی ز غیب پدید — از شب تار جهل کس نرهید
باید اعجاز کبریا دوری — تو بعقل و قیاس مغروری
این چه غفلت که خویش بین کیشی — در خدا هیچگه نیندیشی
رو طلب کن وصال یار زیار — تکیه بر زور خود مکن زنهار
تا نه گردد نگون سرت به نیاز — پرده از نفس تو نگردد باز
تا نه ریزد ترا همه پر و بال — اندر اینجا پریدنست محال
ناتوانی ست قوت اینجا — این چنین قوتی بیار و بیا
پردهٔ نیست بر رخ دلدار — تو ز خود پردهٔ خودی بردار
هر که را دولت ازل شد یار — کار او شد تذلل اندر کار
آن در آمد به حضرت بیچون — که شد از تنگنای کبر برون
حق شناسی ز خودروی ناید — خودروی خودروی بیفزاید
از خودی حال خود خراب مکن — شب پری کار آفتاب مکن
تا بشر پر بود ز استکبار — اندرونش تهی بود از یار
چون رسد عجز کس بحد تمام — شورش عشق را رسد هنگام
ای که چشمت ز کبر پوشیده — چه کنم تا کشایدت دیده
گر ترا در دلست صدق طلب — خودروی ها مکن ز ترک ادب
راز راه خدا بجو ز خدا — تو نهٔ چون خدا بجای خود آ

بندگانیم بنده را باید
که کند هرچه خواجه فرماید

منصب بنده نیست خودرائی
خود نشستن بکار فرمائی

هرکه بر وفق حکم مشغول ست
بر سر اجرت ست و مقبول ست

وانکه بے حکم خود تراشد کار
مزد واجب نمے شود زنهار

ما ضعیفیم وافتاده بخاک
خود چه دانیم راز حضرت پاک

ما همه هیچ اوست کامل ذات
علم ما چون شود چو او هیهات

ذات بیچون که نام اوست خدا
کے خیال خرد رسد آنجا

آنکه او آمدست از بریار
او رساند ز دلستان اسرار

آنچه مافی الضمیر تست نهان
کے چو تو داندش دگر انسان

پس تو مافی الضمیر آن دادار
مثل او چون بدانی ای غدار

آن که چشم آفرید نور دهد
آن که دل داد او سرور دهد

چشم ظاهر به بین که چون زکرم
خالقش داد و نیّر اعظم

از براے مصالح دوران
گاه پیدا نمود گاه نهان

این چنین ست حال چشم درون
آفتابش کلام آن بیچون

هوش دار اے بشر که عقل بشر
دارد اندر نظر هزار خطر

سرکشیدن طریق شیطانی ست
بر خلاف سرشت انسانی ست

تا نه فضلش ره تو بکشاید
صد فضولی بکن چه کار آید

در سرائر چه جاے استنباط
شترے چون خزد بسم خیاط

تو نهٔ باخبر از ان کوے
تو نه دانی جمال آن روے

خبرے زو بمردمان چه دهی
ماه نادیده را نشان چه دهی

سخن یار و سینه افسرده
جامهٔ زنده است بر مرده

گر برهی ریگ را بزرگ و بلند
جنبش باد خواهدش افگند

هست ما را یکے که هر فیضان
مے شود زان محافظ تن وجان

آن خدائے که آفرید جهان
هست هر آفریده را نگران

هر چه باید برای مخلوقات / از لباس و خوراک و راه نجات

خود مهیا کند بمنت وجود / که کریم ست و قادر ست و ودود

چشم خود کن بکشت صحرا باز / خوشه با خوشه ایستاده بناز

همه از بهر ماست تا بخوریم / در دو در رنج گرسنگی نه بریم

آن که از بهر چند روزه حیات / اینقدر کرده است تائیدات

چون نه کردی برای دار بقا / نظری کن بعقل و شرم و حیا

سنگ افتد برا چنین فرهنگ / که ز صدق ست دور صد فرسنگ

گر کنی سوی نفس خویش خطاب / که چه سانت گذر شود بجناب

خود ندانی بپایدت ز درون / که ز تائید حضرت بیچون

نا یدا اندر قیاس و فهم کسی / که شود کار پیل از مگسی

پس چه ممکن که ذره امکان / خود کند کار حق بزور و توان

شان دادار پاک را نشناس / وز چنین کسر شان او بهراس

خویشتن را شریک او سازی / پیش او دم زنی با نبازی

این چه عقل ست ای بتر ز دواب / این چه بر فهم تو فتاد حجاب

گر کسی گویدت باستحقار / که درین شهر چون تو هست هزار

نیستی از کسی بعقل فزون / با تو هم پایه اند مردم دون

مشتعل میشوی بکین خیزی / در دل آری که خون او ریزی

آنچه بر خود روا نمیداری / چون پسندی بحضرت باری

چون پسندی که کارساز امور / ابکمی هست و ز سخن معذور

چون پسندی که واهب هر نور / بخل ورزید یا شدست قصور

چون پسندی که حضرت غیور / هست عاجز چو مردگان قبور

بهر تعظیم هست مذهب و دین / تف بران دین که میکند توهین

آنچه او خلق را زبانها داد / خاک را طاقت بیانها داد

چون بود گنگ و بیزبان هیهات / شرم ست آید ز پاک کامل ذات

جامع ہر کمال وعز و جلال — چون بود ناقص است اسیر ضلال
ہمہ اوصاف او چو گشت عیان — چون بماند ی نگلش پنہان
دیدہ آخر برائے آن باشد — کہ بدو مرد راہ دان باشد
دہ چہ این چشم ہست وین دیدہ — کہ بر و آفتاب پوشیدہ
گر بدل باشدت خیال خدا — این چنین ناید از تو استغنا
از دل وجان طریق او جوئی — وز سر صدق سوئے او پوئی
ہر کرا دل بود بدلدارے — خبرش پرسد از خبردارے
گر نباشد لقائے محبوبے — جوید از نزد یار مکتوبے
بے دلارام نایدش آرام — گہہ بر ویش نظر گہے بکلام
آنکہ داری بدل محبت او — نایدت صبر جز بہ صحبت او
فرقتِ او گر اتفاق افتد — در تن وجان تو فراق افتد
دلت از ہجر او کباب شود — چشمت از رفتنش پر آب شود
باز چون آن جمال وآن روئے — شد نصیبِ دو چشم در کوئے
دست در دامنش زنی بجنون — کہ ز نا دیدنت دلم شد خون
این محبت بذرۂ امکان — وز دل افگندۂ خدای یگان
لاؤ بالی فتادۂ زان یار — فارغی زان جمال وزان گفتار
مردگان راہمے کشی بکنار — وز دلارام زندۂ بیزار
کس شنیدی کہ قانع از یار ست — عشق وصبر این دو کار دشوار ست
آنکہ در قعر دل فرود آید — دیدہ از دیدنش نیاساید
تو دل خود بہ دیگران دادہ — یکسر از یار فارغ افتادہ
این بود حال وطور عاشق زار — این بود قدر دلبر اے مردار
عاشقان را بود ز صدق آثار — اے سیہ دل ترا بعشق چہ کار
تا ز تو ہستی ات بدر نہ رود — تخم شرک از دل تو بر نہ رود
پائے سعیت بلند تر نرود — تا ترا دود دل بسر نہ رود

یار پیدا شود دران هنگام — که تو گردی نهان ز خود بتمام
تا نه سوزی ز سوز و غم نرہی — تا نمیری ز موت هم نرہی
چیست آن هیزه جان و تن که نسوخت — آتش اندر دلی بزن که نسوخت
کلبهٔ جسم خود بکن بر باد — چون شمے گرد د از خدا آباد
پاے خود را جدا کن از تن خویش — چون نگیر در ہی صداقت پیش
هیچ چیزے چو ذات بیچون نیست — جگرے خون شود که ز خون نیست
گنج هاے جهان فداے نگار — به ز صد گنج خاک پاے نگار
هر چه از دست او رسد آن به — خار او از هزار بستان به
ذلت از بهر او ز عزت به — قلت از بهر او ز کثرت به
مردن از بهر او حیات مدام — صد لذائذ فداے آن آلام
اے که در کوئے دلستان گذری — با وفا باش در جهان گذری
صادقانے که طالب یار اند — جان فشانان ز بهر دلدار اند
گر نیابند راه آن دلبر — از غمش جان کنند زیر و زبر
از دلارام رنگ میدارند — وز رهِ نام ننگ میدارند
لذتِ خود بدردے بینند — حسن در روے زردے بینند
تو که چون خر بگل فرومانی — همت آن یلان چه میدانی
سهل باشد حکایت از غم و درد — داند آن کس که رو به غمها کرد
آفرین خدا بران جانے — که ز خود شد برای جانانے
منزلِ یار خویش کرد بدل — وز هواها رمید صد منزل
از خودی در شد و خدا را یافت — گم شد و دست رهنما را یافت
تو چه یابی که غافلی زین راه — وز جلال خدا نهٔ آگاه
همه کارت بعقل خام افتاد — همه سعی تو ناتمام افتاد
هاچو طوطی همین سخن یاد است — که بشر عاقل است و آزاد است
اے که دیوانهٔ ہیچ اموال — ده که در کار دین چنین اهمال

روی دل را بجانب دین کن　　فکر آخر غم نخستین کن

حصر تو بر قیاس در همه حال　　هست بر حمق تو یک استدلال

تا نه فرمان رسد با علائی　　چون شود کس مطیع فرمائی

تا نه حکمی شود ظهور پذیر　　چون توانی شدن مطیع امیر

تا نه گردد کسی ز حق مامور　　کفر و ایمان چسان کنند ظهور

تا نیاید اشارتی ز نگار　　چه بر آید ز دست عاشق زار

فرق در سرکش و مطیع خدا　　جز به حکمش چسان شود پیدا

شرط تعمیل حکم چون حکم ست　　پس وجودش بجو نخست ای مست

ورنه این دعوی غلط بگذار　　که روم زیر حکم آن دادار

خود تراشیدن از خودی فرمان　　آن نه حکم خداست ای نادان

نه بعرف ست و نی بعقل روا　　که شود ظن خویش حکم خدا

حکم او آن بود که او فرمود　　پس چو فرمود خود نگه کن زود

که ازین شد ثبوت وحی خدا　　شد ضرورت مسلمش زین جا

گر دهند ت بصیرتِ دینی　　در گمانها هلاک خود بینی

بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس　　که خرد را نه محکم ست اساس

تا نه باشد رفیق او دگری　　تائیدش از رهِ یقین خبری

تا نه بینی بدیده ها جائی　　یا نه یابی خبر ز بینائی

خود نه گوید ترا خرد زنهار　　که چنین دارد آن مکان آثار

پس چه ممکن که دم زند بسعاد　　که چنین اند آن دیار و بلاد

این چه حمق ست و اینچه بیراهی　　که بجهل ست لاف آگاهی

چون روی از قیاس خود برهی　　که ندیدی بعمر خویش گهی

چون شد از عالم دگر خبرت　　ما دهت دیده بود یا پدرت

ورندیدست کس چسان دانی　　کم خرام ای دنی بعریانی

تو که داری ز انبیا انکار　　این همه کوری است و استکبار

یک نظر کن بفطرت انسان
که ندارند جوهرے یکسان

مختلف اوفتاده هر بشرے
کس بجزے فزود کس بشرے

پس چو یک بیش و دیگرست کمے
هم چنین در قبول فیض همے

خود نگه کن کنون ز صدق و صفا
که چه ثابت همی شود زینجا

شب تارست و خوف بیش انگیز
از سر خود روی مده سر خویش

پس دیوار چون نے دانی
چون بدانی عیوب ربانی

در شگفتم که با چنین نقصان
از چه بر عقل مے شوی نازان

این چه عقل است و اینچه معرفت است
اینچه قهر خدا دو چشمت بست

این جهانت چو عید خوش افتاد
وان وعید خدا نداری یاد

بشنو از وحی حق چه گوید راز
از جناب وحید و بے انباز

کان خردها که در دل عقلاست
همه یک ذرهٔ ز آتش ماست

آن کلام خدا نه بر فلک ست
تا بگوئی که هست دور از دست

یا بگوئی که کار هست محال
بر فلک رفتنم کدام مجال

نے بزیر زمین کلام خدا
تا بگوئی که چون خزم آنجا

چون ز قعر زمین برون آرم
خود چنین طاقتے نمے دارم

قطع عذر تو کرد داور پاک
نور عرش آمدست بر سر خاک

گر ترا رحم آن یگان بخشد
دولتت سوی او عیان بکشد

الله الله چه رحمت است از انوار
هست رشحے دگر دران گفتار

جهل گردد ز دیدنش یکسو
رو دهد صد گشایشے زان رو

نور بار آورد تلاوت او
عالمے زیر بار منت او

چشم بد دور اینچه هست جمال
هست یک چشمهٔ ز آب زلال

تا جهان رسم دلبری بنهاد
کس چو او دلبری ندارد یاد

آن شعاعے کزو شدست عیان
کس ندیده ز مهر و مه بجهان

چند بر عقل خام نازکنی
چه کنم تا تو دیده باز کنی

نقص خود بنگر و کمال خدا ‏ ذلت خویشتن جلال خدا
از رہ عقل راہ رب مجید ‏ کس ندیدست و کس نخواہد دید
اندر آنجا کہ سوختن باید ‏ چون رہے از قیاس بکشاید
تا نشد وحی حق مدد فرما ‏ تا نیاورد بو نسیم صبا
عقل را زان چمن نبود خبر ‏ طائر فکر بود سوختہ پر
آن صبا نکہتے ز یار آورد ‏ تا خرد نیز رو بکار آورد
بارہا آب خود نگار آورد ‏ تا تخیل قیاس بار آورد
وقت عیش ست و موسم شادی ‏ تو چہ در سوگ و ماتم افتادی
تند بادے بخواہ از دادار ‏ تا خس و خار تو پرد یکبار
در خور و مہ شکے نگیرد راہ ‏ تو ز دلدار خویش دیدہ بخواہ
گمرہی تا دمے کہ سرتابی ‏ چون بجوئی ز صدق دل - یابی
نیستی طالب حقیقت راز ‏ بس ہمین مشکل ست اے تاساز
بر وجودش ز صنعت استدلال ‏ این مجازست نے چو اصل وصال
وصلش از آلۂ مجازی نیست ‏ باز کن دیدہ جائے بازی نیست
گر برآتش دو صد جگر سوزی ‏ نیستت از قیاس پیروزی
خبرے نیستت ز جانانہ ‏ مے زنی ہرزہ گام کورانہ
آن یقینے کہ بخشدت دادار ‏ چون قیاس خودت نہد بکنار
آن یکے از دہان دلدارے ‏ نکتہ ہائے شنید و اسرارے
وان دگر از خیال خود بگمان ‏ پس کجا باشد این دو کس یکسان
اے کہ مغرور راہ مظنونی ‏ تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی
آن خدا را کز وست منت ما ‏ بشری زیر منت عقلا
این خدائے مجیب در دل تست ‏ کہ چنین ست زار و ماندہ و سست
تا نہ از عاقلان مدد یافت ‏ نتوانست سوئے خلق شتافت
کسے پسند خرد کہ آن اکبر ‏ شہرتے یافت از طفیل بشر

شب تارست و دشت و بیم ددان چون بخوابی بغفلت ای نادان
خیز و بر حال خود نگاه بکن خطر راه بین و آه بکن
خیز و از نفس خود بپرس نشان که چه خواهد مراتب عرفان
می تپد از برای رفع حجاب یا قیاسش بس ست در هر باب
وفی انفسکم افلا تبصرون گفت خدا خیز و در نفس جو تعطش ها
تو اسیری بصد هزار خطا هر خطای بتر ز اژدرها
عجب این کوری ست و بدبصری که ازین کار خام بی خبری
سخن راست است نی خطاست تو نه فهمی سخن خطا اینجاست
ستر سربستهٔ و درای ورا که کشاید بدون وحی خدا
راز ذات نهان که گوید باز جز خدای که هست محرم راز
مشت خاکی فتاده است براه تند بادی بجوید از درگاه
تو نه فهمی هنوز این سخنم در دولت چون فروشوم چکنم
ای دریغا که دل ز درد گداخت درد ما را مخاطبی نشناخت
ای خوررو ای یار زود بیا که دل آزرد از شب یلدا
یک نگاهی بس ست در دین ها کاشش دیدی کسی ز خوف خدا
آشکار است کفر و ایمان هم گفتمت آشکار و پنهان هم
ترک خوف خدا و بدعملی این دو چیز اند تخم تیره دلی
ورنه روی نگار نیست نهان هر حجابی ز تست ای بیجان
از رگ جان قریب تر یارست هر نه از تو درازی کارست
هر که برخواست از خودی یکبار خود نشیند بکار او دادار
حی و قیوم و قادرست نگار تو مپندار مرده ای مردار
میل رفتن گرست جانب یار جانب صدق را عزیز بدار
ور شکی هست خیز و تجربه کن تا شکوکت برآورم ازبن
گر خرد پاک از خطا بودی هر خردمند با خدا بودی

کس نرست از ذہول و سہو و خطا — جز خدا وند عالم الاشیا
نظرے کن ز روے استقرا — گر کسے رستہ است باز نما
ورنہ باز آ ز شورش و انکار — جیفۂ کذب را مخور زنہار
آخرت با خدا افتد سروکار — خو ونگہ کن بترس زان دادار
در خرابات اوفتاد دلے — خود بخود چون برون شود زگلے
رو بہ باطل نہادۂ باز آ — دل بہ بدروے دادۂ باز آ
در مزابل فتادۂ باز آ — این کجا ایستادۂ باز آ
آخر اے لافزن ز عقل و خرد — ہوش کن پا منہ برون از حد
دم زدن در خیالہاۓ محال — ہست شوریدہ مشربی و ضلال
ہر کہ رخت افگند بویرانہ — مے نمائد بتر ز دیوانہ
چون چنین سر زنی ز راہ صواب — چہ نہ دانی کہ آخرت حساب
پاے تو لنگ منزل تو دراز — تر سمت چون رسی ازین تک و تاز
خود چنین ست فطرت انسان — کہ چو بیند کہ مشکل ست گران
اول از زور و تاب و طاقت خویش — میکند سعی و جہد بیش از بیش
تا مگر کار بستہ بکشاید — زیر بار سپاس کس ناید
چون بہ بیند کہ کار رفت از دست — رسن اختیار رفت از دست
رو نہد سوئے کوچۂ یاران — مددے جوید از مددگاران
زور دوست برادران جوید — نزد ہر کاردان ہمے پوید
چون بماند ز ہر طرف ناچار — نالد آخر بدرگہ دادار
نعرہا مے زند بحضرت پاک — وز تضرع جبین نہد بر خاک
در خود بندد و بگرید زار — کاسے کشایندہ رہ دشوار
گنہ من بہ بخش و پردہ بپوش — تا نہ دشمن زند بشادی جوش
چون چنین فطرت بشر افتاد — زان سہ گونہ صفت کہ کردم یاد
آن حکیمش ز لطف بے پایان — حسب فطرت بداد ہم سامان

جهد خویش عقلش داد — راه فکر و قیاس و خوض کشاد
کار با همین امداد — رحم در قلب یکدگر بنهاد
پے قبائل و اقوام — کرد کار نظام و ربط تمام
ورپے حاجت فیوض خدا — کرد الهام را ز رحم عطا
تا رسد کار آدمی بکمال — تا میسر شود همه آمال
تا بحد یقین رسد تعلیم — تا دو گونه شود ره تفهیم
زان دو گونه مناهج تلقین — مے کشاید ره حصول یقین
هر طبیعت بحسب فهم و خیال — مے براید بدان ز چاه ضلال
غرض آن میل فطرتے که خدا — کرد در فطرت بشر پیدا
آن همی خواست وحی ربانی — نظرے کن بغور تا دانی
فطرتے چون فتاده است چنان — چون کشی سر ز فطرت اے نادان
اقتضاے طبیعتِ انسان — که نهادست ایزد منان
گه بشر را کشد بسوے قیاس — تا نهد کار را بعقل اساس
گاه دیگر کشد بمنقولات — تا بیارامد از بیان ثقات
زینکه آرام قلب و اطمینان — جز باخبار صادقان نتوان
نیز چون واجب ست در تعلیم — که بقدر خرد بود تفهیم
لاجرم ره کشاده اند دو تا — تا رسد هر طبیعتے بخدا
تا ذکی و غبی و اشرف و دون — ره بیابند سوے آن بیچون
دیگر این ست نیز هم برهان — بر ضرورات وحی آن رحمان
که چنین شهرت خداے یگان — هرگز از جهد عقلها نتوان
گر نه گفتے خدا انا الموجود — چون فتادے جهان بپرستش معبود
این همه شور هستی آن یار — که از و عالم ست عاشق زار
خود بیند اخت آن خداے جهان — نه بشر کرد بر سرش احسان
اے دریغ ایچه آدمی زادند — کز خدا در خودی بیفتادند

عقل چون شد چو فیض وحی نبود ‌‌ ‌ دیده را ز آفتاب هست وجود
او اگر نور خود نه بخشیدے ‌ ‌ چشم ما خود بخود چسان دیدے
بلبل از فیض گل سخن آموخت ‌ ‌ منکر از وے همان که چشم بدوخت
همه عالم گواه آلایش ‌ ‌ ابله منکر ز وحی والقایش
مهر پاکان بجان خود بنشان ‌ ‌ تا شوی جان من هم از پاکان
این خرد جمله غلط مے دارند ‌ ‌ تا زکم کن که چو نتو بسیا رانند
چاره ما بغیر یار کجا ‌ ‌ ما کجائیم و عقل زار کجا
زهر فرقت چشتی و ناکامی ‌ ‌ باز منکر ز وحی و الهامی
جان تو بر لب از نخوردن آب ‌ ‌ باز از آب زندگی رو تاب
کورهستی و کین بدیده وران ‌ ‌ وه چه داری شقاوت و خسران
دارو ے درد دل ز فطنت ماست ‌ ‌ آن بدالشفائے وحی خداست
نشود عین زر تصور زر ‌ ‌ زر ہمانست کو فتد به نظر
هست بر عقل منت الهام ‌ ‌ که از و بخت هر تصور خام
آن گمان برد وین نمود فراز ‌ ‌ آن نهان گفت واین کشود آن راز
آن فرو ریخت این یکے بسپرد ‌ ‌ آن طمع داد وین بجا آورد
آن که بشکست هیبت دل ما ‌ ‌ هست وحی خدائے بے همتا
آنکه ما را رخ نگار نمود ‌ ‌ هست الهام آن خدائے ودود
آنکه داد از یقین دل جامے ‌ ‌ هست گفتار آن دلارامے
وصل دلدار و مستی از جامش ‌ ‌ همه حاصل شده ز الهامش
وصل آن یار اصل هر کامیست ‌ ‌ و آنکه زین اصل غافل آن خامیست
بے عطیات ما همه بے زاد ‌ ‌ بے عنایات ما همه برباد

اللہ جل شانہ کے کثرت انعامات اور بارش کی طرح فیضان الہامات کو محسوس کرکے بڑے ناز و نیاز سے اسکی ذات پاک کو خطاب کرتے

ہین اور اسکے ضمن ہین اپنے وجود طیب کو آیۃ اللہ اور نشان راہ حق ثابت کرتے ہین اور دشمنان خدا کے اعتراض کو جو وہ تعداد ازواج جناب نبوت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے ہین عجیب دلائل سے دفع کرتے ہین اور بالآخر عاشقان الٰہی کی صفات بیان کرتے ہوئے بڑی بارعب تحدی سے اپنے تئیں دلیل صداقت اور مظہر و مظہر خوارق و علامات الٰہیہ ثابت کرتے ہین

براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۴

اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما

اے تو مرہم بخش جان ریش ما
اے تو دلدار دل غم کیش ما

از کرم برداشتی ہر بار ما
وز تو ہر بار و بر اشجار ما

حافظ و ستاری از جود و کرم
بیکسان را یاری از لطف اتم

بندہ درماندہ باشد دل طپان
ناگہان درمان بر آری از میان

عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
ناگہان آری برو صد مہر و ماہ

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام

آن خردمندے کہ او دیوانہ ات
شمع بزم ست آنکہ او پروانہ ات

ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد
ناگہان جانے در ایمانش فتد

عشق تو گردد عیان بر روئے او
بوئے تو آید ز بام و کوئے او

صد ہزاران نعمتش بخشی ز جود
مہر و مہ را پیشش آری در سجود

خود نشینی از پئے تائید او
روئے تو یا د او فتد از دید او

بس نمایان کارہا کاندر جہان
مے نمائی بہر اکرامش عیان

خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو آن بازار را

خاک را در یکدمے چیزے کنی
کز ظہورش خلق گیرد روشنی

بر کسے چون مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

صد شعاعش عید ہی چون آفتاب — تا نماند طالب دین در حجاب

تا ز تاریکی بر آید عالمے — تا نشان یابند از کوی ہمے

زین نشانہا بدرگان کور و کر اند — صد نشان بینند و غافل بگذرند

عشق ظلمت دشمنی با آفتاب — شب پران سرمدی جان در حجاب

آن شہ عالم کہ نامش مصطفے — سید عشاق حق شمس الضحی

آنکہ ہر نورے طفیل نور اوست — آنکہ منظور خدا منظور اوست

آنکہ بہر زندگی آب روان — در معارف ہمچو بحر بیکران

آنکہ بر صدق و کمالش در جہان — صد دلیل و حجت روشن عیان

آنکہ انوار خدا بر روے او — مظہر کار خداے کوے او

آنکہ جملہ انبیاء راستان — خادمانش ہمچو خاک آستان

آنکہ مہرش میرساند تا سما — میکند چون ماہ تابان در صفا

سمے دہد فرعونیان راہ زمان — چون ید بیضاے موسی صد نشان

آن نبی در چشم این کوران زار — ہست یک شہوت پرست و کین شعار

شرمت آید اے سگ ناچیز و پست — مے نہی نام پلان شہوت پرست

این نشان شہوتی ہست اے لئیم — کز رخش رخشان بود نور قدیم

ور شبے پیدا شود روزش کند — ور غزان آید دل افروزش کند

مظہر انوار آن بے چون بود — در خرد از ہر بشر افزون بود

اتباعش آن دہد دل را کشاد — کش نہ بیند کس بصد سالہ جہاد

اتباعش دل فروزد جان دہد — جلوۂ از طاقت یزدان دہد

اتباعش سینہ نورانی کند — با خبر از یار پنہانی کند

منطق او از معارف پر بود — ہر بیان او سراسر در بود

از کمال حکمت و تکمیل دین — پا نہد بر اولین و آخرین

وز کمال صورت و حسن اتم — جملہ خوبان را کند زیر قدم

تابعش چون انبیا گردد ز نور — نورشش افتد بر ہمہ نزدیک و دور

شیر حق پر ہیبت از رب جلیل | دشمنان پیشش چو روباہ ذلیل
این چنین شیرے بود شہوت پرست | ہوش کن اے روبہے ناچیز و پست
چیستی اے کور کے فطرت تباہ | طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ
شہوت شان از سر آزادی است | نے اسیر آن چو تو آن قوم مست
خود نگہ کن آن یکے زندانی است | وان دگر داروغہ سلطانی است
گرچہ در یکجاست ہر دو را قرار | لیک فرقے ہست در وی آشکار
کار پاکان بر بدان کردن قیاس | کار ناپاکان بود اے بد حواس
کاملان کز شوق دلبر مے روند | با دو صد بارے سبکتر مے روند
این کمال آمد کہ با فرزند و زن | از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن
در جہان و باز بیرون از جہان | بس ہمین آمد نشان کاملان
چون ستورے زیر بار افتد بسر | در رہی رفتن سریع و تیز تر
این چنین اسپے کجا آید بکار | نابکارست این در اسپانش مدار
اسپ آن اسپ ست کو بار گران | مے کشد ہم میرود بس خوش عنان
کاملے گر زن بدارد صد ہزار | صد کنیزک صد ہزاران کار و بار
پس گر افتد در حضور او فتور | نیست آن کامل ز قربت ہست دور
نیست آن کامل نہ مردے زندہ جان | گر خردمندی ز مردانش مخوان
کامل آن باشد کہ با فرزند و زن | با عیال و جملہ مشغولی تن
با تجارت با ہمہ بیع و شرا | یک زمان غافل نگردد از خدا
این نشان قوت مردانہ است | کاملان را بس ہمین پیمانہ است
سوختہ جانے ز عشق دلبرے | کے فراموشش کند با دیگرے
او نظر دارد بغیر و دل بہ یار | دست در کار و خیال اندر نگار
دل طپان در فرقت محبوب خویش | سینہ از ہجران یارست ریش ریش
او فتادہ دور از روے کسے | دل دوان ہر لحظہ در کوے کسے
خم شدہ از غم چو ابروے کسے | ہر زمان پیچان چو گیسوئے کسے

دلبرش در شد بجان و مغز و پوست — راحت جانش بیاد روی دوست

جان شد او کی جان فراموشش شود — هر زمان آید همی آغوشش شود

دیده چون بر دلبر مست او فتد — هر چه غیر اوست از دست او فتد

غیر گو در بر بود دور است دور — یار دور افتاده هر دم در حضور

کار و بار عاشقان کار جداست — برتر از فکر و قیاسات شماست

قوم عیارست دل در دلبری — چشم ظاهر بین بدیوار و دری

جان خرد شان از پی مه پیکری — بر زبان صد قصها از دیگری

فانیان را مانعی از یار نیست — بچه او زن بر سر شان بار نیست

با دو صد زنجیر هر دم پیش یار — خار با او گل گل اندر هجر خار

تو بیک خاری برای صد فغان — عاشقان خندان بپای جان فشان

عاشقان در عظمت مولی فنا — غرقه دریای توحید از وفا

کین و مهر شان همه بهر خداست — قهر شان گر هست آن قهر خداست

آنکه در عشق احد محو و فناست — هر چه زو آید ز ذات کبریاست

فانی است و تیر او تیر حق ست — صید او در اصل نخچیر حق ست

آنچه می باشد خدا را از صفات — خود دمد در فانیان آن پاک ذات

خوی حق گردد در ایشان آشکار — از جمال و از جلال کردگار

لطف شان لطف خدا هم قهر شان — قهر حق گردد نه همچون دیگران

فانیان هستند از خود دور تر — چون ملائک کارکن از دادگر

گر فرشته قبض جانی میکند — یا کرم بر ناتوانی می کند

این همه سختی و نرمی از خداست — او ز خواهشهای نفس خود جداست

هم چنین میدان مقام انبیا — واصلان و فاصلان از ماسوا

فانی اند و آله ربانی اند — نور حق در جامه انسانی اند

سخت پنهان در قباب حضرت اند — گم ز خود در رنگ آب حضرت اند

اختران آسمان زیب و فر — رفته از چشم خلائق دور تر

کس ز قدر نور شان آگاه نیست | زانکه او نی را با علی راه نیست
کور کورانه ز ندراسے دنی | چشم کورش بے خبر زان روشنی
هم چنین تو اے عدو مصطفی | سے نمائی کوری خود را بما
بر قمر عوعو کنی از سگ رگی | نور مه کمتر نه گردد زین سگی
مصطفی آئینه روے خداست | منعکس در وے همان خوے خداست
گر ندیدستی خدا او را ببین | من رانی قدرای الحق این یقین
آنکه آویزد بمستان خدا | خصم او گردد جناب کبریا
دست حق تائید این مستان کند | چون کسے با دست حق دستان کند
منزل شان برتر از صد آسمان | بس نهان اندر نهان اندر نهان
پا فشرده در وفائے دلبرے | وز سرش بر خاک افتاده سرے
جان خود را سوخته بهر نگار | زنده گشته بعد مرگ صد هزار
صاحب چشم اند آنجا بے تمیز | چشم کوران خود نباشد هیچ چیز
روے شان آن آفتابے کاندران | چشم گمرهان خیره هم چون شپران
تو خودی زن زاده تو همچون زنان | ناقص ابن ناقص ابن ناقصان
خوب گر نزد تو زشت ست و تباه | پس چه خوانم نام تو اے روسیاه
کور بیت صد پرده ها بر تو فگند | وین تعصبهائے تو بیخت بکند
اے بسا محبوب آن رب جلیل | پشت از کوری حقیرست و ذلیل
اے بسا کس خورده صد جام فنا | پیش این چشمت پر از حرص و هوا
گر نماندے از وجود تو نشان | نیک بودے زین حیات چون سگان
زاغ گر زادے بجایت مادرت | نیک بود از فطرت بدگوهرت
زانکه کذب و فسق و کفرت در سرست | وین نجاست خواریت زان بدترست
تو کجائی اے شقی سرمدی | زانکه از جان جهان سرکش شدی
اے در انکار وشکے از شاه دین | خاندان و چاکرانش را ببین
کس ندیده از بزرگانت نشان | نیست در دست تو بیش از داستان

لیک گر خواہی بیا بنگر زما
صد نشان صدق شان مصطفی

ہان بیا اے دیده بسته از حسد
تا شعاعش پردهٔ تو بر درد

صادقان را نور حق تابد مدام
کاذبان مردند و شد ترکی تمام

مصطفی مہر درخشان خداست
بر عدوش لعنت ارض و سماست

این نشان لعنت آمد کاین خسان
مانده اندر ظلمتے چون شپران

سینے دل صافی نه عقل راه بین
رانده درگاه رب العالمین

جان کنی صد کن نبین مصطفی
ره نه بینی جز بدین مصطفی

تا نه نور احمد آید چاره گر
کس سے نگیرد ز تاریکی بدر

از طفیل اوست نورِ ہر نبی
نام ہر مرسل بنام او جلی

آن کتابے ہمچو خور دادش خدا
کز رخش روشن شد این ظلمت سرا

ہست فرقان طیب و طاہر شجر
از نشانہاے دہد ہر دم ثمر

صد نشان راستی دروے پدید
نے چو دین تو بنایش بر شنید

پر ز اعجاز ست آن عالی کلام
نور یزدانی درو رخشد تمام

از خدائی ہا نموده کارہا
بر دریده پرده کفار را

آفتاب ست و کند چون آفتاب
گر نه کوری بیا بنگر شتاب

اے مزور گر بیائی سوے ما
وز و فارخت انگتی در کوے ما

وز سر صدق و ثبات و غمخوری
روزگارے در حضور ما بری

عالمے بینی ز ربانی نشان
سوے رحمان خلق و عالم را کشان

گر خلاف واقعه گفتم سخن
راضیم گر تو سرم بری ز تن

راضیم گر خلق بر دارم کشند
از سر کین با صد آزارم کشند

راضیم گر باشدم این کیفرے
خون روان بر خاک افتاده سرے

راضیم گر مال و جان و تن رود
وانچه از قسم بلا بر من رود

گر دروغم رفته باشد بر زبان
راضیم بر ہر سزاے کاذبان

لیک گر تو زین سخن پیچی سرے
بر تو ہم نفرین رب اکبرے

زین سخنہا ہر کہ روگردان بود
آن نہ مردے رہزن مردان بود

اے خدا ہیچ جیتنا نے برار
کز جفا با حق نے دارند کار

دل نے دارند و چشم و گوش ہم
باز سرپیچان ازان پیدا اتم

دین شان بر قصہا دارد مدار
گفتگوہا بر زبان دل بے قرار

فرق بسیارست در دید و شنید
خاک بر فرق کسے کین را ندید

دید را کن جستجو اے تا تمام
ورنہ در کار خودی بس سرد و خام

بر سماعت چون ہمہ باشد بنا
آن نیفزاید چو صدق و صفا

صد ہزاران قصہ از روے شنید
نیست یکسان با چو کان ہست دید

دین ہمان باشد کہ نورش باقی است
وز شراب دید ہر دم ساقی است

دل مدہ الا بخوبے کز جمال
وا نماید بر تو آیات کمال

کورئی خود ترک کن ماہے بہ بین
اے گدا برخیز و آن شاہے بہ بین

رو بہ بین و قد بہ بین و خد بہ بین
وز محاسنہاے خوبان صد بہ بین

یکدم از خود دور شو بہر خدا
تا مگر نوشی تو کاسات لقا

دین حق شہر خداے امجد است
داخل او در امان ایزد است

در دے نیک خوش اسلوبی کند
ہم چو خود زیبا و محبوبے کند

جانب اہل سعادت پے بزن
تا شوی روزے سعیدے جان من

اے بصد انکار و کین از کودنی
رو در حق زن چرا سرمے زنی

نالہا کن سوے خدا و بندگان
بگسلان از پاے من بند گران

تا مگر زان نالہاے دردناک
دست غیبے گیردت تا گہ ز خاک

بے عنایات خدا کارست خام
پختہ داند این سخن را والسلام

براہین احمدیہ جلد ۱ صفحہ الف

کرمک پروانہ را چون موت مے آید فراز
مے فتد بر شمع سوزان از رہ شوخی و ناز

براہین احمدیہ جلد ۲ صفحہ د

پناہم آن توانائیست ہر آن
زخجل ناتوانانم مترسان

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۲

ہر کہ تف افگند بہ مہر منیر — ہم بر رویش فتد تف تحقیر
تا قیامت تف است بر رویش — قدسیان دور تر ز بد بویش

براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۱

ترا عقل تو ہر دم پاے بند کبر میدارد — برو عقلے طلب کن کت ز خود بینی برون آرد
ہمان بہتر کہ ما آن علم حق از حق بیاموزیم — کہ این علمے کہ ما داریم صد سہو و خطا دارد
کہ گوید بہتر از قولش گر او خاموش بنشیند — کہ گیرد دستت اے نادان گر او دست تو بگذارد
برو قدرتش بہ بین و ز حجت پاے اصل دم درکش — کہ این حجت کہ مے آری بلاہا بر سرت آرد

براہین احمدیہ صفحہ ۳۲۵

ناتوانان را کجا تاب و توان — تا نشان یابند خود زان بے نشان
عقل کوران رہنما جوید براہ — رہبری از دانش کوران مخواہ
عقل ما از بہر زاری و بکاست — دفع آزار جہالت از خداست
عقل طفل ست اینکہ گرید زار زار — شیر جز مادر نیاید زینہار

براہین احمدیہ صفحہ ۴۰۱

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا — خدا کی قدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا

براہین احمدیہ صفحہ ۴۵۱

عشق ست کہ بر خاک مذلت غلطاند — عشق ست کہ بر آتش سوزان بنشاند
کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند — عشق ست کہ این کار بصد صدق کناند

براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۲

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم — مہر و مہ را نیست قدرے در دیار دلبرم
آن کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب — وان کجا باغے کہ میدارد بہار دلبرم

براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۶

چشم و گوش و دیدہ بند اے حق گزین — یاد کن فرمان قل للمومنین
لب ز خود زین و آن یکسر بر آر — تا شود بر خاطرت حق آشکار

زیر پا کن دلبران این جہان — تا نماید چہرہ آن محبوب جان
کاملان حق اند ہم زیر زمین — تو بگوری یا حیات این چنین
سالہا باید کہ خون دل خوری — تا بکوے دلستانے رہ بری
کے بآسانی رہے بکشایدت — صد جنون باید کہ تا ہوش آیدت

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱

ہمچنین مرگ ست کز یاران ہوشند دور و یار انرا — بیکدم مے کند وقت خزان فصل بہار انرا

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۳

ہست فرقان مبارک از خدا طیب شجر — نونہال و نیک بود و سایہ دار و پر ز بر
میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار — گر خردمندی مجنبان بید را بے ثمر
ور نیاید باورت در وصف فرقان مجید — حسن آن شاہد بپرس از شاہدان با خود نگر
وانکہ او نامد پئے تحقیق در کین مبتلا ست — آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خر

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۴

اے خالق ارض و سما بر من در رحمت کشا — دانی تو آن درد مرا کز دیگران پنہان کنم
از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درآ — تا چون بجویم یابمت را دل خوشتر از بستان کنم
در سرکشی اے پاک خو جان بر کنم در ہجر تو — ز انسان ہمے گریم کز و یک عالمے گریان کنم
خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما — خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آن داماں کنم

قطعہ تاریخ طبع براہین احمدیہ منہ

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ — اک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ
از بس کہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے راہ — تاریخ بھی یا غفور نکلی واہ واہ
۱۲۹۷

سرمہ چشم آریہ صفحہ ٹائٹل

بحمد اللہ کہ این کحل الجواہر — شد از کوہ صواب صدق ظاہر
متاب از سرمہ رو گر روشنی چشم مے باید — کہ عاقل از دل و جان دوست دارد چشم بینا را
کسانے کہ پوشیدہ چشم و دل اند — ہما نا کزین توتیا غافل اند

اے دلبر و دلستان و دلدار — وے جان جہان و نور انوار

لرزان ز تجلیت دل و جان — حیران ز رخت قلوب و ابصار

در ذات تو جز تحیرے نیست — ہنگام نظر نصیب افکار

در غیبی و قدرتت ہویدا — پنہانی و کار تو نمودار

دوری و قریب تر ز جان ہم — نوری و نہان تر از شب تار

آن کیست کہ منتہائے تو یافت — وان کو کہ شود محیط اسرار

کردی دو جہان عیان ز قدرت — بے مادہ و بے نیاز انصار

وین طرفہ کہ ہیچ کم نہ گردد — باآنکہ عطائے تست بسیار

حسن تو غنی کند ز ہر حسن — مہر تو بجو کشد ز ہر یار

حسن نمکینت ار نبودے — از حسن نبودے ہیچ آثار

شوخی ز تو یافت روئے خوبان — رنگ از تو گرفت گل بہ گلزار

سیمین ذقنان کہ سیب دارند — آمد ز ہمان بلند اشجار

این ہر دو ازان دیار آیند — گیسوئے بتان و مشک تاتار

از بہر نمایش جمالت — بینیم ہمہ چیز آئینہ وار

ہر برگ صحیفہ ہدایت — ہر جوہر و عرض شمع بردار

ہر نفس بتو رہے نماید — ہر جان بدہد صلائے این کار

ہر ذرہ فشاند از تو نورے — ہر قطرہ پراند از تو انہار

ہر سو ز عجائب تو شورے — ہر جا ز غرائب تو اذکار

از یاد تو نورہا بہ بینم — در حلقہ عاشقان خون بار

آنکس کہ بہ بند عشقت افتاد — دیگر نہ شنید پند اغیار

اے مونس جان چہ دلستانی — کز خود بربودیم بہ یکبار

از یاد تو این دلے بغم غرق — وارد گہرے نہان صدف وار

چشم و سر ما فدائے رویت — جان و دل ما بتو گرفتار

عشق تو به نقد جان خریدیم
تا دم نه زند دگر خریدار

بیزار از تو که سر ز دست زجیبیم
در هیچ دلم نماند ، یار

عمریست که ترک خویش و پیوند
کردیم و دست جز از تو دشوار

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۱

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھہ کر مین سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھہ کچھہ تہا نشان اسمین جمال یار کا

اس بہار حسن کا دل مین ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھہ ذکر ہمسے نرگس بیمار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھین وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمہ خورشید مین موجین تری مشہود ہین
ہر ستارے مین تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحون پہ اپنے ہاتھہ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ مین رکھے ہین خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہین
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدہ دشوار کا

خوبرویون مین ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن مین ہے رنگ اس ترے گلزار کا

چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھہ ہے تیری طرف ہر گیسوے خمدار کا

آنکھہ کے اندھون کو حائل ہو گئی سو سو حجاب
ورنہ تہا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا

ہین تری پیاری نگاہین دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہین خاک مین
تا مگر درمان ہو کچھہ اس ہجر کے آزار کا

ایکدم بھی کل نہین پڑتی مجھے تیری سوا
جان گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ مین لیجلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنون وار کا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹

دنیا کی حرص و آز مین کیا کچھہ کرتے ہین
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھین تو مرتے ہین

زر سے پیار کرتے ہین اور دل لگاتے ہین
ہوتے ہین زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہین

جب اپنے دلبرو نکو نہ جلدی سے پاتے ہین
کیا کیا نہ انکے ہجر مین آنسو بہاتے ہین

پر انکو اس سجن کی طرف کچھہ نظر نہین
آنکھین نہین ہین کان نہین دل مین درد نہین

انکے طریق و دھرم مین گو لاکھ ہو فساد — کیسا ہی ہو عیان کہ وہ ہی جھوٹ اعتقاد
پر تب بہی مانتے ہین اسیکو بہر سبب — کیا حال کر دیا ہی تعصب نے بے غضب
دل مین مگر یہی ہی کہ مرنا نہین کبہی — ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہین کبہی
اسے غافلان و قالحندا ین سرا تمام — دنیا سے دو ن نماند و نماند کسی مدام

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰۱

اے ز تعلیم وید آوارہ — منکر از فیض بخش ہموارہ
آن قدیرے کہ نیست زو چارہ — نزد تو عاجز ست و ناکارہ
بشنوی گر بود بحق روے — شور تا لوایلی ز ہر سوے
آنکہ با ذات او بقا و حیات — چون نباشد بدیع ما آن ذات
نا توانی ست طور مخلوقات — کے خدا اینچنین بود ہیہات
کے پسندد خرد کہ رب قدیر — نا توان باشد و ضعیف و حقیر
نظرے کن بشان ربانی — داوری کن بنا دانی
این چہ دین ست و اینچہ آئین ست — کہ خدا نا توان و مسکین ست
گر بدین دین و کیش ہستی شاد — مایہ عمر را دہی بر باد

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۲

اُن کو سودا ہوا ہے وید و نکا — اُنکا دل مبتلا ہے وید و نکا
آریو اس قدر کرو کیون جوش — کیا نظر آ گیا ہے وید و نکا
نہ کیا ہے نہ کر سکے پیدا — سوچ لو یہ خدا ہے وید و نکا
عقل رکہتے ہو آپ ہی سوچو — کیون بہروسا کیا ہے وید و نکا
بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو — یہ سراسر خطا ہے وید و نکا
ناستک مت کی وید ہین حامی — بس یہی مدعا ہے وید و نکا
اپنے مذہب کبہی نہین چلتے (دہریہ مذہب) — کال سر پر کہڑا ہے وید و نکا

صفحہ ۱۸۴

جس نے پیدا کیا وہی جانے — دوسرا کیونکر اسکو پہچانے
غیر کو غیر کی خبر کیا ہو — نظر دور کارگر کیا ہو

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰۶

آنجا کہ محبتے نمک میریزد | ہر پردہ کہ بود از میان برخیزد
این نفس دنی کہ صد ہزارش بہنست | خاموش شو و چو عشق شور انگیز
چون رنگ خودی رود کسی را ز عشق | یارش ز کرم برنگ خویش آمیزد

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۱۰

سینہ مے باید تہی از غیر یار | دل ہمے باید پر از یاد نگار
جان ہمے باید براہ او فدا | سر ہمے باید بپائے او نثار
ہیچ دانی چیست دین عاشقان | گو ہمیت گر بشنوی عشاق وار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر | لوح دل شستن ز غیر دوستدار

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۳

ترک خوبی مے کناند خوب تر | عشق را درمان بود عشق دگر
شیر با شیرے نماید زور تن | مے توان آہن باآہن کوفتن
گر غریق اندر نجاست ہاست تن | رو بدریائے درآر و غوطہ زن

سرمہ چشم صفحہ ۲۳۹

چون گمانے کنم اینجا مدد روح قدس | کہ مرا در دل شان دیو نظرے آید
این مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیان | کہ بہر عصر مسیحائے دگر مے آید

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰

تا بر دلم نظر شد از مہر ماہ مارا | کر دست سیم خالص قلب سیاہ مارا
لطف عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند | ہر چند مے زنند این اغیار راہ مارا
در کوے دلستانم چون خاک کو شب و روز | دیگر نشان چہ باشد اقبال و جاہ مارا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۹

گرچہ ہر کس ز رہ لاف بیانے دارد | صادق آنست کہ از صدق نشانے دارد

شحنۂ حق صفحہ ۳

نمی ترسیم از مردن چنین خوف از دل افگندیم | کہ ما مردیم زان روزے کہ دل از غیر بر کندیم

دل وجان دررہ آن دلستان خود فدا کریم | اگر جان ما زما خواہد بصد دل آرزومندیم

تاریخ طبع شحنۂ حق منہ صفحہ ۸۰

آن صید تیرہ بخت کہ بندۂ بپاہ اوست | شپر مثال بغض خورہی اختیار کرد

فرعون شد وعناد کلیمے بدل نشاند | یکسر خزان شد وگلہا از بہار کرد

چون شحنۂ حق ازپئے تعزیر او بخاست | چندان بجو فتش کہ تنش چون غبار کرد

تاریخ رد آن ہذیانش چہ حاجت است | صیدے رکیک بود کہ موسی شکار کرد

۱۲۹۰ھ - بالحاظ بندے بپائے صید

فتح اسلام صفحہ ٹائٹل

کیا شک ہی ماننے مین تمہین اس مسیح کے | جسکی مماثلت کو خدا نے بتادیا

حاذق طبیب پاتے ہین تم سے یہی خطاب | خوبونکو بہی تو تم نے مسیحا بنادیا

فتح اسلام صفحہ ٦٧

الہی خدا اے چارہ ساز ہر دل اندوہگین | اے پناہ عاجزان آمرزگار مذنبین

از کرم آن بندۂ خود را بہ بخشش ہا نواز | وین جدا افتادگان را از ترحم ہا بہ بین

دردلیست دردلم کہ گر از بیش آب چشم | بردارم آستین برود تا بدامنم

مرثیہ تفرقہ (فتح اسلام صفحہ ۷۵) حالت اسلام

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ اہل دین | بر پریشان حالی اسلام وقحط المسلمین

دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگین | سخت شورے اوفتاد اندر جہان از کفر و کین

آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب | مے تراشد عیب ہا در ذات خیر المرسلین

آنکہ در زندان ناپاکی ست محبوس و اسیر | ہست در شان امام پاکبازان نکتہ چین

تیر بر معصوم مے بارد خبیثے بدگہر | آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد | چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمین

ہر طرف کفر ست جوشان ہمچو افواج یزید | دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش | خرم و خندان نشستہ با بتان نازنین

عالمان را روز و شب باہم فساد از جوش نفس | زاہدان غافل سراسر از ضرورتہائے دین

ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت | طرف دین خالی شد و ہر دشمنے جست از کمین

اے مسلمانان چہ آثار مسلمانی ہمین ست
کار دنیا را چہ استحکام در چشم شما ست
موت آمد قریب اے غافلان فکرش کنید
نفس خود را بستۂ دنیا مدار اے ہوشمند
دل مده الا بہ دلدارے کہ حسنش دائم ست
آن زر و زینتے کہ دیوانہ باشی بود
ہست جام عشق او آب حیات لازوال
اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دون
تا توانی جہد کن از بہر دین با جان و مال
از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان تست
یاد ایامے کہ این دین مرجع ہر کیش بود
بر زمین گستر ظل تربیت از نور علم
این زمانے آنچنان آمد کہ ہر ابن الجہول
صد ہزاران ابلہان از دین بیرون بردند رخت
بر مسلمانان ہمہ ادبار زین رہ اوفتاد
گر بگیرد دامنے از راہ دین مصطفی
فکر ایشان غرق ہر دم در رہ دنیائے دون
ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشان صدر شان
با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدی
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
آن زمان دولت و اقبال ایشان در گذشت
از رہ دین پروری آمد عروج اندر نخست
یا الہی بار دیگر آید ز توفیقت مدد
این دو فکر دین احمد مغز جان را گداخت

دین چنین ابتر شد از شیفتۂ دنیا رہین
یا نگار از دل برون گردید موت اولین
ورنہ تا کے بر زبان طاعت و تحسین
ونہ تلخی ہا ببینی و تہمت از ناس چنین
تا نہ در دامی نیابی زینت المحسنین
ہوشیار آنکہ مست ست زان یار حسین
ہر کہ نوشیدست او ہرگز نمیرد بعد زین
زہر خونریز ست در ہر قطرہ این انگبین
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفرین
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعان را گزین
عالمے را وا رہانید از رہ دیو لعین
پائے خود مے زد بہ زہد و جاہ بر چرخ برین
از سفاہت میکنند تکذیب این دین متین
صد ہزاران جاہلان گشتند صید الماکرین
کز پئے دین ہمت شان نیست با غیرت قرین
از رہ غیرت نمی جنبند ہم مثل جنین
مال ایشان غارت اندر راہ نسوان و بنین
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشان نگین
نفرت از ارباب دین با می پرستان ہمنشین
چون نہ بیداند در دل این قوم صدق المخلصین
شومی اعمال شان آورد ایامے چنین
باز چون آید بباید ہم ازین رہ بالیقین
باز کے بینیم آن فرخندہ ایام و سنین
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دین

اے خدا زود آ و بر ما آب نصرت ہا ببار ‏ یا مرا بردار یارب زین مقام آتشین
اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر ‏ گمرہان را چشم کن روشن ز آیات مبین
چون مرا بخشیدۂ صدق اندرین سوز و گداز ‏ نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی درین
کار و بار صادقان ہرگز نماند ناتمام ‏ صادقان را دست حق باشد نہان در آستین

فتح اسلام صفحہ ۲۳

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم ‏ آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد ‏ پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زان روئے پاک ‏ ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال ‏ چون دل احمد نمی بینم دگر عرشے عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار ‏ صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم
از عنایات خدا و فضل آن دادار پاک ‏ دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان ‏ گفتمے گر دیدمے طبعے درین راہے سلیم
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود ‏ این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

ازالہ اوہام صفحہ ۳

آن نہ دانا بود کز ناشکیبائی نفس ‏ خویشتن را زود تر بر ضد و انکار آورد
صبر باید طالب حق را کہ تخم اندر جہان ‏ ہر چہ پنہان خاصیت دارد بہنگام بار آورد
اندکے نور فراست باید اینجا مرد را ‏ تا صداقت خویشتن را خود باظہار آورد
صادقان را صدق پنہانی نمی ماند نہان ‏ نور پنہان بر جبین مرد انوار آورد
ہر کہ از دست کسی خوردست کاسات وصال ‏ ہر زمان رویش سرور وصل یار آورد
ز عشاق فرقان و پیغمبریم ‏ بدین آمدیم و بدین بگذریم

۱۳۷

ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۷

اے خدا جانم براسرارت فدا ‏ امیان را دہی فہم و ذکا
در جہانت ہچو من امی کجاست ‏ در جہالت ہا مرا نشو و نماست
کرکسے بودم مرا کردی بشر ‏ من عجب تر از مسیحے بے پدر

جائے کہ از مسیح و نزولش سخن رود ۔ گویم سخن اگرچہ ندارند باورم

کاندر دلم دمید خداوند کردگار ۔ کان برگزیدہ را ز رہ صدق مظہرم

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم ۔ حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است ۔ زانسان کہ آمدست در اخبار سرورم

این مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس ۔ سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

از کلمہ منارہ شرقی عجب مدار ۔ چون خود ز مشرق است تجلی نیرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ۔ عیسی کجاست تا بنہد پا بمنبرم

آن را کہ حق بہ جنت خلدش مقام داد ۔ چون بر خلاف وعدہ برون آید از ارم

چون کافر است ہر کہ پرستد مسیح را ۔ عیسی ز ہی خدا بپرسش کرد ہمسرم

رو یک نظر بجانب فرقان تو غور کن ۔ تا بر تو منکشف شود این راز مضمرم

یارب کجاست محرم راز مکاشفات ۔ تا نور باطنش خبر آرد ز مخبرم

آن قبلہ رو نمود بگیتی بچار دہم ۔ بعد از ہزار و سہ کہ بیت افگند در حرم

خورشید آنچنان کرم منبع فیوض ۔ کامد اے یار ز ہر کوی و معبدم

اے معترض بخوف الہی صبور باش ۔ تا خود خدا عیان کند آن نور اخترم

آخر نخواندہ کہ گمان نکو کنید ۔ چون میروی برون ز حدود شن برادرم

برمن چرا کشی تو چنین خنجر زبان ۔ از خود نیم ز قادر ذوالمجد اکبرم

ماموروم و مرا چہ درین کار اختیار ۔ رو این سخن بگو بخداوند آمرم

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر ۔ از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

حکم است ز آسمان بزمین میرسانمش ۔ گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اے قوم من بگفتہ من تنگدل مباش ۔ ز اول چنین بجویش بہ بین تا باخرم

من خود نگویم این کہ بلوح خدا ہمین است ۔ گر طاقتست محو کن آن نقش داورم

در تنگنائے حیرت و فکرم ز قوم خویش ۔ یارب عنایتے کہ ازین فکر مضطرم

نی چشم ماندہ است و نہ گوش و نہ نور دل ۔ جز یک زبان شان کہ نیرزد بیکدرم

٭ دیکھو انجیل متی × ءانت قلت للناس الخ

بد گفتیم ز نوع عبادت شمرده اند
ای دل تو نیز خاطر ایشان نگاهدار
ای منکر پیام سروش و ندای حق
جانم گداخت از غم ایمانت ای عزیز
خواهی که روشنت شود احوال صدق ما
گوش دلم بجانب تکبیر کس کجاست
از طعن دشمنان خبرے چون شود مرا
من میزنیم بوحی خداے که با من ست
من رخت برده ام بعمارات یار خویش
عشقش تبار و پود دل من درون بست
راز محبت من و او فاش گر شدے
ابنای روزگار ندانند راز من
بعد از رهم هر آنچه پسندید هیچ نیست
هر لحظه می خوریم ز جام وصال دوست
باد بهشت بر دل پرسوز من وزد
بدبوی حاسدان نرساند زیان بمن
کارم ز قرب یار بجاے رسیده است
پایم ز لطف یار بجنت خزیده است
جوش اجابتش که بوقت دعا بود
هر سوی و هر طرف رخ آن یار بنگرم
ای حسرت این گروه عزیزان مرا ندید
گر خون شدست دل ز غم و درد شان چه شد
هر شب هزار غم بمن آید ز درد قوم
یارب بآب چشم من این کسل شان بشو

در چشم شان پلید تر از هر مزورم
کافر کنند دعوی حب پیمبرم
از من خطا مبین که خطا در تو بنگرم
دین طرفه تر که من بگمان تو کافرم
روشندلی بخواه ازان ذات ذوالکرم
من مست جامهای عنایات دلبرم
کاندر خیال دوست بخواب خوش اندرم
پیغام اوست چون نفس روح پرورم
دیگر خبر مپرس ازین تیره کشورم
مهرش شدست در ره دین چهر انورم
بسیار تن که جان بفشاندی برین درم
من نور خود نهفته ز چشمان شپرم
بدقسمت آنکه در نظرش هیچ محترم
هر دم انیس یار علی رغم منکرم
صد نگهت لطیف دهد دود مجمرم
من هر زمان ز نافه یادش معطرم
کانجا ز فهم و دانش اغیار برترم
وز فضل آن حبیب بدستست ساغرم
زان گونه ترانیم نشنیدست مادرم
آن دیگرے کجاست که آید بخاطرم
وقتے بہ بینم که ازین خاک بگذرم
هست آرزو که سر برود هم درین سرم
یارب نجات بخش ازین روز پرشرم
کام وز تر شدست ازین درد بسترم

در یاب چو تخم آب بهر تو ریختیم
دریا به پیچ نحجه جز تو بهمانست دیگرم

تا کی غموم با آخرے رسد
این [illegible] مگر تمام شود روز محشرم

دل خون شدست از غم این قوم ناشناس
وز عالمان کج که گرفتند چنبرم

گر علم خشک و کوری باطن ستره زد
[illegible] عالم و فقیه شدے همچو چاکرم

بر سنگ میکشد اثر این منطقم مگر
[illegible] این کسان ز کلام [illegible] شرم

علم آن بود که نور فراست رفیق اوست
این [illegible] تیره باید بپیش بزمی بخرم

[illegible] قوم من نشناسد مقام من
روز [illegible] نگہ یاد کنند وقت خوشترم

اے قوم من بجیبه نظار سوی غیب دار
تا دست خود لبیجز ز بهر تو گسترم

گر همچو خاک پیش تو قدرم بود چه باک
چون خاک نے که از خس و خاشاک کمترم

[illegible] ست بفضل او که نوازد دگر من
کرم نه آدمی صدف استم نه گوهرم

زانگونه دست او دلم از غیر خود کشید
گو نی گهے نه بود دگر در تصورم

[illegible] از خدا العشق [illegible] محترم
گر کرد این بود بخدا سخت کافرم

هر تار و پود من بسراید العشق او
[illegible] وازغم آن داستان پرم

من در حریم قدس چراغ صداقتم
دست تن محافظ است زهر باد صرصرم

هر دم فلک شهادت صدقم همیدهد
ز [illegible] کدام غم که زمین گشت منکرم

والله که همچو کشتی نوحم ز کردگار
بیند [illegible] دور بماند ز لشکرم

این آتشے که دامن آخر زمان بسوخت
از بهر چاره اش بخدا نهر کوثرم

من هستم رسول و نیاورده ام کتاب
هان ملهم استم و ز خدا و ندمنذرم

یارب بزاریم نظری کن بلطف و فضل
جز دست رحمت تو دگر کیست یاورم

جانم فدا شود بره دین مصطفے
این ست کام دل اگر آید میسرم

ازاله اوہام صفحہ ۵۳۶

در آن ابن مریم خدائی نبود
زموت و زفوتش رهائی نبود

رها کرد خود را ز شرک و دوئی
تو هم کن چنین ابن مریم توئی

ازاله اوہام صفحہ ۶۶۵

جو ہمارا تہا وہ اب دلبر کا سارا ہوگیا — آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا

شکر للہ ملگیا ہمکو وہ لعل بے بدل — کیا ہوا اگر قوم کا دل سنگ خارا ہوگیا

ازالہ صفحہ ۷۶۳

امت احمد نہان دارد دو ضد را در وجود — ے تواند شد مسیحا میتواند شد یہود

زمرۂ زیشان ہمہ بدطینتان را جائے ننگ — زمرۂ دیگر بجائے انبیا دارد قعود

ازالہ صفحہ ۷۶۴

کیون نہین لوگو تمہین حق کا خیال — دل مین اٹھتا ہے مرے سو سو ابال

ابن مریم مرگیا حق کی قسم — داخل جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اسکو فرقان سربسر — اُسکے مرجانیکی دیتا ہے خبر

وہ نہین باہر رہا اموات سے — ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

کوئی مُردون سے کبھی آیا نہین — یہ تو فرقان نے بھی بتلایا نہین

عہد شد از کردگار بیچگون — غور کن در انہم لا یرجعون

اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا — موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا

یہ تو رہنے کا نہین پیارو مکان — چل بسے سب انبیاء و راستان

ہان نہین پاتا کوئی اس سے نجات — یونہی باتین ہین بنائین واہیات

کیون تمہین انکار پر اصرار ہے — ہے یہ دین یا سیرت کفار ہے

برخلاف نص یہ کیا جوش ہے — سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے

کیون بنایا ابن مریم کو خدا — سنت اللہ سے وہ کیون باہر رہا

کیون بنایا اسکو باشان کبیر — غیب دان و خالق و حی و قدیر

مرگئے سب پر وہ مرنے سے بچا — اب تلک آئی نہین اُسپر فنا

ہے وہی اکثر پرندون کا خدا — اس خدادانی پہ تیرے مرحبا

مولوی صاحب یہی توحید ہے — سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

کیا یہی توحید حق کا راز تہا — جسپہ برسون سے تمہین اک ناز تہا

کیا بشر مین ہے خدائی کا نشان — الامان ایسے گمان سے الامان

ہے تعجب آپ کے اس جوش پر | فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیوں نظر آتا نہیں راہ صواب | پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیم فرقان ہے بھلا | کچھ تو آخر چاہیے خوف خدا
مومنوں پر کفر کا کرنا گماں | ہے یہ کیا ایماندار و نکا نشان
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین | دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں | خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے | جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا | ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب | کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب
سخت شورے اوفتاد اندر زمین | رحم کن بر خلق اے جان آفرین
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا | تجھکو سب قدرت ہے اے رب الورا

ازالہ صفحہ ۸۲۵

عزیزان بے خلوص و صدق بکشایند رہ را را | مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

آسمانی فیصلہ صفحہ ۴

اے خداوند رہنماے جہان | صادقان را زکاذبان برہان
آتش افتاد در جہان ز فساد | الغیاث اے مغیث عالمیان

آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۸

اے خدا اے مالک ارض و سما | اے پناہ حزب خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما | ایکہ در دست تو فصل ست و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمین | رحم کن بر خلق اے جان آفرین
امر فیصل از جناب خود نما | تا شود قطع نزاع و فتنہا
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا | تجھکو سب قدرت ہے اے رب الورا
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام | اک نشان دکھلا کہ ہو حجت تمام

آسمانی فیصلہ ۳۶

گر خدا از بندہ خوشنود نیست — ہیچ حیوانے چو او مردود نیست

گر سگ نفس دنی را پروریم — از سگان کوچہ ہا ہم کمتریم

اے خدا اے طالبان را رہنما — اے کہ مہر تو حیات روح ما

بر رضائے خویش کن انجام ما — تا برآید در دو عالم کام ما

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند — طالبانت در مقام دیگر اند

آن یکے را نور مے بخشی بدل — وان دگر را می گذاری پا بگل

چشم و گوش و دل ز تو گیرد ضیا — ذات تو سر چشمۂ فیض و ہدیٰ

آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۶

ہمان بہ کہ جان در رہ او فشانم — جہان را چہ نقصان اگر من نمانم

نشان آسمانی

این ست نشان آسمانی — مثلش بنما اگر توانی

یا صوفی خویش را برون آر — یا تو بہ بکن ز بدگمانی

اے سخت اسیر بدگمانی — وے بستہ کمر بہ بد زبانی

سوزم کہ چسان شوی مسلمان — وین طرفہ کہ کافرم بخوانی

اگر خود آدمی کامل نباشد در تلاش حق — خدا خود راہ بنماید طلبگار حقیقت را

رحمت خالق کہ جز اولیا ست — ہست پنہان زیر لعنت ہائے خلق

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار — جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب — کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

اسے دیچکے مال و جان بار بار — ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے — وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دین بودے — ہمین بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

برکات الدعا صفحہ

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز — کین سپہر بو العجائب چون تو بسیار آورد

غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوئے حق — ہر کہ آید ز آسمان او راز آن یار آورد

خود بجز دفہمیدن قرآن گمان باطل ست
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

برکات الدعا صفحہ ۲۸

روے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب
می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب

لیکن آن روے حسین از غافلان ماند نہان
عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب

دامن پاکش زنخوت ہا نمی آید بدست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

بس خطرناک ست راہ کوچۂ یار قدیم
جان سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب

تا کلامش فہم و عقل ناسزایان کم رسد
ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب

مشکل قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود
ذوق آن می داند آن مستے کہ نوشد آن شراب

ایکہ آگاہی ندادندت ز انوار درون
در حق ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب

از سر وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم
تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخم خراب

از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا
چون علاج مے ز مے وقت خمار و التہاب

ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب

ہان مکن انکار زین اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتہ کن بہ بین از ما دعائے مستجاب

برکات الدعا صفحہ ۳۲

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے درکار خود با دین احمد کار نیست

ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن ربود
حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست

این خداوندان نعمت اینچنین غفلت چرا ست
ہیچ و از خواب میدیا خود بخت دین بیدار نیست

اے مسلمانان خدارا یک نظر بر حال دین
آنچہ می بینیم بلا ہا حاجت اظہار نیست

آتش افتادہ ست در رختش بخیز ید اے یلان
دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست

ہر زمان از بہر دین در خون دل من می تپد
محرم این درد ما جز عالم الاسرار نیست

آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا
زہر ہا نوشیم لیکن زہرہ گفتار نیست

ہر کسے غمخواری اہل و اقارب می کند
اے دریغا این بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست

خون دین بینیم روان چون کشتگان کربلا
اے عجب این مردمان را ہیچ آن دلدار نیست

حیرتم آید چو بینم بذل شان درکار نفس
کاین ہمہ جود و سخاوت در رہ دادار نیست

اے کہ داری مقدرت ہم عزم تائیدات دین ۔ لطف کن مارا نظر بر اندک و بسیار نیست

بین کہ چون در خاک می غلطد زبون ناکسان ۔ آنکہ مثل او بزیر گنبد دوار نیست

اندرین وقت مصیبت چارہ ما بیکسان ۔ جز دعای بامداد و گریہ اسحار نیست

اے خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را ۔ آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

اے برادر پنج روز ایام عشرت ہا بود ۔ دائما عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

آئینہ کمالات اسلام سرورق

بکوشید ای جوانان تا بدین قوت شود پیدا ۔ بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

اگر یاران کنون بر غربت اسلام رحم آید ۔ باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

نفاق و اختلاف ناشناسان از میان خیزد ۔ کمال اتفاق و خلت و الفت شود پیدا

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی ۔ زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا

اگر امروز فکر عزت دین در شما جوشد ۔ شما را نیز واللہ تہنیت و عزت شود پیدا

اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشائید ۔ ہم از بہر شما تا گہ ید قدرت شود پیدا

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد ۔ خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

دو روز عمر خود در کار دین کوشید ای یاران ۔ کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

امید دین روا گردان امید تو روا گردد ۔ ز صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

در انصار نبی بنگر کہ چون شد کار تا دانی ۔ کہ از تائید دین سرچشمہ دولت شود پیدا

بجو از جان و دل تا خدمتے از دست تو آید ۔ بقائے جاودان یابی گر این سنت شود پیدا

بمفت این اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ ۔ قضای آسمانست این بہر حالت شود پیدا

ہمی بینم کہ دادار قدیر و پاک مے خواہد ۔ کہ باز آن قوت اسلام و آن شوکت شود پیدا

کریا صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین ست ۔ بلائے او بگردان گر گہے آفت شود پیدا

چنان خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق ۔ کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

دریغ و درد قوم من ندا من نمی شنود ۔ ز ہر در مے دہم پندش مگر عبرت شود پیدا

مرا باور نمی آید کہ چشم خویش بکشایند ۔ مگر وقتیکہ خوف و علت و خشیت شود پیدا

مرا دجال و کذاب و کبر از کافران فہمند ۔ نمی دانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

عجب دارید ای ناآشنایان غافلان از دین | که از حق چشمهٔ حیوان درین ظلمت شود پیدا
چرا انسان تعجب ہا کند در فکر این معنی | کہ خواب آلودگان را رفع غفلت شود پیدا
فراموشت شد ای قوم احادیث نبی اللہ | کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

برکات الدعا حاشیہ صفحہ ۱۷

اے نیچری شوخ اینچہ ایذا است | از دست تو فتنہ ہر طرف خاست
آن کس کہ رہ کجت پسندید | دیگر نگزید جانب راست
لیکن چو ز غور و فکر بستم | از ماست مصیبتے کہ بر ماست
متروک شدست درس فرقان | زان روز ہجوم این بلاہاست
نیچر نہ باصل خویش بد بود | وین گم شد و تو ز عقل ہا کاست
بر قطرہ نگون شدند یکبار | رو تافتہ زان طرف کہ دریاست
بر جنت و حشر و نشر خندند | کین قصہ بعید از خردہاست
چون ذکر فرشتگان بیاید | گویند خلاف عقل داناست
اے سید سر گروہ این قوم | ہشدار کہ پائے تو نہ برجاست
پیرانہ سر این چہ در سر افتاد | رو توبہ کن این نہ راہ تقواست
ترسم کہ بدین قیاس یک روز | گوئی کہ خدا خیال بیجاست
اے خواجہ برو کہ فکر انسان | در کار خدا ز نوع سوداست
آخر ز قیاس ہا چہ خیزد | بنشین کہ نہ جائے شور و غوغاست
اے بندہ بصیرت از خدا خواہ | اسرار خدا نہ خوان یغماست

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱

محبت تو دوائے ہزار بیماری ست | بروئے تو کہ رہائی درین گرفتاری ست
پناہ روئے تو جستن نہ طور مستان ست | کہ آمدن بہ پناہت کمال ہشیاری ست
متاع مہر رخ تو نہان نخواہم داشت | کہ خفیہ داشتن عشق تو ز غداری ست
بر آن سرم کہ سر و جان فدائے تو بکنم | کہ جان بیار سپردن حقیقت یاری ست

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱

تنگ و نام و عزت دنیا ز دامان ریختیم
یار آمیزد مگر با ما بخاک آمیختیم

دل بدادیم از کف و جان در رہے انداختیم
ورنہ پئے وصل نگارے حیلہ ہا انگیختیم

در نعت و مدح حضرت سیدنا و سید الثقلین محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲

چون زمن آید ثنائے سرور عالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

آن مقام قرب کو دارد بدلدار قدیم
کس نداند شان آن از واصلان کردگار

آن عنایت ہا کہ محبوب ازل دارد بدو
کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آن اندر دیار

سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقان
آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار

آن مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او
رحمتے زان ذات عالم پرور و پروردگار

آنکہ دارد قرب خاص اندر جناب پاک حق
آنکہ شان او نہ فہمد کس ز خاصان و کبار

احمد آخر زمان کو اولین را جائے فخر
صلی اللہ علیہ وسلم
آخرین را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

ہست درگاہ بزرگش کشتی عالم پناہ
کس نگردد روز محشر جز بناہش رستگار

از ہمہ چیزے فزون تر در ہمہ نوع کمال
آسمانہا پیش اوج ہمت او ذرہ وار

مظہر نورے کہ پنہان بود از عہد ازل
مطلع شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

صدر بزم آسمان و حجۃ اللہ بر زمین
ذات خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

ہر رگ و تار وجودش خانۂ یار ازل
ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمال دوستدار

حسن روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاک کوئے او بہ از صد نافۂ مشک تتار

ہست او از عقل و فکر و وہم مردم دور تر
کے مجال فکر تا آن بحر ناپیدا کنار

روح او در گفتن قول بلیٰ اول کسے
اشارہ بسوئے الست بربکم قالوا بلیٰ
آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار
یعنی پیدا کنندہ توحید بعد از گم شدن آن

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانان بیدلان را غمگسار

اندران وقتے کہ دنیا پر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را چون نشد دل جز دل آن شہریار

ہیچکس از خبث شرک و جنس بت آگہ نشد
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
صلی اللہ علیہ وسلم

کس چه میداند که از آن ناله‌ها باشد خبر
من نمی دانم چه دردی بود و اندوه و غمی
نی ز تاریکی و توحش نی ز تنهائی هراس
کشتهٔ قوم و فدای خلق و قربان جهان
نعره‌ها پُر درد میزد از پی خلق خدا
سخت شوری بر فلک افتاد زان عجز و دعا
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
در جهان از معصیتها بود طوفان عظیم
همچو وقت نوح دنیا بود پر از هر فساد
مر شیاطین را تسلط بود بر هر روح و نفس
منت او بر همه سرخ و سیاهی ثابت است
یا نبی الله توئی خورشید راهی هدای
یا نبی الله لب تو چشمهٔ جان پرور است
آن یکی چون حدیث پاک تو از زید و عمر
زنده آن شخصی که نوشد جرعه از چشمه است
عارفان را منتهای معرفت علم رخت
بی تو هرگز دولت عرفان نمی یابد کسی
تکیه بر اعمال خود بی عشق رویت ابلهی است
در دمی حاصل شود نور هی ز عشق روی تو
از عجایبهای عالم هر چه محبوب خوش است
خوشتر از دوران عشق تو نباشد هیچ دور
منکه بر دم تجربه‌های بی پایان تو
هر کسی اندر نماز خود دعای می کند
یا نبی الله فدای هر سر موی تو ام

کان شفیعی کرد از بهر جهان در کنج غار
کاندران غاری در آورد ش حزین و دلفگار
نی ز مردن غم نه خوف گرسنگی نی بیم مار
نی بجسم خویش میلش نی به نفس خویش کار
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نهار
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
شد نگاه لطف حق بر عالم تاریک و تار
بود خلق از شرک و عصیان کور و کر در هر دیار
هیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار
پس تجلی کرد بر روح محمد کردگار
آنکه بهر نوع انسان کرد جان خود نثار
بی تو تار و ویرانها عارف پرهیزگار
یا نبی الله توئی در راه حق آموزگار
وان دگر از خود دهانت بشنود در انتظار
زیرک آن مردیکه کرد است اتباعت اختیار
صادقان را منتهای صدق بر عشقت قرار
گرچه میرد در ریاضتها و جهد بیشمار
غافل از رویت نه بیند روی نیکی زینهار
کان نباشد سالکان را حاصل اندر روزگار
شان آن هر چیز بینم در وجودت آشکار
خوبتر از وصف و مدح تو نباشد هیچ کار
جان گدازم بهر تو گر دیگری خند متکرار
من دعاهای برد بار تو ای باغ بهار
وقف راه تو کنم گر جان و هندم صد هزار

اتباع وعشق رویت از ره تحقیق چیست
کیمیائے هر دلی اکسیر جان هر فگار

دل اگر خون نیست از بهر چه چیزست این دلی
ور نثار تو نگردد جان کجا آید بکار

دل نمی ترسد بمهر تو مرا از موت هم
پائداری ها ببین خوش میروم تا پای دار

راغب اندر رحمتت یا رحمة الله آمدیم
ایکه چون ما بر درِ تو صد هزار امیدوار

یا نبی الله نثار روی محبوب توام
وقف راهت کرده ام این سر که بر دوش ست بار

تا بمن نور رسول پاک را بنموده اند
عشق او در دل همی جوشد چو آبِ آبشار

آتش عشق از دم من همچو برقی می جهد
یکطرف ای همدمان تمام از گرد و جوار

بر سرو چه دست دل تا دید روی او بخواب
ای بران روی و سرش جان و سر و دیم نثار

صد هزاران یوسفی بینم درین چاه ذقن
وان مسیح ناصری شد از دم او بیشمار

تاجدار هفت کشور آفتاب شرق و غرب
پادشاه ملک و ملت ملجاء هر خاکسار

کامران آندل که زد در راه او از صدق گام
نیکبخت آن سر که میدارد سر آن شهسوار

یا نبی الله جهان تاریک شد از شرک و کفر
وقت آن آمد که بنمائی رخ خورشیدوار

بینم از تو از خدا در روی تو ای دلبرم
مست عشق روی تو بینم دل هر هوشیار

اهل دل فهمند قدرت عارفان دانند حال
از دو چشم شیران پنهان تو در نصف النهار

هر کسی دارد سری یا دلبری اندر جهان
من فدای روی تو ای دلستان گلعذار

از همه عالم دل اندر روی خوبت بسته ام
بر وجود خویشتن کردم وجودت اختیار

زندگانی چیست جان کردن براه تو فدا
رستگاری چیست در بند تو بودن صیدوار

تا وجودم هست خواهد بود عشقت در دلم
تا دلم دوران خون دارد بتو دارد مدار

یا رسول الله بر رویت عهد دارم استوار
عشق تو دارم از آن روزی که بودم شیرخوار

هر قدم کاندر جناب حضرتت چون زدم
دیده مت پنهان معین و حامی و نصرت شعار

در دو عالم نسبتی دارم بتو از بس بزرگ
پرورش دادی مرا خود همچو طفلی در کنار

یاد کن وقتیکه در کشفم نمودی شکل خویش
یاد کن هم وقت دیگر کامدی مشتاق وار

یاد کن آن لطف و رحمتها که با من داشتی ‌ ‌ ‌ وان بشارتها که میدادی مرا از کردگار
یاد کن وقتے چو بنمودی به بیداری مرا ‌ ‌ ‌ آن جمالے آن رخے آن صورتے رشک بهار
آنچه ما را از دو شیخ شوخ آزارے رسید ‌ ‌ ‌ یا رسول الله بپرس از عالم ذو الاقتدار
حال ما و شوخی این هر دو شیخ بدزبان ‌ ‌ ‌ جمله میداند خداے حال دان و بردبار
نام من دجال و ضال و کافرے بنهاده اند ‌ ‌ ‌ نیست اندر زعم شان چون من پلید و زشت و خوار
هیچکس را بر من مظلوم و غمگین دل نسوخت ‌ ‌ ‌ جز تو کاندر خوابها رحمت نمودی بار بار
هان خداوند کریم و دلبر و محبوب من ‌ ‌ ‌ داد و هر دم میدهد تسکین مرا چون غمگسار
صبر کردیم از عنایاتش برین صد ضرب و کوفت ‌ ‌ ‌ سرمه در چشمے نیاید تا نمی گردد غبار
ایکه تکفیر مسلمانان کنی از بخل و کین ‌ ‌ ‌ شرمت آید از خدائے عادل و ذی اختیار
سهل باشد از زبان خویش تکفیر کسے ‌ ‌ ‌ مشکل افتد آن زمان چون پرسد از وے کردگار
کلمه گویان را چرا کافر نهی نام اے اخی ‌ ‌ ‌ گر تو داری خوف حق رو بیخ کفر خود برآر
پیر گشتی خلق پیران را سخے دانی هنوز ‌ ‌ ‌ ایزدت بخشد چو پیران صدق و سوز و اضطرار
گر کنی تکفیر قوم خود چه کارے کرده ‌ ‌ ‌ رو اگر مردی یهودے را باسلام اندر آر
چون نسیم صبح محشر پرده بردارد ز کار ‌ ‌ ‌ کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار
گر خردمندی برو کن فکر نقش خود نخست ‌ ‌ ‌ لاف ایمان خود چه چیزی نور ایمان را بیار
چند بر تکفیر تازی چند استهزا کنی ‌ ‌ ‌ رو بایمان خود و ما را بکفر ما گذار
تے ز فردوسیم حکایت کن نه از آلام تار ‌ ‌ ‌ کز غم دین محمد میسریم شوریده وار
اندر آن وقتیکه یاد آید مهم دین مرا ‌ ‌ ‌ بس فراموشم شود هر عیش و رنج هر دو دار

صفحه ۳۲

ایکه دجالم بگفتی نیز ضال ‌ ‌ ‌ چون نترسی از خدائے ذو الجلال
مومنے را نام کافر مے نهی ‌ ‌ ‌ کافرم گر مومنی با این خیال

صفحه ۵۵

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مہ اسلام در باطن حقیقتہا ہمے دارد
من از یار آمدم تا خلق را این ماہ بنمایم
اگر از چشم تو پنہانست شانم دم مزن بارے
چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشیدند
کجا از آستان مصطفے ای ابلہ بگریزیم
بحمد للہ کہ خود قطع تعلق کرد این قومے
چہ دورنہا کہ میدیدم بدیدار چنین روہا
چہ میسوزی ازان قربے کہ با دلدار میدارم
بہ نخوتہا نمی آید بدست آن دامن پاکش
اگر خواہی رہ مولیٰ ز لاف علم خالی شو
منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
مصفا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا
(الہامی)
نمی باید مرا یکذرہ عزتہائے این دنیا
ہمہ خلق و جہان خواہد برائے نفس خود عزت
ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواہند
مرا ہر جا کہ مے بینم رخ جانان نظر آید
حریص عزت و مجرم ازان روزے کہ دانستم
من آن شاخ خودی خود روی از بیخ برکندم
اگر از روضۂ جانؐ دل من پردہ بردارند
فروغ نور عشق او ز بام و قصر ما روشن
نگاہ رحمت جانان عنایتہا بمن کردست

مگر روزے دہندت میوہائے پر حلاوت را
کجا باشد خبر زان مہ گرفتاران صورت را
گر امروزم نمی بینی بہ بینی روز حسرت را
کہ بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را
نمے یابیم در جائے دگر این جاہ و دولت را
خدا از رحمت و احسان میسر کرد خلوت را
بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را
اگر زور یست در دستت بگردان رزق قسمت را
کسے عزت ازو یابد کہ سوزد رخت عزت را
کہ رہ ندہند در کویش اسیر کبر و نخوت را
کہ میخواہد نگار من تہیدستان عشرت را
(الہامی)
کجا بیند دل ناپاک روئے پاک حضرت را
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
چہ افتاد این سر ما را کہ میخواہد مصیبت را
درخشد در خور و در ماہ بنماید ملاحت را
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را
کہ می آرد ز ناپاکی بر نفرین لعنت را
بہ بینی اندران آن دلبر پاکیزہ طلعت را
مگر بیند کسے آنرا کہ میدارد بصیرت را
و گرنہ چون منے کے یابد آن رشد و سعادت را

نظر بازان علم ظاہر اندر علم خود نازند — ز دست خود فگندہ معنی و مغز حقیقت را
ہمہ فہم و نظر در پردہ ہائے کبر پوشیدند — چنان خواہند این خمر کہ پاکان جام قربت را
خدا خود قصۂ شیطان بیان کردست تا دانند — کہ این نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را
بلفاظی بسر کردند عمر خود دبلا حاصل — دمے از بہر معنی ہائے نیابند فرصت را
گزاف و لاف شان در ظاہر شریعت ہم باطل — کہ غافل از حقائق کسے نکو داند شریعت را
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند — مگر مدفون یثرب را ندادند این فضیلت را
ز بوئے نافۂ عرفان چو محروم ازل بودند — پسندیدند در شان شہ خلق این مذلت را
ہمہ درہائے قرآن را چو خاشاکے بیفگندند — ز علم ناتمام شان چہا گم گشت ملت را
ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند — دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
درین ہنگام پر آتش بخواب خوش چسان خسپم — زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را
شب تاریک و بیم دزد و قوم ما چنین غافل — کجا زین غم روم یارب نما خود دست قدرت را
بخاک انگیزی شان بر ضیا خود دمی ترسم — نہان کے ماند آن نورے کہ حق بخشید فطرت را
کجا غوغائے شان بر خاطر من وحشتے آرد — کہ صادق بزدلی نبود دگر بیند قیامت را

صفحہ ۱۱۲

مصطفے را چون فرو ترست مقام — از مسیح ناصری اے طفل خام
آنکہ دست پاک او دست خداست — چون توان گفتن کہ از وحیش جداست
آنکہ ہر کردار و قولش دین ماست — یکدم از جبریل بُعدش چون رواست
بر امام انبیا این افترا — چون نمے ترسید از قہر خدا

صفحہ ۲۲۴

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دین دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلاوے — یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دیون کو جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہمنے

تھک گئے ہم تو انہین باتونکو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتون کا تیر چلایا ہمنے

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہمنے

یونہی غفلت کی لحافون مین پڑے سوتے ہین
وہ نہین جاگتے سو بار جگایا ہمنے

جل رہے ہین یہ سبھی بغضونمین اور کینونمین
باز آتے نہین ہر چند ہٹایا ہمنے

آو لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے
لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہمنے

آج ان نورونکا اک زور ہے اس عاجز مین
دل کو ان نورونکا ہر رنگ دلایا ہمنے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمین
ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہمنے

مصطفے پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہمنے

ربط ہے جان محمد سے مری جانکو مدام
دلکو وہ جام لبالب ہے پلایا ہمنے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
لاجرم غیرونسے دل اپنا چھڑایا ہمنے

مورد قہر ہوئے آنکھ مین اغیار کے ہم
جب سے عشق اسکا تہ دل مین بٹھایا ہمنے

زعم مین انکے مسیحائی کا دعوی میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہمنے

کافر و ملحد و دجال ہمین کہتے ہین
کام کیا کیا غم ملت مین رکھایا ہمنے

گالیان سنکے دعا دیتا ہون انلوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گھٹایا ہمنے

تیرے مونہہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہمنے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ مین یہ اک شہر بسایا ہمنے

صف دشمن کو کیا ہمنے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزان مین جلایا ہمنے

نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہمنے
اپنا ہر ذرہ تری رہ مین اڑایا ہمنے

تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا
خم کا خم مونہہ سے بصد حرص لگایا ہمنے

شان حق تیرے شمائل مین نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذاتکو پایا ہمنے

چہوکے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہی نجات / لاجرم در پہ ترے سر کو جہکایا ہمنے
دلبرا مجہکو قسم ہی ترے یکتائی کی / آپ کو تیری محبت مین بہلایا ہمنے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیرونکے نقش / جب سے دل مین ترا نقش جمایا ہمنے
دیکہکر تجہکو عجب نور کا جلوہ دیکہا / نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہمنے
ہم ہوئے خیر امم تجہسے ہی اے خیر رسل / تیرے بڑہنے سے قدم آگے بڑہایا ہمنے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بہی تمام / مدح مین تیری وہ گاتے ہین جو گایا ہمنے
قوم کے ظلم سے تنگ آکر مرے پیارے آج / شور محشر ترے کوچہ مین مچایا ہمنے

صفحہ ۲۸۱

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا / قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جہوٹ اور سچ مین جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا / کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

صفحہ ۳۵۸

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند / مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چون قمر تابم چو قرص آفتاب / کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند
بشنوید اے طالبان کز غیب بجنند این ندا / مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند
صادقم و ز طرف مولی با نشانہا آمدم / صد در علم و ہدی بر روے من بکشادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین / این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

دوستان خود را نثار حضرت جانان کنید / در رہ آن یار جانی جان و دل قربان کنید
آن دل خوش باش را کاندر جہان جوید خوشی / از پئے دین محمد کلبۂ احزان کنید
از تعیش ہا برون آئید اے مردان حق / خویشتن را از پئے اسلام سرگردان کنید

حضور مقدس مفخر الموجودات علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت و ثنا مین عجب عاشقانہ نظم جسکے ضمن مین اپنے خادم الرسول ہونیکا اشارہ کرکے حریف کو اپنے مقابلہ سے ڈرایا ہے

عجب نوریست در جان محمدؐ — عجب لعلیست در کان محمدؐ

ز ظلمتها دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبان محمدؐ

عجب دارم دل آن ناکسان را — کہ رو تابند از خوان محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

خدا زان سینہ بیزارست صد بار — کہ ہست از کینہ داران محمدؐ

خدا خود سوزد آن کرم دنی را — کہ باشد از عدوان محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستی نفس — بیا در ذیل مستان محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثناخوان محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست برہان محمدؐ

سرے دارم فدائے خاک احمد — دلم ہر وقت قربان محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثار روئے تابان محمدؐ

درین رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوان محمدؐ

بکار دین نترسم از جہانے — کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ

بسے سہلست از دنیا بریدن — بیاد حسن و احسان محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرہ من — کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ

دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستان محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ

مرا آن گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستان محمدؐ

دل زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامان محمدؐ

من آن خوش مرغ از مرغان قدسم — کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ

تو جان ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جان محمدؐ

دریغا گر دہم صد جان درین راہ — نباشد نیز شایان محمدؐ

چه هیبت با بداد ندا این جوان را — که تا ید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان بیراه — بترس از تیغ بران محمد
ره مولی که گم کردند مردم — بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد — هم از نور نمایان محمد
کرامت گرچه بے نام و نشان است — بیا بنگر ز غلمان محمد

اے عزیزان مدد دین متین آن کار ستے — که بصد رہ مدد میسر نشود انسان را

خاتمه اشعار در شکر و حمد حضرت اعلی پروردگار تعالی شانه و جل اسمه بجمیع الانوار

قربان تست جان من اے یار محسنم — با من کدام فرق تو کردی که من کنم
هر مطلب و مراد که می خواستم زغیب — هر آرزو که بود بخاطر معینم
از جود دادۀ همه آن مدعاے من — وز لطف کردۀ گذر خود بمسکنم
هیچ آگهی نبود ز عشق و وفا مرا — خود بخیتی متاع محبت بدامنم
این خاک تیره را تو خود اکسیر کردۀ — بود آن جمال تو که خود ست احسنم
این صیقل دلم نه بزهد و تعبد ست — خود کردۀ بلطف و عنایات روشنم
صد منت تو هست برین مشت خاک من — جانم رهین لطف عمیم تو هم تنم
سهل ست ترک هر دو جهان گر رضا تو — آید بدست از پئه و کهف و مامنم
فصل بهار و موسم گل تا یدم به کار — کاندر خیال روے تو هر دم بگلشنم
چون حاجتے بود بادیب دگر مرا — من تربیت پذیر ز رب مهیمنم
زان سان عنایت ازلی شد قریب من — کامد نداے یار ز هر کوی و برزنم
یا رب مرا به هر قدمم استوار دار — وان روز خود مبا که عهد تو بشکنم
در کو ... تو اگر سر مشتاق را زنند — اول کسے که از دف تعشق زند تنم

ست بچن

جان فدائے آنکہ او جان آفرید ‎ دل نثار آن کہ زو شد دل پدید

جان از و پیداست زین می جویدش ‎ ربنا اللہ ربنا اللہ گویدش

گر وجود جان نبودے زو عیان ‎ کے شدے مہر جمالش نقش جان

جسم و جان را کرد پیدا آن یگان ‎ زین دود دل سوے او چو عاشقان

او نمک ہا ریخت اندر جان ما ‎ جان جان ماست آن جانان ما

ہر وجودے نقش ہستی زو گرفت ‎ جان عاشق رنگ مستی زو گرفت

ہر کہ نزدش خود بخود جانے بود ‎ او نہ دانا سخت نادانے بود

گر وجود ما نہ زان رحمان بدے ‎ جان ما با جان او یکسان بدے

آنکہ جان ما بجانش ہمسر ست ‎ جائے ننگ و عار نے پرمیشر ست

سر مفہوم خدائی قدرت ست ‎ منکر آن لائق صد لعنت ست

گر ندانی صدق این گفتار را ‎ ہم ز نانک بشنو این اسرار را

گفت ہر نورے ز نور حق بتافت ‎ ہر وجودے نقش خود زان دست یافت

وید می گوید کہ ہر جان چون خداست ‎ خود بخودے نے کردۂ رب الوراست

لیکن این مرد خدا اہل صفا ‎ آنکہ کرد از کذب قومے را رہا

گفت ہر جانے ز دستش شد پدید ‎ تا درست او جسم و جان را آفرید

فکر کن در گفتۂ این عارفان ‎ رو چہ نالی بہر وید آریان

بود نانک عارف و مرد خدا ‎ راز ہائے معرفت را رہ کشا

وید زان راہ معارف دور تر ‎ سادہ کی مہما نجانے بے ہنر

این نصیحت گر ز نانک بشنوی ‎ در دو عالم از شقاوت وارہی

او نہ از خود گفت این گفتار را ‎ گوش او بشنید این اسرار را

وید را از نور حق مہجور یافت ‎ از خدا ترسید و راہ نور یافت

آنانکه گشت کوچهٔ جانان مقام شان | ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام شان
هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق | میرد کسیکه نیست مرامش مرام شان
اسے مردہ دل گوش پئی ہجو اہل دل | جہل و قصور تست نفہمی کلام شان

یہی پاک چولا ہے سکہون کا تاج | یہی کابلی مل کے گہر مین ہے آج
یہی ہے کہ نوروں سے معمور ہے | جو دور اس سے اُس سے خدا دور ہے
یہی جنم ساکہی مین مذکور ہے | جو انگد سے اسوقت مشہور ہے
اسی پر وہ آیات ہین بینات | کہ جن سے ملے جاودانی حیات
یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز | خدا سے جو تہا درد کا چارہ ساز
اسی سے وہ سب راز حق پا گیا | اسی سے وہ حق کی طرف آگیا
اسی سے بلا سے بچایا اُسے | ہر اک بد گہر سے چہوڑایا اسے
ذرا سوچو سکہو یہ کیا چیز ہے | یہ اس مرد کے تن کا تعویذ ہے
یہ اُس بہگت کا رہ گیا اک نشان | نصیحت کی باتین حقیقت کی جان
گر نتہون مین ہے شک کا اک احتمال | کہ انسان کے ہاتہون سے ہے دستمال
جو پیچہے سے لکہتی لکہاتی رہے | خدا جانے کیا کیا بناتے رہے
گمان ہے کہ نقلون مین ہو کچہ خطا | کہ انسان نہ ہووے خطا سے جدا
مگر یہ تو محفوظ ہے بالیقین | وہی ہے جو تہا اسمین کچہ شک نہین
اسے سر پہ رکہتے تہے اہل صفا | تذلل سے جب پیش آتی بلا
جو نانک کی مدح و ثنا کرتے تہے | وہ ہر شخص کو یہ کہا کرتے تہے
کہ دیکہا نہ ہو جسنے وہ پارسا | وہ چولہ کو دیکہے کہ ہے رہنما
جسے اسکے مت کی نہ ہووے خبر | وہ دیکہے اسی چولہ کو اک نظر
اسے چوم کر کرتے رو رو دعا | تو ہو جاتا تہا فضل قادر خدا

اسیکا تو تہا معجزا نہ اثر | کہ نانک بچا جسے وقت خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے | اسی کے اثر سے نہ اسباب سے
ذرہ دیکہو انگد کی تحریر کو | کہ لکہتا ہے اس ساری تقریر کو
یہ چولا ہے قدرت کا جلوہ نما | کلام خدا اسپہ ہے جا بجا
جو شایق ہو نانک کے درشن کا آج | وہ دیکہے اسے چہوڑ کر کام کاج
برس گذرے ہین چار سو کے قریب | یہ ہو نہو اک کرامت عجیب
یہ نانک سے کیون رہگیا اک نشان | بہلا اسمین حکمت تہی کیا مہان
یہی تہی کہ اسلام کا ہو گواہ | بتا دیوے وہ پچہلونکو نانک کی راہ
خدا سے یہ تہا فضل اس مرد پر | ہوا اسکے درد دلکا اک چارہ گر
یہ مخفی امانت ہے کرتار کی | یہ تہی اک کلید اسکے اسرار کی
محبت مین صادق وہی ہوتے ہین | کہ اس چولہ کو دیکہہ کر روتے ہین
سنو مجہسے اے لوگو نانک کا حال | سنو قصہ قدرت ذوالجلال
وہ تہا آریہ قوم سے نیکذات | خردمند خوش خو مبارک صفات
ابہی عمر سے تہوڑے گذرے تہے سال | کہ دل مین پڑا اسکو دین کا خیال
اسی جستجو مین وہ رہتا مدام | کہ کس راہ سے حقکو پاوے تمام
اسے وید کی رہ نہ آئی پسند | کہ دیکہا بہت اسکی باتو مین گند
جو دیکہا کہ یہ ہین سڑے اور گلے | لگا ہونے دل اسکا اوپر تلے
کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام | ضلالت کی تعلیم ناپاک کام
ہوا پہر تو یہ دیکہکر سخت غم | مگر دل مین رکہتا وہ رنج والم
وہ رہتا تہا اس غم سے ہر دم اداس | زبان بند تہی دل مین تہو سواس
یہی فکر کہاتا اسے صبح وشام | نہ تہا کوئی ہمراز نے ہمکلام
کبہی باپ کی جبکہ پڑتی نظر | وہ کہتا کہ اے میرے پیارے پسر

مین حیران ہون تیرا یہ کیا حال ہے ۔ وہ غم کیا ہے جس سے تو پامال ہے
نہ وہ تیری صورت نہ وہ رنگ ہے ۔ کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے
مجھے بھی بتا کھول کر اپنا حال ۔ کہ کیون غم مین رہتا ہے اے میر لال
وہ رو دیتا کہہ کر کہ سب خیر ہے ۔ مگر دل مین اک خواہش سیر ہے
پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار ۔ نہ دیکھی بیابان نہ دیکھا پہاڑ
اتار اپنے مونڈھون سے دنیا کا بار ۔ طلب مین سفر کر لیا اختیار
خدا کے لئے ہو گیا دردمند ۔ تنعم کی راہین نہ آئین پسند
طلب مین چلا بیخود و بیحواس ۔ خدا کی عنایات کی کر کے آس
جو پوچھا کسی نے چلے ہو کدھر ۔ غرض کیا ہے جس سے کیا یہ سفر
کہا رو کے حق کا طلبگار ہون ۔ تنا در رہ پاک کرتا رہون
سفر مین وہ رو رو کے کرتا دعا ۔ کہ اے میرے کرتار مشکلکشا
مین عاجز ہون کچھ بھی نہین خاک ہون ۔ مگر بندہ درگہ پاک ہون
مین قربان ہون دل سے تیری راہ کا ۔ نشان دے مجھے مرد آگاہ کا
نشان تیرا پا کر وہین جاؤنگا ۔ جو تیرا ہو وہ اپنا ٹھیراؤنگا
کرم کر کے وہ راہ اپنی بتا ۔ کہ جس مین ہو اے میرے تیری رضا
بتایا گیا اسکو الہام مین ۔ کہ پائیگا تو مجھکو اسلام مین
مگر مرد عارف فلان مرد ہے ۔ وہ اسلام کے راہ مین فرد ہے
ملا تب خدا سے اسے ایک پیر ۔ کہ چشتی طریقہ مین تھا دستگیر
وہ بیعت سے اسکے ہوا فیضیاب ۔ سنا شیخ سے ذکر راہ صواب
پھر آیا وطن کی طرف اسکے بعد ۔ ملے پیر کے فیض سے بخت سعد
کوئی دن تو پردہ مین مستور تھا ۔ زبان چپ تھی اور سینہ مین نور تھا
نہان دل مین تھا درد و سوز و نیاز ۔ شریرون سے چھپ چھپکے پڑھتا نماز

پہر آخر کو مارا صداقت نے جوش
تعشق سے جاتے رہے اسکے ہوش

ہوا پہر تو حق کے چہپانے سے تنگ
محبت نے بڑہ بڑہ کے دکہلا رنگ

کہا یہ تو مجہسے ہوا اک گناہ
کہ پوشیدہ رکہی سچائی کی راہ

یہ صدق و وفا سے بہت دور تہا
کہ غیرون کے خوف سے دل چور تہا

تصور سے اسکے ہوکے زار
کہا روکے ای میرے پروردگار

ترے نام کا مجہکو اقرار ہے
ترا نام غفار و ستار ہے

بلا ریب تو حی و قدوس ہے
ترے بن ہر اک راہ سالوس ہے

مجہے بخش ای خالق العالمین
تو سبوح و انی من الظالمین

مین تیرا ہون ای میرے کرتار پاک
نہین تیری راہون مین خوف ہلاک

ترے در پہ جان میری قربان ہے
محبت تری خود مری جان ہے

وہ طاقت کہ ملتی ہی ابرار کو
وہ دے مجہکو دکہلا کی اسرار کو

خطاوار ہون مجہکو وہ رہ بتا
کہ حاصل ہو جس رہ سے تیری رضا

اسی عجز مین تہا تذلل کے ساتہہ
کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتہہ

ہوا غیب سے ایک جولہ عیان
خدا کا کلام اسپہ تہا بیگمان

شہادت تہی اسلام کی جا بجا
کہ سچا وہی دین ہے اور رہنما

یہ لکہا تہا اسمین بخط جلی
کہ اللہ ہی اک اور محمد نبی

ہوا حکم ہین اسکو ای نیک مرد
اتر جائیگی اس سے وہ ساری گرد

جو پوشیدہ رکہنے کی تہی اک خطا
یہ کفارہ اسکا ہی اے باوفا

یہ ممکن ہے کشفی ہو یہ ماجرا
دکہایا گیا ہو بحکم خدا

پہر اس طرز پر یہ بتایا گیا
بحکم خدا پہر لکہایا گیا

مگر یہ بہی ممکن ہے ای پختہ کار
کہ خود غیب سے ہو یہ سب کاروبار

کہ پردے مین قادر کے اسرار ہین
کہ عقلین وہان ہیچ و بیکار ہین

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد — مگر قدرتش بحر بیحد و عد
اگر بشنوی قصہ صادقان — محبان سر خود چو مستہزیان
تو خود را خردمند فہمیدۂ — مقامات مردان کجا دیدۂ
غرض اُس نے پہنا وہ فرخ لباس — نہ رکھتا تھا مخلوق سے کچھ ہراس
وہ پھرتا تھا کوچہ مین چولہ کے ساتھ — دکھاتا تھا لوگون کو قدرت کے ہاتھ
کوئی دیکھتا جب اسے دور سے — تو ملتی خبر اسکو اُس نور سے
جسے دور سے وہ نظر آتا تھا — اُسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا
وہ ہر لحظ چولے کو دکھلاتا تھا — اسی مین وہ ساری خوشی پاتا تھا
غرض یہ تھی تا یار خورسند ہو — خطا دور ہو پختہ پیوند ہو
جو عشاق اُس ذات کے ہوتے ہین — وہ ایسی ہی ڈھڈر کی جان کھوتے ہین
وہ اس یار کو صدق دکھلاتے ہین — اسی غم مین دیوانہ بنجاتے ہین
وہ جان اسکی رہ مین فدا کرتے ہین — وہ ہر لحظہ سو سو طرح مرتے ہین
وہ کھوتے ہین سب کچھ بصدق و صفا — مگر اسکی ہوجاتی ہے حاصل رضا
یہ دیوانگی عشق کا ہے نشان — نہ سمجھے کوئی اسکو جز عاشقان
غرض جوش الفت سے مجذوب وار — یہ نانک نے چولا بنایا شعار
مگر اُس سے راضی ہو وہ دلستان — کہ اُس بن نہین دل کو تاب و توان
خدا کے جو ہین وہ یہی کرتے ہین — وہ لعنت سے لوگون کی کب ڈرتے ہین
وہ ہوجاتے ہین سارے دلدار کے — نہین کوئی انکا بجز یار کے
وہ جان دیتے ہی نہ گھبراتے ہین — کہ سب کچھ وہ کھو کر اسے پاتے ہین
وہ دلبر کی آواز بنجاتے ہین — وہ اس جان کے ہمراز بنجاتے ہین
وہ نادان جو کہتا ہے دربند ہے — نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے
نہین عقل اسکو نہ کچھ غور ہے — اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہین ۔ خدا سے خدا کی خبر لاتے ہین
اگر اُس طرف سے نہ آوے خبر ۔ تو ہو جاے یہ راہ زیر و زبر
طلبگار ہو جائین اسکے تباہ ۔ وہ مر جائین دیکہین اگر بند راہ
مگر کوئی معشوق ایسا نہین ۔ کہ عاشق سے رکہتا ہو یہ بغض و کین
خدا پر تو پہر یہ گمان عیب ہے ۔ کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے
اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی ۔ یقین کر سکے جانے کہ ہے مختفی
وہ کرتا ہے خود اپنے بہگتونکو یاد ۔ کوئی اسکی رہ مین نہین نامراد
مگر وید کو اس سے انکار ہے ۔ اسی سے تو بے خیر و بیکار ہے
کرے کوئی کیا ایسے طومار کو ۔ بلا کر دکہاوے نہ جو یار کو
وہ ویدون کا ایشر ہے یا اک حجر ۔ کہ بولے نہین جیسے اک گنگ و کر
تو پہر ایسے ویدون سے حاصل ہی کیا ۔ ذرہ سوچ لے یارو بہر خدا
وہ انکار کرتے ہین الہام سے ۔ کہ ممکن نہین خاص اور عام سے
یہی سالکون کا تو تہا مدعا ۔ اسی سے تو کہلتی تہین آنکہین فدا
اگر یہ نہین پہر تو وہ مر گئے ۔ کہ بیہودہ جانکو فدا کر گئے
یہ ویدون کا دعوی سنا ہے ابہی ۔ کہ بعد انکے ملہم نہ ہوگا کبہی
وہ کہتے ہین یہ کوچہ مسدود ہے ۔ تلاش اسکی عارف کو بیہودہ ہے
وہ غافل ہین رحمان سے اُس داب سے ۔ کہ رکہتا ہے وہ اپنے احباب سے
اگر ان کو اس رہ سے ہوتی خبر ۔ اگر صدق کا کچہہ بہی رکہتے اثر
تو انکار کو جانتے جائے شرم ۔ یہ کیا کہہ دیا وید نے ہائے شرم
نہ جانا کہ الہام ہے کیمیا ۔ اسی سے تو ملتا ہے گنج لقا
اسی سے تو عارف ہوا وہ نوشتر ۔ اسی سے تو آنکہین کہلین او سگوشر
یہی ہے کہ تائب ہے دیدار کا ۔ یہی ایک چشمہ ہے اسرار کا

اسی سے ملے انکو نازک علوم — اسی سے تو انکی ہوئی جگ مین دہوم

خدا پر خدا سے یقین آتا ہے — وہ باتون سے ذات اپنی سمجہاتا ہے

کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل — تو باتونسے لذت اٹہاتا ہے دل

کہ دلدار کی بات ہے اک غذا — مگر تو ہے منکر تجہے اس سے کیا

نہین تجہکو اس رہ کی کچہہ بہی خبر — تو واقف نہین اس سے اے بے ہنر

وہ ہے مہربان و کریم و قدیر — قسم اسکی۔ اسکی نہین ہے نظیر

جو ہون دلسے قربان رب جلیل — نہ نقصان اٹہاوین نہ ہووین ذلیل

اسی سے تو نانک ہوا کامیاب — کہ دل سے تہا قربان عالی جناب

بتا یا گیا اسکو الہام مین — کہ پائیگا تو تجہکو اسلام مین

یقین ہے کہ نانک تہا ملہم ضرور — نہ کر وید کا پاس اسے پر غرور

دیا اسکو کرتار نے وہ گیان — کہ ویدونمین اسکا نہین کچہہ نشان

اکیلا وہ بہاگا ہنودونکو چہوڑ — چلا مکہ کو ہند سے منہ کو موڑ

گیا خانہ کعبہ کا کرنے طواف — مسلمان بنا پاک دل بیخلاف

لیا اسکو فضل خدانے اٹہا — ملی دونون عالم مین عزت کی جا

اگر تو بہی چہوڑے یہ ملک ہوا — تجہے بہی یہ رتبہ کرے وہ عطا

تو رکہتا نہین ایک دم بہی روا — جو بیوی سے اور بچون سے ہو جدا

مگر وہ تو پہرتا تہا دیوانہ وار — نہ جی کو تہا چین اور نہ دل کو قرار

ہر اک کہتا تہا دیکہکر اک نظر — کہ ہے اسکی آنکہونمین کچہہ جلوہ گر

محبت کی تہی سینہ مین اک خلش — لئے پہرتی تہی اسکو دلکی تپش

کبہی شرق مین اور کبہی غرب مین — رہا گہومتا قلق اور کرب مین

پرندے بہی آرام کر لیتے ہین — مجانین بہی یہ کام کر لیتے ہین

مگر وہ تو اک دم نہ کرتا قرار — ادا کر دیا عشق کا کاروبار

کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سے بات | وہ نسخہ بتا جس سے جلگے تو رات
کہا نیند کی ہے دوا سوز و درد | کہاں نیند جب غم کرے چہرہ زرد
وہ آنکھیں نہیں جو کہ گریاں نہیں | وہ خود دل نہیں جو کہ بریاں نہیں
تو انکار سے وقت کھوتا ہے کیا | تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا
مجھے پوچھو اور میرے دل سے یہ راز | مگر کون پوچھے بجز عشق باز
جو برباد ہونا کرے اختیار | خدا کے لئے ہے وہی بختیار
جو اسکے لئے کھوتی ہیں پاتے ہیں | جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں
وہی وحدہ لاشریک اور عزیز | نہیں اسکی مانند کوئی بھی چیز
اگر جان کروں اسکی رہ میں فدا | تو پھر بھی نہو شکر اسکا ادا
میں چولے کا کرتا ہوں پھر کچھ بیان | کہ ہے یہ پیارا مجھے جیسے جان
ذرا جنم ساکھی کو پڑھا ے جوان | کہ انگد نے لکھا ہے اسمیں عیان
کہ قدرت کے ہاتھوں لکھی تھی وہ رقم | خدا ہی نے لکھا یہ فضل و کرم
وہ کیا ہے یہی ہے کہ اللہ ہے ایک | محمد نبی اسکا پاک اور نیک
بغیر اسکے دل کی صفائی نہیں | بجز اسکے غم سے رہائی نہیں
یہ معیار ہے دین کے تحقیق کا | کھلا فرق دجال و صدیق کا
ذرہ سوچو یارو گر انصاف ہے | یہ سب کشمکش اسکی ہی صاف ہے
یہ نانک سے کرنی لگے جب جدا | رہے زور کر کر کے بے مدعا
کہا دور ہو جاؤ تم ہار کے | یہ خلعت ہے ہاتھوں سے کرتار کے
بشر سے نہیں تا اتارے بشر | خدا کا کلام اسپہ ہے جلوہ گر
دعا کی تھی اُسنے کہ اے کردگار | بتا مجھکو وہ اپنی خود کرکے پیار
یہ چولہ تھا اُس کی دعا کا اثر | یہ قدرت کے ہاتھوں لگا تھا سربسر
یہی چھوڑ کر وہ ولی مر گیا | نصیحت تھی مقصد ادا کر گیا

اُسے مردہ کہنا خطا ہی خطا | کہ زندون مین وہ زندہ دل جا ملا
وہ تن گم ہوا یہ نشان رہگیا | ذرہ دیکھہ کر اسکو آنسو بہا
کہان ہے محبت کہان ہے وفا | پیارو نکا چولا ہوا کیون برا
وفادار عاشق کا ہی یہ نشان | کہ دلبر کا خط دیکھکر ناگہان
لگاتا ہے آنکھونسی ہو کر فدا | یہی دین ہے دلدادگان کا سدا
مگر جسکے دل مین محبت نہین | اسے ایسی باتونسی رغبت نہین
اٹھو جلد تر لاؤ فوٹو گراف | ذرہ کھینچو تصویر چولے کی صاف
کہ دنیا کو ہرگز نہین ہے بقا | فنا سب کا انجام ہے جز خدا
سو لو عکس جلدی کہ اب ہے ہراس | مگر اُسکی تصویر رہجائے پاس
یہ چولا کہ قدرت کی تحریر ہے | یہی رہنما اور یہی پیر ہے
یہ انگد نے خود لکھدیا صاف صاف | کہ ہے وہ کلام خدا بے گزاف
وہ لکھا ہے خود پاک کرتار نے | اسی حیّ و قیوم و غفار نے
خدا نے جو لکھا وہ کب ہو خطا | وہی ہے خدا کا کلام صفا
یہی راہ ہے جسکو بہولے ہو تم | اٹھو یارو اب مت کرو راہ گم
یہ نور خدا ہے خدا سے ملا | ارے جلد آنکھونسی اپنے لگا
ارے لوگو تمکو نہین کچھہ خبر | جو کہتا ہون مین اسپہ رکھنا نظر
زمانہ تعصب سے رکھتا ہے رنگ | کرین حق کی تکذیب سب بیدرنگ
وہی دین کے راہ کی سنتا ہے بات | کہ ہو متقی مرد اور نیک ذات
مگر دوسرے سارے ہین پر عناد | پیارا ہے انکو غرور اور فساد
بناتے ہین باتین سراسر دروغ | نہین بات مین انکے کچھہ بھی فروغ
بھلا بعد چولے کے اپکر غرور | وہ کیا کسر باقی ہے جس سے تو دور
تو ڈرتا ہے لوگونسے اے بے ہنر | خدا سے تجھے کیون نہین ہے خطر

یہ تحریر چولہ کی ہے اک زبان — سنو وہ زبانسے کرے کیا بیان

کہ دین خدا دین اسلام ہے — جو ہو منکر اُس کا بد انجام ہے

محمد وہ نبیون کا سردار ہے — کہ جسکا عدو مثل مردار ہے

تجھے چولہ سے کچھ تو آوے حیا — ذرہ دیکھ ظالم کہ کرتا ہی کیا

کہو جو رضا ہو مگر سنلو بات — وہ کہتا کہ جسمین نہین پکش پات

کہ حق جو سے کرتار کرتا ہی پیار — وہ انسان نہین جو نہین حق گذار

کہو جبکہ پوچھے گا مولی حساب — تو بتاؤ کہ کیا ہی جواب

مین کہتا ہون اک بات اے نیکنام — ذرہ غور سے اسکو سنیو تمام

کہ بیشک یہ چولہ پر از نور ہے — تمرد و غلسے بہت دور ہے

دکھائین گے چولہ تمہین کھول کر — کہ دو اُس کا اثر ذرا بول کر

یہی پاک چولا رہا اک نشان — گرو سے کہ تہا خلق پر مہربان

اسی پر دو شالے چڑھے اور زر — یہی فخر سکھونکا ہے سربسر

یہی ملک و دولت کا تہا اک ستون — عمل بد کئے ہو گئے سرنگون

خدا کے لئے چھوڑو اب بغض و کین — ذرہ سوچو باتونکو ہوکر امین

وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا — جو نانک سے رکہتے تہے تم برملا

دکھاؤ ذرا آج اُس کا اثر — اگر صدق ہے جلد دوڑو ادہر

گرو نے تو کرکے دکہایا تمہین — وہ رستہ چلو جو بتایا تمہین

کہان ہین جو نانک کے ہین خاکپا — جو کرتے ہین اسکے لئے جان فدا

کہان ہین جو اسکے لئے مرتے ہین — جو ہر واک اُسکا وہی کرتے ہین

کہان ہین جو ہوتے ہین اُس پر نثار — جھکاتے ہین سر اپنے گو کر کے پیار

کہان ہین جو رکہتے ہین صدق و ثبات — گرو سے مثل جیسے شیر و نبات

کہان ہین کہ جب اُس سے کچھ پاتے تہے — تعشق سے قربان ہو جاتے تہے

کہاں ہین جو الفت سی سرشا ہین
کہاں ہین جو وہ بخل سی دور ہین
کہاں ہین جو اس رہ مین پرجوش ہین
کہاں ہین وہ نانک کے عاشق کہاں
کہاں ہین جو بھرتے ہین الفت کا دم
ادھر آئین دیکھین یہ تصویر ہے
گرو جبکے اس رہ پہ ہووین فدا
اگر ہاتھ سے وقت جاوے نکل
نہ مردی ہے تیر اور تلوار سے
سنو آتی ہے ہر طرف سے صدا
کوئی دن کہ مہمان ہین ہم سب سبھی
گرو نے یہ چولا بنایا شعار
وہ کیونکر ہو ان تا سعید و نشاد
اگر مان لوگے گرو کا یہ واک
وہ احمق ہین جو حق کی رہ کھوتے ہین
وہ سوچین کہ کیا لکھہ گیا پیشوا
کہ اسلام ہم اپنا دین رکھتے ہین
اٹھو سونیوالو کہ وقت آگیا
نہ سمجھے تو آخر کو پچھتاؤ گے

جو مرنے کو بھی دل سی تیار ہین
محبت سی نانک کے معمور ہین
گرو کے تعشق مین مدہوش ہین
کہ آیا ہے نزدیک اب امتحان
اطاعت سی سر کو بنا کر قدم
یہی پاک چولہ جہانگیر ہے
وہ چیلے نہین جو نہ دے سر جھکا
تو پھر ہاتھ مل مل کے رونا ہے کل
بنو مرد مردون کے کردار سے
کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا
خبر کیا کہ پیغام آوے ابھی
دکھایا کہ اس رہ پہ ہوئین نثار
جو دل رکھتے نہین اس نے کچھہ اعتقاد
تو راضی گرو کے اسے ہوگے پاک
عبث ننگ و ناموس کو روتے ہین
وصیت مین کیا کہہ گیا برملا
محمد کی رہ پر یقین رکھتے ہین
تمہارا گرو تمکو سمجھا گیا
گرو کے سراپون کا پھل پاؤگے

کوئی اُس پلک سے جو دل لگاوے — کرے پاک آپکو تب اسکو پاوے

تمت

الحمد للہ و المنت

کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان

مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی الہامی

[illegible] خدا نے بتا دیا ۔ حاذق طبیب یعنی [illegible] [illegible]

توضیح مرام

مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا

بار دوم ماہ جولائی سنہ ۱۸[illegible]ء

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

مطبع ضیاء الاسلام قادیاں میں چھپا

قیمت بلا محصول ڈاک ۔۔۔۔ [illegible]

تعداد جلد ۷۰۰



مسیح کا دوبارہ دُنیا مین آنا

مُسلمانون اور عیسائیون کا کسیقدر اختلاف کیساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کیطرف اُٹھائے گئے ہین ۔ اور پھر وہ کسی زمانہ مین آسمان سے اتر ینگے ۔ مین اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ مین لکھ چکا ہون ۔ اور نیز یہ بھی بیان کرچکا ہون کہ اُس نزول سے مُراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہین بلکہ استعارہ کیطور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دیگئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے ۔ اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ میری اس رائے کے شایع ہونے کے بعد جسمین بینات الہام سے قائم کیا گیا ہون بہت سی قلمین مخالفانہ طور پر اٹھینگی اور ایک تعجب اور انکار سے بھرا ہوا شور عوام مین پیدا ہوگا ۔ اور میرا ارادہ تھا کہ بالفعل مین کلام کو طول دینے سے مجتنب رہون اور اعتراضات کے پیش ہونے کے وقت انکے رفع دفع کے لئے مفصل جوابات و دلائل جیسے معترضین کے خیالات کے حالات موجودہ ہون پیش کرون ۔ لیکن اب مجھے اُس ارادہ مین یہ نقص معلوم ہوتا ہے کہ میری کوتاہ قلمی کی حالت مین نہ صرف عوام الناس بلکہ مُسلمانون کے خواص بھی جو انکے بعض مولوی ہین بباعث اپنے قصور فہم کے جو انکی حالت متنزلہ کو لازم پڑا ہوا ہے اور نیز بوجہ متاثر ہونے کے ایک پورانے خیال سے خواہ نخواہ میری بات کو رد کرنے کے لئے مدعیانہ کھڑے ہوجائینگے اور اپنے دعوے کے طرفدار بنکر بہرحال اُسی دعوے کی سچائی ثابت ہوجانا چاہین گے ۔ پس مدعی ہوکر مقابل پر کھڑے ہوجانا انکے لئے سخت حجاب ہوجائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہود کردہ رائے سے رجوع کرنا انکے لئے مشکل بلکہ محال ہوگا ۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُسکو قرار دیتا ہے تو پھر اُس رائے سے عود کرنا اُسکو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے ۔ لہذا مینے ترحماً للہ یہ چاہا کہ قبل اسکے کہ وہ مقابل پر آکر ہٹ اور ضد کی باہین پھنس جائین آپ ہی اُنکو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جاے کہ

جو ایک دانا اور منصف اور طالب حق کی تسلی کے لئے کافی ہو - اگر بعد مین پھر لکھنے کی ضرورت پڑیگی تو شاید ایسے لوگون کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہین جنکو آسمانی کتابون کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہین - اور لا یمسّہ کی نفی کے نیچے داخل ہین -

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہین کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابون کے رو سے جن نبیون کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو[2] نبی ہین - ایک یوحنّا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے - دوسرے مسیح بن مریم جنکو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہین - ان دونون نبیونکی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہین کہ وہ دونوں آسمان کیطرف اٹھائے گئے - اور پھر کسی زمانہ مین زمین پر اترینگے اور تم انکو آسمان سے آتے دیکھوگے - ان ہی کتابون سے کسیقدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویّہ مین بھی پائے جاتے ہین - لیکن حضرت ادریس کی نسبت جو بائبل مین یوحنّا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہین انجیل مین یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن ذکریا کے پیدا ہونے سے انکا آسمان سے اترنا وقوع مین آگیا ہے چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ مین فرماتے ہین کہ "یوحنّا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو" - سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمانپر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی یوحنّا کا مقدمہ تو انفصال پاگیا اور دوبارہ اترنے کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہوگئی چنانچہ تمام عیسائیون کا متفق علیہ عقیدہ جو انجیل کے رو سے ہونا چاہیئے یہی ہے کہ یوحنا جس کے آسمان سے اترنے کا انتظار تھا وہ حضرت مسیح کے وقتمین آسمان سے اس طرح پر اتر آیا کہ ذکریا کے گھر میں اسی طبع اور خاصیت کا بیٹا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا - البتّہ یہودی اسکے اترنے کے اب تک منتظر ہین انکا بیان ہے کہ وہ سچ مچ آسمان سے اترے گا - اوّل بیت المقدس کے منارہ پر اس کا نزول ہوگا - پھر وہان سے یہودی لوگ اکٹھے ہو کر اسکو کسی نردبان وغیرہ کے ذریعہ سے نیچے اتار لیوینگے - اور جب یہودیون کے سامنے وہ تاویل پیش کیجائے جو حضرت مسیح علیہ السلام نے یوحنا کے اترنے کے بارے مین کی ہے تو وہ فی الفور غصّہ سے بھر کر حضرت مسیح اور ایسے ہی حضرت یحییٰ کے حق مین ناگفتنی باتین سُناتے ہین - اور اُسی نبی کے فرمودہ کو ایک ملحدانہ خیال تصور کرتے ہین - بہرحال آسمانسے اترنے کا لفظ جو تاویل رکھتا ہے مسیح کے بیان سے اسکی حقیقت ظاہر ہوئی اور اُن ہی کے بیان سے یوحنا کے آسمانسے اترنے کا جھگڑا طے ہوا اور یہ بات

کھل گئی کہ آخر اترے تو کس طرح اترے۔ مگر مسیح کے اترنے کے بارے مین ابتک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچات کی پہنے ہوئے ✤ فرشتون کے ساتھ آسمان سے اترین گے۔ مگر ان دو قومون کا اسپر اتفاق نہین کہ کہان اترینگے۔ آیا مکہ معظمہ مین یا لنڈن کے کسی گرجا مین یا ماسکو کے شاہی کلیسیا مین۔ اگر عیسائیون کو پرانے خیالات کی تقلید رہزن نہ ہو تو وہ مسلمانونکی نسبت بہت جلد سمجھ سکتے ہین کہ مسیح کا اترنا اسی تشریح کیموافق چاہیے جو خود حضرت مسیح کے بیان سے صاف لفظون مین معلوم ہو چکی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہین کہ ایک ہی صورت کے دو امر دو متناقض معنون پر محمول ہو سکین۔ یہ بات اہل الرائے کے غور کے قابل ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انھون نے یوحنا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہے فی الواقع صحیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ مین جو اسی پہلے مقدمہ کا ہمشکل ہے اسی تاویل کو کام مین نہین لانا چاہیے جبحالتیکہ ایک نبی اس سربستہ راز کی اصل حقیقت کھول چکا ہے اور قانون قدرت بھی اسی کو چاہتا اور اسی کو مانتا ہے تو پھر اس صاف اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر ایک پیچیدہ اور قابل اعتراض راہ اپنی طرف سے کھودنا کیونکر قبول کرنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ کیا ذی علم اور ایماندار لوگونکا کانشنش جسکو مسیح کے بیان سے بھی پوری پوری مدد ملگئی ہے کسی اور طرف اپنا رُخ کر سکتا ہے اور مسیحی لوگ تو اسوقت سے دس برس پہلے اپنی یہ پیشگوئی بھی انگریزی اخبارون کے ذریعہ سے شایع کر چکے ہین کہ تین برس تک مسیح آسمان سے اترنیوالا ہے۔ اب جو خدا تعالے نے اس اترنے والے کا نشان دیا تو مسیحیون پر لازم ہے کہ سب سے پہلے وہی اسکو قبول کرین تا اپنی پیشگوئی کے آپ ہی مکذب نہ ٹھہرین۔

عیسائی لوگ اس بات کے بھی قائل ہین کہ حضرت مسیح اٹھائے جانے کے بعد بہشت مین داخل ہو گئے۔ **لوکا** کی انجیل مین خود حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیکر کہتے ہین کہ "آج تو میرے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا" ✤ اور عیسائیون کا یہ عقیدہ بھی متفق علیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت مین داخل ہو کر پھر اس سے نکالا نہین جائیگا گو کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو چنانچہ یہی عقیدہ

✤ **حاشیہ** — یہ پارچات از قسم پشمینہ یا ابریشم ہونگے جیسے چوشیا۔ گلبدن۔ اطلس۔ کمخواب۔ زربفت۔ ندی۔ لاہی یا معمولی سوتی کپڑے جیسے نین سکھ۔ تن زیب۔ بینک۔ چکن۔ گلشن۔ ململ۔ جالی۔ خاصہ۔ ڈوریا۔ چارخانہ۔ اور کس نے آسمان مین بُنے اور کس نے سیئے ہونگے ابتک کسی نے مسلمانون یا عیسائیون مین سے اسکا کچھ پتہ نہین دیا۔ منہ

✤ دیکھو انجیل لوکا باب ۲۳ آیت ۴۳

مسلمانوں کا بھی ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے وَمَا هُم مِنْهَا بِمُخْرَجِين۔ یعنے جو لوگ بہشت مین داخل کئے جائینگے پھر اُس سے نکالے نہین جائینگے۔ اور قرآن شریف مین اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت مین داخل ہونے کا بہ تصریح کہین ذکر نہین لیکن انکے وفات پاجانے کا تین جگہ ذکر ہے ✤ اور مقدس بندوں کیلئے وفات پانا اور بہشت مین داخل ہونا ایک ہی حکم مین ہے۔ کیونکہ برطبق آیت قیل ادخل الجنۃ۔ وادخلی جنتی وہ بلا توقف بہشت مین داخل کئے جاتے ہین۔ اب مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں گروہ پر واجب ہے کہ اس امر کو غور سے جانچین کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک مسیح جیسا مقرب بندہ بہشت مین داخل کرکے پھر اُس سے نکالدیا جائے؟ کیا اس مین خدا تعالےٰ کے اس وعدہ کا تخلف نہین جو اسکی تمام پاک کتابوں مین بتواتر وتصریح موجود ہے کہ بہشت مین داخل ہونیوالے پھر اُس سے نکالے نہین جائینگے؟ کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالےٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہین لاتا؟ پس یقیناً سمجھو کہ ایسا اعتقاد رکھنے مین نہ صرف مسیح پر ناجائز مصیبت وارد کروگے بلکہ ان لغو باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسرشان اور کمال درجہ کی بے ادبی بھی ہوگی۔ اس امر کو ایک بڑے غور اور دیدہ تعمق سے دیکھنا چاہیئے کہ ایک ادنیٰ اعتقاد سے جس سے نجات پانے کیلئے استعارہ کی راہ موجود ہے بڑی بڑی دینی صداقتین آپکے ہاتھ سے فوت ہوتی ہین۔ اور درحقیقت یہ ایک ایسا فاسد اعتقاد ہے جسمین ہزاروں خرابیاں سخت اُلجھن کیساتھ گرہ در گرہ لگی ہوئی ہین۔ اور مخالفونکو ہنسی اور ٹھٹھے کیلئے موقع ہاتھ آتا ہے۔ مینے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھین اور روبرو ہی اترین اور انھین جواب ملا تھا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي یعنے خدا تعالےٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے کہ ایسے کھُلے کھُلے خوارق اس دار الابتلاء مین دکھائے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔

✤ حاشیہ۔ قال اللہ تعالیٰ۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ دیکھو سورہ مائدہ الجزو نمبر ۷۔ وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ سورۃ النساء الجزو نمبر ۶۔ اذ قال اللہ یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ سورہ آل عمران الجزو نمبر ۳۔ منہ

اب مین کہتا ہون کہ جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو افضل الانبیاء تھے جائز نہین اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے ؟ یہ کمال بے ادبی ہوگی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک کمال کو مستبعد خیال کرین اور پھر وہی کمال حضرت مسیح کی نسبت قریب قیاس مان لین ۔ کیا کسی سچے مسلمان سے ایسی گستاخی ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہین ۔ اور یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ یہ خیال مذکورہ بالا جو کچھ عرصہ سے مسلمانون مین پھیل گیا ہے صحیح طور پر ہماری کتابون مین اسکا نام ونشان نہین بلکہ احادیث نبویہ کی غلط فہمی کا یہ ایک غلط نتیجہ ہے جسکے ساتھ کئی بیجا حاشیے لگا دیئے گئے ہین اور بے اصل موضوعات سے انکو رونق دیگئی ہے اور تمام وہ امور نظر انداز کر دیئے گئے ہین جو مقصود اصلی کی طرف رہبر ہو سکتے ہین ۔ اس بارے مین نہایت صاف اور واضح حدیث نبوی وہ ہے جو امام محمد اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مین بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھی ہے اور وہ یہ ہے :۔ **كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم** یعنے اسدن تمھارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم مین اُتریگا ۔ وہ کون ہے ؟ وہ تمھارا ہی ایک امام ہوگا جو تم ہی مین سے پیدا ہوگا ۔ پس اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ ابن مریم سے یہ مت خیال کرو کہ سچ مچ مسیح بن مریم ہی اتر آئے گا بلکہ یہ نام استعارہ کیطور پر بیان کیا گیا ہے ۔ ورنہ درحقیقت وہ تم مین سے تمھاری ہی قوم مین سے تمھارا ایک امام ہوگا جو ابن مریم کی سیرت پر پیدا کیا جائے گا ۔ اسجگہ پرانے خیالات کے لوگ اس حدیث کے معنے اس طرح پر کرتے ہین کہ جب حضرت مسیح آسمان سے اترین گے تو وہ اپنے منصب نبوت سے مستعفی ہو کر آئین گے انجیل سے انہین کچھ غرض نہین ہوگی ۔ امت محمدیہ مین داخل ہو کر قرآن شریف پر عمل کرینگے پنج وقت نماز پڑھینگے اور مسلمان کہلائینگے !!! مگر یہ بیان نہین کیا گیا کہ کیون اور کس وجہ سے یہ تنزل کی حالت انھین پیش آئے گی ۔ بہرحال اسقدر ہمارے بھائیون مسلمان محمدیون نے آپ ہی مان لیا ہے کہ ابن مریم اسدن ایک مرد مسلمان ہوگا جو اپنے تئین امت محمدیہ مین سے ظاہر کریگا اور اپنی نبوت کا نام بھی نہ لیگا جو پہلے اسکو عطا کیگئی تھی ۔ اور درحقیقت یہی ایک بھاری ذلّت ہے کہ جو استعارہ کو حقیقت پر حمل کرنے سے ہمارے بھائیونکو پیش آگئی ہے جسکی وجہ سے انہین ایک نبی کا اپنے منصب نبوت سے محروم ہوجانا تجویز کرنا پڑا ۔ اگر وہ ان صاف اور سیدھے معنونکو مان لین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک الفاظ سے پائے جاتے ہین جنکے

مطابق پہلے حضرت مسیح یوحنا نبی کے بارے میں بیان فرما چکے ہیں تو ان تمام پر تکلف مشکلات سے مخلصی پا جائینگے نہ حضرت مسیح کی روح کو بہشت سے نکالنے کی حاجت پڑیگی اور نہ اُس مقدس نبی کی نبوت کا خلع تجویز کرنا پڑیگا۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجو ملیح کے مرتکب ہوں گے اور نہ احکام قرآنی کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا جائیگا۔

شاید آخری عذر ہمارے بھائیوں کا یہ ہوگا کہ بعض الفاظ جو صحیح حدیثوں میں حضرت مسیح کے علامات میں بیان کئے گئے ہیں انکی تطبیق کیونکر کریں۔ مثلاً لکھا ہے کہ مسیح جب آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور خنزیروں کو قتل کر دے گا۔ اور اُسوقت آئے گا کہ جب یہودیت اور عیسائیت کی بدخصلتیں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہونگی۔ میں کہتا ہوں کہ صلیب کے توڑنے سے مراد کوئی ظاہری جنگ نہیں بلکہ روحانی طور پر صلیبی مذہب کا توڑ دینا اور اُس کا بطلان ثابت کرکے دکھا دینا مراد ہے۔ جزیہ اٹھا دینے کی مراد خود ظاہر ہے جس سے یہ اشارہ ہے کہ ان دنوں میں خود بخود دل سچائی اور حق کی طرف کھینچے جائینگے کسی لڑائی کی حاجت نہیں ہوگی۔ خود بخود ایسی ہوا چلیگی کہ جوق در جوق اور فوج در فوج لوگ دین اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے۔ پھر جب دین اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ کھل جائے گا اور ایک عالم کا عالم اس دین کو قبول کرلیگا تو پھر جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ مگر یہ سب کچھ ایک دفعہ واقع نہیں ہوگا۔ ہاں ابھی سے اسکی بنا ڈالی جائیگی۔ اور خنزیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنمیں خنزیروں کی عادتیں ہیں۔ وہ اس روز حجت اور دلیل سے مغلوب کئے جائیں گے۔ اور دلائل بیّنہ کی تلوار انھیں قتل کریگی نہ یہ کہ ایک پاک نبی جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھریگا۔

اے میری پیاری قوم! یہ سب استعارے ہیں جنکو خدا تعالیٰ کیطرف سے فہم دیا گیا ہے وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کے ذوق سے انکو سمجھ جائینگے۔ ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل میں خاکہ کھینچنا ہے۔ بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسیوجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام نے بھی جو ابلغ الکلام ہے جسقدر استعاروں کو استعمال کیا ہے اور کسی کلام میں یہ طرز لطیف نہیں ہے۔ اب ہر جگہ اور ہر محل میں اُن پاکیزہ استعاروں کو حقیقت پر حمل کرتے جانا گویا اُس کلام معجز نظام کو خاک میں ملا دینا ہے۔ پس اس طریق سے نہ صرف خدا تعالیٰ کی معجزہ بلاغت کلام کا اصلی منشاء درہم برہم ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی اس کلام کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کو برباد کر دیا

جاتا ہے خوبصورت اور دلچسپ طریقے تفسیر کے وہ ہوتے ہین جن مین متکلم کی اعلیٰ شان بلاغت اور
اُسکے روحانی اور بلند ارادون کا بھی خیال رہے نہ یہ کہ نہایت درجہ کے سفلی اور بدنما اور بے طرح
موٹے معنے جو بچو بلیح کے حکم مین ہون اپنی طرف سے گھڑے جائین اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کو جو پاک
اور نازک دقائق پر مشتمل ہے صرف دہقانی لفظون تک محدود خیال کر لیا جائے۔ ہم نہین سمجھتے کہ
اُن نہایت دقیق اسرار کے مقابلہ پر جو خدا تعالےٰ کے کلام مین ہونے چاہیین اور بکثرت ہین کیون
بدشکل اور موٹے اور کریہ معنے پسند کئے جاتے ہین ؟ اور کیون اُن لطیف معنون کی وقعت نہین
جو خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان کیموافق اور اُسکے عالی مرتبہ کلام کے مناسب حال ہین ؟ اور ہمارے
علما کے دماغ اس بیوجہ سرکشی سے کیون پُر ہین کہ وہ الٰہی فلسفہ کے نزدیک آنا نہین چاہتے ؟
جن لوگون نے ان تحقیقو نمین اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا ہے انکو بیشک ہمارے اس بیان
سے نہ انکار بلکہ مزہ آئے گا اور ایک تازہ صداقت انکو ملیگی جسکو وہ بڑے مدوشد کیساتھ قوم مین
بیان کرین گے اور سالک کو ایک روحانی فائدہ پہنچائین گے۔ لیکن جنہون نے صرف سرسری
نگاہ تک اپنی فکر اور عقل کو ختم کر رکھا ہے وہ بجز اسکے کہ ناحق کے اعتراضات کی میزان بڑھاوین
اور بیجا سخن قائم کرین اور کچھ اسلام کو اپنے وجود سے فائدہ نہین پہنچا سکتے۔

اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ ہمارے ہادی اور سید مولیٰ جناب ختم المرسلین نے مسیح اوّل
اور مسیح ثانی مین مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے صرف یہی نہین فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد
مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کیموافق عمل کریگا اور مسلمانونکی طرح صوم وصلوٰۃ وغیرہ احکام
فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانون مین پیدا ہوگا اور انکا امام ہوگا اور کوئی جُداگانہ دین نہ لائیگا
اور کسی جداگانہ نبوت کا دعویٰ نہین کریگا بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اول اور مسیح ثانی
کے حلیہ مین بھی فرق بین ہوگا چنانچہ مسیح اوّل کا حُلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج
کی رات مین نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ گھنگریالے بال اور سینہ کشادہ ہے
دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹۔ لیکن اسی کتاب مین مسیح ثانی کا حُلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا
ہے کہ وہ گندم گون ہے اور اُسکے بال گھنگریالے نہین اور کانون تک لٹکتے ہین۔ اب
ہم سوچتے ہین کہ کیا یہ دونون ممیز علامتین جو مسیح اوّل اور ثانی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بیان فرمائی ہین کافی طور پر یقین نہین دلاتین کہ مسیح اوّل اور ہے اور مسیح ثانی اور
ان دونو نکو ابن مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف استعارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع

اور روحانی خاصیت کے استعمال کیا گیا ہے یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کے مشابہت کے
رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دو بد آدمی بھی ایک بدمادہ
میں شریک مساوی ہونے کیوجہ سے ایک دوسرے کے قایم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ
جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو در حقیقت اسی
تفاول کا خیال انہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کیطور پر ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی اُن بزرگوں کی
روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا انہیں کا روپ ہو جائیں
اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول
جواب تو یہی ہے کہ آنیوالے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی
بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت
فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کریگا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام
ہوں ماسوا اس کے اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کیطرف سے اس اُمت کیلئے
محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اُس کیلئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ
وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اُسپر ظاہر کیجاتی ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح
اُس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اُس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیا
کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اُس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے
اور اُس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اسکے
اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اُس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیا پر نازل ہوتی ہے اُس پر مہر
لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر یک طور سے وحی
پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے
مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جسکا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہیگا نبوت
تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے
لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو
مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے۔ یعنے ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی

باعتبار حصول نوع من انواع النبوت وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوت الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوت الا نوع واحد وہی المبشرات من اقسام الرویا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی علی قلوب قوم موجع۔ فانظر ایھا الناقد البصیر الفہیم من ھذا اسد باب النبوۃ علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوت التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیہا الا المبشرات فہی باقیۃ الی یوم القیامۃ لا انقطاع لہا ابداً۔ وقد علمت وقرات فی کتب الحدیث ان الرویا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ ای من النبوۃ التامۃ فلما کان للرویا نصیباً من ھذہ المرتبۃ فکیف الکلام الذی یوحی من اللہ تعالیٰ الی قلوب المحدثین فاعلم ایدک اللہ ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ مفتوحۃ ابداً ولیس فی ھذا النوع الا المبشرات او المنذرات من الامور الغیبیۃ او اللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ۔ واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعہا من یوم نزل فیہ۔ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے اُن تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر اُن دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے سو اس درجہ کے انسان کی روحانی

پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولد بخشتی ہے اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کیلئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔

لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلّم ہے تو پھر جناب سیدنا مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا ہی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے۔

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم — آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد — پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی مید ہد زان روئے پاک — ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال — چون دل احمد نمے بینم دگر عرشے عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار — صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم
از عنایات خدا و از فضل آن دادار پاک — دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان — گفتمے گر دیدمے طبعی درین راہے سلیم
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود — این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنی روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں سب سے ادنیٰ

درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اُس محرور سے ہو سکین لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اُس متاثر مین آگ کی چمک پیدا نہ ہو اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح مین گرمی پیدا ہوتی ہے اُس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہین۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہین جسمین دونون محبتون کے ملنے سے آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اُس مین آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے لیکن اُس چمک مین کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہین ہوتی فقط ایک چمک ہوتی ہے جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس مین ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اُسکو افروختہ کر دیتا ہے اور اُس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اُسکو بنا دیتا ہے اور اس حالت مین آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اُس کی لوئین اور شعلے اِردگرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہین اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہین رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونون محبتون کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اسکو روح امین کے نام سے بولتے ہین کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہین اور اس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات سے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا مین ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل

مخلوق سے سلسلہ پیدایش کا شروع کرکے اُس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جسکا نام دوسرے لفظوں مین محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہین کہ نہایت تعریف کیا گیا ہے یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اُس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُسکو عطا ہوا اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ مین اور مسیح دونون اس مقام تک نہین پہنچ سکتے اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے پہلے نبیون نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ ونشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہین ایسا ہی یہ وہ مقام عالیشان مقام ہے کہ گذشتہ نبیون نے استعارہ کیطور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیدیا ہے اور اُس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی ایک مثال کو پیش کرکے فرمایا ہے کہ انگورستان کا پھل لینے کیلئے اول باغ کے مالک نے (جو خدا تعالیٰ ہے) اپنے نوکرون کو بھیجا یعنے ابتدائی قرب والون کو جس سے مراد وہ تمام صلحا ہین جو حضرت مسیح کے زمانہ مین اور اسی صدی مین مگر کسیقدر اُن سے پہلے آئے۔ پھر جب باغبانون نے باغ کا پھل دینے سے انکار کیا تو باغ کے مالک نے تاکید کے طور پر اپنے بیٹے کو انکی طرف روانہ کیا تا اُس کو بیٹا سمجھکر باغ کا پھل اُس کے حوالہ کرین بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے جنکو دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے مگر باغبانون نے اُس بیٹے کو بھی باغ کا پھل نہ دیا بلکہ اپنے زعم مین اُسے قتل کر دیا بعد اس کے حضرت مسیح فرماتے ہین کہ اب باغ کا مالک خود آئیگا یعنے خدا تعالیٰ خود ظہور فرمائیگا تا باغبانون کو قتل کرکے باغ کو ایسے لوگون کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دیدیا کرین اس جگہ خدا تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہین ۔ اور یہ سب

فائدہ — ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہین کیا کہ آنجناب کا دنیا مین تشریف لانا درحقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیون نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین اپنی اپنی پیشگوئیون مین بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ جلالی

روحانی مراتب ہین کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ مین بیان کئے گئے ہین
یہ نہین کہ حقیقی ابنیت اس جگہہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔

اس جگہ اسبات کا بیان کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا کہ جو کچھ ہمنے روح القدس اور روح
الامین وغیرہ کی تعبیر کی ہے یہ درحقیقت اُن عقاید سے جو اہل اسلام ملایک کی نسبت رکھتے
ہین منافی نہین ہے کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہین۔ کہ ملایک اپنے
شخصی وجود کے ساتھ انسانون کی طرح پیرون سے چلکر زمین پر اُترتے ہین اور یہ خیال بہ بداہت
باطل ہی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ضرور ہوتا کہ ملایک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنے
اصل وجود کے ساتھ زمین پر اُترا کرتے تو پھر اُنسے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایت درجہ محال
تھا مثلاً فرشتہ ملک الموت جو ایک سکینڈ مین ہزارہا ایسے لوگون کی جانین نکالتا ہے جو مختلف
بلاد و امصار مین ایک دوسرے سے ہزارون کوسوں کے فاصلہ پر رہتے ہین اگر ہر یک کے
لئے اس بات کا محتاج ہو کر اول پیرون سے چلکر اُس کے ملک اور شہر اور گھر مین جاوے
اور پھر اتنی مشقت کے بعد جان نکالنے کا اسکو موقعہ ملے تو ایک سیکنڈ کیا اتنی بڑی کارگذاری کرسکتا

حاشیہ: کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب کو خدا کر کے پکارا ہے چنانچہ حضرت داؤد کے زبور مین لکھا ہے
تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیرے لبون مین نعمت بتائی گئی اس سلئے خدا نے تجھے
کو ابد تک مبارک کیا (یعنے تو خاتم الانبیا ٹھہرا) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل
کرکے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار
ہو کر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔ بادشاہ کے دشمنون کے دلون مین تیرے
تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہین اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے
تیری سلطنت کا آثار راستی کا عصا ہے تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی
ہے اسی سلئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبون سے زیادہ
تجھے معطر کیا ہے دیکھو زبور ۴۵۔

اب جاننا چاہیئے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے تیری سلطنت کا عصا
راستی کا عصا ہے یہ محض بطور استعارہ ہے جس سے غرض یہ ہے کہ جو روحانی طور پر
شان محمدی ہے اُس کو ظاہر کر دیا جائے پھر یسعیاہ نبی کی کتاب مین بھی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ

کے لئے تو کئی مہینے کی مہلت بہی کافی نہین ہو سکتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص انسانون کی طرح حرکت کرکے ایک طرفۃ العین کے یا اُس کے کم عرصہ مین تمام جہان گہوم کر چلا آوے ہرگز نہین بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو اُنکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہین ایک ذرہ کے برابر بہی آگے پیچہے نہین ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ اُنکی طرف سے قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون۔ سورۃ صافات جزو ۲۳۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اُسکی گرمی و روشنی زمین پر پہیلکر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فایدہ پہنچاتی ہے اسیطرح روحانیات سماویہ خواہ اُنکو

اُسکی عبارت یہ ہے دیکہو میرا بندہ جسے مین سنبہالون گا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہی مین نے اپنی روح اُس پر رکہی وہ قومون پر راستی ظاہر کریگا وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور اپنی آواز بازارون مین نہ سنائیگا وہ مسلے ہوئے سینٹہے کو نہ توڑیگا اور سن کو جس سے دہوان اُٹہتا ہے نہ بجہائیگا جب تک کہ راستی کو امن کے ساتہ ظاہر نہ کرے وہ نہ گہٹیگا نہ تہکیگا جب تک کہ راستی کو زمین پر قایم نہ کرے اور جزیرے اُس کی شریعت کے منتظر ہووین ..... خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُسکائیگا۔ الخ اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا یہ بہی بطور استعارہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پُر ہیبت ظہور کا اظہار کر رہا ہے دیکہو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲۔ اور ایسا ہی اور کئی نبیون نے بہی اسی استعارہ کو اپنی پیش گوئیون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین استعمال کیا ہے مگر چونکہ اُن سب مقامات کے لکہنے سے طول ہو جاتا ہے اس لئے بالفعل اسیقدر پر کفایت کرتا ہون اور مین نے جو اس جگہ تین مراتب قرب اور محبت کے لکہہ کر تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہین بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجہہ پر کہولدیا ہے۔ منہ

یونانیون کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہین یا وساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے انکو نامزد کرین یا نہایت سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملایک اللہ کا انکو لقب دین درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام مین مستقر اور قرار گیر ہے اور بحکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہریک مستعد چیز کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لئے یہ روحانیات خدمت مین لگی ہوئے ہین ظاہری خدمات بھی بجالاتے ہین اور باطنی بھی جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتون پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیارون کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتون پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادون کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہین جو چیز کسی عمدہ جوہر بننے کی اپنے اندر قابلیت رکھتی ہے وہ اگرچہ خاک کا ایک ٹکڑا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو صدف مین داخل ہوتا ہے یا پانی کا وہ قطرہ جو رحم مین پڑتا ہے وہ اُن ملائک اللہ کی روحانی تربیت سے لعل اور الماس اور یاقوت اور نیلم وغیرہ یا نہایت درجہ کا آبدار اور وزنی موتی یا اعلیٰ درجہ کے دل اور دماغ کا انسان بنجاتا ہے۔ وساتیر جسکو مجوسی لوگ الہامی مانتے ہین جسنے اپنی مدت ظہور کی وہ لمبی تاریخ بتلائی ہے جس کا کروڑوان حصہ بھی وید کی مدت ظہور کی نسبت بیان نہین کیا گیا یعنے وید کی نسبت تو صرف ایک ارب چھیانوین کروڑ مدت ظہور محض دوسرون کے وہم اور گمان سے قرار دیگئی ہے مگر وساتیر تین سنکھ سے کچھ زیادہ اپنی مدت ظہور آپ بیان کرتا ہے بلکہ یہ تو ہمنے ڈرتے ڈرتے لکھا ہے وہان تو سنکھون کی حد سے زیادہ تین صفر اور بھی درمیان ہین۔ یہ کتاب ان روحانیات کو جو کواکب اور سموات سے تعلق رکھتی ہین نہ صرف ملایک قرار دیتی ہے بلکہ انکی پرستش کے لئے بھی تاکید کرتی ہے ایسا ہی وید بھی اُن روحانیات کو صرف وسایط اور درمیانی خدمتگذار نہین مانتا بلکہ جابجا انکی استت اور مہما کرتا ہے اور ان سے مرادین مانگنے کی تعلیم دیتا ہے اور ممکن ہے کہ ان کتابون مین تحریف اور الحاق کے طور

حاشیہ — ملایک اس معنے سے ملایک کہلاتے ہین کہ وہ ملاک اجرام سماویہ اور ملاک اجسام الارض ہین یعنے اُنکے قیام اور بقا کے لئے روح کیطرح ہین اور نیز اس معنے سے بھی ملایک کہلاتے ہین کہ وہ رسولون کا کام دیتے ہین ۔ منہ

پر یہ پرکھ کر تعلیمین ناپید کیگئی ہون جیسی وید مین اور بھی بہت سی بیجا تعلیمین پائی جاتی ہین مثلاً یہ تعلیم کہ اس جہان کا کوئی خالق نہین ہے اور ہر ایک چیز اپنے اصل مادہ اور اصل حیات کے رُو سے قدیم اور واجب الوجود اور اپنے وجود کی آپ ہی خدا ہے یا یہ تعلیم کہ کسی وجود کو تناسخ کے منحوس چکر سے کبھی اور کسی زمانہ مین مخلصی حاصل ہو ہی نہین سکتی یا یہ تعلیم کہ ایک شوہردار عورت اولاد نرینہ نہ ہونے کی حالت مین کسی غیر آدمی سے ہم بستر ہو سکتی ہے تا اُس سے اولاد حاصل کرے یا یہ تعلیم کہ بڑے بڑے مقدس لوگ بھی گو وید کے ہی رشی کیون نہ ہون جن پر چارون وید اُترے ہون ہمیشہ کی نجات کبھی نہین پا سکتے اور نہ لازمی طور پر ہمیشہ بزرگوار اور عزت کے ساتھ یاد کرنے کے لایق ٹھہر سکتے ہین بلکہ ممکن ہے کہ تناسخ کے چکر مین اگر اور اور جاندارون کی طرح کچھ کا کچھ بن جائین بلکہ شاید بن گئے ہون اور اُنکے زعم مین خواہ کوئی انسان اوتارون سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہو یا وید کے رشیون سے بھی بڑھ کر ہو اُس کے لئے ممکن بلکہ قانون قدرت کی رو سے ضروری پڑا ہوا ہے کہ کسی وقت وہ کیڑا مکوڑا یا نہایت مکروہ اور قابل نفرت جانور بلکہ کسی خسیس مخلوق کی نوع مین جنم لیوے - یہ سب باطل تعلیمین ہین جو انسانون کے رذیل خیالات نے ایجاد کی ہین اور جن لوگون سے یہ تمام بے شرمی کے کام اور دور از عزت انتقالات اپنی بنی نوع بلکہ اپنے بزرگون اور پیشواؤن کے لئے جایز رکھے ہین اونہون نے یہ بھی جایز رکھ لیا کہ کواکب کی روحون سے مرادین مانگی جائین اونکی ایسی پرستش کیجائے جیسے خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے لیکن قرآن شریف جو ہر یک طور سے توحید اور تہذیب کی راہ کہولتا ہے اُس نے ہرگز روا نہین رکھا کہ اُس کے ساتھ کسی مخلوق کی پرستش ہو یا اُسکی ربوبیت کی قدرت صرف ناقص اور ناکارہ طور پر تسلیم کرین اور اسکو ہر یک چیز کا مبدء اور سرچشمہ نہ ٹھہرائین یا کوئی اور بے شرمی کا کام اپنے طریق معاشرت مین داخل کرلین -

اب پھر مین ملایک کے ذکر کیطرف عود کر کے کہتا ہون کہ قرآن شریف نے جس طرز سے ملایک کا حال بیان کیا وہ نہایت سیدہی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اُس کے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہین پڑتا قرآن شریف پر بدیدہ تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسایط کا ہونا ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملایک کے نام سے موسوم ہین اُنکے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ

ہین بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانیوالے اور بعض
بعض اور تاثیرات کو زمین پر اوتارنے والے ہین پس اسمین کچھ شک نہین کہ بوجہ مناسبت
نوری وہ نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستارون سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانون
مین پائے جاتے ہین مگر اس تعلق کو ایسا نہین سمجھنا چاہیئے کہ جیسے زمین کا ہر ایک جاندار اپنی
اندر جان رکھتا بلکہ اُن نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور
پر اُنہین حاصل ہے روشن ستارون کے ساتھ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق
ہے کہ اگر اُن نفوس طیبہ کا اُن ستارون سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر اُن کے تمام قوی
مین فرق پڑ جائیگا اُنہین نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے
اپنے کام مین مصروف ہین اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا
ہی (مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہین) وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے
جان کا ہی حکم رکھتے ہین اور اُنکے جدا ہو جانے سے انکی حالت وجودیہ مین بکلی فساد راہ پا جانا
لازمی و ضروری امر ہے اور آجتک کسی نے اس امر مین اختلاف نہین کیا کہ جس قدر آسمانون
مین سیارات اور کواکب پائے جاتے ہین وہ کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کے لئے
ہمیشہ کام مین مشغول ہین غرض یہ نہایت سچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت
ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل
سے جاہل ایک دہقان بھی اس قدر تو ضرور یقین رکھتا ہوگا کہ چاند کی روشنی پھلون کے
موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دہوپ اُنکو پکانے اور شیرین کرنیکے لئے اور بعض ہوائین
بکثرت پھل آنے کے لئے بلاشبہ موثر ہین اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزون
کی تاثیرات مختلفہ سے تربیت پا رہا ہے تو اسمین کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر
بھی باذنہ تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہین جنکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے
کہ جیسے جان کو جسم سے ہوتا ہے۔

اب اس کے بعد یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگرچہ بظاہر یہ بات نہایت دور از
معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اور اُس کے مقدس نبیون مین افاضہ انوار وحی کے لئے
[illegible] اور واسطہ تجویز کیا جائے لیکن ذرا غور کرنے سے بخوبی سمجھ آ جائیگا کہ اس مین کوئی
[illegible] بات نہین بلکہ سراسر خدا تعالیٰ کے اُس عام قانون قدرت کے مطابق ہے

جو دنیا کے ہر یک چیز کے متعلق کھلے کھلے طور پر مشہود و محسوس ہو رہا ہے کیونکہ ہم دیکھتے
ہیں کہ انبیا علیہم السلام بھی اپنے ظاہری جسم اور ظاہری قویٰ کے لحاظ سے انہیں وسایط کے
محتاج ہیں اور نبی کی آنکھ بھی گو کیسی ہی نورانی اور بابرکت آنکھ ہے مگر پھر بھی عوام کی آنکھوں
کی طرح آفتاب یا اُس کے کسی دوسرے قایم مقام کے بغیر کچھ دیکھ نہیں سکتے اور بغیر توسط ہوا کے
کچھ سن نہیں سکتے لہذا یہ بات بھی ضروری طور پر ماننی پڑتی ہے کہ نبی کی روحانیت پر بھی ان
سیارات کے نفوس نورانیہ کا ضرور اثر پڑتا ہوگا بلکہ سب سے زیادہ اثر پڑتا ہوگا کیونکہ
جسقدر استعداد صافی اور کامل ہوتی ہے اُسیقدر اثر بھی صافی اور کامل طور پر پڑتا ہے۔
قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک
ایک روح رکھتے ہیں جنکو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں اور جیسے کواکب اور سیاروں
میں باعتبار اُنکے قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر یک چیز
پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں ایسا ہی اُنکے نفوس نورانیہ میں بھی انواع اقسام کے
خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور یہی نفوس
نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے
متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تقریر از قبیل خطابیات نہیں
بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق اور حکمت کو ضرور ماننی پڑیگی۔ کیونکہ جب ہمیں ماننا پڑتا ہے
کہ ضرور کائنات الارض کی تربیت اجرام سماویہ کی طرف سے ہو رہی ہے اور جہانتک
ہم بطور استقراء اجسام ارضیہ پر نظر ڈالتے ہیں اس تربیت کے آثار ہر یک جسم پر خواہ وہ
نباتات میں سے ہے خواہ جمادات میں سے ہے خواہ حیوانات میں سے ہے بدیہی طور
پر ہمیں دکھائی دیتے ہیں پس اس صریح تجربہ کے ذریعہ سے ہم اس بات کے ماننے کے
لیئے بھی مجبور ہیں کہ روحانی کمالات اور دل اور دماغ کی روشنی کا سلسلہ بھی جہانتک
ترقی کرتا ہے بلاشبہ ان نفوس نورانیہ کا اسمیں بھی دخل ہے اس دخل کی رو سے شریعت
غرّا نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں میں ملائک کا واسطہ ہونا ایک
ضروری امر ظاہر فرمایا ہے جس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے گردانا گیا ہے جن
لوگوں نے اپنی نہایت مکروہ نادانی سے اس الہی فلسفہ کو نہیں سمجھا جیسے آریہ مذہب
والے یا برہمو مذہب والے اُنہوں نے جلدی سے باعث اپنی بیہودہ تخیل اور بغض

سے جو ان کے دلون مین بھرا ہوا ہے تعلیم فرقانی پر یہ اعتراض جڑ دیا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسولون مین ملائک کا واسطہ ضروری ٹھہراتا ہے اور اسباب کو نہ سمجھا اور نہ خیال کیا کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون تربیت جو زمین پر پایا جاتا ہے اسی قاعدہ پر مبنی ہے ہندوؤن کے رشی جن پر بقول ہندوؤن کے چارون وید نازل ہوئے کیا وہ اپنی جسمانی قویٰ کے ٹھیک ٹھیک طور پر قایم رہنے مین تاثیرات اجرام سماویہ کے محتاج نہین تھے کیا وہ بغیر آفتاب کی روشنی کے صرف آنکھون کی روشنی سے دیکھنے کا کام لے سکتے تھے یا بغیر ہوا کے ذریعہ کے کسی آواز کو سن سکتے تھے تو اس کا جواب بدیہی طور پر یہی ہوگا کہ ہرگز نہین بلکہ وہ بھی اجرام سماویہ کی تربیت اور تکمیل کے بہت محتاج تھے ہندوؤن کے ویدون نے ان ملائک کے بارے مین کہان انکار کیا ہے بلکہ اُنہون نے تو اِن وسایط کے ماننے اور قابل قدر جاننے مین بہت ہی غلو کیا ہے یہانتک کہ خدا تعالےٰ کے درجہ سے اُنکا درجہ برابر ٹھہرا دیا ہے ایک رگ وید پر ہی نظر ڈالکر دیکھو کہ کس قدر اسمین اجرام سماویہ اور عناصر کی پرستش موجود ہے اور کیسی انکی استت اور مہاتم اور ثنا مین ورقون کے ورق سیاہ کر دیئے ہین اور کس عاجزی اور گڑگڑانے سے اُن سے دعائین مانگی گئی ہین جو قبول بھی نہین ہوئین مگر شریعت فرقانی مین تو ایسا نہین کیا بلکہ اُن نفوس نورانیہ کو جو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دُخانات سے ایسا تعلق رکھتے ہین جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے صرف ملایک یا جنات کے نام سے موسوم کیا ہے اور اُن نورانی فرشتون کو جو نورانی ستارون اور سیارون پر اپنا مقام رکھتے ہین اپنی ذات پاک مین اور اپنے رسولون مین ایسے طور کا واسطہ نہین ٹھہرایا جس کے رو سے ان فرشتون کو با اقتدار یا با اختیار مان لیا جاوے بلکہ انکو اپنی نسبت ایسا ظاہر فرمایا ہے کہ جیسے ایک بیجان چیز ایک زندہ کے ہاتھ مین ہوتی ہے جس طرح وہ زندہ جس طور سے کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے اسی بنا پر بعض مقامات قرآن شریف مین اجسام کے ہر ایک ذرہ پر بھی ملایک کا نام اطلاق کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ سب ذرات اپنے رب کریم کی آواز سنتے ہین اور وہی کرتے ہین جو انکو حکم دیا گیا ہو مثلاً جو کچھ تغیرات بدن انسان مین مرض کی طرف یا صحت کی طرف ہوتے ہین اُن تمام مواد کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق آگے پیچھے قدم رکھتا ہے۔

اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ اس قسم کی وسایط کے ماننے مین جو قرآن شریف مین قرار دیئے گئے ہین کونسا شرک لازم آتا ہے اور خدا تعالیٰ کی شان قدسیت

میں کونسا فرق آجاتا ہے بلکہ یہ تو اسرار معرفت و دقایق حکمت کی وہ باتیں ہیں جو قانون قدرت کے صفحہ صفحہ میں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں اور بغیر اس انتظام کے ماننے کے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ ثابت ہی نہیں ہو سکتی اور نہ اُسکی خدائی چل سکتی ہے بھلا جب تک ذرہ ذرہ اُس کا فرشتہ بنکر اُس کی اطاعت میں نہ لگا ہوا ہو تب تک یہ سارا کارخانہ اُسکی مرضی کے موافق کیونکر چل سکتا ہے؟ کوئی ہمیں سمجھاوے تو سہی اور نیز اگر ملایک سماویہ کے نظام روحانی سے خدا تعالیٰ کی قادرانہ شان پر کچھ دھبہ لگ سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں ملایک کے نظام جسمانی کے ماننے سے کہ جو نظام روحانی کا بعینہ ہمرنگ و ہمشکل ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آریہ وغیرہ ہمارے مخالفوں نے فرط نابینائی سے ایسے ایسے بیجا اعتراضات کردیئے ہیں جن کی اصل بناء بہت سے مشرکانہ حواشی کے ساتھ اُن کے گھر میں بھی موجود ہے اور ناحق بوجہ اپنی بے بصیرتی کے ایک عمدہ صداقت کو بطالت کی شکل میں سمجھ لیا ہے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ؏ عیب نماید ہنرش در نظر۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی شریعت کے رو سے خواص ملایک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں بلکہ خواص الناس خواص الملایک سے افضل ہیں اور نظام جسمانی یا نظام روحانی میں اُنکا وسایط قرار پانا اُن کی فضیلت پر دلائل نہیں کرتا بلکہ قرآن شریف کی ہدایت کے رو سے وہ خدام کی طرح اس کام میں لگائے گئے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر یعنے وہ خدا جس نے سورج اور چاند کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے۔ مثلاً دیکھنا چاہیئے کہ ایک چٹھی رساں ایک شاہ وقت کی طرف سے اُس کے کسی ملک کے صوبہ یا گورنر کی خدمت میں چٹھیاں پہنچا دیتا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ چٹھی رساں جو اُس بادشاہ اور گورنر جنرل میں واسطہ ہے گورنر جنرل سے افضل ہے سو خوب سمجھ لو یہی مثال اُن وسایط کی ہے جو نظام جسمانی اور روحانی میں قادر مطلق کے ارادوں کو زمین پر پہنچاتے اور ادائے انجام وہی میں مصروف ہیں اللہ جل شانہٗ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح ظاہر فرماتا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا کیا گیا ہے وہ تمام چیزیں اپنے وجود میں انسان کی طفیلی ہیں یعنے محض انسان کے فایدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور انسان اپنے مرتبہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع اور سب کا مخدوم ہے جس کی خدمتیں یہ چیزیں لگا دی گئی ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم الیل والنہار و اٰتکم من کل ما سألتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا

مخصوصہا۔ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ اور مسخر کیا تمہارے لئے سورج
اور چاند کو جو ہمیشہ پھرنے والے ہین یعنے جو باعتبار اپنی کیفیات اور خاصیات کے ایک حالت
پر نہین رہتے مثلاً جو ربیع کے مہینون مین آفتاب کی خاصیت ہوتی ہے وہ خزان کے مہینون مین
ہرگز نہین ہوتی پس اس طور سے سورج اور چاند ہمیشہ پھرتے رہتے ہین کبھی انکی گردش سے
بہار کا موسم آجاتا ہے اور کبھی خزان کا اور کبھی ایک خاص قسم کی خاصیتین ان سے ظہور
پذیر ہوتی ہین اور کبھی اس کے مخالف خواص ظاہر ہوتے ہین پھر آگے فرمایا کہ مسخر کیا تمہارے
لئے رات اور دن کو اور دیا تمکو ہر یک چیز مین سے وہ تمام سامان جسکو تمہاری فطرتون
نے مانگا یعنے ان سب چیزون کو دیا جن کے تم محتاج تھے اور اگر تم خدا تعالیٰ کی نعمتون کو
گنتا چاہو تو ہرگز گن نہین سکو گے وہ وہی خدا ہے جس نے جو کچھ زمین پر ہے تمہارے
فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور پھر ایک اور آیت مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم۔ یعنے انسان کو ہم نے نہایت درجہ کے اعتدال پر پیدا
کیا ہے اور وہ اس صفت اعتدال مین تمام مخلوقات سے احسن و افضل ہے اور پھر ایک
اور مقام مین فرماتا ہے کہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فا
بین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلومًا جہولًا۔
یعنے ہمنے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الٰہی اور مورد ابتلا ہو کر پھر پوری اطاعت
کرنا ہے آسمان کے تمام فرشتون اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑون پر پیش کیا جو بظاہر
قوی ہیکل چیزین تھین سو ان سب چیزون نے اس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا
اور اس کی عظمت کو دیکھکر ڈر گئین مگر انسان نے اسکو اٹھا لیا کیونکہ انسان مین یہ دو خوبیان
تھین ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ مین اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا۔ دوسری یہ خوبی کہ وہ
خدا تعالیٰ کی محبت مین اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو بکلی فراموش کر دے پھر ایک
اور جگہ فرمایا ہے۔ واذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرًا من طین فاذا سویتہ
ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون
الا ابلیس۔ یعنے یاد کرو وہ وقت کہ جب تیرے خدا نے جسکا تو مظہر اتم ہے فرشتون
کو کہا کہ مین مٹی سے ایک انسان پیدا کرنیوالا ہون سو جب مین اسکو کمال اعتدال پر پیدا کرلون
اور اپنی روح مین سے اس مین پھونک دون تو تم اس کے لئے سجدہ مین گرو یعنے کمال انکسار

سے اُسکی خدمتمین مشغول ہوجاؤ اور ایسی خدمتگذاری مین جہک جاؤ کہ گویا تم اُسے سجدہ کر رہے ہو پس سارے کے سارے فرشتے انسان مکمل کے آگے سجدہ مین گر پڑے مگر شیطان جو اس سعادت سے محروم رہ گیا۔ جاننا چاہیئے کہ یہ سجدہ کا حکم اُسوقت سے متعلق نہین ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملایک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنے حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور اعتدال انسانی اوسکو حاصل ہوجائے اور خدا تعالیٰ کی روح اُسمین سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنے آسمانی انوار کے ساتھ اُس پر اُترو اور اُسپر صلوۃ بہیجو سو یہ اُس قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندون کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے جب کوئی شخص کسی زمانہ مین اعتدال روحانی حاصل کرلیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی روح اُس کے اندر آباد ہوتی ہے یعنے اپنے نفس سے فانی ہوکر بقا باللہ کا درجہ حاصل کرتا ہے تو ایک خاص طور پر نزول ملائکہ کا اُسپر شروع ہوجاتا ہے اگرچہ سلوک کی ابتدائی حالات مین بھی ملایک اس کے نصرت اور خدمت مین لگے ہوئے ہوتے ہین لیکن یہ نزول ایسا اتم اور اکمل ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم رکہتا ہے اور سجدہ کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کردیا کہ ملایکہ انسان کامل سے افضل نہین ہین بلکہ وہ شاہی خادمون کی طرح سجدات تعظیم انسان کامل کے آگے بجالاتے ہین ایسا ہی خدا تعالیٰ نے سورۃ الشمس مین نہایت لطیف اشارات واستعارات مین انسان کامل کے مرتبہ کو زمین آسمان کے تمام باشندون سے اعلیٰ وبرتر بیان فرمایا ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے۔ والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والليل اذا يغشٰها والسماء وما بنٰها والارض وما طحٰها ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها قد افلح من زكّٰها وقد خاب من دسّٰها كذبت ثمود بطغوٰها اذ انبعث اشقٰها فقال لهم رسول الله ناقة الله وسقيٰها فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّٰها ولا يخاف عقبٰها۔ یعنے قسم ہے سورج کی اور اُسکی دہوپ کی اور قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اور قسم ہے دن کی جب اپنی روشنی کو ظاہر کرے اور قسم ہے اُس رات کی جو بالکل تاریک ہو اور قسم ہے زمین کی اور اُسکی جس نے اُسے بچہایا اور قسم ہے انسان کے نفس کی اور اُسکی جس نے اُسے اعتدال کامل اور وضع استقامت کی جمیع کمالات متفرقہ عنایت کئے اور کسی کمال سے محروم نہ رکھا بلکہ سب کمالات متفرقہ جو پہلی قسمونکے نیچے ذکر کئے گئے ہین اُسمین جمع کردئے اس طرح پر کہ انسان کامل کا نفس

آفتاب اور اسکی دہوپ کا بھی کمال اپنے اندر رکھتا ہے اور چاند کے خواص بھی اسمین پائے
جاتے ہین کہ وہ اکتساب فیض دوسرے سے کرسکتا ہے اور ایک نور سے بطور استفادہ
اپنے اندر بھی نور لے سکتا ہے اور اسمین روز روشن کے بھی خواص موجود ہین کہ جیسے محنت
اور مزدوری کرنے والے لوگ دن کی روشنی مین کماحقہ اپنے کاروبار کو انجام دے سکتے
ہین ایسا ہی حق کے طالب اور سلوک کی راہون کو اختیار کرنے والے انسان کامل کے
نمونہ پر چلکر بہت آسانی اور صفائی سے اپنی مہمات دینیہ کو انجام دیتے ہین سو وہ دن کی طرح
اپنے تئین بکمال صفائی ظاہر کرسکتا ہے اور ساری خاصیتین دن کی اپنے اندر رکھتا ہے *
اندہیری رات سے بھی انسان کامل کو ایک مشابہت ہے کہ وہ باوجود غایت درجہ کے
انقطاع اور تبتل کے جو اُس کو منجانب اللہ حاصل ہے بحکمت و مصلحت الٰہی اپنی نفس کی ظلمانی
خواہشون کی طرف بھی کبھی کبھی متوجہ ہو جاتا ہے یعنے جو جو نفس کے حقوق انسان پر رکھے گئے
ہین جو بظاہر نورانیت کے مخالف اور مزاحم معلوم ہوتے ہین جیسے کہانا پینا سونا اور بیوی
کے حقوق ادا کرنا یا بچون کی طرف التفات کرنا یہ سب حقوق بجالاتا ہے اور کچھہ تہوڑی دیر کے
لیے اس تاریکی کو اپنے لئے پسند کرلیتا ہے نہ اسوجہ سے کہ اسکو حقیقی طور پر تاریکی کی طرف
میلان ہے بلکہ اس وجہ سے کہ خداوند علیم و حکیم اسکو اس طرف توجہ بخشتا ہے تا روحانی تعب و
مشقت سے کسیقدر آرام پاکر پھر اُن مجاہدات شاقہ کے اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائے
جیسا کہ کسی کا شعر ہے۔

* چشم شہباز کاروانان شکار * از بہر کشادن ست گردوختہ اند *

سو اسی طرح یہ کامل لوگ جب غایت درجہ کی کوفت خاطر اور گدازش اور ہم وغم کے غلبہ

---

* سورج بحکمت الٰہی سات سو تیس تعینات مین اپنے تئین متشکل کرکے دنیا پر مختلف قسمون کی
تاثیرات ڈالتا ہے اور ہر یک تشکل کی وجہ سے ایک خاص نام اُس کو حاصل ہے اور یکشنبہ
دوشنبہ سہ شنبہ وغیرہ درحقیقت باعتبار خاص خاص تعینات و لوازم و تاثیرات کے سورج کے
ہی نام ہین جب یہ لوازم خاصہ بولنے کے وقت ذہن مین ملحوظ نہ رکھے جائین اور صرف مجرد
اور اطلاقی حالت مین نام لیا جائے تو اُس وقت سورج کہین گے لیکن جب اسی سورج کے
خاص خاص لوازم اور تاثیرات اور مقامات ذہن مین ملحوظ رکھکر بولین گے تو اسکو کبھی

حاشیہ

کے وقت کسیقدر حظوظ نفسانیہ سے تمتع حاصل کر لیتے ہین تو پھر جسم ناتوان انکا روح کی رفاقت
کے لئے از سر نو قوی اور توانا ہو جاتا ہے اور اس تہوڑی سی محجوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے
مراحل نورانی طے کر جاتا ہے اور ماسوا اس کے نفس انسان مین رات کے اور دوسرے خواص
دقیقہ بہی پائے جاتے ہین جنکو علم ہیئت اور نجوم اور طبعی کی باریک نظر نے دریافت کیا ہی
ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو آسمان سے بہی مشابہت ہے مثلاً جیسے آسمان کا پول اس قدر وسیع
اور کشادہ ہے کہ کسی چیز سے پُر نہین ہو سکتا ایسا ہی اُن بزرگون کا نفس ناطقہ غایت درجہ کی
وسعتین اپنے اندر رکھتا ہے اور باوجود ہزارہا معارف و حقایق کے حاصل کرنے کے پھر
بہی ما عرفناک کا نعرہ مارتا ہی رہتا ہے اور جیسے آسمان کا پول روشن ستارون سے
پُر ہے ایسا ہی نہایت روشن قویٰ اُسمین بہی رکھے گئے ہین کہ جو آسمان کے ستارون کی
طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہین ۔ ایسا ہی انسان کامل کے نفس کو زمین سے بہی کامل مشابہت
ہے یعنے جیسا کہ عمدہ اور اول درجہ کی زمین یہ خاصیت رکھتی ہے کہ جب اُس مین تخم ریزی
کیجائے اور پھر خوب قلبہ رانی اور آبپاشی ہو اور تمام مراتب محنت کشاورزی کے اُس پر
پورے کر دیئے جائین تو وہ دوسری زمینون کی نسبت ہزار گونہ زیادہ پہل لاتی ہے اور
نیز اُس کا پہل بہ نسبت اور پہلون کے نہایت لطیف اور شیرین و لذیذ اور اپنی کمیت
و کیفیت مین انتہائی درجہ تک بڑہا ہوا ہوتا ہے اسی طرح انسان کامل کے نفس کا حال
ہے کہ احکام الٰہی کی تخم ریزی سے عجیب سرسبزی لیکر اُس کے اعمال صالحہ کی پودی
نکلتے ہین اور ایسے عمدہ اور غایت درجہ کے لذیذ اُس کے پہل ہوتے ہین کہ ہر یک
دیکھنے والے کو خدا تعالیٰ کی پاک قدرت یاد آکر سبحان اللہ کہنا پڑتا ہی
سو یہ آیت ونفس وما سوّٰہا صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ انسان کامل اپنے معنے
اور کیفیت کی رو سے ایک عالم ہے اور عالم کبیر کے تمام شیون و صفات و خواص

دن کہین گے اور کبہی رات کبہی اسکا نام اتوار رکہین گے اور کبہی پیر اور کبہی ساون اور
کبہی بہادون ۔ کبہی اسوج کبہی کاتک غرض یہ سب سورج کے ہی نام ہین اور نفس انسان
بہی باعتبار مختلف تعینات اور مختلف اوقات و مقامات و حالات مختلف نامون سے موسوم ہو جاتا ہی کبہی
نفس زکیہ کہلاتا ہے اور کبہی امارہ کبہی لوامہ اور کبہی مطمئنہ غرض اُس کے بہی اتنے ہی نام

اجمالی طور پر اپنے اندر جمع رکھتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے شمس کی صفات سے شروع کرکے زمین تک جو ہماری سکونت کی جگہ ہے سب چیزوں کے خواص اشارہ کے طور پر بیان فرمائے یعنے لطیف قسموں کے انکا ذکر کیا بعد اس کے انسان کامل کے نفس کا ذکر فرمایا تا معلوم ہو کہ انسان کامل کا نفس ان تمام کمالات متفرقہ کا جامع ہے جو پہلی چیزوں میں جنکی قسمیں کہائی گئیں الگ الگ طور پر پائی جاتی ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق چیزوں کے جو اُس کے وجود کے مقابل پر بے بنیاد و ہیچ ہیں کیوں قسمیں کھائیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و حقائق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کُھلا کُھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں جیسا کہ اسمیں کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ سورج موجود ہے اور اُس کی دہوپ بھی ہے اور چاند موجود ہے اور وہ نور آفتاب سے حاصل کرتا ہے اور روز روشن بھی سب کو نظر آتا ہے اور رات بھی سب کو دکھائی دیتی ہے اور آسمان کا پول بھی سب کی نظر کے سامنے ہے اور زمین تو خود انسانوں کی سکونت کی جگہ ہے اب چونکہ یہ تمام چیزیں اپنا اپنا کُھلا کُھلا وجود اور کُھلے کُھلے خواص رکھتی ہیں جنمیں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا اور نفس انسان کا ایسی چھپی ہوئی اور نظری چیز ہے کہ خود اُسکے وجود میں ہی صدہا جھگڑے برپا ہو رہے ہیں بہت سے فرقے ایسے ہیں کہ وہ اسبات کو مانتے ہی نہیں کہ نفس یعنے روح انسان بھی کوئی مستقل اور قایم بالذات چیز ہے جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کے لئے قایم رہ سکتی اور جو بعض لوگ نفس کے وجود اور اُسکی بقا اور ثبات کے قائل ہیں وہ بھی اُسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے جو کرنا چاہئے تھا بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم صرف اسی غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ حیوانات کی طرح کہانے پینے اور حظوظ نفسانی میں عمر بسر کریں وہ اس بات کو جانتے بھی نہیں کہ نفس انسانی کس قدر اعلیٰ درجہ کی طاقتیں اور قوتیں اپنے اندر رکھتا ہے اگر وہ کسب کمالات کی طرف متوجہ ہو تو کیسے تہوڑے ہی عرصہ میں تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و انواع پر ایک دایرہ کی طرح محیط ہو سکتا ہے سو اللہ جل شانہ نے اس سورہ مبارکہ میں

بقیہ حاشیہ ہیں جسقدر سورج کے مگر بخوف طول اسیقدر بیان کرنا کافی سمجھا گیا۔ منہ

نفس الانسان اور پھر اُس کے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہا ہے پس اول اُس نے خیالات کو رجوع دلانے کے لئے شمس اور قمر وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کر کے پھر نفس الانسان کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع اُن تمام کمالات متفرقہ کا ہے اور جس حالت میں نفس الانسان میں ایسے اعلیٰ درجہ کے کمالات و خاصیات بہ تمامہا موجود ہیں جو اجسام سماویہ اور ارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں تو کمال درجہ کی نادانی ہوگی کہ ایسی عظیم الشان اور مستجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں جو موت کے بعد باقی رہ سکے یعنے جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہور و محسوس چیزوں میں ہیں جن کا مستقل وجود ماننے میں تمہیں کچھ کلام نہیں یہانتک کہ ایک اندہا بھی دہوپ کا احساس کر کے آفتاب کے وجود کا یقین رکہتا ہے نفس الانسان میں سب کے سب یکجائی طور پر موجود ہیں تو نفس کے مستقل اور قایم بالذات وجود میں تمہیں کیا کلام باقی ہے کیا ممکن ہے کہ جو چیز اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتی ہو اور اسجگہ قسم کہانیکی طرز کو اس وجہ سے اللہ جل شانہ نے پسند کیا ہے کہ قسم قایم مقام شہادت کے ہوتی ہے اسیوجہ سے حکام مجازی بہی جب دوسرے گواہ موجود نہ ہوں تو قسم پہ انحصار کر دیتے ہیں اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فایدہ اُٹہا لیتے ہیں جو کم سے کم دو گواہوں سے اُٹہا سکتے ہیں سو چونکہ عقلاً و عرفاً و قانوناً و شرعاً قسم شاہد کے قایم مقام سمجہی جاتی ہے لہذا اسی بنا پر خدائیتعالیٰ نے اسجگہ شاہد کے طور پر اُسکو قرار دیدیا ہے پس خدائیتعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سورج کی اور اُسکی دہوپ کی درحقیقت اپنی مرادی معنے یہ رکہتا ہے کہ سورج اور اسکی دہوپ یہ دونوں نفس الانسان کے موجود بالذات اور قایم بالذات ہونیکے شاہد حال ہیں کیونکہ سورج میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ پائے جاتے ہیں وہی خواص معہ شیئے زاید انسان کے نفس میں بھی موجود ہیں مکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اُس کے عجائبات سورج کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑہکر ہیں سو جب کہ سورج موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اس کا ہم مثل اور ہم پلہ ہیں بلکہ اس سے بڑہکر یعنے نفس الانسان وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا اسی طرح خدائیتعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کی پیروی کرے اس کے مرادی معنے یہ ہیں کہ چاند اپنی اِس خاصیت کے ساتھ کہ وہ سورج سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے نفس الانسان کے موجود بالذات اور قایم بالذات ہونے پر شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سورج

سے اکتساب نور کرتا ہے اسی طرح نفس انسان کا جو مستعد اور طالب حق ہے ایک دوسرے
انسان کامل کی پیروی کر کے اس کے نور مین سے لے لیتا ہے اور اُس کے باطنی فیض سے فیضیاب
ہو جاتا ہے بلکہ چاند سے بڑھکر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کر کے پھر چھوڑ بھی دیتا ہے
مگر یہ کبھی نہین چھوڑتا پس جبکہ استفادہ نور مین یہ چاند کا شریک غالب ہوا اور دوسری تمام صفات
اور خواص چاند کے اپنے اندر رکھتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قایم بالذات مانا جاۓ
مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بکلی انکار کر دیا جاۓ غرض اسی طرح خدا تعالیٰ
نے ان تمام چیزون کو جنکا ذکر نفس انسان کی پہلے قسم کھا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے رو سے
شواہد اور ناطق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے اور
اسی طرح ہر یک جگہ جو قرآن شریف مین بعض بعض چیزون کی قسمین کھائی ہین اُن قسمون سے ہر جگہ
یہی مدعا اور مقصد ہے کہ تا امر بدیہہ کو اسرار مخفیہ کے لئے جو اُن کے ہمرنگ ہین بطور شواہد کے
پیش کیا جاۓ لیکن اس جگہ یہ سوال ہوگا کہ جو نفس انسان کے موجود بالذات ہونے کے لئے
قسمون کے پیرایہ مین شواہد پیش کئے گئے ہین اُن شواہد کے خواص بدیہی طور پر نفس انسان مین
کہان پائے جاتے ہین اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ پائے جاتے ہین۔ اس وہم کے رفع کرنیکے
لئے اللہ جل شانہٗ اس کے بعد فرماتا ہے۔ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من
زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا یعنے خدا تعالیٰ نے نفس انسان کو پیدا کر کے ظلمت
اور نورانیت اور ویرانی اور سرسبزی کی دونون راہین اُس کے لئے کھولدی ہین جو شخص
ظلمت اور فجور یعنے بدکاری کی راہین اختیار کرے تو اُسکو اُن راہون مین ترقی کے کمال درجہ
تک پہنچایا جاتا ہے یہان تک کہ اندھیری رات سے اُسکی سخت مشابہت ہو جاتی ہے اور
بجز معصیت اور بدکاری اور پُر ظلمت خیالات کے اور کسی چیز مین اُسکو مزہ نہین آتا ایسے ہی ہمجنس
اُسکو اچھے معلوم ہوتے ہین اور ایسے ہی شغل اُس کے جی کو خوش کرتے ہین اور اُسکی طبیعت
کے مناسب حال بدکاری کے الہامات اُسکو ہوتے رہتے ہین یعنے ہر وقت بدچلنی اور بدمعاشی کے ہی خیالات
اُسکو سوجھتے ہین کبھی اچھے خیالات اُسکے دل مین پیدا ہی نہین ہوتے اور اگر پرہیزگاری کا نورانی راستہ اختیار کرتا
ہے تو اُس نور کو مدد دینے والے الہام اُسکو ہوتے رہتے ہین یعنے خدا تعالیٰ اُس کے دلی نور
کو جو تخم کی طرح اُس کے دل مین موجود ہے اپنے الہامات خاصہ سے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اُسکے
روشن مکاشفات کی آگ کو افروختہ کر دیتا ہے تب وہ اپنے چمکتے ہوئے نور کو دیکھ کر اور

اُس کے افاضہ اور استفاضہ کی خاصیت کو آزما کر پورے یقین سے سمجھ لیتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کی نورانیت مجھ میں بھی موجود ہے اور آسمان کے وسیع اور بلند اور پر کواکب ہونے کے موافق میرے سینہ میں انشراح صدر اور عالی ہمتی اور دل اور دماغ میں وغیرہ روشن قویٰ کا موجود ہی جو ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں تب اُسی اسباب کی سمجھنے کیلئے اور کسی خارجی ثبوت کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اسکی اندر ہی ایک کامل ثبوتکا چشمہ ہر وقت جوش مارتا ہے اور اس کے پیاسے دل کو سیراب کرتا رہتا ہے اور اگر یہ سوال پیش ہو کر سلوک کے طور پر کیونکر ان نفسانی خواص کا مشاہدہ ہو سکے تو اس کے جواب میں اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا یعنے جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور بکلّی رذایل اور اخلاق ذمیمہ سے دست بردار ہو کر خدا تعالےٰ کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈالدیا وہ اُس مراد کو پہنچے گا اور اپنا نفس اُس کو عالم صغیر کیطرح کمالات متفرقہ کا مجمع نظر آئیگا لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا بلکہ بیجا خواہشوں کے اندر گاڑدیا وہ اس مطلب کے پانے سے نامراد رہیگا ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ بلاشبہ نفس انسان میں وہ متفرق کمالات موجود ہیں جو تمام عالم میں پائے جاتے ہیں اور اُن پر یقین لانے کے لئے یہ ایک سیدھی راہ ہے کہ انسان حسب منشاء قانون الٰہی تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہو کیونکہ تزکیہ نفس کی حالتیں نہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کے طور پر ان کمالات مخفیہ کی سچائی کھل جائیگی پھر بعد اس کے اللہ جلّ شانہ ایک مثال کے طور پر ثمود کی قوم کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ اُنہوں نے بباعث اپنے جبلّی سرکشی کے اپنے وقت کے نبی کو جھٹلایا اور اُس تکذیب کے لئے ایک بڑا بدبخت اُنمیں سے پیش قدم ہوا اُس وقت کے رسول نے اُنہیں نصیحت کے طور پر کہا کہ ناقۃ اللہ یعنے خدا تعالےٰ کی اونٹنی اور اُس کے پانی پینے کی جگہ کا تعرض مت کرو۔ مگر اُنہوں نے نہ مانا اور اُونٹنی کے پاؤں کاٹے سو اس جرم کی شامت سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر موت کی مار ڈالی اور اُنہیں خاک سے ملا دیا اور خدا تعالیٰ نے اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ اُنکے مرنے کے بعد اُن کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں اور بیکس عیال کا کیا حال ہوگا یہ ایک نہایت لطیف مثال ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کے نفس کو ناقۃ اللہ سے مشابہت دینے کے لئے اس جگہ لکھی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کا نفس بھی درحقیقت اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دیوے اسکی فنافی اللہ ہونیکی حالتوں میں خدا تعالیٰ اپنی پاک تجلّی کے ساتھ اُس پر سوار ہو جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے سو نفس پرست لوگوں

کو ہمیشہ سے سوکھ پھیر رہے ہین تہدید اور انداز کے طور پر فرمایا کہ تم لوگ بھی قوم ثمود کی طرح ناقۃ اللہ کا سقیا پینے اُس کے پانی پینے کی جگہ جو یاد الٰہی اور معارف الٰہی کا چشمہ ہے جس پر اس ناقہ کی زندگی موقوف ہے اُس پر بند کر رہے ہو اور نہ صرف بند بلکہ اُس کے پَیر کاٹنے کی فکر مین ہو تا وہ خدا تعالٰی کی راہون پر چلنے سے بالکل رہ جائے سو اگر تم اپنی خیر مانگتے ہو تو زندگی کا پانی اُس پر بندمت کرو اور اپنی بے جا خواہشون کے تیر و تبر سے اُس کے پَیر مت کاٹو اگر تم ایسا کرو گے اور وہ ناقہ جو خدا تعالٰی کی سواری کے لئے تم کو دی گئی ہے مجروح ہو کر مر جائیگی تو تم بالکل نکمے اور خشک لکڑی کی طرح متصور ہو کر کاٹ دیئے جاؤ گے اور پھر آگ مین ڈالے جاؤ گے اور تمہارے مرنے کے بعد خدا تعالٰی تمہارے پس ماندون پر ہرگز رحم نہین کریگا۔ بلکہ تمہاری معصیت اور بدکاری کا وبال انکے بھی آگے آئیگا اور نہ صرف تم اپنے شامت اعمال سے مرو گے بلکہ اپنے عیال و اطفال کو بھی اسی تباہی مین ڈالو گے۔

ان آیات بینات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ خداوند کریم نے انسان کو سب مخلوقات سے بہتر اور افضل بنایا ہے اور ملائک اور کواکب اور عناصر وغیرہ جو بیچ انسان مین اور خدا تعالٰی مین بطور وسائط کے دخیل ہو کر کام کر رہے ہین وہ ان کا درمیانی واسطہ ہونا انکی افضیلت پر دلالت نہین کرتا اور وہ اپنے درمیانی ہونیکی وجہ سے انسان کو کوئی عزت نہین بخشتے بلکہ خود انکو عزت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ایسی شریف مخلوق کی خدمت مین لگائے گئے ہین سو درحقیقت وہ تمام خادم ہین نہ مخدوم اور اسبارہ مین حضرت سعدی شیرازی رحمتہ اللہ نے کیا اچھا کہا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
این ہمہ از بہر تو سر گشتہ و فرمان بردار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اور پھر ہم بقیہ تقریر کی طرف عود کر کے کہتے ہین کہ ملائک اللہ جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین ایک ہی درجہ کی عظمت اور بزرگی نہین رکھتے نہ ایک ہی قسم کا کام انہین سپرد ہے بلکہ ہر یک فرشتہ علیحدہ علیحدہ کامون کے انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے دنیا مین جس قدر تم تغیرات و انقلابات دیکھتے ہو یا جو کچھ کمن قوۃ سے حیز فعل مین آتا ہے یا جس

قدر ارواح و اجسام اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتے ہیں ان سب پر تاثیرات سماویہ کام کر رہی ہیں یا کبھی ایک ہی فرشتہ مختلف طور کی استعدادوں پر مختلف طور کے اثر ڈالتا ہے مثلاً جبرائیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے اسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں انہیں خدمات کیموافق جو اس کے نیّر سے لئے جاتے ہیں سو وہ فرشتہ اگرچہ ہریک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الہی سے مشرف کیا گیا ہو (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہئے)

لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کی لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے نہایت بڑا دائرہ اسکی روحانی تاثیرات کا وہ دائرہ ہے جو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے متعلق ہے اسی وجہ سے جو معارف و حقایق و کمالات حکمت و بلاغت قرآن شریف میں اکمل اور اتم طور پر پائے جاتے ہیں یہ عظیم الشان مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے (جیسا کہ پہلے بھی ہم اسکی طرف اشارہ کر چکے ہیں) کہ ہریک فرشتہ کی تاثیر انسان کے نفس پر دو قسم کی ہوتی ہے اول وہ تاثیر جو رحم میں ہونے کی حالتوں میں باذنہٖ تعالیٰ مختلف طور کے تخم پر مختلف طور کا اثر ڈالتی ہے پھر دوسری وہ تاثیر جو بعد طیاری وجود کے اس وجود کی مخفی استعدادوں کو اپنے کمالات ممکنہ تک پہونچانیکے لئے کام کرتی ہے اس دوسری تاثیر کو جب وہ نبی یا کامل ولی کے متعلق ہو وحی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یوں ہوتا ہے کہ جب ایک مستعد نفس اپنے نور ایمان اور نور محبت کے کمال سے مبدء فیوض کے ساتھ دوستانہ تعلق پکڑ لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی زندگی بخش محبت اس کی محبت پر پرتو انداز ہو جاتی ہے تو اس حد اور اس وقت تک جو کچھ انسان کو آگے قدم رکھنے کے لئے مقدور حاصل ہوتا ہے یہ در اصل اس پہلی تاثیر کا اثر ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے فرشتہ نے انسان کی رحم میں ہونے کی حالتوں کی ہوتی ہے پھر بعد اس کے جب انسان اس پہلی تاثیر کی کشش سے یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہی فرشتہ از سر نو اپنا اثر نور سے بھرا ہوا اس پر ڈالتا ہے مگر یہ نہیں کہ اپنی طرف سے بلکہ وہ درمیانی خادم ہونیکی وجہ سے اس نالی کی طرح جو ایک طرف سے پانی کو کھینچتی اور دوسری طرف اس پانی کو پہنچا دیتی ہے خدا تعالیٰ کا نور فیض اپنے اندر کھینچ لیتا ہے پھر عین اس وقت میں کہ جب انسان بوجہ اقتران نسبتین روح القدس کی نالی کے قریب اپنے تئیں رکھ دیتا ہے معاً اس نالی

مین سے فیض وحی اُس کے اندر گر جاتا ہے یا یون کہو کہ اسوقت جبرئیل اپنا نورانی سایہ اُس مستعد
دل پر ڈالکر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر رکھہ دیتا ہے تب جیسے اُس فرشتہ کا جو آسمان
پر مستقر ہے جبرئیل نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بھی جبریل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح
القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے سو یہ نہین کہ فرشتہ انسان کے
اندر گھس آتا ہے بلکہ اُس کا عکس انسان کے آئینہ قلب مین نمودار ہو جاتا ہے مثلاً جب تم نہایت
مصفی آئینہ اپنے مونہہ کے سامنے رکھو گے تو موافق دائرہ مقدار اُس آئینہ کے تمہاری شکل کا
عکس بلا توقف اُسمین پڑیگا یہ نہین کہ تمہارا مونہہ اور تمہارا سر گردن سے ٹوٹ کر اور الگ
ہو کر آئینہ مین رکھہ دیا جائیگا۔ بلکہ اُس جگہ پر جہان رہنا چاہیئے صرف اُس کا عکس پڑیگا اور عکس بھی
ہر یک جگہ ایک ہی مقدار پر نہین پڑے گا بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہوگی اُسی مقدار
کے موافق اثر پڑیگا مثلاً اگر تم اپنا چہرہ آرسی کے شیشہ مین دیکھنا چاہو کہ جو ایک چھوٹا سا شیشہ
ایک قسم کی انگشتری مین لگا ہوا ہوتا ہے تو اگرچہ اُسمین بھی تمام چہرہ نظر آئیگا مگر ہر یک عضو اپنی اصلی
مقدار سے نہایت چھوٹا ہو کر نظر آئیگا لیکن اگر تم اپنے چہرہ کو ایک بڑے آئینہ مین دیکھنا چاہو جو
تمہاری شکل کے پورے انعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضا چہرہ
کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائینگے پس یہی مثال جبریل کے تاثیرات کی ہے ادنی سے ادنیٰ
مرتبہ کے ولی پر جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
دل پر بھی وہی جبریل تاثیر وحی کی ڈالتا رہا ہے لیکن ان دونون وحیون مین وہی فرق مذکورہ بالا آرسی
کے شیشے اور بڑے آئینہ کا ہے یعنے اگرچہ بظاہر صورت جبریل وہی ہے اور اسکی تاثیرات بھی
وہی مگر ہر یک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہین اور یہ جو اس جگہ مین
نے صفائی کا لفظ بھی لکھدیا تو یہ اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ جبریلی تاثیرات کا اختلاف صرف
کمیت کے ہی متعلق نہین بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے یعنے صفائی قلب جو شرط انعکاس ہے
تمام افراد ملہمین کے ایک ہی مرتبہ تک پر کبھی نہین ہوتے جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک
ہی درجہ کی صفائی ہرگز نہین رکھتے بعض آئینے ایسے اعلی درجہ کے آبدار اور مصفی ہوتے ہین
کہ پورے طور پر جیسا کہ چاہیئے دیکھنے والے کی شکل ان مین ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض ایسے
کثیف اور مکدر اور پر غبار اور دود آمیز جیسے ہوتے ہین کہ صاف طور پر اُنہین شکل نظر نہین آتی
بلکہ بعض ایسے بگڑے ہوئے ہوتے ہین کہ اگر مثلاً اُن مین دونون لب نظر آوین تو ناک دکھائی

نہیں دیتا اور اگر ناک نظر آ گیا تو آنکھیں نظر نہیں آتیں سو یہی حالت دلوں کے آئینہ کی ہے جو نہایت درجہ کا مصفیٰ دل ہے مصفا طور پر انعکاس ہوتا ہے اور کسیقدر مکدر ہے اُسمیں اُسی قدر مکدر دکھائی دیتا ہے اور اکمل اور اتم طور پر یہ صفائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو حاصل ہے ایسی صفائی کسی دوسرے دل کو ہرگز حاصل نہیں۔

اس جگہ اس نکتہ کا بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ خدائے تعالیٰ جو علت العلل ہے جس کے وجود کے ساتھ تمام وجودوں کا سلسلہ وابستہ ہے جب وہ کبھی مربیانہ یا قاہرانہ طور پر کوئی جنبش اور حرکت ارادی کسی امر کے پیدا کرنے کے لئے کرتا ہے تو وہ حرکت اگر اتم اور اکمل طور پر ہو تو جمیع موجودات کی حرکت کو مستلزم ہوتی ہے اور اگر بعض شیون کے لحاظ سے یعنے جزئی حرکت ہو تو اُسی کے موافق عالم کے بعض اجزا میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائے عزوجل کے ساتھ اسکی تمام مخلوقات اور جمیع عالموں کا جو علاقہ ہے وہ اُس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضا روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرف روح جھکتی ہے اُسی طرف وہ جھک جاتے ہیں یہی نسبت خدا تعالیٰ اور اُسکی مخلوقات میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ میں صاحب فصوص کی طرح حضرت واجب الوجود کی نسبت یہ تو نہیں کہتا کہ خلق الاشیاء وھو عینھا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خلق الاشیاء وھو کعینھا۔ ھٰذا العالم کصرح ممرّد من قواریر وماء الطاقت العظمٰی یجری تحتھا ولعقل مایرید یخیل فی عیون قاصرۃ کانھا ھو یحسبون الشمس والقمر والنجوم موثرات بنفسھا ولا موثر الّا ھو۔

حکیم مطلق نے میرے پر یہ راز سربستہ کھولدیا ہے کہ یہ تمام عالم معہ اپنی جمیع اجزاء کے اُس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اُس کے اعضاء کی طرح واقع ہے جو خود بخود قایم نہیں بلکہ ہر وقت اُس روح اعظم سے قوت پاتا ہے جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہیں اور یہ عالم جو اُس وجود اعظم کے لئے قائم مقام اعضا کا ہے بعض چیزیں اُس میں ایسی ہیں کہ گویا اُس کے چہرہ کا نور ہیں جو ظاہری یا باطنی طور پر اُس کے ارادوں کے موافق روشنی کا کام دیتے ہیں اور بعض ایسی چیزیں ہیں کہ گویا اُس کے ہاتھ ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ گویا اُس کے پیر ہیں اور بعض اُس کے سانس کی طرح ہیں غرض یہ مجموعہ عالم خدا تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام کے واقعہ ہے اور تمام آب

وتاب اُس اندام کی اور ساری زندگی اُسکی اُسی سوح اعظم سے ہے جو اُسکی قیوم ہے اور جو کچھ اُس قیوم کی ذات میں ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اُس اندام کے کل اعضا یا بعض میں جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کیلئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہین کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جسکے بیشمار ہاتھ بیشمار پیر اور ہر یک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کیطرح اُس وجود اعظم کی تارین بھی ہین جو صفحہ ہستی کے تمام کنارون تک پھیل رہی ہین اور کشش کا کام دے رہی ہین یہ وہی اعضا ہین جنکا دوسرے لفظون مین عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کریگا تو اُسکی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضا مین حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادون کو اُنہین اعضا کے ذریعہ سے ظہور مین لائیگا نہ کسی اور طرح سے پس یہی ایک عام فہم مثال اُس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر یک جزو خدا تعالیٰ کے ارادون کی تابع اور اُس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ مین ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اُس کے ارادون کی راہ مین محو ہو رہی ہے۔ اور یہ اطاعت اُس قسم کی ہرگز نہین ہے جسکی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر یک چیز کو خدا تعالیٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ ایسا بالطبع اُسکی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضا اُس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہین پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ تمام عالم اُس وجود اعظم کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العالمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہر یک ارادہ اُس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی دینی ہے یا دنیوی اسی مخلوقات کے توسط سے ظہور پذیر ہوتا ہے اور کوئی ایسا ارادہ نہین کہ بغیر ان وسائط کے زمین پر ظاہر ہوتا ہو یہی قدیمی قانون قدرت ہے کہ جو ابتدا سے بندھا ہوا چلا آتا ہے مگر اُن لوگون کی سمجھ پر سخت تعجب ہے کہ وہ ظاہری بارش ہونیکے لئے جو بادلون کے ذریعہ سے زمین پر ہوتی ہے بخارات مائیہ کا توسط ضروری خیال کرتے ہین اور خود بخود قدرت سے بغیر بادل کے بارش ہو جانا محال سمجھتے ہین لیکن الہام کی بارش کے لئے جو صاف دلون پر ہوتی ہے ملایک کے بادلون کا توسط جو عند الشرع ضروری ہے اُسے جہالت کی نظر سے

سنتے ہین اور کہتے ہین کہ کیا خدا تعالیٰ بغیر ملایک کے توسط کے خود بخود الہام نہین کر سکتا
تہا وہ اس بات کے قایل ہین کہ بغیر توسط ہوا کے آواز سُن لینا خلاف قانون قدرت ہے مگر وہ
ہوا جو روحانی طور پر خدا تعالیٰ کی آواز کو ملہمون کے دلون تک پہنچاتی ہے اُس قانون قدرت
سے غافل ہین وہ اس بات کو مانتے ہین کہ ظاہری آنکھون کی بصارت کے لئے آفتاب کی
روشنی کی ضرورت ہے مگر وہ روحانی آنکھون کے لئے کسی آسمانی روشنی کی ضرورت یقین
نہین رکہتے۔

اب جبکہ یہ قانون الٰہی معلوم ہو چکا کہ یہ عالم اپنے جمیع قویٰ ظاہری و باطنی کیساتھ
حضرت واجب الوجود کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور ہر یک چیز اپنے اپنے محل اور
موقعہ پر اعضا ہی کا کام دے رہی ہے اور ہر یک ارادہ خدا تعالیٰ کا انہین اعضا کے
ذریعہ سے ظہور مین آتا ہے کوئی ارادہ بغیر ان کی توسط کے ظہور مین نہین آتا تو اب جاننا چاہیے
کہ خدا تعالیٰ کے وحی مین جو پاک دلون پر نازل ہوتی ہے جبریل کا تعلق جو شریعت اسلام
مین ایک ضروری مسئلہ سمجہا گیا اور قبول کیا گیا ہے یہ تعلق بہی اسی فلسفہ حقہ پر ہی مبنی
ہے جسکا ابہی ہم ذکر کر چکے ہین۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حسب قانون قدرت مذکورہ بالا یہ
امر ضروری ہے کہ وحی کے القا یا ملکہ وحی کے عطا کرنیکے لئے بہی کوئی مخلوق خدا تعالیٰ کے
الہامی اور روحانی ارادہ کو بمنصہ ظہور لانے کے لئے ایک عضو کیطرح بنکر خدمت بجا
لاوے جیسا کہ جسمانی ارادون کے پورا کرنے کے لئے بجا لا رہے ہین سو وہی عضو ہی
جسکو دوسرے لفظون مین **جبریل** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو بہ تبعیت حرکت
اُس وجود اعظم کے سچ مچ ایک عضو کی طرح بلا توقف حرکت مین آجاتا ہے یعنے جب خدا تعالیٰ
محبت کرنے والے دل کی طرف محبت کے ساتہ رجوع کرتا ہے تو حسب قاعدہ مذکورہ بالا جسکا
ابہی بیان ہو چکا ہے جبریل کو بہی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور کیطرح خدا تعالیٰ سے نسبت
رکہتا ہے اُس طرف ساتہ ہی حرکت کرنی پڑتی ہے یا یون کہو کہ خدا تعالیٰ کی جنبش کیساتھ
ہی وہ بہی بلا اختیار و بلا ارادہ اسی طور سے جنبش مین آجاتا ہے کہ جیسا اصل کی جنبش سے سایہ کا
ہلنا طبعی طور پر ضروری امر ہے پس جب جبریلی نور خدا تعالیٰ کی کشش اور تحریک اور نفخ نورانی
سے جنبش مین آجاتا ہے تو معاً اس کی ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے ہی نام سے موسوم
کرنا چاہیئے محبت صادق کے دل مین منقش ہو جاتی ہے اور اسکی محبت صادقہ کا ایک عرض

لازم ٹھہر جاتی ہے تب یہ قوۃ خداء تعالیٰ کے آواز سُننے کے لئے کان کا فائدہ بخشتی ہے
اور اُس کے عجائبات کے دیکھنے کے لئے آنکھون کی قایم مقام ہو جاتی ہے اور اُس کے الہامات
زبان پر جاری ہونیکے لئے ایک ایسی محرک حرارت کا کام دیتی ہے جو زبان کے پہیہ کو زور کے
ساتھ الہامی خط پر چلاتی ہے اور جب تک یہ قوت پیدا نہ ہو اُسوقت تک انسان کا دل اندھے
کیطرح ہوتا ہے اور زبان اُس ریل کی گاڑی کی طرح ہوتی ہے جو چلنے والے انجن سے الگ
پڑی ہو لیکن یاد رہے کہ یہ قوت جو روح القدس سے موسوم ہے ہر یک دل مین یکسان برابر
پیدا نہین ہوتی بلکہ جیسے انسان کی محبت کامل یا ناقص طور پر ہوتی ہے اُسی اندازہ کیموافق
یہ جبریلی نور اُس پر اثر ڈالتا ہے ۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ روح القدس کی قوت جو دونون محبتون کے ملنے سی
انسان کے دلمین جبریلی نور کے پرتوہ سے پیدا ہو جاتی ہے اُس کے وجود کے لئے یہ امر لازم
نہین کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ کا پاک کلام سُنتا ہی رہے یا کشفی طور پر کچھ دیکھتا ہی رہے
بلکہ یہ تو انوار سماویہ کے پانے کے لئے اسباب قریبہ کیطرح ہے یا یون کہو کہ یہ ایک
روحانی روشنی روحانی آنکھون کے دیکھنے کے لئے یا ایک روحانی ہوا روحانی کانون
تک آواز پہونچانے کے لئے منجانب اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک کوئی چیز سامنے
موجود نہ ہو تو مجرد روشنی کچھ دکھا نہین سکتی اور جب تک متکلم کے موہنہ سے کلام نہ نکلے
مجرد ہوا کانون تک کوئی خبر نہین پہونچا سکتی سو یہ روشنی یا یہ ہوا روحانی حواس کے لئے محض
ایک آسمانی موید عطا کیا جاتا ہے جیسے ظاہری آنکھون کے لئے آفتاب کی روشنی اور ظاہری
کانون کے لئے ہوا کا ذریعہ مقرر کیا گیا ہے اور جب باریتعالیٰ کا ارادہ اس طرف متوجہ ہوتا ہے
کہ اپنا کلام اپنے کسی ملہم کے دل تک پہنچاوے تو اُسکی اس متکلمانہ حرکت سے معاً جبریلی
نور مین القا کے لئے ایک روشنی کیموج یا ہوا کیموج یا ملہم کی تحریک لسان کے لئے ایک حرارت
کی موج پیدا ہو جاتی ہے اور اُس تموج یا اُس حرارت سے بلاتوقف وہ کلام ملہم کی آنکھون کے
سامنے لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے یا کانون تک اُسکی آواز پہنچتی ہے یا زبان پر وہ الہامی الفاظ
جاری ہوتے ہین اور روحانی حواس اور روحانی روشنی جو قبل از الہام ایک قوت کی طرح
ملتی ہے یہ دونون قوتین اس لئے عطا کیجاتی ہین کہ تا قبل از نزول الہام الہام کے قبول
کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے کیونکہ اگر الہام ایسی حالت مین نازل کیا جاتا کہ ملہم کا دل

حواس روحانی سے محروم ہوتا یا روح القدس کی روشنی دل کی آنکھہ کو پہنچی نہ ہوتی تو وہ الہام الہی کو کن آنکھون کی پاک روشنی سے دیکھہ سکتا سو اسی ضرورت کی وجہ سے یہ دونون پہلے ہی سے ملہمین کو عطا کی گئین اور اس تحقیق سے یہ بھی ناظرین سمجھہ لین گے کہ وحی کے متعلق جبرئیل کے تین کام ہین۔

اوّل یہ کہ جب رحم مین ایسے شخص کے وجود کے لئے نطفہ پڑتا ہے جسکی فطرت کو اللہ جل شانہٗ اپنی رحمانیت کے تقاضا سے جس مین انسان کے عمل کو کچھہ دخل نہین ملہمانہ فطرت بنانا چاہتا ہے تو اُس پر اُسی نطفہ ہونیکی حالتمین جبرئیلی نور کا سایہ ڈال دیتا ہے تب ایسے شخص کی فطرت منجانب اللہ الہامی خاصیت پیدا کر لیتی ہے اور الہامی حواس اُسکو مل جاتے ہین۔

پھر دوسرا[۲] کام جبرئیل کا یہ ہے کہ جب بندہ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے زیر سایہ آپڑتی ہے تو خدا تعالیٰ کی مربیانہ حرکت کی وجہ سے جبرئیلی نور مین بھی ایک حرکت پیدا ہو کر محب صادق کے دل پر وہ نور جا پڑتا ہے یعنے اُس نور کا عکس محب صادق کے دل پر پڑ کر ایک عکسی تصویر جبرئیل کی اُسمین پیدا ہو جاتی ہے جو ایک روشنی یا ہوا یا گرمی کا کام دیتی ہے اور بطور ملکۃ الہامیہ کے ملہم کے اندر رہتی ہے ایک سرا اسکا جبرئیل کے نور مین غرق ہوتا ہے اور دوسرا ملہم کے دل کے اندر داخل ہو جاتا ہے جسکو دوسرے لفظون مین روح القدس یا اُسکی تصویر کہہ سکتے ہین۔

تیسرا[۳] کام جبرئیل کا یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کیطرف سے کسی کلام کا ظہور ہو تو ہوا کیطرح موج مین آکر اس کلام کو دل کے کانون تک پہنچا دیتا ہے یا روشنی کے پیرایہ مین افروختہ ہو کر اُسکو نظر کے سامنے کر دیتا ہے یا حرارت محرکہ کے پیرایہ مین تیزی پیدا کر کے زبان کو الہامی الفاظ کی طرف چلاتا ہے۔

اس جگہ مین اُن لوگون کا وہم بھی دور کرنا چاہتا ہون جو ان شکوک اور شبہات مین مبتلا ہین جو اولیا اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگون کی نسبت کیا خصوصیت ہو سکتی ہے کیونکہ اگر نبیون اور ولیون پر امور غیبیہ کھلتے ہین تو دوسرے لوگون پر بھی کبھی کبھی کھلجاتی ہین بلکہ بعض فاسقون اور غایت درجہ کے بدکارون کو بھی سچی خوابین آجاتی ہین بلکہ بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہین کہ آخر وہ سچے نکلتے ہین پس جبکہ اُن لوگون کے ساتھہ جو اپنے تئین نبی یا کسی اور خاص درجہ کے آدمی تصور کرتے ہین ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہین جو بدچلنیون اور بدمعاشیون مین چھٹے ہوئے

اور شہرۂ آفاق ہین تو نبیون اور ولیون کی کیا فضیلت باقی رہی سو مین اس کے جواب مین کہتا
ہون کہ در حقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکہتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے
اور جبریلی نور کا پہیلا لیسوان حصہ تمام جہان مین پہیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور
فاجر اور پہلے درجہ کا بدکار بہی باہر نہین بلکہ مین یہانتک مانتا ہون کہ تجربہ مین آچکا ہے
کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریون کے گروہ مین سے ہے جسکی
تمام جوانی بدکاری مین ہی گذری ہے کبہی سچی خواب دیکہہ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے
کہ ایسی عورت کبہی ایسی رات مین بہی کہ جب وہ بادہ بسر و آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے
کوئی خواب دیکہہ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے مگر یاد رکہنا چاہیئے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تہا کیونکہ
جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اسکا ہیڈکوارٹر ہے تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد انکی اثر ڈال
رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا مین ایسا نہین کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت
وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنیٰ سی ادنیٰ سرشت مین بہی ہے اس صورت مین نہایت ضروری
تہا کہ تمام بنی آدم پر یہانتک کہ انکے مجانین پر بہی کسیقدر جبریل کا اثر ہوتا اور فی الواقعہ ہے بہی
کیونکہ مجانین بہی جنکو عوام الناس مجذوب کہتے ہین اپنے بعض حالات مین بوجہ اپنے ایک طور کے
انقطاع کے جبریلی نور کے نیچے جا پڑتے ہین تو کچہہ کچہہ انکی باطنی آنکہون پر اس نور کی روشنی
پڑتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے تصرفات خفیہ کو کچہہ کچہہ دیکہنے لگتی ہے مگر ایسی خوابون یا ایسے مکاشفات
سے نبوت اور ولایت کو کچہہ صدمہ نہین پہونچتا اور انکی شان بلند مین کچہہ بہی فرق نہین آتا اور
کوئی التباس حیران کرنے والا واقعہ نہین ہوتا کیونکہ درمیان مین ایسا فرق بین ہے کہ جو بدیہی
طور پر ہر یک سلیم العقل سمجہہ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواص اور عام کی خوابین اور مکاشفات اپنی
کیفیت اور کمیت اتصالی و انفصالی مین ہرگز برابر نہین ہین جو لوگ خدا تعالیٰ کے خاص بندے
ہین وہ خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہین دنیا ان نعمتون مین جو انہین عطا
کیجاتی ہین صرف ایسے طور کی شریک ہے جیسے شاہ وقت کے خزانہ کے ساتہ ایک گدا دریوزہ
گر ایک درم کے حاصل رکہنے کیوجہ سے شریک خیال کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اس ادنیٰ مشارکت
کیوجہ سے نہ بادشاہ کی شان مین کچہہ شکست آسکتی ہے اور نہ اس گدا کی کچہہ شان بڑہ سکتی ہے
اور اگر ذرہ غور کرکے دیکہو تو یہ ذرہ مثال مشارکت ایک کرم شب تاب بہی جسکو پٹ بیجنا یا
جگنو بہی کہتے ہین آفتاب کے ساتہ رکہتا ہے تو کیا وہ اس مشارکت کیوجہ سے آفتاب کی عزت

مین سے کوئی حصہ لیسکتا ہے سو جاننا چاہیئے کہ درحقیقت تمام فضیلتین باعتبار اعلیٰ درجہ کی کمال کے جو کمیت اور کیفیت کے رو سے حاصل ہو پیدا ہوتی ہین یہ نہین کہ ایک حرف کی شناخت سے ایک شخص فاضل اجل کا ہم پایہ ہو جائیگا یا اتفاقاً ایک مصرعہ بن جانے سے بڑے شاعروں کا ہم پلہ کہلائیگا۔ ذرہ مثال شراکت سے کوئی نوع حکمت یا حکومت کے خالی نہین اگر ایک بادشاہ سارے جہان کی حکومت کرتا ہی تو ایسا ہی ایک مزدور آدمی اپنی جھونپڑی مین اپنی بچون اور اپنی بیوی پر حاکم ہی۔ رہی یہ بات کہ خدا تعالیٰ نے نیک بختون اور بدبختیون مین مشارکت کیون رکھی اور تخم کے طور پر غافلین کے گروہ کو نعمت غیبی کا کیون حصہ دیا اس کا جواب یہ ہی کہ الزام اور اتمام حجت کیلئے تا اس تخمی شراکت کیوجہ سے ہر یک منکر کاملون کی حالت کا گواہ ہو جائے کیونکہ جبکہ وہ اپنی چھوٹے سے دائرہ استعداد مین کچھ نمونہ اُن باتون کا دیکھتا ہے جو اُن کاملون کی زبان سے سُنتا ہے پس اس تھوڑی سی جھلک کیوجہ سے اس کے لئے یہ ممکن نہین کہ اپنی سچی دلسے اُن الہامی امور کو بکلی غیر ممکن سمجھے سو وہ اس روحانی خاصیت کا ایک ذرا سا نمونہ اپنے اندر رکھنے کیوجہ سے خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہی جسکے رو سے بحالت انکار وہ پکڑا جائیگا جیسا کہ آجکل کے آریہ خیال کر رہے ہین کہ خدا تعالیٰ نے چارون ویدون کو نازل کر کے پھر یک لخت ہمیشہ کیلئے الہام کی صف کو لپیٹ دیا ہی۔ مگر خدا تعالیٰ کا قانون قدرت انہین ملزم کرتا ہے جبکہ وہ بچشم خود دیکھتے ہین کہ یہ سلسلہ انکشافات غیبیہ کا ابتک جاری ہی اور انہین سے فاسق آدمی بھی کبھی کبھی سچی خوابین دیکھ لیتے ہین پس ظاہر ہے کہ وہ خدا جسنے اپنا روحانی فیض نازل کرنیسے اس زمانہ کے فاسقون اور دنیا پرستون کو بھی محروم نہین رکھا اور سانپ بھی باوجود فقدان کامل مناسبت کے کبھی کبھی رشحات فیض نازل کرتا ہے تو اپنی نیک بندون پر جو اسکی مرضی پر چلین اور اکمل اور اتم طور پر اس سے مناسبت رکھین کیا کچھ نازل کرتا نہین ہوگا اور ایک بھید اس تخمی مشارکت مین یہ ہی کہ تا ہر یک شخص کو وہ کیسا ہی فاسق اور بدکار یا کافر خونخوار ہو اس مشارکت پر غور کرنیسے سمجھ لیوے کہ خدا تعالیٰ نے اسے ہلاک کرنیکے لئے پیدا نہین کیا بلکہ اُس نے اُس کے اندر ترقی کی راہ رکھی ہی اور اُسکو بھی تخم کیطور پر ایک نمونہ دیا ہے جسمین وہ آگے قدم بڑھا سکتا ہی اور منتظر تا خدا تعالیٰ کی خوان نعمت سے محروم نہین ہین ہان اگر آپ بے راہی اختیار کر کے اُس نور کو جو اُس کے اندر رکھا گیا ہی غیر مستعمل چھوڑ کر آپ محروم بنجاتی اور اُن طبعی طریقون کو جو نجات پانے کے طریق ہین دیدہ و دانستہ چھوڑ دیوے تو یہ خود اسی کا ساختہ پرداختہ ہے جس کا بد نتیجہ اُسے بھگتنا پڑے گا۔

یاد دہانی

جو کچھہ ہمنے رسالہ فتح اسلام مین الٰہی کارخانہ کے بارے مین جو خداوند عزوجل کیطرف سے ہمارے سپرد ہوا ہے پانچ شاخون کا ذکر کرکے دینی مخلصون اور اسلامی ہمدردون کی ضرورت امداد کے لئے لکھا ہی اُسکی طرف ہماری بااخلاص اور پرجوش بھائیون کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے کہ تا یہ سب کام باحسن طریق شروع ہوجائین ؂

(الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور)

اطلاع بخدمت علمأ اسلام

جو کچھہ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارے مین لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالون مین درج ہے یعنے فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام مین پس مناسب ہی کہ جبتک کوئی صاحب ان تینون رسالون کو غور سے نہ دیکھہ لین تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنیکے لئے جلدی نہ کرین - والسّلام علیٰ من اتبع الہدٰی ؂

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد

التماس ہماری غلطی کی فہرست [illegible] رسالہ فتح اسلام کے صفحہ ۳۹ و ۴۰ [illegible] ناظرین [illegible]

[illegible]

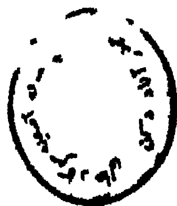
خاکسار شیخ نور احمد مالک مطبع [illegible] امرتسر ۱۰ اگست [illegible]

بقلم شیخ ظہور احمد کاتب ۱۰ اگست ۱۸۹۱ع

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سراج منیر ۱۳۱۴ھ

مشتمل بر نشانہائی ربّ قدیر



قادیان دار الامن والامان
مئی ۱۸۹۷ء

ایک مبارک تجویز

براہین احمدیہ مصنفہ حضرت امام صادق حجۃ اللہ المسیح الموعود والمہدی المسعود
کی اشد ضرورت معلوم کرکے میرے بعض دوست تجویز فرماتے ہیں کہ یہ مبارک کتاب
دوبارہ چھپوائی جائے اسطورپر کہ جو برادران طریقت ایک یا زیادہ نسخہ لینا چاہیں وہ اپنے
نام نامی سے خاکسار کو اطلاع دیں۔ دو سو نام کے رجسٹر ہونے پر یہ کتاب چھپوائی جائیگی
ہر ایک بھائی کو بطور چندہ مبلغ آٹھ روپے فی نسخہ کے حساب میں میرے دوبارہ لکھنے پر
بھیجنے ہونگے۔ خریداروں کی تعداد بڑھنے پر رقم چندہ کم بھی ہو سکتی ہے۔ جسقدر نسخے
طبع ہونگے ان میں سے خریداروں کو دیکر باقی کل جلدیں حضرت اقدس امام ہمام کے
کتب خانہ میں داخل کی جاوینگی اس معاملہ میں خط وکتابت خاکسار سے ہونی چاہئے۔

نیز رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ لاہور

آخر مئی سنہ ۱۸۹۷ء تک شائع ہو جائیگی اس میں حضرت اقدس امام کامل کی معجز نما تقریر دلپذیر
کے علاوہ جسے منکر غیر مذاہب بالاتفاق صداقت اسلام کے معترف ہوکر وہ تقریریں بھی
درج ہیں جو اس جلسہ میں دیگر علماء اسلام و وکلائے مذاہب دیگر نے کہیں۔

قیمت ایک روپیہ بلا محصول ڈاک بھیجنے پر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل حبی فی اللہ
خواجہ **غلام محی الدین** صاحب تاجر پشمینہ محلہ چہل بیبیان
لاہور سے رپورٹ مل سکتی ہے۔

خاکسار خواجہ کمال الدین بی اے پروفیسر

اسلامیہ کالج لاہور یکم مئی سنہ ۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بنگر ای قوم نشان ہائی خداوند قدیر
رو بدو آر کہ گر او بپذیرد روا فت
چون بتابی سر خود زان ملک ارض و سما
قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب
قدسیان جملہ بلرزند ازان ہیبت پاک
جنت و دوزخ سوزندہ ازو مے لرزند
چند این جنگ و جدل ہا بخدا خواہی کرد
من اگر در نظرِ یار مقامے دارم
لعنت آن است کہ از سوی خدامی بارد
ای بہادر رہ دین است رہے بس دشوار
تو ہلاکی اگر از کبر بتابی سر خویش
آن خدائے کہ از و خلق و جہان بیخبر اند

چشم بکشا کہ بر چشم نشانے است کبیر
ورنہ این روئی سیہ ہست بتر از خنزیر
گر بگیرد ز غضب پس چہ پناہ ست و ظہیر
ہمہ در قبضۂ آن یار عزیز اند اسیر
انبیا را دل و جان خون و الم دامنگیر
تو چہ چیزی چہ ترا مرتبہ اسے کرم حقیر
توبہ کن توبہ مگر در گذرد از تقصیر
پس چہ نقصان زنکوہیدن تو و ز تکفیر
لعنت بہ گہران است یکے ہرزہ نفیر
خاک شو خاک مگر باز کنند ت شر اکسیر
من از و آمدم و با تو بگویم چو نذیر
بر من او جلوہ نمو دست گرا ہی بپذیر

اما بعد واضح ہو کہ اسوقت میں خدا تعالی کے ایک بھاری نشان کو بیان کرونگا۔ تا کہ وہ لوگ جو اُسکو غور سے پڑھیں اور پھر اُس سے فائدہ اٹھائیں۔ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا کا ذب کو وہ عزت نہیں دیتا جو اُس کے پاک نبیوں اور برگزیدوں کو دیجاتی ہے۔ مُردار خوار کاذب کا کیا حق ہے کہ آسمان اُسکے لئے نشان ظاہر کرے اور زمین اُسکے لئے خارق عادت عجوبے دکھلائے

سوای قوم کے بزرگو! اور دانشمندو! ذرہ ٹھنڈے ہو کر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبون سے ملتے ہین۔ یا سچون سے کبھی کسی نے سُنا کہ کاذب کیلئے آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کسی نے دیکھا کہ کاذب اپنے عجوبون مین صادقون پر غالب آسکا۔ کیا کسیکو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افترا کے دن سے پچیس ۲۵ برس تک مہلت دیگئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یون ملاجاتا ہے جیسے کھٹمل اور ایسا نابود کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک بُلبلہ۔ اگر کاذبون اور مفتریون کو اتنی مدتون تک مہلت دیجاتی اور صادقون کے نشان انکی تائید کیلئے ظاہر کئے جاتے تو دُنیا مین اندھیر پڑجاتا اور کارخانہ الوہیت بگڑجاتا۔ پس جب تم دیکھو کہ ایک مدعی پر بہت شور اُٹھا۔ اور اُسکی مخالفت کی طرف دُنیا جھک گئی اور بہت آندھیان چلین اور طوفان آئے پر اُسپر کوئی زوال نہ آیا تو فی الفور سنبھل جاؤ اور تقویٰ سے کام لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہین ہوگا۔ اور راستباز تمہارے منصوبون سے تباہ نہین کیا جائے گا۔ تم بدقسمتی سے بات کو دور تک مت پہونچاؤ کہ جسقدر تم سختی کروگے وہ تمہاری طرف ہی عود کریگی۔ اور جسقدر اُسکی رُسوائی چاہوگے وہ الٹ کر تم پر ہی پڑیگی۔ ای بدقسمتو! کیا تمہین خدا پر بھی ایمان ہے یا نہین۔ خدا تمہاری مُرادون کو اپنی مُرادون پر کیونکر مقدم رکھ لے۔ اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اُسنے ارادہ کیا ہے کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے۔ تم مین سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کردے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچون کا گلا گھونٹ دے۔ سوای نادانون! اور خدا کی حکمتون سے محرومو! یہ کیونکر ہو کہ تمہاری احمقانہ دعائین منظور ہو کر خدا اپنے باغ اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیست و نابود کر ڈالے۔ ہوش کرو اور کان رکھکر سنو! کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے۔ اور زمین کے وقتون اور موسمون کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور تا تم خشک درخت کی طرح کاٹے نجاؤ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہون۔ بیہودہ اعتراضون کو چھوڑ دو۔ اور ناحق کی نکتہ چینیون سے پرہیز کرو۔ اور فاسقانہ خیالات سے اپنے تئین بچاؤ۔ جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہین

پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قراءت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اسکو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہینگے یا اور کچھ کہینگے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اسجگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا ہے اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اسنے ایسے لفظ استعمال کئے ہیں۔

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جنمیں رسول رسول اللہ آیا ہے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں ہے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصاف دیکھو کیا یہی تقویٰ کی بنا ہے۔ اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کیلئے تمھارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔ بارہا کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی میرے الہام میں میری نسبت خداتعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جسنے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے

واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمھارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ توبہ کرو اور خدا ... حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

ای مفتری لوگو! مینے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ مینے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا مگر اگر تم خود نہ سمجھو تو مین کیا کرون۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنی شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ... ہے کہ مین خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اسلئے کفر سمجھتے ہو۔ اسکو کیا کہوگے جو کہہ گیا **ھو افضل من بعض الانبیاء** اگر مین تمھاری نظر مین کافر ہون تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر مین کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھکر باتین ہین مگر تم انکی برداشت نہین کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھکو کافر کہنا **آسان** نہین۔ تمنے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتون کا جواب پوچھا جائے گا۔ !!

ای بدقسمت لوگو! تم کہاں گرے کونسی چھپی ہوئی بد اعمالیاں تھیں جو تمھیں پیش آگئین۔ اگر تم مین ایک ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا تمھیں ضائع نکرتا۔ ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آجاؤ۔ کیا خدا سے اس بیوقوف کی طرح لڑائی کروگے جو زور آور کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہان تک کہ مارے سے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر ہڈیاں چور ہو کر اور مردہ سا ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لوگے؟ **ھذا و بعد الموت نحن خصماءھم** - بہت کچھ صوفیوں نے بھی انسانی کمالات کا اقرار کیا تھا کہ کہانتک انسان پہنچتا ہے

آج وہ بھی سو گئے - اے عقلمندو! میرے کامون سے مجھے پہچانو - اگر مجھسے وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہین ہوتے جو خدا کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہیین تو تم مجھے مت قبول کرو لیکن اگر ظاہر ہوتے ہین تو اپنے تئین دانستہ ہلاکت کے گڑھے مین مت ڈالو - بدظنیان چھوڑدو - بدگمانیون سے باز آجاؤ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سُرخ ہو رہا ہے اور تم نہین دیکھتے - اور فرشتون کی آنکھون سے خون ٹپک رہا ہے اور تمھین نظر نہین آتا - خدا اپنے **جلال** مین ہے - اور در و دیوار **لرزہ** مین - کہان ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے - کہان ہین وہ آنکھین جو وقتون کو پہچانتی ہین - آسمان پر ایک حکم لکھا گیا - کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچھوگے کہ تو نے ایسا کیون کیا؟ اے نادان انسان! باز آجا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے اچھا نہین - !!!

اپنے ظلمونکو دیکھو اور اپنی شوخیون پر غور کرو کہ خدا نے اول ایک نشان قائم کیا اور آتہم کو دو طور کی موت دی - اول یہ کہ وہ اخفاء حق اور دروغگوئی کا ملزم ٹھہر کر اپنی صفائی کسی طور سے ثابت نہ کرسکا - نہ نالش سے نہ قسم سے نہ کسی اور ثبوت سے - دوسرے یہ کہ خدا کے وعدہ کیموافق اخفا پر اصرار کرنے کے بعد جلد فوت ہوگیا - اب بتلاؤ کہ اس پیشگوئی کی تصدیق مین تمہین کیا مشکلات پیش آئین؟ کیا آتہم زندہ رہا؟ کیا آخر وہ نہین مرگیا؟ کیا پیشگوئی مین صاف اور صریح طور پر یہ شرط نہ تھی کہ حق کی طرف رجوع کرنیسے موت مین تاخیر ہوگی - پھر کیا تم مین سے کوئی قسم کھا سکتا ہے کہ آتہم پر قرائن عقلیہ کی رو سے یہ الزام قائم نہین ہوا کہ اُس نے اپنے اقوال اور افعال اور بیہودہ عذرات سے یہ ثابت کردیا کہ وہ پیشگوئی کے بعد ضرور ڈرتا رہا اور وہ اس بات کا ثبوت نہین دے سکا کہ کیون اُس ڈر کو جس کا اسکو خود اقرار تھا تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ بیدلیل عذرون کی طرف منسوب کیا جاوے - حالانکہ اس ثبوت کو دلون مین بٹھانے کیلئے قسم اور نالش دونون راہین اسکے لئے کھلی تھین - اب بتلاؤ کیا اُس نے قسم کھائی؟ کیا اُسنے نالش کی؟ کیا اُسنے اپنے سچا ہونیکا کوئی اور ثبوت دیا؟ کچھ تو مونہہ سے کہو! کچھ تو بتلاؤ! کہ اُسنے

✽ نوٹ - ایک امام کے نہ ہونے [illegible] ہمارے اس بیان کا مطلب نہین ہے کہ کوئی مہدی خونی یا مسیح غازی ظاہر ہو کر لڑیگا - یہ تمام باتین نادانون کے خیال ہین بلکہ ہم اصول حقہ اسلامی شائع [illegible] کے ساتھ نیک عملی کو ترشدہ کرین اور عقائد کیساتھ ایمان کو دلون مین اتارین - منہ

خوف کا اقرار کرکے اور محض بہتان اور افترا سے سانپ وغیرہ کو اپنے خوف کی بنا قرار دیکران خود تراشیدہ عذرات کے ثابت کرنیکے لئے کیا کیا دلائل پیش کئے۔ اے کم بخت متعصبو! کیا تم کبھی نہیں مرو گے؟ کیا وہ دن نہیں آئے گا کہ جب تم رب العالمین کے حضور مین کھڑے کئے جاؤ گے۔ اگر اسی شکل کا کوئی دنیا کا مقدمہ ہوتا اور تم اس کے اسیسر یا منصف مقرر کئے جاتے تو بیشک تم ایسے شخص کو آتھم کیطرح اپنے عذرات کا کچھ ثبوت نہ دیکتا جھوٹا ٹھہراتے اور انسانی عدالت سے ڈر کر سچے اظہار لکھوا دیتے۔ مگر اب تم سمجھتے ہو کہ خدا تم سے دور ہے اور کچھ سنتا نہیں اور مواخذہ کا دن بہت فاصلہ پر ہے۔!!!

سچ کہو کیا آتھم پاکدامن مر گیا؟ اور اپنے سر پر ہماریطرف سے کوئی الزام نہیں لیگیا؟ تمھیں قسم ہے ذرہ مجھے سناؤ کہ کیا تم نے میرے اشتہاروں مین نہیں پڑھا کہ آتھم اخفاء حق پر اصرار کرنے کے بعد جلد مر جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور وہ ہمارے آخری اشتہار سے جو اتمام حجت کی طرح تھا سات ماہ کے اندر فوت ہوگیا۔ پس یہ کیسی بے ایمانی ہے جو اس قوم کے خبیث طبع لوگ ان منے عیسائیوں کیساتھ ہاتھ جا ملانے اور آسمانی آواز کی مخالفت کی اور شیطانی آواز کے مصدق ہوگئے۔ پر یہ تو اچھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو پورا کیا۔ کم بخت سعد اللہ نو مسلم اور محمد علی واعظ ابتک رو رہے جاتے ہین جو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے شیاطین کے گروہ تم راستی کو کب تک چھپاؤ گے؟ کیا تمھاری کوششوں سے حق نابود ہو جائے گا۔ خدا سے لڑو جسقدر لڑ سکتے ہو۔ پھر دیکھو کہ فتح کسکی ہے کیونکہ حکم خدا تم پر ہے۔ اے بیحیا قوم! آتھم مقابل پر آنیسے ڈرا مگر تم نہ ڈرے۔ وہ لعنتوں کیساتھ بلایا گیا مگر مقابل پر نہ آیا۔ اسکو چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ اسکو جرأت نہ ہوئی کہ ایک قدم بھی ہماری طرف آوے۔ یہانتک کہ قبر مین پہونچگیا۔ وہ نالش کرنیسے بھی ڈرا۔ اور جب عیسائیوں نے اسپر زور دیا تو اسنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تو کیا ابھی تک ثابت نہ ہوا کہ وہ اپنے مقابلہ کو خلاف حق جانتا تھا۔ اور دل مین خوف بھرا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی اخفاء حق کیوجہ سے خدا نے

اُسکو نہ چھوڑا۔ اور خدا کے وعدہ کیموافق اور ٹھیک ٹھیک اُسکے الہام کے منشاء کے مطابق وہ مرگیا۔ اور مولویوں اور عیسائیوں کا مونہہ سیاہ کرگیا۔ وہ میرے عمر مین بجز چند سال کچھہ زیادہ نہ تھا۔ سعد اللہ نو مسلم کی بد ذاتی ہے کہ اُسکو پیر فرتوت قرار دیتا ہے۔ یہ یہودی چاہتا ہے کہ کسیطرح پیشگوئی مخفی ہوجائے۔ سوا ے مخالفو ا بیحیائی سے جسقدر چاہو انکار کرو۔ مگر حقیقت کھل گئی اور عقلمندوں نے سمجھ لیا ہے کہ پیشگوئی نہ ایک پہلو سے بلکہ چار پہلو سے پوری ہوگئی ✽

آتھم کو اُس رجوع اور خوف کا فائدہ دیا گیا جو اُس کے ظہور مین آیا جیسا کہ الہامی شرط تھی اور پیشگوئی کا ایک جزو تھا۔ اور یہ رجوع پیشگوئی کے سُنتے ہی اُسمین پیدا ہوگیا تھا کیونکہ وہ اسلامی مرتد تھا۔ اور یسوع کی خدائی کے بارہ مین خود ہمیشہ کھٹکے مین رہتا تھا اور تاویلیں کیا کرتا تھا۔ اور مجھپر ابتدا سے اُسکو نیک ظن تھا کیونکہ وہ اس ضلع مین رہکر میرے ابتدائی حالات سے خوب واقف تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھتا۔ اسیوجہ سے پیشگوئی کے سُنانے کیوقت اُس کا رنگ زرد ہوگیا تھا اور اُسکی حالت متغیر ہوگئی تھی۔ اور جب مینے کہا کہ تمنے اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا ہے یہ اُسکی سزا ہے جو تمکو ملیگی۔ تو اُسکے مونہہ پر ہوائیاں اُڑنے لگین اور دونوں ہاتھہ اُسنے اپنے کانوں پر رکھے گویا وہ اسوقت توبہ کر رہا تھا۔ میرے خیال مین ہے کہ اسوقت ستر آدمی کے قریب اُس جلسہ نصاریٰ مین ہونگے۔ غرض اُس کا رجوع نہ دیر کے بعد بلکہ اسی دم سے شروع ہوگیا تھا۔ اور اخیر میعاد تک اُسنے دیوانوں کی طرح دنونکو بسر کیا۔

اب اس سے زیادہ بد ذاتی کیا ہوگی کہ باوجود ایسے صاف صاف واقعات کے پھر کہا جاتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ رجوع کا لفظ جو شرط مین داخل ہے ایک دل کا فعل تھا جو اُسیوقت سے شروع ہوگیا تھا۔ کھُلے کھُلے اسلام کا شرط مین کہان لفظ ہے کیا ایک مشرک ایسی سخت پیشگوئی کیوقت مستقیم رہ سکتا تھا۔ ہر یک کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی اُسی دن سے شروع نہین ہوئی بلکہ براہین احمدیہ مین بارہ۱۲ برس پہلے اسکی خبر دیگئی ہے اور ساتھہ ہی لیکھرام کی پیشگوئی کی خبر تھی۔ اگر تم غور سے صفحہ (۲۳۹) اور (۲۴۰) اور (۲۴۱) براہین احمدیہ کا پڑھو تو یہ تمام نقشہ

✽ (۱) ایک پہلو یہ کہ جو الہام مین شرط تھی اس شرط کی پابندی سے آتھم کی موت مین تاخیر ہوئی (۲) دوم یہ کہ آتھم اخفاء شہادت سے موافق الہام جلد فوت ہوگیا۔ (۳) سوم یہ کہ عیسائیوں کے مکر اور مولویوں کی باہمی سازش سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی صفحہ ۲۴۱ پوری ہوگئی (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے مقابل ... اسلام کی فتح ... پوری ہوگئی۔ منہ

تمھاری آنکھون کے سامنے آجائے گا۔ آثار سابقہ اور احادیث نبویہ مین مہدی آخرزمان کی نسبت
یہ لکھا گیا تھا کہ اوائل حال مین اسکو بیدین اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اُس سے سخت بغض رکھینگے
اور مذمت کیساتھ اُسکو یاد کرینگے اور دجال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اُسکو پکارینگے
اور یہ سب مولوی ہونگے۔ اور اُن مولویونسے بدتر زمین پر اس امت مین سے کوئی نہین ہوگا
سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہیگا۔ پھر خدا آسمانی نشانون سے اُسکی تائید کریگا۔ اور اُسکے لئے آسمان
سے آواز آئیگی کہ یہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ مگر کیا آسمان بولیگا جیسا انسان بولتا ہے؟ نہین
بلکہ مُراد یہ ہے کہ ہیبت ناک نشان ظاہر ہون گے جنسے دل اور کلیجے ہل جائینگے۔ تب خدا لوگونکو
اسکی محبت کیطرف پھیر دیگا اور اسکی قبولیت زمین مین پھیلا دیجائیگی۔ یہانتک کہ کسی جگہ چار آدمی
ملکر نہین بیٹھینگے جو اُس کا ذکر محبت اور ثنا کیساتھ نکرتے ہون۔ سو براہین کے یہ صفحات مذکورہ بالا
انھین واقعات کا نقشہ کھینچ رہے ہین۔ اول مجھکو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ لوگ تجھکو گمراہ
اور جاہل اور شیطانی خیال کا آدمی خیال کرینگے۔ دُکھ دینگے۔ اور طرح طرح کی باتین بولینگے
اور ٹھٹھے کرینگے۔ اور پھر فرمایا کہ مین سب ٹھٹھا کرنیوالون کیلئے کافی ہونگا۔ اور پھر فرمایا قل
عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مومنون یہ اسبات کیطرف اشارہ کیا کہ اُن دنون مین آسمانی
نشانیان ظاہر ہونگی۔ پھر بعد اسکے صفحہ ۲۴۱ مین آتھم کی نشانی کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی خبر دیدی
کہ اس نشان پر عیسائیون اور یہودی صفت مسلمانون کا بلوہ ہوگا۔ اور وہ مکر کرینگے اور خدا بھی مکر
کریگا۔ اور خدا کے مکر غالب آتے ہین۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان مکرون کے بعد خدا حق کو ظاہر
کردیگا۔ اور فتح عظیم ہوگی۔ سو لیکھرام کے واقعہ کو خدا نے فتح عظیم کرکے دکھلایا۔ اور بجز خدا کے
یہ کسی کی مقدرت مین نہ تھا کہ ایسے معرکہ کے انجام کی خبر دیتا اور غلبہ کی بشارت سناتا۔ !

دوسری پیشگوئی لیکھرام کے بارہ مین ہے جسکی نسبت براہین کے انھین الہامات
مین اشارہ ہے۔ اور براہین احمدیہ مین عیسائیون کے مکر کے بعد یہ الہام لکھا ہے الفتنۃ ھھنا
فاصبر کما صبر اولو العزم یعنی جب وہ مکر کرینگے تو ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا اور ملک مین

باطل کی حمایت مین شور پڑجائیگا۔ اور صادق کو کاذب ٹھہرادیا جائیگا۔ اور کاذبون کو حق بجانب سمجھ لینگے اب اے آنکھون والو! اسقدر سچائی کا خون کر کے جہنم کی آگ مین مت پڑو۔ دیکھو کسقدر عظمت اس پیشگوئی مین ہے کہ بارہ برس پہلے اس کا نقشہ کھینچکر دکھلایا گیا ہو۔ اور اسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ایک اثر منقول ہو کہ عیسائیوں سے جھگڑا ہوگا تب زمین سے آواز آئیگی کہ آل عیسیٰ حق پر ہی اور آسمان سے آواز آئیگی کہ آل محمد حق پر ہے۔ اب سچ کہو کہ ابھی تک آواز آئی یا نہین؟ اگر تم شرارت مین بڑھو گے تو وہ اپنی قدرت نمائی مین بڑھیگا۔ کیا کوئی ہو جو اُسکو تھکا سکے؟ ۔

اب ہم لیکھرام کی پیشگوئی کو مفصل طور پر مع اصل عبارات اُن کتابون کے اسجگہ درج کرتے ہین جنمین یہ پیشگوئی موجود ہی اور ناظرین کو توجہ دلاتے ہین کہ خدا تعالیٰ کا خوف کر کے ان مقامات کو غور سے پڑھین اور پھر سوچین کہ کیا یہ انسان کا کام ہو یا اُس خدا کا جو زمین و آسمان کا مالک اور تمام طاقتون کا خداوند ہی۔ یاد رہے کہ جن کتابونکی ذیل مین عبارتین لکھی جاتی ہین وہ تمام عبارتین اسجگہ بعینہٖ درج کی گئی ہین۔ ایکحرف کی زیادتی یا کمی انمین نہین یہانتک کہ پیشگوئی کے سر پر کی وہ غزل جسکی ابتدا مین یہ مصرع ہی ؎ عجب نوریست در جان محمد۔ اُسکے نیچے جو پیشگوئی کے دکھلانیکے لئے ہاتھ بنایا گیا تہا وہ ہاتھ بھی بعینہٖ اُسی موقعہ پر لگادیا ہو تا اس رسالہ کے پڑھنے والے بکلی اُس نقشہ پر مطلع ہو جائین جو لیکھرام کے مرنیسے چار برس پہلے اُسکی موت کیلئے کھینچا گیا تہا اور با این ہمہ ہر یک شہر مین یہ کتابین مل سکتی ہین۔ اور کئی برسون سے پنجاب اور ہندوستان مین شائع ہو رہی ہین جس کا جی چاہے اصل کتابون مین دیکھ لے۔

اسجگہ ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے لائق ہی اور جو ہمارے اس کتاب کی روح اور علت غائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنیکے لئے کیگئی تہی یعنی اس بات کا ثبوت دینے کیلئے کہ آریہ مذہب باکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین۔ اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا

کرنیکے لئے دُعائین کی گئی تھین - سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہین کرنا چاہیے بلکہ
یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤن اور مسلمانون مین ایک آسمانی فیصلہ ہے - کچھ مدت سے ہندوؤن
مین تیزی بڑھگئی تھی - خاص کر کے یہ لیکھرام تو گویا اس بات پر اعتقاد نہین رکھتا تھا کہ خدا بھی
ہے - سو خدا نے ان لوگونکو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا - چاہیے کہ ہر یک شخص اس سے عبرت پکڑے
جو شخص خدا کے مقدس نبیونکی بابت مین زبان کھولتا ہے کبھی اُس کا انجام اچھا نہین ہو سکتا -
لیکھرام اپنی موت سے آریون کو ہمیشہ کی عبرت کا سبق دیگیا ہے - چاہیے کہ اُن شرارتون سے دست بردار
ہون جو دیانند نے ملک مین پھیلائین اور نرمی اور لطف اور سچی محبت اور تعظیم کیساتھ اسلام سے
برتاؤ کرین - آیندہ انھین اختیار ہے - بعض احمق جو مسلمان کہلا کر آریون کی طرف جھکے تھے اب انکی توبہ کا
وقت ہے انھین دیکھنا چاہیے کہ اسلام کا خدا کیسا غالب ہے ۹ آریون کو اس پیشگوئی کیوقت بذریعہ
چھپے ہوے اشتہارونکے اطلاع دیگئی تھی کہ اگر تمھارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اسکی یہی نشانی
ہے کہ اس پیشگوئیکے اثر سے اپنے وکیل لیکھرام کو بچا لو اور جہانتک ممکن ہے اُسکے لئے دعائین کرو
اور دعاؤن کیلئے مہلت بہت تھی - لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نسکے - یقیناً سمجھنا
چاہیے کہ جو چھری لیکھرام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بے ادبی مین چلاتا رہا - پس وہی زبان کی تیز چھری کی شکل پر متمثل ہو کر اُسکے پیٹ
مین گھس گئی - جبتک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہین سکتی - لوگ سمجھتے ہونگے کہ لیکھرام
اب مارا گیا - لیکن مین تو اُسوقت سے مقتول سمجھتا تھا جبکہ میرے پاس ایک فرشتہ خونی شکل مین آیا
اور اُسنے پوچھا کہ "لیکھرام کہان ہے" چنانچہ یہ سب مضمون اُن پیشگوئیون مین پڑھو گے
جو ذیل مین لکھی جاتی ہین -

اول (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین پنڈت لیکھرام کی نسبت صرف اسقدر
صفحہ ۴ مین پیشگوئی ہے) کہ لیکھرام صاحب پشاوری کی قضا و قدر وغیرہ کے متعلق غالباً اس رسالہ
مین بتقید وقت و تاریخ کچھہ تحریر ہوگا - اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مجاز ہین

کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اُس تاریخ سے جو کسی اخبار مین پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھکو اطلاع دین تا وہ پیشگوئی جسکے ظہور سے وہ ڈرتے ہین اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھکر کسیکو اُسپر مطلع نہ کیا جاے۔ اور کسیکو اُسکے وقت ظہور سے خبر نہ دیجاے۔ پھر بعد اسکے پنڈت لیکھرام کا کارڈ پہونچا کہ مین اجازت دیتا ہون کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کیجائے مگر میعاد مقرر ہونی چاہیے۔ پھر بعد اس کے مفصلہ ذیل الہامات ہوئے۔

دُوم ۔ الہام مندرجہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری

وعدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللہ ورسولہ المسمی لیکھرام الفشاوری واخبرنی انہ من الھالکین۔ انہ کان یسب نبی اللہ ویتکلم فی شانہ بکلمات خبیثۃ۔ فدعوت علیہ۔ فبشرنی ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ ان فی ذالک لاٰیۃ للطالبین۔ یعنی خدا تعالی نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے بارہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب مینے اُسپر بد دعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائیگا۔ یہ اُنکے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہین۔

سُوم ۔ الہام مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مشمولہ کتاب آئینہ کمالات اسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب نوریست در جان محمد ۔ عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ۔ کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آن ناکسان را ۔ کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ۔ کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینہ بیزار است صد بار ۔ کہ ہست از کینہ داران محمد
خدا خود سوزد آن کرم دنی را ۔ کہ باشد از عدوان محمد
اگر خواہی نجات از مستی نفس ۔ بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ۔ بشو از دل ثنا خوان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ۔ محمد ہست برہان محمد
سرے دارم فدائے خاک احمد ۔ دلم ہر وقت قربان محمد

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثار روئے تابان محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوان محمدؐ
بکار دین نترسم از جہانے — کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن — بیاد حسن و احسان محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من — کہ دیدم حسن پنہان محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستان محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آن محمدؐ
مرا آن گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستان محمدؐ
دل زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامان محمدؐ
من آن خوش مرغ از مرغان قدسم — کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ
تو جان ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جان محمدؐ
دریغا گر دہم صد جان درین راہ — نباشد نیز شایان محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند این جوانان — کہ ناید کس بمیدان محمدؐ
الا اے دشمن نادان و بے راہ — بترس از تیغ بران محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم — بجو در آل و اعوان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ — ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیا بنگر ز غلمان محمدؐ



لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کیساتھ شامل کیا گیا تھا اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو انکی قضاء وقدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اسکی نسبت جب توجہ کیگئی تو اللہ جلّ شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا

عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ

یعنی یہ صرف ایک بیجان گوسالہ ہے جسکے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اسکے لئے

ان گستاخیون اور بدزبانیون کے عوض مین سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اسکو مل رہیگا اور اسکے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنیکے لئے توجہ کیگئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیونکی سزا مین یعنی اُن **بے ادبیونکی سزا** مین جو اس شخص نے **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین عذاب شدید مین مبتلا ہو جائیگا۔ سو اب مین اس پیشگوئی کو شایع کر کے تمام مسلمانون اور آریون اور عیسائیون اور دیگر فرقون پر ظاہر کرتا ہون کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ مین آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب☩ نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفون سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر مین اس پیشگوئی مین کاذب نکلا تو ہر یک سزا کے بھگتنے کیلئے مین طیار ہون۔ اور اس بات پر راضی ہون کہ مجھے گلے مین رسہ ڈالکر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی مین جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیون سے بڑھکر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھون۔

واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیان کی ہین جنکے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اسکی کتابین عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہین کون مسلمان ہے جو اُن کتابون کو سُنے اور اُسکا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ با این ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرہ مس نہین۔ بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہین۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہین بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانون کیلئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور اُنکے دل نرم ہوتے۔ اب مین اسی خدائے عزوجل کے نام پر ختم کرتا ہون جسکے نام سے شروع کیا تھا۔ والحمد للہ والصلوٰة والسلام علی رسولہ محمد ن المصطفیٰ افضل الرسل وخیر الوریٰ سیدنا و سید کل ما فی الارض والسماء۔ خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ (۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

☩ اب آریون کو چاہیے کہ سب ملکر دعا کرین کہ یہ عذاب انکے اس وکیل سے ٹلجائے۔

چہارم جواب اعتراض مندرجہ ٹائٹل پیج برکات الدعا معہ خبر مندرجہ حاشیہ صفحہ ۴ ٹائٹل پیج

نمونہ دُعائے مُستجاب

انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض

اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء جسمین میری اُس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاوری کے بارے مین مینے شائع کی تھی کچھ نکتہ چینی ہے مجھکو ملا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمۃ الحق شاق گذرا ہے۔ اور حقیقت مین میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ یون خود مخالفون کے ہاتھون اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے۔ سو مین اسوقت اس نکتہ چینی کے جواب مین صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہون کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرا اسمین دخل نہین۔ ہان یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہین ہوگی اور اسمین شبہات باقی رہجاتے ہین اس اعتراض کی نسبت مین خوب سمجھتا ہون کہ یہ پیش از وقت ہی۔ مین اس بات کا خود اقراری ہون اور اب پھر اقرار کرتا ہون کہ اگر جیسا کہ معترضون نے خیال فرمایا ہی پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہو گئی تو وہ پیشگوئی متصور نہین ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہین۔ ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہین۔ پس اس صورت مین مین بلاشبہ اُس سزا کے لائق ٹھہرونگا جس کا ذکر مینے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اُس طور سے ہوا کہ جسمین قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دین تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی۔

اصل حقیقت یہ ہی کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دنون اور وقتون کے مقرر کرنے کی محتاج نہین۔ اسبارہ مین تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے۔ پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کیساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلونکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیان جو پیش از وقت دلون مین پیدا ہوتی ہین ایسی معدوم ہو جاتی ہین کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی رایون سے رجوع کرتے ہین ماسوا

اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت میں ہے۔ اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسیقدر ہے
کہ میں نے صرف یادہ گوئی کیطور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھکر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی
شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے۔ کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد
پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے۔ بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اسکے
حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے۔ لیکھرام کی عمر اسوقت شاید زیادہ سے
زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے۔ اور اس عاجز کی عمر
اسوقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا
ہے۔ پھر باوجود اسکے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی
بات خدا تعالی کیطرف سے۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ
مونہہ سے بولدیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنیکے لئے
یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اسکی نظیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی نہ مل سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب
اور مکر مخفی نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب
اور سچ میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول
کر لیتا ہے۔ اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ
صدہا ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں۔ اگر زمانہ
صداقتوں کا پیاسا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اسمیں شروع ہے۔ زمانہ بیشک
حقیقی صداقتوں کا دوست ہے نہ دشمن۔ اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے سادے لوگوں کا
وقت گذر گیا ہے۔ یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے۔ گویا یہ زمانہ ایک ایسا بد زمانہ ہے کہ سچائی کو
واقعی طور پر سچائی پاکر پھر اسکو قبول نہیں کرتا۔ لیکن میں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ فی الواقع ایسا
ہی ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھسے فائدہ اٹھانیوالے

وہی لوگ ہین جو نو تعلیم یافتہ ہین جو بعض انمین سے بی اے اور ایم اے تک پہونچے ہوے ہین اور مین یہ بھی دیکھتا ہون کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگون کا گروہ صداقتونکو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے۔ اور صرف اسیقدر نہین بلکہ ایک نومسلم اور تعلیم یافتہ یورپین انگریزون کا گروہ جنکی سکونت مدراس کے احاطہ مین ہے ہماری جماعت مین شامل اور تمام صداقتونپر یقین رکھتے ہین۔

اب مین خیال کرتا ہون کہ مینے وہ تمام باتین لکھدی ہین جو ایک خداترس آدمی کے سمجھنے کیلئے کافی ہین۔ آریون کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جسطرح چاہین حاشیے چڑھاوین مجھے اسباتپر کچھ بھی نظر نہین کیونکہ مین جانتا ہون کہ اسوقت اس پیشگوئیکی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونون برابر ہین۔ اگر یہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ اسی کیطرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کیساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور دلونکو ہلا دیگا۔ اور اگر اسکی طرف سے نہین تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر مین اسوقت رکیک تاویلین کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہین دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھکو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہین بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے **کامل** اور مقدس کو جو تمام سچائیون کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا۔ اسلئے خدا تعالے نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا مین عزت ظاہر کرے۔ والسلام علی من اتبع الہدے۔

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر (منجملہ حاشیہ ٹائٹل پیج برکات الدعا)

آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کیوقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت مین مینے دیکھا کہ مین ایک وسیع مکان مین بیٹھا ہوا ہون اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہین۔ اتنے مین ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ مینے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہین ملائک شداد غلاظ مین سے ہے۔ اور اسکی ہیبت دلونپر طاری تھی اور مین اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اُسنے مجھ سے پوچھا کہ "لیکھرام کہان ہے" اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہان ہے۔ تب مینے اُسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دوسرے شخص کی سزادہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہین رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہان یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انھین چند آدمیون مین سے تھا جنکی نسبت مین اشتہار دیچکا ہون اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

لیکھرام کی نسبت آریوں کے خیالات اُسکے قتل کئے جانے کے بعد

اخبار عام مطبوعہ چہارشنبہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت اشارہ کرکے یہ لکھا ہے کہ "ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی درعرصہ ایکسال مشتہر کیگئی تھی اور اخباروں میں اسکی چرچا تھی۔ اور خدانخواستہ اُن ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہوجاتا (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھرام صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی" اب ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا کیا مطلب ہو۔ بس یہی مطلب ہے کہ اگر ڈپٹی آتھم صاحب قتل ہوجاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال میں گورنمنٹ کو پیشگوئی کرنیوالے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جو اب نہیں ہے۔ غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نیت نیک ہوگی۔ مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور خلاف واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہے اسلئے افسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہیں کہ وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم صاحب میرے ایک پورانے ملاقاتی تھے۔ انھوں نے ایکمرتبہ زبانی اور ایک خاص رقعہ کے ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو اور وہ سچی نکلی تو میں کسی قدر اپنی اصلاح کروں گا۔ سو خدا نے اُنکی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ پندرہ مہینے کے عرصہ میں ہاویہ میں گرینگے مگر اس شرط سے کہ اس عرصہ میں حق کی طرف انھوں نے رجوع نہ کیا ہو۔ پس چونکہ خدا کی پیشگوئی میں ایک شرط تھی اور آتھم صاحب خوفناک ہوکر اس شرط کے پابند ہوگئے تھے پس ضرور تھا کہ وہ اُس شرط سے فائدہ اُٹھاتے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کرکے پھر اس سے نفع نہ اُٹھاوے۔ لہذا شرط کی تاثیر سے اُنکی موت میں کسی قدر تاخیر ہوگئی۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ دل میں اُنھوں نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا یا اُنپر اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آگیا تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی کہ آتھم نے شرط سے فائدہ اُٹھایا ہے اور اسکی موت میں ہمنے کچھ تاخیر ڈالدی تو مینے آتھم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھانیکے لئے بلایا کہ اگر وہ درپردہ اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا یا اسلامی ہیبت اُنکے دلپر طاری نہیں ہوئی توچاہیے

مبہ ان میں آکر قسم کھائیں۔ یا اگر قسم نہیں تو نالش کرکے اپنے اس خوف کے وجوہ کو جن کا انکو
اقرار ہے بپایہ اثبات پہونچاویں۔ مگر انھوں نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی باوجودیکہ انکو صاف اقرار
تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا۔ مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ
اور حملوں وغیرہ سے اور چونکہ وہ خوف کو چھپا نہ سکے اسلئے یہ بہانے بنائے اور ثبوت کچھ نہ دیا
اور اسی وجہ سے انکو قسم کی طرف بلایا گیا تھا۔ تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھالیں۔ مگر باوجود چار ہزار روپیہ
نقد دینے کے قسم نہ کھائی۔ نہ نالش سے اپنے ان بہتانوں کو ثابت کیا۔ یہانتک کہ قبر میں داخل ہوگئے
میرے الہام میں یہ بھی تھا کہ اگر آتھم سچی گواہی نہیں دیگا اور نہ قسم کھائیگا تب بھی **اصرار کے**
بعد جلد مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آتھم صاحب میرے آخری اشتہار سے **سات**
مہینے کے اندر مر گئے۔ اور عجیب تر یہ کہ اُنکے اس تمام قصہ کی بارہ برس قبل از وقوع براہین احمدیہ
کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ پھر ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کی نسبت
یہ گمان کرنا کہ وہ پوری نہیں ہوئی کسقدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتھم صاحب کی اس پیشگوئی
میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتھم صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے اُس
شرط کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتھم صاحب میرے اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لیگئے
کہ انھوں نے خوف کا اقرار کرکے پھر یہ ثابت کرکے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں
کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مباحثات کرتے تھے مگر پیشگوئی کے
بعد ایسے چپ ہوئے کہ چپ ہونیکی حالت میں ہی گذر گئے۔

پس پیشگوئی تین طور سے پوری ہوئی **اوّل** اپنی شرط کی رو سے کہ شرط پر عمل کرنے
سے اُسکا فائدہ آتھم کو دیا گیا۔ **دوم** اخفاء شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ
کی رو سے۔ **سوم** براہین احمدیہ کے اس الہام کی رو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس
پہلے ہو چکا تھا۔ اب سوچو کہ اس سے بڑھکر اگر کسی پیشگوئی میں صفائی ہوگی تو اور کیا ہوگی۔
اگر کوئی سچائی کو چھوڑکر باتیں بناوے تو ہم اسکا مونہہ بند نہیں کرسکتے۔ لیکن آتھم کی نسبت
جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک حق کے طالب کو بجز انکے ماننے کے کچھ
بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو آتھم صاحب کی نسبت ہے جو بارہ برس پہلے اس
پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہوچکا ہے اسپر غور کرنیوالے تو سجدہ میں گرینگے

کہ کیسا عالم الغیب خدا ہے جسنے پہلے سے ان تمام آیندہ واقعات اور جھگڑونکی خبر دیدی۔
چونکہ اکثر اہل دنیا کو آجکل اُس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اسلیئے اُنکے خیالات نسبت اسکے کہ نیک ظنی کی طرف جائیں بدظنی کیطرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے اگر گورنمنٹ نے لیکھرام کے مقدمہ مین سستی کی ہے اور اگر آتھم کے مقدمہ مین اگر وہ قتل ہوجاتا تو سستی کرنی۔ ہم کہتے ہین کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانون کو دونون آنکھونکی طرح برابر دیکھے۔ کسی کی رعایت بخرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے۔ لیکن مین پوچھتا ہون کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے اسکو پھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کیساتھ اسکو تنبیہ کرے تا دوسرے عبرت پکڑین اور ملک مین امن قائم رہے۔ اگر آتھم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا جو آتھم کا قاتل ہوتا۔ اسیطرح جب ثابت ہوگا کہ لیکھرام کا فلان شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہوگا تو ایسا ہی وہ بھی پھانسی ملے گا۔ گورنمنٹ کا اسمین کیا قصور ہے؟ اور کونسی سستی ہے؟ کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کیساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہین جسکے پکڑنے مین گورنمنٹ متامل ہے؟ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیون مین دخل نہین دیسکتی۔ جسقدر گورنمنٹ اسکی طرف توجہ کریگی اُسیقدر ان پیشگوئیونکو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائیگی۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہے اور اس خدا سے منکر نہین ہے جو پوشیدہ بھید ونکو جانتا ہے۔ اور آنیوالے زمانہ کی ایسے طور سے خبر دیسکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدون کیساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبرین دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی دنیا مین کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیئے کہ اس ملک مین اور اسکے زمانہ بادشاہت مین خدا اپنے بعض بندون سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصون اور کہانیون کیطور پر کتابون مین لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہوگیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکون مین اسکی نظیر نہین!

یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہونچے ہین جنمین بعض آریہ صاحبون کے جوشون اور نامناسب منصوبون کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہین اور اسجگہ کے بعض آریہ کو بیتے وہ خط دکھلا دیتے ہین چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے

ایک معزز اور رئیس کا مجھکو پہونچا ہے۔ اسکا مضمون یہ ہی۔ کہ ”اسجگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو سو اسکے لئے جو نشان دہی کرے۔ اور خارجاً سُنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کیلئے منعقد ہوئی ہے ✕ اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور امرتسر پٹیالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہوکر کسی شریر طامع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پاکر قتل کردے ✠۔ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہی۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا“۔ پھر بعد اسکے صاحب راقم لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ حافظ حقیقی کی حمایت میں ہیں تاہم رعایت اسباب ضروری ہے۔ اور میرے نزدیک ایسے وقت میں شریر مسلمانوں سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ وہ طامع اور بد باطن ہیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ بظاہر بیعت میں داخل ہوکر ہمارے یونہی طمع دہی سے اس کام کیلئے جرأت کریں“۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہیں کہ ”مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مشورہ قتل کے سرگروہ اس شہر کے بعض وکیل اور چند عہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ رئیس سرگروہ کار لاہور کے ہیں جو [illegible] مجھے خبر پہونچی ہے میں نے عرض کردیا واللہ اعلم“۔ اور اسی کا مصدق ایک خط پنڈ دادنخان سے اور کئی اور جگہ سے پہونچے ہیں اور مضمون قریب قریب ہی۔ یہ سب خط محفوظ ہیں۔ اور جس جوش کو بعض آریہ صاحبوں کے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ ایسے جوش کیوقت یہ خیالات بعید نہیں ہیں۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور میں میری نسبت یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ ”ایک حضرت نے شاید اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی کیونکہ غالباً سنہ ۱۸۹۱ء چھٹا سال تھا اور ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے۔ اور مزید براں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مریگا“۔

✠ براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یٰعیسیٰ انّی متوفّیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہی اسکے اسوقت خوب معنے کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اسوقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود اُنکے مصلوب کرنیکے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اسجگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں۔ اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤنگا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کردیا ہے۔ منہ

✕ یہی خبر اخبار پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند اپک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اس عاجز کو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے؟" اس اخبار والے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیشگوئی سے نتیجہ نکالا ہو کہ یہ ایک منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے طور پر مشہور کیا گیا جیسا کہ وہ اسی اخبار کے دوسرے صفحہ میں لکھتا ہو کہ یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہو" ہم اسبات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہین کہ پیشگوئی کی تشریح مین بار بار تفہیم الٰہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور مین آئیگی۔ اور نیز یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہین ہوگی۔ بلکہ خدا کسی ایسے کو اسپر مسلط کریگا جسکی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو ہم اپ سماچار و ہم مارچ ۱۸۹۷ء مین الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہو یہ اسکی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہو ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لے گا۔ اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکھرام قتل ہو گیا۔

سو اس تمام پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا۔ اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔

اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا۔ اور اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور مین آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعا کے مضمون مین کھینچکر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دیدے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ توریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہین ہو سکتی۔ خدا اسکے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے تا دُنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکھرام نے بھی ایک پیشگوئی چالاکی سے انھین دنون مین میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مر جاؤ گے۔ پس کیون وہ کسی قاتل سے سازش نکر سکا تا اسکی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ اُنکے کسی مُرید نے مار دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مُریدون کا مرشد کیسا تھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکوکاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہین کہ وہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ شخص باخدا ہو اسکے

دل مین کوئی فریب اور فساد کی بات نہین - پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ
کسی کی موت کی جھوٹھی پیشگوئی اپنی طرفسے بناتا ہے اور پھر جب اسکی میعاد ختم ہونیپر ہوتی
ہے تو کسی مُرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت - رکھ لے اور اپنے گلے مین
رسہ ڈال اور مجھے سچا کرکے دکھلا - اب مین منصفون سے پوچھتا ہون کہ کیا ایسے پلید اور
لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھکر اور یہ شیطانی منصوبہ سُنکر کوئی مرید اُسکا معتقد رہ سکتا ہے
کیا وہ مُرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہین کریگا - ؟ اور کیا وہ اُسکو یہ نہین
کہیگا کہ اے بدکار ہمارے ایمان کو خراب کرنیوالے کیا تیری پیشگوئیونکی اصلیت یہی تہی -
کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹھ تو بولے اور رسہ دوسرے کے گلے مین پڑے اور اسطرح
تیری پیشگوئی پوری ہو -

جسقدر دنیا مین نبی اور مُرسل گذرے ہین یا آگے مامور اور محدث ہون کوئی
شخص اُنکے مُریدون مین اسحالتمین داخل نہین ہوسکتا تہا اور نہ ہوگا جبکہ اُنکو مکار اور منصوبہ
باز سمجھتا ہو - یہ رشتہ پیری مُریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے - ادنی بدظنی سے اسمین فرق
آجاتا ہے - مینے ایکدفعہ اپنے مُریدونکی جماعت مین دیکہا کہ بعض انمین سے صرف اسوجہ سے
میری نسبت شبہ مین پڑ گئے کہ مینے ایک عُذر بیماری سے جسکی انہین اطلاع نہین تھی نماز
کے قعدہ التحیات مین داہنے پیر کو کھڑا نہین رکھا تھا - اتنی بات مین دو آدمی باتین بنانے
لگے اور شبہات مین پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے - ایکمرتبہ چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے
مینے پکڑی کیونکہ میرے داہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے - اسی پر بعض نے نکتہ
چینی کی کہ خلاف سنت ہے - اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نومرید ادنی ادنی باتون میں
اپنی نافہمی سے ابتلا مین پڑجاتے ہین - اور ادنی ادنی خانگی امور تک نکتہ چینیان شروع
کردیتے ہین جیسا کہ حضرت موسیٰ کو بھی اسیطرح تکلیف دیتے تھے - کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب
ہے کہ اُسکے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راستبازی اور تقوی کے پیمانہ سے ناپتے ہین -
اور اگر اُسکے مخالف پاتے ہین تو پھر فی الفور اُس سے الگ ہوجاتے ہین -

سو سوچنا چاہیئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بدمعاش شخص کیساتھ وفا کرسکین
جسکا تمام کاروبار مکرون اور منصوبونسے بھرا ہوا ہے اور لوگونکو ناحق کے خون کرنیکے لئے مامور

کرنا چاہتا ہے تا اُس کا ناک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان عمداً اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا پھر اگر ایسی سازش میں بفرض محال کوئی مُرید شریک ہو تو تمام مُریدوں میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز داخل ہیں۔ بی اے۔ ایم اے اور تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر۔ اور ایک جماعت علماء و فضلاء۔ تو کیا یہ تمام لُچوں اور بدمعاشوں کا گروہ ہے؟ ہم باآواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مُرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہمنے اُسکو لیکھرام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا؟۔ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مُرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے اُنکے پوری ہونیکے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰ مارچ میں سازش کا الزام جو ہمپر لگایا ہے یہ کسقدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں۔ جیسے راجہ رامچندر صاحب۔ اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ اُنکی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اُنھوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اُسکو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر اُنکے چیلے انکو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بدمعاش ڈاکو کیساتھ اور چند بدمعاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مُریدوں کے سلسلے میں جسکے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ حرامزدگی کے کام میلان نہیں کھاتے ہر ایک مرید اس بلند دعویٰ کو دیکھکر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیزگاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اسطرح پورا کرنا چاہے کہ مُریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھسے قصور ہو گیا میری پردہ پوشی کرو جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے؟ کہاں ہے تمھارا پاک کانشنس اے مہذب آریو!؟ اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو؟! ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں

کہ وہ مجھ سے نہین ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدون مین سے دیکھتا ہو کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہو اور وہ اُسکے چھڑانے کے لئے مدد نہین کرتا تو مین تمہین بالکل درست کہتا ہون کہ وہ ہم مین سے نہین ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشون کا ذمہ دار نہین ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کی لالچ سے بچون کا خون کر دیتے ہین۔ ایسی وارداتین اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہین۔ اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کیلئے میرے پاس جمع ہے وہ اسلئے میرے پاس نہین آتے کہ ڈاکوؤن کا کام مجھ سے سیکھین اور اپنے ایمان کو برباد کرین۔ مین حلفاً کہتا ہون اور سچ کہتا ہون کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہین۔ ہان جہانتک ممکن ہے اُنکے عقائد کی اصلاح چاہتا ہون۔ اور اگر کوئی گالیان دیتا ہے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب مین ہے نہ کسی اور عدالت مین۔ اور باین ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اسوقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبون کے دلونکو تسلی دین کہ بدمعاشی کی چالین ہمارا طریق نہین ہین۔ ایک انسان کی جان جانیسے تو ہم دردمند ہین اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونیسے ہم خوش بھی ہین۔ کیون خوش ہین؟ صرف قومون کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچین اور سمجھین کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہین ہے۔ ہمارے دل کی اسوقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اسلئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہین تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیون سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ مین اُسکے لئے دعا کرتا۔ اور مین امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جسکو مین جانتا ہون اُس سے کوئی بات انہونی نہین۔ اور خوشی اسبات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی آتھم کی پیشگوئی پر بھی ستے دوبارہ روشنی ڈالدی۔ کاش اب لوگ سوچین اور سمجھین اور قومون کے درمیان سے بغض اور کینے دور ہو جائین۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنیکے قریب ہے۔

اور اگر اب بھی کسی شک کرنیوالے کا شک دور نہین ہوسکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش مین شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخبارون نے ظاہر کیا ہے تو مین ایک نیک صلاح دیتا ہون کہ جس سے سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہون کہ مین یقیناً جانتا ہون کہ یہ شخص سازش قتل مین شریک یا اسکے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ سچ نہین ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھپر وہ عذاب نازل کر جو ہیبتناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھون سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبون کا اسمین کچھ دخل

متصور ہوسکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بد دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا
کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے
تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا
فیصلہ ہے۔ شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہونچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر
یاد رہے کہ ایسی آزمایش کرنیوالا خود قادیان میں آوے اس کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ جانبین کی تحریرات
چھپ جائینگی۔ اگر خدا نے اسکو ایسے عذاب سے ہلاک کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب
ٹھہرونگا۔ اور تمام دنیا گواہ رہے کہ اس صورت میں اسی سزا کے لائق ٹھہرونگا جو مجرم قتل کو دینی چاہئے
میں اس جگہ سے دوسرے مقام نہیں جا سکتا۔ مقابلہ کرنیوالے کو آپ آنا چاہیئے۔ مگر مقابلہ کرنیوالا ایک ایسا شخص ہو
جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اسکے سخت بیحیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے
ناپاک شبہات کرے میں نے طریق فیصلہ آگے رکھدیا ہے۔ اگر میں اسکے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر
خدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنیوالا بہتان سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو
اس پر لعنت۔ اے شتاب کار لوگو جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر یک نوع انسان
سے ہمدردی ہے اور جہانتک میرے بدن میں طاقت ہے اس ہمدردی کے لئے مشغول ہوں۔ اور میں جیسا کہ
قوموں کا ہمدرد ہوں ایسا ہی گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار اور سچے دل سے اسکا خیر خواہ ہوں اور مفسدہ پردازی سے بیزار ہوں
ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پنڈت لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اسکے وقوع سے
سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی خبر دیگئی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ
الہام ہے لَن ترضیٰ عنک الیہود ولا النصاریٰ۔ وخرقوا لہٗ بنین وبنات
بغیر علم۔ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد
ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ الفتنۃ * ھٰھنا فاصبر کما صبر

* حاشیہ۔ براہین احمدیہ میں تین فتنوں کا ذکر ہے۔ اول بڑا فتنہ عیسائی پادریوں کا جنہوں نے مکاری سے تمام جہان میں
شور مچادیا کہ آتھم کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور یہودی صفت مولویوں اور انکے ہم مشرب مسلمانوں کو ساتھ ملا لیا
دیکھو صفحہ ۲۴۱۔ دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے جس فتنہ کی نسبت
براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں یہ لکھا ہے۔ واذ یمکر بک الذی کفر اوقد لی یا ھامان لعلی اطلع الی

اولوا العزم - قل رب ادخلنی مدخل صدق ولا تیئس من روح اللہ الا ان
روح اللہ قریب - الا ان نصر اللہ قریب - یاتیک من کل فج عمیق - یاتون من کل
فج عمیق - ینصرک اللہ من عندہ - ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء -
لا مبدل لکلمات اللہ - انا فتحنا لک فتحاً مبینا - یعنی پادری لوگ اور یہودی صفت
مُسلمان تجھ سے راضی نہیں ہونگے - اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انھوں نے بنا رکھی ہیں - انکو کہدے
کہ خدا وہی ہے جو ایک ہی اور بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو
اور یہ لوگ مکر کرینگے (یہ آتھم کی ظہور پیشگوئی کیطرف اشارہ ہے) اور خدا بھی مکر کریگا کہ ان کو ذرہ مہلت دیگا
تا اپنے جھوٹھے خیالات سے خوش ہوجائیں - اور پھر فرمایا کہ اسوقت پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں کی
طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا - پس تو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا - اور خدا سے اپنے صدق کا
ظہور مانگ یعنی دُعا کر کہ پیشگوئی کے چھپانے میں جو جو پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں نے لوگوں کو دھوکے
دیئے ہیں وہ دھوکے دور ہوجائیں - اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نومید نہ ہو - کیونکہ خدا کی رحمت

الی موسیٰ - وانی لاظنه من الکاذبین - تبت یدا ابی لھب وتب ما کان له ان
یدخل فیھا الا خائفا - وما اصابک فمن اللہ - الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر
اولوا العزم - الا انھا فتنة من اللہ لیحب حبا جما - حبا من اللہ العزیز الاکرم
عطاءً غیر مجذوذ - یعنی وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک منکر تجھ سے مکر کریگا اور اپنے دوست ہامان کو
کہیگا کہ فتنہ کی آگ بھڑکا کہ میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پانا چاہتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹھا
ہے - ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا اُسکو نہیں چاہیئے تھا کہ تکفیر اور
تکذیب کے امر میں دخل دیتا مگر یہ کہ ڈرتا ہوا ان باتوں کو پوچھ لیتا کہ جو اسکو سمجھ نہیں آتی تھیں - اور تجھے
جو کچھ پہونچیگا وہ خدا کی طرف سے ہوگا - آجکل ایک فتنہ ہوگا پس تجھے صبر کرنا چاہیئے جیسا کہ اولوالعزم
نبی صبر کرتے رہے - یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے خدا کا پیار
جو عزیز اکرم ہے - یہ وہ عطا ہے جو واپس نہیں لیجائیگی - اسوقت مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ الہام میں
ہامان سے مراد نذیر حسین محدث دہلوی ہے کیونکہ پہلے سب سے محمد حسین اسکی طرف التجا لیگیا - اور یہ کہنا
کہ اوقد لی یا ھامان اسکا یہ مطلب ہے کہ تکفیر کی بنیاد ڈالدے تا دوسرے اُسکی پیروی کریں
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذیر حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کرکے نہ مرے - اور ممکن ہے کہ ابولہب
سے مراد بھی نذیر حسین ہی ہو - اور محمد حسین کا انجام اس آیت پر ہو آمنت بالذی آمنت به
بنو اسرائیل کیونکہ بعض رؤیا اس عاجز کی اس تاویل کی موید ہیں - بس خدا کے فضل سے کچھ تعجب

اس ابتلا کے دونوں کے بعد جلد آئیگی - خدا کی نصرت ہر ایک راہ سے آئیگی - لوگ دور دور سے تیرے پاس
آئیں گے - خدا نشان دکھلانے کے لئے اپنے پاس سے تیری مدد کریگا یعنی بلا واسطہ نشان دکھائے گا
اور نیز وہ لوگ بھی مدد کرینگے جنکے دلوں میں ہم خود آسمان سے وحی نازل کرینگے یعنی بعض نشان بالواسطہ
بھی ہم ظاہر کرینگے - مطلب یہ کہ بعض پیشگوئیاں براہ راست ظہور میں آئینگی اور بعض کے ظہور کیلئے
ایسے انسان واسطہ ٹھہر جائینگے جنکے دلوں میں ہم ڈالدینگے - خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلینگی اور کوئی
نہیں جو انکو روک سکے - ہم پادریوں کے مکر کے بعد ایک کھلی کھلی فتح تجھکو دینگے -

ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اول پادری لوگ اور یہود
صفت مسلمان مکر کی رو سے ایک پیشگوئی کی حقیقت کو چھپائینگے تا تیری سچائی چھپی رہے اور ظاہر
نہ ہو - پھر بعد اسکے یوں ہوگا کہ ہم ارادہ فرمائینگے کہ تیری سچائی ظاہر ہو اور تیری پیشگوئی کی حقانیت کھلجاوے
تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کرینگے - ایک وہ جنمیں انسانوں کے افعال کا دخل نہیں - جیسے مذہبی
جلسہ میں **پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب
رہے گا** اور اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں انسانوں کا ذرہ دخل نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا -

---

نہیں کرے یہ متواتر تائیدوں کو دیکھکر آخر توبہ کرے اور یا مارا جائے - تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے لیکھرام
کی موت کا فتنہ ہے یعنی آریوں کی بدگمانیاں اور ضرر رسانی کے لئے پوشیدہ کوششیں جیسا کہ ہ اخبار
میں بھی انکے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۰۵ میں اس فتنہ اور اسکے ساتھ
کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت
نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا - دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا
نے اسکو قبول نہ کیا - لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور
بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا - الفتنة ههنا فاصبر
كما صبر اولوا العزم فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا** - یعنی اسجگہ ایک فتنہ ہوگا پس
صبر کر - اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہیں پاش پاش کردیگا - یہ براہین احمدیہ کے
الہام ہیں - مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے -

سلامت بر تو اے مرد سلامت

بلکہ مخالفانہ کوششیں ہوئیں اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے آخر پیشگوئی کے منشاء کے موافق ہمارا مضمون غالب ہوا اور دوسرا ان الہامات براہین احمدیہ میں یہ وعدہ تھا کہ ہم وہ نشان ظاہر کرینگے جنمیں انسانوں کے افعال کا دخل ہوگا سو اسکے مطابق لیکھرام کی نسبت پیشگوئی ظہور میں آئی۔ کیونکہ یہ نشان بالواسطہ ظاہر ہوا اور کسی نے لیکھرام کو قتل کر دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں کسی انسان کے دلکو خدا نے ابھارا تا اسکو قتل کرے اور ہر ایک پہلو سے اسکو موقعہ دیا کہ تا وہ اپنا کام انجام تک پہونچا وے × پس خدا تعالیٰ نے جو فتح عظیم کے ذکر سے پہلے پیشگوئی کیے ظاہر کرنیکے لئے دو مختلف فقرونکو ذکر فرمایا اول یہ کہ ینصرک اللہ من عندہٖ دوم یہ کہ ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء اس تقسیم کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پادریونکو شرمندہ کرنیکے لئے فرمایا کہ اگر تمنے ہمارے ایک نشان کو مخفی کرنا چاہا تو کیا حرج ہے ہم اسکے عوض میں دو نشان ظاہر کرینگے۔ ایک وہ نشان جو بلا واسطہ ہمارے ہاتھ سے ہوگا اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگونکے ہاتھ سے ظہور میں آجائیگا جنکے دلوںمیں ہم ڈالدینگے کہ تم ایسا کرو تب فتح عظیم ہوگی۔ اب انصاف سے دیکھو اور ایمان سے نظر کرو کہ یہ دونوں نشان یعنی نشان جلسہ مذاہب اور نشان موت لیکھرام ۱۷ برس بعد شائع ہونے براہین احمدیہ کے ظہور میں آئے ہیں۔ کیا یہ انسانکی طاقت ہوسکتی ہے؟

یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب سے پہلے جو اشتہار الہامی شائع کئے گئے تھے انمیں صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ اخبار آبزرور۔ مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار۔ مشیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ صادق الاخبار بہاولپور۔ پس یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا کہ ہر ایک دلکے خواہش کے مخالف اُنسے اقرار کرایا کہ وہی مضمون غالب رہا اور دوسرے نشان میں قاتل کے دلمیں قتل کی خواہش ڈالدی اور اسطرح پر دونوں نشان بلا واسطہ اور بالواسطہ خلق اللہ کو دکھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے مکر کو ایکدم میں پاش پاش کر دیا۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجاتے جبتک خدا ایسے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ کرتا۔ اسی کی طرف وہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۰۵ میں اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ وکان کیدھم عظیما۔ یعنی ممکن نہ تھا کہ نصاریٰ اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکار سے باز آجاتے جبتک انکو کھلا کھلا نشان نہ ملتا۔ اور انکا مکر بہت بڑا تھا۔ پھر بعد اسکے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑجاتا۔ یہ سب اسکی

× پیسہ اخبار اور سول اینڈ ملٹری گزٹ میں لکھا ہے کہ لیکھرام کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا یعنی وہ اس عورت کے کسی وارث کے ہاتھ سے قتل کیا گیا کیسی ذلت کی موت ہوا اور اگر اسی کا نام شہادت ہو تو گویا یوں کہنا چاہیئے کہ وہ کسی عورت کی لگن کی چھری سے شہید ہو چکا تھا آخر یہی چھری بصورت پیدا اسکو لگ گئی۔ اگر قتل کا سبب یہی ہے تو لیکھرام کی پاک زندگی کا خوب ثبوت ہے۔ منہ

اشارہ ہے کہ پادریوں نے آتھم کی پیشگوئی کو بباعث اپنے اخفا کے لوگوں پر مشتبہ کر دیا تھا پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جسکی شوخیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ رجوع کرنیوالا نہیں ایسی ہی مخفی رہجاتی تو تمام حق شناس یاس میں ملجاتا۔ اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک ہوجاتے اور جاہل قریب تھا کہ ہریک بہ بہ یوں کے بجلانے۔ سو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہوا اور سچے دین کی سچائی ظاہر کرنیکے لئے بطور بلیدان کے ہوجائے۔ سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔ ایک انسان کے مارے جانے کی ہمدردی بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلوں کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔ چاہیئے کہ ہریک روح اُس ذات کو سجدہ کرے جس نے ایک بندہ کی جان لیکر ہزاروں مردوں کو زندہ کرنیکی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ "**بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ رب الافواج اسطرف توجہ کریگا** اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں"۔ پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہے وہ یہی ہے جس سے مطابق الہام ہذا کے اعلاء کلمہ اسلام ہوا اور صفحہ ۵۵ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کرونگا۔ اور سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جسکو گیارہ برس ہوگئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر پڑا جو ابتک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے۔!!!

بعض آریہ اخبار والوں نے یہ تعجب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی ہے اور اسکی مدت بتائی گئی۔ دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہوسکتی ہیں جبتک ایک بھاری سازش اسکی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پرچہ ضمیمہ سماچار لاہور ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء اور ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء نے اسبارہ میں بہت زہر اگلا ہے۔ ایڈیٹر انیس ہند اپنے پرچہ کے ۱۳ صفحہ میں یہ بھی لکھتا ہے کہ "ہمارا ماتھا تو اسیوقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے انکی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا؟" اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اسبات کو تنقیح طلب ٹھہراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اسوقت ہم بطور نمونہ بعض

اور پیشگوئیوں کو درج کرتے ہیں تا ان **نظائر** کو دیکھکر آریہ صاحبوں کی **آنکھیں کھلیں** اور وہ یہ ہیں

اول۔ احمد بیگ ہوشیارپوری کی موت کی پیشگوئی جسکی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت ہوجائے گا۔ اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے چنانچہ اسنے اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونیکی مصیبت دیکھی۔ اور پھر اسکی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اسکی نظر کے سامنے وقوع میں آیا۔ اور بعد اسکے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیارپور فوت ہوگیا ☚ اب بتاؤ کہ کیا کسی کی موتیں میرے ایلوفسے کسکے ساتھ سازش ہوئی تھی۔ کیا تب محرقہ کے ساتھ ؟!

دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی رئیس ہوشیارپور کی مصیبت کے بارہ میں تھی جو اسپر ناحق کے خون کا الزام لگایا گیا تھا شیخ مذکور ہوشیارپور میں زندہ موجود ہے اسکو پوچھو کہ کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہونیسے پہلے میں نے **اپنے خدا** سے خبر پاکر کوئی اطلاع اسکو دی ہے یا نہیں ؟

تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خان ج کی نسبت اسوقت کی گئی تھی جبکہ سردار مذکور ایک لمبے الزام میں ماخوذ ہوگیا تھا۔ اب پوچھنا چاہیے کہ کیا درحقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبردہ کی مخلصی کے بارہ میں پیش از وقت کیگئی تھی یا اب بنائی گئی ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے۔

☚ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اسکے داماد کی نسبت۔ اور پیشگوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہوچکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کیوقت موت میں تاخیر ڈالدیجائیگی سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اسوقت اسکی بدقسمتی سے اُسنے اور اُسکے تمام عزیزوں نے پیشگوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کردی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا مونہہ دکھلادیا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایکدو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت ہوگیا۔ تب تو انکی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے انکے کلیجے کانپ اُٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کیوقت خدا اپنی شرط کیموافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ بدیہی طور پر حالات موجودہ کیموافق پوری ہوگئی۔ **اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے**۔ منہ

چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء مین کیگئی تھی کہ انکو کوئی سخت صدمہ پہونچنے والا ہے۔ اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپکو کوئی ایسا سخت صدمہ پہونچا ہے یا نہین جو معمولی ہم و غم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو انکو زیر و زبر کرنیوالا ہو۔

پانچوین پیشگوئی مینے اپنے لڑکے **محمود** کی پیدایش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اسکا نام محمود رکھا جائیگا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہین اور ہزارون آدمیون مین تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد مین پیدا ہوا اور اب نوین سال مین ہے*

چھٹی پیشگوئی **شریف** کے بارہ مین جو میرا تیسرا لڑکا ہے کیگئی تھی۔ اور رسالہ نور الحق مین پیش از وقت خوب شائع ہوگئی تھی۔ چنانچہ اسکے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرے سال کو ختم کرنیوالا ہے۔

ساتوین پیشگوئی اشتہار ۱۸۸۶ء مین دلیپ سنگھ کے بارہ مین تھی جو وہ قصد پنجاب سے ناکام رہیگا اور صدہا ہندو اور مسلمانون کو عام جلسون مین یہ پیشگوئی سنادی گئی تھی۔

آٹھوین پیشگوئی جلسہ مذاہب کے نتیجہ کی نسبت تھی کہ میرا مضمون غالب رہیگا۔ اور یہ اشتہارات لاہور اور دوسرے مقامات مین پیش از وقت ہزارون ہندو و مسلمانون مین تقسیم کر دیے گئے تھے۔ اب سول ملٹری کو پوچھو اور آبزرور سے سوال کرو اور مشیر ہند اور وزیر ہند اور پیسہ اخبار اور صادق الاخبار اور سراج الاخبار اور مخبر دکن کو ذرہ غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔

نوین پیشگوئی قادیان کے ایک ہندو بشمبر داس نام کے ایک فوجداری مقدمہ کے متعلق تھی یعنی بشمبر داس

---

* بعض جاہل محض جہالت سے یہ شبہ پیش کرتے ہین کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اسوقت لڑکی کیون پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہین کہ اس اعتراض مین وہ سراسر خیانت کر رہے ہین۔ اگر وہ سچے ہین تو ہمین دکھلا دین کہ پہلے اشتہار مین یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل مین بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائیگا اور اگر پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت اس اشتہار مین بتلایا نہین گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار نہین تھا کہ جسوقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہان سبز اشتہار مین صریح لفظون مین بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کسقدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔ منہ

بقید ایکسال مقید ہوگیا تھا۔ اور اُسکے بھائی **شرمپت** نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھسے دُعا کی التجا کی تھی اور نیز یہ پوچھا تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا۔ مینے دُعا کی اور کشفی نظر سے مینے دیکھا کہ مین اس دفتر مین گیا ہون جہان اُسکی قید کی مثل تھی۔ مینے اس مثل کو کھولا اور برس کا لفظ کاٹکر اسکی جگہ چھ مہینے لکھدیا اور پھر مجھے الہام الٰہی سے بتلایا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے واپس آئیگی اور برس کی جگہ چھ مہینے رہجائینگی لیکن بری نہین ہوگا۔ چنانچہ مینے یہ تمام کشفی واقعات شرمپت آریہ کو جو اب تک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دئیے۔ اور جب مینے بتلایا اور بعینہٖ وہ باتین ظہور مین آگئین تو اُسنے میری طرف لکھا کہ آپ خدا کے نیک بندے ہو اسلئے اُسنے آپ پر غیب کی باتین ظاہر کردین۔ پھر مینے

نوٹ۔ پنڈت لیکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحبونکو ایک سبق دیتا ہے اور وہ یہ کہ آیندہ کسی نومسلم کے شدھ کرنیکے لئے کوشش نکرین۔ اگر کوئی اسلام مین داخل ہوتا ہے تو اسکو ہونے دین۔ آخر شدھ ہونیوالیکو دیکھ لیا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوا اور دوسرے اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آیندہ یہ خواہشین نکرین کہ کوئی دوسرا لیکھرام یعنی بدزبان پیدا ہو بلکہ اسکا ثانی تلاش کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہے جو پیسہ اخبار اور سفیر مین لکھی گئی ہے یعنی یہ کہ اسکے قتل کا سبب صرف بدکاری ہے اور یہ کام کسی غیرتمند لڑکی کے باپ یا خاوند کا ہے جیسا کہ بقول پیسہ اخبار کثرت رائے اسیطرف ہے تو آیندہ نیک چلن واعظ تلاش کرنا چاہیئے۔! تعجب کی بات ہے کہ جسحالتین بموجب بیان پیسہ اخبار کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ وارداتِ قتل کا موجب کوئی ناجائز تعلق ہے تو کیون اسطرف تحقیقات کیلئے توجہ نہین کیجاتی اور کیون ایسے ہندون سے اظہار نہین لئے جاتے جنکے موُنہہ سے یہ باتین نکلین اور کیا بعید ہے کہ وہی بات ہو کہ ڈھنڈورا شہر مین لڑکا بغل مین۔ منہ

نوٹ۔ بعض حضرات عیسائیون مین سے اعتراض کرتے ہین کہ اگرچہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی مگر ہندوون نے اسکو مرنے کے بعد ذلت کی نظر سے نہین دیکھا۔ ایسا عذر ایک عیسائی کے موُنہہ سے نکلنا نہایت افسوس کی بات ہے۔ بھلا منصف بتلاوین کہ جب ہمنے پیشگوئی کے پورا ہونیکو اسلام کی سچائی کا ایک معیار ٹھہرایا تھا اور خدا نے لیکھرام کو مارکر مسلمانونکی ہندوون پر ڈگری کردی تو اسحالتین نہ صرف لیکھرام بلکہ بحیثیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت مین فرق آگیا۔ رہی لاش کی عزت تو لاش کا ڈاکٹر کے ہاتھ سے چیرا جانا کیا یہ عزت کی بات ہے اور چال چلن کی عزت کا یہ حال ہے کہ پیسہ اخبار ۱۳ مارچ ۱۸۹۷ء مین لکھا ہے کہ "اس شخص کے مارے جانیکے مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا ہے" فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جان بھی گئی اور اکثر شہر کے لوگ اسکی وجہ بدکاری ٹھہراتے ہین۔ منہ

نوٹ۔ ایک نشان عقلمند ونکے لئے یہ ہے کہ شیخ نجفی نے چالیس دن تک مین نشان دکھلانیکا وعدہ کیا تھا۔ اور ہمنے یکم فروری ۱۸۹۷ء سے چالیس دن مین دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ جسکی عبارت یہ ہے۔ اگر نشانے ازما دین مدتے یعنی چہل روز بظہور آمد واز نشان یعنی از شیخ نجفی چیزے بظہور نیامد ہمین دلیل بر صدق ما وکذب شان خواہد بود سو یکم فروری ۱۸۹۷ء سے ۳۵ دن تک یعنی چالیس دن کے اندر نشان موت پنڈت لیکھرام وقوع مین آگیا نجفی صاحب یہ تو بتلادین کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے آجتک کتنے دن گذر گئے ہین۔ افسوس کہ نجفی نے کسی منارہ سے گر کے بھی نہ دکھلایا۔ گرہین لاف وگزاف شیخی است
شیخ نجدی بہتر از صد نجفی است

براہین احمدیہ میں یہ تمام الہام اور کشف شائع کر دیا۔ یہ شخص شرمپت نہایت متعصب آریہ ہے جسکو میرے خیال میں آریہ مذہب کی حمایت میں خدا کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ مگر بہرحال خدا نے اُسکو میرا گواہ بنا دیا۔ اگر میں نے اس قصہ میں ایک ذرہ جھوٹھ بولا ہے تو وہ قسم کھا کر ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کر دے کہ میں پرمیشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بیان سراسر جھوٹھ ہے اور اگر جھوٹھ نہیں تو میرے پر ایک برس تک سخت عذاب نازل ہو✤ پس اگر اُسپر وہ فوق العادت عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اٹھے کہ یہ خدا کا عذاب ہی تو مجھے جس موت سے چاہو ہلاک کرو۔ اسمیں میری طرف سے یہ شرط ہے کہ انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ یہ شخص قوم کی رعایت سے یونہی انکار کر دے۔ یا بغیر اس قسم پیش کردہ کے اشتہار بھی دیدے۔ کیونکہ میں نے اس قوم میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ قسم کھاوے اگرچہ دوسرے آریہ اُسکو ہلاک کر دیں۔ لیکن اگر قسم کھالے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائیگی۔ ایسا نشان دکھائیگی کہ دُنیا میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اور زمین آسمانی نور سے بھر جائیگی۔

دسواں نشان

یہ ہے کہ خدا نے پنڈت دیانند کے مرنے سے تین مہینے یا چار مہینے پہلے اسکی موت کی مجھکو خبر دی اور میں نے اسی آریہ کو جس کا قبل اس سے ذکر ہو چکا ہے خبر دیدی اور نیز اور کئی لوگوں کو اطلاع کی چنانچہ اس الہام کے بعد عرصہ مذکورہ بالا تک پنڈت مذکور کے مرنے کی خبر آگئی یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اگر وہ آریہ منکر ہو تو میرا وہی جواب ہی جو میں پہلے دیچکا ہوں۔

گیارھویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے الہام سے مجھکو خبر دی تھی کہ تجھے زبان عربی میں ایک اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ہے اور اُسکا مقابلہ کوئی نہیں کریگا۔ اس پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں اشارہ ہے جہاں فرمایا ہے اِن ھٰذا الا قول البشر واعانہ علیہ قوم آخرون۔ قل فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک لیکون آیۃ للمومنین۔ یعنی مخالف کہینگے کہ یہ تو انسان

✤ چونکہ شرمپت آریہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے اسمیں ایک ذرہ مبالغہ کی آمیزش نہیں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سراسر کل سچ اور صحیح ہے پس جو شخص میرے پر مبالغہ اور باتکو زیادہ کر دینے کی تہمت لگاوے وہ ظلم کرتا ہے اور ظلم کا علاج وہی ہے جو میں نے لکھدیا ہے۔ منہ

کا قول ہے اور اور لوگوں نے اسکی مدد کی ہے - کہا سپر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھلاؤ -
بلکہ یہ خدا کی رحمت سے ہے - تا وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے اور تا مومنوں کیلئے نشان ہو - یعنی تیری سچائی
پر یہ ایک نشان ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا * - اس عرصہ میں بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں زبان عربی میں
بالتزام محاسن ادب و بلاغت و فصاحت اس عاجز نے لکھیں اور مخالفین کو انکے مقابلہ کیلئے ترغیب
دلائی یہانتک کہ پانچہزار روپیہ تک انعام دینا کیا اگر وہ نظیر بنا سکیں - لیکن وہ بمقابل اُن کتابوں کے
کچھ بھی لکھ نسکے سوا گر یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہ ہوتا تو صدہا کتابیں مقابلہ پر لکھی جاتیں - خصوصاً اس حالت
میں کہ جبکہ اپنے صدق و کذب کا مدار انہیں پر رکھا گیا تھا - اور صاف لفظوں میں کہدیا گیا تھا کہ اگر وہ اس
نشانکو بالمقابل کسی تالیف کے پیش کرنیسے توڑ سکیں تو ہمارا دعوی جھوٹھا ٹھہریگا - لیکن وہ لوگ مقابلہ
سے بالکل عاجز رہے - اور ایسا ہی وہ پادری صاحبان جو ادنیٰ ادنیٰ جاہل مرتد کا نام مولوی رکھدیتے
ہیں اس مقابلہ اور معارضہ سے ایسے عاجز ہوئے جو اسطرف انھوں نے مونہہ بھی نہیں کیا - اور اس
پیشگوئی میں کمال یہ ہے کہ یہ اُن عربی کتابوں کے وجود سے سولہ سترہ برس پہلے لکھی گئی - کیا انسان
ایسا کر سکتا ہے - ؟!!

بارھویں پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۸ اور ۲۳۹ میں لکھی ہے **علم قرآن** ہے اس
پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھکو علم قرآن دیا گیا ہے ایسا علم جو باطل کو نیست
کرے گا - اور اسی پیشگوئی میں فرمایا کہ دو انسان ہیں جنکو بہت ہی برکت دیگئی - ایک وہ **معلم** جس کا
نام **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم ہے - اور ایک یہ **متعلم** یعنی اس کتاب کا لکھنے والا - اور یہ
اُس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے **وآخرین
منھم لما یلحقوا بھم** - یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہیں جو ہنوز ظاہر نہیں ہوئے اور آخری زمانہ
میں اُن کا ظہور ہوگا - یہ آیت **اسی عاجز** کی طرف اشارہ تھا - کیونکہ جیسا کہ ابھی الہام میں
ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ہے - اور یہ
پیشگوئی جو قرآنی تعلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے اسی کی تصدیق کے لئے کتاب کرامات الصادقین

* اسی پیشگوئی کا سوتید براہین احمدیہ کا وہ الہام ہے جہاں لکھا ہے **یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک** - یعنی
اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے یعنے فصاحت بلاغت - منہ

لکھی گئی تھی جسکی طرف کسی مخالف نے رخ نہین کیا - اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ مین میری جان ہے
کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے مین **ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے** -
اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ مینے قرآنی تفسیر کیلئے بار بار انکو بلایا تو خدا اُسکو ذلیل اور
شرمندہ کرتا - سو **فہم قرآن** جو مجھکو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہ کا ایک **نشان** ہے - مین خدا کے
فضل سے امید رکھتا ہون کہ عنقریب **دُنیا دیکھے گی** کہ مین اس بیان مین سچا ہون - اور مولویون کا
یہ کہنا کہ قرآن کے معنے اسیقدر درست ہین جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہین اور اُس سے بڑھکر
بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے - یہ سراسر خیالات باطلہ ہین - ہمارا دعویٰ
ہے کہ قرآن اصلاح کامل اور تزکیہ اتم اور اکمل کیلئے آیا ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کامل سچائیان
اُسکے اندر ہین جیسا کہ فرماتا ہے **فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ** تو اس صورت مین ضرور ہے کہ جہانتک سلسلہ
معارف اور علوم الٰہیہ کا ممتد ہوسکے وہانتک قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہونچا ہوا ہو - اور یہ بات صرف
مین نہین کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکمل الکتب رکھتا ہے
پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الٰہیہ کے بارہ مین کوئی حالت منتظرہ باقی ہوتی جسکا قرآن شریف نے
ذکر نہین کیا تو قرآن شریف کا حق نہین تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتب رکھتا - حدیثونکو ہم اس سے
زیادہ درجہ نہین دیسکتے کہ وہ بعض مقامات مین بطور تفصیل اجمالات قرآنی ہین - سخت جاہل اور
نااہل وہ اشخاص ہین کہ جو قرآن شریف کی تعریف اس طور سے نہین کرتے جو قرآن شریف مین
موجود ہے بلکہ اسکو معمولی اور کم درجہ پر لانیکے لئے کوشش کر رہے ہین - غرض ایک پیشگوئی یہ بھی ہے
جو جناب الٰہی کی طرف سے مجھکو عطا ہوئی جسکا مقابلہ کوئی مخالف نہین کرسکا - اور خدا نے تمام معاندین کو
ذلیل کیا - قرآن کے اعجازی معارف جو غیر محدود ہین انپر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ ظاہر اور معمولی
معنے تو ہر ایک مومن اور فاسق اور مسلم اور کافر کو معلوم ہین اور کوئی وجہ نہین جو معلوم نہ ہون
تو پھر نبیون اور عارفون کو انپر کیا فوقیت ہوئی اور پھر اسکے کیا معنے ہونگے کہ **لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ** -
تیرھوین پیشگوئی وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین لکھی گئی ہے اور وہ یہ ہے

الا انّ نصر اللّٰہ قریب - یاتیک من کل فج عمیق - یاتون من کل فج عمیق - یعنی خدا کی مدد تجھے دور دور سے پہونچے گی اور لوگ دور دور سے تیرے پاس آئینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ ہندوستان کے کنارون تک ہمارے سلسلہ کے مددگار موجود ہیں - اور پشاور سے لیکر بمبئی اور مدراس اور کلکتہ تک لوگ دور دور کا سفر اٹھاکر قادیان میں پہنچتے ہیں اور یہ پیشگوئی سترہ سال کی ہے اور اسوقت لکھی گئی تھی کہ جب اس رجوع خلائق کا نام و نشان نہ تھا - اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ انسان کا فعل ہے؟ کیا انسان اسبات پر قادر ہے کہ ایسی پوشیدہ اور نہاں در نہاں باتیں کہ ایک عمر کے بعد ظاہر ہونیوالی تھیں پہلے سے بتلا دے۔؟!

چودھوین پیشگوئی جو براہین کے اسی صفحہ ۲۳۹ مین ہے یہ ہے - ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ لا مبدل لکلمات اللّٰہ ظلموا وانّ اللّٰہ علی نصرھم لقدیر - یعنی خدا وہ ہے جسنے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے کوئی نہیں جو خدا کی باتونکو ٹال سکے انپر ظلم ہوا اور خدا انکی مدد کریگا - یہ آیات قرآنی الہامی پیرایہ مین اس عاجز کے حق مین ہین اور رسول سے مراد مامور اور فرستادہ ہے جو دین اسلام کی تائید کے لئے ظاہر ہوا - اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے جو اس مامور کو مبعوث فرمایا ہے یہ اسلئے فرمایا کہ تا اسکے ہاتھ سے دین اسلام کو تمام دینون پر غلبہ بخشے اور ابتدا مین ضرور ہے کہ اس مامور اور اسکی جماعت پر ظلم ہو لیکن آخر مین فتح ہوگی اور یہ دین اس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب آجائیگا اور دوسری تمام ملتیں بینہ کے ساتھ ہلاک ہوجائینگی - دیکھو! یہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئی ہے اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو ابتدا سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے حق مین ہے اور اسکے وقت مین پوری ہوگی - اور براہین احمدیہ میں سترہ برس سے مسیح موعود کے دعوے سے پہلے درج ہے - تا خدا ان لوگونکو شرمندہ کرے کہ جو اس عاجز کے دعوی کو انسان کا افترا خیال کرتے ہین - براہین خود گواہی دیتی ہے کہ اُسوقت اس عاجز کو اپنی نسبت مسیح موعود ہونے کا خیال بھی

نہین تھا اور پُرانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے اسیوقت گواہی دی تھی کہ تو
مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے متعلق فرمایا تھا الہام الٰہی نے اس عاجز پر
جمادیا تھا۔ یہانتک کہ اسی براہین احمدیہ مین نام بھی **عیسیٰ** رکھدیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۵۶
براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے **یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین** یعنے اے عیسیٰ مین تجھے طبعی وفات دونگا اور اپنی طرف
اٹھاؤنگا۔ اور تیرے تابعین کو اُن لوگوں پر غلبہ بخشونگا جو مخالف ہونگے اور تیرے تابعین
دو قسم کے ہونگے پہلا گروہ اور پچھلا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اُسوقت نازل ہوئی تھی کہ جب
اُنکی جان یہودیوں کے منصوبوں سے نہایت گھبراہٹ مین تھی اور یہودی اپنی خباثت سے اُن کے
مصلوب کرنے کی فکر مین تھے تا مجرمانہ موت کا داغ انپر لگ کر توریت کی ایک آیت کیموافق
انکو ملعون ٹھہرادین کیونکہ توریت مین لکہا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ چونکہ
صلیب کو جرائم پیشہ سے قدیم طریق سزادہی کی وجہ سے ایک مناسبت پیدا ہوگئی تھی اور
ہر ایک خونی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے ذریعہ سے سزا پاتا تھا اسلئے خدا کی تقدیر نے
راستبازوں پر صلیب کو حرام کردیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ پس یہ عجیب
بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہین ہوا تا اُنکی سچائی عوام کی نظر مین مشتبہ نہ ہوجاے۔

غرض اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ایسے اضطراب کے زمانہ مین تسلی دی تہی
کہ جب یہودی انکے مصلوب کرنیکی فکر مین تھے۔ اب جو یہ آیت براہین احمدیہ مین اس عاجز پر بطور
الہام نازل ہوئی تو اسمین ایک باریک اشارہ یہ ہے کہ اس عاجز کو بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا
کہ **لوگ قتل کرنے یا مصلوب کرانے** کے منصوبے کرینگے تا یہ عاجز جرائم پیشہ کی سزا
پاکر حق مشتبہ ہوجائے۔ سو اس آیت مین اللہ تعالیٰ اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھکر اور وفات دینے کا
ذکر کرکے ایسا فرماتا ہے کہ یہ منصوبے **پیش نہین جائینگے** اور مین اُنکی شرارتوں سے **محافظ**

ہون گا۔ اور اسی الہام کے آگے جو صفحہ ۵۵۷ مین الہام ہے اُسمین ظاہر فرمایا گیا کہ ایسا کب ہوگا اور اُسدن کا نشان کیا ہے۔ یعنے ایسے منصوبے جو قتل کے لئے کئے جائینگے وہ کب اور کسوقت مین ہونگے۔ اور کن امور کا اسسے پہلے ظاہر ہونا ضروری ہے۔ سو اسی الہام کے بعد مین جو الہام ہے اسمین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ **مین اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا** (یہ رافعک الیّ کی تفسیر ہے) **دنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملونسے اُسکی سچائی ظاہر کردے گا**۔ اس الہام مین اللہ تعالٰی نے صاف لفظونمین فرما دیا کہ قتل کی سازشونکا وقت وہ ہوگا کہ جب ایک چمکدار نشان حملہ کی صورت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اس الہام کے بعد جو عربی مین الہام ہے وہ بھی اس مضمون قتل کے فتنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے **الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ فلمّا تجلّی ربّہ للجبل جعلہ دکا۔ قوّۃ الرحمن لعبید اللہ الصمد۔ مقام لاتترقی العبد فیہ بسعی الاعمال**۔ ترجمہ۔ ہے کہ جب یہ چمکتا ہوا نشان ظاہر ہوگا تو اُسوقت ایک فتنہ برپا ہوگا ✤ (یہ وہی فتنہ سازش قتل ہے جسکی مناسبت سے الہام مذکورہ مین اس عاجز کو یا عیسٰی کرکے پکارا گیا تھا یعنے قتل کرنے یا مصلوب کرانے کے ارادہ کا فتنہ) اس الہام مین پہلے اس عاجز کا نام عیسٰی رکھا گیا اور پھر وعدہ کیا گیا ہے کہ مین تجھے وفات دونگا اور وہی آیت جو قرآن شریف مین حضرت عیسٰی کی وفات کے وعدہ

✤ **حاشیہ** ایسا ہی۔ آریون اور ہندؤن نے جسقدر بیجا خفیہ جلسے اور پوشیدہ مشورے اس عاجز کے قتل کے لئے کئے ہین انکی نسبت اسوقت میرے پاس بیاسی کے قریب خط پہونچے ہین۔ بعض اُن مین سے گمنام ہندؤن کے خط ہین اور بعض معتبر مسلمانون کے خط ہین جنکو ان مشورون کی اطلاع ہوئی۔ اسوقت خطوط کی نقل کی اسجگہ ضرورت نہین وہ سب میرے پاس محفوظ ہین۔ لیکن ہندو اخبار مین سے کچھ بطور نمونہ نقل کرتا ہون تا معلوم ہو کہ وہ ابتلاء جو یہود کی شرارتونسے حضرت عیسٰی کو پیش آیا تھا وہی مجھکو پیش آگیا۔ اور اس فتنہ کے لفظ سے جو الہام **الفتنۃ ھھنا** مین پایا جاتا ہے وہی ابتلا مراد ہے۔ اور اسی بنا پر معہ بعض دوسری وجوہ کے اس عاجز کا نام عیسٰی رکھا گیا۔ یہود کا فتنہ دو حصہ پر مشتمل تھا ایک وہ حصہ تھا جو حضرت عیسٰی

کے متعلق ہے اس عاجز کے حق میں الہام ہوئی یعنی **یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ**۔ اور جیسا کہ ابھی میں لکھ چکا ہوں اس بشارت کی حضرت عیسیٰ کے حق میں بھی ضرورت پڑی تھی کہ اُس وقت یہودیوں کی ہر روز کی دھمکیوں سے اُنکی جان خطرہ میں تھی۔ اور یہودی لوگ ایک ایسی موت کی انکو دھمکی دیتے تھے جس موت کو ایک مجرمانہ موت سمجھ سکتے ہیں۔ اور جس پر توریت کے رو سے بھی راستبازی کی شان کو دھبہ لگتا ہے

کے قتل کے لئے انکے اپنے منصوبے تھے۔ اور دوسرا وہ حصہ تھا کہ جو وہ گورنمنٹ رومیہ کو حضرت عیسیٰ کی گرفتاری اور قتل کیلئے افروختہ کرتے تھے۔ سو ان دونوں میں بھی وہی معاملہ پیش آیا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ وہاں یہود تھے اور یہاں ہنود۔ سو پہلا حصہ جو قتل کیلئے خانگی سازشیں ہیں ان کا نمونہ ایم آر بشیشر داس کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے جو اُسنے اخبار آفتاب ہند مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۵ پہلے کالم میں چھپوایا ہے جس کا عنوان یہ ہے **"مرزا قادیانی خبردار"** اور پھر بعد اسکے لکھا ہے کہ "مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے بکری کی ماں کب تک خیر منا سکتی ہے آجکل ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی نہ ہو جاوے" اور پھر اخبار رہبر ہند لاہور ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں صفحہ ۱۴ پہلے کالم میں لکھا ہے "کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائینگے"۔

حاشیہ در حاشیہ

اور دوسرا حصہ جو گورنمنٹ کے افروختہ کرنیکے متعلق ہے اسکے اخبارات مفصلہ ذیل ہیں جو ہندؤں کی طرف سے نکلے ہیں بیان ہے۔ چنانچہ اخبار پنجاب سماچار ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء جو ایک ہندو پرچہ لاہور سے نکلتا ہے اسطرح اپنے صفحہ پانچ میں گورنمنٹ کو افروختہ کرتا ہے۔ "سب سے اول اس خیال کو (یعنے سازش قتل کے خیال کو) پیدا کرنیوالی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی ہے" پھر اسی اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے کہ "مرزا صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پنڈت جی کی موت دوسری شوال کو ہوئی تھی" یعنے پیشگوئی میں جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور ویسا ہی وقوع میں آیا تو بس یہ کافی دلیل ہے کہ پیشگوئی کرنے والے کی سازش سے یہ قتل ظہور میں آیا۔ پھر یہی اخبار ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں لکھتا ہے "ایک حضرت نے (یعنے اس عاجز نے) اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیح میں یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا" اب یہ پرچہ عید کے دن کا نام لیکر گورنمنٹ کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایسا پتہ دینا انسان کے منصوبہ پر دلالت کرتا ہے۔ مگر عید کا دن بیان کرنے میں غلطی کرتا ہے۔ الہام الٰہی میں دوسری شوال کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۱۔ پھر

---

۱ خدا تعالیٰ نے الہام میں لیکھرام کا نام **عجل جسد له خوار** رکھا ہے یعنی گوسالہ سامری۔ اسمیں بھی یہی اشارہ ہے کہ عید کے دنوں میں وہ ہلاک ہوگا کیونکہ توریت میں اینک لکھا ہوا موجود ہے کہ سامری کا گوسالہ بھی عید کے دن نیست و نابود کیا گیا تھا۔ اور عید کا دوسرا دن بھی عید کے حکم میں ہے۔ منہ

اسلئے خدا تعالی نے ایسے پُر خطر وقت مین ایسی پلید اور لعنتی موت سے انکو بچا لیا - پس اس الہام مین جو اسی آیت کیساتھ اس عاجز کو ہوا یہ ایک نہایت لطیف پیشگوئی ہے جو آتھم کے دفن سے ستره۱ برس پہلے کیگئی

اسی پرچہ کے صفحہ ۲ مین لکھتا ہے "وہ قتل کیلئے آدمی مقرر کیا گیا ادھر سے مصنف موجود سمیر کی پیشگوئی بھی قریب تھی کیونکہ فاتح ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا اور ۶ مارچ سنہ حال آخری عید چھٹے سال کی تھی" اسمین جو بعض غلطیان ہین حاجت بیان نہین - بہرحال اس تقریب سے اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ منصوبہ مقرر کیا گیا تھا کہ عید پر یا عید کے قریب قتل کیا جائے - پھر اسی خیال کو قوت دینے کیلئے اسی اخبار مین لکھتا ہے کہ "یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے جسکی تجاویز امرتسر ۔ گورداسپور کے نزدیک اور ادھر دہلی اور بمبئی کے اردگرد مدت سے ہو رہی تھین - کیا یہ غیر اغلب ہے کہ اس سازش کا جنم اُن اشخاص سے ہوا ہو کہ جو علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالینگے اور مزید برآن یہ کہ پنڈت اس عرصہ مین اور فلان دن ایک دردناک حالت مین مرے گا - کیا آریہ دھرم کے مخالف یعنا ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہین ہے" اسمین گورنمنٹ کو یہ پرچہ یہ جتلانا چاہتا ہے کہ کیا ایسا شخص جسنے میعاد مقرر کردی قتل کا دن بتلادیا اور زبان سے کہدیا کہ فلان دن مرے گا اسکو قتل کے منصوبہ مین کچھ سازش نہین ؟ پھر ایک اخبار جسکا نام اخبار عام ہے اسکے پرچہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ مین لیکھرام کے قاتل کی نسبت لکھا ہے "در کر طرح طرح کی افواہین مشہور ہین - اور قادیانی صاحب کا رویہ سب سے نرالا ہے . . . . سخت افسوس سے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جب الہام کے زور سے انھون نے لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بتلا دین کہ قاتل اسکا کون ہے" پھر ایڈیٹر اخبار عام اپنے پرچہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء مین لکھتا ہے کہ "اگر ڈپٹی صاحب یعنی آتھم کے ساتھ ایسا واقعہ ہوجاتا جس کا خمیازہ لیکھرام کو بھگتنا پڑا تب اور صورت تھی" یعنے اس حالت مین گورنمنٹ پیشگوئی کرنے والے سے ضرور مواخذہ کرتی - ایسا ہی انیس ہند میرٹھ لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ کرکے اپنے پرچہ مارچ مین لکھتا ہے کہ "ہمارا ماتھا تو اسیوقت ٹھنکا تھا کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے لیکھرام کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی کیا اسکو علم غیب تھا" اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخبارون مین متفرق طریقون سے اپنے مفسدانہ خیالات کو ظاہر کیا ہے - اور مین سمجھتا ہون کہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ پنجاب مین انکے ان مفسدانہ منصوبون کا ایسا شور پڑا ہوا ہے کہ شاذ و نادر کوئی ان سے بے خبر ہوگا - منہ

اور یہ باآواز بلند بتلا رہی ہے کہ وہی واقعہ اسجگہ بھی پیش آئیگا۔ اور اس عاجز کو عیسیٰ کے نام سے مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اے عیسیٰ مین تجھے وفات دون گا اور اپنی طرف اٹھاونگا۔ یہ درحقیقت اُس واقعہ کا نقشہ دکھلاتا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا اور وہ واقعہ یہ تھا کہ یہود نے اس ارادہ سے اُنکو قتل کرنا چاہا تھا کہ اُن کا کاذب ہونا ثابت کرین۔ اور اُنھون نے یہ پہلو ہاتھ مین لیا تھا کہ ہم صلیب کے ذریعہ سے اُسکو قتل کرینگے۔ اور مصلوب لعنتی ہوتا ہے۔ اور لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بے ایمان اور خدا سے برگشتہ اور دور اور مہجور ہو۔ اور اسطرح پر اُن کا کاذب ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور خدا نے اُنکو تسلی دی کہ تو ایسی موت سے نہین مریگا جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ تو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور ہے بلکہ مین تجھے اپنی طرف اٹھاؤن گا یعنی زیادہ سے زیادہ تیرا قرب ثابت کرون گا ✤ اور یہود اپنے اس ارادہ مین نامراد رہینگے۔ پس لفظ رفع کے مفہوم مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بھی ایک پیشگوئی مخفی تھی کیونکہ جس سچائی کے زیادہ ظاہر ہونے کا وعدہ تھا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے وقوع مین آئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے ایک سچے نبی کو بغیر شہادت کے نہ چھوڑا۔

غرض یہی پیشگوئی اس عاجز کی نسبت براہین احمدیہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے موجود ہے اور آج سے سترہ برس پہلے شائع ہو چکی۔ سو یہ الہام وہی شان نزول اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت مسیح کے متعلق ہونیکی حالتین اُسکے ساتھ تھی یعنے جیسا کہ اسوقت مین یہ وحی اسی غرض سے حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی کہ اُنکو پیش از وقت خبر دیجائے کہ تیری نسبت قتل کے منصوبے ہونگے اور مین تجھکو بچا لون گا اسی غرض سے یہ الہام بھی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ اسوقت قتل کے

✤ حاشیہ۔ یہ وعدہ اس عاجز کو بھی دیا گیا کہ مین تجھے وفات دون گا اور اپنی طرف اٹھاؤن گا چنانچہ اُسی آیت کو بطور الہام اس عاجز کے حق مین بھی نازل فرمایا ہے جس سے ہمارے علماء رفع عنصری مراد لیتے ہین۔ اور مین دلائل سے ثابت کر چکا ہون کہ یہ آیت میرے حق مین بھی الہام ہوئی ہے۔ تو اب کیا میری نسبت بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مین معہ جسم عنصری آسمان کی طرف اٹھایا جاؤن گا۔ اگر کہو کہ تمھارا الہام ثابت نہین تو یہ عذر فضول ہوگا کیونکہ جس لطیف پیشگوئی پر یہ الہام مشتمل ہے وہ ظہور مین آ گئی ہے پس اسی دلیل سے الہام کا سچا ہونا ثابت ہو گیا۔ منہ

منصوبے کرنیوالے یہود تھے اور اب ہنود ہیں۔ اور یہود نے حضرت مسیح کی تکذیب کے لئے یہ پہلو سوچا تھا کہ اُنکو مصلوب کرکے توریت کے رو سے اُن کا لعنتی ہونا کھل جائیگا اور سچا پیغمبر لعنتی نہیں ہوسکتا۔ پس اسطرح پر اُنکا جھوٹا ہونا دلوں پر جم جائیگا۔ اور ایسی ذلت کیساتھ زندگی کا خاتمہ ہوکر پھر اُن کا کوئی بھی نام نہیں لیگا۔ اسی ذلت کی موت کا بھاری غم تھا جسنے تمام رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دعا کرنیکا جوش دیا اور عین صلیب کے وقت " ایلی ایلی لما سبقتنی " اُنکے مونہہ سے کہلایا۔ ورنہ ایک نبی کو اپنی موت کا کیا غم ہوسکتا ہے۔ یہ بہادر قوم تو موت کے غم کو پیروں کے نیچے کچلتی ہے۔ ایسا ڈر نبی کے دل کی طرف کیونکر منسوب کرسکیں بلکہ لعنت کے فتنہ کا ڈر تھا جو اُنکے دلکو کھا گیا تھا۔ آخر اُس راستباز کو خدا نے بچا لیا۔ اور براہین احمدیہ کی اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ یہی منصوبہ تمہارے لئے ایک قوم کریگی۔ چنانچہ ان دنوں میں لیکھرام کی موت کے بعد ہنود نے یہی کیا اور کر رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے میری تکذیب کیلئے یہ دوسرا پہلو سوچا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اسکو بھی عید کے قریب قریب قتل کردیں اور اسطرح پر الہی پیشگوئیکو برباد کرکے دلوں سے اسلامی عظمت کو مٹا دیں اور لوگونکو اسطرف توجہ دلا دیں کہ جیسا کہ لیکھرام ایک پیش از وقت پیشگوئی کیمواقق قتل ہوگیا ایسا ہی یہ شخص بھی پیش از وقت ہماری پیشگوئی کیموافق قتل ہوگیا پس اگر وہ خدا کا الہام ہوسکتا ہے تو ہماری بات کو بھی خدا کا الہام کہنا چاہیے۔ سو اسطرح پر دُنیا میں ایک گڑبڑ پڑ جائیگا اور لوگ ہندوؤں کے ایک مُردہ کے مقابل مسلمانوں کے ایک مُردہ کو دیکھکر اس نتیجہ تک پہونچ جائینگے کہ دونوں انسانی منصوبے ہیں۔ اور اسطرح پر بآسانی اس شخص کا کاذب ہونا ثابت ہو جائیگا۔ سو یہود اور ہنود تکذیب کی مدعا میں واحد ہیں صرف جُدا جُدا دو پہلو انکو سوجھے۔ پس خدا نے اسوقت سے سترہ برس پہلے سمجھا دیا کہ جیسا کہ یہود اپنے ارادہ میں ناکام رہے ہنود بھی اپنے ارادہ میں ناکام رہینگے اور صاف لفظوں میں سمجھا دیا کہ یہ منصوبہ قتل اُسوقت ہوگا کہ جب ایک چمکتا ہوا نشان حملہ کے رنگ میں ظہور میں آئیگا اور اس حملہ کے بعد ایک فتنہ ہوگا اُسی فتنہ کی مشابہ جو مسیح کی نسبت ہوا تھا۔ اور پھر اسی الہام کیساتھ عربی میں الہام ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ خدا مُشکلات کے پہاڑ دور کردیگا اور یہ سب رحمان کی قوت سے ہوگا۔

اور پھر اسی الہام کی تائید میں براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں ایک الہام ہے جسمیں

ہندؤن اور عیسائیون کیلئے ایک کھلے کھلے نشان کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے **لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ وکان کیدھم عظیما۔** یعنی مُشرک اور عیسائی بجز ایک کھلے کھلے نشان کے اپنی تکذیب سے باز آنیوالے نہین تھے اور اُن کا مکر بہت بڑا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ اگر خدا ایسا نکرتا تو دُنیا مین اندھیر پڑجاتا۔ یہ وہی کھلا کھلا نشان ہے جسکو دوسری جگہ چمکار کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو لیکھرام کی موت کا نشان ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے اس نشان کو ظاہر کیا ہے کیونکہ اس پیشگوئی مین میعاد بتلائی گئی تھی۔ عید کا دوسرا دن بتلایا گیا تھا۔ اور موت بذریعہ قتل بتلائی گئی تھی۔ اور کشفی عبارت صاف بتلاتی تھی کہ موت اتوار کو ہوگی اور رات کیوقت ہوگی۔ سو یہ ساری باتین اسیطرح ظہور مین آگئین جیسا کہ پہلے سے کہی گئی تھین۔ اور ہندوون کا سازش کا الزام اور قتل کرنیکے ارادہ کا الزام اس پیشگوئی کی صفائی پر کچھ غبار نہین ڈال سکتا۔ کیونکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہین کہ براہین احمدیہ مین یہ پیشگوئی موجود ہے کہ اس نشان کے ظہور کیوقت ایک فتنہ ہوگا اور وہ فتنہ اُس فتنہ سے مُشابہ ہوگا کہ جو حضرت عیسیٰ کی نسبت یہود نے اُٹھایا تھا۔ یعنی یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے مصلوب کروانیکی کوشش یا خود قتل کرنیکا منصوبہ کرنا۔

اور اسجگہ یاد رہے کہ جو کچھ ہندو اور ہمارے دوسرے مخالف اس پیشگوئی پر گرد و غبار ڈالنا چاہتے ہین **ایسا کبھی نہین ہوگا** کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اسلئے خدا تعالیٰ اسکو ہرگز ضائع نہین کریگا۔ بلکہ وہ روز بروز اسکی صفائی ظاہر کریگا۔ اور جیسے جیسے لوگونکو یہ پیشگوئی سمجھ آتی جائیگی ویسے ویسے اسکی طرف کھینچے جائینگے۔ کیا اس پیشگوئی کی عظمت کیلئے یہ کافی نہین کہ علاوہ ان تمام تصریحات کے جو اس پیشگوئی مین موجود ہین براہین احمدیہ مین بھی سترہ برس پہلے اس واقعہ سے اس پیشگوئی کی خبر دیگئی ہے۔

پندرھوین پیشگوئی ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو **نہایت صفائی** سے پوری ہوگئی۔ آتھم مذکور کی نسبت پیشگوئی کے الہام مین صاف طور پر یہ **شرط** تھی کہ اگر حق کیطرف رجوع کریگا تو موت مین تاخیر ڈالدیجائیگی۔ چنانچہ اُسنے پیشگوئی کی میعاد مین اپنے اقوال اور افعال سے حق کی طرف رجوع کرنا ثابت کر دکھلایا۔ اُسنے نہ صرف خوف کا اقرار کیا بلکہ وہ پیشگوئی کی میعاد مین اپنے گوشہ خلوت مین مردہ کیطرح پڑا رہا*۔ اس عرصہ مین ایکمرتبہ اُسکو بخار آیا تو وہ روتا ہوا بولا کہ

* آتھم پیشگوئی کی میعاد مین جو پندرہ مہینے تھی اپنی پہلی عادتین یعنی مباحثات اور مناظرات سے ایسا دستکش ہوگیا کہ گویا بغیر اسکی تمام پہلی زندگی مین ہوبہو باقی رہ جاتی اُسنے اس میعاد مین بقدر ایک سطر بھی کوئی مخالفانہ مضمون نہین نکالا۔ پس یہ نہایت صاف اور واضح ثبوت اسبات پر ہے کہ وہ ایام پیشگوئی مین اپنی قدیم عادتون سے رُکا رہا۔ اور وہی رجوع تھا جو شرط تھی۔

ہاتھ مین پکڑا گیا۔ اُسنے میعاد کے اندر تمام مباحثات چھوڑ دیئے گویا اُسکے مونہہ مین زبان نہ تھی
میعاد کے دنون مین اُسنے اپنی عجیب تبدیلی دکھلائی کہ گویا یہ وہ آتھم ہی نہین ہے۔ پس اگرچہ یہ
تبدیلی اور ہراس اور غم کہ اُسکے چہرہ سے نمایان تھا رجوع کیلئے کافی دلیل تھی۔ لیکن اس سے بڑھکر
اُسنے یہ بھی ثبوت دیدیا کہ مینے اُسکو کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تو میعاد کے اندر
ضرور ڈرتا رہا اور عیسائیت کے بیباکانہ طرز سے ضرور دستکش ہوکر ہیبت اسلام سے متاثر ہوگیا
تھا جو رجوع کے اقسام مین سے ایک قسم ہے اور اگر یہ بات صحیح نہین ہے تو تجھے قسم کھانا چاہیئے
جسپر ہم چار ہزار روپیہ بلا توقف تجھے دیدینگے۔ لیکن اُسنے قسم نہ کھائی اور نہ نالش سے اپنے
اُن جھوٹے الزامونکو ثابت کیا جو اپنے خوفکی بنا ٹھہرائی تھی۔ یعنے یہ الزام کہ گویا ہمنے ایک سانپ تعلیم
یافتہ اُسکی طرف چھوڑا تھا اور بعض مسلح سپاہی بھیجے تھے۔ پس اُسکی اس کاروائی سے صاف طور پر
ثابت ہوگیا کہ ضرور اُسنے رجوع کیا۔ اور الہامی عبارت مین یہ بھی تھا کہ اگر رجوع پر قائم نہ رہیگا اور
حق کو چھپائیگا تو جلد مرجائیگا۔ چنانچہ وہ حق کا اخفا کرکے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے
اندر فوت ہوگیا۔ الہام کیموافق اُسکا مرنا بھی صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ صرف رجوع کے باعث سے
کچھ دنونتک زندہ رہ سکا تھا۔ یہ کیسی صاف بات ہے کہ الہام الٰہی مین آتھم کیلئے ایک زندہ رہنے
کا پہلو تھا اور ایک مرنیکا پہلو۔ سو خدا نے پیشگوئی کے الفاظ کیمطابق دونون پہلونکو پورا کرکے دکھلادیا
کیا زندہ رہنے کا پہلو جو شرط الہامی ہے پیچھے سے بنا دیا ہے اور پہلے الہام مین درج نہین تھا؟
اگر ایسی ہی سمجھ ناقص ہے تو ایک موٹے طور پر سمجھ لو کہ الہام کے لفظونمین ہاویہ کا ذکر تھا اور ہاویہ
کا کمال موت سے تعبیر کیا گیا تھا۔ اب سچ کہو کہ کیا آتھم پیشگوئی کی میعاد کے اندر بے چینی مین نہین رہا
جو ہاویہ کا مصداق ہے؟ کیا کہہ سکتے ہو کہ وہ آرام اور تسلی سے رہا؟ کیا یہ سچ نہین کہ وہ میعاد
سے خارج ہوکر اور عیسائیت پر اصرار کرکے ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ تک مرگیا؟
کیا دکھلا سکتے ہو کہ ابتک وہ کہین زندہ بیٹھا ہے؟ کیا یہ ایسی باتین ہین جو کسیکو سمجھ نہین آسکتین؟
سو انکار پر اصرار اگر بے ایمانی نہین تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کسی پہلو سے خوش
نہین ہوسکتی۔ آتھم نے نرمی اور شرم اختیار کی اور اُسکا دل خوف سے بھر گیا سو خدا نے الہام
کی شرط کے موافق خوف کے ایام مین اسکو مہلت دیدی مگر دنیا کے لوگون نے پھر یہی کہا کہ

دو آتھم کیون نہین مرا" اور لیکھرام نے کچھ خوف نکیا اور شوخی دکھلائی اسلئے خدا تعالی نے ٹھیک
ٹھیک میعاد کے اندر اسکو ہلاک کیا اور دنیا کے لوگون نے کہا کہ وہ کیون لیکھرام مرگیا ضرور کوئی
خفیہ سازش ہو گی"۔ سو وہ جو میعاد کے اندر مرنیسے بچایا گیا اسپر بھی مخالفونکا شور اٹھا کہ کیون
بچایا گیا اور جو میعاد کے اندر پکڑا گیا اسپر بھی شور اٹھا کہ کیون پکڑا گیا۔

اور جیسا کہ لیکھرام کی نسبت سترہ برس پہلے براہین احمدیہ مین خبر موجود ہے ایسا
ہی آتھم کی نسبت بھی براہین احمدیہ مین خبر موجود ہے۔ جو شخص براہین احمدیہ کا صفحہ ۲۴۱ غور
سے پڑھیگا اسکو اس بات کو ماننا پڑیگا کہ درحقیقت براہین احمدیہ مین اس فتنہ نصاریٰ کی جو آتھم
کی میعاد گذرنے کے بعد ظہور مین آیا خبر دیگئی ہے۔ ان باتو نپر غور کرنیسے ایک ایماندار کا ایمان
قوت پاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف دن بدن بے ایمانی مین بڑھتے جاتے ہین
نہ معلوم انکی قسمت مین کیا لکھا ہے۔ مولویونکی حالت پر تو بہت ہی افسوس ہے کہ انکو آثار نبویہ
کے ذریعہ سے آتھم کی پیشگوئی کی نسبت خبر دیگئی تھی مگر انھون نے اس خبر کی بھی کچھ پروا نہین
کی۔ ایک دانشمند انسان جب براہین احمدیہ کو کھول کر صفحہ ۲۴۱ مین نصاریٰ کے ذکر اور انکے
مکر اور حق پوشی کی پیشگوئی کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا ۲ **الفتنة ههنا فاصبر کما صبر
اولوا العزم** اور پھر آگے چلکر جب پانسو گیارہ ۵۱۱ صفحہ پر ایک مفتری اور بیباک مسلمان کے ذکر
کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا ۲ **الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولوا العزم** اور پھر آگے
چلکر جب صفحہ ۵۵۷ مین ایک چمکتے ہوئے نشان کے ذکر کے بعد پھر اس الہام کو پڑھیگا
الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ تو ان تین فتنون کے تصور سے جو صفحہ
۲۴۱۔ اور صفحہ ۵۱۱۔ اور ۵۵۷ براہین احمدیہ مین اسوقت سے سترہ برس پہلے لکھی ہوئی
ہین طبعاً اسکے دل مین ایک سوال پیدا ہوگا کہ یہ تین فتنے کیسے ہین جنمین سے ایک عیسائیون
سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کسی منصوبہ باز مسلمان سے اور ایک کھلے کھلے نشان کے ظہور
کے وقت سے۔ اور پھر جب واقعات کی تلاش مین پڑیگا تو وہ تین بھاری بلوے اسکی نظر کے
سامنے آجائینگے جو ہر ایک انمین سے فتنہ عظیم کہلانے کا مستحق ہے۔ تب خدا کا عمیق علم دیکھکر
ضرور سجدہ کریگا جسنے اسوقت یہ خبرین دین جبکہ ان تینون فتنونکا **نام و نشان نہ تھا**۔
اگر یہ تینون فتنے چیستان کیطرح کسی واقعات کے جاننے والے کے سامنے پیش کیجائین

توقی الفور وہ جواب دیگا کہ ایک فتنہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کا ہے جو عیسائیون اور اُنکے حامی بخیل مسلمانون سے ظہور مین آیا جیسے اُن مسلمانونسے جن کا نام اس پیشگوئی مین یہود رکھا ہے۔ اور دوسرا فتنہ محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ ہے۔ اور تیسرا وہ فتنہ جو ہندوؤنکی طرفسے نشان الہی کے ظہور کے بعد وقوع مین آیا۔ یہ تین فتنے ہین جو پرشور بلوہ کی طرح ظہور مین آئے جنکی خدا نے سترہ برس پہلے خبر دیدی تھی۔ !!!

اس باتسے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ ان تینون فتنونمین سے کوئی فتنہ بھی قومی شور وغوغا سے خالی نہ تھا اور ہر ایک مین انتہائی درجہ کا جوش بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک مین غیر معمولی غل غپاڑہ اٹھا تھا۔ چنانچہ عیسائیون کا فتنہ اُسوقت وقوع مین آیا تھا جب آتھم میعاد پیشگوئی کے بعد زندہ پایا گیا۔ پادریونکو **خوب معلوم تھا** کہ الہامی پیشگوئی مین صریح شرط تھی کہ آتھم رجوع کی حالتمین جو ایک دلی فعل ہے میعاد مین مرنیسے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور یہ بھی وہ خوب جانتے تھے کہ آتھم پیشگوئی کی ہیبت سے ضرور ڈرتا رہا۔ اور وہ ایام میعاد مین عیسائیت کے تعصب پر قائم نہین رہ سکا۔ اور انکی مجلسونسے بھاگ کر فیروزپور کے گوشہ خلوت مین جا بیٹھا۔ اور نیز انکو خوب معلوم تھا کہ ایک دفعہ بیماری کیوقتمین اُسنے یہ بھی کہا کہ "مین پکڑا گیا" اور خوب جانتے تھے کہ فطرتاً اُسکی روح ڈرنیوالی تھی۔ اور انھین کماحقہ اس بات کا علم تھا کہ اُسنے اپنی حرکاتسے خوف ظاہر کیا استقامت ظاہر نہین کی۔ اور پہلی وضع متعصبانہ کو ایسا بدل دیا کہ اثناء میعاد مین دین اسلام کی مخالفت مین کبھی دو سطر کا مضمون بھی کسی اخبار مین نہین چھپوایا اور نہ کوئی رسالہ نکالا جیسا کہ اُسکی قدیم سے عادت تھی اور نہ کسی مسلمان سے بحث کی بلکہ اسطرح پر دنونکو گذارا جیسا کہ کسی نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہ کھائی۔ اور مارٹن کلارک سر پیٹ پیٹ کر رہ گیا مگر نالش نکی اور تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ الزامونکو ثابت نکر سکا۔ ان تمام وجوہات سے پادری صاحبونکو یقینی علم تھا کہ وہ بزدل اور ڈرپوک نکلا۔ اور میعاد کے بعد بھی وہ اپنا قصہ یاد کر کے رویا لیکن پادریون نے خدا تعالیٰ کا خوف نکیا اور امرتسر کے بازارون مین اُسکو لئے پھرے کہ دیکھو آتھم صاحب زندہ موجود ہے اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ بہت سے پلید طبع مولوی جو نام کے مسلمان تھے اور چند نالائق اور دنیا پرست اخبار والے اُنکے ساتھ ہوگئے اور لعن طعن اور تکذیب اور

تیراباز ہی ہین اُنکے بھائی بن بیٹھے اور بڑے جوش سے اسلام کی ہتک کرائی۔ پھر کیا تھا عیسائیونکو اور بھی موقعہ ہاتھ لگا۔ پس انھون نے پشاور سے لیکر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہرون تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبارون والے اُنکے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ مین ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔ انپر آسمان سے خدا کی لعنت برس رہی تھی مگر انکو نظر نہین آتی تھی۔ اسوقت وہ غضب الٰہی کے نیچے تھے۔ مگر نفسانی جوش کے گرد وغبار سے اندھے کیطرح ہو رہے تھے۔ یہ لوگ اسوقت شیطانی آواز کے مصدق تھے اور آسمان کی آواز کی کچھ پرواہ نتھی۔ انھین دنونمین ایک بے نصیب نالائق مسلمان ایڈیٹر نے لاہور سے اپنے اخبار مین آتھم کو مخاطب کر کے اور میرا نام لیکر لکھا کہ آتھم صاحب خلق اللہ پر احسان کرینگے اگر نالش کر کے اس شخص کو سزا دلائینگے۔ اس نادان نے اپنے ان پرجوش لفظون سے مُردہ کو بلانا چاہا۔ مگر چونکہ وہ مر چکا تھا اسلئے ہل نسکا۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مین خود چاہتا تھا کہ اگر آتھم نے قسم نہین کھائی تو بارے نالش ہی کرتا۔ مگر آتھم تو مردہ تھا۔ زندہ خدا کی پیشگوئی کا رُعب اسکو ہلاک کر گیا تھا گو بظاہر جیتا نظر آتا تھا۔ مگر اسمین جان نتھی۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر یہ سب لوگ اُسکو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتے تب بھی وہ کبھی نالش نکرتا۔ اور اگر مین ایک کروڑ روپیہ بھی اُسکو دیتا تو کبھی قسم نہ کھاتا۔ اسکا دل میرا قائل ہو گیا تھا اور زبانپر انکار تھا۔ اور مین خوب جانتا ہون کہ اس معاملہ مین آتھم سے زیادہ میری سچائی کا اور کوئی گواہ نتھا۔ غرض پادریون نے آتھم کے معاملہ مین حق پوشی کر کے بہت شوخی کی اور امرتسر سے شروع کر کے پنجاب اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہرونمین ناچتے پھرے اور بہروپ نکالے اور ایسا شور وغوغا کیا کہ ابتداء عملداری انگریزی سے آجتک اسکی کوئی نظیر نہین ملسکتی۔ اور اس جھوٹی خوشی مین جسکے مقابل انھین کا کانشنس اُنکے مونہہ پر طمانچے مارتا تھا بہت برا نمونہ دکھایا۔ اور گندی گالیونسے بھرے ہوئے میری طرف خط بھیجے اور وہ شور کیا اور وہ شوخی ظاہر کی کہ گویا ہزارون فتح انکے نصیب ہو گئین اور ہزارون اشتہار چھپوائے اگرچہ پہلے بھی اتنے اور اسقدر جوش کیساتھ **آتھم کا مُردہ جنبش نکرسکا** اور اس جھوٹی فتح کی خوشی مین اُسنے کوئی دو ورقہ رسالہ بھی شائع نکیا۔ بلکہ ایک اخبار مین شائع کر دیا کہ یہ تمام فتنہ اور شور وغوغا جو عیسائیونکی طرف سے ہوا یہ میرے خلاف مرضی ہوا مین انکے ساتھ متفق نہین۔ اور گو سچی گواہی کو چھپایا مگر مخالفانہ تیزی اور چالاکی سے بھی چپ رہا یہانتک کہ الہام الٰہی کیموافق ہمارے

آخری اشتہار سے سات مہینہ کے اندر فوت ہو گیا۔ غرض بڑا بھاری فتنہ یہ تھا جس میں دین اسلام پر ٹھٹھا کیا گیا۔ اور جس میں بدبخت مولویوں اور دوسرے جاہل مسلمانوں نے پادریوں کی ہاں کیساتھ ہاں ملا کر اپنا مونہہ کالا کیا۔ اور ایک الہامی پیشگوئی کی ناحق تکذیب کی اور اسلام کی سخت توہین کے مرتکب ہوئے۔ اب صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ غور سے پڑھو اور انصاف کرو کہ کیسی صفائی سے اس فتنہ کی اس میں خبر ہے اور کیسا صاف صاف لکھا ہے کہ اول عیسائی مکر کرینگے اور پھر صدق ظاہر ہو جائیگا۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر تھا محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کا فتنہ تھا۔ اس میں بھی عوام کا شور و غوغا پادریوں کی شور و غوغا سے کچھ کم نہ تھا۔ اسی فتنہ کی تقریب پر بمقام دہلی سات یا آٹھ ہزار کے قریب مکفر اور مکذب جامع مسجد میں میرے مقابل پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اگر عنایت الٰہی شامل نہ ہوتی تو ایک خطرناک بلوہ برپا ہو جاتا۔ غرض اس فتنہ کا بانی محمد حسین بٹالوی تھا اور اُسکے ساتھ نذیر حسین دہلوی تھا جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں فرمایا جو صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے

تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا یعنی دونوں ہاتھ ابی لہب کے ہلاک ہو گئے جس سے اُسنے فتویٰ تکفیر لکھا۔ اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اُسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس مقدمہ میں دخل دیتا مگر ڈرتا ہوا۔ یہ فتنہ بھی پشاور سے لیکر کلکتہ بمبئی حیدر آباد اور تمام بلاد پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گیا۔ اور جاہل مسلمانوں نے رافضیوں کی طرح مجھ پر لعنت بھیجنا ثواب کا موجب سمجھا۔ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات ٹوٹ گئے اور بھائی بھائی سے اور بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ سلام ترک کیا گیا یہانتک کہ ہماری جماعت میں سے کسی مُردہ کا جنازہ پڑھنا بھی موجب کفر سمجھا گیا۔

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے وہ فتنہ ہے جو اب لیکھرام کی موت پر کھلا کھلا نشان ظاہر ہونیکے وقت ہندوؤں سے وقوع میں آیا اور انھوں نے جہانتک اُنکی طاقت تھی فتنہ کو انتہا تک پہونچایا اور قتل کے منصوبے کئے اور کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کو اکسایا اور اکسا رہے ہیں*۔ اس فتنہ کیساتھ چونکہ ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جس سے مخالفوں کے دلوں پر زلزلہ آ گیا ہے اور فتح عظیم حاصل ہوئی ہے۔ اور بہت سے اندھے سوجاکھے ہوتے جاتے ہیں اسلئے یہ فتنہ تیسرے درجہ پر ہے۔

یہ تین فتنے ہیں جنکا براہین احمدیہ میں آج سے سترہ برس پہلے ذکر ہے۔ اب اگر

* ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی معرفت خانہ تلاشی کرائی۔ منہ

بڑے سے بڑے متعصب مسلمان یا عیسائی یا ہندو کے سامنے یہ **کتاب براہین احمدیہ** رکھدی جائے اور ان تینوں فتنوں کے مقامات اسکو دکھلائے جائیں اور حلفاً اس سے پوچھا جائے کہ یہ تینوں فتنے واقعی طور پر وقوع میں آچکے یا نہیں اور کیا یہ پیشگوئی کے طور پر **براہین احمدیہ** میں لکھے گئے تھے یا نہیں اور کیا یہ **واقعات ثلثہ** جو بڑے زور شور سے ظہور میں آچکے نہیں بتلاتے اور گواہی نہیں دیتے کہ حقیقت میں **ایک فتنہ** عیسائیوں کیطرف سے بھی ہوا جسمیں لاکھوں انسانوں کا شور و غوغا ہوا اور گروہ کے گروہ نہایت پُرجوش صورت میں بازاروں میں پھرتے تھے اور بہروپ نکالتے تھے اور **دوسرا فتنہ** حقیقت میں **محمد حسین** بٹالوی کیطرف سے ہوا جسنے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کردیا اور بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو بیٹوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے علحدہ کر دیا اور رشتے ناطے توڑ ڈالے۔ اور **تیسرا فتنہ** لیکھرام کی موت کیوقت اور نشان الٰہی کے ظاہر ہونے کے حسد سے ہندوؤں کی طرف سے ہوا اس فتنہ کے جوش میں کئی معصوم بچے قتل کئے گئے راولپنڈی میں قریباً چالیس آدمیوں کو زہر دیا گیا اور مجکو قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور گورنمنٹ کو مشتعل کرنیکے لئے سعی کیگئی٭ اور آئندہ معلوم نہیں کہ کیا کچھ کرینگے۔ اب بتلاؤ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ جیسے براہین احمدیہ میں تصریح اور تفصیل کے ساتھ تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ تینوں فتنے ظہور میں آگئے کیا محمد حسین بٹالوی یا سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی۔ یا نذیر حسین دہلوی یا عبد الجبار غزنوی یا رشید احمد گنگوہی یا محمد بشیر بھوپالی یا غلام دستگیر قصوری یا عبد اللہ ٹونکی پروفیسر لاہور یا مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ قسم کھا سکتے ہیں کہ یہ تین فتنے جنکا ذکر پیشگوئی کیطور پر براہین احمدیہ میں کیا گیا ہے ظہور میں نہیں آگئے اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہوگئی ہیں تو اے خدائے قادر ایک برس کے دن تک بیہودہ عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور بلا واسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانے والی آگ کیطرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے ایک برس کے اندر نازل نہ ہوا تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھیروں گا اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے اس قسم کی پیشگوئیاں جنکو خود بیان کرنے والے نے اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شائع کر دیا ہوا اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے

٭ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو میرے گھر کی تلاشی کی گئی منہ

مسادی ہون اس زمانہ مین دکھاوین جنمین الٰہی قوت سے ہوں ہو نہیں مین جھوٹا ہو جاؤنگا
اور قسم کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھانے پر آمادہ ہون وہ قادیان مین آکر میرے روبرو قسم
کھاوین مین کسی کے پاس نہین جاؤن گا یہ دین کا کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لاف کے ایمین
سستی کرین تو خود کاذب ٹھہرین گے اگر ہر سے ہیبتے شخص کو جسکا نام دجال رکھتے ہین مغلوب کر لین تو
گویا تمام دنیا کو بدی سے چھڑا لینگے اور قسم کے وقت یہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ مین انکی
قسم سے پہلے پورے دو گھنٹے تک عام جلسہ مین ان پیشگوئیون کی سچائی کے دلائل انکے سامنے
بیان کرون گا تا وہ جلدی کرکے ہلاک نہ ہو جائین اور نیز ان پر حجت پوری ہو اور ان کا حق نہین ہوگا
کہ بجز قسم کھانے کے ایک کلمہ بھی منہ پر لائین خاموشی سے دو گھنٹے تک میرے بیان کو سنین گے
پھر حسب نمونہ مذکورہ قسم کھا کر اپنے گھرون مین جائین گے اور یاد رہے کہ مینے ربنا احمد خان صاحب
کا نام منکرین کی مد مین اسلئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے مس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے
نازل ہوتی اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے چونکہ وہ ابھی اب عمر کی منزل کو طے کر چکے ہین مین نے
چاہا کہ وہ یورپ کی نو رانہ خیالات کی پیروی کرکے اس غلطی کو قبر مین لیجائین اب گو وہ متوجہ ہون
اور اسبات کو ٹھٹھے مین اڑائین مگر مینے جو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہون مین ڈرتا ہون کہ مین پوچھا جاؤنگا
کہ ایک بندۂ گم شدہ کو تمنے کیون تبلیغ نہ کی۔

بعض **نادان** کہتے ہین کہ ہر دفع **عذاب اور موت** کی پیشگوئیان
کیون کی جاتی ہین یہ نادان نہین جانتے کہ ہر ایک نبی انذاری پیشگوئیان کرتا رہا ہے اگر یہ روا نہین ہے
تو اس کے کیا معنے ہین کہ **مسیح موعود کے دم سے مخالف مرینگے**۔
غرض یہ تو صاحبین جو قسم کے لئے منتخب کئے گئے ہین کیونکہ ہر ایک انمین سے
ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا ہے پس اُسکے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ خود ضمناً ہو جائیگا
قسم کا یہی مضمون ہوگا کہ پیشگوئیان پوری نہین ہوئین اور پہلے سے براہین احمدیہ مین انکا ذکر نہین ہے
اسبات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ منکرین اپنی جہالت اور نادانی سے بات بات مین تکذیب کرتے
ہین اور ہر ایک پیشگوئی کو خلاف واقعہ قرار دیتے ہین مگر وہ تکذیب ان کی جو ایک ہولناک فتنہ
کے رنگ مین پیدا ہوئی اور غلو کی حد تک پہنچ گئی جسکے ساتھ ایک طوفان بے تمیزی کا اٹھا اور خطرناک
نتیجے پیدا ہوئے وہ صرف ہین مرتبہ وقوع مین آئی جسکا نام براہین احمدیہ مین فتنہ عظیمہ کہا گیا اور یہ کتاب یعنی براہین احمدیہ

آجکل ان سے سترہ برس پہلے تمام ملک مین بلکہ بلاد عرب اور فارس تک شائع ہو چکی ہے - اور یہ تین فتنے جس قوت
اور عظمت سے ظہور مین آئے اور جس ہیبت ناک شور کے ساتھ اس ملک کے کنارون تک انکو پھیلایا گیا
یہ ایسا امر نہین ہے جو کسی سے مخفی رہا ہو بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے مرد اور عورت اور ہندو اور مسلمان
ان تینون فتنون کو ایسے طور سے یاد رکھتے ہین کہ ہرگز امید نہین کہ کبھی تذکرہ **ان فتن ثلثہ** کا صفحہ
تواریخ مین سے مٹ سکے پس جو شخص ان تینون فتنون کے پر ہیبت واقعات پر اطلاع پا کر پھر براہین احمدیہ
مین ان کی خبر دیکھنا چاہے یا براہین احمدیہ مین ان تینون فتنون کی پیشگوئی پڑھکر پھر واقعات خارجیہ
مین ان کا نمونہ دیکھنا چاہے تو ان دونون صورتون مین بیقین کامل اسکو ہو جائیگا کہ براہین احمدیہ مین
انہین تین فتنون کا ذکر ہے جو ظہور مین آگئے یا یون کہو کہ جو تین فتنے ظہور خارجی مین مشاہدہ کئے گئے
وہ وہی تینون ہین جو براہین احمدیہ مین پہلے سے مندرج ہین - اب سوچو کہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی
تھی جسکی نسبت عیسائیون اور یہودی صفت مولویون نے شور مچایا اور لیکھرام کی نسبت جو
پیشگوئی تھی جسکی نسبت آریون نے طوفان برپا کیا یہ دونون کس چٹان مضبوط پر رکھی گئی ہین اے
مسلمانون کی اولاد حد سے بڑھتی نہ جاؤ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اجتہاد سے
ایک رائے کو صحیح سمجھے اور در اصل وہ رائے غلط ہو اور ممکن ہے کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور در اصل وہ
سچا ہو تم سے پہلے بہت لوگون کو دھوکے لگے تم کیا چیز ہو کہ تمہین نہ لگین پس ڈرو اور تقویٰ کی راہ
اختیار کرو تا امتحان مین نہ پڑو مین بار بار کہتا ہون کہ اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا
اور قبل اسکے جو تمہارا ہاتھ اٹھتا خدا کا ہاتھ اسکو تباہ کر دیتا دیکھو خدا فرماتا ہے **فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ**
اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی غیب کو چنے ہوئے فرستادون کے سوا کسی پر نہین
کھولا جاتا اب سوچو اور خوب غور سے اس کتاب کو پڑھو کہ کیا وہ غیب جسکی اس آیت مین تعریف ہے کامل طور پر
پیش نہین کیا گیا مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ جو کچھ تمہین دکھایا گیا اگر ان امتون کو دکھایا جاتا کہ اس
صدی سے پہلے گذر گئے تو وہ اندھے نہ بنتے سو تم روشنی کو پاکر اسکو رد نہ کرو خدا تمہین روشنی بخشنے
دینے کیلئے طیار ہے اور پاک دل بخشنے کیلئے مستعد ہے وہ نئی صورت سے اپنی ہستی تم پر ظاہر کرنا چاہتا ہے
اس کے ہاتھ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کیلئے اٹھے ہوئے ہین سو تم مزاحمت مت کرو اور سعادت سے
جلد جھک جاؤ تم اپنے نفسون پر ظلم مت کرو اور اپنی ذریت کے دشمن نہ ہو تا خدا تم پر رحم کرے اور تا وہ
تمہارے گناہ بخشے اور تمہارے دلون مین برکت دے - دیکھو آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیونکر

کھینچ رہا ہے افسوس کہ تم نے **صدی** کے سر کو بھی بھلا دیا۔

پندرھوین پیشگوئی

جو آتھم کی پیشگوئی اور لیکھرام کی پیشگوئی سے نہایت مناسبت رکھتی ہے وہ الہام ہے جو آتھم کی میعاد گذرنے کے بعد رسالہ انوار الاسلام مین شائع کیا گیا تھا وہ یہ ہے اطلع اللہ علی ھمہ وغمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ وبعزتی وجلالی انک انت الاعلی۔ ونمزق الاعداء کل ممزق۔ انا نکشف السر عن ساقہ۔ یومئذ یفرح المؤمنون۔ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ یعنی خدا نے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم وغم سے بھر گیا اور خدا کی سنت مین تو تبدیلی نہین پائیگا یعنی د[illegible] ڈرنے والے دل کے لئے عذاب کی پیشگوئی کو تاخیر مین ڈالدیتا ہے یہی اسکی سنت ہے۔ اور یہ [illegible] نہیں آیا اُس سے کچھ تعجب مت کرو اور اگر تم ایمان پر قائم رہوگے تو آخر غلبہ تمہین کو ہوگا [illegible] عزت اور جلال کی قسم ہے کہ آخر تو ہی غالب ہوگا اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے۔ ہم الہامی پیشگوئی کے مخفی امور کو اس کی پنڈلی سے ننگا کر کے دکھائینگے اُسدن مومنین خوش ہونگے پہلا گروہ بھی اور پچھلا گروہ بھی یہ خدا کیطرف سے ایک یاد دہانی ہے سو جو چاہے قبول کرے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی تین برس سے کچھ زیادہ عرصہ کی ہے یعنی اسوقت کی کہ جب آتھم کی میعاد کا آخری دن تھا اس مین خدا تعالی کا وعدہ تھا کہ یہ اثر پیشگوئی کا جو نادانون پر مشتبہ ہے اُسکو ہم ننگا کر کے دکھلا دینگے پس اُس نے لیکھرام کے نشان کے بعد اپنے وعدہ کے موافق اُس مخفی امر کو ننگا کر کے دکھلا دیا اور براہین احمدیہ کی پیشگوئیون کو ایک آئینہ کیطرح آگے رکھدیا۔ پس اس کا یہ فضل اس زمانہ پر ہے جو اُس نے نئی معرفت کا چشمہ کھولا **مبارک وہ جو اس سے حصہ لیوے** اور یہ جو فرمایا تھا کہ پہلا گروہ بھی اُسوقت خوش ہوگا اور پچھلا گروہ بھی یہ تمام پیشگوئیان اسوقت ظہور مین آگئین چنانچہ لیکھرام کے نشان کے ظاہر ہونے سے اہل ایمان کی قوت ایمانی بہت بڑھ گئی اور اُنکو وہ خوشی پہنچی جسکا اندازہ کرنا مشکل ہے ہزارون ایمانداروں پر رقت طاری ہوگئی اور وجد کے جوش سے خوشی آنسوؤن کے راہ سے نکلی گویا پوشیدہ خدا کو انہون نے آنکھون سے

دیکھا یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ ہندو اور آریہ تو لیکھرام کے غم سے روئے اور ایماندارون اور صادقون کا گروہ زیادت معرفت کی خوشی سے رویا براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ مین جو الہامات مندرجہ ذیل ہین جو ایک پیشگوئی تھی وہ اسی نشان کے بعد کامل طور پر مینے پوری ہوتی دیکھی اور وہ یہ ہے۔

اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ تری اعینہم تفیض من الدمع یصلون علیک۔ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ املوا۔ ترجمہ۔ صفہ کے ہمنشین۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہین حجرہ کے ہمنشین۔ تو دیکھیگا کہ ان کی آنکھون سے آنسو جاری ہون گے۔ تجھ پر درود بھیجینگے اسے ہمارے خدا ہمنے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو تیرے نام کی منادی کرتا اور لوگونکو ایمان کیطرف بلاتا اور خدائے واحد لاشریک کیطرف دعوت کرتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے لکھو

اور انوار الاسلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی مین یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ اس نشان کے بعد ایک اور گروہ بھی اس جماعت کے ساتھ شامل ہو جائیگا اور وہ دونون گروہ اس نشان پر خوش ہون گے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی اب پوری ہو رہی ہے اور بہت مخالفون کے انکساری خط پر خط آ رہے ہین جو ہم غلطی پر تھے فالحمد للہ علی ذالک

سولوین پیشگوئی

براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۶ مین ایک آریہ کے متعلق ایک پیشگوئی ہے جسکا نام ملاوامل ہے وہ ابھی تک بقید حیات ہے یہ شخص دق کے مرض مین مبتلا ہو گیا تھا ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے نا امید ہو کر بہت بیقراری سے رویا مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس نے اس روز متوحش خواب بھی دیکھا تھا جہان تک کہ مجھے یاد ہے خواب یہ تھا کہ اسکو ایک زہریلے سانپ نے کاٹا ہے اور تمام بدن مین زہر سرایت کر گیا ہے اس خواب نے اسکو نہایت غمگین کر دیا تھا اور پہلے سے ایک نرم تپ تھی جو کھانیکے بعد تیز ہو جاتی تھی سخت گھبراہٹ مین اسکو ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ بیقراری اور قریب مایوسی کی حالت مین تھا وہ میرے پاس آکر رو دیا اس سلئے میرا دل اسکی حالت پر نرم ہوا اور مینے حضرت احدیت مین اس آریہ کے حق مین دعا کی جیسا کہ اس پہلے آریہ کے حق مین دعا کی تھی جس کا نام شرمپت ہے تب مجھ کو الہام ہوا جو یہ ہین

کے صفحہ ۱۲۶ میں موجود ہے قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنی ہمنے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ اُسی وقت اُسکو جو موجود تھا اُس الہام سے خبر دی گئی اور کئی اور لوگوں کو اطلاع دی گئی کہ وہ ضرور میری دعا کی برکت سے صحت پا جائیگا چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہیں گذرا ہوگا کہ وہ آریہ خدا کے فضل سے صحت پا گیا۔ اگرچہ اب آریوں کی ایسی حالت ہے کہ ان کو سچی گواہی ادا کرنا موت سے بدتر ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ سراسر صحیح ہے اور ایک ذرّہ اسمیں آمیزش مبالغہ نہیں اگر ان واقعات کے مضمون کے کسی حصہ میں مجھے شک ہوتا تو میں ان واقعات کو ہرگز نہ لکھتا اور مبالغہ کرنا اور اپنی طرف سے زیادہ باتیں ملا دینا لعنتی انسانوں کا کام ہے اور یہ دونوں واقعات شرمپت اور ملاوامل کے براہین احمدیہ میں لکھے ہوئے ہیں پس جو لوگ ان شبہات میں پڑتے ہیں کہ مخالفوں کیلئے ضرر رسانی کے ہی الہام ہوتے ہیں وہ ان دونوں الہاموں پر غور کریں کیونکہ یہ دونوں آریہ ہیں ہمارا کام تمام مخلوق کی ہمدردی ہے بھلا آریہ ہی کوئی مثال دیں کہ انہوں نے اس قسم کی ہمدردی کسی مسلمان سے کی ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی محبت سے خدا کے بندوں کی ہمدردی کرنا بجز سچے مسلمان کے کسی سے ممکن ہی نہیں ہاں ریاکاری کے ساتھ ممکن ہو تو ہو مگر دل کے پاک انشراح سے ٹھیک ٹھیک اصول پر قدم مار کر دوسروں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہو سکتیں مسلمان بالطبع مدارات کو چاہتے ہیں اس لئے کھانے پینے میں بھی ہندوؤں سے پرہیز نہیں کرتے مگر ہندوؤں میں تنفر بھی ایک بخل کی نشانی ہے۔ ہاں کسی نافرمان پر خدا کا غضب ہونا خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یہ اور بات ہے ہمدردی کے اصول سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔

اور میں نے جو ان دونوں آریوں کے واقعات پیش کرنیکے وقت قسم کھائی ہے یہ اس لئے کہ میں باور نہیں کرتا کہ وہ کم سے کم اسقدر حق پوشی کیلئے طیار نہ ہو جائیں کہ میری نسبت یہ الزام دیں کہ اس نے اصل واقعات میں کمی بیشی کر دی ہے اور نیز اسلئے قسم کھائی ہے کہ آجکل آریوں کو اسلام کے ساتھ ایک خاص بغض ہے۔

اور میں دوبارہ اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک ذرہ ان واقعات میں تفاوت نہیں خدا موجود ہے اور جھوٹے کے جھوٹ کو خوب جانتا ہے اگر میں نے جھوٹ بولا ہے یا میں نے ان مضمون کو ایک ذرہ کم و بیش کر دیا ہے تو نہایت ضروری ہے کہ ایسا ظن کرنیوالا خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دے کہ میں جانتا ہوں کہ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے یا اس نے کم و بیش کر دیا ہے اور اگر نہیں بچا

تو ایک سال تک اس تکذیب کا وبال مجھ پر پڑے اور ابھی میں بھی قسم کھا چکا ہون بس اگر مین جھوٹا ہونگا یا مین نے ان قصون کو کم و بیش کیا ہوگا تو اس دروغگوئی اور افترا کی سزا مجھے بھگتنی پڑے گی لیکن اگر مینے پوری دیانت سے لکھا ہے اور خدا حالی جانتا ہے کہ مینے پوری دیانت سے لکھا ہے تب مکذب کو خدا بے سزا نہین چھوڑے گا۔ یقینا سمجھو کہ خدا ہے اور وہ ہمیشہ سچائی کی مدد کرتا ہے اگر کوئی امتحان کیلئے اٹھے وعین مراد ہے کیونکہ امتحان سے خدا ہم مین اور مخالفون مین فیصلہ کردیگا ہمارے مخالف مولویون کیلئے بھی یہ موقع ہے کہ ان لوگون کو اٹھا دین جیسا کہ آتھم کے اٹھانیکے لئے کوشش کی تھی۔ فیصلہ ہو جانا ہر ایک کیلئے مبارک ہے اس سے دنیا کو پتہ لگ جائیگا کہ خدا موجود ہے اور سچون کی دعائین قبول کرتا ہے۔ دیانند اور لیکھرام اسکا چیلہ اس جہان سے گذر گئے مگر دہریت اور بخل اور تعصب کی بدبو باقی چھوڑ گئے اور مین چاہتا ہون کہ وہ بدبو دور ہو اسلئے مین اس آریہ سے بھی قسم سے فیصلہ چاہتا ہون جیسا کہ پہلے آریہ سے درخواست کی گئی ہے اور مین یقینا جانتا ہون بلکہ آنکھون سے دیکھ رہا ہون کہ خدا راستی کا حامی ہے اور راستی کے مخالف کا دشمن ہے سچی بات کی گواہی دینی ایک ایماندار کے لئے مشکل نہین مگر آریون کے لئے آجکل بہت مشکل ہے غرض اگر کوئی مکذب ہو یہ آریہ ہو یا وہ آریہ تو قسم کھا کر مجھ سے فیصلہ کرلے مین جانتا ہون کہ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانیوالی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہین چھوڑے گا۔ لیکن اگر سچا ہوگا تو اسکا کوئی نقصان نہین۔ اب دیکھو ثبوت اسے کہتے ہین کہ دین کے دشمنون کے حوالہ سے اس بابرکت پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی گئی ہے دنیا مین اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ ایسے دین کے دشمن جیسا کہ آجکل آریہ مین خدا کی پیشگوئیون کی سچائی کے گواہ ہون کیا ایسی گواہیان اور ایسے موجودہ نشان عیسائیون کے پاس بھی ہین اگر ہین تو ایک آدھ بطور نظیر کے پیش تو کرین بس یقینا سمجھو کہ سچا خدا وہی خدا ہے جسکی طرف قرآن شریف بلاتا ہے اس کے سوا سب انسان پرستیان یا سنگ پرستیان ہین بیشک مسیح ابن مریم نے بھی اس چشمہ سے پانی پیا ہے جس سے ہم پیتے ہین اور بلاشبہ اس نے بھی اس پھل مین سے کھایا ہے جس سے ہم کھاتے ہین لیکن ان باتون کو خدائی سے کیا تعلق اور ابنیت سے کیا علاقہ ہے عیسائیون نے مسیح کو ایک مفید خدا بنانے کا ذریعہ بھی خوب نکالا یعنی لعنت اگر لعنت نہ ہو تو خدائی بیکار اور ابنیت لغو۔ لیکن باتفاق تمام اہل لغت ملعون ہونیکا مفہوم یہ ہے کہ خدا سے دل برگشتہ ہو جائے۔ بے ایمان ہو جائے۔ مرتد ہو جائے۔ خدا کا دشمن ہو جائے

تباہ دل ہو جائے۔ کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہو جائے جیسا کہ توریت بھی
گواہی دے رہی ہے پس کیا یہ مفہوم بھی ایک سکینڈ کے لئے مسیح کے حق میں تجویز کر سکتے ہیں
کیا، پھر ایسا زمانہ آیا تھا کہ وہ خدا کا پیارا نہیں رہا تھا۔ کیا اُس پر وہ وقت آیا تھا کہ اسکا دل خدا سے
برگشتہ ہو گیا تھا۔ کیا کبھی اُس نے بے ایمانی کا ارادہ کیا تھا۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا
اس کا دشمن تھا۔ پس اگر ایسا نہیں ہوا تو اس نے اس لعنت میں سے کیا حصہ لیا جس پر نجات کا تمام
مدار ٹھیرایا گیا ہے۔ کیا توریت گواہی نہیں دیتی کہ مصلوب لعنتی ہے پس اگر مصلوب لعنتی ہوتا ہے
تو بیشک وہ لعنت جو عام طور پر مصلوب ہونیکا نتیجہ ہے مسیح پر پڑی ہوگی لیکن لعنت کا مفہوم
دنیا کے اتفاق کی رو سے خدا سے دور ہونا اور خدا سے برگشتہ ہوتا ہے فقط کسی پر مصیبت پڑنا یہ
لعنت نہیں ہے بلکہ لعنت خدا سے دوری اور خدا سے نفرت اور خدا سے دشمنی ہے اور لعین لعنت
کی رو سے شیطان کا نام ہے۔ اب خدا کے لئے سوچو کہ کیا روا ہے کہ ایک راستباز کو خدا کا دشمن
اور خدا سے برگشتہ بلکہ شیطان نام رکھا جائے اور خدا کو اسکا دشمن ٹھیرایا جائے۔ بہتر ہوتا کہ عیسائی
اپنے لئے دوزخ قبول کر لیتے مگر اس برگزیدہ الشان کو ملعون اور شیطان نہ ٹھیراتے۔ ایسی نجات
پر لعنت ہے جو بغیر اس کے جو راستبازوں کو بے ایمان اور شیطان قرار دیا جائے مل نہیں سکتی۔
پس اللہ تعالیٰ نے یہ خوب سچائی ظاہر کی کہ مسیح کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت کی پلیدی سے بری
رکھا اور انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ مسیح نے یونس کے ساتھ اپنی تشبیہ پیش کی ہے اور
کوئی عیسائی اس سے بیخبر نہیں کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا پھر اگر یسوع قبر میں مردہ پڑا
رہا تو مردہ کو زندہ سے کیا مناسبت اور زندہ کو مردہ سے کونسی مشابہت۔ پھر یہ بھی معلوم ہے
کہ یسوع نے صلیب سے نجات پا کر شاگردوں کو اپنے زخم دکھلائے پس اگر اسکو دوبارہ زندگی جلالی
طور پر حاصل ہوئی تھی تو اس پہلی زندگی کے زخم کیوں باقی رہ گئے کیا جلال میں کچھ کسر باقی رہ گئی تھی
اور اگر کسر رہ گئی تھی تو کیونکر امید رکھیں کہ وہ زخم پھر کبھی قیامت تک مل سکیں گے۔ یہ بیہودہ
قصے ہیں جنپر خدائی کا شہتیر رکھا گیا ہے۔ مگر وقت آتا ہے بلکہ آگیا کہ جسطرح روئی کو دھنکا جاتا ہے
اسیطرح خدا تعالیٰ ان تمام قصوں کو ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا۔ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے
کہ یہ کیسا خدا تھا جسکے زخموں کیلئے مرہم بنانیکی حاجت پڑی تم سن چکے ہو کہ عیسائی اور رومی اور یہودی
اور مجوسی دفتروں کی قدیم طبی کتابیں جو اب تک موجود ہیں گواہی دے رہی ہیں کہ یسوع کی چوٹوں کیلئے

مرہم عیسیٰ

ایک مرہم طیار کیا گیا تھا جسکا نام **مرہم عیسیٰ** ہے جو اب تک قرابادینوں میں موجود ہے نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرہم نبوت کے زمانہ سے پہلے بنایا ہوگا کیونکہ یہ مرہم حواریوں نے طیار کیا تھا اور نبوت سے پہلے حواری کہاں تھے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان زخموں کا کوئی اور باعث ہوگا نہ صلیب کیونکہ نبوت کی تین برس کے عرصہ میں کوئی اور ایسا واقعہ بجز صلیب ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر ایسا دعویٰ ہو تو بار ثبوت بذمہ مدعی ہے جائے شرم ہے کہ یہ **خدا** اور یہ **زخم** اور یہ **مرہم**۔ واقعی صحیح اور سچی حقیقتوں پر کہاں کوئی پردہ ڈال سکتا ہے اور کون خدا کے ساتھ جنگ کرسکتا ہے۔ ہمیشہ کیلئے **حیّ قیوم** صرف وہ اکیلا خدا ہے جو تجسم اور تحیّز سے پاک اور ازلی ابدی ہے اور جھوٹے خدا کیلئے اتنا ہی غنیمت ہے کہ اس نے ایک ہزار نوسو برس تک اپنی خدائی کا سکہ قلب چلا لیا آگے یاد رکھو کہ یہ جھوٹی خدائی بہت جلد ختم ہونیوالی ہے وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور پرانے بچھڑے ہوئے وحدہ لاشریک کو روتے ہوئے آملیں گے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ وہ روح کہتی ہے جو میرے اندر ہے جسقدر کوئی مجھ سے لڑسکتا ہے لڑے جسقدر کوئی مکر کرسکتا ہے کرے بیشک کرے لیکن آخر ایسا ہی ہوگا۔ یہ سہل بات ہے کہ زمین و آسمان مبدل ہوجائیں۔ یہ آسان ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں لیکن یہ وعدے مبدل نہیں ہونگے

سترہویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی وہی جو براہین احمدیہ کے ص ۲۳۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے **یتم نعمتہ علیک لیکون اٰیۃ للمؤمنین**۔ یعنی خدا اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کریگا تا وہ مومنین کیلئے نشان ہوں یعنی دنیا کی زندگی میں جو کچھ تجھے نعمتیں دی جائیں گی وہ سب بطور نشان ہوں گی یعنی **قول** بھی نشان ہوگا جیسا کہ لوگوں نے جلسہ مذاہب لاہور اور عربی کتابوں میں دیکھ لیا۔ اور **فعل** بھی نشان ہوگا جیسا کہ خدا کے فعل بطور نشان میرے واسطے ظہور میں آرہے ہیں اور اولاد بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے [illegible] بابرکت اولاد کا وعدہ دیا اور پورا کیا۔ اور خدا کی مالی نصرت بھی نشان ہوگی جیسا کہ خدا نے براہین احمدیہ میں مالی نصرت کا وعدہ دیا ہے اور وہ وعدہ اب پورا ہوا اور پورب اور پچھم سے لوگ آئے اور مشرق اور مغرب سے معاون پیدا ہوئے اور جیسا کہ ص ۲۴۱ میں فرمایا تھا **ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء یاتون من کل فج عمیق** یعنی وہ لوگ تیری مدد کریں گے جنکے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے وہ دور دور سے اور بڑی گہری راہوں سے آئیں گے۔ چنانچہ اب وہ پیشگوئی جو آج کے دن سے سترہ برس پہلے لکھی گئی تھی ظہور

مین آتی کسکو معلوم تھا کہ ایسی جگہ اخلاص اور محبت سے لوگ داخل ہو جاینگے دیکھو کہان اور کس فاصلہ پر مدراس ہے جسمین سے خدا تعالیٰ کا ارادہ **سیٹھ عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا** کو معہ ان کے تمام عزیزون اور دوستون کے کھینچ لایا جنھون نے آتے ہی اخلاص اور خدمات مین وہ ترقی کی کہ صحابہ کے رنگ مین محبت پیدا کرلی اور کہان ہے بمبئی جسمین **منشی زین الدین ابراہیم** جیسے مخلص پر جوش طیار کئے گئے اور کہان ہے حیدر آباد دکن جسمین ایک جماعت پر جوش مخلصون کی طیار ہوگئی کیا یہ وہی باتین نہین جنکی نسبت پہلے سے براہین مین خبر دیگئی تھی۔

اٹھارہوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی وہ ہے کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین مندرج ہے یہ **قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون**۔ یعنی کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے پس کیا تم اسپر ایمان لاؤگے۔ کہہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اسکو قبول کروگے۔ یہ دونون فقرے بطور پیشگوئی کے ہین اور ایسے آسمانی نشانون کیطرف اشارہ کررہے ہین جو بطور پیشگوئی کے ہون کیونکہ خدا کی گواہی نشان کہلاتی ہے چنانچہ بعد اسکے یہ گواہی دی کہ **خسوف کسوف** رمضان مین کیا جیسا کہ آثار مین مھدی موعود کی نشانیون مین آچکا تھا۔ پھر دوسری گواہی خدا نے یہ دی کہ آتھم کی پیشگوئی پر عیسائیون نے واقعات کو چھپا کر مکر کیا اور یہودی صفت مولویون نے ان کی ہان کے ساتھ ہان ملائی اور وہ شیطانی آوازتھی جو عیسائیونکی حمایت مین زمین کے شیطانون یعنی مولویون نے دی پھر خدا نے اخفائے شہادت کے بعد آتھم کو ہلاک کیا اور اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے لیکھرام کے نشان کو ظاہر کیا اور وہ آسمانی آواز تھی جسنے شیطانی آواز کو کالعدم کردیا یہی آثار نبویہ مین پہلے سے لکھا ہوا تھا جو آتھم کی پیشگوئی مین پورا ہوا تیسری خدا کی گواہی وہ پیشگوئی تھی جو جلسہ مذاہب سے پہلے شائع کی گئی تھی۔ چوتھی خدا کی گواہی لیکھرام کے مارے جانے کا نشان تھا جسنے مخالفون کی کمر توڑدی یہ پیشگوئی جن لوازم اور تصریحات کے ساتھ بیان کی گئی اور شائع کی گئی تھی وہ تمام لوازم ایسے تھے کہ کوئی دانا باور نہین کریگا کہ انکا انجام دینا انسان کے حد اختیار مین ہوسکتا ہے کیونکہ اسمین میعاد بتلائی گئی تھی دن بتلایا گیا تھا* تاریخ بتلائی گئی تھی وقت بتلایا گیا۔

* حاشیہ خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ سامری کے تحت و نابود کرنیکا ارادہ

اور صورت موت بتلائی گئی تھی یعنی یہ کہ کسطرح سے مریگا بیماری سے یا قتل سے اور پیشگوئی کے اشارات یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ جن لوگون نے اس گوسالہ کی ثناخوانی کو پرستش تک پہنچایا اور سچائی کا خون کیا اور اُس کی تعریف مین غلو کیا وہ بھی خدا تعالی کی نظر مین اُس قوم کیطرح ہین جنھون نے سامری کے گوسالہ کی پرستش کی تھی اللہ تعالی سورۃ الاعراف مین فرماتا ہے ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذالک نجزی المفترین یعنی جنھون نے گوسالہ پرستی کی اُنپر غضب کا عذاب پڑیگا اور دنیا کی زندگی مین اُنکو ذلت پہنچیگی اور اسیطرح ہم دوسرے مفتریون کو سزا دینگے۔ اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گوسالہ پرستون کیطرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھرام کی پرستش کرنے مین ظلم اور خونریزی کے ارادون تک پہنچ گئے خدا تعالی کے علم سے کوئی شی باہر نہین وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھرام کی پرستش کر کے اُسکو گوسالہ بنائینگے اس لیئے اُس نے کذالک کے لفظ سے لیکھرام کے قصہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ تو ریت خروج باب ۳۲ آیت ۳۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے بنی اسرائیل پر گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وبا اُنپر پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے۔ اور اس عذاب کی خبر کیوقت اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائینگے مین اُنکو نجات دونگا جیسا کہ فرماتا ہے والذین عملوا السیئات ثم تابوا من بعدھا و امنوا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم۔ یعنی جنھون نے گوسالہ پرستی کی دُھن مین برے کام کیئے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا تعالی ایمان کے بعد اُن کے گناہ بخشدیگا اور اُن پر رحم کریگا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

بقیہ حاشیہ یہود کی عید کے دن مین کیا گیا تھا مگر آگ مین جلانا اور باریک پیسنا اور غبار کی مانند بنانا جیسا کہ باب ۳۲ خروج مین لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس بڑے کام نے ضرور رات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسی اُسوقت اُترے تھے جب گوسالہ پرستی کا میلہ خوب گرم ہو گیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد ہی ہوگا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور غضب مین گذرا لہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کیطرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن مین محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہوگا سو خدا تعالی نے جو لیکھرام کے لئے گوسالہ سامری کا نام اختیار فرمایا اس نام مین یہ بھید پوشیدہ تھا کہ عید کے دوسرے دن اس کی تباہی کا سامان ہوگا جیسا کہ گوسالہ سامری کا ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ پر اکثر چھری پھرتی ہے

اور لیکھرام کے مقدمہ مین آیت کریمہ کا یہ اشارہ ہے کہ جنھون نے ناحق الہام کی تکذیب کی اور قتل کی سازشین کی اور گورنمنٹ کو قتل کے لئے بھڑکایا اور پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خدا اُن پر رحم کریگا اسی مقام کے متعلق اس عاجز کو الہام ہوا ہے یا مسیح الخلق عدوانا یعنی اسے خلقت کیلئے مسیح ہماری متعدی بیماریون کے لئے توجہ کر اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۹ مین اسی کیطرف اشارہ ہے جیسا کہ وہ عزاسمہ فرماتا ہے انت مبارک فی الدنیا و الاخرۃ امراض الناس و برکاتہ ان ربک فعال لما یرید یعنی تجھے دنیا اور آخرت مین برکت دی گئی ہے خدا کی برکتون کے ساتھ لوگون کی بیماریون کی خبر لے کہ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دیکھو یہ کس زمانہ کی خبرین ہین اور نہ معلوم کس وقت پوری ہون گی ایک وہ وقت ہے جو دعا سے مرتے ہین اور دوسرا وہ وقت آتا ہے جو دعا سے زندہ ہون گے۔

انیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی جو براہین کے صفحہ ۲۴۶ مین ہے یہ ہے رب ارنی کیف تحی الموتی رب اغفر وارحم من السماء۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ رب اصلح امۃ محمد ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق۔
ترجمہ یعنی اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیونکر مردون کو زندہ کرتا ہے۔ اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم مین اور ہماری قوم مین سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنیوالون سے بہتر ہے۔ یہ لوگ ارادہ کرین گے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکون سے بجھا دین اور خدا اپنے نور کو پورا کریگا۔ اگرچہ کافر کراہت ہی کرین۔

بقیہ حاشیہ اسلئے عجل کے لفظ مین یہی جو الہام مین اختیار کیا گیا یہ پیشگوئی تھی بھی تھا اور لیکھرام کی موت کی نسبت جو یہ پیشگوئی ہے کہ وہ عید کے دوسرے دن قتل کیا جائیگا اس مین الہام الٰہی وہ ہے کہ جو کتاب کرامات الصادقین کے صفحہ مین لکھا ہوا ہے یعنی۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب

جب خدا کی مدد آئیگی اور اسکی فتح نازل ہوگی اور دلوں کا سلسلہ ہماری طرف رجوع کریگا اور ہمارا مظفر منصور ہونا ثابت ہوجائیگا اور بطریق انتقام آتھم ٹھہرے گا تب کہا جائیگا کہ کیا یہ سچ نہیں تھا۔ اس تمام الہام میں یہ پیشگوئی ہے کہ ضروری ہے کہ قوم مخالفت کرے اور اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے پوری کوشش کرے اور ہرگز نہ چاہے کہ یہ سلسلہ قائم رہ سکے لیکن خدا اس سلسلہ کو ترقی دیگا یہانتک کہ زمانہ اسی طرف الٹ آئیگا اور بعد اس کے کہ لوگوں نے اکیلا چھوڑ دیا ہوگا پھر اسطرف رجوع کرینگے۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری

بقیہ حاشیہ اس کے پہلے کا شعر یہ ہے الا انی فی کل حرب غالب ؛ فکد نی بما زورت فالحق یغلب ؛ یعنی میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں پس دروغ آرائی سے جسطرح چاہے مکر کر پس حق غالب ہوجائیگا۔ اور پھر دوسرے شعر میں اس شعر کی تشریح کی کہ حق کیونکر غالب ہوگا اور وہ یہ ہے وبشرنی ربی وقال مبشرا ؛ ستعرف یوم العید والعید اقرب ؛ یعنی میرے رب نے مجھے بشارت دی اور بشارت دیکر کہا کہ تو عنقریب عید کے دن کو یعنی خوشی کے دن کو پہچان لے گا اور اسدن سے معمولی عید بہت قریب ہوگی یعنی حق کے غالب ہونیکا وہ دن ہوگا اس لئے مومنوں کی وہ عید ہوگی اور معمولی عید اس سے ملی ہوئی ہوگی اور اسی شعر کی تشریح ٹائٹل پیج یعنی سر ورق کے صفحہ اخیر اسی کتاب کرامات الصادقین میں لکھی ہوئی ہے اور یہی لفظ بشرنی ربی جو اس شعر کے سر پر ہے وہاں بھی موجود ہے اور وہ یہ ہے وبشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ ان فی ذلک لآیۃ للطالبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں مر جائیگا اور اسی بشارت کیطرف انجام آتھم کے قصیدہ میں وہ شعر جو بماہ ستمبر ۱۸۹۶ء شیخ محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کرکے لکھے گئے ہیں اشارہ کر رہے ہیں اور جیسا کہ تعرف کا لفظ شعر ستعرف یوم العید میں موجود ہے اس قصیدہ میں بھی محمد حسین کو مخاطب کرکے ستعرف موجود ہے اور جیسا کہ وہ قصیدہ جسمیں یہ الہام ہے یعنی ستعرف العید والعید اقرب محمد حسین کے لئے اور اس کو مخاطب کرکے لکھا گیا تھا ایسا ہی اس قصیدہ میں بھی محمد حسین بٹالوی مخاطب ہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

تب ایہا الغالی فتاتی ساعۃ	تمسّی تعض یمینک الشلّاء
ای غلو کرنے والے توبہ کر کیونکہ وہ وقت آتا ہے	کہ تو اپنے خشک ہاتھ کو کاٹے گا

ہوئی براہین احمدیہ کے زمانہ میں علما کا کچھ شور و غوغا نہ تھا بلکہ جو تکفیر کے فتنہ کا بانی ہے اُس نے کمال ثنا ر
وصفت سے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا تھا پھر ایک مدت دراز کے بعد تکفیر کا طوفان اٹھا اور ایک مدت تک
اپنا زور دکھلاتا رہا اور اب پھر الہام الٰہی کے موافق وہ سیلاب کچھ کم ہوتا جاتا ہے اور وہ وقت آتا ہے
کہ نور کی نمایاں فتح اور تاریکی کی کھلی کھلی شکست ہو

بیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں آتھم کی نسبت ہے جو ص ۲۴۱ میں ہے اور ہم اس کو مفصل لکھ چکے ہیں اور مدت ہوئی
کہ آتھم صاحب اس دنیا سے کوچ کرکے اپنے ٹھکانہ پر پہنچ گئے ہیں ہمارے مخالفوں کو اب اسمیں تو شک
نہیں کہ آتھم مرگیا ہے جیسا کہ لیکھرام مرگیا ہے اور جیسا کہ احمد بیگ مرگیا ہے لیکن اپنی نابینائی سے کہتے
ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اے نالائق قوم جو شخص خدا کی وعید کے موافق مرچکا اب
اُس کی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت ہے بھلا دکھلاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے تم
سن چکے ہو کہ اُسپر تو میعاد کے اندر ہی ہاویہ کی آنچ شروع ہوگئی تھی شرط پر اس نے عمل کیا اس لئے
کوئی چند روز مہمان کیطرح بسر کئے آخر اس آگ نے اُسکو نہ چھوڑا اور بھسم کردیا۔
یہ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرتوں کا ایک بھاری نمونہ ہے کہ آتھم کے قصہ کی سترہ برس پہلے

بقیہ حاشیہ

تاتیک ایاتی فتعرف وجہہا — فاصبر ولا تترک طریق حیاء
میرے نشان تیرے تک پہنچیں گے پس تو انہیں شناخت کریگا — پس صبر کر اور حیا کا طریق مت چھوڑ

انی لشر الناس ان لم یاتنی — نصر من الرحمٰن للاعداء
میں تمام مخلوقات میں سے بدتر ہونگا — اگر خدا کی مدد مجھکو میرے بلند کرنے کیلئے نہ پہنچے

ھل تطمع الدنیا مذلۃ صادق — ھیہات ذالک تخیل السفہاء
کیا دنیا یہ امید رکھتی ہے کہ صادق ذلیل ہو جائیگا — یہ کہاں ممکن ہے بلکہ یہ تو سادہ لوحوں کا خیال ہے

من ذا الذی یخزی عزیز جنابہ — الارض لا تفنی شموس سماء
خدا کے عزیز کو کون ذلیل کرسکتا ہے — کیا زمین کو طاقت ہے جو آسمانی آفتاب کو فنا کرے

یا ربنا افتح بیننا بکرامۃ — یا من یری قلبی ولب لحائی
اے میرے رب ایک کرامت دکھلا کر ہم میں فیصلہ کر۔ اے وہ خدا جو میرے دل اور میرے وجود کے مغز کو جانتا ہے
منہ

براہین احمدیہ میں خبر درج کردی گئی پہلے اُس بحث کیطرف اشارہ کردیا گیا جو توحید اور تثلیث کی بارہ میں بمقام امرتسر ہوئی تھی اور اس کے بارہ میں فرمایا گیا کہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ پھر عیسائیوں کے اُس مکر کی خبردی گئی جو حق پوشی کے لئے میعاد کے گذرنے کے بعد اُنہوں نے کیا پھر اس مکارانہ فتنہ پر اطلاع دی گئی جو عیسائیوں کی طرف سے نہایت متعصبانہ جوش کے ساتھ ظہور میں آیا اور پھر آخر صدق کے ظاہر ہونے کی بشارت دی گئی اور پھر اس الہام کے ساتھ جو ص ۲۴۱ میں ہے یعنی انا فتحنا لک فتحا مبینا فتح عظیم کی خوشخبری سنائی گئی۔ اب بتلاؤ کیا یہ انسان کا کام ہے آتھم کو او ر ہیچ لکھم کی پیشگوئی کیسی عظیم الشان

سب کا خبر بن انہیں مانتہ دیکھتی ہے

اکیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۲۴۱ میں درج ہے فتح الولی فتح وقربناہ نجیا اشجع الناس۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ۔ انار اللہ برھانہ ترجمہ فتح وہی ہے جو اس ولی کی فتح ہے اور ہم نے ہمرازی کے مقام پر اُسکو قرب بخشا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اگر ایمان ثریا پر چلا گیا ہوتا تو یہ اُس کو وہاں سے لے آتا خدا اس کے برہان کو روشن کریگا

بائیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ ص ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ انک باعیننا یرفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے خدا تیرا ذکر اونچا کردیگا اور خدا اپنی نعمتیں دنیا اور آخرت میں تیرے پر پوری کردیگا۔ اور یہ جو فرمایا کہ تیرا ذکر اونچا کردیگا اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا اور دین کے خاص لوگ تعریف کے ساتھ تیرا ذکر کرینگے اور اونچے مرتبوں والے تیری ثنا میں مشغول ہوں گے۔ اب کیا یہ تعجب نہیں کہ جو شخص کافر اور حقیر شمار کیا جاتا ہے اور دجال اور شیطان کہا جاتا ہے اُسکا انجام یہ ہو۔ کہ دین اور دنیا کے بلند مراتب والے سچے دلسے اُسکی تعریفیں کرینگے

تیئیسویں پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین کے ص ۲۴۲ میں مرقوم ہے ترانی لافعک الی۔ والقیت علیک محبۃ منی

وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم - واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ترجمہ
مین تجھے اپنی طرف اٹھاؤن گا اور مین اپنی طرف سی محبت تیرے پر ڈالون گا یعنی بعد اس کے کہ لوگ
دشمنی اور بغض کرینگے یکدفعہ محبت کیطرف لوٹائے جاوینگے جیسا کہ مھدی موعود کی نشانو
مین سے ہے اور پھر فرمایا کہ جو لوگ تیرے پر ایمان لائینگے انکو خوشخبری دے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک قدم صدق
رکھتے ہین - اور جو مین تیرے پر وحی نازل کرتا ہون تو انکو سنا خلق اللہ سے منہ مت پھیر اور
ان کی ملاقات سے مت تھک اور اس کے بعد الہام ہوا - ووسع مکانک یعنی اپنے
مکان کو وسیع کر لے - اس پیشگوئی مین صاف فرما دیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنیوالون کا
بہت ہجوم ہو جاویگا یہانتک کہ ہر ایک کا تجھسے ملنا مشکل ہو جاویگا پس تو اسوقت ملال ظاہر نہ کرنا
اور لوگون کی ملاقات سے تھک نہ جانا - سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے ۱۷ برس
پہلے اسوقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس مین شاید دو تین آدمی آتے ہون گے اور وہ بھی کبھی
کبھی اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے -

چوبیسوین پیشگوئی

پیشگوئی براہین کے صفحہ ۴۸۹ مین ہے اور وہ یہ ہے انت وجیہ فی حضرتی اخترتک
لنفسی - انت بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف
بین الناس - یعنی تو میری جناب مین وجیہ ہے - مینے تجھے چن لیا - تو مجھسے ایسا ہے جیسے میری
توحید اور تفرید - پس وہ وقت آگیا جو تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگون مین مشہور کیا جاویگا - یہ اسوقت
کی پیشگوئی ہے کہ اس چھوٹے سے گاؤن مین بھی بہتیرے ایسے تھے جو مجھسے ناواقف تھے - اور اب جو
اس پیشگوئی پر ۱۷ برس گذر گئے تو پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق اس عاجز کی شہرت اس حد تک پہنچ گئی
ہے کہ اس ملک کے غیر قومون کے بچے اور عورتین بھی اس عاجز سے بیخبر نہین ہون گی جس شخص کو
ان دونون زمانون کی خبر* ہوگی کہ وہ وقت کیا تھا اور اب کیا ہے تو بلا اختیار اس کی روح بول اٹھیگی
کہ یہ عظیم الشان علم غیب انسانی طاقتون سے ایسا بعید ہے کہ جیسا کہ ایک مکھی کی طاقت سے ایک قوی ہیکل ہاتھی کا کام

* نوٹ اس خاکسار سراج الحق جمالی نے خدا کے فضل سے دونون زمانے دیکھے اور ایمان مین ترقی ہوئی اور خدا سے دعا ہے
کہ ہمکو پورا کمال اور ترقی اس امام برحق اور معصوم کی دکھلائے اور اس صادق کی معیت مین رکھکر ایمان کو شاداب رکھے

پچیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ مین موجود ہے اور وہ یہ ہے سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع اباءک ویبدء منک ترجمہ۔ پاک ہے وہ خدا جو مبارک اور بلند ہے تیری بزرگی کو اُس نے زیادہ کیا اب یون ہوگا کہ تیرے باپ دادا کا نام منقطع ہو جائیگا اور ان کا ذکر مستقل طور پر کوئی نہین کریگا اور خدا تیرے وجود کو تیرے خاندان کی بنیاد ٹھیرائیگا۔

اس پیشگوئی مین دو وعدے ہین (۱) اوّل یہ کہ خدا لائق اور اچھی اولاد اس خاندان مین پیدا کریگا اور دوسرے یہ کہ تمام شرف اور مجد کا ابتدا اس عاجز کو ٹھیرا دیا جائیگا اور وہ پیشگوئی جو ایک مبارک لڑکے کے لئے کی گئی تھی وہ الہام بھی درحقیقت اسی الہام کا ایک شعبہ ہے اُس وقت نادانون نے شور مچایا تھا کہ پیشگوئی کے قریب زمانہ مین لڑکا پیدا نہین ہوا بلکہ لڑکی پیدا ہوئی یہ تمام شور اسلئے تھا کہ یہ نادان خیال کرتے تھے کہ پیشگوئی کا بلافاصلہ پوری ہونا ضروری ہے اور الہامات مین خدا تعالیٰ کی یہ غرض نہین ہوئی بلکہ اگر ہزار لڑکی پیدا ہو کر بھی پھر اُن صفات کا لڑکا پیدا ہوا تو بھی کہا جائیگا کہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ ہان اگر الہام الٰہی مین بلافاصلہ کا لفظ موجود ہوتا تو تب اس لفظ کی رعایت سے پیشگوئی کا ظہور مین آنا ضروری ہوتا۔

چھبیسوین پیشگوئی

چھبیسوین پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۱ مین یہ ہے وما کان اللہ لیترک حتی یمیز الخبیث من الطیب واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون ترجمہ۔ خدا تجھے نہین چھوڑیگا جب تک پاک اور پلیدی مین فرق نہ کرلے۔ اور خدا اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے۔

ستائیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے ص ۴۹۲ مین ہے اور وہ یہ ہے اردت ان استخلف فخلقت اٰدم یعنی مینے خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا سو مینے آدم کو پیدا کیا۔ اور دوسرے مقام مین اسی کی تشریح مین یہ الہام ہے وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لاتعلمون یعنی لوگون نے کہا کہ کیا تو ایسے آدمی کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد برپا کریگا

خدا نے کہا کہ میں اُنمیں وہ چیز جانتا ہوں جسکی تمہیں خبر نہیں۔ جیسا کہ دوسرے الہام میں اسی
براہین میں فرمایا ہے انت منّی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق یعنی تو مجھسے اُس مقام پر ہے
جس سے دنیا کو خبر نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی نو سترہ سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی
اور جس فتنہ کیطرف یہ پیشگوئی اشارہ کرتی ہے وہ سالہا سال بعد میں ظہور میں آیا۔ چنانچہ مولویوں
نے اس عاجز کو مفسد ٹھہرایا کفر کے فتوے لکھے گئے نذیر حسین دہلوی نے (علیہ ما یستحقہ) تکفیر کی بنیاد
ڈالی اور محمد حسین بٹالوی نے کفارہ کیطرح بہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے
کفر کے فتوے اُسپر لکھوائے اور جیسا کہ الہام الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے براہین احمدیہ میں پہلے سے
خبر دی گئی تھی کہ ایسے فتوے لکھے جائینگے۔ اور آثار نبویہ میں بھی ایسا ہی آیا تھا کہ اُس مہدی موعود پر
کفر کا فتویٰ لگایا جائیگا سو وہ سب لکھا ہوا پورا ہوا۔

اٹھائیسوین پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں ہے اور وہ یہ ہے یحیی الدین ویقیم الشریعۃ
یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ
یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدق (ترجمہ)
دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا۔ اے آدم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ
اے مریم تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اے احمد تو اور تیرا زوج بہشت میں داخل
ہو جاؤ۔ میں نے اپنے پاس سے صدق کی روح تجھمیں پھونکی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور تین
ناموں سے تین واقعات آئندہ کی طرف اشارہ ہے جنکو عنقریب لوگ معلوم کرینگے اور اس الہام
میں جو لفظ لَدُنّ کا ذکر ہے اُسکی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فرشتہ خواب میں
کہتا ہے کہ یہ مقام لدن جہاں تجھے پہنچایا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور
ایک دم بھی بارش نہیں تھمتی۔

انتیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے لم یکن الذین
کفروا من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینۃ

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا مین اندھیر پڑ جاتا - یہ خدا کی ایک ایسی نشان کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کو ہلاک ہونے سے بچالے گا - اور الہام کے یہ معنی ہین کہ ممکن تھا کہ اہل کتاب اور ہندو اپنے تعصب اور عداوت سے باز نہ آتے جب تک ہین ایک کھلا کھلا نشان انکو دیتا اور اگر مین ایسا نہ کرتا تو دنیا مین اندھیر پڑ جاتا اور حق مشتبہ ہو جاتا۔

تیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صہ ۵۱۵ مین درج ہے اور وہ یہ ہے **اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ** یعنی ایک کھلی کھلی فتح ہم تجھکو دینگے تا ہم تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشدین - یہ استعارہ اپنی رضامندی ظاہر کرنے کیلئے بیان فرمایا ہے - مثلاً ایک آقا اپنے کسی غلام سے ایسے حکیمانہ طور سے وقت بسر کرتا ہے جو نادان خیال کرتے ہین کہ وہ اُسپر ناراض ہے تب اس آقا کی غیرت جوش مارتی ہے اور اس غلام کی سرافرازی کیلئے کوئی ایسا کام کرتا ہے کہ گویا اُسنے اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخشدئے ہین یعنی ایسی رضامندی ظاہر کرتا ہے کہ لوگون کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسا مہربان اُسپر کبھی ناراض نہین ہوگا ہے - پھر اس کے بعد اسی صفحہ مین ایک تصویر دکھلائی گئی ہے اور وہ تصویر اس عاجز کی ہے سبز پوشاک ہے اور تصویر نہایت رعبناک ہے جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب اور دائین بائین تصویر کے یہ لکھا ہے **حجۃ اللّٰہ القادر - سلطان احمد مختار** - اور تاریخ یہ لکھی ہے سوموار کا روز انیسوین ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۳ اور ششم کاتک سمبت ۱۹۴۰ بکرم - یہ تمام عبارت براہین کے صہ ۵۱۵ اور صہ ۵۱۶ مین موجود ہے - یہ کشف بتلا رہا ہے کہ ہتھیار کے ذریعہ سے ایک نشان ظاہر ہوگا سو لیکھرام کا نشان اسیطرح وقوع مین آیا پھر اس کے بعد صہ ۵۱۶ مین یہ الہامی عبارت ہے **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ - فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا - وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا - فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَاللّٰہُ مُوْھِنُ کَیْدِ الْکَافِرِیْنَ - وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین ہے پس خدا نے اُسکو اُس الزام سے بری کیا جو کافرون نے اُسپر لگایا - اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے اور خدا نے مشکلات کے پہاڑ کو پاش پاش کیا اور کافرون کے مکر کو سست کیا اور ہم اُسکو اپنی رحمت سے ایک نشان ٹھیرائین گے

اور ابتدا سے ایسا ہی مقدر تھا۔ اس الہام مین خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ ہندو لیکھرام کے قتل کے بعد سازش قتل کا ایک الزام لگائینگے اور ایک مکر کرینگے تا وہ الزام پختہ ہو جائے ہم اس ملہم کی بریت ظاہر کردینگے اور اُن کے مکر کو نسبت کردینگے اور مشکلات کے پہاڑ آسان ہو جائینگے اب کچھ ضرور نہین کہ ہم کسی کو اس پیشگوئی کیطرف توجہ دلاوین خود اہل انصاف سوچین اور اسقدر کھلے کھلے غیبی امور سے انکار کرکے اپنی عاقبت کو خراب نکرین۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی مین جو لیکھرام کو عجل سے نسبت دی گئی اس مین کئی مناسبتون کا لحاظ ہے (۱) اول یہ کہ جیسا کہ گوسالہ سامری بیجان تھا ایسا ہی یہ بھی بیجان تھا اور سچائی کی روح اُسمین نہین تھی (۲) دوسرے یہ کہ جیسا کہ اُس بیجان گوسالہ کے اندر سے بیہل آواز آتی تھی ایسا ہی اس کے اندر سے بھی بیہل آواز آتی تھی (۳) تیسرے یہ کہ جیسا کہ وہ بیجان گوسالہ عید کے دن نیست و نابود کیا گیا تھا ایسا ہی عید کے دنون مین ہی یہ بھی نیست و نابود کیا گیا (۴) چوتھے یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ قوم کے سونے کے زیور سے بنایا گیا تھا ایسا ہی یہ گوسالہ بھی قوم کی مالی جمیعت کیوجہ سے طیار ہوا (۵) پانچوین یہ کہ جیسا کہ وہ گوسالہ آخر قوم کو معتری لوگوں کیلئے طرح طرح کے عذاب اور دکھون کا موجب ہوا ایسا ہی اس گوسالہ کو معتری پجاریون کا انجام ہوگا۔

اکتیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین درج ہے

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیون کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا اور تیری ساری مرادین تجھے دیگا۔ رب الافواج اسطرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتین ہین۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اُس کی پاک رحمتین اسطرف متوجہ ہین۔

بتیسوین پیشگوئی

یہ وہ پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ و صفحہ ۵۵۷ پر درج ہے اور وہ یہ ہے یعیسیٰ

انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ - مین اپنی چمکار دکھلاؤن گا - اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤن گا - دنیامین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کردیگا الفتنۃ ھھُنا فاصبر کما صبر اولوالعزم یہ پیشگوئی لیکھرام کے حق مین تھی جو پوری ہوگئی اور تفصیل اسکی گذر چکی ہے - اور اس کا تتمہ ابھی پیش آنے والے ہین - اور اسی کے متعلق براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ اور ۵۱۱ مین یہ الہام ہے ویخوفونک من دونہ - ائمۃ الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ ینصرک اللہ فی مواطن - ان یومی لفصل عظیم - یعنی تجھے کافر ڈرائینگے مگر آخر غلبہ تجھی کو ہوگا - خدا کئی میدانون مین تیری فتح کریگا - میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہوگا - یظل ربک علیک ویغیثک - ویرحمک - یعصمک اللہ من عندہٖ وان لم یعصمک الناس وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہٖ - انی منجیک من الغم - انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق - کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی لا مبدل لکلماتہ (ترجمہ) خدا اپنی رحمت کا سایہ تجھپر کریگا اور تیرا فریادرس ہوگا اور تجھپر رحم کریگا وہ تجھے آپ بچائیگا اگرچہ انسانون مین سے کوئی بھی نہ بچاوے - پھر مین کہتا ہون کہ اگرچہ انسانون مین سے کوئی بھی نہ بچاوے پر وہ تجھے آپ بچائیگا - مین تجھے غم سے بچاؤن گا تو مجھسے وہ قرب رکھتا ہے جسکا خلقت کو علم نہین - خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مین اور میرے رسول غالب ہونگے سو خدا کے کلمے کبھی نہین بدلین گے -

تینتیسوین ۳۳ پیشگوئی

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ اور ۵۵۹ مین درج ہے اور وہ یہ ہے سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاہِیْمُ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ - حِبُّ اللّٰہِ خَلِیْلُ اللّٰہِ اَسَدُ اللّٰہِ اَلَمْ نَجْعَلْ لَکَ سُھُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ بَیْتُ الْفِکْرِ وَبَیْتُ الذِّکْرِ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا - مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ - رُفِعْتَ وَجُعِلْتَ مُبَارَکًا - وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ

وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ترجمہ تیرے پر سلام ای ابراہیم آج تو ہمارے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے خدا کا دوست۔ خدا کا خلیل۔ خدا کا شہر۔ ہمنے ہر ایک امر مین تیرے لئے آسانی کردی۔ بیت الفکر اور بیت الذکر۔ اور جو اُس مین داخل ہوا وہ امن مین آگیا۔ وہ بیت الذکر برکت دینے والا اور برکت دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک برکت کا کام اُس مین کیا جائیگا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور کسی ظلم سے ایمان کو مکدر نہین کیا انہین کو امن دیا جائیگا اور وہی ہدایت یافتہ ہون گے۔ بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو گھر کے ساتھ چھت پر بنائی گئی ہے اور یہ الہام کہ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ یہ اُس مسجد کی بنا کا مادہ تاریخ ہے اور نیز یہ اُس کے آئندہ برکات کیلئے ایک پیشگوئی ہے جنکے ظہور کے لیئے اب بنا ڈالی گئی ہے۔

چونتیسوین۳۴ پیشگوئی

یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ مین درج ہے اور وہ یہ ہے وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈین گے اور اسی کے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف مین میئنے دیکھا کہ زمین نے مجھسے گفتگو کی اور کہا **یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ** یعنی اے ولی اللہ مین تجھکو پہچانتی نہ تھی۔

پینتیسوین۳۵ پیشگوئی

شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جسکی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفرون کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردّی اور یاس کی حالت کے ہین اُس کی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر ضلالت سے رجوع کرے گا اور پھر خدا اُس کی آنکھین کھولے گا **وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** اور ایک مرتبہ مینے خواب مین دیکھا کہ گویا مین محمد حسین کے مکان پر گیا ہون اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہمنے وہین نماز پڑھی اور مینے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھسے نماز مین یہ غلطی ہوئی ہے کہ مینے ظہر یا عصر کی نماز مین سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ مینے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہین پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی

پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو مین کیا دیکھتا ہون کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اُس وقت مجھے اُسکا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ مین اسکی طرف نظر کرون پس اُسی حال مین وہ میرے پاس آگیا مینے اُسسے کہا کہ کیا وقت نہین آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھسے صلح کیجائے اُس نے کہا کہ ہان پس وہ بہت نزدیک آیا اور بغلگیر ہوا اور وہ اُسوقت چھوٹے بچہ کیطرح تھا پھر مینے کہا کہ اگر تو چاہے تو اُن باتون سے درگذر کر جو مینے تیرے حق مین کہین جنسے تجھے دُکھہ پہنچا اور خوب یاد رکھہ کہ مینے کچھہ نہین کہا مگر صحت نیت سے اور ہم ڈرتے ہین خدا کے اُس بھاری دن سے جبکہ ہم اُس کے سامنے کھڑے ہون گے اُس نے کہا کہ مینے درگذر کی تب مینے کہا کہ گواہ رہ کہ مینے وہ تمام باتین تجھے بخشدین جو تیری زبان پر جاری ہوئین اور تیری تکفیر اور تکذیب کو مینے معاف کیا اسکے بعد ہی وہ اپنے اصلی قد پر نظر آیا اور سفید کپڑے نظر آئے پھر مینے کہا جیسا کہ مینے خواب مین دیکھا تھا آج وہ پورا ہو گیا پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سُلطان بیگ ہے جان کندن مین ہے مینے کہا کہ اب عنقریب وہ مرجائیگا کیونکہ مجھے خواب مین دکھلایا گیا ہے کہ اُس کی موت کے دن صلح ہوگی پھر مینے محمد حسین کو یہ کہا کہ مینے خواب مین یہ دیکھا تھا کہ صلح کے دن کی یہ نشانی ہے کہ اُس دن بہاء الدین فوت ہو جائیگا محمد حسین نے اس بات کو سُنکر نہایت تعظیم کی نظر سے دیکھا اور ایسا تعجب کیا جیسا کہ ایک شخص ایک واقعہ صحیحہ کی عظمت سے تعجب کرتا ہے اور کہا یہ بالکل سچ ہے اور واقعی بہاء الدین فوت ہو گیا پھر مینے اُس کی دعوت کی اور اُس نے ایک خفیف عذر کے بعد دعوت کو قبول کر لیا پھر مینے اُسکو کہا کہ مینے خواب مین یہ بھی دیکھا تھا کہ صلح بلا واسطہ ہوگی سو جیسا کہ دیکھا تھا ویسا ہی ظہور مین آگیا اور یہ بُدھ کا دن اور تاریخ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۲ء تھی۔

چھتیسوین پیشگوئی

چھتیسوین پیشگوئی یہ ہے جیسا کہ مین ازالۂ اوہام مین لکھ چکا ہون خداتعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیری عمر اسّی برس یا اس سے کچھہ کم یا کچھہ زیادہ ہوگی اور یہ الہام قریبًا بیس یا بائیس برس کے عرصہ کا ہے جس سے بہت لوگون کو اطلاع دی گئی اور ازالۂ اوہام مین بھی درج ہو کر شائع ہو گیا

سینتیسویں پیشگوئی

سینتیسویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان اشتہارات کی تقریب پر جو آریہ قوم اور پادریوں اور سکھوں کے مقابل پر جاری ہوئے ہیں جو شخص مقابل پر آئیگا خدا اُس میدان میں میری مدد کرے گا۔ اسی طرح اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو متفرق کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے خوارق پانچہزار کے قریب پہنچ چکے ہیں جنکے دیکھنے والے اکثر گواہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو ایک مدت تک صحبت میں رہا ہے اُس نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں پس اُن بدقسمت لوگوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جو کہتے ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ اور پیشگوئی نہیں ہوئی یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جس حالت میں اُن کی اُمت سے یہ انوار اور برکات ظاہر ہو رہے ہیں اور دوسرے کسی نبی کی امت سے یہ نشان ظاہر نہیں ہوتے تو کسقدر سچائی کا خون کرنا ہے کہ ایسے سرچشمہ برکات سے انکار کیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ ہوتا تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہ ہو سکتی۔

ظاہر ہے کہ صرف قصوں اور کہانیوں کو پیش کرنا اسکا نام تو نبوت نہیں ہے، یہ قصے تو ہر ایک قوم میں بکثرت پائے جاتے ہیں **لعنت** ہے ایسے دل پر جو صرف قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد ٹھہرائے۔ خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے **ایک انسان کے بچہ** عاجز کو خدا بنا لیا۔ دیکھا نہ بھالا قربان گئی خالہ۔

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جسکا نام محمد مصطفی و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم اُن کے تابع ہوں مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتے ہیں کیا اُن کو زندہ نبی کہنا چاہیئے جنکے سایہ سے ہم خود مردہ ہو جاتے ہیں یقیناً سمجھو کہ یہ سب مُردے ہیں کیا مُردہ کو مُردہ روشنی بخش سکتا ہے یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بت کی

پرستش کرتا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر وہ میرے زمانہ میں ہوتا تو اُسکو انکسار کے ساتھ میری گواہی دینی پڑتی کوئی اسکو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اُسکی روشنی دنیا پر پڑتی ہے تب دنیا کی تمام دیواریں چمک اُٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پڑے ہوں سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہمنے رسول نبی امّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کریگا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اُسکو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہیگی **زندہ خدا** جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا اور **جھوٹے خدا** سب اُسکے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائینگے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اُس کے ساتھ ہونگی **وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی**

اب ہم اس رسالہ کو اِس وصیت پر ختم کرتے ہیں کہ اسے سچائی کے طالبو سچائی کو ڈھونڈو کہ اب آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور اسے ہماری قوم کے نادان مولویو*پر خدا کے دن ہیں جنکا وعدہ تھا سو آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ زمین پر کیا ہو رہا ہے اور کیسے سچائی کے بادشاہ مقدس رسول کو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے کیا اُس پاک نبی کی توہین میں کچھ کسر رہ گئی کیا ضرور نہ تھا کہ زمین کے اس طوفان کے وقت آسمان پر کچھ ظاہر ہوتا سو اس لئے خدا نے ایک بندہ کو اپنے بندوں میں سے چن لیا تا اپنی قدرتیں دکھلاوے اور اپنی ہستی کا ثبوت دے اور وہ جو سچائی سے ٹھٹھے کرتے اور جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں اُنکو جتلاوے کہ میں ہوں اور سچائی کا حامی ہوں اگر وہ ایسے فتنہ کے وقت میں اپنا چہرہ نہ دکھلاتا تو دنیا گمراہی میں ڈوب جاتی اور ہر ایک نفس دہریہ اور ملحد ہو کر مرتا یہ خدا کا فضل ہے کہ انسانی کشتی کو عین وقت میں اُس نے تھام لیا **یہ چودہوین صدی** کیا تھی **چودہوین رات کا چاند** تھا جسمیں خدا نے اپنے نور کو چادر کیطرح زمین پر پھیلا دیا۔ اب کیا تم خدا سے لڑوگے کیا فولادی قلعہ سے اپنا سر ٹکراؤگے کچھہ شرم کرو اور سچائی کی آگے مت کھڑے ہو۔ خدا نے دیکھا ہے کہ زمین بدعت اور شرک اور بدکاریوں سے جلگئی ہے اور نجاست کو پسند کیا جاتا ہے اور سچائی کو رد کیا جاتا ہے سو اُس نے جیسا کہ اُس کی قدیم سے عادت ہے دنیا کی اصلاح کے لئے توجہ کی۔ کیونکہ سچی تبدیلی آسمان سے ہوتی ہے نہ زمین سے اور سچا ایمان اوپر سے ملتا ہے نہ نیچے سے۔ اسلئے اُس رحیم خدا نے چاہا کہ ایمان

* اس زمانہ کے مولویوں کی نسبت میں وہی کہتا ہوں جو آثار میں پہلے سے کہا گیا ہے منہ

کو تازہ کرے اور اُن لوگون کے لئے جنکو اشتہارون کے ذریعہ سے بلایا گیا ہے یا آیندہ بلایا جائے ایسا نشان دکھلائے۔ اور مجھے میرے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ * قُلْ لِيَ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ۔ قُلْ لِيْ سَلَامٌ۔ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ يَاْتِيْ نَصْرُ اللّٰهِ۔ اِنَّا سَنُنْذِرُ الْعَالَمَ كُلَّهٗ۔ اِنَّا سَنُنْزِلُ۔ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کہہ آسمان اور زمین میرے لئے ہے۔ کہہ میرے لئے سلامتی ہے۔ وہ سلامتی جو خدا قادر کی حضور مین سچائی کی نشست گاہ مین ہے۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہین اور جنکا اصول یہ ہے کہ خلق اللہ سے نیکی کرتے رہین۔ خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کرینگے۔ ہم زمین پر اُتر ینگے۔ مین ہی کامل اور سچا خدا ہون میرے سوا اور کوئی نہین۔

ان الہامات مین نصرت الٰہی کے پُر زور وعدے ہین مگر یہ تمام مدد آسمانی نشانون کے ساتھ ہوگی وہ لوگ ظالم اور ناسمجھ اور بیوقوف ہین جو ایسا خیال کرتے ہین کہ مسیح موعود اور مہدی موعود تلوار لیکر آئیگا۔ نبوت کے نوشتے پکار پکار کر کہتے ہین کہ اس زمانہ مین تلوارون سے نہین بلکہ آسمانی نشانون سے دلون کو فتح کیا جائیگا اور پہلے بھی تلوار اُٹھانا خدا کا مقصد نہ تھا۔ بلکہ جنہون نے تلوارین اُٹھائین وہ تلوارون سے ہی مارے گئے۔ غرض یہ آسمانی نشانون کا زمانہ ہے خونریزیون کا زمانہ نہین احمقون نے بُری تاویلین کرکے خدا کی پاک شریعت کو بُری شکلون مین دکھایا ہے۔ آسمانی قوتین جسقدر اسلام مین ہین کسی دین مین نہین ہوئین **اسلام تلوار کا محتاج ہرگز نہین۔**

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۱۴ھ

نظم منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی

اللہ اللہ صدی چودھوین کا جاہ و جلال — رحمت حق سے ملا ہے اسے کیا فضل و کمال
جسمین مامور من اللہ ہوا ایک بندۂ حق — تاکہ اسلام کی رونق کو کرے پھر وہ بحال
جس کے آنیکی خبر مخبر صادق نے تھی دی — آسمان پر سے اُتر آیا وہ صاحب اقبال

* نوٹ ضمیر ھو اس تاویل سے ہے کہ اس کا مرجع مخلوق ہے منہ

قادیان جائے قیام اُسکا غلام احمد نام — جھاڑی اسلام نے پھر جس کے سبب سے پروبال
دین کی تجدید کی ہونے لگی بصد شد و مد — دیکھو جس شخص کو کرتا ہے یہی قیل و قال
ہو گئے نورانی قدم اوّل سے لگے ہونے سیر — پیاسے برکات کی بارش سے ہوئے مالا مال
شرک و بدعت کی سیاہی تو لگی ہونے دور — نظر آنے لگا توحید کا اب حسن و جمال
راز سربستہ بہت علم لدنّی کے کھلے — دیکھ لی کشف و کرامات کی اک زندہ مثال
وحی و الہام کی ماہیتیں روشن ہوئیں آج — شب معراج کا عقدہ کھلا اور طور کا حال
کھل گیا آج کہ ہے معجزہ زندہ **قرآن** — سب جہان مان گیا سامنا اسکا ہے محال
ہر مخالف کا کٹا تیغ براہین سے سر — ہو گئے غیر مذاہب بھی بحجت پامال
پیشگوئیوں کے کھلے بھید رسالت کے بھی راز — کھل گیا **عیسیٰ مریم** کا نزول اجلال
معنی اعجاز نبوت کے فرشتوں کا نزول — قلب مومن پہ جو ہوتے ہیں الٰہی افضال
حل ہوئے نکتے تصوف کے ولایت کے بھی بھید — مانا سب نے کہ نہیں خارق عادت بھی محال
الغرض ہو گئے حل سیکڑوں عقدے لاحل — دس جواب اسکو ملے جسنے کیا ایک سوال
منصفو غور کرو کیا ہے زمانہ الٹا — کہتے ہیں **عیسیٰ موعود** کو آیا دجال
مثل شیشہ کے نبی اور ولی ہوتے ہیں — نظر آتا ہے سدا شیشہ میں اپنا خط و خال
خود تو شپّر کی طرح آنکھوں سے معذور ہیں اور — عیب سورج کو لگاتے ہیں یا حسن و جمال
علم ظاہر تو ہے العلم حجاب الاکبر — علم باطن سے سدا پاتا ہے انسان کمال
موسیٰ و خضر کے قصہ کو بھی کیا بھول گئے — کر دیا موسیٰ کو حیران چلا خضر وہ چال
خضر کے پیچھے چلے جاؤ عقیدت سے **گلاب** — خیر و خوبی سے اگر چاہتے ہو تم حال و قال

فہرست آمدنی چندہ برای طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ

نام	رقم	نام	رقم	نام	رقم
منشی عبدالرحمن صاحب اہلمد محکمہ جرنیلی	للعہ	ابراہیم سلیمان کمپنی مدراس	ـہ	سیٹھ اسحق اسمعیل صاحب بنگلور	ـہ
مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی	للعہ	سیٹھ والجی لالجی صاحب "	ـہ	میرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب صاحب مالیرکوٹلہ	ـہ
عرب حاجی مہدی صاحب بغدادی نزیل مدراس	ـہ	سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا "	ـہ	اہلیہ میرزا صاحب موصوف	عمہ
سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا مدراس	ـہ	مولوی سلطان محمود صاحب "	عـہ	شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور	ماعہ
اہلیہ ماجی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی	ـہ	شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی	ـہ	منشی کرم الٰہی صاحب از کوہ شملہ	ـہ
خیر الدین سیکھوان قریب قادیان	عمہ	امام الدین سیکھوان قریب قادیان	عہ	نواب خان صاحب تحصیلدار جہلم	ـہ
جلال الدین صاحب بلانی ضلع گجرات	عمہ	عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھوان	عمہ	نبی بخش صاحب نمبردار بٹالہ	ـہ
عبدالحق صاحب کرانچی والا لدھیانہ	عمہ	خلیفہ نورالدین صاحب والد تاج الدین جموں	ـہ	محمد صدیق صاحب سیکھوان قریب قادیان	ـہ

مولا بخش صاحب تاجر چرم ڈنگہ ضلع گجرات عمہ — قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم عمہ — شاہ زمان خان صاحب سیالکوٹ ماعہ — خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جموں — غلام رسول صاحب سوداگر کلکتہ وارد جموں عہ
محمد الدین صاحب پشم فروش جموں — محمد شاہ صاحب ٹھیکیدار جموں عمہ — فضل کریم صاحب عطار جموں عہ — مستری عمر صاحب جموں — منشی نبی بخش صاحب جموں عہ
[illegible] صاحب جموں — سردار [illegible] خان صاحب جموں — مولوی محمد صادق صاحب جموں — مولوی محمد اکرم صاحب جموں ۸ — [illegible]

زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجنیر بمبئی ہے — شمس الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی ے — شہاب الدین شمس الدین صاحب بمبئی للعہ
مہدی حسین صاحب عہ — نور محمد صاحب ۶ — فتح محمد خان صاحب بزدار لیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان عہ
بابو چراغ الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر لیہ ۶ — میرزا افضل بیگ صاحب مختار قصور عہ — ڈاکٹر بوڑھے خان صاحب قصور ہے
عبد اللہ خان صاحب برادر تحصیلدار جہلم عہ — اکبر علی شاہ صاحب موجیانوالہ ضلع گجرات ۶ — مولوی محمد قاری صاحب امام مسجد پنڈدادن خان جہلم ۶
فضل الٰہی صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان ۶ — حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان عہ — چراغ علی صاحب تھہ غلام نبی قریب قادیان عہ
عبد اللہ صاحب تھہ غلام نبی قریب عہ — غلام قادر صاحب تھہ غلام نبی قریب ۲ر — نظام الدین صاحب " " ۲ر
عبد الخالق صاحب رفوگر امرتسر ۶ — غلام محمد صاحب امرتسر شیرانوالہ کٹڑہ عہ — گلاب الدین صاحب تھلوال ریاست جموں ۶
محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر عہ — نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر ہے — والدہ عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھوان ۶
اہلیہ عبد العزیز صاحب پٹواری مذکور ۶ — جمال الدین صاحب سیکھوان عہ — شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر دوسنہ ضلع جہلم ے
غلام حسین صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ونیکہ عہ — خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن چکراتہ عہ — محمد خان صاحب کپور تھلہ ے
امیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور کانگڑہ عہ — قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ عہ — قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ ۶
فضل الدین صاحب قاضی کوٹ عہ — قاضی فضل الدین صاحب عہ — نور احمد صاحب درویش کے عہ
اہلیہ نبی بخش صاحب رفوگر امرتسر عہ — سید طفیل علی شاہ صاحب تھانہ دار ڈنگہ ہے — منشی غلام الٰہی بھیرہ سید ابراہیم کل ۶
مہر ساون سیکھوان ۔ عہ — عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ عہ — اہلیہ عبد العزیز صاحب مذکور ے
سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ ہے — اہلیہ شاہ صاحب موصوف وغیرہ للعہ — منشی اللہ دتا خان صاحب سیالکوٹ عہ
محمد الدین صاحب کنسٹیبل پولیس ے — شیخ عطا محمد صاحب اوورسیر عہ — حکیم احمد الدین صاحب " عہ
حکیم محمد دین صاحب " عہ — مولی بخش صاحب بوٹ فروش " ۶ — سید نواب شاہ صاحب مدرس " ۶
سید خیر شاہ صاحب عنایت اللہ صاحب عہ — سید محمد صاحب ملازم پولیس فضل دین زرگر عہ — مستری نظام الدین و گلاب خان صاحب اوورسیر عہ
سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ پولیس اول عہ — محمد الدین صاحب اپیل نویس " عہ — علی گوہر خان صاحب پرچون ماسٹر جالندھر عہ
مولوی قطب الدین صاحب بدوملی عہ — قادر بخش صاحب لدھیانہ ے — محمد اکبر صاحب بٹالہ ہے — منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور عہ
شاہ رکن الدین احمد صاحب کرا سجادہ نشین عہ — مولوی غلام محی الدین صاحب مدرس نورمحل عہ — بابو غلام محی الدین صاحب پھلور ضلع جالندھر ۶
مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر ملتان عہ — سیٹھ موسیٰ صاحب سینی پورٹ اسلم صدر بازار عہ — شرف الدین صاحب کوٹلہ فقیر ضلع جہلم عہ
حافظ عبد الرحمن صاحب لیہ عہ — منشی عزیز اللہ صاحب ہندی پوسٹماسٹر نادون کانگڑہ ۶ — ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب پٹیالہ ہے
مولوی عبد اللہ خان صاحب لوہٹی و حسن خان صاحب پٹیالہ عہ — شیخ محمد حسین صاحب مرادآبادی مراسلہ نویس پٹیالہ ے — شیخ عبد اللہ صاحب شیخ عباد اللہ صاحب پٹیالہ ہے
شیخ کرم الٰہی عہ حافظ نور محمد صاحب عہ — مصطفیٰ و مرتضیٰ صاحبان محمد افضل ہیڈ کلرک ے — مولوی یوسف صاحب سنوری حافظ عظیم بخش صاحب عہ
پسران شیخ ظہور علی مرحوم وغیرہ اکبر علی ۲ر — شیخ عبد الصمد معلم سنوری عہ — ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹ عہ
سید محمد علی صاحب مدرس ... سوہانجنہ عہ — مولوی کرم الدین صاحب نائب ... عہ — مولوی عبد الکریم صاحب " عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خط و کتابت

اس عرصہ مین جو کچھہ مکرمی خواجہ غلام فرید صاحب چشتی پیر نواب صاحب بہاولپور سے اس عاجز کی خط و کتابت ہوئی محض بہ نیت فائدہ عام وہ تمام خطوط جانبین چھاپ دئے جاتے ہین شاید کسی بندہ خدا کو اُس سے فائدہ ہو وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

خواجہ صاحب کا وہ پہلا خط جو ضمیمہ انجام آتہم کے ۳۹ صفحہ پر طبع ہوا

مِن فقیر باب اللہ غلام فرید سجادہ نشین الی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب الارباب والصلوۃ علی رسولہ الشفیع یوم الحساب وعلی الہ والاصحاب والسلام علیکم وعلی من اجتہد واصاب اما بعد فقد ارسلت الی الکتاب وبہ دعوت الی المباہلة وطالبت بالجواب وانی وان کنت عدیم الفرصة ولکن رایت جزءاً من حسن الخطاب فاسوق العتاب اعلم یا اعز الاحباب انی من بدو حالک واقف علی مقام تعظیمک لنیل الثواب وما جرت علی لسانی کلمة فی حقک الا بالتبجیل

ورعاية الآداب والآن اطلعك بأني معترف بصلاح حالك بلا ارتياب وموقن بأنك من عباد الله الصالحين وفي سعيك المشكور مثاب وقد أوتيت الفضل من الملك الوهاب ولك أن تسئل من الله تعالى خير عاقبتي وإن أدعو لك بحسن مآب ولولا خوف الاطناب لازددت في الخطاب والسلام على من سلك سبيل الصواب فقط ۲ رجب ۱۳۱۲ھ من مقام چاچڑان

(مہر: فقیر غلام فرید خادم الفقراء ۱۳۰۱)

ترجمہ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو رب الارباب ہے اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کے آل اور اصحاب پر اور نیز سلام اور ہدایت پر جو راہ صواب میں کوشش کرنیوالا ہو اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کی ایک جزو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے سوای ہر ایک حبیب ذوعزیز تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا اور اب میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملیگا اور تجھ کو بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا والسلام علی من سلک سبیل الصواب

اسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

من عبد الله الاحد غلام احمد عافاه الله وايد الى الشيخ الكريم السعيد حبي في الله غلام فريد. السلام عليكم ورحمة الله وبركاته اما بعد فاعلم ايها العبد الصالح قد بلغني منك مكتوب ضخيم

بسطر الاخلاص والمحبة وكُتب بأنامل الحب والالفة جزاك الله
خير الجزاء وحفظك من كل انواع البلاء انى وجدت ريح التقوى
فى كلماتك فما اضوع ريّاك وما احسن عنوذج نفحاتك وقد
اخبر النبى صلى الله عليه وسلم فى امرى و اثنى على احبابى وا
زمرى وقال لا يصدقه الا صالح ولا يكذبه الا فاسق فبشرى لك
ببشارة المصطفىٰ وواهًا لك من الرب الاعلىٰ ومن تواضع لله
فقد رُفع ومن استكبر فرُدّ ودُفع وانى ما زلت مذ رئيت كتابك
والنست اخلاقك وادابك ادعولك فى الحضرة واسئل
الله ان يتوب عليك بانواع الرحمة وقد سرّنى حسن صفاتك
ورزانة حصاتك وعلمت انك خُلقت من طينة الحرية
واُعطيت مكارم السجية واحن الى لقائك بهوى الجنان
ان كان قدر الرحمٰن وقد سمعت بعض خصائص نباهتك ومآثر
وجاهتك من مخلصى الحكيم المولوى نور الدين فالان زاد
مكتوبك يقينا على اليقين وصار الخبر عيانا والظن برهانا
فادعوا الله سبحانه ان يُبقى مجدك وبنيانك ويُفيض عليك رحمه
وغفرانه وكنت قلت للناس انك لا تلوى عن ارائك ولا تظهر
انكارك فابشرت بان كلمتى قد تمت وان فراستى ما اخطأت
ورغبنى خلقك فى ان افوز بمرآك واُسرّ بلقياك فارجو ان تسرّنى
بالمكتوبات حتى يجئ من الله وقت الملاقات والان ارسل اليك
مع مكتوبى هذا ضميمة كتابى كما ارسلته الى احبابى وفيها
ذكرك وذكر مكتوبك وارجو ان تقرءها ولو كان حرج فى بعض
خطوبك والسلام عليك وعلى اعزتك وشعوبك فقط من قاديان

خواجہ صاحب کا دوسرا خط

بخدمت جناب میرزا صاحب عالی مراتب مجموعہ محاسن بیکران مستجمع اوصاف بے پایان مکرم معظم
برگزیدۂ خدائے احد جناب میرزا غلام احمد صاحب متع اللہ الناس ببقائہ وسرنی بلقائہ والنعمہ
بآلائہ۔ پس از سلام مسنون الاسلام وشوق تمام و دعای اعتلائی نام وارتقائی مقام واضح و
لائح باد۔ نامۂ محبت ختامہ الفت شمامہ مشحون مہربانی ہائے تامہ معہ کتاب مرسلہ رسیدہ چہرہ کشائے
مسرت تازہ و فرحت بی اندازہ گشت مخفی مباد کہ این فقیر از بدو حال خود بتقاضائی فطرت در عہدہ ہا
افتادن و بضرورت قدم در معارک مناقشات نہادن پسند ندارد و چندانکہ می تواند خود را از مدخل طوفان
نزاع بمعنی بر می آرد و چون اکثر مردم را موافقت ہوا از طلب حق باز داشتہ است و تعصب مجازی
تحقیق را بخاک جہل فرا انباشتہ بران بجنگ گفتار ہا نارسیدہ و غایت کار ہا نادیدہ غوغای بر می انگیزند
وہمان غبار جہالت کہ بہوائی عناد برداشتہ بسر خویش می بیزند ورنہ ثمرہ کار ہا بر نیت صحیح است و دلالت
کنایت ابلغ از تصریح پوشیدہ نماند کہ درین جزو زمان کسانیکہ از علمای وقت از فقیر مطالبہ جواب کردہ اند
کہ ہیچ کسی را (یعنی آنصاحب را) کہ باتفاق علماء چنین و چنان ثابت شدہ است چرا نیکمرد پنداشتہ
اند و از چہرہ ور دسے حسن ظن داشتہ چون تحریر ایشان مملو بود از کمال جوش و ترکیب الفاظ ایشان
با برق طپشہا ہم آغوش نظر بر آنکہ مضامین شان بر غلیان دلہا گواہ است و بر نیت ہر کس خدای
دانا تر آگاہ و بہ ہیچکس گمان بد بردن شیوہ اہل صفائیت و بے تحقیق کسی را منافق یا مطیع نفس
دانستن روا نہ فقیر را در کار شان ہم گمان بد گران می نمود زیرا آنکہ اگر نیت صادق داشتہ باشند
غلط شان بمشابہ خطا فی الاجتہاد خواہد بود ورنہ گوش محبت نیوش ہر قدر کہ از عنایت کار آن مکرم
ذخیرہ آگاہی انباشت دل الفت شامل زیادہ ازان در اخلاص افزود کہ داشت دعاست کہ از
عنایت حق سببے بہتر پیدا آید و ساعتی نیکو روئی نماید کہ حجاب مباعدت جسمانی و نقاب مسافت
طولانی از میان برخیزد و اگر بارسال مضمونیکہ در جلسۂ مذاہب پیش کردہ اند مسرور فرمایند منت باشد
والسلام مع الاکرام فضائل و کمالات مرتبت مولوی نور الدین صاحب سلام شوق مطالعہ فرمایند
و صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب نیز۔ الراقم فقیر غلام فرید چشتی النظامی بمقام چاچڑان شریف

(مہر) ۔۔۔۔ ہر ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۴ ہجریہ نبویہ

جواب

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بخدمت حضرت مخدوم و مکرم الشیخ الجلیل الشریف السعید حبی فی الله **غلام فرید** صاحب کان الله معه ورضی عنه وارضاه - السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

امابعد نامهٔ نامی وصحیفه گرامی افتخار نزول فرموده باعث گونان گون مسرت ما گردید وبمقتضای آیه کریمه **اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ** ازچندین هزار علما وصلحا بوئے آشنائی از کلمات طیبات آن مخدوم بشنیدم شکر خدا که این سرزمین ازان مردان حق خالی نیست که در اظهار کلمة الحق از لوم هیچ لائمی نمی ترسند - و نورے دارند از جناب احدیت و فراستی دارند از حضرت عزت پس فطرة صحیحه مطهره ایشان سوئے حق الیشا نرا می کشد و در احقاق حق **روح القدس** تائیدشان می فرماید فالحمد لله ثم الحمد لله که مصداق این امور آن مخدوم را یافتیم - اے برادر مکرم رجوع مشائخ وقت سوئے این عاجز بسیار کم است و فتنه ها از هر سو پیدا پیش ازین حبی فی الله حاجی **منشی احمد جان** صاحب لدهیانوی که مؤلف کتابهائے روحانی نیز بودند بکمال محبت واخلاص بدین عاجز ارادتے پیدا کردند و بعض مریدان نااهل در ایشان چیزها گفتند که بدین مشیخت وشهرت کجا افتاد چون اوشان را ازان کلمات اطلاع شد معتقدان خود را در مجلسی جمع کردند وگفتند که حقیقت اینست که ما چیزے دیدیم که شما نمی بینید پس اگر از من قطع تعلق می خواهید بسیار خوب است مرا خود پروائے این تعلق ها نمانده ازین سخن شان بعض مریدان اهل دل بگریستند واخلاصے پیدا کردند که پیش ازان نیز نمی داشتند و مرا وقت ملاقات گفتند که عجب کارے که مرا افتاده که من قصد مصمم کرده بودم که اگر مرا می گذارند من ایشا نرا گذارم لیکن امر برعکس آن پدید آمده و قسم خوردند که اکنون بآن خدمتها پیش می آیند که قبل ازین ازان نشانے نبود این بزرگ مرحوم چون بعد از مراجعت حج وفات کردند اعزه و وابستگان خود را بار بار همین نصیحت نمودند که بدین عاجز تعلق هائے ارادت داشته باشید و وقت عزیمت حج مرا نوشتند که مرا حسرتهاست که من زمان شما را بسیار کمتر یافتم و عمرے گردائین و آن بیرها در رفت و فرزندان و همه مردان و زنان که اعزهٔ شان بودند

بوصیت شان عمل کردند، خود را در سلک بیعت این عاجز کشیدند چنانچہ از روزگارے دراز فرزندان
آن بزرگ سکونت لدھیانہ را ترک کردہ اند و مع عیال خود نزد من در قادیان می مانند۔
و شیخے دیگر **پیر صاحب العلم** است کہ برائے من خواب دیدند و در بارہ من از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در مجلسی عظیم شہادت دادند و سوئے من آن مکتوبے نوشتند کہ در **ضمیمہ** انجام آتھم از نظر
آن مکرم گذشتہ باشد۔

اما ہنوز جماعت این عاجز بدان تعداد نرسیدہ کہ بر من از خدائے من عدد آن کشوف
گردیدہ بود۔ میدانم کہ تا اکنون جماعت من از **ہشت ہزار** دو سہ کم یا زیادہ خواہد بود۔
اے مخدوم و مکرم این سلسلہ سلسلۂ خداست و بنائے است از دست قادرے کہ ہمیشہ کارہائے
عجائب می نماید و از کار و بار خود پرسیدہ نمی شود کہ چرا چنین کردی مالک است ہرچہ خواہد می کند
از خوف او آسمان و زمین می جنبد و از ہیبت او ملائک می لرزند و مرا او در **الہام** خود **آدم**
نام نہادہ و گفت **اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ** چرا کہ می دانست کہ من
نیز مورد اعتراض **اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا** خواہم گردید پس ہر کہ مرا می پذیرد و فرشتہ
است نہ انسان و ہر کہ سر می پیچد **ابلیس** است نہ آدمی این **قول خدا گفتہ** نہ من۔

فطوبی للذین احبونی و ما عادونی و صافونی و ما آذونی و قبلونی
و ما ردونی اولئک علیہم صلوات اللہ و اولئک ہم المہتدون

و آنچہ آن مخدوم نقل **مضمون جلسۂ مذاہب** طلب کردہ بودند پس سبب توقف این شد
کہ من منتظر بودم کہ جزوے از مضمون مطبوع نزدم رسد تا بخدمت بفرستم چنانچہ امروز یک حصہ
از آن رسید کہ بخدمت روانہ میکنم و ہم چنین آیندہ نیز بطور ریجہ وقتاً فوقتاً می رسد انشاء اللہ تعالی
بخدمت روانہ خواہم کرد۔ **و قبولیت این مضمون** ازین ظاہر است کہ اخبار ہای سرکاری
کہ بہر چیزے سروکارے ندارند و صرف آن اخبار را نویسند کہ عظمتے داشتہ باشد **تعریف** آن مضمون
بخوبی کردہ اند کہ تا حد **اعجاز** رسانیدہ اند چنانچہ **سول ملٹری** می نویسد کہ چون این مضمون
خواندہ شد بر ہمہ مردم عالم محویت طاری بود و بالاتفاق نوشتند کہ **بر ہمہ مضامین** ہمین غالب
آمد بلکہ نوشتند کہ دیگر مضامینے بہ نسبت آن چیزے نبودند پس این فضل خداست کہ پیش ازین

واقعه از الہام و کلام خود مرا اطلاع نیز داده من نیز پیش از وقت آن اعلام الٰہی را بذریعه اشتہار مشتہر کردم پس عظمت این واقعه نور علی نور شد فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

و آنچه آن مکرم درباره شکوه و شکایت علماء ارقام فرموده بودند درین باب چه گویم و چه نویسیم **مقدمه من و ایشان بر آسمان است** پس اگر من کاذبم و در علم حضرت باری عزاسمه مفتری و دعویٰ من کذب و خیانت وده جل است درین صورت از خدا دشمن تر سے در حق من کسے نیست و جلد تر مرا از بیخ خواهد بر کند و جماعت مرا متفرق خواهد ساخت زیرا که او مفتری را هرگز بحالت امن نمی گذارد لیکن اگر من ازو و از طرف او هستم و بحکم او آمدم و هیچ خیانتے در کار و بار خود ندارم پس شک نیست که او ز السان تائید من خواهد کرد که از قدیم در تائید صادقان سنت او رفته است و از لعنت این مردم نمی ترسم لعنت آن ست که از آسمان ببارد و چون از آسمان لعنت نیست پس لعنت خلق امریست سہل که هیچ راستباز سے ازان محفوظ نمانده لیکن برائے آن مخدوم بحضرت عزت دعا میکنم که محض از سعادت فطرة خود ذبّ مخالفان این عاجز کرده اند پس العزیز خدا باتو باشد و عاقبت تو محمود باد جزاک اللّٰه خیر الجزا و احسن الیک فی الدنیا و العقبیٰ و کان معک اینما کنت و اد خلک اللّٰه فی عباده المحبوبین آمین

مثنوی

اے **فرید** وقت در صدق و صفا
باتو باد آن رو که نام او خدا

بر تو بارد رحمت یار ازل
در تو تابد نور دلدار ازل

از تو جانِ من خوش است ای خوشخصال
دیده‌ست مردے درین قحط الرجال

در حقیقت مردم معنی کم اند
گو همه از روئے صورت مردم اند

اے مرا روئے محبت سوئے تو
بوئے انس آمد مرا از کوئے تو

کس ازین مردم بمارو ئے نه کرد
این نصیبت بود اے فرخنده مرد

هر زمان باسے لعنتے یا دم کنند
خسته دل از جور بیدا دم کنند

کس بچشم یار صدیقے نشد
تا بچشم غیر زندیقے نشد

کافرم گفتند و دجال لعین ‌ ‌ ‌ ‌ بہر قتلم ہر لئیمی در کمین
بنگر این بازی کنان را چون جہند ‌ ‌ ‌ ‌ از حسد بر جان خود بازی کنند
موسیے را کافرے دادن قرار ‌ ‌ ‌ ‌ کار جان بازیست نزد ہوشیار
تا کہ تکفیرے کہ از ناحق بود ‌ ‌ ‌ ‌ واپس آید بر سر اہلش فتد
سفلۂ کو غرق در کفر نہان ‌ ‌ ‌ ‌ ہر زمان نالد بہر کفر دیگران
گر خبر زان کفر باطن داشتے ‌ ‌ ‌ ‌ خویشتن را بدترے انگاشتے
تا مرا از قوم خود ببریده اند ‌ ‌ ‌ ‌ بہر تکفیرم چہا کوشیده اند
افترا ما پیش ہر کس برده اند ‌ ‌ ‌ ‌ وز حیا تنہا سخن پرورده اند
تا مگر لغزد کسے زان افترا ‌ ‌ ‌ ‌ ساده لوحے کافر انگارد مرا
درره ما فتنہ ہا انگیختند ‌ ‌ ‌ ‌ با نصاریٰ ہاے خود آمیختند
کافرم خوانند از جہل و عناد ‌ ‌ ‌ ‌ این چنین کورے بدنیا کس مباد
بخل و نادانی تعصبہا فزود ‌ ‌ ‌ ‌ کین بجوشید و دو چشم شان ربود
ما مسلمانیم از فضل خدا ‌ ‌ ‌ ‌ مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
اندرین دین آمده از مادریم ‌ ‌ ‌ ‌ ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست ‌ ‌ ‌ ‌ بادۂ عرفان ما ز جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام ‌ ‌ ‌ ‌ دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن ‌ ‌ ‌ ‌ جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام ‌ ‌ ‌ ‌ ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست ‌ ‌ ‌ ‌ زو شده سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایماے بود ‌ ‌ ‌ ‌ آن نہ از خود از ہمان جاے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال ‌ ‌ ‌ ‌ وصل دلدار ازل بے او محال
اقتداے قول او در جان ماست ‌ ‌ ‌ ‌ ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و از خبرہاے معاد ‌ ‌ ‌ ‌ ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد

آن همه از حضرت احدیست — منکر آن مستحق لعنت است
معجزات انبیا و سابقین — آنچه در قرآن بیانش بالیقین
یک قلم دوری از آن بعیش کتاب — نزد ما کفرست و خسران و تباب
تا نباشد طالبی پاک اندرون — تا نجوشد عشق یار بیچگون
این نه من قرآن همین فرموده است — اندرو شرط **مطهر** بوده است
نور را داند کسی کو نور شد — واز حجاب سرکشی ما دور شد
بیخبر از رازهای این کلام — هرزه گویان ناقصان و ناتمام
مرده اند و فهمشان مرده از هم — بی نصیب از عشق و از دلدار هم
نور **فرقان** می کشد سوی خدا — می توان دیدن ازو روی خدا
روی من از نور روی او بتافت — یافت از فیضش دل من هرچه یافت
همچنین عشقم بروی **مصطفی** — دل پرد چون مرغ سوی مصطفی
منکه می بینم رخ آن دلبری — جان فشانم گر دهد دل دیگری
هجور روی او شدست این جان من — بوی او آید ز بام و کوی من
جان من از جان او یابد غذا — **از گریبانم عیان شد آن فکا**
قانع افتادم بدو از عز و جاه — دل ز کف و از فرق افتاده کلاه
سر تلید تران همه من چون منی — لعنت حق بر گمان دشمنی
تیغ گر بارد بکوی آن نگار — آن منم کاول کنم جان را نثار
کافرم گفتند و دجال و لعین — من ندانم این چه ایمانست و دین
کار ایشان هر زمانی افتراست — یار ایشان هر دمی حرص و هواست
صحت نیت چو باشد در دلی — بر گل صدق او فتد چون بلبلی
لیکن این بیباکی و ترک حیا — افترا بر افترا بر افترا
هر که او هر دم پرستار هوا — من چسان دانم که ترسد از خدا
اتباع نفس اعراض از خدا — پس همین باشد نشان اشقیا

معجزات او همه حق اند و راست — منکر آن منکر نور و لعین خداست
بر همه از جان و دل ایمان ماست — هر که انکار می کند از اشقیاست
لیک دونان را بمغزش راه نیست — هر دلی از سر آن آگاه نیست
راز قرآن را کجا فهمد کسی — بهر نوری نور می باید بسی
گر **بقرآن** هر کسی را راه بود — پس چرا شرط **مطهر** را فزود
لا یمسه الا المطهرون
این همه **کوران** که تکفیرم کنند — بیگمان از مغز قرآن غافل اند
در کف شان استخوانی بیش نیست — در سر شان عقل و اندیشه نیست
الغرض **فرقان** مدار دین ماست — او انیس خاطر غمگین ماست
ما چسان بندیم زان دلبر نظر — هیچ روی او کجا روی دگر
چون دو چشم کس ندید آن جمال — جان من قربان آن شمس الکمال
تا مرا دادند از حسنش خبر — شد دلم از عشق او زیر و زبر
ساقی من هست آن جان پروری — هر زمان مستم کند از ساغری
بسکه من در عشق **او هستم نهان** — **من همانم من همانم من همان**
احمد اندر جان احمد شد پدید — اسم من گردید آن اسم وحید
بر من این بهتان که من آن آستان — تافتم سر این چه کذب فاسقان
آن منم کاندر ره آن سروری — در میان خاک و خون بینی سری
گر همین کفرست نزد کین وری — خوش نصیبی آنکه چون من کافری
این طبیعتهاشان چون سنگهاست — در بر شان گر دلی بودی کجاست
دل پر از خبث است و باطن پر ز شر — صحت نیت از ایشان دور تر
بر شرارتهای بند و میان — ترسد از و امانی اسرار نهان
این نه کار مومنان و اتقیاست — این نه خوی بندگان با صفاست
خویشتن را نیک اندیشیده اند — ما ندانیم این چه فهمیده اند
هر که زینسان خبث در جانش بود — کافرم گوید که ایمانش بود

من ببرین به دم بخواندم آن کتاب / کان بتر و او فتاد از ریتاب
هم خبر ما پیش کردم زان رسول / وصدوق از فضل حق آن الذی تصدیقنا

لیکن ما نیان را حجی زره سی نبود / پیش گرگی گریه میشی چه سود
کافرم گفتند و رو ما تافتند / آن یقین گویا دلم بشکافتند

اندر بیان خوب گفت آن شاه دین / کافران جمل برون چون سوسنین
بر زمان قرآن مگر در سینها / حب دنیا هست و کبر و کینه ها

دانش دین نیز لاف است و گزاف / پشت بنمودند وقت بر مصاف
جا بلانی غافل از تازی زبان / هم ز قرآن هم ز اسرار نهان

کبرشان چون تا کمال خود رسید / غیرت حق پرده های شان درید
دشمنان دین چو شمر نابکار / دین چو زین العابدین بیمار و زار

تن همی لرزد دل و جان نیز هم / چون خیانتهای ایشان بنگرم
مکرها بسیار کردند و کشند / تا نظام کار ما بر هم زنند

لیکن آن امری که هست از آسمان / چون زوال آید برو از حاسدان
من چه چیزم جنگشان با آن خداست / گرد و دشمن این ریاض و این بناست

هر که آید نیز و بگذارد بار حق / ایستاده از پی پیکار حق
فانی ایم و تیر ما تیر حق است / صید ما در اصل نخچیر حق است

صادقی دارد پناه آن یگان / دست حق در آستین او نهان
هر که با دست خدا پیچد ز کین / پیچ خود کند چو شیطان لعین

ای بسا نفسی که همچو ملهم است / کار او از دست موسی بر هم است
آمدم بر وقت چون ابر سما / با امر آمدم [illegible] نشان [illegible]

آسمان از بهر من بار دلستان / هم زمین الوقت گوید بر زبان
این دو شاهد بهر من استاده اند / باز در من تا قصاص افتاده اند

تا که این هر دم عجب کور و کر اند / صد نشان بینند غافل بگذرند
این چنین ایمان چرا بالا پرند / یا مگر زان ذات بیچون منکر اند

او چو بر کس مهربانی می کند / از زمینی آسمانی می کند
عزتش بخشد ز فضل و لطف و جود / مهر بر سر پیشش آید در سجود

من نیم از خود ادعایی کرده ام / امر حق شد اقتدایی کرده ام
کار حق است این نه از مکر بشر / دشمن این دشمن آن داور

آن خدا کاین عاجز را چیده است / رحمتش در کوی ما باریده است
مردم و جانان [illegible] از مردن پدید / گم شدم آخر رخی آمد پدید

میل عشق دلبری پر زور بود / غالب آمد رخت ما را در ربود
من ندارم مایه کردار ما / عشق جوشید و از و شد کار ما

بهر من شد نیستی طور خدا / چون خودی رفت آمد آن نور خدا
رو بد و کردم که روان روی او / هر دل فرخنده مایل سوی او

در دو عالم مثل او روی کجاست / جز سر کویش اگر کوئی کجاست
آن کسان کز کوچه او غافل اند / از سگان کوچه ما هم کمتر اند

خلق و عالم جمله در شور و شراند / عاشقانش در جهان دیگر اند
آن جهان چون هست بر کس ناپدید / از جهان آن کور و بدبختی چه دید

راه حق بر صادقان آسان تر است / هر که جوید و امنش آید بدست
هر که جوید چیلش از صدق و صفا / ره دهندش سوی آن رب السما

صادقان را می شناسد چشم یار / حیله و مکر اینجا نمی آید بکار
صدق می باید برای وصل دوست / هر که بی صدقش بجوید احمق اوست

صدق ورزی در جناب کبریا / آخرش می یابد از تمکین و وفا
صد در بسته و بگشاید بصدق / یار رفته باز می آید بصدق

صدق ورزان را ببیند پادشاه / گر ز بهر جانان بجهد از جهان
دوخته در صورت دلبر نظر / واز شمار و سنت مردم بی خبر

کار عقبی با عملها بسته اند — رشته آن دلها که بهرش خسته اند
از سخنها کی شود این کار و بار — صدق می باید که تا آید نگار

علم ما عالم بستے دارد دیر راه — بت پرستی ما کند شام و پگاه
گر بعلم خشک کار دین بدی — هر لئیمی راز دار دین بدی

یار ما دارد بباطن ما نظر — نان بشو ما زان تو با فخر دگر
هست آن عالی جنابی بس بلند — بهر وصلش شو رها باید فگند

زندگی در مردن خود بخاست — هرکه افتادست او آخر بخاست
تا نه کار در دکس تا جان رسد — کی فنا نش تا دو جانان رسد

هرکه ترک خود کند یابد خدا — چیست وصل از نفس خود گشتن جدا
لیک ترک نفس کے آسان بود — مردن از خود شدن یکسان بود

تا نه آن باری ورزد بر جان ما — کو زیابد ذره امکان ما
کی درین گرد و غباری ساختہ — میتوان دید آن رخ آراسته

تا نه قربان خدائی خود شویم — تا نه محو آشنائی خود شویم
تا بنا شیم از وجود خود برون — تا نه گردد پر ز مهرش اندرون

تا نه بر ما مرگ آید صد هزار — کی حیاتی تازه بینیم از نگار
تا نه ریزد هر پر و بالی که هست — مرغ این ره را بسر مشکل است

یک نصیبی آنکه قتلش شد مباد — یار آید از ره دل ابتدا
از غرور مندان سرا انکار نیست — لیکن این ره راه وصل یار نیست

تا نباشد عشق و سودا و جنون — جلوه ننماید نگار بیچگون
چون نهان ست آن عزیز محترم — هر کسے را کے گزیند لاجرم

آن بسی کو عاقلان برگزیده اند — از تکلف روی حق پوشیده اند
پرده ها بر پرده ها افراخته — مطلبی نزدیک دور انداخته

ما که با دیدار او رو تافتیم — از ره عشق و فنا ایش یافتیم
ترک خود کردیم بهر آن خدا — از فنا باید آمد ابتدا

اندرین ره درد سر بسیار نیست — جان بخواهد اندش دشوار نیست
گر نه او خواندی مرا از فضل و جود — صد فضولی کردمی بیسود بود

از نگاهی این گدا را شاه کرد — قصه هائی راه ما کوتاه کرد
راه خود بر من کشود آن دل ستان — دامنش زان سان که گل با باغبان

هرکه در عهدم زمن ماند جدا — می کند بر نفس خود جور و جفا

پر ز نور دلستان شد سینه ام — شد ز دستی صیقل آئینه ام
پیکرم شد پیکر یار ازل — کار من شد کار دلدار ازل

هر کسی جانم شد نهان در یار من — بوی یار آمد ازین گلزار من
نور حق داریم تو بر جا دری — از گریبانم بر آمد لب بری

احمد آخر زمان نام من است — آخرین جامی همین جام من است
طالب او خدا را مژده باد — گر کش خدا بود این وقت مراد

پیکرها یار نهان شد از نظر — از خبر داری همین پرسد خبر
هرکه جویان نگاری می بود — کے بیک جا بش قراری می بود

می دود هر سو همی دیوانه وار — تا مگر آید نظر آن روی یار
هرکه عشق دلبری در جان او — دل ز دستش او فتاد از بحر دوست

عاشقان را صبر و آرامی کجا — توبه از روی دلارامی کجا
هر کرا عشق رخ یاری بود — روز و شب با آن رخش کاری بود

در قلقش گر التفاتی او فتد — در تن و جانش فراقی او فتد
یک زمانی زندگی بی روی یار — می کند بر وی پریشان روزگار

باز چون بیند جمال روی او — می دود چون بیدلی سوی او
بهر مند در دامنش دست از جنون — از فراقت شد دلم ای یار خون

پیوند

چنین صدق ار بود اندر دلت
تا قیامت [illegible] تابان گردمن
عالمی را نور گردد این خیال
[illegible] که پدید نور [illegible]

گل بجوید جای چون بلبلے
خود برآمد رستنی از خویشتن
سرنگون افگند در چاه ضلال
[illegible] بہر روئے یار
[illegible] مایابیت خدا کاریست خام

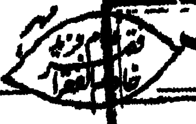
گر توافتی در صدر دو نفیر
این همین آثار ناکامی بود
سوئی آبی تشنه را باید شتافت
خاک گردد تا [illegible] واپسر باید بشش
پخته داند این سخن را والسلام

کس همی خیزد که گردد دستگیر
بیخ شقوت نخوت وخامی بود
هر که جست از صدق دل آخر بیافت
گم شود تا کس همی بنمایدش

[illegible] برون آمد از حال [illegible] از قال و از [illegible] بدل [illegible] از تکلفات کوشیدن اکنون آن [illegible] تخفیف تصدیع بحکم [illegible] [illegible] ما [illegible] الهام [illegible] را اہل راه و [illegible] ذکر [illegible] مولوی حکیم نورالدین وصاحبزاده محمد سراج الحق جمالی السلام علیکم مولوی صاحب بذکر خیر آن مکرم اکثر رطب اللسان می مانند عجب که او شان در اندک صحبتی دلی محبت واخلاص با آن مکرم چندبار این خارق [illegible] از آن مخدوم ذکر کرده اند که مرا یک درود شریف برائی خواندن ارشاد فرموده اند که از زیارت حضرت نبوی صلی الله علیه وسلم خواهد شد چنانچه همان شب مشرف بزیارت شدم۔ والسلام۔ الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان

خواجہ صاحب کا تیسرا خط

بخدمت جناب [illegible] آگاه معارف پناه حقائق نگاه شریعت انتباه المستظهر بابدالمعرض [illegible] سواه المویدین [illegible] الصمد جناب مرزا غلام احمد صاحب مکارم لا ئقہ سلمہ الله الاحد۔ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔ جوش اشتیاق بہچون مکارم اخلاق آن سلالة النفس والآفاق از حد بیرون است ومحبت بآن مجاهد فی سبیل الله روز افزون۔ [illegible] جوا [illegible] که اوقات این فقیر را العنایت بینهایت بر مجاری عاقبت ظاهر وباطن جاری فرمود۔ وتا [illegible] آن مرضیة الشمائل محمود الخصائل از جناب عزت خطابش مسئول ومقصود۔ سلک لآلی آبدار محبت وودا [illegible] عقد جواهر تابدار صداقت واتحاد اعنی نامهٔ اخلاص ختامه مملو بمواد خلوص وصفا ومحشو بذخائر خلت واصطفا ورود کرم آمود نموده مسرور نا محصور فرمود فقیر از الفاظ الفت آمیز ومعانی انبساط خیز ومعارف حیرت انگیز آن [illegible] [illegible] [illegible] القلب فراهم نمود۔ وورود مضمون جلسة المذاهب مرسلهٔ آنصاحب که باوجود آذوقهٔ حقانی [illegible] [illegible] بود [illegible] از [illegible] جان [illegible] همواره باین مجاهدات رفیع الغایات بعنایات غیبیه وتفضلات لاریبیه موید ومکرم باشند وفقیر را مستبشر حالات مسرت سمات والسنة بارسال فضائل رسائل وارقام کرائم رقائم مبتهج ومسرور نموده باشند
۲۴ شوال المکرم سنه ۱۳۱۴ هجریه قدسیه الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی
سجاده نشین از چاچران شریف



مطبع ضیاء الاسلام قادیان
۱۵ شوال ۱۳۱۴

فہرست کتب موجودہ مع قیمت علاوہ محصولڈاک

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
جلد چہارم براہین احمدیہ اردو	للعہ	سراج منیر مع رسالہ خطاوکتابت	۴ر
شحنہ حق اردو	۶ر	حجۃ اللہ عربی مع ترجمہ اردو	۸ر
برکات الدعا اردو	۲ر	استفتاء	۴ر
انوار الاسلام	۴ر	ازالہ اوہام [illegible]	سے
تفسیر سورۃ فاتحہ کرامات الصادقین عربی	عہ	[illegible] اسلام اردو	۶
نور الحق [illegible]	۸ر	[illegible] عربی با ترجمہ فارسی	
سر الخلافہ عربی	۸ر	[illegible]	۲ر
رسالہ انجام آتھم و دعوت قوم	۱۱ر	ست بچن مع آریہ دھرم اردو	عہ
خدائی فیصلہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی		تحفہ قیصریہ زیر طبع	
اتمام الحجۃ عربی و اردو	۲ر	حصہ اول نور القرآن	۴ر
سرمہ چشم آریہ اردو	۱۲ر	" دوم "	۸ر
جنگ مقدس	۸ر		

بذریعہ ویلیوپی ایبل یا پہلے منی آرڈر کے آنے سے
یہ کتابیں مل سکتی ہیں

میرزا غلام احمد قادیانی

الراقم عیسائی صاحبوں کا خیرخواہ

مرزا غلام احمد قادیانی

(۱۰۰۰)

اشتہار انعامی ایکہزار روپیہ

مین اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھہ یہ اشتہار شائع کرتا ہون کہ اگر کوئی صاحب عیسائیونمین سے یسوع کے نشانون کو جو اُس کی خدائی کی دلیل سمجھے جاتے ہین میرے نشانون اور فوق العادت خوارق سے قوت ثبوت اور کثرت تعداد مین بڑھی ہوئی ثابت کرسکین تو مین اُنکو ایکہزار روپیہ بطور انعام دونگا مین سچ سچ اور حلفاً کہتا ہون کہ اسمین تخلف نہین ہوگا مین ایسے ثالث کے پاس روپیہ جمع کرا سکتا ہون جسپر فریقین کا اطمینان ہو اس فیصلہ کیلئے غیر منصف ٹھیرائے جاوینگے

درخواستین جلد آنی چاہئین۔

۲۴ جنوری

۱۸۹۳ء

+ نوٹ اگر درخواست کرنے والے ایک سے زیادہ ہون تو روپیہ آپسمین تقسیم کرسکتے ہین منہ

حجۃ اللہ

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام

قادیان دار الامن والامان

۲۴ ذی الحجہ

سنہ ۱۳۱۴ھ

الاعلان فاسمعوا يا اهل العدوان

ايها الناظرون اعلموا رحمكم الله ورفقكم رفقا حسنا من التفضلات الجليلة والآلاء الخفية ان هذه رسالتي قد صنفت بالعناية الالهية - محفوفة بالاسرار الانيقة الربانية - ومشتملة على شيء من الادب والملح البيانية - فكانها حديقة مخضرة تغرد فيها بلابل على دوحة الصفاء - وتصبي ثمراتها قلوب الادباء ومن امعن فيها باخلاص النية - واصدق الطوية - فلا شك انه يقر بفصاحة كلماتها - وبراعة عباراتها - ويقر بانها اعلى واملح من التدوينات الرسمية - وعليها طلاوة اكثر من المقالات الانسانية - واما الذي جبل على سيرة النقمة والعناد - فيجحد بفيه ويترك متعمدا طرق القسط والسداد ولو كان نفسه من المستيقنين - فنحن نقبل الآن على زعم تلك المنكرين - ولقد وجدت اسماءهم فيما سبق من ذكر المكفرين والمكذبين - اعني شيخ البطالة وامثاله من المفسقين الفاسقين - فليناضلوني في هذا ولو متظاهرين بامثالهم - وليبرهنوا على كمالهم والا كشفت عن سبهم واخزيتهم في اعين جهالهم ومن يكتب منهم كتابا كمثل هذه الرسالة - الى ثلثة اشهر او الى الاربعة فقد كذبني صدقا وعدلا واثبت انني لست من الحضرة الاحدية - فهل في الحي حي يقضي هذه الخطة - وينجي من التفرقة الامة - وليستظهر بالادباء ان كان جاهلا لا يعرف طرق الانشاء وليعلم انه من المغلوبين - وسيذهب الله ببصره ببرق من السماء - فيغشيه كما يغشي الحجر عين الحرباء ويطفئ وطيس المفترين - ايها المكذبون الكذابون - ما لكم لا تجيبون ولا تناضلون وتدعون ثم لا تبارزون ويل لكم ولما تفعلون يا معشر الجاهلين -

المعلن غلام احمد القادياني

ضمیمہ　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　حجۃ اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قُتِلَ الانسان ما اکفرہ

ایّھا الناظرون۔ والادباء المنقدون۔ انتم تعلمون۔ انی کتبت من قبل

ای بینندگان و ادیبان در مغشوش و غیر مغشوش فرق کنندگان شما می دانید کہ من پیش ازیں چند کتابہا

اے دیکھنے والو اور کلام کے کھوٹے اور کھرے میں فرق کرنیوالو تم جانتے ہو کہ مینے پہلے اس سے چند کتابیں

ھذا کتبا فی العربیۃ۔ وزیّنتھا کالبیوت المشیّدۃ المزدانۃ۔ ورئیتم انھا تحلّی

در عربی نوشتہ ام　　و آن کتاب ہا را چناں زینت دادم کہ خانہ ہا زینت دادہ و بلند کردہ میشوند و

عربی میں لکھی تھیں　　اور ان کتابوں کو مینے ایسی زینت دی تھی جیسا کہ گھروں کو زینت دیا جاتا اور بلند

الدرر العمّانیۃ۔ وتحسی اللبان العرفانیۃ۔ وکنت اتوقع ان العلماء یعدّونھا من

شما دیدہ اید کہ آن کتابہا درہائے عمانی را میمانند و شیرہائے معرفت می نوشانند و من توقع میداشتم کہ علما آن تالیف ہا را از جملہ نشانہا

کیا جاتا ہے۔ اور تم نے دیکھا ہے کہ وہ کتابیں موتیوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور معرفت کا دودھ پلاتی ہیں اور میں امید رکھتا تھا کہ مولوی لوگ

الآیات۔ ویعقدون لزوّری حبک النطاق بصحّۃ النیّات۔ وما زلت

خواہند شمرد۔ و برای دیدن من ازار بند یا رچہ کمر خود بصحت نیت خواہند بست　　و من ہمیشہ دل خود

ان کتابوں کو منجملہ نشانوں کے شمار کرینگے اور میرے دیکھنے کیلئے اپنی کمر کو صحت نیت کیساتھ باندھینگے　　اور میں ہمیشہ اس امید

اُسلّی بالی بھذا الامل حتّی وجدتھم فاسد النیّۃ والعمل۔ وبدا ان فراستی قد اخطأت۔

را بدین امید بیغم میکردم۔ تا آنکہ ایشان را نیت و عمل تباہ یافتم۔　　و ظاہر شد کہ فراست من خطا کرد

کیساتھ دل کو تسلی دیتا تھا یہانتک کہ مینے انکو نیت اور کام میں خراب پایا۔　　اور ظاہر ہو گیا کہ میری فراست

واعین العلماء ما انفتحت۔ وترای الیاس وآثار الرجاء انقطعت۔ وبلغ الامر

و چشمہای علما کشادہ نشدند　　و نومیدی ظاہر شد و نشان امید منقطع شدند۔ و کار بجائے رسید

خطا کی۔ اور مولویوں کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور نومیدی ظاہر ہو گئی اور امید کی نشانیاں منقطع ہو گئیں اور اس حد تک

الی حد - ان الشیخ الذی هو للطالبین کسد - زری علی مقالی - و

کہ شیخ بٹالہ کہ برائے طالبان مثل دیوار مانع است بر کلام من عیب جوئی کرد - و

نوبت پہنچ گئی کہ شیخ بٹالہ جو طالبون کے لئے ایک روک ہے میری کلام پر اسنے نکتہ چینی کی

تکلم فی اقوالی - وقال ان هو الا قول رقیق وما هو بکلام جزل بل

در سخن من کلام کرد و گفت شک نیست کہ آں قول زشت است و کلامے خوب نیست - بلکہ

اور کہا کہ وہ قول رکیک ہے اچھا نہین بلکہ

کسقط وهزل - ولیس من غرر البیان - ولا من محاسن الکنایات

سخن بے فائدہ و بیہودہ است و بیانے واضح و محاسن کنایات نیست

غلط اور بیہودہ ہے ادبیان واضح اور عمدہ کلام نہین ہے -

والتبیان - وکلما رصعت فی کتبی من الجواهر العربیة - والنوادر

و آں تمام جواہر عربیہ و نوادر ادبیہ

اور وہ تمام جواہر عربیہ اور نوادر ادبیہ اور لطائف

الادبیة - واللطائف البیانیة - والنکات المبتکرة المصبیة - اراد

و لطائف بیانیہ و نکات دلکش کہ در کتاب خود نشانده بودم این

بیانیہ اور دلکش نکتے کہ مینے اپنی کتابون مین لکھے اس مفسد نے

المفسد المذکور ان یطفی نورها - ویمنع ظهورها - ویجعل الناس

مفسد خواست کہ آں ہمہ نور را منطفی کند و از ظاہر شدن باز دارد و مردم را از

چاہا کہ ان کے نور کو بجھا دے اور ظاہر ہونے سے روکے اور لوگوں کو

من المنکرین - او المرتابین - ومع ذالک ادعی انه فی الادب رحیب

منکران یا شک کنندگان کند و با این ہمہ دعوی کرد کہ او در علم ادب فراخ دست

منکروں یا شک کرنیوالون مین سے کردے - اور پھر اسکے ساتھ یہ دعوی بھی کیا کہ وہ علم ادب

الباع - خصیب الرباع - ومن المتفردین وکذالک خدع الناس

و بسیار مالدار است و از آناں ہست کہ متفرد ہستند و ہمچنین بہ تلبیس ہائے خود

مین فراخ دست اور بہت مالدار ہے اور ان لوگوں مین سے ہے جو یگانہ ہوتے ہین اور اسیطرح اپنی حق پوشی سے

بتلبيساته - واضحك الاطفال بخزعبلاته - وجاء بزور

مردم را فریب داد و بکارہاے باطل خود اطفال را بخندانید و دروغ صریح

لوگوں کو دھوکہ دیا اور اپنے باطل کاموں سے لڑکوں کو ہنسایا اور صریح جھوٹ

مبين - وجئنا بلولوء رطب فما استجاد - ونفضنا عليه عجمات

آورد و ما مروارید تازہ آوردیم پس جید و خوب ندانست و برو درختہای خرما فشاندیم

لایا - اور ہم تازہ موتی لائے پس اسنے انکو اچھا نہ سمجھا - اور ہمنے درخت کھجور

فما استحلا ثمارنا وما ادى الوداد - بل زاد بخلا وعنادا كالمستكبرين

پس بر ما را شیرین ندانست و دوستی ننمود بلکہ در بخل و عناد ہمچو متکبران زیادہ شد

اسپر جھاڑی پس اسنے انکو شیرین خیال نکیا بلکہ متکبروں کی طرح بخل اور عناد مین

وقال ان كتب هذا الرجل مملوة من الاغلاط - والاغلوطات - ومبعدة

و گفت کہ کتابہاے این شخص از غلطیہا پر ہستند و از لطائف

بڑھ گیا - اور کہا کہ اس شخص کی کتابین غلطیوں سے پر ہین - اور لطائف

من لطائف الادب وملح المحاورات - وليست كماء معين - فما حكم

ادب و نمکینی محاورات دور داشتہ شدہ اند و ہمچو آب روان نیستند پس بچیزے

ادب اور نمکینی محاورات سے خالی ہین - اور صاف پانی کی طرح نہین ہین - پس

بما وجب - بل اخفى الحق ومنع وحجب - وتصدى لخدع العوام

حکم نکرد کہ واجب بود بلکہ حق را پوشیدہ کرد و از مردم باز داشت و برائے فریب دادن عوام پیش آمد

وہ بات نہ کی جو واجب تھی بلکہ سچ کو چھپایا اور لوگونکو روکا اور عوام کو دھوکہ دیا

بعد ما شغف بالكلام - وكان يعلم ان كتم الشهادة ماثمة - وتكذيب

بعد زانکہ بکلام من فریفتہ شد و او میدانست کہ گواہی پوشیدہ کردن گناہ است - و تکذیب

بعد اسکے کہ میری کلام پر فریفتہ ہوا - اور وہ خوب جانتا تھا کہ گواہی کا پوشیدہ کرنا گناہ ہے اور

الصادق معصية - ولكنه آثر الدنيا على الأخرة - والنفس الامارة

صادق معصیت است مگر او دنیا را بر آخرت اختیار کرد و نفس امارہ را

صادق کی تکذیب معصیت ہے - لیکن اسنے آخرت کو چھوڑا اور دنیا کو اختیار کیا - اور نفس امارہ کو

علی الحضرۃ الاحدیۃ۔ واراد اللہ ان یرفعہ فاخلد الی الارض
بر حضرت احدیت مقدم داشت۔ وخدا تعالیٰ خواست کہ او را بردارد پس او ہمچو فاسقاں سوئے
حضرت احدیت پر مقدم رکھا اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اسکو اٹھا وے پس وہ فاسقوں کی
کالفاسقین۔ ولیس فی نفسہ جوھر من غیر تصلف کالنسوان۔ و
زمین میل کرد و در ہر نفس او بجز لاف زنی ہمچو زنان و
طرح زمین کی طرف جھک گیا۔ اور اسمیں بجز لاف زنی کے اور بغرض دھوکہ زبان
خدع الناس بتزویق اللسان۔ وانہ من المزورین۔ یرید ان یطفاء
آراستن زبان برائے فریب دادن مردم ہیچ جوہرے نیست و او از دروغ آرایان است ارادہ میکند کہ از ظلم
آرائی کرنے کے اور کوئی جوہر نہیں اور وہ جھوٹ کو آرایش دینے والوں میں سے ہے۔ ارادہ
نورا۔ ظلما وزورا۔ ویزید الناس رھقا وکفورا۔ ویصرف عن
و زور نور را بمیراند و مردم را در ظلم و کفران زیادہ کند و جاہلان را از حق
کرتا ہے کہ نور کو بجھا دے۔ اور لوگونکو ظلم اور کفران میں زیادہ کرے۔ اور حق سے
الحق قوما جاھلین۔ و واللہ انہ لا یعلم ما البلاغۃ وافنانھا۔ وکیف
باز گرداند و بخدا کہ او نمی داند کہ بلاغت چیست و شاخہای آن چیست و چگونہ
جاہلوں کو پھیر دے۔ اور بخدا وہ نہیں جانتا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں اور اُس کی
یحق ادائھا وبیانھا۔ وما وصل مقاما من مقامات فھم الکلام۔ و
حق بیان او ادا می تواند شد و از مقامات فہم کلام بہ ہیچ مقامے نرسیدہ و
شاخیں کیا ہیں۔ اور کیونکر اسکے بیان کا حق ادا ہوتا ہے۔ اور فہم کلام کے مقامات میں سے کسی
ان ھو کالانعام۔ ومن المحرومین۔
صرف مانند چارپایان و محروماں است۔
مقام تک وہ نہیں پہنچا۔ اور صرف چارپایوں اور محروموں کی طرح ہے۔
فالامر الذی ینجی الناس من غوائل تزویراتہ۔ وھباء
پس امرے کہ مردم را از دروغگوئی او رہائی بخشد
پس وہ بات جو لوگوں کو اُس کے جھوٹ سے نجات دے گا یہ ہے کہ

مقالاته - ان نعرض علیه کلاماً منا وکلاماً آخر من بعض العرب

این است کہ مابرو کلام خود وکلام دیگران ازعرب عربا پیش کنیم

ہم اُس پر اپنا کلام اور بعض دوسرے ادیب عربوں کا کلام پیش کریں - اور

العرباء - ونلبس علیه اسمنا واسم تلك الادباء - ثم نقول انبأنا

وبرو نام خود ونام آن ادیبان پوشیدہ داریم بازبگوئیم کہ ماراخبردہ

اپنا اور اُن کا نام اُسپر پوشیدہ رکھیں - اور پھر اسکو کہیں کہ ہمیں بتلا

بقولنا وقول هولاء - ان كنت فی زرایتك من الصادقین -

کہ قول ماکدام است وقول ایشان کدام اگر درعیب گیری راست گوہستی -

کہ ان میں سے ہمارا کلام کونسا ہے اور اُنکا کلام کونسا ہے اگر تو سچا ہے -

فان عرف قولی وقولهم واصاب فیما نوی - وفرق كفلق الحب

پس اگر قول مرا وقول او شان راشناخت ودرشناختن خطا نکرد وچون دانہ وخستہ آن جدا

پس اگر اُسنے میرا قول اور اُنکا قول شناخت کرلیا اور گٹھلی اور دانہ کی طرح فرق کرکے

من النوی - فنعطیه خمسین روبیة صلة

کردہ نمود پس ما اورا پنجاہ روپیہ بطور انعام یا

دکھلادیا پس ہم اُسکو پچاس روپیہ بطور انعام یا تاوان

مناً اوغرامة - ونحسب منه ذالك كرامة - ونعده من

تاوان خواہیم داد ودرین کرامت او خواہیم شمرد واز ادباء فاضل

دینگے - اور یہ اُس کی کرامت سمجھی جائیگی - اور ہم اُسکو ادباء

الادباء الفاضلین - ونقبل انه كان فی ما زری من الصادقین -

اورا خواہیم شمرد وقبول خواہیم کرد کہ او درعیب گیری راست گو بود

فاضلین میں سے شمار کریں گے اور قبول کریں گے کہ وہ عیب گیری میں راست گو

فان كان راضیاً بهذا الاختبار - ومتصدیاً لهذا المضمار - فلیخبرنا

پس اگر بدین آزمایش راضی باشد وبرائے این میدان طیار باشد - پس باید کہ

تھا - پس اگر اس آزمایش کے ساتھ راضی ہو اور اس میدان کے لئے طیار ہو تو

ببنية صالحة كالابرار - وليشيع هذا العزم في الجرائد والاخبار -

مارا همچو نیکوکاران خبر دہد و این عزم را در اخبار همچو یقین کنندگان

بھلے مانسوں کی طرح ہمین خبر دے - اور چاہیے کہ اس قصد کو اخبارون مین یقین

کاهل الحق واليقين -

شایع کناند -

کرنے والوں کی طرح شایع کر دے -

واما انا فبعد اطلاعي على ذالك الاشتهار - سارسل اليه

مگر من پس بعد از اطلاع برین اشتہار چند ورق برائے امتحان

مگر مین پس مین اشتہار پر اطلاع پانے کے بعد چند ورق امتحان کے لیے

اوراقا للاختبار - ليحكم الله بيني وبين هذا الكفار - وهو احكم

سوئے او خواہم فرستاد تا که خدا تعالی در من و او فیصله فرماید و خدا احکم

اسکی طرف بھیجدونگا تا کہ خدا تعالی مجھ مین اور اس مین فیصلہ کر دیوے اور وہ

الحاكمين - واني ارى مذ اعوام ان هذا الرجل لا يمتنع من الهذيان

الحاکمین است و من از چند سال مے بینم که این شخص از بیہودہ گوئی باز نمے آید

احکم الحاکمین ہے - اور مین کئی برس سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص بیہودہ گوئی سے باز نہین آتا

ولا يتقي اخذ الله الديان - فالجاءني بخله الى هذا الامتحان -

و از مواخذه خدا تعالی نمی ترسد پس بخل او مرا برائے این امتحان بیقرار کرد

اور خدا تعالی کے مواخذہ سے نہین ڈرتا - سو اسکے بخل نے اس امتحان کے لئے مجھے مجبور کیا۔

فان جاء المضمار واثبت ما ادعى - وماز كلمي من كلمات اخرى -

پس اگر در میدان آمد و آنچه دعوی کرد ثابت نمود و کلمات مرا از کلمات دیگران جدا

پس اگر میدان میں آیا اور جو دعوی کیا تھا اسکو ثابت کر دکھلایا - اور میرے کلموں کو دوسروں کے کلموں سے

فله ما سمع منا ووعى - وان شمر ذيله وانثنى - وما طالبنا ما وعدنا

کرد پس اورا آن انعام خواهیم داد که از ما شنیده و یاد داشت و اگر دامن خود بچید و برگشت و مطالبه وعده ما نکرد

علیحدہ کر کے دکھلا دیا سو ہم اسکو وہ انعام دینگے جو ہم سے سن چکا ہے اور اگر اپنا دامن سمیٹ لیا اور پھر گیا اور ہمارا وعدہ

وما انبری - بل انساب ودخل جحرہ وانزوی - وما ترک التکذیب

وپیش نیامد بلکہ برفت ودرسوراخ خود شد و پوشیدہ گشت وتکذیب را ترک نہ کرد

کا مطالبہ نہ کیا اور اپنے سوراخ مین داخل ہوگیا اور چھپ گیا اور تکذیب سے باز نہ آیا

وما انتھی - فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیی - والسلام علی من اتبع الھدی -

وباز نیامد - پس برائے او جہنم است کہ درو نہ زندہ خواہد ماند ونہ خواہد مرد - وسلام برآنکہ پیروی ہدایت کرد -

پس اسکے لئے وہ دوزخ ہے کہ جسمین وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہ سکیگا -

المعلن

میرزا غلام احمد القادیانی

۲۶ مئی ۱۸۹۷ء

ایک گواہی

مفصلہ ذیل اشتہار ایک فقیر مجذوب نے جو سیالکوٹ مین قریب بارہ سال سے مقیم ہی ہمارے پاس شایع کرنیکے لئے بھیجا ہے لہذا ہم اسجگہ اسکی نقل مطابق اصل بلفظہ کر دیتے ہین - اور وہ یہ ہے ✠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار واجب الاظہار

خدا کے فضل اور الہام سے - روح جناب رسول مقبول صلعم سے - روح کل شہدا سے - روح کل ابدالون سے - روح کل اولیا سے جو زمین پر ہین - اور ان روحون سے جو چودہ طبقونکی خبر رکھتی ہین - مینے ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہ نے بھیجا ہے -

✠ اس مجذوب کی اس نواح مین بہت عظمت اور شہرت ہے -

رسول مقبول کے دین مین سخت فتنے برپا ہوگئے۔ وہ حد درجہ کا ضعیف ہوگیا۔ ہزاران ملعون فرقے جیسے نصاریٰ اور رافضی پیدا ہوکر لوگونکی گمراہی کا باعث ہوئے۔ اسلئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی۔ اسوقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا۔ مگر چونکہ رسول مقبول کے بعد کوئی نبی نہین آنا تھا خداتعالی نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کے دستار مبارک ہین بھیجا۔ جو لوگ خیال کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ ابن جسم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ جھوٹے ہین کوئی آسمان پر موت کا مزہ چکھے بغیر اور جسم کے ساتھ نہین گیا۔ اے علما گدی نشینو! اے فقرا گدی نشینو! اے اہل بیت گدی نشینو! سن رکھو! عنقریب آسمان سے بڑی بھاری جلالی گواہی اس سلسلہ کی سچائی کی ظاہر ہونے والی ہے۔! خود خدا بڑے زور سے گواہی دے گا۔ پھر تم اس مخالفت مین بڑے ذلیل اور شرمندے ہوگے۔ یہ میرا اشتہار سچا ہے۔ یہ لوح محفوظ کی نقل ہے۔ مین دیکھتا ہون اس مخالفت سے خداتعالی تمپر سخت ناراض ہے۔ رسول مقبول تمسے حد درجہ بیزار ہے۔

المشتہر

فقیر محمد۔ سیالکوٹ۔ برلب ایک باغ بستی والا

۲۸ مئی ۱۹۰۸ء

ایک عمدہ تجویز

ارادہ ہے کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے وہ مضامین جو متفرق ہین مثلاً اشتہارات مطبوعہ۔ قلمی خطوط اور وہ مضامین جو کسی نہ کسی رسالہ یا کسی اخبار مین طبع ہوئے ایک جگہ جمع کرکے کتاب کی صورت مین طبع کئے جائین۔ پس حسب صاحب کے پاس ۱۸۹۶ء سے پہلے کا جو کوئی اشتہار (مطبوعہ) ہو اسکے عنوان۔ تاریخ۔ خلاصہ مضمون اور تعداد صفحہ سے اطلاع دین۔ تاکہ اگر دفتر مین وہ نہ ہو تو انسے عاریتاً طلب کیا جائے۔ اور جس صاحب کے پاس حضرت اقدس کا کوئی خط جو پبلک کے معاملہ کی نسبت نہ ہو اور مفید عام ہو اسکی ایک نقل بلکہ وہ اصل خط ہی عاریتاً چندروز کیلئے بھیجدین بعد نقل انشاءاللہ وانشاء صاحبہ واپس کیا جائیگا۔ یہ بھی واضح رہے کہ خریداران کی کافی درخواستین بہم پہنچنے پر اس کتاب کی طبع کا انتظام ہوگا۔ پس شائقین ساتھ ہی درخواست خریداری ارسال فرماوین۔ خط و کتابت صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی کے نام ہونی چاہیے۔ فقط المشتہر منظور محمد مہتمم کتبخانہ حضرت اقدس۔ منمقام قادیان دارالامان۔ یکم جون

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

سخن نزدم مران از شہریارے — کہ ہستم بر درے امیدوارے

خداوندے کہ جان بخش جہان ست — بدیع و خالق و پروردگارے

کریم و قادر و مشکل کشائے — رحیم و محسن و حاجت برارے

فتادم بر درش زیرانکہ گویند — برآید در جہان کارے زکارے

چو آن یار وفادار آیدم یاد — فراموشم شود ہر خویش و یارے

بغیر او چسان بندم دل خویش — کہ بے رویش نمے آید قرارے

دلم در سینہ ریشم مجوئید — کہ بستیمش بدامان نگارے

دل من دلبرے را تحفہ گاہے — سر من در رہ یارے نثارے

چگویم فضل او بر من چگون ست — کہ فضل اوست ناپیدا کنارے

عنایتہائے او را چون شمارم — کہ لطف اوست بیرون از شمارے

مرا کاریست با آن دلستانے — ندارد کس خبر زان کاروبارے

بنالم بر درش زانسان کہ نالد — بوقت وضع حملے باردارے

مرا با عشق او وقتے ست معمور — چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے

شفا یابم کو ہمت ای گلشن یار — کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

ذَبُّ الْمُفْتَرِیْن

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادِبُوْنَنِیْ لَا یُحَارِبُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ فَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْن

بُردباری می کند زور آورے ٭ جاہلے فہمد کہ ہستم برترے

اسوقت میرے سامنے وہ کاغذ پڑے ہین جنہین نام کے مُسلمانون نے مجھکو گالیان دی ہین چنانچہ اُنہین سے ایک عبدالحق غزنوی ہے جو اپنے اشتہار مین مجھے دجّال ٹھہراکر اپنے اشتہار کے عنوان مین لکھتا ہے کہ ضَرْبُ النِّعَالِ عَلٰی وَجْہِ الدَّجَّال یعنی اس دجّال کے مونہہ پر جوتی مارتا ہون۔ سو یہ تو اُسنے سچ کہا کیونکہ درحقیقت وہ خود دجّال ہے اور آسمان سے اُسیکے مونہہ پر جوتی پڑی نہ کسی اور کے مونہہ پر۔ ابھی معلوم نہین کہ کہانتک اُس کا سر نرم کیا جائے گا۔ ابھی تو جلسہ مذاہب سے اسوقت تک صرف دو آسمانی جوتے اُسکے سر پر پڑے ہان ضرب شدید سے پڑے جس سے کچھ ہڈیان ٹوٹی ہونگی۔ معلوم نہین کہ کسوقت اس بدبخت نے یہ کلمہ مونہہ سے نکالا تھا کہ دُعا کیطرح اُسکے حق مین قبول ہوگیا۔ پھر اُسی اشتہار مین یہ نادان میری نسبت لکھتا ہے کہ لعنت کا طوق اُسکے گلے مین ہے۔ مگر اب اُسے پوچھنا چاہیے کہ ذرہ آنکھین کھولکر دیکھے کہ کسکے گلے مین ہے ٭ ذرہ سمجھکر بولے کہ مذہبی جلسہ کے الہامی اشتہار نے کسکے مونہہ کو سیاہ کیا۔ لیکھرام کی موت نے کسکے گلے مین لعنت کا طوق ڈالدیا۔ بار بار یہ شخص آتھم کی پیشگوئی کی نسبت اعتراض کرتا ہے۔ جاہل کو ابتک سمجھ نہین آتا کہ آتھم کی پیشگوئی ٭٭ جیسا کہ الہام کے الفاظ اور الہام کی شرط تھی کامل صفائی سے پوری

٭ آتھم کے حالات کے بارہ مین جو کچھ انوار الاسلام مین چھپا تھا وہ پھر بطور مختصر فائدہ عام کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

٭٭ حاشیہ

یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبد اللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا دیسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کرکے حق کی طرف

ہو گئی شرط کیموافق خدائے کریم نے اُسکی موت مین تاخیر ڈالدی اور پھر الہام کیموافق اُسکو سات مہینہ کے اندر مار دیا۔ چونکہ آتھم ڈرا اسلئے خدا نے اُسکے معاملہ مین اپنی صفت رحم کو دکھلایا۔ اور لیکھرام نہین ڈرا اسلئے خدا نے اُسکے معاملہ مین اپنی صفت قہر کو دکھلایا۔ سو خدا نے ان دونون پیشگوئیون سے اپنی **جمالی** اور **جلالی** صفات کا نمونہ دکھلا دیا۔ اور ہر ایک کی حالت کیموافق معاملہ کیا۔ آتھم پیشگوئی کو سُنکر تمام شوخیون سے کنارہ کش ہو گیا۔ مگر لیکھرام نہ ہوا۔ آتھم نے تمام مباحثات مسلمانون سے چھوڑ دئیے۔ مگر اُسنے ہر گز نہ چھوڑے۔ آتھم اُسدن تک جو میعاد کے دن پورے ہوئے مردہ کیطرح پڑا رہا اور روتا رہا۔ مگر یہ ہنستا اور ٹھٹھے کرتا رہا۔ اُسنے شرم دکھلائی۔ مگر لیکھرام نے بے شرمی اور شوخی ظاہر کی۔ اور اُسنے اپنا مونہہ بند کر لیا۔ اور لیکھرام نے گالیوں سے اپنا مونہہ کھولا۔ اور خدا نے آتھم کی نسبت مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ یعنی خدا نے دیکھا کہ آتھم کا دل ہم و غم سے بھر گیا۔ اسلئے اُس رحیم خدا نے تاخیر ڈالدی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کبھی نہین ہوگا کہ خدا اپنی عادت کو بدل لے یعنی وہ ڈرنیوالے کیساتھ سختی نہین کرتا۔ مگر لیکھرام نہ ڈرا اور اسکی بد قسمتی سے آتھم کا ڈرنا اُسکو دلیر کر گیا یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت خدا نے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا۔ اور لیکھرام سے سختی سے کیونکہ اُسنے سختی دکھلائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت صرف ایکدفعہ الہام ہوا اور وہ بھی شرط کیساتھ۔ اور لیکھرام کے عذاب کے بارہ مین بار بار قہری الہام ہوئے۔ غرض آتھم

رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اُسی میعاد کے اندر اُسکی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اُسکے رُعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنیکا کسیقدر حصہ لیلیا۔ جس حصہ نے اُسکے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ مین تاخیر ڈالدی۔ اور ہاویہ مین تو گرا لیکن اُس بڑے ہاویہ سے **تھوڑے دنونکے لئے بچگیا** جسکا نام موت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظون اور شرطون مین سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہین ہے جو **بے تاثیر** ہو۔ یا جسکا کسیقدر موجود ہو جانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا ضرور تھا کہ جسقدر مسٹر عبد اللہ آتھم کے دل نے حق کی عظمت کو قبول کیا اُسکا فائدہ اُسکو پہونچ جائے۔ سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور

حاشیہ

کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی وہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو سترہ برس پہلے اسوقت سے براہین مین بھی اُسکا ذکر موجود ہے۔ اور نیز آثار نبویہ مین بھی اُس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کی دونون پہلوؤن کے رو سے تکمیل ہو چکی اور آتھم ایکمدت سے مر چکا۔ پھر کیا ابتک وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ کیا آتھم باکرہ لڑکی تھا جو بغیر کسی سبب قوی کے مقابل پر آنیسے شرم کی۔ آخر کوئی تو سبب تھا۔ وہ یہی سبب تھا کہ پیشگوئی کو سُنتے ہی اسلامی ہیبت اُسکو کھا گئی وہ اندر ہی اندر گداز ہو گیا اور کسی جرأت کے لائق نہ رہا نہ قسم کے لائق اور نہ نالش کے لائق جب قسم کیلئے بلایا جاتا تھا تو اُس کا کلیجہ کانپ جاتا تھا۔ جب نالش کے لئے ابھارا جاتا تھا تو اُس کا کانشنس اُسکے مونہہ پر طمانچے مارتا تھا۔ مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے کھائی۔ اُسنے کیون اسقدر ضرورت کیوقت نہ کھائی۔ اگر جلے ہوئے تھے تو نالش کرتا اور سزا دلاتا۔ اس کا حق تھا۔ اُسنے کیون نالش نکی۔ اے غزنوی لوگو! اسقدر تمہین سچائی سے دشمنی ہے۔ کیا کوئی حد بھی ہے؟ کیا تمہارا یہی تقویٰ ہے جسکو لیکر تم پنجاب مین آئے؟!! ایک مسلمان کو کافر بناتے ہو اور خدا کے صریح اور کھُلے کھُلے نشانون کا انکار کرتے ہو۔ اور پادریونکو اپنی دجالی باتون سے مدد دیتے ہو۔ کیا تمہین ایسا کرنا روا تھا؟ کیا خدا ایک دجال اور کذاب کی عظمت اور قبولیت کو زمین پر پھیلا رہا ہے؟ اور تم جیسے نیک بختونکو ذلیل کر رہا ہے۔ یا اُسکو دھوکہ لگ گیا ہے کیا وہ دلون کے بھیدونکو جاننے والا نہین؟ کیا تم سچائی کو نابود کر دو گے؟ کیا وہ نور جو آسمان

بقیہ حاشیہ

ہے فرمایا اطلع اللّٰہ علی ھمہ وغمہ۔ ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا۔ ولا تعجبوا و لا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین وبعزتی وجلالی انک انت الاعلی۔ ونمزق الاعداء کل ممزق۔ ومکر اولئک ھو یبور۔ انا نکشف السر عن ساقہ یومئذ یفرح المومنون۔ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین وھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ ترجمہ یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اُسکے ہم وغم پر اطلاع پائی اور اسکو مہلت دی جبتک کہ وہ بیباکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے (یہ معنے فقرہ مذکورہ کے تفہیم الٰہی سے ہین) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور تو ربانی سنتون مین تغیر اور تبدل

سے اُترا ہے تم اُسکو موہنہ کی پھونکوں سے بجھا دوگے؟ اگر تم نیک النسا کی ذریت ہو تو بدی مین اپنے تئین مت ڈالو! سمجھ جاؤ اور سنبھل جاؤ! کہ ابھی وقت ہی۔ اور آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کو غور سے پڑھو۔ آگے تمھارا اختیار ہے۔!

پھر اسی اشتہار مین اسی بزرگ عبد الحق نے اور بھی گالیان دی ہین۔ چنانچہ صفحہ ۲ و ۳ و ۴ مین میری نسبت لکھا ہے۔ "بدکار شیطان لعنتی۔ لعن وطعن کا جوت اُس کے سر پر ذلیل خوار خستہ خراب اللہ عزوجل کا دشمن۔ خدا کے ولی عبد الحق کا دشمن" پھر اخیر اشتہار مین پیشگوئی کرتا ہے کہ "عنقریب اللہ کا غضب تیرے پر اُتریگا" مین کہتا ہون کہ اے نااہل نادان تو نے یہ اچھا نہین کیا کہ خدا پر افترا کیا۔ اب دیکھ! کہ وہ غضب تیرے پر اُترا یا کسی اور پر؟ کیا تیرے گلے مین لعنت کا رسہ پڑا یا کسی اور کے گلے مین؟ تو نے اُسی اپنے اشتہار مین دعوی کیا تھا کہ مین آگ مین جا سکتا ہون اور نہین جلونگا۔ اور دریا پر چلنے کیلئے حاضر ہون اور نہین ڈوبونگا۔ اور ایک مہینہ تک کوٹھڑی مین بند رہنے کیلئے موجود ہون اور نہین مرونگا۔ لیکن اے نابکار! انھین شوخیونکی وجہ سے اسوقت خدا نے تیرا موہنہ کالا کیا۔ خدا کے کھلے کھلے نشان نے تجھے عذاب کی آگ مین ڈالا اور تو جل گیا اور بچ نہین سکا۔ تیرے لئے یہ عذاب تھوڑا نہین ہوا کہ تمام قومون مین اس نشان کی عظمت ظاہر ہوئی۔ اس آگ نے بیشک تجھے جلا کر راکھ کر دیا۔ تو ندامت کے دریا مین بھی ڈوب گیا اور اُسپر چل نسکا۔ اور تو خذلان کی اندھیری

بقیہ حاشیہ

نہین پائیگا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہین کرتا جبتک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائین جو غضب الٰہی کو مشتعل کرین۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ مین بھی کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہین ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمھین کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہی۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہی (یہ اس عاجز کو خطاب ہی) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنونکو پارہ پارہ کر دین گے۔ یعنی انکو ذلت پہونچے گی اور انکا مکر ہلاک ہو جائے گا اسمین یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن۔ اور خدا تعالی بس نہین کریگا اور نہ باز آئیگا

کوٹھڑی مین بھی بند کیا گیا - او. وہین مر گیا - دیکھ ! خدا کی غیرت نے تجھے کیا کیا دکھلایا - ذرہ آنکھ کھول اور دیکھ کہ تیرا انکبتر کیدیہ ما تجھے پیش آگیا تو مجھے کہتا تھا کہ تو آگ مین جلیگا - اور دریا مین غرق ہوگا - اور کوٹھڑی مین مریگا - اے بد قسمت اب دیکھ ! کہ یہ تینون باتین کسپر وارد ہوئین ؟ تجھپر یا مجھپر - سچ کہہ ! کیا اس عذاب کی آگ نے تجھے نہین جلایا ؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ اس آگسے تیرا دل کباب نہین ہوا ؟ اور کیون نہ ہوا جبکہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی پوری ہوگئی جسمین تمام ہندوؤن کو خود اقرار ہے کہ یہ وہ اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جسمین پیش از وقت سارے پتے بتلائے گئے تھے - میعاد بتلائی گئی - موت کا دن بتلایا گیا - صورت موت بتلائی گئی - اور آیت لَا یظہر علیٰ غیبہ احدًا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی صرف خدا کے مرسلون کو دیجاتی ہے - نہ مجنون سے ہوسکتی ہے نہ دیبا لوتیسے - پس کیا یہ وہ آگ نہین جسنے تیرے دلکو جلا دیا ؟ کیا تو اب خدا کے کلام سے انکار کریگا ؟ یا خودکشی کرکے مر جائیگا ؟ کیا تو قسم کھا سکتا ہے کہ ابتک تو ندامت کے دریا مین غرق نہین ہوا - کیا تجھپر اور تمام لوگونپر ابتک نہین کھلا کہ تو خذلان کی اندھیری کوٹھڑی مین بند کیا گیا ؟ اور تیری دعاؤن اور تیرے اس شیطانی الہام کے برخلاف جو تو نے اشتہار کے آخر مین لکھا تھا ظہور مین آیا ؟ اے تیرہ بخت ! کیا تو ابتک جیتا ہے ؟ نہین نہین ! تیری فضولیون نے تجھے ہلاک کر دیا - تو اُن تین عذابون مین آپ ہی پڑگیا جنکے ذریعہ سے میری موت تجویز کرتا تھا !!! فاعتبروا یا اولی الابصار - !!

بقیہ حاشیہ

جبتک دشمنونکے تمام مکرونکی پردہ دری نہ کرے اور اُنکے مکر کو ہلاک نہ کر دے یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اسکو توڑ ڈالیگا اور اُسکو مردہ کرکے پھینک دیگا - اور اُسکی لاش لوگونکو دکھادیگا اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اسکی پنڈلیونمین سے ننگا کرکے دکھا دینگے یعنی حقیقت کو کھولدینگے اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کرینگے ✠ اور اُس دن مومن خوش ہونگے - پہلے مومن بھی اور پچھلے مومن بھی - اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر ہماری سنت ہے جسکو ہمنے ذکر کر دیا - اب جو چاہے وہ راہ اختیار کرلے جو اُسکے رب کیطرف جاتی ہے - اسمین بدظنی کرنے والون پر زجر اور ملامت ہے - اور نیز اسمین یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادتمند لوگ ہین اور جو صلاحی کو چاہتے ہین اور کسی بخل اور تعصب یا جلدبازی یا سوءفہم

✠ یہ لیکھرام کی موت کی طرف اشارہ تھا - منہ

پھر عبد الحق نے لکھا ہے کہ آتھم کی پیشگوئیکے نہ پوری ہونیکے وقت میں کسقدر عیسائیون اور مُسلمانون نے تمپر لعنتین کین۔ یہی سزا دجال کذاب کی تہی۔ اسکا جواب یہ ہی کہ حکم خواتیم پر ہے نافہمون اور نادانون نے نبیون اور رسولون سے بھی اوائل حال مین ایسا ہی کیا ہی۔ پھر آخر اپنی ناسمجھیونپر روئے۔ مین تمھین سچ سچ کہتا ہون کہ اسجگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس عبد الحق اور اُسکی جماعت کا ایک قلمی خط بھی رمضان کے مہینہ کے سرپر میرے پاس پہونچا۔ چونکہ وہ گالیوںسے بھرا ہوا تھا۔ اسلئے مینے نہ چاہا کہ رمضان مین اُسکا جواب لکھون مگر وہ خط حضرات غزنوی صاحبون کا ابتک موجود ہے۔ اور گالیان جو مجھے دی ہین وہ یہ ہین "وہ دس ہزار تیرپر لعنت لعنت لعنت لعنت عشرہ الف مائتہ کافر اکفر دجّال شیطان فرعون۔ قارون۔ ہامان۔ اٹرپوپو وادیکا وحشی کلب بلہث یعنی جنگلی کتا" ان افغانونکی **شیرین زبانی** اور **تقوی** کا یہ نمونہ ہی۔

اور ایک اور صاحب جو دشنام دہی مین عبد الحق کے چھوٹے بھائی یا بڑے بھائی ہین اپنے پرچہ **درة الاسلام** مین بہت سی گندہ زبانی کیساتھ آتھم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہین۔ اب مین کہانتک اُنکو بار بار بتلاؤن کہ آتھم تو پیشگوئیکے موافق زندہ بھی رہا اور مرا بھی۔ اُسنے خوف دکھلایا اور بے شرمی ظاہر نکی۔ اسلئے خدا نے وعدہ کیموافق اس سے نرمی کی اور کچھ تاخیر کردی۔ اور لیکھرام نے متواتر شوخیان ظاہر کین اسلئے قادر قہار نے

بقیہ حاشیہ

کے اندھیرے مین مبتلا نہین وہ اس بیان کو قبول کرینگے اور تعلیم الہی کیموافق اُسکو پائینگے لیکن جو اپنے نفس اور اپنے نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس نہین وہ بیباکی اور نفسانی ظلمت کی وجہ سے اُسکو قبول نہین کرینگے۔

الہام الہی کا ترجمہ معہ تفہیمات الہیہ کے کیا گیا۔ جسکا ماحصل یہی ہے کہ قدیم سے الہی سنت اسیطرح پر ہے کہ جبتک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بیباک اور شوخ ہوکر اپنے ہاتھ سے اپنے لئے اسباب ہلاکت پیدا نہ کرے تبتک نہ الہی تعذیب کیطور پر اسکو ہلاک نہین کرتا۔ اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونے کا وقت آتا ہے تو اسمین وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہین جنکی وجہ سے اُسپر حکم ہلاکت لکھا جاتا ہے۔ عذاب الہی کے لئے یہی قانون قدیم ہے اور یہی سنت

اسکو پکڑ لیا۔ **یہ دونون نمونے** آتھم اور لیکھرام کے معرفت کے بھوکون پیاسون کیلئے نہایت مفید ہین۔ انسے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کیسا رحیم و کریم ہے جو نرمی کرنیوالون سے نرمی کرتا ہے۔ اور کیسا غیور ہے جو چالاکی کرنیوالونکو جلد پکڑتا ہے۔ آتھم کا پیشگوئی کے سننے سے ٹھنڈا اور سرد ہوجانا اور لیکھرام کا شوخ ہوجانا ضرور چاہتا تھا کہ دو مختلف نتیجے پیدا ہون۔ اے نادانو! کیا یہ روا تھا کہ خدا کی الہامی شرط پوری نہ ہوتی؟! یا وہ نرمی کے محل پر نرمی استعمال نکرتا اور ڈرنیوالیکو فی الفور اٹھا کر پتھر مارتا؟!

یہ بھی سُن چکے ہو کہ الہام مین رجوع کی شرط لگا کر آتھم کی فطرتی خاصیت کیطرف اشارہ کر دیا تھا۔ اگر اُسکی فطرت مین خوف قبول کرنیکی قوت نہ ہوتی تو خدا رجوع کی شرط الہام مین ظاہر نکرتا۔ اور رجوع ایک فعل قلب ہے جسمین ظاہری اسلام شرط نہین۔ سو آتھم نے اپنے اقوال افعال سے ظاہر کر دیا کہ وہ ضرور اُس شرط کا پابند ہو گیا۔ پس وہ رحیم خدا جسنے فرمایا ہے کہ جب کشتی مین بیٹھنے والے غرق ہونیکے وقت میریطرف رجوع کرین تو مین انکو اسوقت نجات دیدیتا ہون۔ گو جانتا ہون کہ بعد مین پھر اپنی شقاوت کی طرف عود کر آئینگے۔ اُسی مُردبار خدا نے آتھم کو الہامی شرط کا اُسکے رجوع پر فائدہ دیدیا۔ اور پھر آتھم بعد اسکے دین اسلام کے رد کی تالیفات مین مشغول نہین ہوا اور نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی۔ یہانتک کہ اس دُنیا سے گذر گیا۔ اور خوف کا اقرار کیا۔ پس اگرچہ بے ایمانون کا تو کچھ علاج نہین مگر ایماندار آتھم کی اِس

مستمرہ اور یہی غیر متبدل قاعدہ کتاب الٰہی نے بیان کیا ہے۔ اور غور کرنیسے ظاہر ہوگا کہ جو مسٹر عبداللہ آتھم کے بارہ مین یعنی سزا کے بارہ مین الہامی شرط تھی وہ درحقیقت اسی سُنت اللہ کے مطابق ہے کیونکہ اُسکے الفاظ یہ ہین کہ **بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے** لیکن مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اُسنے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طور پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر کیگئی تھی۔ اور خدا تعالےٰ کے الہام نے بھی مجھکو یہی خبر دی کہ ہمنے اُسکے ہم و غم پر اطلاع پائی۔ یعنی وہ اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالتین پڑا اور اُسپر رعب غالب ہوا۔ اُسنے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اُسکے دلپر ہوا اور کیسی اُسپر گھبراہٹ اور دیوانہ پن اور دلکی حیرت

حاشیہ در حاشیہ

کنارہ کشی اور خاموشی سے ضرور رجوع کا نتیجہ نکالینگے۔ یہ بار ثبوت آتھم کی گردن پر تھا کہ وہ اقرار خوف کے بعد ہمکو اور ہر ایک منصف کو یہ موقعہ نہ دیتا کہ اُسکے اقوال اور افعال سے ہم رجوع کا نتیجہ نکال سکتے۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ وہ قسم سے یا نالش سے یا کسی اور طرح پر اثبات دعویٰ سے اپنی اس بزدلی کو جو پندرہ مہینہ تک اس سے برابر ظہور میں آتی رہی اسلامی ہیبت کے وجوہ سے الگ کر کے دکھلاتا۔ پس یہ بڑی بدذاتی ہے کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آتھم کے دل نے پیشگوئی کی عظمت کو ایک ذرہ قبول نہیں کیا تھا اور وہ اپنی سابقہ شوخیوں پر میعاد کے اندر برابر قائم تھا۔ ایڈیٹر ردّ الاسلام لکھتا ہے کہ ایمان کیلئے اقرار باللسان شرط ہے۔ تو اس کا یہی جواب ہے کہ اے نادان الہام میں اعتقاد رجوع ہے جو دراصل فعل قلب ہے اور اُسکے لئے اقرار لسان شرط نہیں۔ اقرار لسان معاد کی نجات کیلئے شرط ہے۔ مگر ایسی نجات کیلئے جو صرف دُنیا کیلئے ہو صرف دل کا خوف کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ [illegible] بنایا جائے بلکہ **یکتمُ ایمانہ** بھی تو قرآن میں موجود ہے۔!

پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن بجائے اسکے لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اے نادانو! اے دل کے اندھو! میں کب تک تمہیں سمجھاؤنگا۔ مجھے وہ اشتہار سنہ ۱۸۸۶ء **دکھلاؤ** جس میں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہوگا [illegible]۔ پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ ”تمہیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی“ پر میں کہتا ہوں کہ [illegible] ول الہام جھوٹا نہیں تھا تجھ میں خود الٰہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں [illegible]

غالب آگئی اور کیسے الہامی پیشگوئی کے رعب نے اُسکے دلکو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہاں تک کہ وہ [illegible] شہر بشہر اور ہر ایک جگہ ہراسان اور ترسان پھرتا رہا اور اس مصنوعی خدا پر اُس کا توکل نہ رہا جسکو بنیاد [illegible] کی تاریکی نے الوہیت کی جگہ دے رکھی ہے وہ کتوں سے ڈرا اور سانپوں کا اسکو اندیشہ ہوا اور اندر کے مکانوں سے بھی اُسکو خوف آیا۔ اُسپر خوف اور وہم اور دلسوزش کا غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اسپر طاری ہو گئی اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اسکو محسوس ہوا اور بغیر اسکے کہ کوئی امرتسر سے اُسکو نکالے آپ ہی ہراسان اور ترسان اور پریشان اور بیتاب ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرا اور خدا نے اسکے دل کا آرام چھین لیا اور پیشگوئی سے سخت متاثر ہو کر سراسیمہ اور خوف زدوں کی طرح جابجا بھٹکتا پھرا اور الہام الٰہی کا رعب اور اثر اُسکے دل پر ایسا مستولی ہوا کہ اسکی راتیں ہولناک اور دن بیقراری سے بھر گئے۔ اور حق کی مخالفت کی جاتی ہیں جو جو دہشتیں وہ

نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ اب بجز اسکے میں کیا کہوں کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**
بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے تو میں برکات پائینگی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا
الٰہی الہام نہیں جسنے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تم پر اگر تو وہ
الہام **پیش نکرے**۔ ہاں دوسرے حمل میں جیسا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت
ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہو گئی جس کا بار مخالفوں کو
صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام تمنے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے
اسیکو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو **کیوں** وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے
سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اُس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے
نابکار مسعود تو نیکی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ و نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت
اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد
ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک
بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام **کونسا** ہے کہ میں نے ظاہر کیا
تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا۔ وہ درحقیقت وہی موعود
لڑکا ہوگا اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے **تو تم پر لعنت**
ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو!

قلق اُس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الٰہی نازل ہو جاوے۔ یہ سب
علامتیں اُسمیں پائی گئیں اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جا بجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے
ایک حیرتناک خوف اور اندیشہ اُسکے دل میں ڈالدیا کہ ایک بات کا کھٹکا بھی اُسکے دلکو صدمہ پہونچاتا رہا
اور ایک کتے کے سامنے آنیسے بھی اسکو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اسکو چین نہ پڑا اور ایک سخت ویرانی
میں اُسکے دن گذرے اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بیقراری نے اسکے دلکو گھیر لیا اور ڈرانیوالے
خیال رات دن اسپر غالب رہے اور اُسکے دلکے تصوروں نے عظمت اسلامی کو رد نکیا۔ بلکہ قبول کیا۔ اسلئے
وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینے میں دھیما ہے اور انسان کے دلکے خیالات کو جانچتا اور اسکے تصورات
کیموافق اس سے عمل کرتا ہے۔ اسنے اُسکو اس صورت پر نپایا جس صورت میں فی الفور کامل ہاویہ کی سزا

اور پھر تمہارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ احمد بیگ کا داماد ابتک زندہ ہے۔ سو میں کہتا ہوں
کہ اے نابکار قوم! کبتک تو اندھی اور گونگی اور بہری رہیگی؟ اور کبتک تیری آنکھیں اُس نور
کو نہیں دیکھینگی جو اتارا گیا؟ سن اور سمجھ! کہ اُس الہام کے دو ٹکڑے تھے ایک احمد بیگ کے متعلق
اور ایک اُسکے داماد کے متعلق۔ سو تم سن چکے ہو کہ احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔
اور **وہ دن آتا ہے** کہ تم سن لوگے کہ اُسکے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری ہو گئی
خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔! اور یہ اعتراض جو تم کرتے ہو نئے نہیں۔ نوشتوں کو پڑھو کہ
پہلے بدفہم لوگوں نے بھی ایسے ہی اعتراض نبیوں پر بھی کئے ہیں۔ تمہارے دل اُنسے مشابہ
ہو گئے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میعاد کے اندر وہ کیوں فوت نہیں ہوا؟ یہ تمہاری بے ایمانی
یا نا آگہی ہے۔ الہام **توبی توبی فان البلاء علی عقبک** میں صاف توبہ کی شرط
تھی اور یہ الہام احمد بیگ اور اُسکے داماد دونوں کیلئے تھا۔ کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو
کہتے ہیں۔ اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند
مرنے کی بلا ہے اگر توبہ کروگی تو تاخیر موت کیجائیگی۔ پس احمد بیگ کی زندگی کے وقت کسی نے
اس الہام کی پرواہ نکی۔ اور جب احمد بیگ فوت ہو گیا تو اُسکی بیوہ عورت اور دیگر پسماندوں کی
کمر ٹوٹ گئی۔ وہ دعا اور تضرع کیطرف بدل متوجہ ہو گئے۔ جیسا کہ سنا گیا ہے کہ ابتک احمد بیگ
کے داماد کی والدہ کا کلیجہ اپنے حال پر نہیں آیا۔ سو خدا دیکھتا ہے کہ وہ شوخیوں میں کب
آگے قدم رکھتے ہیں۔ پس اُسوقت وعدہ اُسکا پورا ہوگا جب یہ سب کچھ پورا ہوگا۔ تب نہ میں بلکہ ہر ایک
دانا تم پر لعنت بھیجیگا۔ **کیونکہ تم نے خدا کا مقابلہ کیا۔!**

یعنی موت بلا توقف اُسپر نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب اُسوقت تک تھما رہے جبتک کہ وہ
بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔ اور الہام الٰہی نے بھی
اسیطرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی عبارتمیں شرطی طور پر عذاب موت کے آنیکا وعدہ تھا نہ مطلق
بلا شرط وعدہ لیکن خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ مسٹر عبد اللہ آتھم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے
افعال سے اور اپنی حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراسان دل سے عظمت
اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کرنیکی قسم ہے جسکا الہام کے استثنائی فقرہ سے کسیقدر تعلق رکھتی ہے

اور پھر ایک دوسرے صاحب اپنا نام شیخ نجفی ظاہر کرکے میرے مقابل پر آتے ہیں۔ اور مجھے کہتے ہیں کہ وہ دجال اور جاہل ہے ... لکھتے ہیں ... سورج ... کسوف کا نشان ... کو ظاہر ہوگا
... اس ... اور ... سورج ... کسوف ... ظاہر ... سب ... کہ درحقیقت
... نشان ... قادر ... کا ... وقت تو
... ہوگا ... خلقت کا ... تو کون مہدی اور کہاں
نشان ... قیامت کا زمانہ آگیا۔ ہیں کہ ... کہ مہدی کا ... کا زمانہ ہے۔ اور
... کسوف اسکی تائید کیلئے ایک نشان ہے۔ سو وہ نشان اب ظاہر ہوگیا جسکو قبول کرنا ہو قبول کرے
اور جیسا کہ حدیثوں میں لکھا تھا چاند گرہن اس پہلی رات میں ہوا جو چاند کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ اور
... گرہن ... دنوں کے نصف میں ہوا جو سورج گرہن کیلئے مقرر ہیں۔ اور اسطرح یہ پیشگوئی نہایت
صفائی سے پوری ہوگئی۔ چونکہ زمانہ کے علماء سورج اور چاند کی طرح ہوتے ہیں سو ... پیشگوئی میں یہ اشارہ
تھا کہ سورج اور چاند کا کسوف خسوف علماء کے دلوں کی تاریکی پر شاہد ہے کہ جو کچھ زمین میں ہوتا ہے
آسمان اسکو دکھلا دیتا ہے۔

اور پھر یہی صاحب اپنے خط عربی میں جو ژولیدہ زبانی سے بھرا ہوا ہے مجھکو لکھتے ہیں
کہ اگر تو میرے مقابل پر آوے تو میں اپنا علم عربی تجھکو دکھلاؤں۔ حالانکہ انکا اسی عربی خط سے انکے
علم کا بخوبی اندازہ ہوگیا۔ اور معلوم ہوگیا کہ بجز چند چرائے ہوئے فقروں اور مسروقہ الفاظ کے انکی

... یہ شخص عظمت اسلامی کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کا خوف اسپر غالب ہوتا ہے وہ ایک طرح سے اسلام کی
اور ... کرتا ہے۔ اور اگرچہ ایسا شخص عذاب آخرت سے بچ نہیں سکتا مگر عذاب دنیوی میں دنیا کی کے
نوبت ... تاخیر ڈال دیتا ہے یہی دعوی قرآن کریم اور بائبل میں موجود ہے۔ اور جو کچھ ہمنے مسٹر
عبد اللہ آتھم کی نسبت اور اسکے دل کی حالت کے بارہ میں بیان کیا یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ بلکہ مسٹر
عبد اللہ آتھم نے اپنے تئیں سخت مصیبت زدہ بناکر اور اپنے تئیں شدائد غربت میں ڈالکر اور اپنی زندگی
کو ایک ماتمی پیرایہ پہناکر اور ہر روز خوف اور ہراس کی حرکات صادر کرکے اور ایک دنیا کو اپنی پریشانی
اور دیوانہ پن دکھلا کر نہایت صفائی سے اسبات کو ثابت کردیا ہے کہ اسکے دل نے اسلامی عظمت اور
صداقت کو قبول کرلیا۔ کیا یہ بات جھوٹھ ہے کہ اسنے پیشگوئی کے رعبناک مضمون کو

گھٹر میں اور کچھ نہیں ۔ ایسا ہی عبد الحق نے بھی اپنے اشتہار مذکورہ بالا میں یہی لاف زنی کی ہے
اور میری نسبت لکھا ہے کہ "یہ کتابیں جو وہ شائع کرتا ہے عربی دان لوگوں سے عربی کرا کے چھپواتا
ہے اور مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسکو عربی کی ہرگز لیاقت نہیں اگر اسکو ضرور لیاقت دیگئی ہے
تو مجھ سے عام علماء کی مجلس میں عربی زبان میں بحث کرے دونوں کی عربی قلمبند ہو جائیگی بعدہ علماؤں
پر پیش کیجائے پس اگر فوقیت لیگیا تو مانا جائیگا کہ یہ رسائل عربی اُسنے بنائے ہیں اور بحث تقریری
بالمشافہ ہو گی اگر بحث میں تجھسے کچھ نہ بنا تو لعنت اللہ علی الکاذبین" اسکے جواب میں ضمیمہ انجام آتھم
میں اُسکو لکھا گیا کہ ہم مقابلہ کیلئے تیار ہیں لیکن تمہیں یاد رہے کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ عربی
کتابیں اسلئے تالیف نہیں ہوئیں کہ لوگ ہمیں عربی دان سمجھیں اور مولوی خیال کریں۔ بلکہ ان کتابوں
میں بار بار یہ جتلایا گیا ہے کہ یہ خدا کا نشان ہے اور بطور معجزہ کے مجھکو دیا گیا ہے تا میرے دعوی پر
یہ بھی ایک دلیل ہو۔ میں نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ عربی کتابوں سے یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی مغلوب
ہو تو مجھے عربی دان مان لے۔ سو یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ اگر تم باوجود اتنے دعوی فضیلت اور عربی
دانی کے میرے جیسے انسان سے صاف شکست کھا جاؤ جسکی نسبت تمہیں اسی اشتہار میں اقرار ہے
کہ اس شخص کو عربی دانی کی ہرگز لیاقت نہیں تو یہ نشان تم تسلیم کر لوگے اور یقین دل سے سمجھ لوگے
کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اور اسیوقت توبہ کر کے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ گے
لیکن دو مہینے کے قریب عرصہ گذر گیا کہ ابتک عبد الحق کیطرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ گویا وہ مر گیا

پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا اور جسقدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہے اسیقدر وہ اس
پیشگوئی سے ڈرا۔ اُس کا دل ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے رُعب نے اُسکو دیوانہ سا بنا دیا
سو خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اُسکو اسی حالت میں ہلاک کرے کیونکہ یہ اُسکے قانون قدیم اور سنت قدیمہ کے
مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغائر اور برعکس ہے۔ اور اگر الہام اپنی شرائط کو چھوڑ کر اور طور
پر ظاہر کرے تو گو جاہل لوگ اس سے خوش ہوں مگر ایسا الہام الہام الٰہی نہیں ہو سکتا اور یہ غیر ممکن
ہے کہ خدا اپنی قرار دادہ شرطوں کو بھول جائے۔ کیونکہ شرائط کا لحاظ رکھنا صادق کے لئے ضروری
ہے اور خدا اصدق الصادقین ہے۔ ہاں جسوقت مسٹر عبد اللہ آتھم اس شرط کے نیچے سے اپنے
تئیں باہر کرے اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بے باکی سے ہلاکت کے سامان پیدا کرے تو

اب منصفین کو سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ حق پوشی کیلئے کیسے وبالی کام کر رہے ہین اور کسقدر
شیطانی جھوٹھوں کو استعمال کرکے لوگوں کو تباہ کرتے ہین۔ اگر یہ شخص اپنی عربی دانی مین سچا تھا اور
فی الواقعہ مجھکو محض امّی اور ناخواندہ اور جاہل سمجھتا تھا تو اُسکو تو خدا نے موقعہ دیا تھا کہ مین مقابلہ کرنے
پر آمادہ ہو گیا تھا اور مینے حتمی وعدہ سے کہدیا تھا کہ اگر مین مغلوب ہو گیا تو مین اپنے تئین جھوٹھا سمجھونگا
لیکن اگر مین غالب ہوا تو مجھے سچا سمجھنا چاہیئے تو پھر کیا سبب تھا کہ وہ گریز کر گیا۔ کیا یہ انصاف کی بات
تھی کہ اگر مین مغلوب ہو جاؤن تو مجھے اپنے دعوی مین جھوٹھا سمجھا جاۓ لیکن اگر مین غالب ہو جاؤن
تو مجھے صرف ایک عربی دان سمجھا جائے۔ کیا مینے یہ تمام عربی کتابین مولوی کہلانیکے شوق سے شائع کی
تھین۔ مجھے تو مولویت کے لفظ سے قدیم سے نفرت ہے اور بدل بیزار ہون کہ کوئی مجھکو مولوی
کہے۔ مینے تو ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا۔ کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر
ظل نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات کیلئے پیشگوئیان دکھلائین سو
اسجگہ بھی بہت سی پیشگوئیان ظہور مین آئین۔ خدا نے دعاؤنکی قبولیت سے اپنے نبی علیہ السلام کی
نبوت کا ثبوت دیا سو اسجگہ بھی بہت سی دعائین قبول ہوئین۔ یہی نمونہ استجابت دعا کا جو
لیکھرام مین ثابت ہوا غور سے سوچو۔!!! ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو شق القمر کا معجزہ دیا سو اسجگہ
بھی قمر اور شمس کے خسوف کسوف کا معجزہ عنایت ہوا۔۔ ایسا ہی خدا نے اپنے نبی کو فصاحت بلاغت
کا معجزہ دیا سو اسجگہ بھی فصاحت بلاغت کو اعجاز کیطور پر دکھلایا۔ غرض فصاحت بلاغت کا ایک

وہ دن نزدیک آجائینگے اور سزاۓ ہاویہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور پر
اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکھنا چاہیئے کہ ہاویہ مین گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہین وہ
عبد اللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب مین اُسنے اپنے تئین ڈال لیا اور
جس طرز سے مسلسل گھبراہٹون کا سلسلہ اُسکے دامنگیر ہوگیا اور ہول اور خوف نے اُسکے دلکو پکڑ لیا
یہی **اصل ہاویہ** تھا۔ اور سزاۓ موت اُسکے کمال کیلئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت مین موجود
بھی نہین۔ بیشک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جسکو عبد اللہ آتھم نے اپنی حالت کیموافق بھگت لیا
لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اسمین کسیقدر مہلت دیگئی کیونکہ ہیبتناک رعب اُسنے

الہی نشان ہے اگر اسکو توڑ کر نہ دکھلاؤ تو جس دعوی کیلئے یہ نشان ہے وہ اس نشان اور دوسرے
نشانوں سے ثابت اور تم پر خدا کی حجت قائم ہے۔

یہ جواب تھا جو عبد الحق کو لکھا گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ وقت حد اور اندازہ سے گذر گیا
اور اسطرف سے کوئی جواب نہ آیا اور شیخ نجفی نے بھی چندروز کی مصلحت کیلئے صدیق اکبر اور فاروق
اعظم کا پیچھا چھوڑ کر میری طرف اپنے تبرون کے تمام تیروں کو جھکا دیا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ اس لافزن نجدی اور غزنوی کی سرکوبی کیلئے چند مختصر ورق عربی کے بطور نشان لکھی جائیں
اور نیز اپنے صدق اور کذب کا حصر رکھا جائے۔ کیونکہ اگر خدا میرے ساتھ ہے اور میں خوب جانتا
ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے تو وہ ان لوگوں کو مقابلہ کی طاقت نہیں دیگا۔ اسلئے میں نے لیکھرام
کی موت کے بعد ۸ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس مضمون کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن بباعث ضروری
اشتہارات کے شائع کرنے میں کچھ توقف ہو گیا۔ اب ۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء سے لکھنا شروع کیا ہے
سو یقین رکھتا ہوں کہ میں اس اردو تمہید کے بعد ایک ہفتہ تک اسقدر عربی مضمون انشاء اللہ القدیر
اسی کے فضل اور قوت اور توفیق سے لکھ لونگا جو مخالفوں کے لئے بصورت نشان تجلی کریگا۔ اور
میں اسوقت وعدہ محکم کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں میں سے یعنی نجفی اور غزنوی میں سے اس میعاد کے
اندر جو سترہ مارچ ۱۸۹۷ء سے اشاعت کے دن تک ہو سکتی ہے یعنی اسدن کہ یہ رسالہ انکے پاس
پہنچ جائے اس مضمون کی نظیر اسکے حجم اور ضخامت کے مطابق اور اسکی نظم اور نثر کے موافق بالمقابل شائع
کردے اور پروفیسر عربی مولوی عبداللہ صاحب یا کوئی اور پروفیسر جو مخالف تجویز کریں ایسی قسم
کھا کر جو مؤکد بعذاب الہی ہو جلسہ عام میں کہدیں کہ یہ مضمون تمام مراتب بلاغت اور فصاحت
کے رو سے مضمون پیش کردہ سے بڑھکر یا برابر ہے اور پھر قسم کھانے والا میری
دعا کے بعد **اکتالیس دن** تک عذاب الہی میں ماخوذ نہ ہو تو میں اپنی کتابیں جلا کر

اپنے سر پر لیا۔ اسلئے وہ خدا تعالی کی نظر میں اس شرط سے کسیقدر فائدہ اٹھانیکا مستحق ہو گیا جو الہامی
عبارت میں درج ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالی کے الہام میں وعدہ
ہوا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس ہمارے بیان میں وہی شخص مخالفت کریگا جسکو مسٹر عبداللہ آتھم کے ان تمام
واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو تعصب اور بخل اور دیدہ دلی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہو۔

جو میری قبضہ مین ہونگی اُنکے ہاتھ پر توبہ کرون گا اور اس طریق سے روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا اور اسکے بعد جو شخص مقابل پر نہ آیا تو پبلک کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ تم کسی دوسرے سے لکھوا کر اپنے نام پر پیش کروگے۔ اس کا جواب اسی قدر کافی ہے کہ ایسا دوسرا عربی دان **تمھین بھی** مل سکتا ہے بلکہ تم جو ہر وقت لاف مارتے ہو کہ تمہارے ساتھ ہزار ان علماء ہین وہ سب زعم تمہارا ہے میرے ساتھ صرف جاہلون یا منشیون کی گروہ ہے تو اب تمھین شرم نہین آتی کہ ایسی باتین منہ پر لاؤ۔ تمہارے پاس تو مدد دینے کیلئے زیادہ سامان ہین۔ سو ادیب کے آگے ہاتھ جوڑو تا ضرورت کے وقت اُسکے قدمون پر ہی گر جاؤ آخر وہ رحم کریگا اور تمھین کچھ بنا دیگا۔ اور یہ بھی ہے کہ یہ تحریر گو میری ہو یا تمہارے پاگلانہ خیال سے کسی اور کی اس سے تمھین کیا غرض اور کیا واسطہ جبکہ مین اسپر حصر رکھتا ہون کہ اس تحریر کی نظیر پیش ہونے سے مین سمجھ لونگا کہ مین کاذب ہون تو تمہاری طرف سے کوشش ہونی چاہیئے کہ اسکی نظیر پیش کرو اگر تم سچے ہو تو ضرور اپنی کوشش مین کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ خدا سچون کو ضائع نہین کرتا اور اُسکے عزیز ذلیل نہین ہوتے۔ اور مین مکرر کہتا ہون کہ اسی میعاد مین تمھین بالمقابل رسالہ شائع کر دینا چاہیئے جس میعاد مین ابتدا سے سترہ مارچ ۱۸۹۷ء سے میرا رسالہ شائع ہو۔ اگر اس مین تخلف ہوگا تو پھر تمہارے بیہودہ عذرات کی طرف التفات نہین کیا جائیگا۔ اب مین عربی رسالہ لکھتا ہون

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ انْصُرْنِي مِنْ لَدُنْكَ رَبِّ أَيِّدْنِي مِنْ لَدُنْكَ
رَبِّ إِنَّ قَوْمِي طَرَدُونِي فَآوِنِي مِنْ لَدُنْكَ رَبِّ إِنَّ
قَوْمِي لَعَنُونِي فَارْحَمْنِي مِنْ لَدُنْكَ ارْحَمْنِي يَا رَبَّ الْأَرْضِ
وَالسَّمَاءِ ارْحَمْنِي يَا أَرْحَمَ الرُّحَمَاءِ وَلَا
رَاحِمَ إِلَّا أَنْتَ إِنَّكَ أَنْتَ حَيِّيٌّ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ تَوَكَّلْتُ
عَلَيْكَ وَأَنْتَ لَا تُضِيعُ
الْمُتَوَكِّلِينَ

عذر ۔ اس عربی مضمون میں اگر کوئی سخت لفظ ہو تو میاں عبد الحق صاحب غزنوی معذور رکھیں۔ کیونکہ بقول اُنکے اس عاجز کو عربی لکھنے کی لیاقت نہیں اور لکھنے والے کوئی اور فاضل ہیں جو عربی کو لکھتے ہیں۔ پس الزام اُن نامعلوم آدمیوں پر ہے نہ ایسے شخص پر جو عربی نہیں جانتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي جعلني مظهر الآيات ۔ وصيّرني ظلّ سيّد الكائنات ۔

اُس خدا کو تمام تعریف ہے جسنے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا۔ اور سرورِ کائنات کا ظلّ مجھے ٹھہرا دیا۔

وجعل اسمي كاسمه بانواع التفضّلات ۔ فاتمّ النعم على لاحمده واكون له

اور میرے نام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشابہ بنا دیا۔ اسطرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اسکی بہت

احمد تحت السمٰوات ۔ ونضّر بي ايمان الناس ليحمدوني واكون محمدا بين المخلوقات ۔

تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق بنوں۔ اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں

فانا احمد وانا محمد كما جاء في الروايات ۔ واعطيت حقيقة اسمي نبيّنا فخر

محمد کے نام کا مصداق بنوں۔ پس میں احمد ہوں اور میں محمد ہوں جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں

الموجودات ۔ كانعكاس الصُّوَر في المرآة فنصلّي ونسلّم على هذا النبيّ الامّي

ناموں کی حقیقت عطا فرمائی گئی ہے جیسا کہ آئینہ میں صورتوں کا انعکاس ہو جاتا ہے۔ پس ہم اُس نبی اُمّی پر درود اور سلام بھیجتے ہیں

الذي تنعكس انواره في الصالحين والصالحات ۔ وتفتح باسمه ابواب البركات ۔

جسکے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں۔ اور اسکے نام کیساتھ برکتوں کے دروازے

وتتمّ بنوره حجّة الله على الكافرين والكافرات ۔ وعلى آله الطاهرين

کھولے جاتے ہیں۔ اور اسکے نور کیساتھ کافروں پر خدا کی حجت پوری ہوتی ہے۔ اور درود اور سلام اسکے آل پر جو پاک

والطاهرات ۔ واصحابه المحبوبين والمحبوبات ۔ وجميع عباد الله الصالحين

مرد اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اسکے اصحاب پر جو خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیزکیں ہیں۔ اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر

امّا بعد فاعلموا ایّها الطّالبون۔ والاخیار المسترشدون۔ انّ اللہ اتمّ حجّتی

بعد اسکے اے طالبو اور اچھے لوگو جو رشد کو ڈھونڈنے والے ہو تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے میری حجت کو دشمنوں

علی الاعداء۔ واری لی الخوارق واسبغ من العطاء۔ وَرأیتم کیف نزلت الاٰیات

پر پورا کر دیا۔ اور میرے لئے اُسنے نشان دکھلائے اور میرے پر اپنی بخشش کو کامل کیا۔ اور تمنے دیکھا کہ کیونکر آسمان سے

من السّماء۔ وکیف فتحت الابواب للطّلباء۔ ثم الذین بخلوا یکفروننی لاعنین

نشان اُترے۔ اور کیونکر طالبوں کے لئے دروازے کھولے گئے۔ پھر وہ جو بخل کرتے ہیں وہ لعنت کرتے ہوئے انکار ظاہر

ویترکون الدیانۃ والدّین۔ جرّدوا من غیر حق سیف العُدوان۔ وشہّروا حسامًا

کرتے ہیں۔ اور دین کو بھی چھوڑتے ہیں اور دیانت کو بھی۔ انھوں نے ظلم کی تلوار ناحق کھینچ رکھی ہے۔ اور گالی اور زیادہ گوئی

السبّ والطّغیان۔ وما کانوا مُنتہین۔ انّھم یوذوننی ویسبّوننی۔ ویکفروننی

کی خنجر انکے ہاتھ میں برہنہ ہے۔ اور باز نہیں آتے۔ وہ مجھے دُکھ دیتے ہیں اور دشنام دہی کرتے ہیں۔ اور

ولا اعلم لِمَ یکفرُوننی۔ ایکفرّون رجلاً یقول انّی من المُسلمین۔ یصرّون علٰی

مجھے کافر ٹھہراتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کیوں ٹھہراتے ہیں۔ کیا وہ اُس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے گمراہی

سُبُل الضّلال والنکوب۔ فاین خوف اللہ وتقوی القلوب۔ وَاین سیَر

اور بیراہی کے طریقوں پر اصرار کرتے ہیں۔ پس کہاں ہے خوف خدا اور دلوں کی پرہیزگاری؟ اور کہاں ہیں صلحا

الصّالحین۔ اما جاءتھم الاٰیات۔ اما ظہرت البیّنات۔ اما حصحص الحق و

کی خصلتیں؟ کیا انکے پاس نشان نہیں آئے؟ کیا کھلے کھلے خوارق ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا حق نہیں کھل گیا؟ اور

رُفع الشبہات۔ افتعاھدوا علٰی انّھم لا یرجعون الٰی حق مُبین۔ او تقاسموا علٰی

شبہات نہیں مٹ گئے؟ کیا انھوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ حق کی طرف رجوع نہیں کرینگے؟ یا باہم قسمیں کھا لی

انّھم یصرّون علی تکذیب و توھین۔ ایخوفوننی بالسبّ والشتم والتکفیر۔ و

ہیں کہ تکذیب اور توہین پر اصرار کرتے رہیں گے؟ کیا مجھے گالی اور کافر کہنے کے ساتھ ڈراتے ہیں؟ اور

یتربّصون بی الدوائر بالحیل والتدابیر۔ واللہ یعلم کید الخائنین۔ انّہ یعلم ما

تدبیروں اور حیلوں سے میرے پر گردشوں کی امید رکھتے ہیں؟ خدا تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کے مکر کو خوب جانتا ہے۔ وہ میرے دل کی باتوں

فی نفسی ونفسھم وانّہ لا یحبّ المفسدین۔ وانی عندہ مکین امین۔ وانّہ یُبنی

اور انکے دل کی باتوں کو جانتا ہے اور وہ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور میں اسکے نزدیک با مرتبہ اور امین ہوں۔ اور مجھے

وبینہ سرّ لا یعلمہ الا ھو فویل للمعتدین - اتحسب الاعداء ان العدا و تخیر
اور اسمین ایک بھید ہے جو اسکو بغیر خدا کے کوئی نہین جانتا پس حد سے بڑھنے والون پر واویلا ہو - کیا دشمن یہ جانتے ہین کہ دشمنی کرنا

لھم بل ھی شر لھم لو کانوا متفکرین - ایظنون انھم یھدون ما بنتہ انامل
انکے لئے بہتر ہے؟ نہین! بلکہ بد ہے اگر وہ سوچین - کیا وہ گمان کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ کی عمارت کو وہ مسمار

الرحمٰن - او یجوسون ما غرستہ ایدی اللہ ذی المجد والسلطان - کلا بل انھم
کر دینگے؟ یا اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دینگے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے؟ ہرگز نہین! بلکہ وہ تو

من المفتونین -
آزمایش مین پڑے ہوئے ہین -

یا معشر الجھلاء و السفھاء - و زمر الاعداء و الاشقیاء - انتم تطفئون
اے جاہلون اور کم عقلون کے گروہ! اور دشمنون اور بدبختون کی جماعتو! کیا تم جناب الٰہی

نور حضرۃ الکبریاء - او تدوسون الصادقین - اتقوا اللہ ثم اتقوا ان کنتم عاقلین
کے نور کو بجھا دوگے؟ یا سچون کو پیرون کے نیچے کچل دوگے؟ ڈرو خدا سے ڈرو اگر عقلمند ہو -

ایھا الناس فادقوا فرش الکریٰ - فان الوقت قد دنیٰ - و ان امر اللہ اتیٰ - و
اے لوگو خواب کے فرشون سے الگ ہو جاؤ! کیونکہ وقت نزدیک آگیا - اور خدا کا حکم پہونچ گیا - اور

انہ یرید لیحیی الموتیٰ - فھل تریدون حیاتا لا نزع بعدہ ولا ردیٰ - و ھل تحبون
وہ ارادہ کرتا ہے کہ مُردون کو زندہ کرے - پس کیا تم ایک ایسی زندگی چاہتے ہو جسکے بعد نہ جانکندنی ہے نہ موت - اور کیا تم پسند

ان یرضیٰ عنکم ربکم الاعلیٰ - او تصعرون خدکم معرضین -
کرتے ہو کہ خدا تمسے راضی ہو جائے - یا مونھہ پھیرنا اور کنارہ کرنا تمھین پسند ہے -

واعلموا انی اعطیت قمیص الخلافۃ - و تسربلت لباسھا من
اور جانلو کہ مجھے قمیص خلافت دیا گیا ہے - اور جناب الٰہی سے وہ لباس

حضرۃ العزۃ - فارحموا انفسکم ولا تعتدوا کل الاعتداء - الا ترون الیٰ ما
مینے پہنا ہے - پس تم اپنے نفسون پر رحم کرو اور حد سے زیادہ مت بڑھو - کیا تم وہ نشان نہین دیکھتے

تنزل من السماء - اما بقی فیکم رجل من المتقین - ولو کان ھذا الامر من
جو آسمان سے اترے ہین؟ کیا تم مین ایک بھی پرہیزگار باقی نہین رہا؟ اور اگر یہ کام بجز خدا کے اور کسی

غیر الرحمان - لمزقه الله قبل تمزیقکم یا اهل العدوان - انظروا کیف عنتم

ہوتا تو تمہارے کاٹنے سے پہلے خدا اُسکو کاٹ دیتا - دیکھو تمنے کیسی تکلیف

بل متم فی جهد الصباح والمساء - ومددتم الی الله ید المسئلة والدعاء - فرددتم

اٹھائی بلکہ صبح شام کی کوشش مین مر گئے - اور خدا کی طرف سوال اور دُعا کا ہاتھ پھیلایا - پس تم

مخذولین فی الحافرة - وما حصل الا اضاعة الوقت وزفرات الحسرة - فما لکم

ناکام نامراد رد کئے گئے - اور تمہین بجز وقت ضائع کرنے اور حسرة کی آہوں کے اور کچھ حاصل نہ ہوا - پس

لا تفکرون فی اقدار تتنزل - ولا ترغبون فی انوار تستکمل - اهذا فعل الانسان

کیا سبب کہ تم اُس قضا و قدر مین فکر نہین کرتے جو اترہی ہے؟ اور اُن نوروں کے لئے خواہش نہین کرتے جو کامل ہو رہی ہین؟

اهذا من الکاذب الدجال الشیطان - فلا تهلکوا انفسکم بجهلات اللسان

کیا یہ انسان کا فعل ہے؟ اور کیا یہ کاذب اور دجال اور شیطان کیطرف سے ہے؟ پس تم زبان کی جہالت کیساتھ اپنے نفسوں کو ہلاک

واستعینوا متضرعین - یا حسرة علیکم انکم لا تنظرون متوسمین - واذا نظرتم

مت کرو - اور تضرع کرتے ہوئے خدا سے مدد چاہو - تم پر افسوس اگر تم فراست کی نگاہ سے نہین دیکھتے - اور جب دیکھتے

نظرتم لاعبین - ولا تمعنون خاشعین - اتترکون فی هذا اللهو واللعب - ولا

ہو تو کھیل کیطور پر دیکھتے ہو - اور دل کی فروتنی سے نہین سوچتے - کیا تم اسی لہو و لعب مین چھوڑے جاؤ گے! اور ایک

تقادون الی نار ذات اللهب - ولا تسئلون عما عملتم مستکبرین - لا تلهکم

بھڑکنے والی آگ کیطرف کھینچے نہین جاؤ گے! اور اُن کاموں سے پوچھے نہین جاؤ گے جو تکبر کیساتھ تمنے کئے - تمہارے

اموالکم واولادکم - فان الحمام میعادکم - ثم قهر الله یصطادکم - واین المفر

مال اور تمہاری اولاد تمہین دھوکہ نہ دے - کیونکہ موت تمہارا وعدہ ہے - پھر تم قہر الٰہی کے شکار ہو جاؤ گے - آسمان

من رب السموات والارضین -

اور زمین کے پیدا کرنے والے سے تم کہان بھاگ سکتے ہو -

وقد رئیتم اٰیة الکسوف فنسیتموها - ثم رئیتم اٰیت الله فی آتهم

تمنے کسوف کا نشان دیکھا اور اُسکو بھلا دیا - پھر تمنے خدا کا نشان آتھم مین دیکھا

فکذبتموها - وتجلت لکم اٰیة موت احمد بیک فما قبلتموها - وقرءتم کتب بلاغة

اور اسکی تکذیب کی - اور تمہارے لئے موت احمد بیگ کا نشان ظاہر ہوا اور تمنے اسکو قبول نہ کیا - اور تمنے اُن کتابوں کو

رائعة فيها آية فصاحة معجبة - فكأنكم ما قرأتموها - وظهرت في ندوة المذاهب

پڑھا جسکی بلاغت تعجب مین ڈالنے والی تھی - پس گویا تمنے انکو نہین پڑھا - اور جلسہ مذاہب مین کئی نشان

آيات فنبذتموها - وقد كانت معها انباء الغيب فما باليتموها - وكأيّن من

ظاہر ہوئے سو تمنے انکو ہاتھ سے پھینکدیا - اور ان نشانون کے ساتھ غیب کی خبرین تھین سو تمنے کچھ پرواہ نکی اور کئی اور

آيات شاهدتموها - فكأنكم ما شاهدتموها - وكم من عجائب آنستموها - فما

نشان تمنے دیکھے پس گویا نہ دیکھے اور کئی عجائب کامون کا تمنے مشاہدہ کیا

ظلّت لها اعناقكم خاضعين - والآن اشرقت آية في عجل جسد له خوار - فهل

پس تمہاری گردنین انکے لئے نہ جھکین - اور اب لیکھرام مین جو گوسالہ بیجان تھا نشان ظاہر ہوا - پس کیا

فيكم من يقبلها كالاحرار - او تولّون مدبرين - وتقولون انّ آتهم ما مات في

تم مین کوئی ایسا شخص ہے جو آزادون کی طرح اسکو قبول کرے - یا تم پیٹھ پھیر دوگے - اور تم کہتے ہو کہ آتھم میعاد کے اندر

الميعاد - وتعلمون انه خاف فيه قهر ربّ العباد - ففكروا الم يجب ان ترعى

نہین مرا - اور تم جانتے ہو کہ وہ خدا کے قہر سے ڈرا - پس سوچ لو کہ کیا واجب نہ تھا کہ الہامی

شريطة الالهام - ويؤخر اجله الى يوم ينكر كاللئام - وقد سمعتم انه ما تألّى اذا

شرط کی رعایت کیجاتی اور اسوقت تک اسکو مہلت دیجاتی جو انکار کرے - اور تم سن چکے ہو کہ جب وہ قسم کیلئے بلایا

دُعي للاقسام - وما ذهب مستغيثا الى الحكّام - فانظروا اما تحقق كذبه اما بلغ

گیا تو اسنے قسم نہین کھائی اور نہ نالش کی اب غور کرو کہ کیا اس کا جھوٹھ ثابت ہوا کیا

الامر الى الافحام - انه زجّى الزمان في صمت وسكوت - واتمّ الميعاد كمضطرب

یہ امر اتمام حجت تک نہین پہونچا - اسنے پیشگوئی کا زمانہ خاموشی مین گذارا اور بیقراری اور سرگردانی

مبهوت - والقى نفسه في متاعب وشوائب - وترائى منكسرا كانه ذي نوائب

مین میعاد کے زمانہ کو بسر کیا - اور اپنے نفس کو طرح طرح کی تکالیف مین ڈالا - اور ایسا شکستہ حال اپنے تئین ظاہر کیا کہ گویا وہ

وما تفوّه بكلمة يخالف الاسلام - حتى اكمل الايام - فهذه القرائن تحكم ببداهة

مصیبتون کا مارا ہوا ہے - اور وہ ایک بھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لایا جو اسلام کے مخالف ہو - یہانتک کہ اسنے پیشگوئی کی میعاد کو پورا کیا - پس یہ تمام قرائن

انه خشي عظمة الاسلام بكمال خشية - وكان من قبل يجادل المسلمين - ويهين

بداہت حکم کرتے ہین کہ وہ عظمت اسلام سے ضرور ڈرا اور پہلے اس سے وہ مسلمانون سے بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا - اور موذی

كالموذيين - واما بعد نباء الالهام - فامتنع من النزاع والخصام - وصار كقلم

کیطرح لڑتا تھا - مگر اس پیشگوئی کے بعد وہ چپ ہو گیا اور تمام بحث و مباحثہ اُسنے چھوڑ دیا - اور ایک ناکارہ قلم کیطرح

ردّی - وسيف صدی - وجهل اوصاف المصاف - والخلاف الخلاف - وكنتُ

یا ایک زنگ خوردہ تلوار کیطرح بنگیا اور لڑائی کی تعریف کو بھول گیا اور مخالفت کے پیشانو نکو فراموش کر دیا - اور

اعطيه اربعة آلاف - اذا قمت الاحلاف - فما آلیٰ - بل ولّیٰ - فانظروا اهذه

میں اُسکو قسم کھانے پر چار ہزار روپیہ دیتا تھا مگر اُسنے قسم نہ کھائی بلکہ مونہہ پھیر دیا - پس دیکھو کیا یہ سچون

علامة الصّادقين - ثم اذا انقضت اشهر الميعاد - فقسى قلبه ورجع الى

کی علامتیں ہیں پھر جب میعاد کے مہینے گذر گئے تو اسکا دل سخت ہو گیا - اور انکار اور

الانكار والعناد - فلذلك مات بعد ما انكر وابىٰ - ولو انكر فى الميعاد لمات

عناد کی طرف اُسنے رجوع کر لیا - پس وہ اسی لئے مر گیا کہ اُسنے انکار کرنا شروع کیا - اور اگر میعاد کے اندر انکار کرتا تو میعاد

فيها وفنا - فلا شك ان هذا النباء سوّد وجوه المنكرين - وارغم معاطس

کے اندر ہی مر جاتا - پس کچھ شک نہیں کہ اس پیشگوئی نے منکروں کے مونہہ کو کالا کر دیا اور انکی ناک کو خاک کے ساتھ

المكذّبين - وانّ فيه آيات للطالبين - وانّه مكتوب فى كتابى البراهين

رگڑ دیا اور اسمیں ڈھونڈنیوالوں کے لئے نشان ہیں - اور یہ پیشگوئی میری کتاب براہین احمدیہ میں لکھی ہوئی ہے

وانه يوجد فى اخبار خاتم النبيّين - فامنوا به ان كنتم مؤمنين -

اور نیز احادیث خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے - پس ایمان لاؤ اگر ایمان لا سکتے ہو -

ومن آياتى انّ الاحرار نافسوا فى مصافاتى - وآثروا العزّ الخلق

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ شریف لوگوں نے میری دوستی میں رغبت کی اور میری دوستی کیلئے عمدہ

لموالاتى - وتركوا انفسهم لنفائس نكاتى - وصبوا الى رويتى وجاؤا تحت راياتى -

خلق کو قبول کیا - اور اپنے عزیز دلوں کو میرے معارف کیلئے چھوڑا - اور میرے دیکھنے کی طرف مائل ہوئے اور میرے جھنڈے کے نیچے آ گئے -

انّ فى ذالك لايات للمتدبّرين - ومن آياتى انّ العدا رغبوا عن معارضتى -

اسمیں تدبر کرنیوالوں کے لئے نشان ہیں - اور منجملہ میرے نشانوں کے یہ ہے کہ دشمنوں نے میرے مقابلہ سے کنارہ کیا

بعد ما رأوا عارضتى - ووجدوا كالبخيل القالى - بعد ما وجدوا عذوبة مقالى -

بعد اسکے کہ میری قوت کلام کو پا لیا - اور بخیل دشمنی رکھنے والے کیطرح غصہ کیا بعد اسکے جو میری شیرین کلامی کو پایا -

وألفوا بالحسد كاللئام - بعدما ألفوا دُررَ الكلام - إن في ذالك لآيات للمتعمقين -

اور ناکسونکی طرح حسد سے لعنت کی بعد اسکے جو میری کلام کے موتی انھیں معلوم ہوئے - اسمیں غور کرنیوالونکے لئے نشانیاں ہیں

ومن آياتي انى لبثتُ على ذالك عمرًا من الزمان - ولا يمهل من افترى على الله

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں اس دعوی الہام پر ایک عمر سے قائم ہوں - اور مفتری کو خدا تعالی کی طرف سے مہلت

الديان - ان في ذالك لآيات للمتوسّمين - ومن آياتي انى أعطيتُ عقيدةً -

نہیں دیجاتی - اسمیں اہل فراست لوگوں کے لئے نشان ہیں - اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں ایسا عقیدہ دیا گیا

يدرء عن الطالب كل شبهة - ويكشف عن بيضة السرّ محّ حقيقة - ان في

ہوں کہ جو طالب کا ہر ایک شبہ دور کرتا ہے - اور بھید کے انڈے میں سے حقیقت کا زردہ ظاہر کرتا ہو - اسمیں دیکھنے

ذالك لآيات للمستبصرين - ومن آياتي ان الزمان نُظِمَ لي في سلك الرفاق -

والوں کے لئے نشان ہیں - اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ میرے رفیقوں میں منسلک کیا گیا -

وأُنشئ المناسبات في الانفس والآفاق - وكذالك أُرسلتُ عند خفوق راية

اور نفسی اور آفاقی مناسبات پیدا ہو گئیں - اور اسیطرح میں اسوقت بھیجا گیا کہ جب نامرادی کا جھنڈا

الاخفاق - ان في ذالك لآيات للمتفرسين - ومن آياتي ان الله شحذ سيف

جنبش کر رہا تھا اسمیں فراست والوں کے لئے نشانیاں ہیں - اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا نے میرے

بياني - وارى جواهره بغرار برهاني - ان في ذالك لآيات للناظرين - ومن آياتي

بیان کی تلوار کو تیز کیا - اور میرے برہان کی تیزی کیساتھ اسکے جوہر دکھلائے - بتحقیق اسمیں دیکھنے والوں کے لئے نشان ہیں - اور

ان الحق ما استسرّ حتى حينا - وجُعِلَ قلبي له عرينا - وجُعلتُ له مجددًا مبينا -

میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایکدم بھی سچائی مجھسے پوشیدہ نہیں ہوئی اور میرا دل اسکا شیر دل کا بنایا گیا اور میں اسکے لئے تازہ

ان في ذالك لآيات للمتاملين -

کرنیوالا اور کھول کر بیان کرنیوالا مقرر کیا گیا - اسمیں فکر کرنیوالوں کے لئے نشان ہیں

ايها الناس قد جاءكم لطف ربّ العباد - وتعهدكم فضله تعهد

اے لوگو! تمہارے پاس خدا کی مہربانی آئی اور اسکے فضل نے تمہاری خبر گیری

العهاد عند امحال البلاد - فلا تردوا نعم الله ان كنتم شاكرين - أأنتم

کی جیسا کہ وقت کی بارش خشکسالی کیوقت خبر گیری کرتی ہے - پس اگر تم شکر گزار ہو تو خدا کی نعمتوں کو رد نہ کرو - کیا تم اسکی

تهدّون ما شاد - او تمنعون ما اراد - وقد رئيتم انكم لم تستطيعوا ان تاتوا

بنا کردہ کو مسمار کردوگے - یا جو کچھ اُسنے ارادہ کیا اسکو رد دوگے - اور تمنے دیکھ لیا کہ تمہیں طاقت نہیں ہوئی کہ میری کلام جیسی

بكلام مِن مثل كلامي - حتى سكتم وصمتم متندمين من افحامي - واشيع

کلام بنا لاؤ - یہانتک کہ تم خود شرمندہ ہو کر چپ ہو گئے اور لاجواب ہو گئے - اور وہ کتابیں

الكتب المملوة بالنكات النخب - ولطائف النظم وبدائع النثر ومحاسن

شائع کیگئیں جو برگزیدہ نکتوں کے ساتھ پر تھیں اور لطائف نظم اور نثر سے لبالب تھیں اور محاسن ادب سے

الادب - فما كان جوابكم الا ان قلتم انها مِن قوم آخرين - فانظروا كيف

مملو تھیں - پس تمہارا بجز اسکے کچھ جواب نہ تھا کہ یہ کتابیں اور لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں - پس دیکھو تم کسطرح عاجز

عجزتم ثم صُرفت قلوبكم عَن الحق فصرتم قوماً عمين - حتى اذا احتدّ مِنكم

ہو گئے پھر تمہارے دل حق سے پھیر دئے گئے پس تم ایک اندھی قوم ہو گئے - یہانتک کہ جب تم تیز ہیے حجت بازی

الحجاج - وامتدّ اللجاج - ونبح النجفيّ والغزنويّ - وقالا انه جاهل غويّ -

کرنے لگے اور تمہاری لڑائی لمبی ہو گئی اور نجفی اور غزنوی نے یاوہ گوئی کی اور کہا کہ یہ ایک جاہل گمراہ ہے -

كتبتُ رسالتي هذه لتكون حجة على المفترين - وليفتح الله بيني وبينكم

تب میں نے یہ رسالہ لکھا تا افترا کرنیوالوں پر حجت ہو اور تا مجھ میں اور تم میں خدا تعالیٰ

وهو خير الفاتحين -

فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے -

وقال الذي آذاني مِن جماعة عبد الجبار - ان هذا دجّال واكفر

اور عبد الجبار کی جماعت میں سے ایک موذی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفر الکفار

الكفار - وجاهل لا يعلم العربيّة ولا شيئاً مِنَ النكات والاسرار - واعانه

ہے - اور ایک جاہل ہے جو عربی کو نہیں جانتا اور نہ نکات اور اسرار سے خبر رکھتا ہے - اور اس

عليه قوم مِنَ العلماء المتبحّرين - وكذالك ظنّ النجفي فانظر كيف تشابهت

تالیف پر بڑے بڑے علما نے مدد کی ہے - اور اسیطرح نجفی نے ظن کیا پس دیکھ کہ کیونکر تجاوز کرنیوالوں کے دل

قلوب المعتدين - وما اثبتَ احد مِنهم انهم ارضعوا ثدي الادب - او اعطوا

باہم مشابہ ہو گئے - اور انمیں سے کسی نے ثابت نہ کیا کہ وہ پستان ادب سے دودھ پلائے گئے ہیں - یا علوم برگزیدہ

مِنَ العلوم النخب - وَمَا جَاؤُنی بالدبیب ولا بالخبیب - بل تکلّموا کالنساء

دیئے گئے ہیں اور میرے پاس نہ نرم رفتار میں آئے اور نہ تیز رفتار میں - بلکہ عورتوں کی طرح چھپی چھپی باتیں

مُتستّرین - وما انکروا بصحة النیّة - بل کبخیل خاطب الدُنیا الدنیّة - و

کیں اور صحت نیت سے انکار نہیں کیا بلکہ اس بخیل کی طرح جو دنیا کا چاہنے والا ہو - اور

نبّهم الله فما تنبّهوا - وایقظتهم الاٰیات فما استیقظوا - المیروا آیة کبریٰ - اذ

انکو خدا تعالیٰ نے خبردار کیا پس خبردار نہیں ہوئے اور نشانوں نے انکو جگایا پس وہ نہیں جاگے - کیا انھوں نے ایک بڑا نشان نہ دیکھا -

اهراق قاتل دمًا واولغ فیه المُدیٰ - وکان المقتول آریة خبیثا ومن العدا -

جب قاتل نے ایک خونریزی کی اور اُسکے اندر اپنی چھری کو داخل کیا - اور مقتول ایک آریہ خبیث اور دشمنوں میں سے تھا

فابکی الله من سخر من الدّین وسبّ وهجا - والقاه فی عذاب لا ینقضیٰ - ونار

پس خدا نے ایسے شخص کو رُلایا جو دین اسلام سے ٹھٹھا کرتا اور گالیاں نکالتا تھا - اور اسکو ایسے عذاب میں ڈالدیا جس کا کبھی

لا یموت فیها ولا یحییٰ - وضیّع کلما صنع وهدّم کلما علا - انّ فی ذالك لاٰیات

خاتمہ نہیں اور ایسی آگ میں جھونک دیا جس میں نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا - اور اُسکے تمام کاروبار کو ضائع کیا اور اسکی ہر ایک بلند کردہ

لاولی النهیٰ - وکانَ نباء آتم یحکی السُها - بما نخفی من اعین العمی وما تجلّیٰ -

کو مسمار کیا - اسمیں عقلمندوں کیلئے نشان ہیں - اور آتھم کی بابت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ خفا میں ستارہ سہا کی مشابہ تھی اور اندھوں کی نظر سے بہت

فالقت هذه الاٰیاة علیه رداءها - فاشرقا کشمس الضُحیٰ - واضاء اعقول

پوشیدہ تھی اور ظاہر نہ تھی - پس اس روشنی نے اسپر چادر ڈالدی - پس دونوں دوپہر کے آفتاب کی طرح چمک اٹھیں - اور عقلمندوں کی عقلوں کو

العاقلین وجذبا الی الحق من اتا - وهذه آیة عذراء - وشمس بیضاء - فلیهتد

روشن کیا اور آنیوالے کو حق کی طرف کھینچ لیا اور یہ ایک نیا نشان ہے اور آفتاب روشن ہے سو چاہیئے

من شاء - انّ الله یحبّ التوابین ویحبّ المتطهّرین -

کہ ہدایت قبول کرے جو چاہے - خدا توبہ کرنیوالوں اور پاکی طلب کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے -

وانها تشفی النفس - وتنفی اللبس - وتوضح المعمّیٰ - وتکشف الستر

اور یہ لیکھرام کے قتل کا نشان جانکو تسلی دیتا ہے - اور شبہ کو دور کرتا ہے - اور معمّی کو کھولتا ہے - اور بھید کی پنڈلی اور

عن ساقه والنعی - وتتمّ الحجّة علی المجرمین - فیا حسرة علی المخالفین - انهم

امر پوشیدہ کی ساق دکھلاتا ہے - اور مجرموں پر حجت پوری کرتا ہے پس افسوس مخالفوں پر کہ وہ

يتركون احكم الحاكمين - فكأن الله شرّق وهم غرّبوا - ودعا لجمع الثمار

احکم الحاکمین کو چھوڑے جاتے ہیں۔ پس گویا خدا مشرق کی طرف گیا اور یہ لوگ مغرب کیطرف۔ اور اسنے پھلوں کے جمع کرنے

وهم احتطبوا - وامر ان يؤتوني عذبًا فعذّبوا - وما اجتنبوا الاذى بل كادوا

کیلئے کہا اور انھوں نے خشک لکڑیاں جمع کیں۔ اور حکم کیا کہ مجھے میٹھا پانی دیں اور انھوں نے عذاب کیا۔ اور دکھ دینے سے پرہیز نہ کی بلکہ

ان يجتبوا - فردّ الله نياتهم عليهم فانقلبوا مخذولين -

نزدیک ہوگئے کہ سیلی توڑ ڈالیں۔ پس خدا نے انکی نیتیں انپر ڈال دیں سو انجام ان کا نامرادی تھی۔

ومنهم رجل من الغزني يسمّونه عبد الحق - وانه سبّ وشتم

اور انہیں سے ایک غزنوی شخص ہے جسکو عبد الحق کہتے ہیں اور اسنے گالیاں دیں اور

ووثب سفاهة كالبق - وانه فويسقة يذعر الاسود في جحره بالغق - وانّ

پشہ کی طرح اچھلا اور وہ ایک چوہا ہے شیروں کو اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے۔ اور شیطان

الخناس زقّه فبالغ في الزق - وانه كذّب آية الكسوف كما كذّب من قبل

نے اسکو غذا دی پس پوری غذا دی۔ اور اسنے کسوف خسوف کے نشان کی تکذیب کی جیسا کہ کفار نے

آية القمر المنشق - وانّ الشيطان لقّ عينه فذهب ببصره باللق - وما

شق القمر کی تکفیر کی اور شیطان نے اسکی آنکھ پر ماری پس آنکھ نکال دی اور وہ

نق الا كدجاجة فنذبحه بمدى الحق - ونريه جزاء النق - فما نجو منا بالهرب

مرغی کی طرح آواز کر رہا ہے پس ہم سچائی کی چھریوں سے اسکو ذبح کر دینگے اور اسکے آواز کی اسکو جزا چکھا دینگے۔ پس ہم سے

والهق - ولا ينفعه كيد الكاذبين - وانه ارسل اليّ كتابه المملوّ من السبّ

بھاگنے کیساتھ نجات نہیں پائیگا اور کوئی مکر اسکو فائدہ نہیں دیگا۔ اور اسنے اپنی وہ کتاب جو گالیوں اور تکفیر سے پرتھی میری طرف

والتكفير - وخدع الناس بانواع الدقارير - وذكر فيه كتابي هدى وقال اهذا

بھیجی اور طرح طرح کے حیلہ سازیوں سے لوگوں کو دھوکا دیا اور میری کتاب کا ذکر کیا اور لوگوں کو کہا کیا ایسی

من هذا - كلا بل انه من النوكى - ولا يكاد يبين - وخاطبني وادّعى كعارف

کتاب اس شخص کی تالیف ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو جاہل ہے اور بلیغ بات کہنے پر قادر نہیں۔ اور مجھے مخاطب کرکے ایک

الحقيقة - وقال انك لست مؤلف هذه الكتب الانيقة - ولا ابا عذر

حقیقت شناس کیطرح دعوی کیا اور کہا کہ تو ان عمدہ کتابوں کا مؤلف نہیں ہے اور نہ ان لطیف

تلك الرسائل الرشيقة - والنكات الدقيقة العميقة - بل استمليتها من رجال
رسالون کا موجد اور نہ ان نکات عمیقہ کا نکالنے والا - بلکہ تو نے ان کتابوں کو اس عنات
هذه الصناعة - ثم عزوتها الى نفسك لتتهم بالفضل والبراعة - وانا نعرف
کے مردوں سے لکھوایا ہے - پھر تو نے انکو اپنے نفس کیطرف نسبت دیدی ہو تا بزرگی اور کمال عقلمندی کیساتھ تعریف
مبلغ علمك وما كنا غافلين -
کیا جاے - اور ہم تیرا اندازہ علم جانتے ہیں اور ہم غافل نہیں -
وشابهه فی قوله شیخ طویل اللسان - كثير الهذيان - و
اور ایک شیخ لمبی زبان والا بہت بذیان والا عبد الحق سے مشابہ ہے -
زعم انه من فضلاء الزمان - وانه نجفي ومن المتشيّعين - وانه ارسل الي
اُسنے گمان کیا ہے کہ وہ زمانہ کے فاضلوں میں سے ہو - اور یہ شیخ نجفی ہے اور شیعہ ہے - اور اُسنے عربی میں میری طرف
مكتوبه فی العربية - ليخدع الناس بالكلم الملفقة - ولتعظمه قلوب العامة
ایک خط لکھا تا اپنے پر تکلف جوڑے ہوئے فقروں کیساتھ لوگوں کو دھوکا دے اور تا کہ عوام الناس
وليستميل اليه زمر الجاهلين - وما كان قوله الا فضلة قول الفضلاء -
کے دل اسکی بزرگی کریں - اور تا کہ جاہلوں کو اپنی طرف میل دے - اور اسکا قول صرف فاضلوں کے قول کا ایک فضلہ تھا
وحذرة كلماتهم العذراء - فالعجب من جهله انه ما خاف ازراء القادحين
اور انکے کلمہ باکرہ کی ایک نجاست تھی - پس اسکی جہالت سے تعجب ہو کہ وہ عیب گیروں کے عیب گیری سے نہیں ڈرا
ووقف موقف مندمة وما ارى الوجه كالمتندمين - بل انه مع ذالك
اور ندامت کی جگہ پر کھڑا ہوا اور شرمندوں کی طرح مونہہ نہ دکھلایا بلکہ اُسنے باوجود اسکے
بلّغ السبّ والشتم الى الكمال - وما غادر سبًا الا كتبه كالسفيه
سب اور شتم کو کمال تک پہونچا دیا - اور کسی گالی کو نہ چھوڑا جسکو کمینہ رذیلوں کی طرح نہ لکھا
الرذال - ولا يعلم ما الايمان وما شيم المؤمنين - ومثل قلبه المنقبض
اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور مومنوں کی خصلتیں کیا ہیں - اور اُسکے منقبض دل کی مثال
كمثل يوم جوّه مزمهر - ودجنه مكفهر - عاري الجلدة - بادي الجردة شقي
ایسی ہے جیسا کہ وہ دن جو سخت سرد ہو - اور اسکا بادل تہ بتہ جما ہوا ہو - برہنہ پوست اور آشکارا برہنگی ایک بدبخت جو

خسر فی الدنیا والدین۔ یسبّنی ویشتمنی بطغواہ۔ ولا ینظر الی مآل سابّ

دین اور دنیا میں نقصان اٹھانیوالا ہے۔ اپنے حد سے گذر جانیکے سبب مجھے گالیاں دیتا ہے۔ اور نہیں دیکھتا کہ آریہ گالیاں

من الآریۃ وماواہ۔ وانّ السعید من اتعظ بسواہ۔ واَنّی لہ الرشد والھدٰی

دینے والے کا کیا انجام ہوا اور نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑتا ہے۔ اور اسکو رشد اور ہدایت کہاں

وانہ لا یعلم ما التقٰی۔ ولا الادب المنتقٰی۔ وانہ سلک سبل الھالکین۔

نصیب ہو وہ تو نہیں جانتا کہ پرہیزگاری کسکو کہتے ہیں اور نہ ادب برگزیدہ کی اسکو خبر ہے۔ اور وہ مرنے والوں کی راہ چلا ہے۔

لا یبالی الحشر واھوالہ۔ ولا قھر اللّٰہ ونکالہ۔ وکلّما کتب فلیس الّا کیدٌ

قیامت اور اسکے خوف کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور نہ خدا کے قہر اور وبال سے ڈرتا ہے۔ اور جو کچھ اسنے لکھا وہ ایک مکر ہے

او اُحبولۃ صید۔ اراد ان یفتن قلوب الجماعۃ۔ بافتنانہ فی البراعۃ۔ واَرعف

یا دام صید ہے اُسنے ارادہ کیا کہ اپنی جماعت کے دلونکو تفنن کلام کیساتھ فریفتہ کرے اور اسکے

کفّہ الیراع۔ لیُری السفھاء البضاع۔ ولکنّہ ھتک استارہ۔ واری فی کل قدم

ہاتھ نے قلم کو رواں کیا تا نادانوں کو اپنی متاع دکھلاوے مگر اُسنے اپنے پردے پھاڑ دیئے اور ہر ایک قدم میں اپنی لغزش

عثارہ۔ وافضی فی حدیث یفضحہ۔ ودخل نارًا تلفحہ۔ فمثلہ کمثل رجل

دکھلائی اور اس بات کو شروع کیا جو اسکو رسوا کریگی اور اس آگ میں داخل ہوا جو اسکو جلا دیگی پس اسکی اُس شخص کی مثال

شھّر خزیہ بدقّہ۔ او جدع مارن انفہ بکفّہ۔ فلحق بالملومین المخذولین۔

ہے جسنے اپنی رسوائی کو اپنے دف کیساتھ مشہور کیا یا اپنی ناک کے اپنے ہاتھ کیساتھ کاٹا۔ پس ملامت اٹھانیوالے اور گمنام لوگوں میں جا ملا۔

ومع ذالک سبّنی لیجبر فقدان فضل بیانہ۔ بفضول لسانہ۔ واما نحن فلا

اور باوجود اسکے مجھکو گالیاں دیں تا اپنی بیہودہ گوئی سے اپنی ژولیدہ بیانی کو تدارک دیوے مگر ہم اسکی دشمنی اور

نتاسّف علی ما قال وقال۔ ولا نطیل فیہ المقال۔ فانہ من قوم تعودوا السبّ

قول پر کچھ تاسف نہیں کرتے اور نہ اسمیں کچھ زیادہ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ایک ایسی قوم میں سے ہے جنکو گالیاں

والانتصاب للازرآت۔ وحسبوہ لانفسھم من اعظم الکمالات۔ فنستکفی باللّٰہ

دینے اور عیب گیری کی عادت ہے اور اس عادت کو انھوں نے اپنا کمال سمجھا ہوا ہے پس ہم انکے فتنہ میں

الافتتان بمفتریاتہ۔ ونعوذ بہ من نیاتہ وجھلاتہ۔ وما نلتفت الی السبّ

مبتلا ہونے سے خدا کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں اور اسکی نیتوں سے خدا کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ہم گالی کی طرف رجوع نہیں کرتے

كما عطت هو من العناد۔ ونفوض امرنا الى رب العباد۔ وهو احكم الحاكمين

جیسا کہ اُسنے عناد سے کیا اور ہم اپنا امر خدا تعالی کو سونپتے ہیں اور وہ احکم الحاکمین ہے

وكيف يكذبني مع انه ما نقض براهيني۔ وما قدر ان كذبني۔ وما تصديت

اور کیونکر یہ شخص تکذیب کرتا ہے حالانکہ اُسنے میرے دلائل کو نہیں توڑا اور میرے مقابلہ پر کچھ لکھ نہیں سکا اور میںنے ایسے دعوی کو

لدعوى ما كان معه الدلائل۔ بل عرضت دلائل ازيد مما يسئل السائل۔ و

پیش نہیں کیا جسکے ساتھ دلائل نہ ہوں بلکہ میں نے زیادہ سے زیادہ جو لوگ پوچھتے ہیں دلائل پیش کردیئے ہیں اور

ما كان كلامي بالغيب بضنين۔

میرا کلام غیب گوئی سے بخیل نہیں ہے۔

وقد ثبت عند جميع الحكام۔ وولاة الاحكام۔ ان الدعاوي تجب

اور تمام حکام اور والیان حکم کے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعد دلائل کے دعووں کا قبول

قبولها بعد الادلة كما تجب الاعياد بعد الاهلة۔ وكنت ادعيت اني انا

کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ بعد ہلال عید کے عید کرنا واجب ہو جاتا ہے اور میں نے دعوی کیا تھا کہ میں مسیح موعود

المسيح الموعود۔ والامام المهدي المعهود۔ فارى الله آياته على ذالك الادعاء

اور مہدی موعود ہوں پس اللہ تعالی نے اس دعوی پر اپنے نشان دکھلائے

وسكت وبكت زمر الاعداء۔ وارى آية تارة في زي الايجاد۔ واخرى في

اور تمام دشمنوں کو ساکت اور لاجواب کیا اور کبھی نشان کو ایجاد کی صورت پر دکھلایا اور کبھی معدوم

صورة الاعدام والافناد۔ واعجز الاعداء مرة بخوارق الاقوال۔ واخرى

کردینے کی صورت پر ظاہر کیا اور کبھی قولی نشان کیساتھ مخالفوں کو عاجز کیا اور کبھی فعلی

اخزاهم بعجائب الافعال۔ وايدني ربي في كل موطن ومقام۔ وما بقي

نشان کے ساتھ انکو رسوا کیا اور میرے رب نے ہر ایک مقام اور میدان میں میری مدد کی اور کوئی دقیقہ

دقيقة من تبكيت وافحام۔ ومزقوا كل ممزق من الله بخزي المفسدين۔

اتمام حجت کا باقی نہیں رہا اور خدا تعالی کی طرف سے خوب پارہ پارہ کئے گئے

ثم قيض قدر الله لنصبهم ووصبهم۔ انهم طعنوا في علمي وفخروا ببراعتهم و

پھر انکی بدتقدیری کی وجہ سے خدا کی مشیت نے انکو اس طرف کھینچا کہ انھوں نے میرے علم اور لیاقت میں طعن کیا اور اپنی بلاغت اور لیاقت پر نازکیا

ادبهم - وكانوا عليها مصرّين - ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين -
ا بر اصرار کیا اور انھوں نے مکر کیا اور خدا نے بھی مکر کیا اور خدا سب سے بہتر مکر کرنیوالا ہے -
فوالله ما فكرت في الاملاء والانشاء - وما كنت من الادباء والفصحاء
پس بخدا میں نے املا و انشا میں کچھ فکر نہیں کیا اور میں ادیبوں سے نہیں تھا اور
وما احتاج يراعي الى من يراعي كالرفقاء - بل كنت لا اعلم ما البلاغة والبراعة -
میری قلم کسی مددگار کی محتاج نہیں ہوئی بلکہ میں نہیں جانتا تھا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں
ولا ادري كيف تحصل هذه الصناعة - فبينما انا في حيرة من هذه الازراء -
اور نہیں جانتا تھا کہ یہ صناعت کیونکر حاصل ہوتی ہے پس اسحالمیں کہ میں اس نکتہ چینی سے حیرت میں تھا
وقد تواتر طعنهم كالسفهاء - اذ صُبّ على قلبي نور من السماء - ونزل عليّ
اور ان کا طعن فیہوں کی طرح تواتر تک پہونچ چکا تھا پس یکدفعہ ایک نور میرے دل پر ڈالا گیا اور ایک چیز
شئ كنزول الضياء - فصرت ذا مقول جريٍّ - وقول سحباني - فتبارك الله
روشنی کی طرح اتری پس میں صاحب زبان رواں اور صاحب قول سحبان وائل ہوگیا پس مبارک ہے
احسن الخالقين - ولكن ما تسلت به عمايات هذه العلماء - وظنّوا
وہ خدا جو احسن الخالقین ہے لیکن اسکے ساتھ ان علماء کی نابینائی دور نہ ہوئی اور گمان کیا
ان رجلًا اعانني او جمعًا من الفضلاء - وانها ثمرة شجرة الأخرين - ثم بدا
کہ ایک شخص نے میری مدد کی ہے یا ایک گروہ فضلاء نے میری مدد کی ہے اور وہ فصاحت اوروں کے درخت کا پھل ہے - پھر انکو
لهم ان يعارضوني مشافهين - فاذا قمت فكانهم كانوا من الميتين - والان
سوجھی کہ وہ بد دنیچہ مقابلہ کریں پس جب میں کھڑا ہوا تو گویا وہ مبت تھے اور اب
ما بقي في كفهم الا الرفث والايذاء - وكذالك سبّني النجفي وما يدري ما الحيلة
انکے ہاتھ میں بجز گالیوں اور ایذا کے اور کچھ باقی نہیں رہا - اور اسیطرح نجفی نے مجھے گالیاں دیں اور نہیں جانتا کہ
ولكنّا لا ندفع السب بالسب - وما كان لحمام ان يجحر نفسه كالضب - او
جواب کیا چیز ہے مگر ہم گالی کو گالی کیسا تھ جواب نہیں دیتے اور کبوتر کی شان نہیں یہ داخل نہیں کہ اس سوراخ میں داخل ہو جیسیں
كالتنين - وما نشكو على ما فعل - ولا نتاسف على ما افتعل - فانهم قوم
سوسمار داخل ہوتی ہے یا سانپ - اور ہم اس شخص اسکے کام پر کچھ شکوہ نہیں کرتے اور نہ اسکے بہتان پر کچھ افسوس کرتے ہیں کیونکہ

ماعصم من لسنهم خاتم النبیین۔ بل اللہ الذی ھو احکم الحاکمین۔ و

جو انکی زبان سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچ نہیں سکے بلکہ وہ خدا بھی جو احکم الحاکمین ہے اور

لاخلفاء نبی اللہ ولا امھات المومنین۔

نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے انکی زبان سے بچے اور نہ ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امہات المومنین تھیں۔

الا تری کیف ظنوا ظن السوء فی حضرۃ اصدق الصادقین۔

کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں نے حضرت اصدق الصادقین میں کسطرح ظن بدکیا

وکذبوا انباء الاستخلاف وقالوا ان علیا من المظلومین۔ فارادوا ھدم

اور استخلاف کی پیشگوئی کی تکذیب کی اور کہا کہ علی مظلوم ہے۔ پس ان لوگوں نے اس عمارت

ماشاد الرحمٰن۔ وکفروا بما جاء بہ القرآن۔ وما ھذا الا ظلم مبین۔ و

کو مسمار کرنا چاہا جسکو خدا نے بنایا اور قرآنی اخبار کی تکذیب کی اور یہ صریح ظلم ہے اور

قالوا ان علیا انفد عمرہ مبتلا بلقوۃ النفاق۔ وما خلق فی طینتہ جرءۃ

ان لوگوں نے کہا کہ علی تمام عمر نفاق کے لقوہ میں مبتلا رہا اور اسکی طینت میں راست گوئی کی جرءت

الصدق وما تفوق در اخلاص الاخلاق۔ واذا استخلف الکفار فما

پیدا نہیں کی گئی تھی اور اُسنے ظاہر و باطن ایک بنا کا دودھ نہیں پیا تھا۔ اور جب کفار کو خلافت ملی تو اسنے انکار

ابی۔ بل اطاعھم وعقد اھم مع رفقتہ الحبا۔ امرا مر الاسلام۔ فاثر

نہ کیا بلکہ اطاعت کی اور بیٹھا اور پنڈلی کو معہ اپنے رفیقوں کے انکے لئے باندھا۔ اسلام کا امر مشکل ہو گیا پس اسنے

الانصات۔ وامر الفساق فمعھم اکل وبات۔ وما ختمھم بل انشد فی

خاموشی کو اختیار کیا اور فاسق امیر کئے گئے پس اُسنے انکے ساتھ کھایا اور شب باشی اختیار کی اور انکی بدگوئی نہ کی بلکہ

حمدھم الابیات۔ وکان ھذا خلقہ حتی مات۔ اھذا ھو اسد المتشیعین۔

انکی تعریف میں شعر بنائے۔ اور یہی اس کا خلق تھا یہانتک کہ مرگیا کیا یہی شیعوں کا شیر ہے؟

وقالوا انہ عارض امہ الصدیقۃ۔ وما بالی الشریعۃ ولا الطریقۃ۔

اور کہتے ہیں کہ اُسنے اپنی ماں صدیقہ کا مقابلہ کیا۔ اور نہ شریعت کی کچھ پرواہ رکھی اور

ولم یکن برا بوالدتہ ولا تقیا۔ بل اعق وصار جبارا شقیا۔ آثر النفاق ولم یصبر

نہ طریقت کی اور اپنی ماں سے نیکو کار نہیں تھا بلکہ عاق اور جبار اور شقی تھا نفاق کو اختیار کیا اور سختی اور

علی ضر و مسغبة - واتبع النفس وترك التقی کارض معطلة - اسر الغل و

بھوکھ پر صبر نکر سکا اور نفس کی پیروی کی اور پرہیزگاری کو زمین خالی کیطرح چھوڑ دیا اور کینہ کو پوشیدہ

لکن ما نظر بعین غضبی - واختار النفاق فی کل قدم وحابی - بعد لکل من تبرع

رکھا مگر غضبناک آنکھ سے نہ دیکھا اور نفاق کو ہر ایک قدم میں اختیار کیا اور رخاص کیا - جسنے بخشش کیساتھ احسان

بالالھی - ولو کان عدو الدین والتقی - واذا عرض علیه حطام فقال لنفسه ھا - و

کیا اسکو سجدہ کر دیا اگرچہ وہ دین اور تقوی کا دشمن ہو اور جب کوئی مال دنیا اُسپر پیش کیا گیا تو اپنے نفس کو کہا کہ لیلے اور

اثنی علی الکافرین طمعا فی الموات - لا خوفا من عقوبات الموات - وصلی خلفھم

زمین کے حاصل کرنیکے لئے کافروں کی تعریف کی نہ اس خیال سے کہ انکی مخالفت سے خوف مرگ کا اندیشہ ہے - اور

للصلات - لا البرکات الصلوٰة - اتخذ النفاق شرعة - والاقتباس منه

انکے انعام کیلئے انکے پیچھے نماز پڑھتا رہا نہ نماز کی برکتوں کے لئے - نفاق کو طریقہ پکڑا اور اس کے کسب کو اپنی غذا پکڑی

نجعة - وصرف الله عنه المعارف - ولو کان زمر من معارف - فما بقی معه

اور خدا نے اس سے لوگونکے مونہہ پھیر دیئے اور اگرچہ وہ آشنا تھے پھر اسکے ساتھ

من سروات الصحابة - ولا سرایا الملة - حتی رجع مضطرا ومخذولا الی

صحابہ کے جوانمردوں میں سے کوئی نرہا اور نہ اسلام کے لشکروں میں سے کوئی اس کا ساتھی ہوا - یہانتک کہ بیقرار اور ناکام ہوکر

باب الصدیق - وکان یعلم انه کالزندیق - لکن البطن الجاءه الیه -

ابوبکر صدیق کے دروازہ پر آیا اور جانتا تھا کہ یہ زندیق کی طرح ہے مگر پیٹ نے اسکو اسکی طرف جانیکے لئے بیقرار کر دیا

وما وجد حطب تنور المعدة الا لدیه - ورای صاحبه اغتال بعض ولده فما امتنع

اور اپنے معدہ کے تنور کا ایندھن اُسکے ہی پاس پایا اور عمر نے اسکی بعض اولاد کو قتل کر دیا - مگر وہ

من التردد الیه - وفجعه بالفدك فما غار علیه - بل کان علی بابه کالمتکففین

پھر بھی اسکی طرف جانیسے باز نہ آیا - اور ابوبکر نے فدک کے معاملہ میں اسکو درد پہنچایا مگر پھر بھی اسکو غیرت نہ آئی اور

وتواتر علیه جور الشیخین حتی جرت عبرة العینین کالعینین - فما انتھی

ابوبکر کے دروازہ پر اعتکاف کرنیوالوں کی طرح پڑا رہا اور اسپر شیخین کا ظلم متواتر ہوا یہانتک کہ آنکھوں کے آنسو دو چشموں کے جاری

من الرجوع الی ھذین الکافرین - بل ابدی الاطاعة بالنفاق والمین -

ہوئے - مگر وہ انکے پاس جانیسے باز نہ آیا بلکہ نفاق اور جھوٹ سے اطاعت کو ظاہر کیا -

واشتد عليه غضبهم ونهبهم حتى صفرت الراحة۔ وفقدت الراحة

اور انھون نے غارتگری سے اُسکو تباہ کیا یہانتک کہ ہتھیلی خالی ہوگئی اور آرام جاتا رہا

فما ترك لقياهم۔ وما كره ريّاهم۔ بل كان يستمر على بابهم۔ ويستمري فضلة

مگر اُسنے اُن کا ملنا نہ چھوڑا اور اُنکی خوشبو سے بیزار نہ ہوا بلکہ لازمی طور پر حاضر ہوتا رہا اور اُنکے دانتوں کے فضلہ کو

انيابهم۔ وما باعدهم كالمستنكفين۔ بل كان يخلق لهم ديباجته۔ ويعرض

ہضم کرتا رہا اور عار رکھنے والوں کی طرح اُنسے علیحدہ نہ ہوا بلکہ اُنکی خدمت میں اپنی آبرو کو بٹہ لگاتا تھا اور اپنی حاجت

عليهم حاجته۔ ويدور على ابوابهم كالسائلين الملحفين۔ وكان عليه

انکے پاس پیش کرتا تھا اور اُنکے دروازوں پر سوالیوں کی طرح پھرتا تھا اور اسکو چاہیے تھا

ان يترك المدينة واهلها الكافرين المرتدين۔ ولو كانوا من المترفين

کہ مدینہ کو اور اُسکے باشندوں کو جو کافر اور مرتد تھے چھوڑ دیتا اور اگرچہ وہ لوگ خوشحال ہوتے

والمخصبين۔ بل كان من الواجب ان يقتعد مهريا۔ ويعتقل سمهريا۔ و

بلکہ واجب تو یہ تھا کہ ایک مضبوط اونٹ پر سوار ہو جاتا اور نیزہ لٹکا لیتا اور

يهاجر من ارض الى ارض۔ ويطلب رفعا من خفض۔ وينادي بين

ایک زمین سے دوسری زمین میں چلا جاتا اور پستی کے بعد بلندی طلب کرتا اور لوگوں میں بلند آواز

الناس ان الصحابة ارتدوا كلهم اجمعون۔ ثم اذا احس الايمان من

سے کہتا کہ صحابہ سب مرتد ہوگئے پھر جب کسی قوم میں ایمان کو پاتا

قوم فكان عليه ان يلقي بارضهم جرانه۔ ويتخذهم جيرانه۔ ويجعلهم

پس مناسب تھا کہ اس زمین میں بود و باش کرتا اور اُن کو اپنا ہمسایہ اور معاون

لنفسه معاونين۔ ويقتل اهل المدينة كلهم ان لم يكونوا مسلمين۔

بناتا اور تمام مدینہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالتا اگر وہ مسلمان نہیں تھے

فكيف تمضمضت مقلته بنومها۔ وكان يرى الملة قد اكفهر وجه

پس کیونکر اُسکو نیند پڑی اور وہ دیکھتا تھا کہ جو اسلام کا دن تھا اُس کا چہرہ

يومها۔ وامحلت بلاد الايمان والمومنين۔ لم لم يهاجر ولم يلق نفسه

تاریک ہوگیا اور ایمان اور مومنوں کے بلاد پر خشک سالی غالب آگئی کیوں ہجرت نہ کی اور کیوں اپنے نفس کو دوسرے

فی ارجاء آخرین - وکان اعطی منطق البلاغة - وکان یزیّن الکلم و

کناروں میں نہ ڈال دیا اور اسکو بلاغت زبان دی گئی تھی اور کلمات کو خوب زینت دیتا تھا اور رنگین

یلوّنها کالدباغة - فما نزل علیه لم یستعمل فی استمالة الناس صناعته

کرتا تھا جیسا کہ چمڑہ کی دباغت کیجاتی ہے - پس اسپر یہ بلا کیا نازل ہوئی کہ اسنے لوگونکو اپنی طرف کھینچنے میں بلاغت اور فصاحت سے کام

وما ادّی فی الاصباء براعته - بل تمائل کل التمائل علی النفاق و

نہ لیا اور دلونکو اپنی طرف پھیرنے میں اپنے حسن بیانکو نہ دکھلایا - بلکہ نفاق اور تقیہ کی طرف جھک گیا

التقیة - وحسبه للعدا کالرقیة - اهذا فعل اسد الله کلا

اور نفاق کو دشمنوں کیلئے مثل افسون کے سمجھا - کیا یہ فعل شیر خدا کا ہے ہرگز نہیں

بل هو افتراءکم یا معشر الکذابین - انه کان حازم الفضائل

بلکہ یہ تو اے کاذبوں کے گروہ تمھارا افترا ہے علی تو جامع فضائل تھا -

مغنما - وکان بقوی الایمان توامًا - فما اختار نفاقا اینما انبعث - وما

اور ایمانی قوتوں کے ساتھ توام تھا بس اسنے کسی جگہ نفاق کو اختیار نہیں کیا اور اپنے

نافق فی کل ما فعل ونفث - وما کان من المرائین - فلما نضنضتم فی شانه

قول اور فعل میں کبھی منافقانہ طریق نہیں برتا اور ریاکاروں میں سے نہ تھا پس جبکہ تم اسکی شان میں ایسی زبان

نضنضة الصل - وحملقتم الیه حملقة البازی المطل - مع دعاوی الحب

ہلاتے ہو جیسا کہ سانپ اور ایسا اسکی طرف دیکھتے ہو جیسا کہ باز جو شکار پر گرتا ہے اور یہ سب کچھ باوجود اس

والمصافاة - فکیف تقصرون فی غیره مع جذبات المعاداة - وکذالک استحقرتم

محبت کے ہے جس کا تمھیں دعوی ہے تو پھر کیونکر تم اسکے غیر میں کچھ کوتاہی کر سکتے ہو کیونکہ وہاں تو دشمنی کے جذبات بھی ہیں

خاتم الانبیاء - وقلتم دفن معه الکافران من الاشقیاء - یمینا وشمالا

اور اسیطرح تمنے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کی اور کہا کہ اسکے ساتھ دو کافر دائیں بائیں بھائیوں اور بیٹوں کیطرح دفن کئے گئے

کالاخوان والابناء - فانظروا الی توهینکم یا معشر المجترئین - ونحن نستفسر

ہو تم اے گروہ بیباکان اس توہین کیطرف جو تم کر رہے ہو نظر کرو - اور ہم تجھسے اے گمراہ

منک ایها الغبی الضال - فاجب متمهلا ولا یکبر علیک السوال - اترضی

گمراہ ایک بات پوچھتے ہیں سو ٹھہر کر جواب دے اور تیرے پر سوال بھاری نہ ہو کیا تو اس بات پر

بان تدفن امك المتوفاة بين البغيتين الزانيتين الميتين - او يقبر ابوك

راضی ہوسکتا ہے کہ تیری ماں دو زناکار عورتوں کے درمیان دفن کردی جائے یا تیرا باپ دو مجذوم

فی قبر المجذومين الفاسقين - فان كرهت فكيف رضيت بان يدفن سيد

بدکاروں کے درمیان گاڑا جائے پس اگر تو اس سے کراہت کرتا ہے تو کس طرح اس بات پر راضی ہوگیا

الكونين بين جنبى الكافرين الملعونين - ولا يعصمه فضل الله من

کہ سید الکونین دو کافروں ملعونوں کے درمیان دفن کردیا جائے اور خدا تعالیٰ کا فضل اسکو دو ظالم اور

جوار الجائرين الخبيثين - والكفر اكبر من الزنا واشنع عند ذوی

ناپاک کی ہمسائگی سے نہ بچائے اور کفر زنا سے بہت بڑا اور آنکھوں کے نزدیک زیادہ

العينين - ففكر كيف تحقرون خاتم النبيين - وتسوغون له مكروهات -

زبون ہے پس سوچ کہ تم لوگ کیونکر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کر رہے ہو اور وہ مکروہات

لا تسوغون لانفسكم ولا بنات وامهات ولا بنين -

اسکے لئے جائز رکھتے ہو جو اپنے بیٹوں اور ماؤں اور بیٹیوں کے لئے جائز نہیں رکھتے -

تبا لكم ولما تعتقدون يا حماة الفسق والمين - بل دفن بجوار

خدا تمہیں ہلاک کرے اسکے عقیدہ سے اور دروغ کی حمایت کرنیوالو! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول الله رجلان كانا صالحين - مطهرين مقربين طيبين - وجعلهما

کے ہمسایہ میں دو ایسے آدمی دفن کئے گئے ہیں جو نیک تھے پاک تھے مقرب تھے طیب تھے اور خدا نے انکو

الله رفقاء رسوله فی الحياة وبعد الحين - فالرفاقة هذه الرفاقة وقل

زندگی میں اور بعد مرگ اپنے رسول کے رفقاء ٹھہرایا پس رفاقت یہی رفاقت ہے جو اپنی نظیر نہیں رکھتی

نظيره فی الثقلين - فطوبى لهما انهما معه عاشا - وفی مدينته وفی مأواه

اور اسکی نظیر کم پاؤ گے پس انکو مبارک ہو جو آنحضرت کے ساتھ زندگی بسر کی اور اسکے شہر میں اور اسکی

استخلفا - وفی حجر روضته دفنا - ومن جنة مزاره ادنيا - ومعه يبعثان

جگہ میں خلیفے مقرر کئے گئے اور اسکے کنار روضہ میں دفن کئے گئے اور اسکے مزار کے بہشت سے نزدیک کئے گئے اور

فی یوم الدین - وانظر الی علی انه اذا اعطی منصب الخلافة - فما بعد تربة

قیامت کو اسکے ساتھ اٹھینگے - اور علی کی طرف نظر کر کہ جب اسکو منصب خلافت دیا گیا پس اسنے ان دونوں

ھذین الامامین من روضۃ خیر البریۃ - فان کان یزعم انہما لیسا مومنین

اماموں کی قبر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ سے علیحدہ کیا - پس اگر وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ دونوں مومن

طیبین - فکیف ترکہما ولم ینزہ قبر رسول اللہ عن ھذین القبرین - فالذنب

پاک نہیں ہیں تو کیونکر انکی قبروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ شامل رہنے دیا پس تمام

کل الذنب علی عنق ابن ابی طالب - کانہ لم یبال عرض رسول اللہ من

گناہ علی کی گردن پر ہے گویا اسنے بوجہ نفاق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نفاق غالب - وما اری الصدق کالمخلصین - اھذا اسد اللہ وضرغام

آبرو کی کچھ پرواہ نہی اور صدق نہ دکھلایا آیا یہی شیر خدا اور اسد اللہ ہے؟

الدین - اھذا ھو الذی یحسب من اکابر المتقین -

کیا یہ وہی شخص ہے جو اکابر پرہیزگاروں میں سے سمجھا گیا ہے؟

فاعلموا ان تقات علی لا تثبت الا بعد تقاۃ الصدیق - ففکر

پس جان لو کہ علی کی پرہیزگاری تب ثابت ہوتی ہے کہ ابوبکر صدیق کی پرہیزگاری ثابت ہو پس

ولا تعتد کالزندیق - ولا تلق بایدیک الی حفرۃ الھالکین - وانکم تحبون

سوچو اور ایک زندیق کیطرح حد سے گذر کر مذمت کرو اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے گڑھے میں مت پڑو - اور تم دوست

ان تدفنوا فی ارض الکربلاء - وتظنون انکم تغفرون بمجاورۃ الاتقیاء -

رکھتے ہو کہ خاک کربلا میں دفن کئے جاؤ اور گمان کرتے ہو کہ پرہیزگاروں کی ہمسائگی سے تم بخشے جاؤ گے

فما ظنکم بالسعیدین الذین دفنا الی جنبی نبیہ القدر خاتم النبیین - وامام

پس ان دو سعیدوں کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے گئے جو

المتقین - وسید الشافعین - ویل لکم لا تتفکرون کالخاشعین - ولا یسفر

امام المتقین اور امام الشافعین اور خاتم النبیین ہے - تم پر افسوس کہ تم عاجزی اور غربت کیساتھ فکر نہیں کرتے

عنکم زحام التعصبات - ولا تعطون حسن التوفیقات - ولا تمعنون کالمستبصرین

اور تعصبات کا اژدحام تم سے دور نہیں ہوتا - اور نیک کاموں کی تمہیں توفیق نہیں ملتی اور دانشمندوں کی طرح تم نہیں سوچتے

وکیف نشکو کم علی سبکم وانکم تلعنون الصحابۃ کلھم الا قلیلا کالمعدومین -

اور ہم تمہاری گالیوں کا شکوہ کیا کریں کیونکہ تم تمام صحابہ کو گالیاں دیتے ہو مگر قدر قلیل -

وتلعنون أزواج رسول الله أمهات المؤمنين - وتحسبون كتاب الله

اور نیز تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں امہات المومنین کو لعنت سے یاد کرتے ہو۔ اور گمان کرتے ہو کہ خدا

كلاماً زيد عليه ونقص وتقولون أنه بياض عثمان وأنه ليس من رب

کی کتاب میں کچھ زیادہ اور کم کیا گیا ہے اور کہتے ہو کہ وہ بیاض عثمان ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے

العالمين - فلعنكم الله بفسقكم وصرتم قوماً عمين - وحسبتم الإسلام

پس خدا نے بباعث فسق تمہارے کے تم پر لعنت کی اور تم اندھے ہو گئے۔ اور تم نے اسلام کو ایسا

كواد غير ذي زرع خالياً من رجال الله المقربين - فأي عرض بقي من

سمجھ لیا جیسا کہ ایک بیابان جس کی زمین خشک اور زراعت سے خالی ہے یعنی خدا کے مقربوں سے خالی ہے۔ پس کونسی

أيديكم يا معشر المسرفين -

عزت تمہارے ہاتھوں سے باقی رہی اے حد سے نکلنے والو!؟

وأريتم تصوير علي كأنه أجبن الناس - وأطوع للخناس -

اور تم نے علی کی تصویر ایسی ظاہر کی کہ گویا وہ سب سے زیادہ نامرد ہے اور نعوذ باللہ شیطان کا تابع ہو

أعلق بأهداب الكافرين أعلاق الحرباء بالأعواد - وآثر نار النفاق

کافروں کے دامن کو اس نے ایسا پکڑا اور ایسا اُن سے آویزان ہوا جیسا کہ آفتاب پرست شاخوں کے ساتھ۔ اور نفاق کی

ليفيض عليه عباب المراد - أخزى نفسه بتنافي قوله وفعله - ورضي بشيء

آگ اُس نے اختیار کی تا اس پر مراد کا بہت سا پانی ڈالا جائے۔ اپنے قول و فعل کے تناقض سے اپنے تئیں رسوا کیا اور

لم يكن من أهله - وحمد الكافرين في المحافل - وأثنى عليهم في الجامع و

اس چیز سے راضی ہو گیا جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ اور کافروں کی اپنے محفل میں تعریف کی اور مجمعوں اور قافلوں میں انکی

القوافل - وحضر جنابهم وما ترك الطمع - حتى انزوى التأميل وانقمع -

ثناخوانی کی اور انکی جناب میں حاضر ہوا اور طمع کو نہ چھوڑا یہانتک کہ امید گم ہو گئی اور اس کا قلع قمع ہو گیا

فما أودوا المفاقرة - وما فرحوا بمحامد أترعت في فقره - بل اغتصبوا حديقة

پس انہوں نے اسکی قسما قسم کی تہیدستی پر رحم نہ کیا اور ان تعریفوں کے ساتھ خوش نہ ہوئے جو اسکی کلام کے فقروں میں بھری ہوئی

فدكه - وقاموا لقتله - وما أبرزوا له ديناراً - ليطعم بطناً أماراً - وما كانوا

تھیں بلکہ انہوں نے اُس کا باغ فدک چھین لیا اور اُسکے قتل کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک مہر نہ دی تا اپنے شکم حکمران کو طعام دیتا۔ اور رحم

راجين- وما نزلت عليه من السماء مائدة- وما ظهرت من الخلق فائدة-

کرنیوالے نہیں تھے- اور آسمان سے اسپر کوئی مائدہ نہ اترا اور نہ خلقت سے کچھ فائدہ ہوا

وديس تحت اقدام الجائرين- وكان لم يزل يدعو ويفتكر- ويصوغ و

اور ظالموں کے قدموں کے نیچے کچلا گیا اور ہمیشہ دعا کرتا تھا اور سوچتا تھا اور زرگری کرتا تھا

يكسر- ولم يكن من الفائزين- الى ان انقطعت الحيل وركد النسيم-

اور توڑتا تھا اور کامیاب نہیں ہوتا تھا یہانتک کہ تمام حیلے منقطع ہوگئے اور ہوا ٹھہر گئے

وحصحص التسليم- فخر نقبة على بابهم- وطلب القوت من جنابهم

اور سر جھکانا پڑا پس انکے دروازے پر نقبہ کیطور پر گر پڑا اور انکی جناب سے قوت طلب کیا

وهم كانوا مستكبرين- وغلقت عليه ابواب اجابة الدعاء- وسدّت

اور وہ متکبر تھے اور اسپر دعا کے قبول کرنیکے دروازے بند کئے گئے اور حیلہ اور

طرق الحيل والاهتداء- فانظر اهذه علامات عباد الله المؤيّدين- و

ہدایت پانیکی راہ مسدود کی گئی پس دیکھ کہ کیا ان لوگوں کی علامتیں ہیں جو خدا سے تائید یافتہ ہوتے ہیں

امارات الصادقين المقبولين- وآثار المخلصين المتوكلين- ثم انظر كيف

اور کیا یہ صادقوں اور مقبولوں کی نشانیاں ہیں ؟ اور مخلصوں اور متوکلوں کے آثار ہیں پھر دیکھ کہ

حقرتم شان المرتضى الذي كان من المحبوبين الموفقين-

تم لوگوں نے کسطرح مرتضی علی کی تحقیر کی ہے وہ علی جو محبوبوں اور توفیق یافتوں میں سے تھا

وامّا ما طلبت مني اية من الايات- فانظر كيف اراك الله

مگر تو نے جو مجھسے کوئی نشان مانگا ہے پس دیکھ کہ خدا نے کیا تجھے

اجلّ الكرامات- وهو اني كنت دعوت على رجل مفسد مغوٍ كالشيطان-

بزرگ نشان دکھلایا اور وہ یہ کہ میں نے ایک مفسد کیلئے جو شیطان کی طرح بہکانیوالا تھا بد دعا کی تھی

وتضرعت في الحضرة ليذيقه جزاء العدوان- فاخبرني ربي انه سيقتل

اور جناب الٰہی میں میں نے تضرع کیا تا اسکو ظلم کا مزہ چکھاوے پس میرے رب نے مجھے خبر دی کہ وہ قتل کیا جائیگا

ويبعد من الاخوان- وكان اسمه ليكهرام وكان من البراهمة- وكان معتديا

اور اپنے بھائیوں سے دور ڈالدیا جائیگا اور اسکا نام لیکھرام تھا اور برہمنوں میں سے تھا اور گالی دینے میں

فی السب والشتم وجاوز الحد فی الخباثة - فلما دعوت علیه وتضرعت

حد سے بڑھ گیا تھا پس جبکہ مینے اسپر بددعا کی اور جناب باری

فی حضرة الباری - واقبلت کل الاقبال علی جباری سمع دعائی فی الحضرة -

مین تضرع کیا اور پوری توجہ کیساتھ حضرت احدیت مین متوجہ ہوا پس جناب الٰہی مین میری دعا

ومنّ علیّ ربّی بالرحمة والنصرة - وبشرنی ربّی بانہ یموت فی ستّ سنة -

سنی گئی اور خدا نے رحمت اور مدد کیساتھ میرپر احسان کیا اور میرے خدا نے مجھے خوشخبری دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ

فی یوم دنی من یوم العید بلا تفاوة - واوما الی لیلة یوم الاحد - والی انہ

مین مر جائیگا اور اسدن مریگا جو عید کے بعد کا دن ہوگا اور اتوار کی رات کا اشارہ کیا اور یہ کہ بحکم

یقتل بحکم الرب الصمد - ولا یموت بمرضة - ویموت بقتل مہیب مع

خدا تعالیٰ وہ قتل کیا جائیگا اور ہیبت ناک قتل کیساتھ مریگا اور حسرہ کے ساتھ اور کوئی بیماری

حسرة - لیکون آیة للطالبین - فلما انقضیٰ من المیعاد قریبًا من خمسة

نہین ہوگی تاکہ طالبون کے لئے نشان ہو پس جبکہ میعاد قریب پانچ برس کے گذر گئی

اعوام - واطمئن الهالك وزعم ان النباء کان کاوهام - نزل امر الله

اور مرنے والا مطمئن ہوگیا کہ پیشگوئی ایک وہم تھا خدا کا امر اسپر نازل ہوا

علیه واتی بفتح مبین - ففرحت فرحة المطلق من الاسار - و

اور فتح عظیم ظاہر کی پس مین ایسا خوش ہوا جیسا کہ ایک قیدی چھوٹکر خوش ہوتا ہے اور

هزة الناجی من حفرة التبار - وقبل ان یاتینی احد بقص خبر وفاته -

جیسا کہ ایک شخص ہلاکت کے گڑھے سے نجات پاتا ہے اور قبل اسکے جو کوئی شخص اسکے وفات کی خبر میرے پاس

بشرنی ربّی بمماته - وکنت افکرنی هذه البشارات - فاذا عبد الله جاء

لائے میرے خدا نے اسکی موت کے بارہ مین مجھے خوشخبری دی اور مین ان بشارتونکو سوچ رہا تھا اتنے مین عبد اللہ

بالتبشیرات - وحصحص الحق وزهق الباطل وقضی الامر من ربّ الکائنات -

بشارت لیکر آیا اور ظاہر ہوگیا حق اور نابود ہوگیا باطل اور خدا نے فیصلہ کر دیا

وفرح المومنون کما وعد من قبل واسود وجوه اهل المعادات - وظهر

اور مومن خوش ہوگئے جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا اور دشمنوں کے مونہہ کالے ہوگئے اور خدا کا امر

امر اللہ وھم کانوا کارھین۔ وکان ھذا الرجل وقاحا طویل اللسان۔

ظاہر ہوا اور وہ کراہت کرتے رہ گئے اور یہ شخص نہایت بے شرم دراز زبان تھا

کثیر السب والھذیان۔ طلب منی آیۃ ملحا فی طلبہ۔ وشرط لی ان

بہت گالیاں دیتا اور بکواس کیا کرتا تھا اسنے مجھسے ایک نشان طلب کیا اور طلب کرنے میں بہت اصرار کیا اور

اصرح المیعاد فی علبہ۔ واصرح یوم موتہ۔ مع اظہار شہر فوتہ۔ واُبیّن

یہ شرط لگائی کہ میں اسکے نشان میں میعاد کو کھولکر بتلا دوں اور اُسکے موتکے دنکی تصریح کردوں اور مرنیکا مہینہ بتلادوں

کیفیۃ وفاتہ۔ ووقت مماتہ۔ وکتب کلہا ثم طالب کالمصرّین۔ فلہیتہ

اور جس طرز سے مریگا وہ کیفیت بیان کردوں اور مرنیکا وقت بتاؤں۔ اور ان سب باتوں کو لکھا اور پھر اصرار کرنیوالوں کی

متطیا شملۃ عنایۃ الرحمان۔ ومنتضیا سیف قہر الدیان۔ وکنت لفرط

طرح مجھسے مطالبہ کیا۔ پس مینے اسکے سوال کا قبول کیا جو آدیا اس حالتمیں کہ میں عنایت الٰہی کی تیز رو اونٹنی پر سوار تھا اور نیز اسحالت میں

اللہج بظہور الآیۃ۔ والطمع فی اعلاء کلمۃ الملۃ۔ اجاھد فی الحضرۃ الاحدیۃ۔

جبکہ میں سزا دہندہ کی قہری تلوار کو کھینچ رہا تھا۔ اور میں ازبسکہ نشانکے ظاہر ہونیکے لئے حریص تھا اور اعلاء کلمہ اسلام کیلئے طمع رکھتا تھا

واصرفت فی الدعاء ما جلّ وعظم من القوۃ۔ ثم ترکت الدعاء بعد نزول

حضرت جناب باری میں مجاہدہ کرتا تھا اور جسقدر مجھمیں عظمت قوت تھی دعا میں خرچ کرتا تھا۔ پھر مینے سکینہ کے نازل ہونیکے بعد دعا

السکینۃ۔ وتواتر الوحی الدال علی الاجابۃ۔ فلما انقضی اربع سنۃ من المیعاد

کو ترک کر دیا اور نیز اسلئے کہ ایسا متواتر الہام جو قبولیت دعا پر دلالت کرتا تھا۔ پس جب میعاد میں سے چار برس گذر گئے

ودنا منا عید من الاعیاد۔ القی فی نفسی ان اتوجہ مرۃ ثانیۃ الی الدعاء

اور ایک عید ہم سے قریب آگئی پس میرے دلمیں ڈالا گیا کہ میں پھر دعا کروں۔

وکذالک اشار بعض الاصدقاء۔ فصبرت انتظر الوقت والمحل۔ واتعلل

اور ایسا ہی بعض دوستوں نے اشارہ کیا پس مینے صبر کیا اور میں وقت اور محل کا منتظر تھا۔ اور

بعسی ولعل۔ الی ان ادرکت لیلۃ القدر فی اواخر رمضان

اب کرتا ہوں اب کرتا ہوں کا گھونٹ پی رہا تھا یہانتک کہ آخر رمضان میں مینے لیلۃ القدر کو پایا

فعرفت ان الوقت قد حان۔ ورئیت لیلۃ نشرت اردیۃ الاستجابۃ

پس مینے جان لیا کہ وقت آگیا اور مینے ایک ایسی رات کو دیکھا جنے قبولیت کی چادریں بچھا دی تھیں

ودعت الداعين الى المادبة - وناديت كل من خاف نائب النُّوَب - وبشّرت

اور دعا کرنیوالونکو دعوت کیطرف بلایا تھا اور ہر ایک کو جو مصیبتونکے دانتوں سے ڈرتا تھا بلایا - اور ہر ایک

كل من اسلمه اليأس للكرب - فنهضتُ للدعاء نهوض البطل للبراز - و

کو جسکو نومیدی نے غمونکے حوالہ کر رکھا تھا بشارت دی - پس مین دعا کے واسطے ایسا اٹھا جیسا کہ ایک

اصلتُ لسان التضرع كالعضب الجراز - حتى احلني التذلل مقعد

دلیر لڑنیکے واسطے اٹھتا ہے - اور مینے تضرع کی زبان ایسی کھینچی جیسا کہ شمشیر بران - یہانتک کہ فروتنی نے بلندی

العلاء - وبُشّرتُ بالاجابة من حضرة الكبرياء - فجلست كرجل

کی جگہ پر مجھکو بٹھایا - اور قبولیت دعا کی مجھکو خوشخبری دیگئی پس مین اس شخص کیطرح بیٹھا

يرجع بردنٍ ملآن - وقلب جذلان - وسجدتُ لرب يجيب دعاء

جو پر آستین کیساتھ رجوع کرتا ہو اور دل خوش ہوتا ہے اور مینے اس پروردگار کو سجدہ کیا جو بیقراروں کی

المضطرين - وكان في هذه الآية اعلاء كلمة الملة - واتمام الحجة على الكفرة

دعا سنتا ہے اور اس نشان مین کلمہ اسلام کی بلندی تھی - اور کافرونپر حجت پوری ہوتی

الفجرة - ولكن الذين ملكوا اثاث عقل صغير - واتّسموا بالحمق الشهير - ما

ہے مگر وہ لوگ جو تھوڑی سی عقل کے مالک ہین اور وصف حماقت مین مشہور ہین وہ

آمنوا بهذه البيّنات - وتركوا النور واتبعوا سُبُل الظلمات - وجحدوا

ان کھلے کھلے نشانونپر ایمان نہین لائے - اور نور کو چھوڑ دیا اور ظلمات کی پیروی کی اور ظلم اور جھوٹھ

بآيات الله ظلما وزورا - وكانوا قوما بورا - ومن المستكبرين - ويقولون

سے خدا کے نشانوں سے انکار کیا اور وہ ہلاک شدہ قوم تھی اور تکبر کرنیوالے تھے اور انہوں نے کہا

انا نحن المُسلمون - وليس فيهم سير المُسلمين - في قلوبهم مرض فيزيد

کہ ہم مسلمان ہین اور ان مین مسلمانونکی خصلتین نہین ہین انکے دلونمین مرض ہے پس خدا انکے

الله مرضهم ويموتون محجوبين - الا قليل منهم فانهم من الراجعين - و

مرض کو زیادہ کریگا اور حجاب کیساتھ مرینگے مگر انمین سے تھوڑے کہ وہ رجوع کرینگے اور

يبغون عَرَضَ الدنيا وعِرضها ولا يتقون الله رب العالمين - فسيُضرب

یہ لوگ دنیا کا مال اور دنیا کی عزت چاہتے ہین اور خدا سے جو رب العالمین ہے نہین ڈرتے - پس عنقریب انپر

علیهم الذلة ویمسون اخا عیلة - یسئلون الناس ولا یملکون بیت لیلة -

ذلت ماردی جائیگی اور بھوکھے ننگے ہوجائینگے - لوگوں سے مانگیں گے اور رات کا قوت انکے پاس نہیں ہوگا

کذالک یجزی اللہ الفاسقین -

اسی طرح خدا تعالی فاسقوں کو سزا دیتا ہے -

واذا قیل لهم آمنوا بما انزل اللہ من الآیات - قالوا لن نؤمن و

اور جب انکو کہا جائے کہ جو خدا نے نشان اتارے ان پر ایمان لاؤ کہتے ہیں کہ ہم کبھی ایمان نہیں

لو کان احیاء الاموات - وطبع اللہ علی قلوبهم بما کانوا مفترین - وکانوا یستفتحون

لائینگے اگرچہ مردے زندہ کئے جائیں اور انکے دلوں پر خدا نے مہر لگادی کیونکہ وہ مفتری تھے - اور اس سے پہلے وہ کفار

من قبل - فلما جاءهم الفتح وصاب النبل - اعرضوا عنه فویل للمعرضین -

پر فتح چاہتے تھے - پس جبکہ فتح آئی اور تیر نشانہ پر لگا اس سے انہوں نے کنارہ کیا پس ان پر واویلا ہے -

وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم فما بالهم اذا ماتوا ظالمین - ابقی فی کنانتهم

اور انہوں نے انکار کیا اور دل انکے یقین کر گئے پس کیا حال ہو انکا جب ایسی حالت میں مرینگے - کیا انکے تیردان میں کوئی تیر

مرماة - او فی قلوبهم مماراة - کلا بل مزقهم اللہ کل ممزق فلا یتحرکون الا کالمذبوحین

باقی رہ گیا ہے؟ یا انکے دلوں میں کوئی خصومت باقی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ خدا نے انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اب تو ایک حرکت

الا یرون کیف یفحمون الفینة بعد الفینة - ویخزون کل عام مع رقصهم

مذبوحی ہے - کیا نہیں دیکھتے کہ کیسے وہ وقتا فوقتا لاجواب کئے جاتے ہیں - اور ہر ایک سال باوجود متکبرانہ رقص کے ذلیل

کالقینة - وتراءت سحبهم جهاما - ومخهم لئاما - ولمعانهم ظلاما - وجنانهم

کئے جاتے ہیں اور انکے بادل بغیر پانی کے نکلے - اور انکے برگزیدہ لئیم ثابت ہوئے اور انکی روشنی اندھیرا اور انکے دل

عباما - فبای آیة بعده یؤمنون - اما احلنی ربی محل من یبلغ تصوی

بے عقل اور بے ادب ثابت ہوگئے پس کس نشان پر اسکے بعد ایمان لائینگے - کیا میرے خدا نے مجھے اس محل پر نہیں اتارا

الطلب - ونقلنی من وقد الکرب - الی روح الطرب - وایدنی واعاننی - و

جو مرادیابی کا محل ہے - اور مجھے بیقراری کی آگ سے خوشی کی آسائش تک پہونچایا اور میری تائید کی اور میری مدد کی

اهان کل من اهاننی - وارانی العید - ووفی المواعید - واری الفتح کل من فتح

اور ہر ایک جو میری ذلت چاہتا تھا اسکو ذلیل کیا اور مجھے عید دکھلائی اور وعدوں کو پورا کیا اور ہر ایک کھولنے والیکے لئے

العین - وطوی قصة کیف واین - واتم الحجة علی المنکرین - فالحمد للہ الذی

فتح کو دکھلا دیا - اور کیونکر اور کہاں کے قصہ کو لپیٹ دیا اور منکروں پر حجت پوری کردی پس اس خدا کو تعریف

کفانی من خیر تدبیری - وجعل لی فرقانا وفرق بین قبیلی ودبیری - وکنتم

ہے کہ بغیر میری تدبیر کے میرے لئے کافی ہو گیا - اور مجھے اور میرے مخالفوں اور دوستوں اور دشمنوں میں ایک امر فارق

لا تصغون الی العظات - ولا تحفظونها بل تؤذون بالکلم المحفظات - فذکّ

پیدا کر دیا - اور تم لوگ نصیحت کی طرف کان نہیں دھرتے تھے اور نصائح کو یاد نہیں رکھتے تھے بلکہ غصہ دینے والے

اللہ راسکم بالآیات - وجاء کم سلطانه بالرایات - واذیکم بالزجر و

لفظوں کے ساتھ یاد کرتے تھے - پس خدا تعالیٰ نے نشانوں کے ساتھ تمہارے سر کو فتنہ کیا - اور اسکی حجت جھنڈوں کے

الغضب - لتأخذوا نفوسکم بهذا الادب - فلا تستنوا استنان الجیاد -

ساتھ تمہارے پاس آئی اور خدا نے جھڑ اور غضب کے ساتھ تمہیں ادب دیا ہے تا تم اس ادب پر قائم ہو جاؤ پس تم تیز گھوڑوں کی

وفکروا فی فعل رب العباد - لعلکم تعصمون کالراشدین - مالکم تنکایدکم

طرح سرکشی مت کرو - اور خدا تعالیٰ کے فعل میں غور کرو تا تم رشیدوں کی طرح بچ جاؤ تمہیں کیا ہوا کہ حق

کلمات الحق والصواب - وتمیلون من الیقین الی الارتیاب - واقترکون

اور صواب کے کلمے تم پر گراں گذرتے ہیں اور یقین سے شک کی طرف جاتے ہو اور مجرموں

سبل المجرمین -

کی راہ نہیں چھوڑتے

و انظروا الی آیات رأیتموها - وخوارق شاهدتموها - اهذه

اور ان نشانوں کی طرف نظر کرو جنکو تم دیکھ چکے ہو اور ان خوارق کی طرف جنکو تم مشاہدہ کر چکے ہو

من المکائد الانسانیة - او من الطافة الربانیة - وانی عزمت علیکم

کیا یہ انسانی فریب سے ہے یا خدا کی طاقت سے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں پس

فاشهدوا ان کنتم مقسطین - وانه من کان اعطی حظا من التقوی - ولو

گواہی دو اگر منصف ہو اور وہ شخص جو تقویٰ میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اگرچہ

کخصاصة النوی - فلا یکتم شهادة ابدا - واما الذی اتبع الهوی - وما

گٹھلی کے چھلکے کے موافق دیا گیا ہو پس وہ کبھی گواہی کو پوشیدہ نہیں کریگا - مگر وہ شخص جو ہوا و ہوس کا پیرو ہوا اور خدا سے

خشی اللہ الاعلیٰ۔ وما تواضع وما استحیٰ۔ فلیظہر ما نحا وتمنّی۔ ولینکر

نہ ڈرا — اور نہ تواضع کی اور نہ حیا کیا — پس چاہیے کہ جو قصد کیا وہ ظاہر کرے — اور چاہیے

اللہ وما اولی من جدوی۔ ومن نصرته والعدوی۔ فسوف ینظر ھل

کہ خدا سے اور اسکی بخشش سے منکر ہو جائے اور اسکی نصرت اور مدد سے انکار کرے۔ پس عنقریب دیکھے گا کہ آیا مکر

ینفعه کیده او یکون من الھالکین۔

مکر اسکو نفع دیتا ہے یا مرنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

ایھا الناس لا تحقروا اللہ والآیات۔ واستغفروا اللہ واعنوا

اے لوگو! خدا کی اور خدا کے نشانوں کی تحقیر مت کرو — اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو اور اسکے

له من الفرطات۔ اجھلتم مآل قوم کذبوا من قبل ھذا الزمان۔ ا لکم

سامنے اپنے گناہوں کے خوف سے فروتنی کرو۔ کیا تمھیں اس قوم کا انجام بھول گیا جنھوں نے تم سے پہلے تکذیب کی۔ یا خدا کے

براءة فی زبر اللہ الدیّان۔ فعوذوا باللہ من ذات صدورکم ان کنتم خاشعین

سزا دہندہ کی کتابوں میں تمھیں بری رکھا گیا ہو پس اپنے بد خطرات سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگو اگر ڈرتے ہو۔

قوموا فرادیٰ فرادیٰ۔ واجتنبوا من عادا۔ ثم فکروا اما اوتیتم مثل ما اوتی

ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ — اور عداوت کرنیوالوں سے پرہیز کرو — پھر فکر کرو کہ آیا تمھیں وہ ثبوت نہیں دیئے گئے جو

قبلکم من الکفار۔ اما جاءتکم آیات اللہ القھار۔ اما حقرتم بتحقیر

تم سے پہلے کافروں کو دیئے گئے — اور کیا تمھارے پاس نشان نہیں آئے — کیا تم خدا کی تحقیر سے حقیر اور

حضرة الکبریاء۔ اما قضیت دیونکم کالغرماء۔ فوحق المنعم الذی حلّنی

ذلیل نہیں ہو چکے — کیا تمھارے یہ تمام قرض قرضداروں کی طرح ادا نہیں کیے گئے۔ پس اس منعم حقیقی کی قسم ہے جس نے

ھذا المحل۔ وارانی لتصدیقی العقد والحلّ۔ ووھب لی الولد واھلک لی

مجھے اس محل میں وارد کیا۔ اور میری تصدیق کیلئے باندھا اور کھولا — اور مجھے اولاد دی اور میرے لئے دشمنوں کو

العدا اللئام۔ وارانی فی آیاته الایجاد والاعدام۔ وارانی فی ندوة المذاھب

ہلاک کیا — اور اپنے نشانوں میں ایجاد اور اعدام کو دکھلایا — اور مذاہب کے جلسہ میں پیدا کرنیکا

اعجاز الانشاء۔ ثم ارانی فی العجل المقتول اعجاز الافناء۔ واظھر آیات القول

نشان دکھلایا — اور گوسالہ مقتول میں مارنے کا نشان دکھلایا — اور قولی نشان اور فعلی

و آیت الفعل للناظرین - و اری الکسوف والخسوف فی رمضان - و افحمکم

نشان دیکھنے والوں کے لئے دکھلایا ۔ اور خدا تعالیٰ نے کسوف اور خسوف تمکو رمضان میں دکھلایا ۔ اور میری

ببلاغتی و علمنی القرآن - فسکتم بل متم مع غلوکم فی العناد - و اخزیتم

بلاغت کیساتھ تمکو ملزم کیا اور مجھکو قرآن سکھلایا پس تم چپ ہوگئے بلکہ باوجود عناد کے مر گئے ۔ اور تم رسوا

و رمیت عظمتکم بالکساد - فاصبحتم کالمغبونین - ان ھذا الحق فلا تکونوا من الممترین

ہوگئے اور تمہاری بزرگی کی سرد بازاری ہوگئی ۔ پس زیان کاروں کی طرح تم ہوگئے ۔ یہ سچ ہے پس تم شک کرنیوالوں میں سے مت ہو

ایھا الناس انی جئتکم من الرب القدیر - فھل فیکم من یخشی

اے لوگو میں رب قدیر کی طرف سے تمہارے پاس آیا ہوں ۔ پس کیا تم میں کوئی ایسا آدمی

قھر ھذا الغیور الکبیر - او تمرون بنا غافلین - و انکم تناھیتم فی المکائد -

ہے جو اس غیور کبیر سے خوف کرے ۔ یا غفلت کیساتھ ہمسے گذر جاوگے ۔ اور تم نے اپنے مکروں کو انتہا تک پہنچادیا

و تمادیتم فی الحیل کالصائد - فھل رئیتم الا الخذلان والحرمان - وھل وجدتم

اور شکاریوں کی طرح حیلہ بازی میں بڑی دیر لگائی ۔ پس کیا تم نے بجز خذلان اور محرومی کے کچھ اور بھی دیکھا ۔ اور کیا پایا تم نے

ما اردتم غیر ان تضیعوا الایمان - فاتقوا اللہ یا ذراری المسلمین - الا تنظرون

وہ امر پایا جسکو ڈھونڈا بغیر اسکے کہ ایمان کو ضائع کرو ۔ پس اے مسلمانوں کی اولاد خدا سے ڈرو ۔ کیا تم نہیں

کیف اتم اللہ لی قولہ - واجزل لی طولہ - فمالکم لا تلتفتون و تصدون عن

دیکھتے کہ خدا نے کیسے میری باتکو پورا کیا اور اپنی بخشش میرے لئے بہت دکھلائی ۔ پس تمہیں کیا ہوا [illegible]

آیات الخبیر العلام - و تنضلون لی اسھم الملام - اما رئیتم ابطال زعمکم

مونہہ نہیں پھیرتے ۔ اور میرے لئے ملامت کے تیر پیکان پر رکھتے ہو ۔ کیا تم نے اپنے زعم کا بطلان نہیں دیکھا

و خطاء وھمکم - فلا تقوموا بعدہ للذم - ولا تفتروا فریۃ بعد الیوم - و کفوا

اور اپنے وہم کی خطا تم پر ظاہر نہیں ہوئی ۔ پس اسکے بعد مذمت کیلئے کھڑے مت ہوا اور بعد آج کے جھوٹ مت تراشو

السنکم ان کنتم متقین - توبوا الی اللہ کرجل سقط فی یدہ - و خشی مآلہ

اور زبانوں کو بند کرو اگر تم متقی ہو ۔ اس آدمی کی طرح توبہ کرو جو شرمندہ ہوتا ہے ۔ اور اپنے انجام

و سوء مقعدہ - وان اللہ یحب التوابین -

اور بد عاقبت سے ڈرتا ہے ۔ اور خدا توبہ کرنیوالوں سے پیار کرتا ہے ۔

وانّي عُلّمتُ مِن لدنه وبوركت قدمي - وأُيّد لساني وقلمي - انّ الذين

اور مجھے اس روز سے جو میرا قدم مبارک کیا گیا - اور میری قلم اور زبان کو مدد دیگئی اس بات کا

اتّخذوا العناد شرعة - وكلم الخبث نجعة - انهم سيخذلون - ويغلبون - و

علم دیا گیا ہی کہ جن لوگوں نے عناد کو اپنا طریقہ پکڑا ہے اور ناپاک کلموں کو غذا ٹھہرایا ہے عنقریب وہ ناکام رہینگے اور

يُخسأون - ولا يلقون بغيتهم ولا يبصرون - وتحرقهم جذوتهم فهم من

مغلوب کئے جائینگے اور رد کئے جائینگے اور اپنی مراد کو نہیں پائینگے اور وہ نہیں دیکھے جائینگے اور ان کا شعلہ انھیں کو جلا کا

جذوتهم يُعدمون - وامّا الذين سعدوا منهم فسيهدون بعد ضلالهم

اور معدوم کئے جائینگے مگر وہ جو سعید ہیں وہ گمراہی کے بعد ہدایت یاب کیے جائینگے

ويتداركهم رحم ربّهم قبل نكالهم - فيستيقظون مُسترجعين - ويتركون

اور وبال سے پہلے خدا کا رحم انکو سنبھال لے گا پس انا للہ کہکر جاگ اٹھینگے اور کینے او

حقدا ولددا - ويخرّون على الاذقان سجّدا - ربّنا اغفر لنا انّا كنّا خاطئين -

جھگڑے چھوڑ دینگے اور سجدہ کرتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرینگے خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے

فيغفر الله لهم وهو ارحم الراحمين - فيومئذ ينعكس الامر كله ويتجلى الله

پس خدا انکو بخشدیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے پس اسوقت تمام باتیں الٹ جائینگی اور خدا نظر

للناظرين - وترى الناس يدخلون افواجا - وترى الرحمة امواجا - وتتم كلمة

کرنیوالوں کیلئے ظاہر ہو جائیگا اور تو لوگوں کو دیکھیگا کہ فوج در فوج اس میں آتے ہیں اور تو رحمت کو دیکھیگا کہ

ربّنا صدقا وعدلا وترى كيف يجعل سراجا - فحينئذ تشرق ايام الله و

موجزن ہو رہی ہے اور صدق اور عدل سے ہمارے رب کا کلمہ پورا ہو جائیگا اور تو دیکھیگا کہ کسطرح چراغ کو روشن کرتا ہے پس

تفنى فتن المفسدين - ويقضى الامر باتمام الحجّة والافحام - وتهلك الملل

اسوقت خدا کے دن چمکینگے اور مفسدوں کے فتنے قتل کئے جائینگے اور اتمام حجت سے امر پورا کیا جائیگا اور بجز اسلام ہر ایک

كلها غير الاسلام - وترى القترة رهقت وجوه الكافرين - فما لكم الى

ملت ہلاک ہو جائیگی اور تو منکروں کے مونہہ پر غبار پائے گا پس تمہیں کیا ہو گیا

ما تكذبون - أتجعلون رزقكم انكم تكفرون - اغرّتكم كثرة علمائكم

اور کبتک تم تکذیب کروگے کیا اس الٰہی سلسلہ سے تمہارا یہی حصہ ہے کہ تم تکفیر کرو - کیا تمہارے علماء کی کثرت اور تمہاری

وتظاهر آراؤكم۔ وقد رئيتم مبلغ علمكم و علم فضلاءكم۔ وشاهدتم

راؤنکے اتفاق نے تمہیں مغرور کیا ہے اور تمنے اپنے علم اور اپنے فاضلوں کے علم کا اندازہ بھی دیکھ لیا اور تمنے اپنے

نقص فهمكم ودهاءكم۔ وانستم كيف وليتم مدبرين۔

نقص عقل اور فہم کا مشاہدہ بھی کر لیا اور تمنے دیکھ لیا کہ کسطرح تمنے شکست کھائی۔

وايها النجفي لم توذيني وقد رئيت آياتي۔ وشاهدت حججي وبينا

اور اے نجفی تو مجھے کیوں دکھ دیتا ہے اور تو میرے نشانوں کو دیکھ چکا ہے۔ اور میری براہین کو سن چکا ہے

ثم ابيت وهذيت۔ فقاتلك الله كيف هذيت۔ وقد رئيت آثار

پھر تو نے نافرمانی کی اور بکواس کی بس خدا تجھے ہلاک کرے یہ کیسی بکواس تو نے کی حالانکہ صادقوں کے نشان تو نے

الصادقين۔ ايها الثعلب أانك تخوفني وتغري على هذه الدولة۔ و

دیکھ لئے اے لومڑی کیا تو مجھے ڈراتا ہے اور اس گورنمنٹ کو مجھ پر برانگیختہ کرتا ہے اور

ما رأت منا الدولة الا الاخلاص والنصرة۔ والله يحفظ عباده من مكائد

اس گورنمنٹ نے ہم سے بجز اخلاص اور نصرت کے کچھ نہیں دیکھا اور خدا تعالیٰ خبیثوں کے فریبوں سے اپنے بندوں کو

الخبيثين۔ ثم انك اخترت في كل امر طريق الدجل والضيم۔ وردعت

نگہ رکھتا ہے پھر تو نے ہر ایک امر میں دجل اور ظلم کا طریق اختیار کیا ہے اور اس پادل

كالجهام لا كالغيم۔ ونطقت كالمعارف العرفاء مع البعد والرئم۔ فما هذا

کیطرح تو نے گرج دکھلائی جس میں پانی نہ ہو۔ اور تو نے روشناسوں کی طرح کلام کی حالانکہ تو دور اور مجہول ہے پس یہ کیا

أصحبت ابليس ذات العويم۔ اوهذا من سير المتشيعين۔ وخاطبتني

طریق ہے کیا تو چند روز ابلیس کی شاگردی میں رہا ہے۔ یا یہ شیعوں کی عادت ہی ہوتی ہے اور تو نے مجھے

في رسالاتك۔ وقلت اني جبت البلاد لمباراتك۔ وما هذا الا زور مبين۔

خطوں میں مجھکو مخاطب کر کے کہا ہے کہ "میں نے تیرے مباحثہ کیلئے دور دراز سفر طے کیا ہے" یہ سراسر جھوٹ ہے

بل الحق انك سافرت لهوى من الاهواء۔ وسمعت الريف۔ فطمعت

بلکہ حق بات یہ ہے کہ بعض نفسانی خواہشوں کے لئے تو نے سفر کیا ہے اور اس ملک کی تو نے حالت اچھی سنی بس

الرغيف كالفقراء۔ ووردت هذه الديار من برهة طويلة۔ لا من مدة

روٹیوں کی طمع تجھے دامنگیر ہوئی اور تو ایک مدت دراز سے اس ملک میں ہے نہ کہ تھوڑے سے

قليلة - فانظر الى كذبك يا رئيس المفترين - واظن ان بلادك

عرصہ سے - پس اے رئیس المفترین اپنے جھوٹ کی طرف دیکھ اور میں گمان کرتا ہوں کہ تیرے

امحلت - او المتربة عليك اشتدت - ففررت الى بلاد المخصبين.

ملک میں قحط پڑ گیا یا تجھ پر فاقہ غالب آگیا پس تو اس سبب سے اُن لوگوں کے ملک کی طرف دوڑا جو

لتدور حول البيوت - وتكسب القوة كبني غبراء مستشقين - فما

رزق کی کشادگی رکھتے ہیں تاکہ گداؤں کی طرح چلا کر بھیک مانگ کر گذارہ کرے پس ہمارے

جاءك الا فقرك الى مغنانا الخصيب - فالقيت بهاجرانك وآثرت

سرسبز ملک کی طرف تیرا فقر و فاقہ تجھکو کھینچ لایا۔ پس تو نے یہاں اپنی گردن کو ڈال دیا اور

المحبوب على الحبيب - ثم سترت الامر يا مضطرم الاحشاء - ومضطرا

وطن کے دوستوں پر اناج کو اختیار کر لیا۔ پھر تو نے اے بھوک کے جلائے ہوئے اور طعام شب کے محتاج حقیقت

الى العشاء - وتجافيت عن طرق الصادقين - هذا غرضك ومنيتك

کو پوشیدہ کر دیا اور سچوں کی راہ سے برگشتہ ہو گیا یہ تیری غرض اور آرزو اس سفر سے

من هذا السفر - ولكنك سترجع خائبا ولا ترى فائزا وجه الحضر

سے مگر تو خائب و خاسر رجوع کریگا اور کامیابی میں اپنا وطن نہیں دیکھے گا

فاسترجع على ضلة المسعى - واستحال المرعى - وسوء الرجعى - واخساء فانك

پس اپنی سعی ضائع ہونے پر انا للہ کہہ اور تیز چراگاہ کے قحط پر اور بد بازگشت پر افسوس کر اور دور ہو کیونکہ

من المفسدين - وانى التقطت لفظك كل انفثت - ورددت عليك

تو مفسد ہے اور میں نے جو کچھ تو بولا تمام بُنے ہی لفظ لئے ہیں اور جو کچھ تو نے بدگوئی کی ہے

جميع ما رفثت - فكلما سقط عليك فهو منك يا اخا الغول - وليس منا

سب واپس دیدی پس جو کچھ تیر پر گرا وہ تیری ہی طرف سے ہوا اے برادر غول اور ہماری طرف سے

الا جواب الغوي الجهول - وما كنا سابقين - ولو كنت تخاف عرضك

تو صرف جواب ہے اور ہمنے سبقت نہیں کی اور اگر تجھے اپنی عزت اور آبرو کا اندیشہ

وعزتك - لهذبت قولك ولفظتك - ولكن كنت من السفهاء السافلين

ہوتا تو تو مہذبانہ کلام کرتا مگر تو کمینوں اور سفلوں میں سے تھا۔

واما نحن فلا یصیبنا ضر بکلماتکم۔ ویرجع الیکم سہم جہلاتکم

مگر ہم پس ہمیں تمہاری باتوں سے کچھ تکلیف نہیں پہونچ سکتی۔ اور ہمارے تیر تمہاری طرف ہی لوٹ جاتے ہیں۔

وما تفترون کالفاسقین۔ وکذالک اذا اشتہر افیکۃ الافاکین۔

اور جو کچھ تم افترا کرتے ہو وہ تم پر ہی آتا ہے اور اسطرح جب جھوٹ باندھنے والوں نے ناحق لیکھو کو خونی بنایا

علی غیر سفاکین۔ فامدتم الہنود کالمحتالین۔ وقلتم ان ہذا الرجل

جو خونی نہیں تھے بس تم نے حیلہ گروں کی طرح ناحق ہندوؤں کو مدد دی اور تم نے کہا کہ جیسا کہ لیکھرام ایسا ہی

کرجلکم فخذوہ ان کان من المغتالین۔ وما قام منکم احد لنستوفی

یہ شخص ہے پس اگر یہ قاتل ہے تو اسکو پکڑ لو اور کوئی تم میں سے کھڑا نہ ہوا تا ہم اس سے

منہ الیمین۔ وما کان امر احد منکم من غیر ان یمین۔ لا تبطروا ولا

قسم لیتے اور تمہارا اور کوئی کام نہ تھا بغیر اسکے جو جھوٹ بولو مت اتراؤ اور نہ اپنی

تفرحوا بکثرۃ جمعکم۔ فان اللہ قادر علی قمعکم۔ فاجتنبوا البطر تائبین

کثرت کے ساتھ خوش ہو کیونکہ خدا تمہاری بیخکنی پر قادر ہے پس ڈرتے ہوئے اترانے سے پرہیز کرو

ولا تقولوا ان الزحام جمعوا علیک لاعنین۔ وقد کذب الرسل من

اور یہ مت کہو کہ لوگ تجھ پر بالاتفاق لعنت کرتے ہیں اور پہلے اس سے رسولوں کی تکذیب کی گئی

قبل واوذوا ولعنوا حتی اذا جاء امر اللہ فسود وجوہ المکذبین۔

اور وہ دکھ دیئے گئے اور لعنت کئے گئے یہاں تک کہ جب خدا کا امر آیا تو مکذبوں کا مونہہ کالا کیا گیا

وقد جرت عادۃ اللہ فی اولیاءہ۔ ونخب اصفیاءہ۔ انہم

اور خدا تعالیٰ کی عادت اسکے اولیاء اور برگزیدوں میں اس طرح پر جاری ہوئی ہے کہ وہ اپنے

یؤذون فی مبدء الامر۔ ویسلط علیہم اوباش من الزمر۔ فیسبونہم و

ابتدا امر میں دکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور اوباش آدمی انپر مسلط کئے جاتے ہیں پس وہ اوباش انکو گالیاں

یشتمونہم ویکفرونہم مستھزئین۔ ولا یبالون الافتراء۔ ویقولون

دیتے ہیں اور بدزبانی کرتے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہوئے کافر ٹھہراتے ہیں اور افترا کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور طرح طرح کی باتیں

فیہم اشیاء۔ ویغری بعضہم بعضا بانواع المکر والتدابیر۔ ولا یغادرون

انکے حق میں کہتے ہیں۔ اور انکے بعض بعض کو طرح طرح کے مکروں اور تدبیروں سے اکساتے ہیں اور جھوٹ اور فریب سے

شيئاً من المكائد والمقادير۔ ويفترون مجترئين۔ ويريدون ان يطفئوا

کوئی چیز بھی اٹھا نہیں رکھتے اور جرات سے ساتھ افترا کرتے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ انکے نور کو

انوارهم۔ ويخربوا دارهم۔ ويحرقوا اشجارهم۔ ويضيعوا اثمارهم۔ وكذالك

بجھا دیں اور انکے گھر کو خراب کر دیں اور انکے درختوں کو جلا دیں اور انکے پھلوں کو ضائع کر دیں اور ایسا ہی

يفعلون متظاهرين۔ ويزمعون ان يدوسوهم تحت اقدامهم۔ ويمزقوا

ایکدوسرے کی پشت ہو کر کرتے رہتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ انکو اپنے پیروں کے نیچے کچل دیں اور ٹکڑے کریں ساتھ

اجسامهم۔ ويجعلوهم احقر المحقرين۔ فاذا تم امر التوهين والتحقير

انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور سب ذلیلوں سے زیادہ ذلیل کر دیں پس جب وقت توہین اور ایذا کا امر کمال کو پہونچ گیا

والايذاء۔ وظهر ما اراد الله من الابتلاء۔ فيتموج حينئذ غيرة الله لاحبائه

اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا پس اسوقت خدا تعالی کی غیرت اسکے دوستوں کے

من السماء۔ ويطلع الله عليهم ويجدهم من المظلومين۔ ويرى انهم ظلموا

لیے جوش مارتی ہے اور خدا انکی طرف دیکھتا ہے اور انکو مظلوم پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کئے گئے

وسبوا وشتموا وكفروا من غير حق واوذوا من ايدي الظالمين۔ فيقوم

اور گالیاں دئیے گئے اور ناحق کافر ٹھہرائے گئے اور ظالموں کے ہاتھ سے دکھ دئیے گئے پس وہ اٹھتا

ليتم لهم سنته۔ ويريهم رحمته۔ ويؤيد عباده الصالحين۔ فيلقي في قلوب الناس

ہوتا ہے تا کہ انکے لئے اپنی سنت پوری کرے اور اپنی رحمت کو دکھلاوے اور اپنے نیک بندوں کی مدد کرے پس لوگوں کے دلوں میں ڈالتا

ليقبلوا على الله كل الاقبال۔ ويتضرعوا في حضرته في الغدو والآصال۔ و

تا کہ پورے طور پر خدا تعالی کی طرف متوجہ ہوں اور صبح شام اسکی جناب میں تضرع کریں اور

كذالك جرت سنته في المقربين المظلومين۔ فتكون لهم الدولة

اسیطرح اسکی سنت اسکے مقربین کی نسبت جاری ہے پس آخر کار دولت اور مدد انہی کے

والنصرة في آخر الامر۔ ويجعل الله اعداءهم طعمة الاسد والنمر۔ وكذالك

لئے ہوتی ہے اور خدا تعالی انکے دشمنوں کو شیروں اور پلنگوں کی غذا کر دیتا ہے اور اسیطرح

جرت سنته للمخلصين۔ انهم لا يضاعون۔ ويباركون۔ ولا يحقرون۔ ويكرمون۔

مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور برکت دیئے جاتے ہیں اور حقیر نہیں کئے جاتے اور بزرگ کئے جاتے ہیں

ويُحمدون - ولا يُسبّون - ويسعى الرجال اليهم ولا يتركون - يُدخلون في النار -

اور تعریف کئے جاتے ہیں اور بدگوئی نہیں کئے جاتے - اور لوگ انکی طرف دوڑتے ہیں اور چھوڑے نہیں جاتے آگ میں داخل کئے جاتے ہیں

ولكن لا للتبار - ويُولجون في اللجّة - ولكن لا للضيعة - بل الله يظهر انوارهم

مگر نہ ہلاک کرنیکے لئے اور دریا میں داخل کئے جاتے ہیں مگر نہ ہلاک کرنیکے لئے بلکہ ابتلا کے وقت خدا تعالیٰ انکے

عند الابتلاء - ثم يهلك اعداءهم بانواع الاخزاء - فيتبّر في ساعة ما

نور دنکو ظاہر فرماتا ہے پھر انکے دشمنوں کو قسما قسم کی رسوائی سے ہلاک کرتا ہے پس ایک ساعت میں اس تمام عمارت کو تباہ کر دیتا

عَلوا في مُدّة - ويبرّءهم مما قالوا - وينزههم عمّا افتعلوا - ويفعل لهم افعالا

ہے جو ایک مدت میں بنائی گئی تھی پس دشمنوں کے قول سے انکو بری کرتا ہے - اور انکے بہتانوں سے انکو منزہ کرتا ہے اور انکے لئے وہ کام کرتا ہے کہ

يتحيّر الخلق برؤيتها - وينزل امورا يتزعزع القلوب بهيبتها - ويُري كل امر

انکے دیکھنے سے خلقت حیران رہجاتی ہے - اور وہ امور نازل کرتا ہے جنکی ہیبت سے دل کانپ جاتے ہیں - اور ہر ایک امر ہیبناک

كالصول المهيب - ويقلب امر العدا كل التقليب - ويُري الظالمين انهم

حملہ کیساتھ ظاہر فرماتا ہے اور دشمنوں کے کاروبار کو بالکل الٹا دیتا ہے اور ظالموں کو دکھلاتا ہے کہ

كانوا كاذبين - ويؤيدهم بتائيدات متواترة - وامدادات متوالية متكاثرة - ويجرّد سيفه على المجرمين

وہ جھوٹے تھے اور متواتر تائیدوں کیساتھ - اور پے در پے امدادوں کیساتھ مدد کرتا ہے اور مجرموں پر اپنی تلوار کھینچتا ہے

فاعلموا انه هو ارسلني عند فساد الديار - وانه هو ربّ هذه

پس جانو کہ اسنے فساد زمانہ کیوقت مجھے بھیجا ہے اور وہی اس گھر کا مالک

الدار - وانه سينصرني ويبرّءني من تهم الاشرار - فاحفظ قصتي التي هي

ہے اور وہ عنقریب میری مدد کریگا اور شریروں کی تہمتوں سے مجھے بری کر دیگا - پس میرا اس قصہ کو یاد رکھ کہ جو سب

احسن القصص - وذق ما نذيقك ولو متجرّعا بالغصص - أزعمت اني

قصوں سے بہتر ہے اور چکھ جو کچھ ہم تجھے چکھاتے ہیں اگرچہ غصہ کے گھونٹ کیساتھ کیا تو نے یہ گمان کیا

اكيد كيدا للدنيا الدنيّة - واصيد صيدا للاهواء النفسانية - ايها الجهول

ہے کہ میں ناچیز دنیا کیلئے فریب کر رہا ہوں یا میں نفسانی خواہشوں کے لئے شکار کھیل رہا ہوں اے جاہل تو نے یہ

هذا قياس قِست على نفسك الامّارة - فانك من قوم لا يعلمون حقيقة

قیاس اپنے نفس پر کیا ہے کیونکہ تو اس قوم میں سے ہے کہ جو پاکیزگی کی حقیقت

الطهارة - ويلعنون قوماً مطهّرين - ايّها الغوي انا لا نبغي المشيخة والعلاء

کو ہیں جانتے اور پاکوں پر لعنت بھیجتے ہیں اے گمراہ ہم بزرگی اور بڑائی نہیں چاہتے

ولا الامارة والاستعلاء - ولا نميل الى الترفه والاحتشام - ولا نطلب ما طاب

اور نہ ہم امیری اور بلندی کے خواہاں ہیں اور نہ ہم آسائش اور حشمت کی طرف جھکتے ہیں اور نہ ہم اچھے کھانے

وراق من الطعام - ونجد في نفسنا اذواق حبّ الرحمان - وسكر افاق

مانگتے ہیں اور ہم اپنے دل میں محبت رحمان کا ذوق پاتے ہیں اور وہ نشا جو شراب

صهباء الدنان - فلا نريد ارائك منقوشة - ولا طنافس مفروشة - ان

سے بڑھکر ہے سو ہم تخت منقش نہیں چاہتے اور نہ فرش جو بچھائے جائیں طلب کرتے ہیں

نريد الا وجه المحبوب - فالحمد لله على ما اوصلنا الى المطلوب -

ہم صرف روئے محبوب چاہتے ہیں۔ پس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مطلوب تک پہنچایا

وارانا ما تغيّب من اعين العالمين -

اور ہم کو وہ دکھلایا جو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔

والعجب كلّ العجب ان عبد الحق الغزنوي يسبني منذ خمس

اور تمامتر تعجب یہ ہے کہ عبد الحق غزنوی پانچ برس سے مجھے گالیاں نکال رہا ہے

سنين - ولا يباحثني كالصالحين المتقين - ولا يتقي الله بعد روية الايات -

اور صلحاء کی طرح مباحثہ نہیں کرتا اور نشانوں کے دیکھنے کے بعد خدا سے نہیں

ولا ينتهي من الافترامات - وسلك مسلك الظالمين - واني صبرت على

ڈرتا اور افتراؤں سے باز نہیں آتا اور ظالموں کے طریق چلتا ہے اور میں اس کی باتوں پر

مقالاته - واعرضت عن جهلاته - حتى غلا في السب والشتم

صبر کیا اور اس کے جہالت سے اعراض کیا یہانتک کہ اسنے گالی اور توہین میں غلو کیا

والتوهين - وسمّاني باسماء الفاسقين - واشاع اشتهارات - وادى

اور فاسقوں کے ناموں کے ساتھ مجھے پکارا اور استہار شائع کئے اور جاہلیت

جهلات - وكان من المعتدين - فرئينا ان ندعو عليه وقومه ونكسر

دکھلائی اور تجاوز کرنیوالوں میں سے تھا پس ہمنے مناسب دیکھا کہ اس کا اور اسکی قوم کا رد لکھیں اور

نفوسهم الامّارات - ونذيقهم جزاء السيّئة وسوء الجذبات - وانّما

اسکے نفوس امارہ کو توڑین اور انکو گندگی اور بد جذبونکی سزا چکھائین اور تمام

الاعمال بالنيات - وانّ الله يعلم ما في القلوب ويعلم ما في الارض والسموات -

کام نیتوں کے ساتھ ہین اور خدا تعالی جانتا ہے جو کچھ دلون مین ہے اور جانتا ہے جو کچھ زمین و آسمان مین ہے

وانا اسّسنا كلّ ما قلنا على تقوى وديانة - وصدق وامانة - واجتنبنا

اور ہمنے ہر ایک امر کی تقوی اور دیانت پر بنیاد ڈالی ہے اور ہمنے فحش گوئی

الرفث وفضول الهذر - وكل شجرة تعرف من الثمر - ونستكفي برب الناس

سے پرہیز کی ہے اور ہر ایک درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے اور ہم اس خانہ کی ہمہ مین پڑنیسے

الامتنان - بهذا الوسواس الخناس - ونعلم بعلم اليقين - انه ليس بذاته مبدء

خدا تعالی کی پناہ مانگتے ہین اور ہم یقینی علم سے جانتے ہین کہ وہ بذاتہ اس سب

هذا السب والتوهين - بل علمه ابليس آخر من الغزنويين - ولا ريب انهم

اور توہین کا موجب نہین بلکہ اسکو غزنویون میں سے ایک اور شیطان نے سکھایا ہے اور کچھ شک نہین کہ

هم العلل الموجبة لفتنته - ومنبت شعبته - وجرثومة شذبته - وحطب

یہی لوگ اسکے فتنہ کے موجب ہین اور اسکی شاخ کے منبت اور اسکی شاخ کی جڑ ہیں اور اسکے شعلہ

ملهب جذوته - ومحرك عومرته - يذكرون النعلين عند المقال -

کے اشتعال کے ہیزم ہین اور اسکی آواز اور فریاد کے موجب بات کے وقت جوتون کا ذکر کرتے ہین

كانهم يتمنون ضرب النعال - ويتضاغى راسهم ليبق بالاحذية الثقال -

گویا وہ جوتون کے خواہشمند ہین اور انکا سر فریاد کر رہا ہے تا کہ نعلوں کے ساتھ کوفتہ کیا جاوے

وما قام عبد الحق هذا المقام الشاين - الا بعد ما اروه صفاتي لمكشاين - فويل

اور عبد الحق اس بد مقام پر کھڑا نہین ہوا مگر بعد اسکے کہ میری صفات اسکو ان لوگون نے صاحب کیطرح

لهم الى يوم القيامة - ما سلكوا كابيهم طرق السلامة - وتركوا سبل الصلاح

دکھائین پس قیامت تک انپر واویلا ہے کہ انھونے اپنے باپ کیطرح سلامتی کے طریق کی پیروی نہین کی اور صلاحیت

معتدين - وانهم ما استتروا عني حيلة الاحيان - واعلم انهم هم المفسدون

کو چھوڑ دیا اور وہ کبھی مجھسے چھپے نہین اور مین جانتا ہون کہ وہی مفسد اور ظلم سے

وائمة العدوان - بيد انی کنت اظن انهم يتعلقون باهداب صالح -

امام ہین مگر مین یہ خیال کرتا تھا کہ وہ لوگ ایک صالح کے دامن سے وابستہ ہین

ويحسبون من ولده مع كونهم كمثل طالح - فدرءت السيئات بالحسنات -

اور اسکی اولاد مین سے شمار کئے جاتے ہین باوجودیکہ وہ ایک طالح کی طرح ہین پس مینے بدی کا نیکی کیساتھ بدلا دیا

ونافست فی المصافات - وكنت اصبر علی ما آذونی بالجور والجفاء -

اور دوستی مین رغبت کی اور مین انکے جور وجفا پر صبر کرتا رہا

وارجو انهم ينتهون من الغلواء - حتى اذا بلغ شرهم الى الانتهاء - وما انتهوا

اور امیدر کھتا تھا کہ وہ اپنے تمادرسے باز آجائینگے - یہانتک کہ جب انکی شر کمال تک پہونچگئی اور بجواس سے

من النباح والعواء - فعرفت انهم المردودون المخذولون - والاشقياء المحرومون -

باز نہ آئے پس مینے جان لیا کہ وہ مردود اور مخذول ہین اور بدبخت اور محروم ہین

فهناك اردت ان استقل غربهم - ونذيقهم حربهم - ولا نجاوز فی قولنا

پس اسوقت مینے ارادہ کیا کہ انکی تیزی کو دور کرون اور انکی لڑائی کا مزہ انھین چکھاؤن - اور ہم اپنی باتین دیانت

حد الديانة - بل نرد اليهم كلماتهم كرد الامانة - ايها الغوی المسمی

سے آگے قدم نہین رکھتے بلکہ ہم انکے کلمات امانت کی طرح انکی طرف رد کرتے ہین ای گمراہ عبد الجبار نام

بعبد الجبار سلم لا تخشی قهر القهار - اتتكبر بلحية كثة - اومشيخة

تو خدا کے قہر سے کیون نہین ڈرتا کیا تو گھن دار داڑھی کیساتھ تکبر کرتا ہے یا تیرا مشیخت

محتثة - اتخفی نفسك كالنساء - وتغری علينا جروك للايذاء - اليستسخر

پنہا ہے کیا تو اپنے تئین عورتونکی طرح چھپاتا ہے اور اپنے جرو کو ہمار ے پر چھوڑتا ہے کیا اس مکر

الناس بهذا الكيد شانك - او يستغزرون عرفانك - كلا بل هو سبب

کیساتھ لوگ تیری شان بلند خیال کرینگے - یا تیری معرفت بہت خیال کی جائیگی ہرگز نہین بلکہ وہ تیری

لهوانك - وعلة موجبة لخسرانك - تحسب نفسك من اخيار الصلحاء

ذلت کا موجب ہے اور تیرے خسران کا سبب ہے اپنے تئین تو بہت نیک آدمیون مین خیال کرتا ہے

وتسلك مسلك الاشقياء والسفهاء - تعيش عيشة الفاسقين - ثم ترجو

اور بدبختون کے طریق پر چلتا ہے فاسقون کی طرح تو زندگی بسر کرتا ہے پھر امید رکھتا ہے

اَنْ تُعدّ من الصالحین - واذا زرعت حَبّ السمّ المبید - فمن الغباوة

کہ نیک بختوں سے شمار کیا جائے اور ہرگاہ کہ تو نے زہر کے بیج کو بویا پس یہ بیوقوفی ہے

ان تطمع اجتناء الثمر المفید - انظر نظرة فی اعمالك - ولا تهلك نفسك

کہ تو مفید پھل چننے کی امید رکھے اپنے اعمال کو ذرہ دیکھ اور برے کاموں سے اپنے تئیں ہلاک

بسوء افعالك - ایّها الغوی الوقت وقت التوبة - لا اوان الجدال

مت کر اے گمراہ یہ وقت توبہ کا وقت ہے نہ جنگ اور خصومت کا

والخصومة - وقد تجلّی ربّنا لیظهر دینه علی الادیان - وقد اشرقت شمس

وقت اور ہمارے رب نے تجلی کی ہے تا اپنے دین کو دوسرے دینوں پر غالب کرے اور خدا کا سورج

الله لازالة ظلام العدوان - فالآن ینظر الله الی کلّ مکذّب بعین غضبه -

اندھیرے کے دور کرنے کیلئے چمک اٹھا ہے پس اس وقت خدا تعالی ہر ایک مکذب کی طرف غضب کی نظر سے دیکھ رہا ہے

فکیف تظن نفسك من اهل الصلاح والتقوی - صدء بالك - و

پس کیونکر تو اپنے تئیں اہل صلاح میں سے خیال کرتا ہے تیرا دل زنگ پکڑ گیا اور

اردالك اعمالك ومالك - حتی احالت نخوتك حلیتك - وغیّرت عذرة

تیرے عملوں اور تیرے مال نے تجھے ہلاک کیا یہاں تک کہ تیرے تکبر نے تیری شکل کو بدل ڈالا اور تیری باطنی

باطنك صورتك - فمن امعن النظر فی وشمك - وسرّح الطرف فی

پلیدی نے تیری صورت کو متغیر کر دیا - پس جس نے تیرے نقش و نگار کو امعان نظر سے دیکھا اور تیرے چہرہ کی علامت

میسمك - عرف انّك کالسرحان - لا من نوع الانسان - ومن الاشرار -

کیلئے آنکھ کو چھوڑا وہ جان لیگا کہ تو ایک بھیڑیا ہے نہ انسان کی قسم اور شریروں میں سے ہے

لا من الصلحاء الاخیار - فاتق الله ولا تکن من الظالمین -

نہ نیکوں اور صالحوں میں سے پس خدا سے خوف کر اور ظالموں میں سے نہ ہو -

انظر ما هذا المسلك الذی سلکت - واتق فانك هلکت -

دیکھ یہ کیا طریق ہے جو تو نے اختیار کیا اور ڈر کہ تو ہلاک ہو گیا

اوتیت الدنیا فما شکرت - وذُکّرت فما تذکّرت - تب ایّها الغویّ اللئیم

تجھے دنیا دی گئی پس تو نے شکر نہیں کیا اور تجھے یاد دلایا گیا پس تو نے یاد نہیں کیا - توبہ کر اے گمراہ -

وقد شخت واستشن الاديم - وقرب ان يتأود القويم وحان الوقت

اور تو بوڑھا ہو گیا اور چمڑا پرانا ہو گیا اور وقت نزدیک آ گیا کہ سیدھا ٹیڑھا ہو جائے اور وقت بھاری

الوخيم - ما لك لا تعنو ناصيتك لرب العباد - ولا تترك طرق الخبث

تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنی پیشانی خدا تعالیٰ کیلئے نہیں جھکاتا اور خبث اور فساد کے طریقوں کو

والفساد - ولا تؤمن بيوم المعاد - وتنكر وجود الله القادر على الاعدام

نہیں چھوڑتا اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتا اور خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتا ہے جو نابود کرنے اور پیدا

والايجاد - فاصلح نفسك قبل ان تاكلك الدود - ويجيئك الاجل الموعود

کرنے پر قادر ہے پس اس سے پہلے کہ تجھ کو کیڑے کھا لیں اور موت آ جائے اپنے نفس کی اصلاح کر۔

وبادر لما يحسن به المآل - قبل ان ياخذك الوبال - وعجل بالتوبة

اور ان چیزوں کے حصول کیلئے جلدی کر جن سے انجام اچھا ہو جائے قبل اسکے جو تجھ کو وبال پکڑ لے۔ اور توبہ کیطرف

قبل ان تنخر عظامك في التربة - فان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين -

جلدی کر قبل اسکے جو قبر میں تیری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں اور خدا تعالیٰ توبہ کرنیوالوں اور پاکیزگی ڈھونڈنیوالوں کو دوست

وانما الوصلة الى الرحمان - التقوى وتطهير الجنان - فاتق الله ولا تكن من المجترئين -

رکھتا ہے۔ اور خدا کی طرف وسیلہ وہی ہے تقویٰ اور دل کا پاک کرنا پس خدا سے ڈر اور دلیروں میں مت ہو۔

ثم نرجع الى عبد الحق - الذي تكبر ووثب كالبق - فاعلم

پھر ہم عبد الحق کی طرف رجوع کرتے ہیں جس نے تکبر کیا اور پشہ کیطرح کودا ہے بس اے

يا عدو الصالحين - ومكفر المؤمنين - انك اذيتني - فعاداك الله

عدو صالحین اور مومنوں کے کافر کہنے والے تجھ کو معلوم ہو تو نے مجھے دکھ دیا پس خدا تجھے ہلاک

كيف اذيتني - وعاديتني - فتبالك لما عاديتني - اما كنت من

کرے تو نے یہ کیسا دکھ دیا اور تو نے مجھ سے دشمنی کی پس خدا تجھے تباہ کرے تو نے یہ کیوں دشمنی کی کیا میں کلمہ گو

المهللين المسلمين - اما كنت من المصلين الصائمين - فكيف

اور مسلمان نہیں تھا؟ کیا میں نماز پڑھنے والوں اور روزہ رکھنے والوں سے نہیں تھا پس تو نے اصل

كفرتني قبل تفتيش الاحوال - والحمت دم الصدق باباطيل المقال -

حقیقت کی تفتیش سے پہلے کیونکر مجھے کافر ٹھہرا دیا اور باطل باتوں کے ساتھ تو نے سچائی کا خون کیا۔

وعزوت فتح المباهلة الى نفسك الامّارة - مع انّ الله اذلّك واراك

اور تو نے فتح مباہلہ کو اپنی طرف منسوب کیا باوجود اس بات کے کہ خدا نے تجھے ذلیل کیا

سوء العاقبة - وكان مرام دعائك المتهالك - ان يجعلني الله كالهالك -

اور بد انجام تجھے دکھلایا - اور تیری بہت بہت دعا کا یہ منشاء تھا کہ خدا مجھے مرنیوالے کیطرح کرے -

فسوّد الله وجهك واسلمك الى لحد الذلة - وادخلك في جدث اضيق

پس خدا نے تیرا مونہہ کالا کیا اور ذلت کی قبر میں تجھکو سونپا اور ایسی قبر میں تجھکو داخل کیا جو سوئی کے

من سمّ الابرة - واكرمني اكراما كثيرا بعد المباهلة - واعزّني و

ناکہ سے تنگ تر تھی اور بعد مباہلہ مجھے بہت بزرگی بخشی اور قسما قسم کی

خصّني بانواع النعمة - حتى ما انقطع آثارها الى هذا الوقت من الحضرة -

نعمت سے مجھے خاص کیا یہانتک کہ اسوقت تک اُسکے آثار منقطع نہیں ہوئے

وانّ فيها لآيات للمتوسّمين - وانت رئيت كل رفعتي وعلائي - ثم

اور اسمیں غور کرنیوالوں کیلئے نشان ہیں - اور تو نے میری تمام بلندی کو دیکھا پھر حیا کو

انتصبت بترك الحياء بسبّي وازرائي - وكيف نامن حصائد

ترک کرکے میری بدگوئی میں تو مشغول ہو گیا - اور ہم بدکاروں کی زبان سے کیونکر نجات

السن الفجار - وما نجا الرسل كلهم من كلم اللئام الكفار - ولكن

پا سکیں اور کسی رسول نے لئیموں کے کلموں سے نجات نہیں پائی لیکن تیرے پر

عليك ان تعي منّي انّ غوائل كلامك عليك - وانّ راسك تلين

واجب ہے کہ میری یہ بات یاد رکھے کہ تیری کلام کے آفات تجھپر ہیں اور تیرا سر ہی ہے جو جوتوں کے ساتھ نرم

بنعليك - وما ظلمتنا ولكن ظلمت نفسك يا اجهل الجاهلين -

کیا جائیگا اور تو نے ہمپر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے نفس پر ظلم کیا

ايها الجهول تحارب ربك ولا تخشاه - وتختار الفسق ولا

اے جاہل تو اپنے رب سے لڑائی کرتا ہے اور نہیں ڈرتا اور بدکاری کو اختیار کرتا ہے اور

تتحاماه - كلما تواضعت استكبرت - وكلما اكرمت حقّرت -

نہیں پرہیز کرتا - جسقدر میں نے تواضع کی تو نے تکبر کیا اور جسقدر میں نے تیری بزرگی کی تو نے تحقیر کی

وماکان ھذا الا الضیق ربعك - وقساوۃ زرعك - ثم کان قدر اللہ

اور یہ سب تیری تنگدلی اور سخت دلی کے سبب سے ہوا پھر خدا کی تقدیر یہ تھی کہ تو

فیك افتضاحك - فما اخترت طریقا کان فیہ صلاحك - وما قصرت

سوا ہو پس تو نے کوئی ذاتی صلاحیت کا اختیار نہ کیا اور تو نے کوئی

من السب والایذاء - وآذیتنی فبلغت الامر الی الانتھاء - والان

دقیقہ گالی اور ایذا کا اٹھا نہیں رکھا اور تو نے مجھے دکھ دیا پس امر کو انتہا تک پہنچا دیا اور اب میں تیرے

اکتب جواب اعتراضاتك - لیعلم الناس تعصباتك وجھلاتك -

اعتراضات کا جواب لکھتا ہوں تا کہ لوگ تیری جاہلیت پر اطلاع پاویں -

ولتستبین سبیل المجرمین -

اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے -

فمنھا ما ھذیت فی قصۃ آتم - وترکت الحیاء واخترت

پس ایک وہ اعتراض ہے جو تو نے قصہ آتھم میں بکواس کی - اور حیا کو ترک کر کے جھوٹ باندھا

الافك الاعظم - وقد علمت ان آتم قد مات - وتم فیہ نباء

ہے اور تو جانتا ہے کہ آتھم مرگیا اور اسمیں خدا کی خبر پوری

اللہ فلحق الاموات - وصدق اللہ فیہ قولی واخزی القتاۃ - فلا تغض

ہوئی اور وہ مردوں کو جا ملا اور خدا نے اسمیں میرے قول کو سچا کیا اور نکتہ چینی کو رسوا کیا پس اندھوں کی

عینك کالعمین - واما ما تکلمت فی موتہ بعد المیعاد - فھذہ حمقك

طرح آنکھیں بند مت کر اور جو کچھ تو نے یہ گفتگو کی ہے کہ وہ میعاد کے بعد فوت ہوا ہے پس یہ تیری حماقت

یا قضاعۃ العناد - ایھا الجھول کان موت آتم مشروطا بعدم الرجوع -

ہے اے کلب العناد - اے نادان آتھم کی موت عدم رجوع کے ساتھ مشروط تھی

وقد ثبت انہ خاف فی المیعاد وزجی اوقاتہ بالخوف والخشوع - فلما انقضی

اور ثابت ہو گیا کہ وہ میعاد میں ڈرتا رہا اور اپنے وقتوں کو خوف میں گذارا پس جبکہ اسکی

میعادہ وعاد الی سیرۃ الانکار - اخذہ نکال اللہ ومات فی سبعۃ اشھر

میعاد گذر گئی اور اسنے خصلت انکار کی طرف رجوع کیا پس خدا کے عذاب نے اسکو پکڑا اور آخری اشتہار سے

من آخر الاشتهار۔ ومکر النصاریٰ۔ مکرا کبارا۔ واشتھر ولخلاف
سانپ جیسے بین مرگیا اور نصاری نے بڑا مکر کیا اور خلاف اس امر کے مشہور

ما وارا۔ واما آتم فما تالی وما بارا۔ وقد کان ذکر مکرھم فی البراھین۔
کیا جو آتھم نے چھپایا اگر آتھم نے نہ قسم کھائی اور نہ میدان میں آیا۔ اور نصاری کے مکر کا ذکر براہین میں موجود ہے

وکان فیہا ذکر فتنھم المتطائرۃ۔ وبیان فریتھم المنسوجۃ قبل ظھور
اور اسمیں اس فتنہ اڑنیوالے کا ذکر تھا اور اس باہم بافتہ جھوٹ کا قبل از واقعہ بیان تھا

ذالک الواقعۃ۔ فانظر الی دقائق علم اللہ الخبیر۔ وحکم اللہ اللطیف
پس خدا تعالی کے دقائق علم پر نظر ڈال اور اُس قدیر اور لطیف کی حکمتوں

القدیر۔ ولا تھذ کالمستعجلین۔ الا تری الی شریطۃ کانت فی نباء آتم۔
کو دیکھ اور جلد بازوں کی طرح بکواس مت کر کیا تو اس شرط کی طرف نہیں دیکھتا جو آتھم کی پیشگوئی میں تھی

واللہ احق ان یوفی شرطہ الذی قدم۔ فاتق اللہ واجتنب بھتانا اعظم۔ الا
اور خدا بہت زیادہ یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی شرط کو جو پیش کر دی تھی پورا کرے پس خدا سے ڈر اور بہتان سے پرہیز کر کیا تو

تنزہ نفسک عن نقض الشرائط باعدو الاخیار۔ فکیف لا تنزہ
اپنے نفس کو شرائط کے توڑنے سے پاک نہیں سمجھتا پس کس طرح اس سبوح

السبوح القدوس عن تلک الاقذار۔ وتعلم ان آتم ما تفوہ بلفظۃ
قدوس کو ان پلید یوں سے ملوث کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ ایام میعاد میں آتھم کوئی بات

فی ایام المیعاد۔ وترک سیرتہ الاولی وما اظھر ذرۃ من العناد۔ بل
زبان پر نہیں لایا اور پہلی سیرت کو اُسنے چھوڑ دیا اور ایک ذرہ عناد ظاہر نکیا بلکہ

اظھر رجوعہ من الاقوال والافعال۔ والحرکات والسکنات والاحوال۔
اپنے رجوع کو اقوال اور افعال اور حرکات اور سکنات اور حالات سے ظاہر کیا۔

وما اثبت ما ادعی من صول الحیۃ۔ وغیرھا من البھتانات الواھیۃ۔
اور سانپ کے حملہ وغیرہ بہتانات کو وہ ثابت نکر سکا

وما تالی۔ بل اعرض وولی۔ وشھد قوم من الاشھاد۔ انہ انفد ایام المیعاد۔
اور قسم نہ کھائی بلکہ کنارہ کیا اور موںھ پھیرا اور ایک قوم نے گواہوں میں سے گواہی دی کہ اسنے میعاد کے دنوں کو

بالخوف والارتعاد - ثم اذا انكر بعد الاشهر المعينة - فلاخذه صول

خوف اور لرزہ میں گذارا — پھر جب معین دنون کے بعد منکر ہو گیا — پس اُسکو مرض کے حملہ

المرضة - واوصله الموت الى التربة - فلوكان هذا الانكار فى الميعاد

نے پکڑا — اور موت نے قبر تک اسکو پہنچایا — پس اگر یہ انکار میعاد کے اندر ہوتا

لمات فيه بحكم رب العباد - وما كان الله ان ياخذه مع خوف

تو آتھم میعاد کے اندر ہی مرتا — اور خدا تعالی ایسا نہ تھا کہ باوجود اسکے کہ آتھم کی جان پر

استولى على مهجته - ولا يبالى ماذكر فى شريطته - انه لايخلف ما وعد

خوف غالب رہتا پھر بھی اسکو پکڑ لیتا اور اپنے شرط کی کچھ پرواہ نہ رکھتا — وہ اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں

ولا يطوى ما مهد - وانه لا يظلم الناس حتى يظلموا انفسهم وانه ارحم

کرتا اور جو بچھایا اسکو نہیں لپیٹتا — وہ لوگون پر ظلم نہیں کرتا جبتک خود ظلم نہ کریں — اور وہ

الراحمين -

ارحم الراحمین ہے -

وان كنت لا تنتهى من التكذيب كاللئام - وتظن ان الفتح

اور اگر تو تکذیب سے باز نہیں آتا — اور خیال کرتا ہے کہ فتح

كان للنصارى لا للاسلام - فعليك ان تقسم بالله

نصاری کیلئے ہوئی نہ اسلام کیلئے — پس تیرے پر لازم ہے کہ تو جناب باری تعالی کی قسم کھا جائے

ذى العزة - وتشهد حالفا ان الحق مع النصارى فى هذه القضية -

اور قسم کھا کر کہے کہ اس مقدمہ مین حق نصاری کے ساتھ ہے

وتدعو الله ان يضرب عليك ذلة وخزيا من السماء - ان كان الامر

اور خدا تعالی سے دعا کرے کہ وہ آسمان سے تیرے پر ذلت کی مار نازل کرے — اگر حقیقت امر

خلاف ذالك الادعاء - فان لم يصبك بعد ذالك هوان وذلة

خلاف واقعہ ہو — پس اگر بعد اسکے ایکبرس تک تجھکو ذلت اور رسوائی نہ ہوئی

الى عام - فاقر بانى كاذب واحسبك كامام - وان لم تقسم

پس میں اقرار کرلونگا کہ میں جھوٹا ہون اور تجھکو امام کیطرح جانونگا — اور اگر تو قسم نہ کھائے

ولم تنته فلعنة الله علیك یا عدو الاسلام۔ انك

اور نہ باز آئے پس تجھ پر لعنت اے دشمن اسلام تو اپنے

ترید عزت نفسك لا عزة خیر الانام۔ واما ما ذکرت ان النصاری

نفس کی عزت چاہتا ہے نہ عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر یہ جو تو نے ذکر کیا کہ نصاری اور تیرے

ومثلك من الیهود۔ لعنونی فی امراتهم وحسبونی کالمردود۔ فاعلم

جیسے یہودیوں نے آتھم کے مقدمہ میں میرے پر لعنت کی اور مردود سمجھا پس اے

ایها الممسوخ ان الحکم علی الخواتیم۔ وکذالك جرت عادة الله

مسخ شدہ سمجھ کہ حکم خاتمہ پر ہوتا ہے اور اسیطرح قدیم سے عادۃ اللہ جاری ہے

من القدیم۔ ان اولیاء الله واصفیاءه یوذون فی ابتداء الحالات۔

بہ تحقیق اسکے اولیاء اور برگزیدہ اوائل میں ستائے جاتے ہیں

ویلعنون ویکفرون ویذکرون بانواع التحقیرات۔ ثم یقوم لهم

اور لعنت کئے جاتے ہیں اور کافر ٹھہرائے جاتے ہیں اور طرح طرح کی تحقیر کیجاتی ہے پھر ان کا رب انکے

ربهم فی اخر الامر۔ ویبرءهم مما قالوا وینجیهم من السن الزمر۔ وکذالك

لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور انکو مخالفین کے قول سے بری کر دیتا ہے اور

یفعل بالمحبوبین۔ اما قرءت ان العاقبة للمتقین۔ فالفرح بمبدء الامر

اسیطرح وہ محبوبوں سے کرتا ہے کیا تو نے نہیں پڑھا کہ انجام کار متقیوں کے لئے ہے پس ابتداء حالات سے

من سیر الفاسقین۔ واللعنة التی ترسل الی اهل الفلاح والسعادة۔

خوشی کرنا بدکاروں کی سیرت میں سے ہے۔ اور وہ لعنت جو اہل فلاح اور سعادت کی طرف بھیجی جاتی ہے

ترد الی اللاعنین فتظهر فیهم اثار اللعنة۔ فالاستبشار بمثل ذالك اللعن

وہ لعنت کرنیوالوں کی طرف واپس بھیجی جاتی ہے پس انمیں لعنت کی نشانیاں ظاہر ہو جاتی ہیں پس ایسی لعنتوں کے

ندامة فی الاخرة۔ وجعله امارة الفتح من امارات الحمق والسفاهة۔

ساتھ خوش ہونا انجام کار ندامت ہے اور اسکو فتح کی نشانیوں میں سے قرار دینا حمق اور سفاہت کی نشانیوں میں سے ہے

بل الفتح فتح یبدیه الله لعباده فی مال الامر والعاقبة۔ وکذالك

بلکہ فتح وہ فتح ہے جسکو خدا تعالی اپنے بندوں کے لئے انجام اور خاتمہ امور پر ظاہر فرماتا ہے اور اسیطرح

الخزي خزي الخاتمة - ولا اعتبار لمبادی الامور - بل الحکم کلہ علی
والی وہ ہے جو انجام کار رسوائی ہو اور مبادی امور کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ تمام حکم کشتی کے انجام

آخر المصارعة - وعلیہ مدار العزة والذلة - والفتح والهزیمة - وکل
پر ہے اور اسپر مدار عزت اور ذلت اور فتح اور شکست کا ہے اور ہر ایک

لعن لم یبن علی الواقعة الصحیحة - فھو بلاء علی اللاعن وعذاب علیه
لعنت جو کسی واقعہ صحیحہ پر بنا نہیں وہ لعنت کرنیوالے پر بلا اور دنیا اور آخرت میں

فی الدنیا والآخرة - والعاقلون ینظرون للخاتمة والمآل - والسفیه
اسپر عذاب ہے اور عقلمند لوگ خاتمہ اور انجام کو سوچتے ہیں اور نادان ابتدائی

یفرح بمبادی الامر ویخدع الجهال - فانظر الآن وتطلب این
حالات سے خوش ہوتا ہے اور نادانوں کو دھوکہ دیتا ہے پس دیکھ اور ڈھونڈ کہ اس وقت

آتھم عمك الکبیر - فلو لم یمت فاین ذهب ایها الشریر - وتعلم
آتھم تیرا چچا کہاں ہے اور اگر نہیں مرا تو اے شریر کہاں گیا اور تو جانتا ہے

ان الله ذکر شرطا فی الهامه فرعاه - فاخر موت آتھم لخوف
کہ خدا تعالے نے ایک شرط اپنے الہام میں ذکر فرمائی پس اسکی رعایت کی پس اسلئے کہ آتھم ڈرا اسکی موت

عراه - واکمل شرطنا آه ووفاه - ثم اذ آتھم ارداه فتم ما قال ربنا و
میں تاخیر ڈالدی۔ اور اپنی شرط کو پورا کیا پھر جب آتھم سرکش ہو گیا تو اسکو ہلاک کیا۔ پس ہمارے رب کا فرمودہ

فاح ریاه - واذل الله من کذب واخزاه - وحصحص الحق وبورك
پورا ہو گیا اور اسکی خوشبو پھیل گئی اور خدا نے مکذب کو ذلیل کیا اور رسوا کیا اور حق ظاہر ہو گیا اور اس کا گھر مبارک

مغناه - فهذه شقوتك ان کنت ما تراه -
کیا گیا پس یہ تیری بدقسمتی ہے اگر تو اسکو نہیں دیکھتا۔

یا قرد غزنی این آتھم سل عشیرته
اے غزنی کے بندر آتھم کہاں ہے اسکے قبیلہ سے پوچھ

هل شتم ما قلنا من الرحمن فی الخصم
کیا اس دشمن میں ہمارے خدا کی بات پوری ہو گئی

هل مات او تلقیه حیا بین احباب
کیا وہ مر گیا یا تو اسکو اسکے دوستوں میں زندہ پاتا ہے

هل کان او فی جنبه شك لمرتاب
کیا وہ مر گیا یا اسکے مرنے میں شک کرنیوالے کو شک ہے

انكنت تبصر ايها المحجوب من بخل
ای محجوب جو بخل اگر تجھے کچھ نظر آتا ہے

فانظر الى الشرط الذی الغیت لعتابی
پس پیشگوئی کے اس شرط کو دیکھ جسکو تو نے لعنا اندازکردیا

قد مات آتم ایها اللعان من فسق
اے لعنت کرنیوالے آتھم مرگیا

اخسأ فان الله صدقنی ولمآبی
دفع ہو کہ خدا نے ہماری باتیں پوری کیں

انظر الی نبإ تجلی الآن کذکاء
اس پیشگوئی کی طرف دیکھ جو آفتاب کیطرح پوری ہوگئی

اردی المہیمن عجل اہل اودیة بعذاب
خدا نے ہنود کے گوسالہ کو عذاب کیساتھ ہلاک کیا

للصدق فیه لارباب النہی ارج
اس پیشگوئی میں صدق کی ایک خوشبو ہے

یشفی الصدور ویروی قلب طلاب
سینوں کو شفا بخشتی ہے اور دلکو سیراب کرتی ہے

عین جرت لریاض دین الله ترویها
یہ چشمہ دین کے باغ کیلئے رواں ہوا ہے اسکو

عین الرجال ولکن کنت کالکلاب
مردوں کی آنکھ دیکھتی ہے مگر تو کتوں کی طرح تھا

ثم انكنت تجعل لعنة الخلق دلیلا علی سخط رب العالمین۔ فتفکر فی
پھر اگر تو خلقت کی لعنت کو خدا کے غضب کی دلیل ٹھہراتا ہے پس عبداللہ کے

عبد الله الذی تحسبه من الصالحین۔ کیف انصبّ علیه مطر الذلة۔
حال میں سوچ جسکو تو صلحاء میں سے گمان کرتا ہے کسطرح اُسپر ذلت اور لعنت کی بارش پڑی

والهوان واللعنة۔ وکیف صار ذلیلا محقرا من ایدی العلماء وعامة
اور کیونکر علماء کے ہاتھ سے ذلیل اور حقیر ہوا

البریة۔ وکیف اخرجوه من بلاده کالکفرة الفجرة۔ حتی اشتدت علیه
اور کیونکر اسکو اس ملک میں سے کافروں کی طرح نکال دیا۔ یہانتک کہ خوف اسپر

الاهوال۔ وصفرت الراحة ونهب المال۔ واعول العیال۔ وعذب
غالب ہوا اور ہاتھ خالی ہوگیا اور مال لوٹا گیا اور عیال فریاد کرنے لگا۔ اور ایسے عذاب

بالعذاب الموقع۔ ودُقّ بالفقر الموقع۔ وطالما احتذی الوجی۔ واغتذی
سے معذب کیا گیا جو اسکو بڑا معلوم ہوتا تھا اور اس محتاجی کی ساتھ پیسا گیا جو زخمی اور مجروح کرنیوالی تھی۔ اور ایک مدت تک

الشجی۔ واستبطن الجوی۔ وکذالك انفد عمره فی الکرب۔ وانتیاب
پیر گھساتے پھرنا اسکے لئے بمنزلہ جوتی کے تھا اور غم کھانا اسکی غذا تھی اور بھوک کو پوشیدہ رکھتا تھا اور اسیطرح اُسنے بیقراری میں عمر گذاری۔ اور

النوب۔ ثم هاجر الی الهند مخذولا ملومًا۔ وعاش مطعونا مکلومًا۔

سیٹے درپئے مصیبتوں میں وقت گذاری کی۔ پھر ملک ہند کیطرف اسحالت میں ہجرت کی کہ نشانہ ملامتوں کا تھا۔ اور مطعون اور مجروح

مازال به قطوب الخطوب۔ وحروب الکروب۔ ولعن اللاعنین۔ و

ہو نیکی حالت میں زندگی گذاری ہمیشہ حوادث سے ترش رو ہونا اسکے نصیب تھا اور بیقراریاں اس سے لڑتی تھیں اور لعنت کرنیوالوں کی

طعن الطاعنین۔ حتی تواترت المحن۔ وتکاثرت الفتن۔ واقوی المجمع۔

لعنت اور طعن کرنیوالوں کا طعنہ یہانتک کہ محنتیں متواتر ہوئیں اور فتنے بہت ہوگئے اور مجمع خالی ہوگیا

ونبا المرتع۔ وکان یداس تحت هذه الشدائد حتی فجاءه الموت۔ و

اور چراگاہ دور جا پڑی اور ان مصیبتوں کے نیچے کچلا جا رہا تھا کہ یکدفعہ اسکو موت آگئی اور

اخذه کالصائد الفوت وادخله فی الزمر القلیلین۔ فما ظنك اکان هو من الصلحاء او من الفاسقین۔

شکاری کی طرح اسکو دفعتاً پکڑ لیا اور فانیوں میں اسکو داخل کر دیا۔ پس تیرا کیا گمان ہے کیا وہ نیک

فثبت ان لعن الفاسقین واهل العدوان۔ لا یدل علی سخط

تھا یا بدکار۔ پس ثابت ہوا کہ بدکاروں اور ظالموں کی لعنت خدا تعالیٰ کے غضب پر

الرحمان۔ وایذاء المفسدین واهل الشرور۔ لا ینقص مراتب اهل العمل

دلالت نہیں کرتی اور مفسدوں کا دکھ دینا صاحب اعمال صالحہ کے مراتب کو کم نہیں کرتا۔

المبرور۔ بل یکون لعنهم وسیلة رحم حضرة الکبریاء۔ ووصلة الاجتباء

بلکہ انکی لعنت خدا تعالیٰ کے رحم کا وسیلہ ہو جاتی ہے اور برگزیدگی کا سبب

والاصطفاء۔ وکذالك بشرنی ربی فی تلك الفتنة۔ وان شئت

بنجاتی ہے اور اسیطرح آتھم کے فتنہ میں مجھے میرے خدا نے بشارت دی اور اگر چاہے تو کتاب

فارجع الی البراهین الاحمدیة۔ وانظر کیف اخبر ربی فیها عن هذه

براہین احمدیہ کی طرف رجوع کر اور دیکھ کسطرح خدا نے اسمیں اس قصہ کی خبر دی

القصة۔ وانباء من نباء اتهم وفتن النصاری ویهود هذه الملة۔ واخبر

اور اس پیشگوئی میں خبر دی جو آتھم کے بارہ میں تھی اور نصاریٰ کے فتنوں اور اس ملت کے یہود کی نسبت

ان النصاری یمکرون بك فی الازمنة الاتیة۔ ویصلون فتنة عظیمة

خبر دی۔ اور یہ خبر دی کہ نصاریٰ آیندہ زمانہ میں تجھسے ایک مکر کرینگے اور ایک فتنہ عظیمہ برپا کرینگے

ويكونون معهم علماء هذه الامة - فهذه شهادة من الله قبل هذه

اور انکے ساتھ مولوی ہوجائینگے   پس اس واقعہ سے پہلے یہ ایک خدا کی گواہی ہے

الواقعة - فهل انتم تؤمنون بشهادات حضرة العزة - وان كنت لا تترك

پس کیا تم خدا کی گواہیوں پر ایمان لاتے ہو؟   اور اگر تو اب بھی لعنت کا

الآن ذكر اللعنة - ففكر في هذا النبأ وانظر من لعنه الله فيه ومن

ذکر نہین چھوڑتا   تو اس خبر مین فکر کر اور دیکھ کہ اسمین کسکو خدا نے ملعون ٹھیرایا اور

جعله مورد الرحمة - وانظر انه كيف اخبر ان النصارى يمكرون

کسکو مورد رحمت ٹھیرایا   اور دیکھ کہ اسنے کسطرح خبر دی کہ نصاریٰ مکر کرینگے اور جھوٹ

ويأتون بالفرية - ثم يفتح الله ويجعل الكرة لاهل الحق بارادة الاية الواضحة

باندھینگے   پھر خدا فتح دیگا اور اہل حق کی نوبت لائیگا اور نشان واضح دکھلائیگا

وينصر عبده ويحق الحق ويبطل الباطل بالصولة العظيمة - ويخزي قوما

اور اپنے بندہ کی مدد کریگا - اور باطل کو حملہ عظیمہ سے نابود کردیگا   اور قوم کفار کو

كافرين - فهذه الانباء التي كتبت في البراهين من الله العلام - كانت

رسوا کریگا - پس یہ خبرین جو براہین احمدیہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے لکھی گئین   ان دونون

مكتونة فيهما هذه الايام - ليتم الله حجته على الخواص والعوام - ولتستبين

کے لئے چھپی ہوئی تھین -   تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حجت کو خواص اور عوام پر پوری کرے - اور

سبيل المجرمين - ايها المسارعون الى الحرب والخصام - والساعون

تا کہ مجرمونکی راہ کھل جائے - اے وہ لوگو جو جنگ وجدل کی طرف دوڑتے ہو   اور نور سے اندھیرے

من النور الى الظلام - ما لكم لا تتفكرون في الكلام - ولا تتقون قهر الله

کی طرف دوڑنے والے ہو - تمھین کیا ہوگیا کہ تم کلام مین فکر نہین کرتے اور خدا کے قہر سے

ذي الجلال والاكرام - اتتركون في دنياكم ولا ترون وجه الحمام -

نہین ڈرتے ؟   کیا تم اپنی دنیا مین چھوڑے جاؤگے اور موت کا منہ نہین

أآثرتم عيشة الحيوة الدنيا - او نسيتم يوم الانام والعقبى - توبوا توبوا

دیکھو گے - کیا تمنے اس دنیا کی زندگی کو قبول کرلیا - یا پاداش کے دن اور عاقبت کو تمنے بھلا دیا - توبہ کرو اور

الی اللہ ارجعوا- فانہ لایحب قوما فاسقین-
خدا کی طرف رجوع لاؤ کیونکہ وہ فاسقونکو دوست نہین رکھتا-

وما ادعیت یامن اضاع الدین- انک قلت انی انا ضل فی
اور اے دین کے ضائع کرنیوالے تیرے دعوون مین ایک یہ ہے کہ تو نے کہا ہے کہ مین عربی

العربیۃ کالمرتجلین- واسملی کالادباء الماہرین- واکون من الغالبین-
مین بدیہہ گو لوگونکی طرح مقابلہ کرونگا- اور ماہر ادیبونکی طرح لکھونگا اور غالب رہونگا

ویحک یامسکین- لم تخزی اسم دنیاک وقد ضاع الدین- الست
وائے تجھپر اے مسکین تو اپنے دنیا کے نام کو کیون رسوا کرنے لگا اور دین تو ضائع ہو چکا- کیا تو

الذی اعرفک من قدیم الزمان- غبی الفطرۃ سفیہ الجنان- کثیر
وہی نہین جسکو مین قدیم زمانہ سے جانتا ہون فطرت کا غبی دل کا سفیہ بہت بک بک

الہذیان- قلیل العرفان- الموصوم بمعرۃ لکن اللسان- اتصارع
کرنیوالا کم معرفت لکنت لسان کا داغ رکھنے والا کیا تو اس قوت

بہذہ القوۃ الفاتک البازل- وتحارب الکمی الجازل- کلا بل ترید
سے دلیر شدید القوت کیساتھ کشتی کریگا- اور موار کاٹنے والے کیساتھ جنگ کریگا ہرگز نہین بلکہ تو

ان تری الناس وصمتک- وتشہد علی جہلک ابنتک- وانکنت
تو اپنا عیب لوگونکو دکھلانا چاہتا ہے- اور اپنی ژولیدہ زبانی کو اپنی جہالت پر گواہ بنانا چاہتا ہے- اور

عزمت علی مناضلتی- واردت ان تذوق حربی وحربتی- فادعوک
اگر تو نے میرے جنگ کا قصد کر لیا ہے اور ارادہ کر لیا ہے کہ میری جنگ اور میرے حربہ کا مزہ چکھے- پس مین تجھے

کما یدعی الصید للاصطیاد- ویدنی النار للاخماد- بید انی
اسطرح بلاتا ہون جیسا کہ شکار پکڑنے کیلئے بلایا جاتا ہے- آگ بجھانے کیلئے نزدیک کیجاتی ہے- مگر یہ بات ہے کہ

اشترطت من الابتداء- ان لا یعارضنی احد الا بنیۃ
مین پہلے سے یہ شرط رکھتا ہون کہ کوئی شخص بجز نیت ہدایت پانے کے مجھ سے مقابلہ

الاہتداء- فاسمع منی انی اناضلک علی ہذہ الشریطۃ- لیہلک
نہ کرے پس مجھ سے سن کہ مین اسی شرط کیساتھ تجھ سے مقابلہ کرونگا تا کہ جو ہلاک

من هلك بالبينة - فإن اتفق أن أُغلب في النضال - وتغلب في

کیساتھ ہلاک ہوا وہ ہلاک ہوجائے - پس اگر یہ اتفاق ہوگیا کہ میں مغلوب ہوگیا اور بلاغت میں

محاسن المقال - فأتوب على يدك بالإخلاص التام - وأحسبك

تو غالب آیا پس میں تیرے ہاتھ پر اخلاص سے توبہ کروں گا اور تجھے نیک بخت

من الأتقياء الكرام - وإن اتفق أن الله أظهر غلبتي في الجدال -

بزرگوں میں سے سمجھوں گا اور اگر یہ اتفاق ہوا کہ میں غالب آگیا

فما أريد منك شيئا إلا أن تتوب في الحال - وتبايعني بالتذلل و

پس میں تجھ سے بجز توبہ کے اور کچھ نہیں چاہتا اور نیز کہ اسیوقت بکمال تذلل

الانفعال - وتصدّق دعواي بصدق البال - وتدخل في سلك

مجھ سے بیعت بھی کرے - اور صدق دل سے میرے دعوی کی تصدیق کرے - اور جلدی سے میری جماعت میں

جماعتي بالاستعجال - وتؤثرني على النفس والعرض والمال - فإنك

داخل ہوجائے اور اپنی جان اور آبرو اور مال پر مجھے اختیار کرے پس اگر

رضيت بهذه الشريطة - فتعال تعال بصحة النية - واشهد

اس شرط سے راضی ہوگیا پس صحت نیت کیساتھ آجا آجا اور ایک مجمع

مجمع الحق - ليتبين الرشد من الغي - وتعلم أني ما أريد في

میں حاضر ہو تا کہ رشد اور گمراہی میں فرق ہوجائے اور تو جانتا ہے کہ میں اس دعوت میں یہ نہیں

هذه الدعوة - أن تحسبني الناس أديبا في العربية - ولا

چاہتا کہ مجھے لوگ عربی میں ادیب سمجھیں اور میں

أبالي أن يرموني بجهالة - أو يقولوا أُمّي لا يطلع على صيغة - إن

اس بات کی پرواہ نہیں رکھتا کہ لوگ مجھے جاہل کہیں - یا یہ کہیں کہ ایک ناخواندہ ہے اسکو ایک صیغہ بھی معلوم

أريد إلا إقامة الحجة - وإثبات الدعوى بهذه البينة - ليتم

نہیں - میں تو صرف نشان کو قائم کرنا چاہتا ہوں اور اس دلیل کیساتھ دعوے کو ثابت کرنا میرا مقصد ہے - تا

حجة الله على الناس - ولينجو الخلق من الوسواس - وليمتنعوا

لوگوں پر خدا کی حجت پوری ہوجائے - اور تا شیطان سے لوگ نجات پاویں اور تا گمراہی سے

من الغوایت - وتنکشف علیھم ابواب الھدایة - ویاتونی

از آجائین اور انپر ہدایت کی راہین کھل جائین اور توبہ اور

تائبین مصدّقین -

تصدیق کی حالت مین میرے اس آئین -

فان کنت تعاھدنی علی ھذا - ولست کالذی نقض

اگر تو اس بات پر میرے ساتھ معاہدہ کرتا ہے اور تو ایسا آدمی نہین کہ عہد کو توڑے

العھدو آذا - فقم بھذا الشرط للنضال - وآتنی حالفا بوجه اللہ

اور دکھ دیوے - پس اس شرط کیساتھ لڑائی کے لیے کھڑا ہو اور خدا کی قسم کھا کر میرے پاس

ذی الجلال - واشھد علیه عشرة عدل من الرجال - ثم اشتھرہ

آجا اور اسپر دس عادل گواہون کی گواہی کر لے پھر وہ مضمون

بعد طبعه بصدق البال - فترانی بعدہ حاضرا عندك

چھپواکر مشتہر کر دے پس بعد اسکے تو مجھے بلا توقف اپنے پاس حاضر پائیگا

فی الحال - کبازی متقضی علی طیور الجبال - فتمزق کل

ایسا جیسے باز جو پہاڑ کے پرندہ پر پڑتا ہے پس اسوقت تو بحکم

ممزق باذن رب العالمین -

جناب الہی ٹکڑے ٹکڑے کیاجائے گا -

ھذا عھد بینی وبینك - لیظھر منه مینی او مینك -

یہ وہ عہد ہے جو مجھ مین اور تجھ مین ہے تا کہ میرا یا تیرا جھوٹھ ظاہر ہو جائے -

ولیھلك من کان من الکاذبین - وان الکذب یخزی اھله - و

اور تا کہ جھوٹا ہلاک ہو جائے اور جھوٹ اسکے اہل کو رسوا کرتا ہے اور اسکے

یحرق رحله - ولکنکم لاتبالون اللہ ویوم الاخزاء - وتقولون ما

اسباب کو جلا دیتا ہے لیکن تم لوگ خدا اور اسکے رسوا کرنے کے دن کی پرواہ نہین کرتے - اور حیا کو

تشاؤن بترك الحیاء - الا ان لعنة اللہ علی المزورین - الذین

ترک کرکے جو چاہتے ہو کہتے ہو خبردار ہو کہ جھوٹ کو آراستہ کرنیوالو نپر خدا کی لعنت ہے وہ لوگ جو

يخفون الحق ويزينون الباطل ويريدون ان يطفوا نور الله مفسدين۔
حق کو چھپاتے ہین اور باطل کو زینت دیتے ہین اور چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو مفسدانہ باتون سے بجھا دین۔
وقالوا اهجروا هولاء ولا تلاقوهم مسلمين۔ ولا تصلوا على امواتهم۔ ولا
اور کہا کہ ان لوگونکو چھوڑ دو اور السلام علیکم کیساتھ انکو مت ملو اور انکے مردونپر نماز مت پڑھو اور انکے
تتبعوا جنازاتهم۔ واقتلوهم ان قدرتم على قتلهم في حين۔ واسرقوا
جنازون کیساتھ مت جاؤ اور اگر قدرت پاؤ تو انکو قتل کر ڈالو اور ان کے
اموالهم۔ وانهبوا رحالهم۔ وكفروهم وسبوهم واشتموهم
مال کو چراؤ اور انکے اسباب لوٹ لو اور انکو گالیان دو اور تحقیر کرتے ہوئے
ولا تذكروهم الا محقرين۔ تبا لهم كيف نحتوا مسائل من عند
ان کا ذکر کرو۔ انکو ہلاکی ہو کیونکر اپنے پاس سے مسئلے گھڑ لئے
انفسهم وما خافوا احكم الحاكمين۔ اولئك عليهم لعنة الله
اور خدا تعالی سے نہین ڈرے انپر خدا کی لعنت ہی اور فرشتون کی
والملائكة واخيار الناس اجمعين۔ واولئك هم شر البرية
لعنت اور تمام نیک مردون کی لعنت اور یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین
تحت السماء ولو سموا انفسهم عالمين۔
خلائق ہین اگرچہ اپنے تئین مولوی کر کے پکارین۔
ثم اعلم اني كتبت مكتوبي هذا في اللسان العربية۔
پھر تجھے معلوم ہو کہ مینے یہ مکتوب اسلئے لکھا ہی
لاختبرك قبل ان اجيئك للناضلة۔ فاني اظنك غبيا ومن
تاکہ مین قبل اسکے کہ تیرے پاس آؤن تجھکو آزما لون کیونکہ مین تجھے جاہلون میں سے خیال کرتا ہون
الجاهلين۔ وما اريد ان يكون ذهابي اليك صلفة۔ واكون
اور مین نہین چاہتا کہ میرا تیرے پاس آنا بے سود ہو اور مین نہین چاہتا کہ مین
كالذي يقصد عذرة۔ او ياخذ في يده روثة۔ وما اريد ان اعطي
ایسے شخص کیطرح ہو جاؤن جو پلید کا قصد کرتا ہی یا اپنے ہاتھ مین گوبر لیتا ہی۔ اور مین نہین چاہتا کہ ایک جاہل

جاهلا لجنا عزة المقابلة - وارفع له ذكره في العامة - فان كنت

کو مقابلہ کی عزت دوں اور عام لوگوں میں اس کا ذکر بلند کروں پس اگر تو اس

من ادباء هذا اللسان - فلا يشق عليك ان تريني في العربية

زبان کے ادیبوں میں سے ہے پس یہ بات تجھ پر گران نہیں آئیگی کہ تو عربی میں بعض

بعض درر البيان - بل ان كنت بارعا من غير التصلف و

گوہر بیان دکھلائے بلکہ اگر تو بغیر لاف و گزاف کے درحقیقت فصیح و بلیغ ہے

المبين - فستكتب جواب ذالك المكتوب في ساعة او ساعتين

پس عنقریب تو اس خط کا جواب ایک گھڑی یا دو گھڑی میں لکھ دے گا

ولا ترد مسئلتي كالجاهل المحتال - بل تملي بقدر ما امليت وترسل

اور میرے سوال کو جاہل حیلہ گر کیطرح رد نہیں کریگا - بلکہ جسقدر میں نے لکھا ہے اسیقدر تو لکھے گا اور

في الحال - وعليك ان تراعي مماثلتي في النظم والنثر والمقدار - وتاتي

فی الفور روانہ کردیگا - اور نیز تیرے پر لازم ہوگا کہ نظم اور نثر اور مقدار میں مماثلت کی رعایت رکھے اور میری

بما اتيت به من درر كدرر البحار - واذا فعلت كله فارسل الي مكتوبك

طرح اپنے کلام کو جواہرات بلاغت سے پر کرے اور جب تو نے یہ سب کچھ کر لیا پس اپنا مکتوب عربی

العربي بالسرعة - ثم انزل ساحتك كالصاعقة المحرقة - ويفتح

جلدی میری طرف بھیجدے - پھر میں تیرے صحن خانہ میں جلانیوالی بجلی کیطرح نازل ہوجاؤنگا - اور خدا

الله بيننا بالحق وهو خير الفاتحين - وان كنت ما ارسلت جوابك

تعالی ہم میں سچا فیصلہ کر دے گا اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے - اور اگر تو نے سات دن تک جواب نہ بھیجا

الى سبعة ايام - او ارسلت في الهندية كعوام - او عربية غير

یا ہندی زبان میں عوام کی طرح بھیجا یا عربی غیر فصیح میں جو اس

فصيحة كجهام - او ارسلت قليلا من كلام - فيثبت انك من

بادل کیطرح ہے جس میں پانی نہیں یا تو نے کچھ تھوڑا سا کلام بھیجا - پس ثابت ہوجائیگا کہ تو جہلاء

السفهاء الجاهلين - لا من الادباء المتكلمين - ومن العجماوات - لا

میں سے ہے نہ ادیبوں میں سے اور چارپایوں میں سے ہو نہ

من رجال یؤثر نطقهم علی ثمار العجمات - فاترکک کما یترک سقط

اُن مردوں میں سے ہے کہ اُن کا نطق کھجوروں سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے - پس میں تجھے چھوڑ دوں گا جیسا کہ ردّی

من المتاع - واعرض عنک کاعراض الناس عن السباع - واشیع

متاع چھوڑ دیجاتی ہے اور تجھ سے کنارہ کروں گا جیسا کہ درندوں سے کنارہ کیا جاتا ہے اور عقلمندوں

فی ھذا الباب شیئا لاولی الالباب والمستبصرین -

کے لئے اسبارہ میں کچھ چھپوا دوں گا -

ولمّا ماتدعونی متفردًا فی المباھلة - فھذا دجلک وکیدک

اور تو جو مباہلہ کیلئے اکیلا مجھے بلاتا ہے سو یہ ایک دجل اور مکر

یاغول البادیة - الاتعلم ایھا الدجّال - والغوی البطّال - انّ اشتراطی

تیرا مکر ہے کیا تو اے دجال اور گمراہ بطال نہیں جانتا کہ میری شرط

منی فی المباھلة مجیٔ عشرة رجال - للملاعنة وابتھال - فی حضرة

مباہلہ کے لئے دس آدمی کی شرط ہے جو ملاعنہ اور ابتہال کے لئے آئیں

معین الصادقین - فما قبلت شرطی - وکان فیه نفعک لا منفعتی -

پس تو نے میری شرط کو قبول نہیں کیا اور اسمیں تیرا نفع تھا نہ میرا

ثم اردت ان اتم الحجة علیک وعلی رھطک المتعصبین - فرضیت

پھر مینے ارادہ کیا کہ تجھ پر اور تیرے گروہ پر حجت کو پوری کروں پس میں تین

بثلثة من رجال عالمین - وخففت علیک وقنعت یاعدو الاخیار -

آدمیوں کے ساتھ راضی ہو گیا اور تیرے پر مینے تخفیف کردی اور مینے کہا کہ اے نیکوں کے دشمن

بان تباھلنی مع عبد الواحد وعبد الجبار - وانھما اکابر جماعتک - و

عبد الواحد اور عبد الجبار کو لیکر میرے ساتھ مباہلہ کر اور وہ دونوں تیری جماعت کے بزرگ

حرّاثُ زراعتک - وابنا شیخ امین - ففررت فرار الظلام من النور -

اور تیری کھیتی کے زمیندار اور امین شیخ کے بیٹے ہیں پس تو ایسا بھاگا جیسا کہ اندھیرا روشنی سے بھاگتا ہے

ووليت دبر الکذب والزور - ودخلت الجحر کالمتخوفین - وما وَرَد

اور جھوٹ کی پیٹھ کو تو نے پھیر لیا اور ڈرنیوالوں کی طرح سوراخ میں جا چھپا - اور تیرے

علیٰ صاحبیک - انہما فرّا وفقاء اعینیک - وما جاءانی کالمباھلین۔

دونوں صاحبوں کو کیا پیش آیا وہ دونوں بھاگ گئے اور تجھے اندھا کر گئے - اور مباہلہ کرنیوالوں کی طرح میرے مقابل پر نہ آئے

وای خوف منعہما من المباھلۃ - ان کانا یکفرانی علیٰ وجہ البصیرۃ -

اور کس خوف نے انکو مباہلہ سے منع کیا اگر وہ علیٰ وجہ البصیرۃ مجھکو کافر جانتے تھے -

فاین ذھبا ان کانا من الصادقین - ومن اقوالک فی اشتہارک - انک

پس کہاں چلے گئے اگر وہ سچے تھے اور منجملہ تیرے اقوال کے جو تیرے اشتہار میں ہیں

خاطبتنی وقلت بکمال اصرارک - انک تحترق فی النار وتغرق فی

جو تو نے مجھے مخاطب کرکے بکمال اصرار کہا ہے کہ تو آگ میں جل جائیگا اور پانی میں غرق

الماء - ولا یمسنی ضر لو دخلتہما واحفظ من البلاء - اما الجواب - فاعلم ایہا الکذاب -

ہو جائیگا - اور مجھے اگر ان دونوں میں داخل ہوں کچھ دکھ نہیں پہونچے گا مگر ہمارا جواب اے کذاب یہ ہے

انک رایت کل ذالک بعد المباھلۃ الاولیٰ - واغرقت واحرقت یافضلۃ النوکیٰ - فانبئونا

کہ تو پہلے مباہلہ کے بعد یہ سب کچھ دیکھ چکا ہے - اور تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اے احمقوں کے فضلے - پس ہمیں

این خرجت من الماء بل مت فی ماء التندم کالاشقیاء - واین نجیت من النار بل احترقت

بتلا کہ کب تو پانی میں سے نکلا بلکہ تو تو ندامت کے پانیمیں بدبختوں کی طرح ڈوب گیا - اور کہاں تجھے آگ سے نجات حاصل ہوئی بلکہ

بنار الحسرۃ التی تطلع علی الاشرار - وما صارت النار علیک بردا وسلاما - بل اکلتک

تو اس حسرت کی آگ سے جلگیا جو شریروں پر بھڑکتی ہے اور تیرے پر آگ ٹھنڈی نہ ہوئی بلکہ خدا کے رسوا

نار اخزاء اللہ ولقیت آلاما - وکذالک یخزی اللہ المفترین -

کرنے کی آگ تجھکو کھا گئی اور کئی دردوں کو تو جا ملا - اور اسیطرح خدا مفتریوں کو رسوا کرتا ہے -

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ حَقًّا وَلَوْ حَسِبُوْا

وہ لوگ جو ناحق تکبر کرتے ہیں وہی درحقیقت فاسق ہیں اگرچہ اپنے تئیں

اَنْفُسَھُمْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ - وَالَّذِیْنَ وَجَدُوْا فَضْلَ رَبِّہِمْ یُعْرَفُوْنَ بِاَنْوَارِھِمْ

صالح سمجھیں اور جو لوگ خدا تعالیٰ کا فضل پانیوالے ہیں وہ اپنے نوروں سے پہچانے جاتے ہیں

ویمشون علی الارض ھونا لانکسارہم - ولا یمشون مستکبرین - وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اور تواضع کیساتھ زمین پر چلتے ہیں اور تکبر سے قدم نہیں رکھتے - اور آخری دعا ہماری الحمد للہ رب العالمین ہے -

قصيدة من المؤلف

إنّي صدوق مصلح متردّم
میں صادق اور مصلح ہوں

سمّ لأعادي وسلمي اسلم
اور میری دشمنی زہر ہے میری صلح سلامتی ہے

إنّي أنا البستان بستان الهدى
میں باغ ہدایت ہوں

تأتي إليّ العين لا تتصرّم
میری طرف وہ چشمہ آتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا

روحي لتقديس العليّ حمامة
میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتر ہے

أو عندليب غارد مترنّم
یا بلبل ہے جو خوش آوازی سے بول رہی ہے

ما جئتكم في غير وقت عابثا
میں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا

قد جئتكم والوقت ليل مظلم
میں اس وقت آیا کہ ایک اندھیری رات تھی

صارت بلاد الدين من جدب غثا
دین کی ولایت بباعث قحط کے جو غالب آگیا

أقوت وأقفر بعد روض نعّم
خالی ہوگئے بعد اس کے جو وہ ایک باغ کیطرح تھی

هل بقي قوم خادمون لديننا
کیا وہ قوم باقی ہے جو ہمارے دین کی خدمت کریں

أم هل رأيت الدين كيف يحطّم
اور کیا تو نے نہیں دیکھا کہ دین کو کسطرح مسمار کیا جاتا ہے

فالله أرسلني لأحيي دينه
سو خدا نے مجھے بھیجا تا کہ میں اسکے دین کو زندہ کروں

حق فهل من راشد يستسلم
یہ سچ ہے پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے

جهد المخالف باطل في أمرنا
مخالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے

سيف من الرحمن لا يتثلّم
یہ خدا کی تلوار ہے جس میں رخنہ نہیں ہو سکتا

في وجهنا نور المهيمن لائح
ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے

إن كان فيكم ناظر متوسّم
اگر کوئی تم میں دیکھنے والا ہو

اليوم ينقض كل خيط مكائد
آج ہر ایک مکر کا تاگا توڑ دیا جائے گا

لين سحيل أو شديد مبرم
نرم اک تارہ ہو یا سخت دو تارہ ہو

من كان صوّالا فيقطع عرقه
جو شخص حملہ آور ہو پر اسکی رگ کاٹ دیجائیگی

يرديه عالية القنا ولهذم
اور نیزہ کا اوپر کا سرا یا چھری کا سرا اسکو ہلاک کردیگا

الله اثرنا وكفّل أمرنا
خدا نے ہمیں چن لیا اور ہمارے کام کا متکفل ہوگیا

فالقلب عند الفتن لا يتجهّم
پس دل فتنوں کے وقت متردد نہیں ہوتا

ملك فلا يُخزى عزيز جنابه ۔۔۔ ان المقرب لا ابالك يكرم

وہ بادشاہ ہے اس کی جناب کا عزیز کبھی رسوا نہیں ہوتا ۔۔۔ اور مقرب ضرور عزت پا لیتا ہے

كفر وما التكفير منك ببدعة ۔۔۔ رسم تقادم عهده المتقدم

تو مجھے کافر کہتا رہ اور کافر کہنا کوئی بدعت نہیں ۔۔۔ یہ تو ایک پرانی رسم چلی آتی ہے

قد كفرت من قبل صحب نبينا ۔۔۔ قالوا لئام كفرة وهم هم

اس سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کافر ٹھہرائے گئے ۔۔۔ اور روافض نے کہا کہ یہ لئیم کافر ہیں اور انکی شان وہی ہے جو ہے

انظر الى المتشيعين ولعنهم ۔۔۔ ما غادروا نفسا تعز و تكرم

شیعوں اور ان کی لعنت کی طرف دیکھ ۔۔۔ جو کسی ذی عزت کو انہوں نے نہیں چھوڑا

جاءتك آياتي فانت تكذب ۔۔۔ شاهدت آياتي فانت تكتم

میرے نشان تیرے پاس آئے اور تو تکذیب کرتا ہے ۔۔۔ اور میرے نشانوں کو تو نے مشاہدہ کیا اور پھر پوشیدہ رکھتا ہے

يا من دنى منى بسيف زجاجة ۔۔۔ فاحذر فانى فارس مستلئم

اے وہ شخص جو آبگینہ کی تلوار کے ساتھ میرے پاس آیا ۔۔۔ مجھ سے ڈر کہ میں سوار زرہ پوش ہوں

يدريك من شهد الوقائع انني ۔۔۔ بطل وفى صف الوغى متقدم

وقائع شناس آدمی تجھے بتلا دے گا ۔۔۔ کہ میں دلیر ہوں اور جنگ کی صف میں سب سے پہلے

كم من قلوب قد شققت جذورها ۔۔۔ كم من صدور قد كلمت واكلم

بہت سے دلوں کی جڑیں میں نے پھاڑ دیں ۔۔۔ اور بہت سے سینوں کو میں نے زخمی کر دیا

واذا نطقت فان نطقى مفحم ۔۔۔ سيف فيقطع من يكيد ويجذم

اور جب میں بولوں تو میرا نطق منہ بند کرنیوالا ہے ۔۔۔ تلوار ہے پس وہ مکر کرنیوالوں کو کاٹ دیتی ہے

حاربت كل مكذب وبآخر ۔۔۔ للحرب دائرة عليك فتعلم

ہر ایک مکذب سے میں لڑا اور سب سے آخر ۔۔۔ تیرے پر لڑائی کا چکر آئیگا اور پھر تو جان لیگا

يا لائمى ان المكارم كلها ۔۔۔ فى الصدق فاسلك سبل صدق تسلم

اے میری ملامت کرنیوالے تمام بزرگیاں صدق میں ہیں ۔۔۔ پس صدق کا طریق اختیار کر تا سلامت رہے

ان كنت ازمعت النضال فاننا ۔۔۔ ناتى كما ياتى لصيد ضيغم

اگر تو نے مقابلہ کا قصد کیا ہے ۔۔۔ پس ہم اس شیر کی طرح آئینگے جو شکار کے لئے آتا ہے

هلا ربت العلم یا ابن تصلف
اے لاف کے بیٹے تونے اپنا علم کیوں نہ دکھایا
قد ضاع عمرك فی السفاهة والعمی
تیری عمر سفاہت میں اور نابینائی میں ضائع ہوگئی
قد جاء ان الظن اثم بعضه
قرآن شریف میں آیا ہے کہ بعض ظن گناہ ہیں
الکبر یخزی اهله العالی ومن
تکبر کرنے والے کو رسوا کرتا ہے
یا ایها الناس اذکروا اجالکم
اے لوگو اپنا وقت موت یاد رکھو
یا ایها الناس اعبدوا خلاقکم
ای لوگو اپنے پیدا کرنیوالے کی پرستش کرو
انی اری الدنیا تمر بساعة
میں دنیا کو دیکھتا ہوں کہ جلد گذر جاتی ہے
فلهذه لا تسخطوا معبودکم
پس اس دنیا کے لئے اپنے معبود کو ناراض مت کرو
توبوا وان العذر لغو بعدها
توبہ کرو اور اسوقت توبہ کرنا بیفائدہ ہے
انا صرفنا فی النصیحة رحمة
ہمنے از روی رحمت وہ نصیحت ہی میں خرچ کردیا ہے
والله انی قد بعثت لخیرکم
بخدا میں تمھاری بھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں
ان کنت تبغی حربنا فتحارب
اگر تو ہماری لڑائی کو چاہتا ہے پس ہم لڑائی کرینگے

ان کنت علامًا بما لا اعلم
اگر تو وہ چیزیں جانتا تھا جو مجھے معلوم نہیں
طوبی لمن بعد السفاهة یحلم
مبارک وہ شخص جو سفاہت کے بعد عقلمند ہو جائے
فارفق ولا یضلل جنانك مأثم
پس نرمی کر اور تیرے دلکو گناہ گمراہ نہ کرے
لله یصغر فالمهیمن یعظم
اور جو خدا کے لئے چھوٹا ہوتا ہے خدا اسکو بڑا کر دیتا ہے
ان المنایا لا ترد وتهجم
اور موت جب آتی ہے تو روکی نہیں جاتی اور یکدفعہ آتی ہے
توبوا وان الله رب ارحم
توبہ کرو اور خدا ارحم الراحمین ہے
عذب قلیل الماء لا یستلوم
یہ ایک ایسا بادل ہے جسمیں پانی تھوڑا ہے اور زیادہ توقف نہیں کرتا
توبوا وطوبی للذی یتندم
توبہ کرو اور مبارک وہ جو پشیمان ہوتا ہے
کشفت سرائرکم واخذ المجرم
جبکہ تمھارے بھید کھولیئے اور مجرم پکڑا گیا
ما حمل حسن بیاننا ویتکلم
جو کچھ کہ ہمارا حق بیان برداشت کرسکا
والله انی ملهم ومکلم
اور بخدا میں ملہم اور مکلم ہوں
یا درزوا فانی حاضر متخیم
جلدا میں آکہ ہم حاضر ہیں اور خیمہ لگا ہے

القصيدة الثانية

لك الحمد يا ترسي وحرزي وموئلي
اے میری پناہ اور میری قلعہ تیری تعریف ہو

بحمدك يروى كل من كان يستقي
تیری تعریف سے ہر ایک شخص جو پانی پیا چاہتا ہے سیراب ہو جاتا ہے

بذكرك يجري كل قلب قد اعتقي
تیرے ذکر کے ساتھ ہر ایک دل پھیرا ہوا جاری ہو جاتا ہے

بحبك يحيى كل ميت ممزق
اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مردہ زندہ ہو جاتا ہے

وباسمك يحفظ كل نفس من الردا
اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے

وفضلك ينجي كل من كان يوبق
اور تیرا فضل ہر ایک قیدی کو رہائی بخشتا ہے

وما الخير الا فيك يا خالق الورى
اور تمام نیکی تیری طرف سے ہے اے جہان آفرین

وما الكهف الا انت يا متكأ التقي
اور تو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے

وتعنو لك الافلاك خوفا وهيبة
اور تیرے آگے خوفناک ہو کر آسمان جھکے ہوئے ہیں

وتجري دموع الراسيات وتنبق
اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں

وليس لقلبي يا حفيظي وملجائي
اور میرے دل کیلئے اے میرے نگہبان اور پناہ

سواك مريح عند وقت التأزق
کوئی دوسرا آرام پہنچانیوالا نہیں جب تنگی وارد ہو

يميل الورى عند الكروب الى الورى
دکھ کے وقت خلقت خلقت کیطرف توجہ کرتی ہے

وانت لنا كهف كبيت مسردق
اور تو ہمارے لئے ایسی پناہ ہے جیسے نہایت مضبوط گھر

وانك قد انزلت آيات صدقنا
اور تو نے ہمارے صدق کے نشان اتارے ہیں

فويل لغمر لا يراها ويمهق
پس وہ نادان ہلاک شدہ ہے جو ان نشانوں کو نہیں دیکھتا

الم ير عجلا مات في الحي داميا
کیا اس گوسالہ کو اس نے نہیں دیکھا جو اپنے قبیلہ میں خون آلود

أهذا من الرحمن او فعل بندقي
کیا یہ خدا کا فعل ہے یا میری بندوق کا کام ہے

ارى الله آيته بتدمير مفسد
خدا نے اپنا نشان ایک مفسد کو ہلاک کر کے دکھایا

وتعرفها عين رنت بالتعمق
اور اس نشان کو وہ آنکھ پہچان سکتی ہے جو غور سے دیکھے

وما كان هذا اول الآي للعدا
اور یہ دشمنوں کے لئے کوئی پہلا نشان نہیں

بل الآي قد كثرت فامعن وحقق
بلکہ نشان بہت ہیں پس سوچ اور تحقیق کر

وَلِلّٰهِ آياتٌ لتأييدِ دعوتي
اور میرے تائید دعوی میں خدا کے لئے نشان ہیں

فأْنَسْ بعينِ الناظرِ المتعمقِ
پس اس آنکھ سے دیکھ جو سوچنے والی اور غور کرکے دیکھا کرتی ہے

ألا ربَّ يومٍ قد بدت فيه آيتا
خبردار ہو بہت ایسے دن ہیں جنہیں ہماری نشانیاں ظاہر ہوئیں

ولا سيما يومٌ علا فيه منطقي
بالخصوص وہ دن جس دن میری تقریر غالب آئی

إذا قام عبد الله عبد كريمنا
اور جس وقت مولوی عبد الکریم صاحب کھڑے ہوئے

وكان بحسن اللحن يتلو ويبعق
اور حسن آواز سے پڑھتے اور ترنم کے ساتھ آواز کرتے تھے

فكلٌّ من الحضار عند بيانه
پس تمام حاضرین اس کے بیان کے وقت

كمثل عطاشى أهرعوا وكعاشق
پیاسوں کی طرح بادہ عاشقوں کی طرح دوڑے

وقاموا بجذبات النشاط كأنهم
اور نشاط کے جذبوں کے ساتھ کھڑے ہوگئے گویا کہ انہوں نے

تعاطوا شمولاً فامن رحيق مزهرق
وہ شراب لی جو اس شراب کی قسم میں سے تھی جو رقص آور ہو

ومالت خواطرهم إليه لذائق
اور ان کے دل اسکی طرف لذت کے ساتھ ایسی میل کرگئے

كمثل جياعٍ عند خبزٍ مرققِ
جیسا کہ بھوکے نرم چپاتیوں کی طرف

فأخرج حيوات العدا من جحورها
پس اسنے دشمنوں کے سانپوں کو انکے سوراخوں سے باہر نکالا

وأنزل عصماً من جبال التعزق
اور پہاڑی بکروں کو بخل کے پہاڑوں سے نیچے اتارا

وكانوا بهم من يحمدون كأنه
اور نرم آواز سے تعریف کرتے تھے

حفيفُ طيورٍ أو صداء التمطق
گویا وہ پرندوں کی ہلکی آواز تھی جب جانور صف باندھ کر

[illegible] کرتے اپنی زبانوں سے [illegible]

حداهم فلم يترك بها قلب سامع
ان کو خوش آوازی سے چلایا اور کسی دل کو نہ چھوڑا

ولا أذناً إلا حدا مثل عنبق
اور نہ کسی کان کو مگر اونٹ کی طرح اسکو چلایا

كأن قلوب الناس عند كلامه
گویا لوگوں کے دل اس کے کلام کے وقت

على قلبه لفت كنبت معلق
اسکے دل پر لپیٹے گئے جیسا کہ ایک بوٹی درخت پر لپیٹی جاتی ہے

وكان كسمطي لؤلؤٍ وزبرجدٍ
اور موتی اور زبرجد کی دو لڑیوں کی طرح وہ مضمون

وكان المعاني فيه كالدر تبرق
اور معانی اسمیں موتیوں کی طرح چمکتے تھے

إليه صبت رغباً قلوب أولي النهى
عقلمندوں کے دل اسکی طرف رغبت سے جھک گئے

إذا ما رأوا درراً وسمط التزيق
جس وقت انہوں نے موتی دیکھے اور زینت کی لڑی دیکھی

ومن عجب قد اخذ کل نصیبه
اور تعجب تو یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا حصہ لے لیا

وفی السمط کانت درة لم تفرق
حالانکہ رشتہ کے موتی رشتہ میں موجود ہوں اور اس سے الگ

اذا رفعت استارها فکأنها
اور جب ان کے پردے اٹھائے گئے

عذاری ارین الوجه من تحت مخنق
پس گویا وہ باکرہ عورتیں ہیں جنہوں نے برقعہ میں سے منہ نکالا

فظل العذاری بینهم یجلونها
پس ان باکرہ عورتوں نے یہ شروع کیا

بغاء قلوب المبصرین بمازق
کہ وہ عارفوں کے دلوں کے مال کو لڑائی میں لوٹتی ہیں

فشبر من الایوان لم یبق خالیا
پس ہر ایک بالشت جگہ خالی نہ رہی

لما ملاء الایوان عشاق منطقی
کیونکہ اس ایوان کو میرے سخن کے عاشقوں نے بھر دیا

وکان الاناس لمیلهم نحو کلمتی
اور لوگ بباعث اسکے کہ انکو میرے کلام کی طرف میل تھا

باقطاره القصوی کطیر مرنق
اس ایوان کے کناروں میں ایسے تھے کہ جیسے پرندہ ایک قطر پر پرواز کر کے جا رہا ہو

وقوفا بهم صحبی لخدمت بینهم
اور ان کے پاس میرے دوست کھڑے تھے

یرون عجائب ربهم من تعشق
جو خدا تعالی کے عجائب کام دیکھ رہے تھے

وکم من عیون الخلق فاضت دموعها
اور بہتوں کے آنسو جاری ہو گئے

اذا ما رأوا آیات رب موفق
جبکہ انہوں نے خدا تعالی کی نشان دیکھی

وکانوا اذا سمعوا کلاما کلؤلؤ
اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب وہ ہر کلام گوہر مثال کو سنتے تھے

وکلما نفرحهم کمسك مدقق
اور ان کلمات کو سنتے تھے جو مشک باریک کردہ کی طرح تھے

یقولون کررها وارو قلوبنا
کہتے تھے دوبارہ پڑھ اور ہمارے دلوں کو سیراب کر

وهز علینا من عذیق باسق
اور اپنی کھجوروں کو ہمارے پر ہلا اور جھاڑ

هنالك لاحت آیة الحق کالضحی
اس جگہ دن کی طرح نشان خدا کا ظاہر ہو گیا

فهل عند امر واضح من مبرق
پس کوئی ہے کہ ایک واضح امر کو آنکھ کھول کر دیکھے

وانی سقیت الماء ماء المعارف
اور میں معارف کا پانی پلایا گیا ہوں

واعطیت حکما عافها قلب احمق
اور وہ حکمتیں بھی مجھ کو عطا کی گئیں جن سے صرف احمق انسان کراہت کرتا ہے

یمانیة بیضاء درر کانها
وہ یمنی حکمتیں موتیوں کی مانند ہیں گویا وہ

جواهر سیف قد فداها المتأنق
تلوار کے جوہر ہیں جو کشتہ حسن کا خون بہاتے ہیں

فکان بکلماتی یجر قلوبهم
پس وہ میرے کلمون کے ساتھ انکو دلونکو کھینچتا تھا
واضحی یسیح الماء ماء فصاحة
اور اس نے شروع کیا کہ ہر ایک مستعد
وکلٌ اراء وامزا اساریر وجههم
اور ہر ایک نے اپنے چہرہ کے نقشون سے
ومن سمع قولاً غیر ما قرء فاشتکی
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سنا
وکانوا کمحو بعالم سکتة
اور وہ لوگ عالم سکتہ مین محو کی طرح تھے
وکم حِکَم کانت بلفّ کلامنا
اور بہت سی حکمتین ہمارے کلام مین تھین
جرائد اقوام تصدت لذکرها
قومون کی اخبارون نے اس کا ذکر کیا ہے
تری زمر الادباء فی اخبارهم
تو ان کو دیکھتا ہے کہ انھون نے اپنے اخبار ونمین
وکانت مضامینی کغید بلطفها
اور میرے مضامین نازک اندام عورتون کیطرح تھی
ولما راها اهل رای تمایلت
اور جب اس مضمون کو اہل الرائے لوگون نے دیکھا
ومرّ علی الاعداء بعض رشاشها
اور بعض رشحات اس کے دشمنون پر گرے
الی هذه الایام لم ینس ذکرها
ان دنون تک انکا ذکر فراموش نہین ہوا

الیه ولم یسحر ولم یتملق
اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دلجوئی تھی
علی کل قلب مستعد محقق
دل پر جو طیار ہو فصاحت کا پانی گراتا تھا
سرورا وذوقا ما بنا فی التاذق
وہ سرور ظاہر کیا جو تنگدلی کے منافی تھا
کما تشتکی ابل عقیب التبرق
پس اسنے گلہ کیا جیسا کہ اونٹ بروق کی بوٹی کھا کر
فیا عجبا من میلهم کالتعشق
پس کیا عجیب انکی میل تھی جو عشق کے مشابہ تھی
وکم درر کانت تلوح وتبرق
اور بہت سی موتی ستارہ کیطرح چمک رہی تھی
لما رغبوا فی وصف قولی کمشتق
کیونکہ انھون نے بات کہنے والو کیطرح میرے قول کیطرف رغبت کی ہے
اشاعوا کلامی للاناس کمشفق
میرے کلام کو لوگون مین مشفق کیطرح شائع کیا
فاصبت بحسن اللحن کیلمق
پس خوش ہو گئے ساتھ اس آواز کو سنکر جو ملاوت تھا کہ انکے دل اسکی طرف جھک گئے
علیه عیون قلوبهم بالتوثق
تو ان کے دلونکی آنکھین وثوق کے ساتھ اسطرف جھک گئین
فنقیاتها قد تتسل فساخر تحنق
پس اسکو اٹھا لیا والی قطرونکی ... ڈھونڈ...
وکل لطیف ... ترمق
اور ہر ایک لطیف چارپشہ دیکھا جاتا ہے اور نظرین اسکی طرف تھی

جزی اللہ عنی مخلصی حین قرءہا

ہر ی مخلص کو خدا جزا دیوے جبکہ انہوں نے وہ مضمون پڑھا

وکان الاناس غدارۃ یوم قیامہ

اور جبدن وہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو لوگ

واخبرنی من قبل ربی بوحیہ

اور خدا نے پہلے سے بذریعہ وحی مجھے خبر دی

فشہدت جنان قلوبہم انہا علت

پس ان کے دلوں نے گواہی دی کہ وہ مضمون غالب رہا

ترای بعین الناس حسن نکاتہا

لوگوں کی نظر میں اس کے نکات

فوقعت مضامینی علی کل منکر

پس میری مضامین منکروں پر ایسے پڑے

وکل من الاحرار القوا قلوبہم

اور تمام آزاد طبعوں نے اپنے دل ہماری طرف پھینک دئے

فصدنا بکلم کل صید معظم

پس ہم نے بڑے بڑے شکاروں کو شکار کر لیا

وترکوا لقولی رایہم فکانہم

اور میرے قول کے لئے انہوں نے اپنے قول چھوڑ دئے

علی السن قد دار ذکر کلامنا

اور زبانوں پر ہمارے کلام کا ذکر وارد ہوا

وسر عیون الناظرین صفاءہ

اور دیکھنے والوں کے دلوں کو اسکی صفائی نے خوش کیا

ولما بدت روض الکلام تضعضعت

اور جب کلام کے باغ ظاہر ہوئے تو دشمنوں کے دل ہل گئے

فصارت مضامین العدا کالممزق

پس دشمنوں کے مضمون پارہ پارہ ہو گئے

حراصًا الیہ کمثل طفل لیلعق

اسکی طرف ایسے حریص تھے جیسا کہ ایک بچہ عمدہ کھجور کیطرف

وقال اسمعوا ما کنت ویبرق

اور کہا کہ جو کچھ تو نے لکھا ہے غالب رہیگا اور اسکی چمک ظاہر ہوگی

وفاقت وراقت کل قلب کصلق

اور فائق ہوا اور ہر ایک سے بہتر اور صاف دل کو اچھا معلوم ہوا

وکلماتہا کانہا بیض عقعق

اور کلمات ایسی دکھائی دئے کہ گویا وہ عقعق کے انڈے ہیں

کعضب رقیق الشفرتین مشقق

جیسے کہ ایک تلوار پتلے کنارہ والی پھاڑنے والی

الینا بصدق غیر من کان ممحق

صدق کے ساتھ بجز ایسے شخص کی جو خیر اور برکت سے بے نصیب تھا

کاسد و نمر غیر فار و خرنق

مثل شیر اور چیتے کے اور چوہا اور خرگوش باہر رہ گیا

خذول انثنی عن خمیلۃ منطقی

پس گویا وہ بیفنود برنیاں تھیں جو میری سخن کے باغیچہ سے پرے گئیں

وقد ہنؤونا کالحبیب المشوق

اور دوست آرزومند کیطرح ہمیں مبارکباد دی

کورد طری الجسم لم یتشقق

مثل گلاب کے پھول کے جو تازہ ہو اور پھٹا ہوا نہ ہو

قلوب العدا و تواردوا بالتانق

اور تعجب کرتے ہوئے آئے باغوں میں داخل ہو

وقد جد شيخ المبطلين لمنعهم
اور شیخ المبطلین نے انہیں منع کرنے کیلئے کوشش کی

تسلت عمايات الهنود بسمعها
ہندون کے کورانہ خیال اس مضمون سے دور ہو گئے

ففاضت دموعي من تذكر بخله
پس مجھے اس کے بخل کا خیال کرکے رونا آیا

اذا قام بالاسماع شيخ بطالة
اور جب سنانے کیلئے شیخ بٹالوی اٹھا

ولما تلا الشيخ المزور ما تلا
اور جب شیخ دروغ آرا نے پڑھا جو پڑھا

وكان يعيد الكلم من غير حاجة
اور وہ کلمون کو بغیر حاجت کے بار بار پڑھتا تھا

ومن سمع قولي قبله ظن انه
اور جو شخص میرا قول اس سے پہلے سن چکا تھا

وقال ارى الاسلام كالجو خاليا
اور کہا کہ مین اسلام کو جو کیطرح خالی دیکھتا ہون

فصال على الاسلام في جمع العدا
پس دشمنون کے مجمع مین اسلام پر حملہ کیا

وحمد كبراء الهنود ودينهم
اور ہندون کے بزرگون اور ان کے دین کی تعریف کی

اراد ليخزي ديننا من عداوتي
اس نے ارادہ کیا کہ میری عداوت سے دین کو رسوا کرے

فلما رأوا سير الغراب بنطقه
پس جب لوگون نے کوے کی سیرت اسکو نطق مین دیکھی

وهل عند شوق غالب من معوق
مگر شائق کو کون روک سکتا ہے

وما قل بخل الشيخ فانظر وعمق
اور شیخ بٹالوی کا بخل دور نہ ہوا پس سوچ اور فکر کر

اهذا هو الرجل الذي كان يتقي
کیا یہ وہی شخص ہے جو پرہیزگاری دکھلاتا تھا

ففرت جموع كارهين كخورنق
تو اکثر لوگ کراہت کرکے شتر مرغ کی طرح بھاگ گئے

فكان الاناس يرونه كيف ينطق
پس لوگ اسکو دیکھتے تھے کہ کیونکر پڑھتا ہے

ويأتي بالفاظ كصخر مدملق
اور بڑے بھاری پتھر کی طرح الفاظ لاتا تھا

لدى ثمرات العذق ناقض عشبق
وہ خیال کرتا تھا کہ کھجور کے پھلون کے نزدیک ہم تو سوا ایک کڑوی درخت کا پھل

وما ان ارى الايات من صالح تقي
اور کوئی صاحب کرامت اس مین پایا نہین جاتا

وقد كان يعلم انه يتخلق
اور وہ خوب جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا

وداهن من وجر النفاق كمنفق
اور منافقون کیطرح نفاق سے مداہنہ کیا

فاخزاه رب قادر حافظ الحق
سو خدائے قادر حق کے محافظ نے اسکو بھی رسوا کردیا

فقالوا لك الويلات انك تنعق
تو انہون نے کہا تجھپر واویلا تو تو کان کان کرتا ہے

وقالوا لہ یا شیخ وقتک قد مضی
اور لوگوں نے کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر گیا

فاحسن الینا بالسکوت واطرق
پس اپنی خاموشی سے ہم پر احسان کر

ولما اصر علی القیام وما نأی
پس جب اس نے قیام پر اصرار کیا اور دور نہ ہوا

فقیل علی عقبیک انک تذہق
پس کہا گیا کہ پیچھے ہٹ جا تو نے اجازت کی حد توڑ دی

فما طاوع الاحرار حمقا وما انتہی
پس حماقت کی وجہ سے اس نے اچھوں کی بات کو نہ مانا اور باز نہ آیا

فقالوا اذا صہ صہ ولاتک مقلق
پس لوگوں نے کہا کہ چپ رہ چپ رہ اور بے آرام نہ کر

فلما ابا خفاہ صدر المنتدی
پس جب کہ سرکشی کی تو میر مجلس نے اس کو نکال دیا

بزجر یلیق بذی مکائد افسق
ور ایسے جھڑکی کے ساتھ نکالا جو فاسقوں کا علاج ہے

اہان المہیمن من اراد اہانتی
خدا نے اس شخص کو ذلیل کیا جو میری ذلت چاہتا تھا

فرمق ومیض الحق ان کنت ترمق
پس حق کی چمک کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے

ید اللہ تحمی نفس من ہو صادق
خدا کا ہاتھ صادق کی حمایت کرتا ہے

وان المزور یضمحل ویزہق
اور جھوٹا مضمحل ہو جاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے

وتبقی رجال اللہ عند نہابر
اور خدا کے مرد مصیبتوں کے وقت باقی رہتے ہیں

علی النار تفنی الکاذبون کزیبق
اور جھوٹے آگ پر پارہ کی طرح فنا ہو جاتے ہیں

اذا ما بدت نار من اللہ فتنۃ
جس وقت خدا کی آگ آشکارا ہوتی ہے

فکل کذوب لا محالۃ یحرق
پس ہر ایک جھوٹا جلایا جاتا ہے

ومن یحرق الصدیق حب مہیمن
اور صدیق کو جو خدا کا دوست ہے کوئی جلا نہیں سکتا

فطوبی لمن یصلی بنار التومق
پس مبارک وہ جو دوستی کی آگ سے جلتا ہے

ومن کذب الصدیق خبثا وفریۃ
جو شخص خباثت اور جھوٹ کی راہ سے صدیق کی توہین کرے

فیسقیہ اعصار وتجری وتسبق
پس ایک گردباد کی ہوا اسکو اڑا لیجاتی ہے اور اسکو رسوا کرتی ہے اور آگے

وحیثما یلمح حق من اللہ واضح
اور جس جگہ حق واضح ہو

وان ردہا زمر من الناس یبرق
اگرچہ لوگ اس کو رد کریں تب بھی وہ چمک اٹھتا ہے

ومن کان مفتریا یضاع بسرعۃ
اور مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے

ویہلک کذاب بسم التخلق
اور کذاب جھوٹ کے زہر سے مرجاتا ہے

نری قوله من کل خیر خالیا
تو اس کی بات کو ہر ایک نیکی سے خالی پائے گا

کنبت خبیث الریح مر سنعبق
جیسا کہ ایک پلید بوٹی بد بو والی کڑوی جسکا نام سنعبق ہے

فیقطع نبت کاریه وجوده
پس ایسی بوٹی کاٹ دیجاتی ہے جسکا وجود کچھ فائدہ نہیں دیتا

وکل نخیل لا محالة یسمق
اور ہر ایک کھجور کا درخت ضرور اپنی لمبائی تک

وانی من المولی علی ذی مرجب
اور میں خدا تعالیٰ کیطرف سے وہ کھجور ہوں جو بباعث کثرت میوہ اسکے

فیعرق قاطع شجرتی کل معرق
پس جو شخص میرے درخت کو قطع کرنا چاہے گا اسکی ہڈی پر گوشت علیحدہ کیا جائیگا

حسبت قتال الصادقین کهینا
تو نے صادقوں کی لڑائی کو آسان سمجھا ہے

وان سهام الصادقین سیخرق
اور سچوں کے تیر آخر نشانہ پر لگا کرتے ہیں

تذممت عبد الحق فی السب والهجا
اے عبد الحق تو نے گالیوں میں پیش قدمی کی

فاقریك ما اهدیت لی کالمشوق
پس میں تیری ویسی ہی دعوت کروں گا جیسا کہ تو نے اپنی آرزو سے تحفہ

وسمیتنی کلبا وقد فهت مناتما
اور میرا نام تو نے کتا رکھا اور گالیوں سے تو نے منہ کھولا

وجاوزت حد الامر ایها الشقی
اور اے شقی تو حد سے زیادہ گذر گیا

وما الکلب الا صورة انت روحها
اور کتا ایک صورت ہے اور تو اس کی روح ہے

فمثلك ینبح کالکلاب ویزعق
پس تیرے جیسا آدمی کتے کی طرح بھونکتا ہے اور فریاد کرتا ہے

ومنك اذ عرضت نفسك رغبة
میں تجھ سے اس وقت گالی دی جبکہ تو نے اپنے نفس کو گالی کا نشانہ بنایا

ومن اکثر التفسیق یوما یفسق
اور جو بد کار کہنے میں حد سے زیادہ گذر جائے آخر وہ بد کار ٹھہرایا جاتا ہے

فاسقیك مما قلت کاسا رویة
میں تیری ہی قول سے تجھے لبالب پیالے پلاؤں گا

وذلك دین لازم لیف یمحق
اور یہ لازم الادا قرض ہے پس اس کو کم نہیں کیا جائے گا

فذق ایها الغالی طعام التبادل
پس اے غلو کرنیوالے بھاجی کا کھانا چکھ

صفیف شواء بالجیز المرقق
بھنا ہوا گوشت ہے چپاتی کے ساتھ

لطمتك تنبیها فالعنت لطمنا
ہم نے تنبیہ کیلئے تجھے طمانچہ مارا تو نے طمانچہ کو کچھ نہ سمجھا

فلیت لنا النعلین من جلد عوهق
کاش ہمارے پاس مضبوط اونٹ کی جوتیاں ہوتیں

وتسمع منی کل سب تریده
اور جو گالی تو دینا چاہے گا وہ ہم سے سنے گا۔

وان ترفقن فی القول والصول نرفق
اور اگر تو بات اور حملہ میں نرمی کرے گا تو ہم بھی نرمی کریں گے

أطلت لسانك كالبغايا وقاحة
تونے بدکار عورتوں کیطرح اپنی زبان دراز کی

ثم أعلم ان جمو عكم ايها الغوي
اور اے گمراہ میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے گروہ

فاقسم تجهدا بالذي هو ربنا
پس مینے خدا تعالی کی قسم کھائی ہے

أكف لساني كل كف فان ترم
میں جہانتک ممکن ہے زبان کو بند رکھتا ہوں

وأشراك ما قلنا وقد خفت بالهجا
اور میری بات تجھے غصہ میں لائی اور تو پہلے بدگوئی کر چکا

ولا خير في رفق اذا لم يكن به
اور اس نرمی میں بہتری نہیں

ولو قبل سب الكفرين سببتهم
اور اگر کافر ٹھیرانیوالوں کے گالی دینے سے پہلے میں گالی دیتا

ولكن هجوا قبلي فاوجب لي الهجا
مگر انھوں نے مجھسے پہلے ہجو کی پس انکی ہجو کی

وقد كفروني وفسقوني وانهم
انھوں نے مجھکو کافر ٹھیرایا اور فاسق ٹھیرایا اور انھوں نے

وما كان قصدي ان اكلم مثلهم
اور میری نیت نہتی کہ ان کی طرح گفتگو کروں

لهم صول كلب والتوي كحية
انکا کتے کی طرح حملہ ہے اور سانپ کیطرح پیچ و تاب ہے

ظلمتك جهلا يا اخا الغول فاتق
او راست دیو تونے اپنے پر ظلم کیا

على حراص لو تشرون موبقي
میرے قتل کیلیے سخت حریص ہیں اگر میرے قتل کا موقع دیکھ

ساصلي قلوب المفسدين واحرق
کہ عنقریب میں مفسدوں کے دل جلاؤں گا

بخبث فاني دامغ هامة الشقي
پس اگر تو خبث کا ارادہ کرے تو میں شقی کا سر توڑنیوالا ہوں

بكلم اساءتني اليك فاغلق
ایسے کلموں کی شامت جنھوں نے مجھے غصہ دلایا پس میں غصہ کرتا ہوں

مواضع رفق تطلب الرفق كالحق
جو نرمی کے محل پر نہو لیکن جو نرمی کو چاہتا اور حق کیطرح اسکو مانگتا ہو

لكنت ظلوما مسرفا غير متقي
تو میں ظالم اور حد سے گذرنیوالا اور ناپرہیزگار ہوتا

هجاهم فما عدوان عبد مسبق
مجھے ہجو پر برانگیختہ کیا اور شخص پہلے کیا الزام جس پر سبقت کیے گئے

كذئب سطوا او مثل سيف مشقق
بھیڑیے کیطرح حملہ کیا یا پہاڑی والی تلوار کی طرح

ولكنهم قد كلفوني فاقلق
مگر مجھے انھوں نے تکلیف دی پس میں بے آرام کیا گیا

وعادات سرحان وقلب كخرنق
اور بھیڑیے کیطرح عادتیں ہیں اور خرگوش کا دل ہے

فارسلني ربي لكفاء سيولهم
اور مجھے خدا نے بھیجا ہے تا میں اسلام کیطرف انکی سیلابکو ہٹا دوں

واني من المولى وعلمت سبله
اور میں خدا تعالی کی طرف سے ہوں

فنجيت من بدع الزمان وفتنه
پس میں نے زمانہ کی بدعتوں اور فتنوں

الم تر كيف ينشق فلكي ستنا بها
کیا تو دیکھتا نہیں کہ میری کشتی فتنہ کے دریا پانی ... ہے

واعطيت من علم الهدى ونا نقت
اور میں علم ہدایت دیا گیا اور ... کے جلوہ کا آفتاب

ولي آيت كبرى فمن غض بصره
اور میرے لئے نشان عظیم ہیں پس جو شخص عناد سے اپنی آنکھ بند کرے

الم تر فتن الدهر كيف تكشفت
کیا تو دیکھتا نہیں کہ زمانہ کے فتنے ... مجھ سے ہو گئے

فجئت من الرب الذي يرحم الورى
پس میں اس رب کیطرف سے آیا جو خلقت پر رحم کرتا ہے

انا الضيغم البطل الذي تعرفونه
میں وہ شیر بہادر ہوں جسکو تم پہچانتے ہو

على موطن يخشى الكذوب هلاكه
اس میدان میں جو جھوٹا اپنی موت سے ڈرتا ہے

فمن جاءنا في موطن الحرب والوغى
پس جو شخص لڑائی کے میدان میں ہمارے پاس آیا

ووالله القيت المراسي للعدا
اور بخدا میں نے دشمنوں کے لئے لنگر ڈالا ہے

وغيض مياه قد علت من تدفق
اور تا میں ان پانیوں کو خشک کروں جو گرتے گرتے زیادہ ہو گئے

واعطيت حكما من خبير موفق
اور حکیم توفیق دہندہ سے مجھے حکمتیں عطا ہوئی ہیں

أناسا اطاعوني وزادوا تعلقي
... ان لوگوں کو نجات دی ہے جنہوں نے میری اطاعت کی

تجري على راس العدا كالمصفق
... پر ... ایک چال ...

... نصرت مشرق
... ہیں ... نکلا ہیں ... ہو گیا

عنادا فمن يعطيه عين التانق
اسکو محاسن پر غور کرنیکی کون آنکھ بخشے

وهبت رياح لا كهيجان سوهق
اور ایسی ہوا ... جو تیز ہوا کا گرد باد کیا ہوتا ہے

ويرسل ... قحط معزق
اور بادل ... لڑنے والے قحط کیوقت بھیجتا ہے

ثمال الصدوق مبيد اهل التخلق
پناہ راستبازی کی اور دروغگو کو ہلاک کرنیوالا

نقوم بصمصام حديد واذلق
ہم تیز تلوار کے ... کھڑے ہو جاتی ہیں

يداس ويسحق كالدواء المدقق
پس وہ پیسا جائیگا جیسا کہ دوائی پیسی جاتی ہے

وقمت لسلم او لحرب ممزق
اور میں صلح کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور یا اس لڑائی کیلئے

فان جنحوا للسلم فالسلم ديننا
پس اگر صلح کے لئے جھکیں تو صلح ہمارا دین ہے

وان ندع في الهيجاء لم نتأبق
اور اگر ہم لڑائی میں بلائے جائیں تو ہم پوشیدہ نہیں

اراهم كآرام وعين بصورهم
میں ان کو ظاہر صورت ہرنیوں اور گاؤ دشتی کی طرح

وان القلوب كمثل حجر مذملق
اور دل انکے پتھر کی طرح سخت ہیں

وان تعني في ندوة السلم تلقني
اور اگر تو مجھے صلح کی مجلس میں بلائیگا تو مجھے وہاں پائیگا

وان تدعني في موطن الحرب تلتق
اور اگر تو مجھے جنگ کی جگہ میں بلائیگا تو میں تجھ سے ملونگا

ونخضع للاعداء قبل خضوعهم
اور ہم دشمنوں کے لئے جھکتے ہیں قبل انکے جھکنے کے

ونرحل بعد الخصم من كل مازق
اور ہم بعد اس کے کہ دشمن کوچ کرتا ہے کوچ نہیں کرتے

فان اسلموا خير لهم ولئن عصوا
پس اگر اسلام لائیں تو انکے لئے بہتر ہے اور اگر نافرمان ہوئے

فنكلمهم من بعده كالمشفق
پس ہم بعد اس کے انکو ایسا مجروح کرینگے جیسا کہ کوئی پھاڑا جاتا ہے

وقد جئتكم من نحو عشرين حجة
اور میں تمہارے پاس تخمیناً بیس برس سے آیا ہوں

ففكر هذا مدة المتخلق
پس سوچ کر کیا یہ درو غگو مدت ہے

عجبت عماء ان اكون ابن مريم
تو نے نابینائی سے تعجب کیا کہ میں ابن مریم ہو جاؤں

وان شاء ربي كنت اعلى واسبق
اور اگر خدا چاہے تو میں اس سے بھی بہتر ہو جاؤں

ويذكر لعن الخلق في امر اثمه
اور اثم کے مقدمہ میں تو لوگوں کی لعنت کا ذکر کرتا ہے

وقد لعن الابرار قبلي فحقق
حالانکہ ہمیشہ پہلے اس سے نیکوں پر لعنت بھیجی گئی تو تحقیق کر

وان الورى عمي يسبون عجلة
اور لوگ اندھے ہیں جلدی سے گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں

فليس بشئ لعنهم يا ابن احمق
پس انکا لعنت کرنا اے ابن احمق کچھ چیز نہیں ہے

بل الله يرجع لعن كل مزور
بلکہ خدا تعالیٰ ہر ایک جھوٹے کی لعنت اسی پر ڈالتا ہے

اليه فيمسي بالملاعين ملحق
پس وہ ایسی حالت میں شام کرتا ہے کہ ملعون ہوتا ہے

فدع عنك ذكر اللعن يا صيد لعنة
اے لعنت کے شکار لعنت کا ذکر چھوڑ دے

الم تر ما لاقيت بعد التلقلق
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بکواس کے بعد تیرا کیا حال ہوا

ازعمت يا من لعنني بالجفاء انه
اے وہ شخص جو ظلم کے ساتھ مجھ پر لعنت کی

تخلص مني بل تدق وتسحق
کہ تو مجھ سے رہا پا جائیگا بلکہ پیسا جائیگا

كحبت اذا ما وقع في مطحن الرحى
مثل اس دانہ کے جو چکی کے پیسنے کی جگہ میں پڑ جائے

فيعركه دور الرحى ويدقق
پس چکی اسکو پیس ڈالیگی اور باریک کر دیگی

لعنتم وان الله يلعن وجهكم
تم نے لعنت کی اور خدا تمہارے منہ پر لعنت بھیجتا ہے

ولا لعن الا لعن رب ممزق
اور لعنت خدا کی لعنت ہے

وكنت اغض الطرف صبرا على الاذى
اور میں ایذا پر چشم پوشی کرتا رہا

فلما انتهى الايذاء ذقتم تحققي
اور جب ایذا انتہی کو پہنچی تو تم نے میرے درہ کو چکھ لیا

وان كان صلحاء الزمان كمثلكم
اور زمانہ کے صلحاء اگر تمہارے جیسے ہوں

فلا شك اني فاسق بل كافسق
تو کچھ شک نہیں کہ میں فاسق بلکہ افسق ہوں

وما ان ارى في نفسك العلم والتقى
اور میں تیرے نفس میں علم اور تقویٰ نہیں دیکھتا

نصول كخنزير وكالحمر تشهق
اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھے کی طرح آواز کرتا ہے

رقصت كرقص بغية في مجالس
اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا

وفسقتني مع كون نفسك افسق
اور مجھے فاسق ٹھہرایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہے

وما نكره المضمار ان كنت اهله
اور ہم میدان سے کراہت نہیں کرتے اگر تو اسکا اہل ہے

وناتيك يوم نضالكم بالتشوق
اور ہم تمہاری لڑائی میں شوق کے ساتھ آئیں گے

وهذا يقين حق من الله واضح
اور یہ جگہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق واضح ہے

وان ردها زمر من الناس يبرق
اور اگرچہ لوگ اسکو رد کردیں وہ حق چمک اٹھتا ہے

فذرني وربي انني لك ناصح
پس مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے

وان اك كذابا فاردى واوبق
اگر میں کاذب ہوں تو ہلاک کیا جاؤں گا۔

دعوت على فرده الله ساخطا
تو نے میرے پر بد دعا کی سو خدا نے تیری بد دعا کو تجھ پر رد کر دیا

عليك فصرت كمثل ثوب محزق
پس تو پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح ہو گیا

تعالوا تناضل ايها الزمر كلكم
اے تمام گروہ کے لوگو آ جاؤ

ليهلك من ارداه سم التخلق
تاکہ وہ شخص ہلاک ہو جو منہ کے زہر سے ہلاک ہوا

اراكم كذئب او ككلب بصولكم
میں تمہیں بھیڑیے کی طرح دیکھتا ہوں یا کتے کی طرح حملہ میں

وضاها تكلمكم حمارا ينهق
اور تمہارا کلام گدھے کے آواز سے مشابہ ہے۔

لقد ذاق منا قومنا غير مرة
ہماری قوم نے بے شمار مرتبہ

حساما جراحته الى القرن ترتقي
ہماری تلوار کا وہ مزہ چکھا [illegible]

وان كنت في شك فسل شيخ تجرة
پس اگر تجھے شک ہے تو شیخ بطالوں کو پوچھ

عزوا غبيا في البطالة [illegible]
[illegible] اور [illegible] اور بطالت میں ہلاک کیا گیا ہے

لكل امرء عز لا يرد عزمه
ہر ایک شخص کسی امر کے واسطے ایک قصد رکھتا ہے

اهانة دين الله فاذهب وحقق
اور قصد اس شخص کا اہانت دین کی ہے [illegible]

الا ايها الشيخ الشقي تعمق
اے شیخ شقی سوچ

وفكر كانسان الى ما تنهق
اور انسان کی طرح فکر کر اور گدھے کی طرح آواز نہ کر

أكفرت قوما مسلمين جناية
کیا تو نے مسلمانوں کو از روئے خیانت کے کافر ٹھیرایا

ظلمتك جهلا فاتق الله وارفق
تو نے جہالت سے اپنے پہ ظلم کیا پس ڈر اور نرمی کر

وتقطع ايدي السارقين لدرهم
اور ایک درہم کے لئے چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں

فهل ما جزاء مكفر ومفسق
پس کہہ کہ کافر ٹھیرانے والے کی سزا کیا ہے

صبرنا على طغواك فازددت شقوة
ہم نے تیری زیادتی پر صبر کیا

وخادعت انعاما بقول ملفق
اور چارپایوں کو تو نے محض باتوں سے دھوکا دیا

وان شئت بارزني وان شئت فاستتر
اگر چاہے تو مقابل کر اور اگر چاہے تو چھپ جا

فاني ساعجو كلما كنت تنمق
پس میں ہر ایک جو تو نے لکھا تھا عنقریب محو کر دوں گا

وجدتك من قوم لئام تابطوا
میں نے تجکو اس قوم میں سے پایا ہے جنہوں نے شرارتوں کو

شرورا وسبوا الصالحين بحذلق
بغل میں اور صلحا کو گالیاں دیں [illegible]

سببت واغريت اللئام خيانة
تو نے گالیاں دیں اور بہت جاہلوں کو گالی کی ترغیب دی

علي فآذوني ككلب يحرق
پس انہوں نے مجھے کتے والے کی طرح تکلیف دی

فاقسم لولا خشية الله والحيا
پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہوتا

لازمعت ان افنيك سبا وادهق
تو میں قصد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فنا کر دیتا

وقد ضاقت الدنيا عليك كما ترى
اور دنیا تجھ پر تنگ ہو گئی جیسا کہ تو دیکھتا ہے

ودينك هذا فاتق الله وارفق
اور دین تیرا یہ ہے پس خدا سے ڈر اور نرمی کر

وان كنت قد سرّتك عادة غلطتي
اور اگر تجھے درشت گوئی کی عادت اچھی معلوم ہوتی ہے

فمزّق ثيابي من ثيابك امزق
پس تو میرے کپڑے پھاڑ اور میں تیرے پھاڑوں گا

الم تر شمل الدين كيف تفرّقت
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ دین میں کس طرح تفرقہ پڑ گیا ہے

فليت لمثلك جاهل لم يخلق
پس کاش تیرے جیسا جاہل پیدا ہی نہ ہوتا

وكذّبت نباء الله في خاثر فنا
اور لیکھرام کی پیشگوئی کے بارے میں تو نے تکذیب کی

وقلت بخبث انه لم يصدق
اور خباثت کی رو سے کہا کہ وہ سچی نہیں ہوئی

وتنحت بهتانا علي كفاسق
اور میری پر تو ایک فاسق کی طرح بہتان باندھتا ہے

وتعزي الى نفسي جرائم موبق
اور لیکھرام کے ہلاک کرنے والے کا جرم میری طرف منسوب کرتا ہے

اترمي بريا يا خبيث بذنبه
کیا تو اے خبیث قتل کرنے والے کا گناہ مجھ پر لگاتا ہے

الا تتقي الديان يا ايها الشقي
اے شقی کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا

فطورا تشير الي خبثا وتارة
پس کبھی تو تو میری طرف اشارہ کرتا ہے

تشير الى حزبي بكذب تخلق
اور کبھی میری جماعت کی طرف اس جھوٹ سے جو بناتا ہے

ووالله ان جماعتي في جموعكم
اور بخدا میری جماعت تمہاری جماعتوں میں

كشجرة عذق عند نبت السحوق
کھجور کے درخت کی طرح ہے جو ایک خراب بوٹی کے پاس ہو جس کا نام سحوق ہے

ومثل الذي يبغي بعد سلمه
اور جو اسلام کے بعد میرا تابعدار ہوا اس کی مثال ایسی ہے

كمثل ذري سر مري باودق
جیسے کہ وادی کی زمین عمدہ کی چوٹی جس پر کالا بادل برس گیا ہے

فلما عراه المحل ربّي ثانيا
پس جب خشک سال اس پر طاری ہوا تو پھر اس پر پانی برسا

فصار كمولي الاسرّة مورق
پس اس عمدہ زمین کی طرح ہو گئی جس پر دوبارہ بارش ہوتی ہے اور اپنی سبزی

اتنكر آي الله خبثا وشقوة
کیا تو خدا کے نشانوں کا انکار کرتا ہے

وايت ميت بالدم المندفق
اور اس مردہ کی شان کو جس کے ساتھ خون ٹپکتا ہے

اذلت لي الاعناق من غير آية
کیا نشان کے بغیر ہی گردنیں میری طرف جھک گئیں

اجاءتني العلماء من غير مقلق
کیا علما بغیر کسی محرک اور بے آرام کرنے والے کے یونہی آ گئے

الى الله نشكو من ظنون مكذب
ہم خدا کی طرف مکذبوں کی بدگمانیوں سے شکایت لیجاتے ہیں

وان المكذب سوف يخزى ويسحق
اور مکذب رسوا کیا جائیگا اور پیسا جائیگا۔

اتنکر آیات خالق الارض والسما
کیا تو خدا کے نشانون سے انکار کرے گا

اعنت مخارب قدره ایها الشقی
کیا تو اے شقی اس کی تقدیر سے جنگ کریگا

اتذعرنا کالذئب یا کلب جیفة
اے مردار کے کتے کیا تو ہمین بھیڑیے کیطرح ڈراتا ہے

وانا توکلنا علی حافظ یتقی
اور ہمین اس نگہبان پر توکل ہے جو نگہ رکھنے والا ہے

رضینا برب یظهر الخیر والهدی
ہم خدا سے جو خیر او ہدیٰ کو ظاہر کرتا ہے راضی ہو گئے

رضینا بعسر ان قضی او تفنق
اور ہم تنگدستی پر راضی ہو گئے اگر وہ چاہے اور یا تنعم پر

اعنت تؤید فاسقا غیر صالح
کیا تو فاسق ہونیکی حالت مین مدد کیا جائے گا

احلت بجهلك ایها الغول فاتق
بے تو کلمہ محال منہ پر لایا پس تو پرہیز کر

وانی اذا ماقمت لله مخلصا
اور مین جب اخلاص سے خدا کیلئے کھڑا ہوا

فاید لی ربی معینی موفقی
پس خدا توفیق دہندہ نے میری مدد کی۔

وکان لی الرحمن فی کل موطن
اور خدا میرے لئے ہر میدان مین تھا

فمزقتکم بالله کل الممزق
پس مینے خدا کے ساتھ تمکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

واعطیت قلما مثل مهر الوغی
اور مین قلم لڑائی کے گھوڑے کیطرح دیا گیا ہون

فیسعر نیرانا وکالبرق یخفق
پس آگ کو سلگاتی ہے اور برق کیطرح چلتی ہے

مکر مفر مقبل مدبر معا
حملہ کرنیوالی بھاگنے والی آگے ہونیوالی پیچھے ہونیوالے

کداب اجارد عند موقد مازق
جیسا کہ لڑائی کے میدانمین عمدہ گھوڑونکی عادت ہے

وان یراعی صارم یحرق العدا
اور میرا قلم ایک تلوار ہے جو دشمنون کو جلاتا ہے

کنار وما النیران منه باحرق
اور آگ اس سے کچھ زیادہ جلانیوالی نہین۔

وان کلامی مثل سیف مقطع
اور میرا کلام تیغ برّان کی طرح ہے

یجذ روس المفسدین ویفرق
مفسدون کا سر کاٹتی اور جدا کرتی ہے

وانی اذا حاولت کلما فصیحة
اور جب مینے خدا سے کلمات فصاحت طلب کیے

فناولنی ربی فانی منطقی
پس مین اپنے رب سے گونان گون فصاحت کلام دیا گیا

واعطیت فی سبل الکلام قریحة
اور کلام کی راہون مین ایسی طبیعت دیا گیا ہون

کجواد مرقل تزجر وتدبق
جو اس اونٹنی کیطرح ہے جو جلد اور ہر ایک اونٹنی پر مقدم رہتی ہے

وترّهها الرحمٰن عن كلّ ابلةٍ
اور خدا نے ان کلموں کو ہر ایک نقصان سے منزہ کیا

وصيّر عيري كالسحيق الحبلّق
اور میرا عجز حقیر کوتہ قد کی طرح کیا گیا۔

علونا ذرى قنن الكلام وقولنا
ہم کلام کے پہاڑوں کے چوٹیوں پر چڑھ گئے اور

زلال نمير لا كماءٍ مرنّق
ہمارا قول آب خوش اور صافی ہے اور میلا کچیلا نہیں

فلو جاءنا بالزمر سحبان وائل
پس اگر ایک گروہ کے ساتھ سحبان وائل بھی ہمارے پاس آئے

لفرّ من الميدان خوفا كخرنق
ہر آئینہ ڈر کر خرگوش کی طرح میدان سے بھاگ جائے

وفاضت على شفتيّ من الله رحمة
اور خدا کی طرف سے میرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے

فقولي ونطقي اٰية للمحقّق
پس میرا قول اور نطق محقق کے لئے ایک نشان ہے

وكلم كسمطي لؤلؤٍ قد نظمتها
اور کلمے موتیوں کی طرح ہیں جنکو میں نے منتظم کیا

وجمل كافنان العذيق الاسحق
اور جملے لطیف جو کھجور کی شاخوں کی طرح ہیں وہ کھجور

اذا ما عرضنا قولنا كالمناضل
جب ہم نے لڑنے والے کی طرح اپنا سخن پیش کیا

لميتٍ سقطتم او كثوبٍ مخرّق
پس تم مردہ کی طرح یا پھٹی ہوئی کپڑے کی طرح گر گئے

فما كان يوم الجمع الا لذلكم
پس جلسہ ہدایت کا دن ایسی غرض سے تھا کہ تمہاری ذلت ظاہر ہو

ليبدي ربّي شان رجل موفّق
اور تا خدا تعالیٰ توفیق یافتہ انسان کی شان ظاہر کرے

اباد كم الرحمٰن خزيا وذلةً
خدا نے تم لوگوں کو ذلت کی مار سے مار دیا

وايّدني فضلا ففكّر وعمّق
اور اپنے فضل سے میری تائید کی پس سوچ اور خوب سوچ

الا ربّ خصم كان الوى كمثلكم
خبردار ہو بہت سے دشمن تمہاری طرح سخت لڑنے والے تھے

مصرّا على تكفيره غير معتق
تکفیر پر اصرار کرنے والا باز نہ آنے والا

فلما اتاه الرشد من واهب الهدى
پس جب کہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پہنچی

اتاني وبايعني بقلب مصدّق
میرے پاس آیا اور دل کی تصدیق سے بیعت کی

رأيت اولي الابصار لا ينكرونني
میں نے دانشمندوں کو دیکھا ہے کہ میرا انکار نہیں کرتے

وينكر شاني جاهل متحمّق
اور جو جاہل اور احمق ہو وہ میری شان سے انکار کرتا ہے

لهم اعين لا يبصرون بها فمن
ان کے واسطے آنکھیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے پس ان کو

يريهم اذا فقدوا عيون التأنّق
کون دکھاوے جب کہ اچھی باتوں کو دیکھنے کی آنکھ نہیں رکھتے

الا ايها الغالي الام تفسّق
اے غلو کرنیوالے تو کب تک گالیاں دیگا

فدونك نصحي واتق الله وارفق
پس میری نصیحت قبول کر اور خدا سے ڈر اور نرمی کر

وما جئتكم من غير اي وحجة
اور میں بغیر نشانوں کے تمہارے پاس نہیں آیا

وقد اشرقت ايات ربي وتشرق
اور میرے رب کی نشان چمکے ہیں اور بعد اس کے چمکینگے

فما وقع منها خذ ثم يطلب الرهجي
پس جو کچھ اُسمیں سے واقع ہوگیا اسکو طالب بیطرح

وما لم يقع فاترك هواك ورنق
اور جو واقع نہیں ہوا اس کے لینے کا منتظر رہ

رئيت كثيرا من لئام وانني
میں نے بہت لئیم دیکھے گر ایسے

لمثلك ما انست رجلا يعبق
تیرے جیسا بدخو کوئی نہ دیکھا

تسترلبك تحت كبر ونخوة
تیری عقل تکبر اور نخوت کے نیچے چھپ گئی

كلب عفا في بطن جوز مرصق
اُس مغز اکرو کیطرح جو تنگ اور سخت چھلکے والے اکرو میں

اراك كفدان تخاذل رجله
میں تجھے اس بیل کیطرح دیکھتا ہوں جو چلنے میں سستی کرتا ہے

فلا بد من رجل يسوق ويزعق
پس ایسے آدمی کا ہونا ضروری ہے کہ ہانکے اور بلند آواز سے زجر کرے

وما انت الا كالعصافير ذلة
اور تو کچھ نہیں مگر ایک چڑیا ہے

وتحسب نفسك من عماء لسوذق
اور نابینائی سے اپنے تئیں ایک شاہین سمجھتا ہے

فترجم يا ابليس ثم بحربة
پس اے ابلیس تو سنگسار کیا جائیگا اور پھر ایک حربہ سے

تمزق تمزيقا كثوب مشبرق
پتلے کپڑے کیطرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا

ورثت لئاما قد خلوا قبل وقتكم
تو ان لئیموں کا وارث ہو گیا جو تمہارے پہلے گذر گئے

تشابهت الاطوار يا ايها الشقي
اے شقی تمہارے طور ان سے مشابہ ہو گئے

وساءتك ما قلنا فعينك قد عمت
اور تجھے ہماری بات بری معلوم ہوئی اور تو اندھا ہو گیا

لمثل خفافيش اذا الشمس تشرق
ان شپروں کی طرح جو سورج کے چمکنے کیوقت اندھی ہو جاتی ہیں

ومن لم يكن في دينه ذا بصيرة
اور جو شخص اپنے دین میں بصیرت نہ رکھتا ہو

يكن امره تكذيب امر محقق
محققوں کی تکذیب اس کی عادت ہو گئی

فقفوتم امورا لم يكن علمها لكم
تم ان امور کے پیرو ہو گئے جنکا تمہیں علم نہ تھا

فاني عليكم يا عدا الحق اشفق
و میں اے دشمنان حق تمہاری حالت پر مہربان ہوں

وتنكر ما ابدى المهيمن عزتي
اور خدا نے جو ہماری عزت ظاہر کی اس سے تو انکار کرتا ہے
ولا تنتهي بل كالمجانين تشهق
اور باز نہیں آتا بلکہ دیوانوں کی طرح خوش ہوتا ہے

وبون بعيد بين شلق وقرشنا
اور چھوٹی مچھلی اور ہماری بڑی مچھلی میں بڑا فرق ہے
فنبلعكم كالقرش يا اهل عملق
پس ہم تمہیں بڑی مچھلی کی طرح نگل لیں گے اے ظالمو

ونحن بحمد الله نلنا مدارجا
اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے مدارج تک پہنچ گئے
وصرتم كميت او كخشب مهرق
اور تم مردہ کی طرح ہو گئے یا ٹوٹی ہوئی لکڑی کی طرح

احاطت بنا الانوار من كل جانب
ہر ایک طرف سے ہمیں نور محیط ہو گئے ہیں
ومن افقنا شمس المحاسن تشرق
اور ہماری رفق سے آفتاب محاسن طلوع کرتا ہے

وانيموا من الرحمن حق مطهر
اور خدا کی بات نشوونما پاتی ہے
وما كان من غول فيفنى ويمحق
اور جو شیطان کی طرف سے ہو وہ فنا ہو جاتا ہے اور نقصان

و والله اني مؤمن ومحبه
اور بخدا میں مومن اور محب خدا ہوں
اانت علينا باب ذي المجد تغلق
کیا تو ہم پر خدا تعالیٰ کا دروازہ بند کرتا ہے

وتذكرني كالمفسدين محقرا
اور مجھے تحقیر سے تو یاد کرتا ہے اور
تقول فقير مفلس بل ملدحق
کہتا ہے کہ ایک محتاج مفلس بلکہ انتہائی گیرا ہے جو بالکل نصیب ہو

اتفخر يا مسكين من قلة النهى
اے مسکین کیا کم عقلی کی وجہ سے
بمال واولاد وجاه وتشتق
مال اور اولاد اور مرتبہ اور لوگ گرد کرنے سے فخر کرتا ہے

وما الفخر الا بالتقاة وبالهدى
اور فخر محض پرہیزگاری کے ساتھ ہے
ولا مال في الدنيا كقلب متقي
اور دنیا میں کوئی مال پرہیزگار دل کی طرح نہیں

تسب وقد شاهدت صدقي وانني
تو مجھے گالی دیتا ہے اور میرا صدق اور میری شان دیکھ چکا ہے
وان الفتى بعد البصيرة يتقي
اور مرد آدمی بصیرت کے بعد بدگوئی سے ٹھہر جاتا ہے

على راس مائة بعث رجل مجدد
صدی کے سر پر ایک مجدد آیا
حديث صحيح لا كقول ملفق
یہ حدیث صحیح ہے کوئی بناوٹی کا قول نہیں

اتعزو الى الافتراء خباثة
کیا میری طرف خباثت سے افترا کی تہمت کرتا ہے
وقد عصمني رب الورى من تخلق
اور خدا نے مجھے جھوٹ بولنے سے بچایا ہوا ہے

نشأت احب الصدق طفلا ویافعا
میں بچپن سے جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ تک

وکهلا ولو مزقت کل الممزق
سچائی سے دوستی رکھتا رہا ہوں اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں

شربناه الالا یکدر صفوه
ہم نے وہ پانی پیا جس کی صفائی کو کوئی چیز نہیں بگاڑتی

وذقنا شرابا محییا من تذوق
اور ہم نے وہ شربت پیا جو چکھنے والے کو زندہ کر دیتا ہے

عجبت لعقلك یا اسیر ضلاله
تیری عقل پر اے گرفتار ضلالت تعجب ہے

ترکت نمیر الماء من حب غلفق
تو نے اچھا پانی کائی کی خواہش سے ترک کر دیا

ابصار فی عینی مخالفك القذی
کیا تو اپنے مخالف کی آنکھ میں ایک تنکا دیکھتا ہے

وعینك من جذل عتا تتشقق
اور تیری آنکھ ایک موٹی جڑ کے اندر جانے سے پھٹی جا رہی ہے

تموت بداء ذی سقاف عقنقل
تو [illegible] ٹیلے میں مرتا ہے

وتکره روضا من عذیق ملبق
اور کھجوروں کے باغ سے پرہیز کرتا ہے

تشن بهدی والشمس نضت نقابها
[illegible] ہدایت اور سورج نے برقع اتار ڈالا

وانت کخفاش الدجی تتابق
اور تو خفاش کی طرح چھپتا ہے

وسمیتنا اشقی الرجال تعصبا
اور [illegible] نام تو نے اشقی الرجال رکھا ہے

فتعلم ان متنا غدا اینا الشقی
پس مرنے کے بعد تجھے معلوم ہوگا کہ ہم دونوں میں کون شقی ہے

وهل یستوی المرآن هذا محقق
اور ایسے دو آدمی برابر نہیں ہو سکتے کہ ایک ان میں سے محقق ہے

واخر یتبع کل قول ملفق
اور دوسرا ہر ایک رطب و یابس کی پیروی کرتا ہے

اری راسك المنحوس قفرا من النهی
میں تیرے منحوس سر کو عقل سے خالی دیکھتا ہوں

وقلبا کموماة ونفسا کسملق
اور تیرے دل کو بے آب و دانہ جنگل کی طرح اور تیرے نفس کو بنجر زمین کی طرح

متی ضل عقل المرء ضلت حواسه
جب انسان کی عقل گمراہ ہو جاتی ہے تو ساتھ ہی حواس بھی گمراہ ہو جاتے ہیں

فلا یونس الوحل المزل ویزلق
پس پھسلانے والی کیچڑ کو نہیں دیکھتا اور پھسل جاتا ہے

کذلك متم من عناد ونقمة
اسی طرح تم عناد اور کینہ سے مر گئے

فانی لکم تایید رب موفق
پس خدا کی تائید تمہیں کہاں سے

الی الکفر امثال جفاء وغلظة
کیا کافروں میں ظلم اور درشتی میں تمہارا کوئی نمونہ پایا جاتا ہے

لکم ایها الرامون رمی المخنق
اے وہ لوگو جو محض درد و غم کی وجہ سے گالیاں دے رہے ہو

أهذا هو التقوى الذي في جموعكم
کیا یہی تمہاری جماعتوں کا تقویٰ ہے

وقلت لكم توبوا وكفّوا لسانكم
اور میں نے تمہیں کہا کہ توبہ کرو اور زبان کو بند رکھو

ولله آيات لتائيد أمرنا
اور خدا نے ہمارے امر کی تائید میں کئی نشان ظاہر کئے ہیں

على قلب أهل الله نزلت سكينة
اہل اللہ کے [illegible] سکینت نازل [illegible]

أيا لاعني إن السعادة في التقى
اے میرے لعنت کرنے والے [illegible] نیک بختی میں ہے

إذا كتب أن الموت لابد تدرك
جب لکھا گیا کہ موت ضرور ہے

ولا يفلح الإنسان إلا بصدقه
اور انسان محض صدق سے نجات پاتا ہے

وما نحت شدقاك بالسب والهجا
اور تو نے گالیوں کے [illegible] اس سے اپنے منہ کھولا ہے

وإن سقام الجسم ملتمس الشفا
اور جسم کی بیماری قابل شفا ہے

ووالله لولا حربتي لم تكد ترى
اور بخدا اگر میرا حربہ نہ ہوتا

وإني كتبت قصيدتي هذه لكم
اور میں نے یہ قصیدہ تمہارے مقابلہ کیلئے لکھا ہے

بكسوار أكمام وكاخمرة الفلا
میں گونگوں کیطرح تمہیں دیکھتا ہوں [illegible] کے [illegible]

أتلك الأمور ومثلها شأن متقي
کیا یہ امور اور انکی مانند متقی کی شان سے لائق ہیں

فما كان فيكم من يتوب ويتقي
پس تم میں کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ توبہ اور تقویٰ اختیار کرتا

وإنا كتبنا بعضها للمحقق
اور بعض کو ہم نے محققوں کے لئے لکھ دیا

وقلبك يا مفتون يعوي وينهق
[illegible] اور اے فتنہ میں پڑے ہوئے [illegible] آواز کر رہا ہے

فخف قهر رب حافظ الحق واتق
پس خدا [illegible] سے ڈر اور [illegible] کر

فموت الفتى خير له من تملق
پس مرد کا مرنا جھوٹی خوشامد [illegible]

وكل كذوب لا محالة [illegible]
اور ہر ایک دروغگو [illegible] ہوتا ہے

وتكذيب أهل الحق [illegible]
[illegible]

وليس دواء في الذي [illegible]
مگر شقاوت کی [illegible] دوا نہیں

[illegible]
تو تو کوئی [illegible]

فمن بينكم من كان [illegible]
پس تمہارے گروہ میں [illegible]

غدا طلق ألسنكم [illegible]
اور تمہاری زبان کی [illegible] کو طلاق دی جاتی ہے

أتحسب أن القول قول الأجانب
کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہ قول غیروں کا قول ہے

فما هي الا كلمة قيل مثلها
پس یہ تو ایسا کلمہ ہے کہ پہلے ایسا کہا گیا ہے

ففكر أتعلم منشأً لي كتمته
پس فکر کر کیا ایسا منشی تجھ کو معلوم ہے جو میں نے چھپا رکھا

أتنحت كذبا ليس عندك شاهد
کیا تو ایسا جھوٹ تراشتا ہے کہ اس پر تیرے پاس کوئی گواہ نہیں

رضيت بحكاكات ابليس شقوة
شیطانی وساوس کے ساتھ تو راضی ہو گیا

أتنكر آياتي وقد شاهدتها
کیا تو دیدہ و دانستہ میرے نشانوں سے اعراض کرتا ہے

وقد مات آتم عمك المتنصر
اور آتھم تیرا چچا نصرانی مر گیا

رأيتم جوازيكم من الله ربنا
تو تمنے خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنی سزائیں دیکھ لیں

وقد قطع ربي انف اخصم كلهم
اور میرے خدا نے تمام مخالفوں کی ناک کاٹ دی

تكنف قلبك صد ظلمات الشقا
تیرے دل پر انکار شقاوت محیط ہو گیا ہے

وقد ضاع ما علمت ان كنت عالما
اگر تو عالم تھا تو تیرا سب علم برباد ہو گیا

اراك ومن ضاهاك ربّ جهلة
میں تجھ کو اور تیرے امثال کو جاہلوں کا ریوڑ دیکھتا ہوں

وقد صبّ من عيني كماء مدغفق
حالانکہ یہ میری تیرے پانی ٹپکنے والے کی طرح گرایا گیا ہے

فقالوا اعان عليه قوم مشفق
اور لوگوں نے کہا کہ اس کی دوسروں نے مدد کی ہے

فيملوا القصائد لي بحجر الناعق
پس وہ میرے لئے پوشیدہ بیٹھ کر قصیدہ لکھتا ہے

عليه وتنبح كالكلاب وتزعق
اور کتوں کی طرح بھونکتا اور شور مچایا کرتا ہے

وآثرت سبل الغي يا أيها الشقي
اور گمراہی کی راہیں اے شقی تو نے اختیار کیں

أتعرض عن حق مبين مزوق
کیا تو کھلے کھلے اور آراستہ حق سے انکار کرتا ہے

وقد حق ان تتحى لحاكم وتحلق
اور جب ہوا کہ تمہاری داڑھیاں نا بود کی جائیں اور منڈائی جائیں

فمتم كموت المفسد المتحلق
اور تم اسطرح مر گئے جیسے مفسد دروغگو مرتا ہے

واخزى العدا وأباد كلا بمازق
اور دشمنوں کو رسوا کیا اور سب کو سیدھی ہلاک کر دیا

فما ان ارى فيك الهداية تشرق
پس میں نہیں دیکھتا کہ ہدایت تجھ میں چمکے

كزبر اذا حملت على ظهر زهلق
ان کتابوں کی طرح جبکہ گدھے پر لادی جائیں

تلاعب بعضكم بعضا كاحمق انزق
بعض بعض کے پیچھے لگے جیسے نادان شتاب کار

رأیتم عواقبکم بترک سفینتی
تمنے میرے سفینہ کے ترک سے اپنا انجام دیکھ لیا

وضاعت خلایاکم وفنتم لمغرق
اور تمہارے بڑے کشتیاں تباہ ہو گئیں اور تم غرق کرنے والے کی طرح ہو گئے

وعندی عیون جاریات من الہدیٰ
اور میرے پاس ہدایت کے چشمے جاری ہیں

ہنیئًا لرجل قد دنا ہا لیستقی
اس آدمی کو وہ چشمے گوارا ہوں کہ انکی نزدیک ہوا تا پانی پیوے

واعطیت علمًا یملأ العین قرۃ
اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہوں جو آنکھ کو ٹھنڈا کرتا ہے

ونورًا علی وجہ المخالف یبزق
اور نور دیا گیا ہوں جو مخالف کے منہ پر تھوکتا ہے

وانی اری العادین فی تیہ الشقا
اور میں ظالموں کو شقاوت کے جنگل میں دیکھتا ہوں

ومن جاءنی صدقًا فقد دخل جوسقی
اور جو صدق کے ساتھ میرے پاس آیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا

ولو کنت دجالًا کذوبًا لضرّنی
اور اگر میں دجال اور دروغگو ہوتا تو مجھ کو ضرر پہنچتی

عداوۃ من یدعو علیّ لاوبق
عداوت ضرر پہنچاتی اس کی جو مجھ پر میری ہلاک ہونے کی لئے بددعا کرتا تھا

دعوا ثم سبّوا ثم کادوا فخیّبوا
انہوں نے بددعا کی گالیاں دیں پھر مکر کیا پھر نامید ہو گئے

لما حفظتنی عین ربّ مرمق
کیونکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ نے مجھ کو بچا لیا وہ خدا جو ہمیشہ مجھ کو اپنی نظر میں رکھتا ہے

ینازعنی اقوام ویشتد حربہم
قومیں جھگڑتی ہیں اور ان کی لڑائی سخت ہوتی ہے

فیُعلی المہیمن کل من کان اصدق
پھر خدا تعالیٰ اس شخص کا غلبہ ظاہر کرتا ہے جو اس کے نزدیک صادق ٹھہرے

فلیت عقول الزمر قبل افتضاحہا
پس کاش کہ مخالف جماعتوں کی عقلیں انکی رسوائی سے پہلے

یصلن الی حق مبین محقق
کھلے کھلے حق کو پالیں

وما انا الا منذر عند فتنۃ
اور میں فتنہ کے وقت ایک منذر ہو کر آیا ہوں

وقد جئت من ربی کراع معفق
اور میں اپنے رب کی طرف سے ایسا چرواہا ہو کر آیا ہوں جو بکریوں کو

ولی قربۃ شدّوا علی عصامہا
اور میری ایک مشک ہے جس کا بند میری پر مضبوط کیا گیا ہے

لاروی اقوامًا بماء اغدق
تاکہ میں قوموں کو بہت سے پانی سے سیراب کروں

فمن یاتنی صدقًا کعطشان ساعیًا
پس جو شخص صدق کے ساتھ پیاسے کی طرح دوڑتا ہوا میرے پاس آئیگا

یجد کاہلی ہذا ذلولًا لمستقی
میرے اس مونڈھے کو پانی طلب کرنے والے کے لئے جھکتا ہوا پائیگا

فقم شاہدًا للہ ان کنت خاشعًا
پس اگر تو خدا کے لئے خشوع رکھتا ہے تو گواہی کے لئے کھڑا ہو جا

واکرم ناس عندہ فاتک تتقی
اور خدا کے نزدیک بزرگ آدمی وہی ہے جو دلیر اور متقی ہے

وقد كنت لله الذي كان ملجائي
اور میں اس خدا کیلئے ہو گیا جو میری پناہ ہے

فذلك سر بين روحي ومزعقي
اور یہ بھید ہے مجھ میں اور میری فریادگاہ میں

رئيت وجوها ثم اثرت وجهه
میں نے کئی منہ دیکھے پس اسکا منہ اختیار کر لیا

فواها له ولوجهه المتالق
پس کیا اچھا وہ ہے اور کیا اچھا اسکا منہ چمکنے والا

احب بروحي فالق الحب والنوى
میں اپنی جان کے ساتھ اسکو دوست رکھتا ہوں جو دانہ اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے

واني لاول من نوى كل ملزق
اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے ہر ایک پیوستہ کو پھینک دیا ہے

ولله اسرار بعاشق وجهه
اور خدا کو اس کے عاشق کے ساتھ بھید ہیں

فسل من يشاهد بعض هذا التعلق
پس اس شخص سے پوچھ جو اس تعلق کو دیکھنے والا ہے

لحبي خواص في الوصال وفرقة
میری دوستی کو وصال اور جدائی میں خواص ہیں

ففي القرب يحييني وفي البعد توبق
پس وہ قرب میں زندہ کرتا ہے اور دوری میں ہلاک کرتا ہے

واعطيت من حبي قميص خلافة
اور میں اپنے پیارے کی طرف سے قمیص خلافت دیا گیا ہوں

قميص رسول الله ابيض اليق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیص جو بہت سفید ہے

واعطيت علم الفتح علم محمد
اور میں فتح کا جھنڈا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے دیا گیا ہوں

واعطيت سيفا جذ اصل التخلق
اور میں وہ تلوار دیا گیا ہوں جس نے جڑ دروغگوئی کی کاٹ دی

فتلك علامات على صدق دعوتي
پس میرے صدق دعوی پر یہ علامتیں ہیں

فان كنت تطلبها ففتش وعمق
پس اگر تو ان علامتوں کو طلب کرتا ہے تو تفتیش کر اور سوچ

وان صراطي مثل جسر على اللظى
اور میری راہ دوزخ پر پل ہے

حفافاه نار فاتني ايها التقي
اور دونوں کنارے اس کے آگ ہیں پس اے پرہیزگار میرے پاس آ جا

اذا ما تحامتني الاراذل كلهم
اور جب تمام رذیلوں نے مجھے چھوڑ دیا

فايقنت ان شريف قومي سيلتقي
پس میں نے یقین کیا کہ جو میری قوم کا شریف ہے وہ ضرور مجھ سے ملیگا

ارى الله يخزي الفاسقين ويصطفي
میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالی فاسقوں کو رسوا کریگا اور اپنے

عبادا له قتلوا بسيف التعشق
بندوں کو جو عشق کی تلوار سے قتل کئے گئے چن لے گا

ويأتي زمان ان ربي بفضله
اور وہ زمانہ آتا ہے کہ میرا رب اپنے فضل سے

يجذ رؤس المفسدين ويفرق
مفسدوں کے سر کاٹے گا اور جدا کرے گا

وقد صقلت كلمي كمثل سجنجل

اور میری کلمین آئینہ کی طرح صاف کئے گئے ہین

فترنو إليها مقلة المتأنق

پس تعجب کرنیوالی کی نظر انکو ٹکٹکی لگاکر دیکھتی ہے

ارى عندنا اسرار نضض لمقتا

مین دیکھتا ہون کہ نرم اندام عورتین اسرار کی ہمارے لئے ننگی ہوگئین

ومن غيرنا باعدن كالمتابق

اور غیرون سے وہ بھاگنے والیونکی طرح دور ہوگئین

اذا ما خرجن من الغبيط بزينة

اور جبکہ وہ ہودہ سے زینت کے ساتہ نکلین

فاصبى رشاقتهن قلب مرمق

پس ان کا حسن اندام دیکھنے والونکا دل لے گیا

اذا ما تجلى حسنهن بنوره

اور جب ان کا حسن اپنے نور کے ساتہ چمکا

فرحلت بجاليه ظلام تغسق

پس اندھیرا یون چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھرون سے آوارہ

وقل من الاخدان من كان حسنه

اور معشوقون مین سے بہت کم ہوگا جسکا حسن ہمارے

كحسن عذارانا وخد أبرق

ان باکرہ معشوقون کیطرح ہوگا اور رخسار روشن ہون

فجعلت به ذات الكسور لنا السوا

پس ہمارے لئے ان کے ساتہ نشیب و فراز کی راہ سیدہی کی گئی

وانبتت وهد الجائرين كسملق

اور مینے ظلم کرنیوالون کے گڑھون کو برابر زمین کیطرح دیکھا

وليس كشرح الصدر للمرء نعمة

اور انسان کیلئے شرح صدر جیسی اور کوئی نعمت نہین

ومن اردء الاوقات وقت التأزق

اور سب وقتون سے زیادہ ردی وقت تنگدلی کا وقت ہے

ونفس كموماة السباع مبيدة

اور بہت سے نفس ہین کہ جنگل کے درندون کیطرح ہلاک کرنیوالی

بها الذئب يعوي كالاسير المخنق

انہین بھیڑیا چیخین مارتا ہے جیسا کہ قیدی جسکا گلا گھونٹا گیا ہو

فما خفت صولتهم وحقرت امرهم

پس مین انکی حملہ سے نہین ڈرا اور انکے کاروبار کو حقیر جانا

بما صانني ربي بعين التومق

کیونکہ خدا نے مجھے اپنی محبت کی آنکھ سے مجھے بچالیا

وكائن ترى من معتد هو صائل

اور بہت معتد تو دیکھیگا کہ وہ مجھپر حملہ کرنیوالے ہین

على فيدفعه الحفيظ ويخفق

پس خدا ایسے دشمن کو دفع کرتا اور اسکو تازیانہ مارتا ہے

تجلت من الرحمن انوار حجتي

خدا کی طرف سے میری حجت کے نور ظاہر ہوگئے ہین

فما الخوف ان تعرض وان تتعرق

پس کچھ خوف کی جگہ نہین اگر تو کنارہ کرے یا بخل کرے

سينصرني ربي ويعلي عمارتي

عنقریب خدا مجھے مدد دیگا اور میری عمارت کو بلند کریگا

فهدوا او رضوا منزلي واسوق

پس اگر ممکن ہے تو اس عمارت کو ہتھیلیوں اور پنڈلیوں سے مسمار کردو

تنجر خصیمی هل تری من علامۃ
اے میرے دشمن خوب دیکھ کیا تو کوئی علامت پاتا ہے

بھا یعرف الکذاب عند المحقق
جس سے جھوٹا پہچانا جاتا ہے۔

اذا ما نقول ھلم لا نتبری لنا
جب کہیں آ تو ہمارے مقابل پر آتا نہیں

وفی بیتک المنحوس تھذی وتزنقی
اور اپنے منحوس گھر میں بکتا اور اوپر پڑھتا ہے

دعوت فاکثرت الدعاء لنکبتی
تونے بد دعا کی اور میری ادبار کیلئے بہت بد دعا کی

فواللہ زدنا بعدہ فی التفنق
پس بخدا ہم بعد اس کے تنعم میں زیادہ ہوئے

عرضنا علیکم رحمۃ امر ربنا
ہمنے مہربانی سے اپنا رب کا امر تمہارے پیش کیا

فلم تخفلوا کبرا وقد کنت اشفق
پس تمنے کچھ پروا نہ کی اور میں ڈرتا تھا

وقلت لکم توبوا ولا تترکوا الحیا
اور میں نے کہا کہ توبہ کرو اور حیا کو مت چھوڑو

فزدتم عنادا واعتدیتم کا فسق
پس تم عناد کی رو سے بڑھ گئے اور حد سے زیادہ گذر گئے جیسا کہ فاسق گذر جاتا ہے

وانی حبست النفس عند ضنولکم
اور میں نے تمہاری ہجو کے وقت اپنے تئیں روکا

صبورا علی سب وشتم محرق
اور تمہاری گالیوں پر صبر کیا۔

وواللہ لا یخزی الصدوق بقولکم
اور بخدا صادق تمہاری بات کے ساتھ رسوا نہیں کیا جائیگا

ایرھق قذ وجہ من کان اصدق
کیا صادق کے منہ پر غبار آسکتی ہے

فتوبوا الی الرب الوری واستغفروا
پس خدا کی طرف توبہ کرو اور گناہ کی معافی چاہو

ولا تشتروا بالحق عیشا مرمق
اور تھوڑی عیش کے لئے حق کو مت چھوڑو

خاتمۃ الکتاب

ان کتابی ھذا اخر الوصایا للعلماء۔ الذین تصدوا للتکذیب والاستہزاء یحسرۃ علیھم وعلی ما اروا من حالتہ۔ انھم فتحوا علی الناس ابواب ضلالۃ فی زمن تطائرت فیہ الفتن کشعلۃ جوالۃ۔ والناس کانوا تائھین فی موماۃ بطالۃ۔ فالقاھم العلماء فی وھد مغتالۃ۔ وجمعوا لھم قد انف جھالۃ ثم اوقدوا قد انفھم بقبس وذبالۃ وصاروا لھم کضغث علی ابالۃ واختاروا مدارج الیھود۔ وسلکوا مسالک الغی والعنود۔ وما کانوا منتھین

فغلظت عليهم بعد ما اكدى الاستعطاف - ولم ينفع التملق والائتلاف
ولما فيهم اهل قلب صاف - ولا فتى مصاف - وانهم رغبوا من العلم
فى الشوف المعلّى - ومن الدرّ فى الدرهم - وتركوا طوائف اسرار فاقت
فى الشناعة - كرجل يتخطى رقاب الجماعة - او كامرأة تتحرى طرق الشناعة
وكانوا يعرفون شانى ومقامى - ورؤا آياتى وسمعوا كلامى - وانى اكثرت لهم حلى
وصيّتى حتى قيل انى مكثار - وما عفت ان يبقى اسرار - فما نفعهم كلامى ومقا
وما انتفعوا بتفصيلى واجمالى - فكان هذا اعظم المصائب على الاسلام -
لولا رحمة الله ذو الجلال والاكرام فالحمد لله على ما رحم وارسل عبده بالآيات
وانزل من البيّنات المحكمات وقطع دابر المفسدين - انه احسن الى الخلق
واتم حجتى - واظهر لهم آيتى - واعلا لهم رايتى - وما اطلب الشهادات
وما بقى الا جهام التعصبات - وابدى فى تائيدى انواع العجائب - ونجا
اولى الالباب من حجب الارتياب - وحان ان اطوى البيان واقص جناح
القصة - واعرض عن قوم لا يبالون الحق بعد اتمام الحجة - فاعلموا انى الآن
صرفت وجهى عن كل من اهان من الشقيين المتجاهلين - وابعد نفسى من المتكبرين الخائنين
واعاهد الله ان لا اخاطبهم من بعد واحسبهم كالميتين المدفونين -
ولا اكلّم المكفرين المكذبين - ولا اسب السابين المعتدين - ولا
اصغى وقتى لقوم مسرفين - الا الذين تابوا واصلحوا وجاؤونى مسترشدين
ودقوا باب طلب الهدايات - واستفسروا لتسلّم القلب لا كاهل الغوايات
ولم يقوموا مع المؤمنين - وهذا آخر ما كتبنا فى هذا الباب - وندعو الله
ان يفتح لعباده سبل الصدق والصواب - والحمد لله فى المبدء والمآب
وعليه توكلنا واليه انبنا واياه نستعين -

ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين آمين

الراقم ميرزا غلام احمد القادياني ٢٦ [illegible]

فہرست کتب موجودہ

آئینہ کمالات اسلام مع تبلیغ ... عا

کرامات الصادقین یعنی تفسیر سورہ فاتحہ .... عہ

سر الخلافہ ۸

نور الحق عربی معہ ترجمہ اردو دو حصے ...... عہ

انوار الاسلام ۴

رسالہ سراج منیر ۴

اتمام الحجۃ عربی و اردو ۳

ست بچن یعنی مباحثہ امرتسر ۸

رسائل اربعہ۔ انجام آتھم ضیاء الحق کا فیصلہ دعوت قوم مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی ... ۱۲

تحفہ قیصریہ یعنی مبارکباد جوبلی شصت سالہ حضرت ملکہ معظمہ ۲

برکات الدعا ۲

تتمہ حق ۲

حصہ چہارم براہین احمدیہ .... للعہ

ست بچن مع آریہ دھرم .... عہ

نور القرآن حصہ اول ۴

ایضاً حصہ دوم ۸

حمامۃ البشریٰ .... عہ

ازالہ اوہام سعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

استفتاء

لَا تَکْتُمُوا الشَّہَادَۃَ
وَمَنْ یَّکْتُمْہَا فَاِنَّہٗ آثِمٌ قَلْبُہٗ وَاللّٰہُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ

گواہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گنہ گار ہے اور
خدا جو کام تم کرتے ہو جانتا ہے



مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان مین چھپا

۱۶ مئی ۱۸۹۷ء

I should also mention that those Maulvies, who like the Aryas, bewildered by the too accurate and unexpected fulfilment of the prophecy, and who being utterly devoid of spirituality are befogged by doubt will find it worth their while to peruse this book

I send this pamphlet to you so that after a careful consideration of the arguments I have given, you may give your impartial opinion as to the following points —

1. Has the prophecy about Lekh Ram been actually fulfilled?

2 *If* so can it be said that the prophecy is supernatural, that is, neither a design of man nor a mere accident, but a special manifestation of the Divine powers, which may be termed a revealed prophecy?

And communicate the same with your arguments in support of your views to

Your ever faithful,

MIRZA GHULAM AHMED,

Chief of Kadian.

Gurdaspur District,

Punjab.

KADIAN

Dated 1st May 1897.

☞You should not conceal your testimony, and he who does conceal is surely wicked minded, and God is perfectly aware of what you do.—(Sura Baqar R. 38).

SIR,

I beg to enclose herewith a copy of the pamphlet named "Istifta."* The motive which has led me to write it is, that the Aryas entertain quite a false notion that Lekh Ram was murdered at my instigation. I am inclined to excuse them for this, as they are entirely ignorant of the supernatural origin of prophecies, and according to their belief inspiration and revelation from God belonged only to the hoary antiquity, now they have become extinct, in other words the Divine influence is not eternal, but a thing of the past. Therefore they cannot reconcile the prophetic phenomena with the present age. However a study of the pamphlet, it is hoped, will not only clear me of any participation direct or indirect in Lekh Ram's murder, but will also be useful to those who deny the existence of prophetic revelation in this age, and who consider the power of telling future events inconsistent with the laws of Nature. At any rate this pamphlet will probably be interesting and instructive to those who sincerely seek a reply to the questions;—(1) "Is there a God at all"? (2) "If so, does He reveal future events to His *Elite*."? I have answered these questions by fully explaining such reasons as conclusively prove that the prophecy about Lekh Ram was actually revealed by God, and that it was altogether out of the province of man's capabilities and device.

I have repeatedly said that Lekh Ram had challenged me to make the prophecy concerning himself which if it were fulfilled was to be the sole criterion of the truth or falsehood of Islam and the Arya faith. And when the prophecy was made, both the parties agreed to give it a very wide publication and awaited the result most anxiously. At last it has been most clearly and definitely fulfilled. The most curious phase of the prophecy, which has been very thoroughly discussed in these pages, is, that it was published in clear and unequivocal words in the "BURAHIN-I-AHMADIYAH" about seventeen years ago when Lekh Ram was a mere boy of twelve or thirteen years. The readers of this pamphlet must carefully consider this fact which, I beleive, will improve their faculty of discernment, and by clearly shewing them the difference between Divine and human powers, will settle their thoughts and satisfy their minds.

It would not be out of place to invite your attention to another of my books—"SIRAJ-I-MUNIR" or "THE BRIGHT SUN,"—which deals with this important question from another point of view. All the prophecies which were made and literally fulfilled before Lekh Ram's death, have been collected therein, and a few of them concerned some other Aryas who are still alive to bear testimony to what they experienced in their own cases. If any of my readers before attempting a reply to this pamphlet should like to see the "SIRAJ-I-MUNIR" it shall be sent to him with great pleasure.

---

*Istifta is an Arabic word and means to consult a learned man for an opinion.

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

اور جو اس سے چھپاوے اور چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

صاحبین من - مین اس چٹھی کے ہمراہ آپ کی خدمت مین ایک رسالہ بھیجتا ہون جس کا نام **استفتا** ہے اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی ہے کہ **آریہ** قوم نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ **لیکھرام** اس شخص یعنی اس راقم کی سازش سے قتل ہوا ہے اور میری دانست مین وہ کسیقدر معذور بھی ہین کیونکہ وہ الہامی پیشگوئیون کی فوق العادت طریق سے بالکل بےخبر ہین وجہ یہ کہ ان کے عقیدہ کی رو سے ہزارہا برس سے الہام الٰہی پر مہر لگ چکی ہے اور خدا کا کلام آگے نہین بلکہ پیچھے رہ گیا ہے اسلئے وہ کسیطرح سمجھ نہین سکتے کہ خدا کیطرف سے ایسی پیشگوئیان بھی ہو سکتی ہین - بہرحال ہمارے ہاتھ مین جو اپنی بریت کے وجوہ ہین ان کا بیان کر دینا نہ صرف لیکھرام کے حامیون کے شبہات کو مٹانا ہے بلکہ ایسے لوگون کے معلومات کو بھی وسیع کرنا ہے جو اس زمانہ مین کسی الہامی پیشگوئی کے نفس مفہوم پر بھی اعتراض رکھتے ہین اور غیب کی باتون کو قبل از وقت بیان کرنا قانون قدرت کے خلاف خیال کر رہے ہین غالباً یہ رسالہ ان لوگون کے لئے بھی دلچسپ اور موجب زیادت علم ہوگا جو دلی شوق کے ساتھ اس بات کی تفتیش مین ہین کہ کیا خدا حقیقت مین موجود ہے اور کیا وہ قبل از وقت کسی پر غیب کی باتین ظاہر کر سکتا ہے اسی غرض سے اس رسالہ مین تمام ایسی وجوہ بیان کی گئی ہین کہ جو بخوبی ثابت کرتے ہین کہ وہ پیشگوئی جو لیکھرام کے بارہ مین کیگئی تھی وہ واقعی طور پر خدا کیطرف سے تھی اور کسیطرح ممکن ہی نہین کہ وہ انسان کا منصوبہ ہو یا انسان اسپر قادر ہو سکے اور اس بات کو ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہین کہ اس پیشگوئی کی درخواست لیکھرام نے آپ ہی کی تھی اور اسکو **اسلام** اور **آریہ** مذہب کے امتحان صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا اور پھر بعد اس کے فریقین کی باہمی رضامندی سے دونو فریق نے بڑے زور سے اس پیشگوئی کو شائع کیا تھا اور جسطرح پہلوانون کی کشتی ہوتی ہے اسیطرح دونو گروہ کا اس پیشگوئی پر خیال لگا ہوا تھا آخر بڑی صفائی سے یہ پوری ہوئی - اس پیشگوئی مین یہ بات نہایت عجیب ہے جسکو مین زبردست دلائل کے ساتھ اس رسالہ مین بیان کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی مارچ ۱۸۹۷ء کے مہینہ سے جسمین لیکھرام قتل ہوا ہے ۱۷ برس پہلے ہماری کتاب براہین احمدیہ کے ایک الہام مین بھی صفائی سے ذکر کیگئی ہے اور براہین کی تالیف کا وہ زمانہ تھا کہ شاید اسوقت لیکھرام ۱۲-۱۳ برس کا ہوگا یہی وہ بات ہے جسکو خوب غور سے سوچنا چاہیئے اور یہی وہ امر ہے جس سے معرفت کی ترقی ہوگی اور خدا کے فعل اور انسان کے فعل مین کھلا کھلا فرق دکھائی دیگا اور دل مین سکینت اور اطمینان پیدا ہو جائیگی اور غالباً اسجگہ اس بات کا بیان کرنا بھی مفید ہوگا کہ ابھی چھپا ہے ایک دوسرا رسالہ ہے جس کا نام **سراج منیر** ہے اپنی بریت اور سچائی ثابت کرنے کیلئے ایک اور سلسلہ گواہ کیطرح پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مین وہ تمام پیشگوئیان جو لیکھرام کے مرنے سے پہلے پوری ہو چکی ہین رسالہ مذکورہ مین جمع کر کے لکھدی ہین اور نہایت لطیف طور پر انکا نظام دکھلایا ہے ان پیشگوئیون کے بعض ایسے **آریہ بھی گواہ** ہین جنکے بارہ مین یہ پیشگوئیان کیگئین تھین سو میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ جو صاحب اپنی تسلی کیلئے بروقت سراج منیر دیکھنا مناسب سمجھین وہ مجھ سے طلب کرین مین وہ رسالہ انکی خدمت مین روانہ کر دونگا اور یہ بات بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ جیسا کہ آریون کو اس پیشگوئی کے بارہ مین ناحق کے شبہات ہین جنکی وجہ بجز اس کے کچھ نہین کہ پیشگوئی کی عظمت نے انکو حیرت مین ڈال دیا ہے ایسا ہی ہمارے مخالف مولوی بھی جو روحانیت سے بے بہرہ ہین اسی گرداب مین پڑے ہوئے ہین - سو ان کے لئے بھی یہ رسالہ مفید ہوگا بشرطیکہ وہ غور سے پڑھین اور یہ رسالہ اس چٹھی کے ذریعہ سے آپ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے کہ آپ رسالہ کے وجوہ ثابت شدہ پیش کردہ پر غور کر کے اپنے دلی انصاف کے تقاضا سے وہ فتویٰ لکھین جس کا لکھنا دیانت اور شریعت کی رو سے واجب ہو یعنی یہ کہ لیکھرام کے مرنے کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی تھی کیا وہ فی الواقعہ پوری ہوگئی یا نہین اور کیا وہ اس اعلیٰ درجہ فوق العادت پر ہے یا نہین جسکی نسبت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ نہ وہ انسانی منصوبہ ہے اور نہ اتفاقی امر ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا وہ خاص فعل ہے جسکو الہامی پیشگوئی کہنا چاہیئے ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

راقم **غلام احمد قادیانی**

مرقومہ ذی الحجہ ۱۳۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

استفتاء

کیا فرماتے ہین بزرگان اہل النظر و اہل الرائے کہ یہ الہامی شہادتین جو ذیل مین لکھی جاتی ہین اسپر نظر
ڈالنے سے اطمینان کے لائق یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہین کہ جو پیشگوئی لیکھرام کی موت کی بابت کیگئی
تھی وہ واقعی طور پر پوری ہوگئی؟ اگر انکی سامنے مین پورے یقین اور اطمینان کیساتھ نیچے لکھی ہوئی
پیشگوئیون سے جو بطور وثیقہ شہادت ہین بکمال صفائی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ تحریرین انسانی
منصوبون اور مکرون سے برتر اور خوارق العادۃ ہین تو محض للہ سچائی کی مدد کیلئے جو جوان مردون اور بہادرون
اور خداترس بندون کا کام ہے بغرض تصدیق اس مضمون کے ذیل مین اپنی گواہی ثبت کرین۔ مجھے
نفس ہے کہ خدا تعالیٰ انکو اس سچی گواہی کا اجر دیگا۔ اور دنیا و دین کی عافیت اور کامیابی سے کامل حصہ
عطا فرمائیگا۔ ورنہ شہادت مخفی رکھنے کے جو برے نتیجے ہین انکا ظہور بھی قانون الٰہی کے رو سے
لازمی ہے۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک مندرجہ ذیل الہامی شہادتین اطمینان کے لائق نہین بلکہ انکے خیال
مین دراصل انسانی منصوبہ تھا جو الہامی پیشگوئی کے نام سے مشتہر کیا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اُسی پختہ
سازش کیوجہ سے لیکھرام چھٹے مارچ ۱۸۹۷ء کو بمقام لاہور مارا گیا تو اُسے اختیار ہے کہ اسکا عذر اپنی گواہی
ثبت کرے اور مجھے قاتلون مین سے شمار کرتا رہے۔ لیکن اگر اُسکے نزدیک یہ الہامی شہادتین وزن کے
قابل ہین جنسے ہم فائدہ اُٹھانیکے مستحق ہین تو دینی ہمدردی کا اسوقت ہم کوئی مطالبہ نہین کرتے مگر انسانی ہمدردی
اور وہ بھی ٹھیک ٹھیک انصاف کی رو سے جسقدر قانون ہمین حق بخشتا ہے اُسکو ہم ادب کیساتھ اہل الرائے
سے بطور استفتاء مانگتے ہین۔ ہم اس استفتاء کے ذریعہ سے اہل نظر سے کیا چاہتے ہین؟ بس یہی

کہ جو کچھ ہم ایک مرتب اور مکمل سلسلہ پیشگوئیوں کا لیکھرام کی موت کے بارہ میں نیچے ساتھ لکھتے ہیں وہ
اسے پوری توجہ کیساتھ پڑھیں اور اپنے پاک کانشنس کے جوش سے شہادت دیں کہ کیا
عقل اور دیانت واجب نہیں ٹھہراتی کہ اس الہامی سلسلہ کے فوق العادۃ بیان کو خدا تعالیٰ کیطرف سے
سمجھا جائے؟ اور کیا ایک عقلمند کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ پیشگوئی یہ تمام شانیں جو بشری طاقتوں سے بڑھ کر
ہیں جھوٹ کی آمیزش کیساتھ پیدا ہو سکتی ہیں؟ اس وقت یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آریہ صاحبوں کے ہاتھ میں اس
پیشگوئی کی تکذیب کیلئے جو کچھ ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ انہوں نے بجائے اسکے کہ انصاف کے طریق پر غور کرتے یہ طریق
اختیار کیا ہے کہ ایک ظنی وجہ سے انسانی منصوبہ ہونے کے احتمال کو وہ اس پیشگوئی پر جو خدا وقادر کے کاموں سے مخصوص
ہے چونکہ یہ پیشگوئی چار برس سے کچھ زیادہ کی تھی اور اپنی مجمل و مفصل عبارتوں سے ہندوستان تک بات
پہنچ چکی تھی کہ اس پیشگوئی میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہیبت ناک طور پر لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ عید کے
دوسرے دن کی وفات ہوگی اور چھ سال کے اندر ہوگی۔ اور پیشگوئی کی تصریح الفاظ میں واقعہ قتل کی طرف اشارہ کرتی
تھی اسلئے انہوں نے ایسا کو بہت بعید سمجھا کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی پیشگوئی ایسے صریح نشانوں کے ساتھ ظاہر ہو لہذا انہوں نے
یہ خیال کیا کہ قبل از وقت یہ تمام غیب کی باتیں کوئی انسان اپنے مونہہ سے نکالے اور پھر دلیری سے پوری کر کے
دکھلا دیوے لہذا انہوں نے اس الہامی پیشگوئی کو انسانی منصوبہ پر حمل کر لیا۔ اور بڑے اصرار سے بار بار اخباروں میں چھپایا
کہ ایسی صفائی سے پیشگوئی کرنا اور ایسے کھلے کھلے اور ایسے عجیب طریقے سے تاریخ اور دن اور صورت وغیرہ کو قبل از
وقت بیان کرنا خدا کا قانون نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ یہی شخص یعنی یہ راقم لیکھرام کا قاتل ہے۔ اور یہ
پیشگوئی عمیق سازشوں اور عمدہ سوچی ہوئی تدبیروں کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر بعض نے باہمی اتفاق کیا تھا
راقم کو ملزم بنانے کیلئے زور دیا۔ اور اس خیال کے اظہار میں اخباروں کے کالم سیاہ کر ڈالے اور گورنمنٹ
میں مخبریاں کیں۔ یہانتک کہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو بروز پنجشنبہ انگریزی افسروں نے قادیان میں آکر میرے گھر کی تلاشی کی
تلاشی کی تمیں خطوط دستخطی پنڈت لیکھرام برآمد ہوئے اور نیز وہ معاہدہ کا کاغذ بھی نکل آیا جو آسمانی نشان
کے دکھلانے کے بارہ میں شرطیں قائم ہو کر دونوں فریق کی رضامندی سے پیشگوئی کو معیار صدق و کذب ٹھہرایا
گیا تھا چنانچہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں وہ کاغذ پڑھا گیا جس کا یہ مضمون تھا کہ جو پیشگوئی لیکھرام
کے حق میں کی جائیگی وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پیشگوئی سچی نکلی تو وہ دین اسلام
کی سچائی پر گواہ ہوگی۔ اور ہندو مذہب کے بطلان پر دلیل ٹھہریگی۔ اور اگر جھوٹی نکلی تو وہ ہندو مذہب کی
سچائی پر گواہ ہوگی اور نعوذ باللہ دین اسلام کے بطلان پر دلالت کریگی۔ اور یہ شرط پنڈت لیکھرام نے اپنے

اصرار سے لکھوائی تھی۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق تھا اسلئے میں نے بھی اسکو قبول کر لیا تھا۔
اس وسیلہ جسکے لئے اس استغاثہ کی ضرورت پڑی صرف اسقدر نہیں کہ آریہ صاحبوں نے اس امر پر جھوٹا سازش
کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی انسے اتفاق کر لیا اور یہ چاہا کہ ایسی عظیم الشان
پیشگوئی جسکی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ کے کاغذات کے رو سے اسلام کی تکذیب ہے کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔
چنانچہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ اور ایسا ہی بعض چند اور مولویوں نے عام طور پر یہ
رائے شائع کر دی ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط میری طرف بھی بھیجا جس میں انہوں نے لکھا تھا
کہ میں نے اپنی تحقیق سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یعنی لیکھرام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جس میں
خدا کا کچھ دخل نہیں اور اسپر زور دیا کہ کیوں یہ امر ثابت شدہ مان لیا جائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ
قبول کیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے جو پیشگوئی کے زمانہ میں وقوع میں آگئی۔

اس تکذیب کی ہمیں اپنے ذاتی اغراض کیلئے تو کچھ پرواہ نہ تھی لیکن چونکہ معاہدہ کے کاغذات اُسی
وقت میں پیشگوئی کے اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں پڑھے گئے اور ہر ایک دشمن و دوست کو ان سے
اطلاع ہو گئی تو اب ایسی سچائی سے فرو گذاشت کرنے سے اسلام پر بیجا حملہ ہوتا ہے قابل درگذر نہیں۔ اسی اشد
ضرورت کی وجہ سے یہ **تمام روئداد** اہل الرائے کی خدمت میں پیش کرنی پڑی تا کہ وہ دیکھیں کہ کسقدر ظلم کا ارادہ
کیا گیا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کرنیکے وقت یہ نہیں سوچا کہ ان تاویلوں سے دنیا میں کسی
نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہیگی کیونکہ **ہر ایک** جگہ اس وہم کا دروازہ کھلا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ پس اگر
یہی رائے سچی ہے تو انہیں اقرار کرنا چاہیئے کہ تمام نبیوں کی نبوت پر کوئی بھی ثبوت نہیں اور سب اتفاقی واقعات ہیں۔

توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔ اور ایک مفسد آدمی کسی سچی
پیشگوئی کو بڑی آسانی سے اتفاقی امر کہہ سکتا ہے۔ لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ تمام شبہات اس قسم کے ہیں
کہ جیسے ایک دہریہ مصنوعات کو ایک نکما سلسلہ ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کے وجود کی نسبت شبہات پیدا کر لیتا ہے و
دنیا کے تمام نظام کو اتفاقی امر ٹھہراتا ہے اور پھر جب سمجھ آتی ہے اور خدا کا فضل اسکے شامل حال ہوتا ہے
اور اس عالم کی ترتیب ابلغ اور محکم کو مشاہدہ کرتا ہے اور دقائق صنعت باری اور اسکی لطیف حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے
تو ناچار پہلی رائے اسکو چھوڑنی پڑتی ہے۔ سو یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ یہ اعتراضات بھی ایسے ہی ہیں۔ اور یہ
اعتراضات اسیوقت تک دل میں اٹھتے ہیں کہ جبتک ایک پیشگوئی کے باریک پہلوؤں پر نظر نہیں پڑتی۔ اور
خدا تعالیٰ کی خدائی کے انتظام کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے شبہے ہمیشہ ان لوگوں کے

دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جنکے دل خدا کی سچی معرفت سے بے نصیب ہیں وہ ہمارے ایک کام کی نسبت شک زدہ ہو کر انکار کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور واقعات کو اس پہلو کی طرف کھینچ لیتے ہیں جس پہلو تک اٹھے ہوئے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر لیکھرام اتفاقی طور پر بذریعہ قتل مر گیا تو اس طور پر بھی تو اتفاقی امر کا واقعہ ہونا ممکن تھا کہ کوئی شخص اس کی نسبت ارادہ قتل کا نہ کرتا یا اگر کرتا تو اپنے ارادہ میں ناکام رہتا یا اگر حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس کی موت تک نوبت نہ پہونچتی پھر کیا سبب کہ دوسرے پہلوؤں کے تمام اتفاقات ممکنہ ظہور میں نہ آئے اور یہ اتفاق جو ان پہلوؤں کی نسبت اپنے ساتھ مشکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آگیا۔ کیا یہ خدا کا ارادہ نہیں تھا؟ پس وہ علیم و حکیم خدا جسکے انصاف پر فریقین نے اس مقدمہ کو چھوڑا تھا اور جس نے ایک وقت سے خبر بھی دی تھی کہ اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ میں ایسا ہی کروں گا کیوں اسکی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ اس نے صفائی سے فیصلہ نہیں دیا۔ اور کیوں ایسا سمجھا جائے کہ اس نے مفتری کی حمایت کی اور یہ مان لیا جائے کہ خدا کی یہ بھی عادت ہے کہ جھوٹے کی پیشگوئیاں بھی سچی کر دیتا ہے جن پر وہ اپنے صدق کی وجہ ثبوت ٹھہراتا ہے۔ تو گویا خدا کا خدا یہ ارادہ ہے کہ جھوٹوں کا ساتھ دے کے سچے کے تمام سلسلہ کو تباہ اور زیر و زبر کر دے۔ اگرچہ صحیح ہے کہ خدا اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے نہ افتراؤں کو تو اس اصول کو ماننا ایک منصف کیلئے ضروری ہے کہ جو ایک نبی خدا کے نام پر کہتا اور وہ پوری ہو جائے تو وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر اس اصول کو نہ مانا جائے تو خدا کی تمام کتابیں بے دلیل رہ جائیں گی اور انکی سچائی پر یقین کرنے کی راہیں بند ہو جائیں گی۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے۔

وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ یعنی صادق کی یہ نشانی ہے کہ اسکی بعض پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ بعض کی شرط اسلئے لگا دی کہ وعید کی پیشگوئیوں میں رجوع اور توبہ کیوجہ سے عذاب کا تخلف جائز ہے گو کوئی بھی شرط نہ ہو پس ممکن ہے کہ بعض عذاب کی پیشگوئیاں ملتوی رکھی جائیں اور اپنی میعاد کے اندر پوری نہ ہوں۔ جیسا کہ یونس کی قوم کیلئے ہوا غرض خدا کے نام پر جو پیشگوئی پوری ہو جائے اسکی نسبت شک کرنا اور اسکو اتفاق پر محمول کر دینا گویا خدا تعالیٰ کے دینی انتظام پر ایک حملہ ہے اور نبوت کی تمام عمارت کو گرانے کا ارادہ ہے۔

ان تمہیدی امور کو یہاں تک درج کر کے اب ہم ان سلسلہ وار الہامی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں جن کا دریافت کرنا فتوی دینے سے پہلے اہم اور ضروری ہے۔ اور ان شہادتوں کے بعد جو سوالات جن

ہو سکتے تھے ہمنے پہلے سے بیانات مذکورہ بالا مین اُنکو درج کر دیا ہے اور شاید آئندہ بھی کچھ کچھ لکھا جائے
اب ہم ان تمہیدی امور کو یہانتک لکھکر اول پنڈت لیکھرام کے اُن خطوط اور خلاصہ عہد نامہ کو معہ جواب
خود معلوم کرتے ہین جو اس پیشگوئی سے پہلے بطور باہمی خط وکتابت ظہور مین آ گئے - اور وہ یہ ہین :-

خط از طرف پنڈت لیکھرام "بخدمت فیضدرجت مرزا صاحب - نمستے - جیسے مین یہان
(قادیان مین) آیا ہون بہت سی خط وکتابت آپسی ہو چکی ہے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہین نکلا - اب چونکہ مجھے
بخیال احقاق حق کوئی عمدہ فیصلہ کرنا ضروری ہے - اسواسطے ملتمس بعہ خدمت ہون کہ آج دن کو کوئی وقت
مقرر فرماکر مدرسہ مین آپ تشریف لاوین یا کوئی اور جگہ علاوہ دولتخانہ خود تجویز کر کے مطلع فرماوین تاکہ
بندہ حاضر ہو کر معہ بھائی کشن سنگھ و حکیم دیارام و پنڈت مہالچند جی کے آسمانی نشانات والہامات
وبعثت کی بابت آپسے کچھ فیصلہ کر لیوے - ورنہ آپ بخوبی یاد رکھین کہ اب ہر طرح سے اتمام حجت ہو گئی
صداقت کے مقابلہ سے منہ چرانا عقلمندون سے بعید ہے - زیادہ نیاز - طالب حق لیکھرام - ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء"

دوسرا خط پنڈت لیکھرام "عنایت فرمائے بندہ جناب مرزا صاحب - نمستے - زبانی بھائی کشن سنگھ کے
مجمل و زبانی مولوی دین محمد و محمد نور کے مفصل طور پر آپکا پیغام بجواب میرے خط کے بدین مضمون پہونچا کہ آریہ دھرم
و مذہب اسلام کے دو تین مسائل پر بحث کیجاوے - اور قواعد مباحثہ حسب پسند فریقین مقرر کئے جاوین -
پس بجواب اسکے ملتمس بعہ خدمت ہون کہ میرا مدعا پشاور سے چلکر قادیان مین آنیسے صرف یہی تھا اور
اب تک بھی اُسی امید پر یہان مقیم ہون کہ آپکے معجزات و خرق عادات و کرامات والہامات و آسمانی
نشانات کی تصدیق کر کے مشاہدہ کرون اور بیشتر اسکے کہ کسی اور اصول پر بحث کیجاوے یہی معاملہ ایک
خاص معزز لوگونکی مجلس مین بخوبی طے ہو جانا چاہیئے - اور اگر اسکے اثبات کرنیمین آپ عاری ہو کر پہلو
تہی فرماوین تو اور بحث سے بھی مجھے کسیطرحکا انکار نہین - یہانپر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ
اپنے گھر مین بیٹھکر اپنے معتقدونکے سامنے ثبوت کر دینا اور بات ہے اور مجلس علماء و فضلاء مین
تصدیق ہونا اور چیز ہے - امید کہ آپ جواب باصواب سے سرافراز فرماوین اور عذر معذرت درمیان
نہ لاوین - نیازمند لیکھرام انتا آریہ سماج قادیان - مکرر سہ کرر آپسے گذارش کرتا ہون کہ اگر ذرہ بھی آثار
صداقت رکھتے ہو تو دکھلائیے ورنہ خدا کے واسطے باز آئیے - بر رسولان بلاغ باشد و بس - لیکھرام"

تیسرا خط پنڈت لیکھرام "مرزا صاحب بندگی - مجھے طول طویل الف لیلہ کی فسانون
سے نفرت ہے - اسواسطے تکرار الفاظ سے بھی خط کو لمبا کرنا نہین چاہتا ہون خلاصہ عرض خدمت ہے

کہ وہی شرائط (نشان دینے کے دیکھنے کے بارہ میں) جو شیخ المبارک کے ارسال کئے تھے جنکی نقل آپکے
پاس موجود ہے معہ شرائط خود کے پانچ صفحون کے پاس روانہ ہونی چاہیئے جو صفحون سے طے ہو کر آوینگے
انپر ہم ہر دو کو عمل کرنا چاہیئے کسی حکیم کا قول ہے کہ یک در گیر و محکم گیر۔ میرا اسپر عمل ہے مگر افسوس کہ آپ
کسی بات پہ ٹھہرتے نظر نہیں آتے۔ اسی بہانہ سے یہ تو ضرور ہوگا (دو نشان آسمانی کے صدق یا کذب ظاہر ہونیکے
وقت) اگر آپکے واسطے دین محمدی کی شرط ہے تو آپکے واسطے آریہ دھرم بھی شرط ہے بصورت
ثانی عوض تین سو روپیہ ہوگا اگر خداوند کریم نے صداقت کی فتح دی تو وہ روپیہ اپنا بجائے آپکا ... آپکے
حوالہ اور میری محنت برباد اور آپکی آمدنیات کی ترقی ہم خرما و ہم ثواب۔ آپکے تو ہر طرح پانچون گھی میں ہیں
گھبراتے کیون ہو۔ .... آپکا مجیب[*] الدعوات ہونیکا دعوی ہے۔ ...... اور اگر مطلب زبانی ہیچ پیچ کرنا
منظور خاطر ہے تو خوب مزہ ہے خیالی پلاؤ پکائیے اور تمام دنیا میں اسیکو خاطر شرائط میں نہ لائیے۔ آپ کا
اختیار ہے دست خود و زبان خود۔ مجھے آج یہان آئے پچیس ۲۵ یوم کا عرصہ گذر گیا۔ دن ۲ پرسون تک
جانیوالا ہون اگر کچھ بحث کرنی ہے تو بھی اور اگر شرائط (یعنے نشان دکھلانیکا عہدنامہ) مصفوق کے پاس
روانہ کرنا ہے تو بھی جلد فرمائیے۔ ورنہ بعد ازان یاوہ گوئی لاف و گزاف کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اگلی بات ختم
ہوگا کہ آج ہی مدرسہ کے میدان میں تشریف لاوین شیطان و شقاوت و شق القمر کا ثبوت دیں۔ اور ثالث
منصف بھی مقرر کر لیجئے میرے لئے مرزا امام الدین صاحب منصف تسلیم فرماویں اگر آپ بھی آپکو ثابت
نہیں ہے تو خدا کیواسطے باز آئیے۔ نیازمند لیکھرام ۱۳ دسمبر ۱۸۸۵ء"

چوتھا خط جناب مرزا صاحب بنام ... آپکا ... رقعہ ملا ... ہوا ... صاف ظاہر ہو جاتا ہے
کہ قرآن شریف محض ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و یوسف و لوط و سکندر و لقمان کے قصے و فضولیات

حاشیہ

[*] اس مجیب الدعوات کے لفظ سے لیکھرام کی عربی دانی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ جس بچہ نے پہلا قاعدہ صرف
عربی کا بھی پڑھا ہوگا وہ جانتا ہے کہ مجیب کا لفظ خدا تعالیٰ کیلئے آتا ہے یعنی دعاؤں کا قبول کرنیوالا۔ یہ باب افعال سے
فاعل کا صیغہ ہے۔ پس لیکھرام کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ آپکو مستجاب الدعوات ہونے کا دعویٰ ہے۔ اب غور کرو کہ
آریہ صاحبوں کا کس قدر جھوٹ ہے کہ لیکھرام کو عربی بھی آتی تھی۔ یہ اُسکے ہاتھ کے خط لکھے ہوئے ہیں جو دیکھے جا
سکتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص دونوں زبانوں سے بے نصیب تھا نہ سنسکرت جانتا تھا نہ
عربی۔ اور جھوٹ بولنے والے کی ہم زبان بند نہیں کرسکتے۔ منہ

سے سراپا لیہودہ ہے۔ سب مجھے ویرونہ خط کی شرائط پر بحث کرنی منظور ہے اور آپ صرف حیلہ و حوالہ ٹال مٹال و حجت انگیزی کر رہے ہیں۔ مرزا جی افسوس افسوس آپکو نصفہ منظور نہیں ہے کسی نے کیا سچ کہا ہے۔ عذر نا معقول ثابت می کند تقصیر را۔ علاوہ بران آپ مسیح ثانی ہیں دعوی حود کو اثبات کر دکھلانے۔ نہ بیہودہ شور و شر مچائیے۔ لیکھرام از آریہ سماج قادیان ۹ بجے دن کے"

پانچوان خط" مرزا صاحب۔ کندن کوہ (اسکے آگے ایک شکستہ لفظ ہے جو پڑھا نہیں جاتا) افسوس کہ آپ اسپ خود کو اسپ اور اور دیگے اسپ کو خچر قرار دیتے ہیں۔ یعنے ومدک اعتراض کا عقل سے جواب دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگر وہ عقل سے بسا بعید ہے اگر آپ فارغ نہیں تو یہی کام بہت ہے۔ اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں۔ تا فیصلہ ہو۔ لیکھرام۔"

ان تمام خطوط کے جواب میں مفصل خط لکھے گئے تھے جن کا نقل کرنا اسجگہ ضروری نہیں۔ لیکھرام کی طبیعت میں افترا اور جھوٹ کا مادہ بہت تھا۔ اسلئے وہ بار بار اپنے خطوط میں لکھتا ہے کہ بحث نہیں کرتے

اسجگہ لیکھرام نے نشان مانگنے کے وقت خدا تعالی کا نام خیر الماکرین رکھا۔ اور خدا تعالی کے ماریں مکر کا لفظ اس صورت میں بولا جاتا ہے کہ جب وہ **باریک اسباب** سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے۔ پس لیکھرام کے مونہہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جیسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایسی موت کا نشان مانگتا تھا۔ جسکا ایسا نشان جسکے اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی **قدرت** ہے کہ اسی طرح اسکی موت ہوئی اور ایسے قاتل کے ہاتھ سے مارا گیا جسکی کارروائی ہر ایک کو نہایت تعجب میں ڈالتی ہے کہ کیونکر اسنے عین روز روشن میں حملہ کیا۔ اور کیونکر آباد گھر میں باوجود اسکے کہ اسکو جرأت ہوئی۔ اور کیونکر وہ چھری مار کر صاف نکل گیا۔ اور پھر کیونکر ہندؤں کی ایک آبادگی میں باوجود مقتول کے وارثوں کے شور و غل کے پکڑا نہ گیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچتے ہیں تو فی الفور طبیعت اس طرف چلی جاتی ہے کہ یہی وہ کام ہے جسکو **خیر الماکرین** کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے خیر الماکرین اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی مجرم مستوجب سزا کو باریک اسباب کے استعمال سے سزا میں گرفتار کرتا ہے۔ یعنے ایسے اسباب اسکی سزا کے اسکے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی ارادہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو اپنی بہتری یا ناموری کیلئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اسکی ذلت اور ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قانون

بجز کوئی نشان نہیں دکھلاتے اور معقول جواب نہیں دیتے حالانکہ بحث کیلئے یہ منشا طریق اُنکے سامنے
پیش کیا گیا کہ وہ وید کی پابندی سے اور اسکی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی
سے اور اسکی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔ پس چونکہ وہ محض جاہل تھا اور یہ بھی اسمیں طاقت نہیں تھی کہ ہر ایک
مقام میں وید کی شرتی پیش کر سکے اسلئے وہ چالاکی سے ہمارے اصل مطالبہ کو تحریر میں ہی نہیں لاتا تھا۔ ہاں
ٹھٹھے اور ہنسی سے بار بار آسمانی نشان مانگتا تھا۔ غرض ہم اسجگہ اپنا آخری خط نقل کر دیتے ہیں جو اس کے
آخری رقعہ کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ اور وہ یہ ہے:-

جناب پنڈت صاحب۔ آپکا خط مینے پڑھا۔ آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور
نہ نشان دکھلانے سے مگر آپ سیدھی نیت سے طالب حق نہیں کرتے بیجا شرائط زیادہ کر دیتے ہیں آپکی
زبان بدزبانی سے رکتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری
نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کسقدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں۔ گویا آپ اُس خدا پر ایمان نہیں لاتے
جو بیباکوں کو تنبیہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے۔ یہ خود آپکی نا سمجھی ہے
مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں جس کا اطلاق خدا پر ناجائز نہیں۔ اور عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے
لئے آتا ہے۔ کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کیطرح
کسی تخت کا محتاج ہے۔ خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اُسنے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جسکا کوئی

قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بیحیا اور سخت دل مجرموں کی
سزا انکے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں اور
انکی نظر سے وہ امور اسوقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا و قدر نازل ہو جا۔ پس اس کی مار
کے لحاظ سے خدا کا نام ماکر ہے۔ دنیا میں ہزاروں نمونے اسکے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھرام کے معاملہ میں
خدا کا یہی منشا تھا کہ اول آپکے منہ سے کہلوایا کہ میں خیر الماکرین سے اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اس درخواست
میں اُسنے ایسا عذاب مانگا جسکے اسباب مخفی ہوں۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ جس شخص کو کشتہ کرنیکے لئے
اُسنے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریوں کا ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جیسا کہ عید کا دن ہوتا ہے
تا اس شخص کو کشتہ کیا جائے۔ سو وہی خوشی کے اسباب اسکے لئے اور اسکی قوم کیلئے ماتم کے اسباب
ہو گئے۔ پس خیر الماکرین کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام آریوں کو خوب سمجھا دیا۔ منہ

چیز کا سہارا نہیں۔ پھر جب قرآن شریف یہ فرماتا ہے تو عرش کا اعتراض کرنا سراسر ظلم ہے۔ آپ
عربی سے بے بہرہ ہیں آپ کو مکر کے معنے بھی معلوم نہیں۔ مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناجائز امر
نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ شریروں کو سزا دینے کے لئے خدا کی جو
باریک اور مخفی کام ہیں اُن کا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو پھر اعتراض کرو۔ میں اگر بقول آپ کے وید سے اُمّی
ہوں تو کیا حرج ہے کیونکہ میں آپ کے مسلم اصول کو ہاتھ میں لے کر بحث کرتا ہوں۔ مگر آپ تو اسلام کے
اصول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ صاف افترا کرتے ہیں چاہیئے تھا کہ عرش پر خدا کا ہونا جس طور سے
مانا گیا ہے اوّل مجھ سے دریافت کرتے۔ پھر اگر گنجائش ہوتی تو اعتراض کرتے۔ اور ایسا ہی مکر کے
معنے اوّل پوچھتے پھر اعتراض کرتے۔ اور نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپ کو دکھلا دے
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار میرزا غلام احمد

دوسرا معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کیلئے اس عاجز اور لیکھرام کے مابین تحریر پایا تھا اس کا
عنوان جو لیکھرام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ ہے :-

"اوم پرماتمنے نمہ - ہی سچدانند سروپ پرماتما ست کا پرکاش کر اور است کا ناش کر تاکہ تیری
ست ودیا سب سنسار میں پرورت ہو جاوے"✻۔ پھر بعد اس کے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ
یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل
ہوگی۔ اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ
روپیہ لیکھرام کو دیدے جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا۔ اور اگر
پیشگوئی کرنیوالا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی۔ اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا
کہ مذہب اسلام قبول کرے ✤ پھر بعد اس کے وہ پیشگوئی بتلائی گئی جس کی رو سے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء
کو لیکھرام کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ لیکن پہلے اس سے جو وہ پیشگوئی لیکھرام پر ظاہر کی جاتی مکرر بذریعہ
اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء انکو اطلاع دیگئی تھی کہ اگر انکو پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اسکو
ظاہر نہ کیا جائے۔ مگر لیکھرام نے بڑی شوخی اور دلیری سے جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں
اس بات کا ذکر ہے ایک کارڈ اپنا دستخطی میری طرف روانہ کیا کہ میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں

✤ یہ شرط جو لیکھرام اسلام کو قبول کرے اُس وقت کی شرط ہے جبکہ کچھ معلوم نہ تھا کہ جو پیشگوئی خدا تعالیٰ کے علم میں مقرر ہوگی اس کا مضمون کیا ہوگا۔ منہ

✻ یہ لیکھرام نے اپنی پیشگوئی کے انجام کیلئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے تو انکی پیشگوئی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو انکی پیشگوئی جو کرینگے جھوٹی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھرام والی پیشگوئی کو جھوٹی سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا بد اثر پڑے گا۔ منہ

میرے حق مین جو چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے اور مین کچھ خوف نہین کرتا" اسپر بھی ہماری
طرف سے بڑی توقف ہوئی۔ اور نیز یہ باعث ہوا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ پیشگوئی کی میعاد
نہین کھلی تھی۔ اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید سے پیشگوئی بتلائی جائے۔ آخر ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
کو بہت توجہ اور دعا اور تضرع کے بعد معلوم ہوا کہ آجکی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کے
درمیان لیکھرام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائے گا۔ اور اسکے ساتھ یہ عربی الہام
بھی ہوا **عِجْلٌ جَسَدٌ لَہٗ خُوَارٌ۔ لَہٗ نَصَبٌ وَعَذَابٌ**۔ یعنی یہ گوسالہ بیجان ہے جس مین سے
مہمل آواز آرہی ہے پس اسکے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔ اور اس اشتہار کے صفحہ ۲ اور ۳
مین یہ عبارت ہے:۔ اب مین اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانون اور آریون اور عیسائیون
اور دیگر فرقون پر ظاہر کرتا ہون کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ تک آجکی تاریخ سے یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء
سے کوئی ایسا عذاب جو معمولی تکلیفون سے نرالا اور خارق عادت ہو {یعنی جو عوارض اور بیماریان انسان کیلئے
طبعی اور معمولی ہین جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتا ہے انہین سے نہ ہو} اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو
{یعنی الٰہی قہر کے نشان اسمین موجود ہون} نازل نہ ہو تو سمجھو کہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین اور نہ اسکی روح سے
میرا یہ نطق ہے {یعنی میرے صدق اور کذب کا مدار یہی پیشگوئی ہے} اور اگر مین اس پیشگوئی مین کاذب نکلا تو ہر ایک سزا
کے بھگتنے کیلئے مین طیار ہون۔ اور اس بات پر راضی ہون کہ مجھے گلے مین رسہ ڈالکر سولی پر کھینچا جائے۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء

اسجگہ منصف سوچین کہ درصورت دروغ نکلنے اس پیشگوئی کے کس ذلت کے اٹھانیکے لئے مین
طیار تھا۔ اور اپنے صدق اور کذب کا کس درجہ پر اس پیشگوئی پر حصر کیا گیا تھا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کی ہستی کو مانتے
اور اسبات کو جانتے ہین کہ اسکے ارادہ کے نیچے سب کچھ ہوتا ہے اور ہر ایک جھگڑے کا آخری فیصلہ اسکے
ہاتھ سے ہوتا ہے وہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ ایسا عظیم الشان مقدمہ جسکے نتیجہ کی رو سے بھاری توہین
منتظر تھین وہ خدا کے علم اور ارادہ کے بغیر یونہی اتفاقی طور پر ظہور مین آگیا۔ گویا جو مقدمہ خدا کو سونپا گیا
تھا وہ بغیر اسکے جو اسکے فیصلہ کرنیوالے فرمان سے مزین ہو یونہی اسکی لاعلمی مین داخل دفتر ہوگیا۔ اگر
ایسے خیالات تجویز کرنے کے لائق ہین تو پھر تمام نبوتون کا سلسلہ اور شریعتون کا تمام نظام یکدفعہ
درہم برہم ہو جائے گا۔ کیونکہ جو امر تحدی کیساتھ اور اسقدر اصرار کے دعوے سے پیش ہو کر دشمن کے مقابل
آسمانی گواہی کے طور پر ظہور مین آگیا اور نہایت روشن طور پر مقرر کردہ علامتون کے موافق اسکا ظہور ہوا
اگر وہی بیہودہ اور باطل سمجھا جائے تو پھر کہان کا مذہب اور کہان کی خدا کی ہستی۔ بلکہ تمام آسمانی سچائیون کا

یکدفعہ خون ہو جائے گا۔

پھر دوسری الہامی پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت ہوئی وہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ کے اور صفحہ آخیر ٹائٹل پیج میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

الا انني في كل حرب غالب   فكدني بما زورت فالحق يغلب

وبشرني ربي وقال مبشرا   ستعرف يوم العيد والعيد اقرب

ومنها ما وعدني ربي واستجاب دعائي في رجل مفسد عدو الله ورسوله المسمى لیکھرام الفشاوري واخبرني ربي **انه من الهالكين** انه كان يسب نبي الله ويتكلم في شانه بكلمات خبيثة فدعوت عليه فبشرني ربي **بموته في ست سنة** ان في ذالك لاٰية للطالبين.

ترجمہ میں ہر ایک جنگ میں غالب ہوں یعنی ہر ایک مقابلہ میں مجھے غلبہ ہے۔ پس اگر دشمن سازش کچھ کچھ تو مکر کرتا ہے بیشک کر کہ آخر حق ضرور غالب ہوگا اور مجھے خدا نے ایک نشان کی خوشخبری دیکر کہا کہ تو عید کا دن عنقریب پہچان لے گا یعنی وہ خوشی کا دن جس میں وہ نشان ظاہر ہوگا اور اس نشان کی یہ علامت ہے کہ اس دن سے معمولی عید قریب ہوگی اور منجملہ نشانوں کے ایک وعدہ دیا اور آیا ہے خدا اور رسول کے دشمن کے بارے میں میری دعا قبول کی جو لیکھرام پشاوری ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ ہلاک ہوگا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا اور بد زبانی میں حد سے بڑھ گیا تھا تب میں نے اس پر بددعا کی سو خدا نے میری دعا قبول کرکے مجھے خبر دی کہ وہ چھ برس کے عرصہ میں مر جائے گا۔ اور اس میں ڈھونڈنے والوں کے لئے نشان ہیں۔

اور یہ الہام کہ **عجل جسد له خوار له نصب وعذاب** جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور اسی گوسالہ کی طرح اسکو عذاب ہوگا یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے پیرایہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا۔ جیسا کہ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے " ہارون نے یہ کہکر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے"۔ سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام قتل ہوا۔ اور چونکہ گوسالہ سامری کے تباہ کرنے کے لئے خدا کی کتابوں میں عید کے دن کی خصوصیت

تھی۔ اور وہ عید کے دن کا ہی واقعہ تھا جبکہ گوسالہ سامری خدا کے حکم سے پیسا گیا لہذا خدا تعالیٰ نے لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھ کر ایک ایسا لفظ استعمال کیا جو ایسا پیرایہ دلالت التزامی کر رہا تھا کہ لیکھرام بھی عید کے دنوں میں ہی قتل کیا جائے گا۔ اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی کلام کے باریک بھید جاننے والے گوسالہ سامری کا نام رکھنے سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھرام کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گوسالہ سامری کی تباہی کے دن سے مشابہ ہوگی۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرما دیا۔ **ستعرف یوم العید والعید اقرب** یعنی لیکھرام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی کہ عید کے دن کے قریب لیکھرام کی موت ہوگی ہماری طرف سے ایک ایسی مشہور خبر تھی کہ ہندوؤں نے لیکھرام کے مرنے کے ساتھ ہی شور مچا دیا کہ یہ شخص پہلے سے کہتا تھا کہ لیکھرام عید کے دنوں میں مرے گا۔ جیسا کہ پرچہ سماچار پنجاب وغیرہ ہندو اخبار دیکھنے سے بہت ہی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بعض شریر ہندوؤں نے پیشگوئی کی یہ تفصیلیں ہمارے منہ سے* سن کر اس وقت ایک غیر ممکن امر کی طرح کسی وقت ہمیں ملزم کرنے کے لئے انہیں یاد رکھا تھا۔ یعنی یہ خیال تھا کہ ایسی کھلی کھلی نشانیاں ہرگز پوری نہیں ہوں گی اور ہم پیچھے سے شرمندہ کریں گے۔ مگر جب لیکھرام حقیقت میں عید سے دوسرے دن مارا گیا تو ان پیشگوئیوں کو دوسرے پہلو پر ناقابل اعتبار کرنا چاہا یعنی یہ کہ عید کا دن پہلے سے سوچ سمجھ کر باہمی مشورہ سے قرار دیا گیا تھا۔ لیکن اگر یہی سچ تھا تو کیوں لیکھرام کی عید کے دنوں میں پوری حفاظت نہ کی گئی تا وہ منصوبہ پیش نہ جاتا جس کا آریوں کو کئی برسوں سے علم تھا۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جس دن لیکھرام کی جان نکلی یعنی اتوار کا روز وہ آریوں نے خاص ایک عید کا دن ٹھہرایا تھا۔ اول تو وہ خود اتوار کا دن تھا جو ہندوؤں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے۔ دوسرے قاتل کے شدھ کرنے کے لئے جو اپنے تئیں نومسلم ظاہر کرتا تھا وہ ایک خوشی کا دن ٹھہرایا گیا تھا جس میں [illegible] کو پھر ہندو بنانے کا ارادہ تھا۔

غرض عجل کا نام جو لیکھرام کو الہام الٰہی نے دیا یہ ایک نہایت دقیق راز اپنے اندر رکھتا تھا اور کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں بھرے ہوئے تھے۔ ایک تو یہی جو عید کے دنوں میں گوسالہ سامری کی طرح غضب الٰہی کے نیچے آنا۔ دوسرے یہ کہ گوسالہ سامری انسان کے ہاتھوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا۔ پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا۔ چنانچہ یہ تینوں باتیں لیکھرام کے ساتھ بھی ظہور میں آئیں۔ تیسرے یہ کہ گوسالہ سامری کی پرستش کی گئی تھی اور خدا نے اس قوم پر

* پرچہ پنجاب سماچار [illegible] مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ "کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور اس [illegible] یعنی [illegible] نہیں کہ ایک [illegible] مریگا" سو یہ بات تو اڈیٹر نے اپنی طرف سے بنا لی کہ مار ڈالیں گے۔ لیکن ان کا اس صورت میں یہ ذکر کرنا [illegible] ہماری پیشگوئی کا ایک مشہور نشان تھا جو بلاشبہ بہت مرتبہ بیان کیا گیا تھا۔ منہ

ایک وبا کی بیماری بھیجی جو غالباً طاعون تھی۔ جیسا کہ توریت باب ۳۲ آیت ۳۵ مین ہے کہ خداوند نے اُنکے بچھڑے بنانے کے سبب ..... لوگون پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھرام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانون کو ناحق دُکھ دیا گیا۔ یہ لوگ خوب اپنے دلون مین سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا فعل ہے پیشگوئی کرنیوالے کا منصوبہ نہین۔ تاہم بار بار فریاد کرکے گورنمنٹ سے اس راقم کی گھر کی تلاشی کرائی۔ اور بہت سا بیجا شور ڈالکر گوسالہ پرستون سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آیندہ کیا ہونیوالا ہے۔ پر ہم اسپر ایمان رکھتے ہین کہ جو خدا نے مشابہت بیان فرمائی وہ پوری مشابہت ہی۔

پھر لیکھرام کی نسبت ایک اور الہامی پیشگوئی ہے جو رسالہ برکات الدعا کے ٹائٹل پیج کے اول اور آخر کے ورق پر درج ہے۔ اور یہ پیشگوئی اپریل ۱۸۹۳ء مین یعنی پہلی پیشگوئی سے تین ماہ بعد کیگئی تھی۔ اس پیشگوئی کا مختصر بیان یہ ہے کہ سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی نے ایک رسالہ استجابت دعا کے انکار مین لکھا تھا اور اُسکا نام رسالہ الدعا والاستجابت رکھا تھا۔ یہ رسالہ سچائی کے بالکل برخلاف تھا۔ اسلئے مینے اُسکے جواب مین رسالہ برکات الدعا لکھا اور اس رسالہ کے لکھنے کیوقت مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ دُعا کے قبول ہونیکا سید صاحب کے آگے کوئی نمونہ پیش کرون۔ سو خدا کے فضل سے انھین دنون مین لیکھرام کے بارہ مین میری دُعا قبول ہو چکی تھی۔ سو مینے برکات الدعا کے ٹائٹل پیج مین بہ نمونہ پیش کر دیا۔ برکات الدعا کے پڑھنے والے جب اس رسالہ کو کھولینگے تو ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ پر ہی جو اندر کا صفحہ ہے رنگین کاغذ پر یہ لکھا ہوا پائینگے۔

نمونہ دُعائے مستجاب

اسیوجہ سے اس رسالہ کا نام برکات الدعا رکھا گیا تھا کہ اسمین دعا کی برکتون کا نمونہ پیش کیا گیا۔ اس صفحہ مین لیکھرام کے حق مین یہ عبارت ہے کہ:۔ مین اقرار کرتا ہون کہ اگر جیسا کہ معترضون نے خیال فرمایا ہے {لیکھرام کے متعلق} پیشگوئی کا ماحصل آخرکار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہین ہوگی...... پس اس صورت مین مین بلاشبہ اس سزا کے لائق ٹھہرونگا جسکا ذکر مینے کیا ہے۔ لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا جسمین قہر الہی کے نشان صاف صاف اور کھلے کھلے طور پر دکھائی دین تو پھر سمجھو کہ یہ خدا تعالی کیطرف سے

ہے .... اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلونکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیان جو پیش از وقت دلون مین پیدا ہوتی ہین ایسی معدوم ہوجاتی ہین کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کیساتھ اپنی رایون سے رجوع کرتے ہین۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کی تحت مین ہے۔ اگر میری طرفسے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسیقدر ہے کہ مینے صرف یا وہ گوئی کیطور پر چند احتمالی بیماریونکو ذہن مین رکھکر اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کرسکتا ہے کہ انھین اٹکلونکی بنیاد پر میری نسبت پیشگوئی کردے .... اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کیساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور **دلون کو ہلا دیگا**۔ اور اگر اسکی طرفسے نہین تو میری ذلت ظاہر ہوگی۔ اور اگر مین اسوقت رکیک تاویلین کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔ وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہین دیتا* یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھکو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہین بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیون کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک **پیارے کی عزت** دنیا مین ظاہر کرے فقط

یہ وہ الہامی پیشگوئی کی تائید مین مضمون ہے جو برکات الدعا کے ٹائٹل پیج کے صفحہ مین لکھا ہوا ہے۔ پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر ایک اور الہامی پیشگوئی لیکھرام کی نسبت ہے جس کا عنوان یہ ہے

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر۔ پھر آگے یہ عبارت ہے:۔ آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کیوقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت مین مینے دیکھا کہ مین ایک وسیع مکان مین بیٹھا ہوا ہون اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہین۔ اتنے مین ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ مینے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہین ملائک شداد غلاظ مین سے ہے اور اسکی ہیبت دلونپر طاری تھی اور مین اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اسنے مجھسے پوچھا کہ **لیکھرام کہان ہے؟** اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہان ہے۔ تب مینے اسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہین رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہان یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے (یعنے عالم کشف مین ان مین گنتا ہی) کہ وہ دوسرا شخص انھین چند آدمیون مین سے تھا جنکی نسبت مین اشتہار دے چکا ہون (یعنے ایسا شخص جو موجب پیشگوئی ہے اشتہار کا

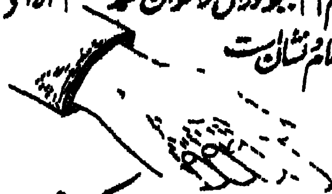
---

* مینے پہلے صاف کہدیا تھا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کاذب کو عزت نہین دیتا اسلئے اگر مین کاذب ہون تو یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہین ہوگی۔ اور مینے صاف کہدیا تھا کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنیکے لئے ہے۔ پس جو شخص کہتا ہے کہ پیشگوئی پوری نہین ہوئی اسکو اقرار کرنا چاہیئے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کچھ بھی پروا نہین کی۔ منہ

اما یہ ہو گیا ہے جسکی نسبت کسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ اسکی نسبت اشتہار ہو چکا ہے۔ اور یہ یکشنبہ کا دن اور چار بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک فقط

یہ تمام پیشگوئیاں بآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ لیکھرام کی زندگی کا بذریعہ قتل کے خاتمہ ہونا مقدر تھا۔ اسیوجہ سے جو نظم لیکھرام کے متعلق الہام کی پیشتر سے لکھی گئی تھی اسمیں ایسے الفاظ درج ہیں جو لیکھرام کے قتل پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ وہ الہامی اشتہار جو دربارہ موت لیکھرام کتاب آئینہ کمالات اسلام کیساتھ شامل ہے اسکی پیشانی کے چند شعر جو قتل پر دلالت کرتے ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

عجب نوریست در جان محمد — عجب لعلیست در کان محمد
ز ظلمتها دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبان محمد
عجب دارم دل آن ناکسان را — کہ رو تابند از خوان محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا زان سینہ بیزار است صد بار — کہ ہست از کینہ داران محمد
خدا خود سوزد آن کرم دنی را — کہ باشد از عدوان محمد
اگر خواہی نجات از مستی نفس — بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمد ہست برہان محمد
سرے دارم فدائے خاک احمد — دلم ہر وقت قربان محمد
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثار روئے تابان محمد
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوان محمد
بکار دین نترسم از جہانے — کہ دارم رنگ ایمان محمد
بسے سہل است از دنیا بریدن — بیاد حسن و احسان محمد
فدا شد در رہش ہر ذرہ من — کہ دیدم حسن پنہان محمد
دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستان محمد
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آن محمد
مرا آن گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستان محمد
دل زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامان محمد
من آن خوش مرغ از مرغان قدسم — کہ دارد جا بہ بستان محمد
تو جان ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جان محمد
دریغا گر دہم صد جان درین راہ — نباشد نیز شایان محمد
چہ ہیبت ہا بدادند این جوان را — کہ ناید کس بمیدان محمد
الا اے دشمن نادان و بے راہ — بترس از تیغ بران محمد
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم — بجو در آل و اعوان محمد
الا اے منکر از شان محمد — ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیا بنگر ز غلمان محمد



لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی الخ

{مفصل دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱-۲-۳ حاشیہ آخر کتاب}

غرض اس پیشگوئی کے سر پر یہ چند شعر ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ **بترس از تیغ بُرّان محمدؐ** جو صاف بتلا رہا ہے جو لیکھرام کا انجام یہی تھا کہ وہ قتل کیا جائے۔ اور اخیر کے شعر پہ لیکھرام کی طرف اشارہ کر کے ہاتھ بنایا ہوا ہے جیسا کہ اسجگہ بنا دیا گیا ہے۔ تا یہ اشارہ ہو کہ **تیغ بُرّان** اُسی پر پڑیگی اور اُسی کی موت سے **کرامت** ظاہر ہوگی۔

برکات الدعا کے صفحہ ۲۸ میں چند شعر وہ ہیں جو سید احمد خان صاحب پر ظاہر کیا گیا کہ وہ پیشگوئی لیکھرام میں دعائے مستجاب کے نمونہ کی انتظار کریں۔ اور آخری شعر کے نیچے دیکھیئے کہ اُن صفحات برکات الدعا کیطرف سید صاحب کو توجہ دلائی گئی ہے جن میں لیکھرام کی ہیبتناک موت کا ذکر کر کے نمونہ دعائے مستجاب کا ذکر ہے۔ اور وہ شعر

یہ ہیں

روئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب — می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن این روئے حسین از غافلان ماند نہان — عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست — ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہ کوچۂ یار قدیم — جان سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب
تا کلامش عقل و فہم ناسزایان کم رسد — ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب
مشکل قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود — ذوق آن می داند آن مستے کہ نوشد آن شراب
اے کہ آگاہی ندادندت ز انوار درون — در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سر وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم — تا مگر زین مرہمے بہ گردد آن زخم خراب
از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا — چون علاج مے ز مے وقت خمار و التہاب
اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست — سوئے من بشتاب بنمایم ترا چون آفتاب

ہان مکن انکار زین اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن ببین از ما دعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲۔۳۔۴ سرورق

یہ آخری شعر کا دوسرا مصرعہ جسکے نیچے مدوال کر نمبر ۲۔۳۔۴ لکھے گئے ہیں یہ برکات الدعا میں اسیطرح مدوال کر لکھے گئے ہیں تا سید احمد خان صاحب ان صفحات کو نکال کر پڑھیں۔ اور تا انھیں نمونہ دعائے مستجاب پر غور

کرکے آیندہ آزمایش کے بعد اپنی غلط رائے کے چھوڑنیکے لئے توفیق ملے۔ اور رسالہ برکات الدعا جب تالیف کیا گیا تو اسی زمانہ مین سید صاحب کی خدمتمین بلا توقف بھیجا گیا۔ اور سید صاحب کا جواب بھی آگیا تھا کہ مین برکات الدعا کو دیکھ رہا ہون۔ پس ضرور سید صاحب نے ان مقامات کو بھی دیکھا ہوگا جنمین نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا گیا تھا۔ غرض لیکھرام کی موت کے لئے دعا کرنا اگرچہ بوجہ اُسکی بدزبانی اور بیباکی کے تھا لیکن یہ بھی مطلوب تھا کہ سید صاحب کی خدمتمین ایک نمونہ دعائے مستجاب پیش کیا جائے۔ اب سید صاحب کا فرض ہے کہ اپنی اس ناقص رائے کو بدل دین۔ ایسا نہو کہ ایک شخص کی تو جان گئی اور سید صاحب وہین کے وہین رہے۔

یہ وہ پیشگوئیان ہین جو لیکھرام کی موت کے بارہمین ۱۸۹۳ء مین عام طور پر شایع کیگئی تھین اور جو شخص ان پر غور کریگا اُسکو ماننا پڑیگا کہ ان پیشگوئیونمین قطعی طور پر ابتدائے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے نامبردہ کی موت کیلئے چھ برس کی میعاد بتلائی گئی تھی۔ اور کشفی واقعہ یہ بھی ظاہر کر رہا تھا کہ لیکھرام کی موت اتوار کے دن کو ہوگی کیونکہ وہ فرشتہ جو لیکھرام کی سزا کیلئے آیا اتوار کی رات کو مجھپر ظاہر ہوا تھا جس سے پایا جاتا تھا کہ لیکھرام کی موت کا دن اتوار کا دن ہوگا۔ اور الہام مین یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ عید کے ساتھ کے دن مین یعنی دوسری شوال مین یہ واقعہ پیش آئیگا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ عید کا پتہ پہلے سے ہندوؤن نے خوب یاد کر رکھا تھا۔ مگر اُسوقت یہ امر غیر ممکن سمجھکر صرف تکذیب کی غرض سے یاد کر لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جہالت سے خیال کرتے تھے کہ ایسا ہونا کسیطرح ممکن نہین کہ پیشگوئیمین ایسا خاص نشان

---

* لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی بھی تھی کہ **یُقضیٰ امرہ فی ستّ** یعنی چھ مین اُس کا کام تمام کیا جائیگا ابتک مجھے معلوم نہین کہ یہ پیشگوئی ہمارے کسی اشتہار یا کتاب مین یا ہمارے کسی دوست کی تالیف مین چھپ گئی یا نہین۔ لیکن ہماری جماعت مین اسکی عام شہرت ہے اور یقین ہے کہ دوسرون تک بھی یہ پیشگوئی پہونچی ہوگی جیسا کہ آریون مین عید کی پیشگوئی پہونچ گئی۔ کیونکہ ہماری کوئی بات راز کیطور پر نہین رہتی۔ اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور مین آیا یعنی لیکھرام چھ مارچ کو زخمی ہوا اور دن کے چھٹے گھنٹے مین زخمی ہوا۔ بٹالوی صاحب اگر اس زبانی روایت سے انکار کرتے ہین تو حدیثون کے قبول کرنے مین انہین بڑی مشکل پڑیگی۔ کیونکہ وہ نہ صرف زبانی روایتیں ہین بلکہ کم سے کم سو ڈیڑھ سو برس بعد مین لکھی گئین۔ جو بات تازہ ہو اور جسکے دیکھنے اور سننے والے زندہ موجود ہین اس سے انکار کرنا عقلمندون کے نزدیک رسوا ہونا ہے۔ منہ

ہو اور وہ سچا ہو جاوے پس یاد رکھنے سے مدعا یہ تھا کہ جب پیشگوئی خطا جائیگی یا میعاد پر پوری نہیں ہوگی
تو ہنسی ٹھٹھے میں اڑائینگے لیکن جب خدا نے اسیطرح پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ لکھا گیا تھا تب ہندوؤں نے
فی الفور اپنا پہلو بدل لیا اور کہا کہ میعاد پر قتل کرنیکے لئے پہلے سے سازش ہو چکی تھی ورنہ خدا کی عادت ایسی
نہیں ہے جو باریک اور خاص نشانوں کے ساتھ غیب کی خبریں کسیکو بتلاوے"۔ مگر وہ قادر خدا جو سچائی کو مشتبہ
کرنا نہیں چاہتا اُسنے اس خیال کو بھی پہلے سے رد کر رکھا تھا جسکی ہندوؤں کو خبر نہیں تھی۔ یعنے اس نے
لیکھرام کے واقعہ قتل سے **سترہ برس پہلے** اس نشان کی براہین احمدیہ میں خبر دی ہے اور یہ خبر اسوقت
لکھی گئی اور شائع کیگئی تھی جبکہ لیکھرام بارہ۱۲ یا تیرہ۱۳ برس کا ہوگا۔ اور یہ ایسے مرتب اور مسلسل طور پر براہین احمدیہ
میں موجود ہے کہ انسانکو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا۔ ہم بفضلہ تعالے رسالہ سراج منیر میں اسکو لکھ چکے ہیں اور
مختصر طور پر اسکا یہ بیان ہے کہ براہین احمدیہ کے الہامات میں میری نسبت تین۳ فتنوں کی خبر دی گئی ہے۔ یعنی یہ
بیان کیا گیا ہے کہ تین موقعہ پر تین فتنے تم پر برپا ہونگے۔

اب قبل اسکے جو ان تین فتنوں کا ذکر کیا جاوے صفائی بیان کیلئے اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے
کہ ہر ایک تکذیب فتنہ کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف اسی حالت میں کسی تکذیب کو فتنہ کے نام سے
موسوم کیا جائیگا جبکہ وہ تکذیب ایک بلوہ کے رنگ میں ہو اور ایک جماعت باہمی اتفاق کرکے کسی کے
مال یا جان یا عزت کی نقصان رسانی کی غرض سے اپنی طاقتوں کو اس حد تک جمع کریں جیسا کہ ایک شخص
پورے استعمال [illegible] کرتا ہے۔ پس فتنہ میں ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو۔ اور وہ جماعت کسی
کی ضرر رسانی کے ارادہ کیلئے پورے جوش کیساتھ باہم اتفاق کر لیوے اور ایک بلوہ کی صورت میں ایک خطرناک
مجمع بناکر کسی کی عزت یا جان یا مال پر حملہ کرنیکے لئے مستعد ہو جائیں اور باہمی مشورہ سے ان تمام
فریبوں کو اپنی طبیعتوں کے افروختہ ہونیکی حالت میں ایک غیر معمولی جوش کی طرز پر استعمال میں لاویں جنکے استعمال
سے فریق مخالف پر کوئی ناگہانی آفت آنے کا اندیشہ ہو۔ اب جبکہ فتنہ کے لفظ کی تعریف معلوم ہو چکی
تو ان تین فتنوں کو بیان کرتا ہوں۔ مگر شاید سمجھانیکے لئے یہ انسب ہوگا کہ قبل اسکے جو میں ان تین فتنوں
کی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحات سے پیش کروں اول وہ تینوں فتنے بیان کردوں جو براہین احمدیہ کی تالیف
اور شائع ہونیکے بعد میرے پر گذر چکے ہیں جنکے واقعات سے لکھوکہا انسان گواہ ہیں۔ بلکہ اگر میں کروڑہا
کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔ اسوقت میں اس دعوی پر زور دینے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ میری زندگی
کا وہ بڑا حصہ جو براہین کی تالیف کے بعد اسوقت تک پورا ہوا ہے وہ ٹھیک تین فتنوں کے

نیچے ہو کر گذرا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اُن تین فتنوں کے ساتھ کوئی اور فتنہ بھی تھا جسکو فتنہ چہارم کہنا چاہیئے۔ اور نہ کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ تین فتنے نہیں ہیں بلکہ دو ہیں۔ غرض تین کے عدد میں ایک ایسی حصر واقعی ہو گئی ہے کہ جو نہ کم ہو سکتی ہے اور نہ قابل زیادت ہے۔ ایک اجنبی شخص بھی جب میری سوانح کے لکھنے کیلئے بیٹھے گا اور میری لائف کے سلسلہ میں تلاش کریگا کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے ان دنوں تک ایسے غیر معمولی بلوے پورے جوش سے بھرے ہوئے مختلف جماعتوں کی طرف سے کسقدر میرے پر ہو چکے ہیں جنکو فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے تو وہ اسبات کے سمجھنے کیلئے کسی فکر کا محتاج نہ ہوگا کہ ایسے بلوے جو فتنہ کی حد تک پہونچ گئے اور پورے جوش کیساتھ ظہور میں آئے صرف تین تھے۔ **اوّل** آتھم کے معاملہ میں پادریوں کا حملہ جنھوں نے دافعات کو چھپا کر پنجاب اور ہندوستان میں تکذیب کا ایک طوفان مچادیا چونکہ انکے دلونمیں بڑا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح اسلام کی تکذیب اور توہین کا موقعہ ✽ ملے سو انھوں نے آتھم کے زندہ رہنے کیوقت سمجھہ لیا کہ اس سے بہتر شور و غوغا ڈالنے کیلئے اور کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے امرتسر میں انھوں نے محض سفلہ پن کی راہ سے خلاف واقعہ شور مچایا ✤ اور گلی کوچہ میں آتھم کو ساتھ لیکر وہ زبان درازیاں کیں کہ جب سے انگریزی

✤ آتھم کے عذاب کی نسبت جو پیشگوئی کیگئی تھی وہ نہایت صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں تھی۔ اسمیں یہ شرط موجود تھی کہ عذاب موت اُسوقت نازل ہوگا کہ جب آتھم حق کیطرف رجوع نکرے۔ اور آتھم پندرہ مہینے تک جو پیشگوئی کی میعاد تھی ایسے حلاف عادت طریقسے مذہبی مناظرات و تقریرات سے دستکش اور چپ رہا تھا جو اُس کا چپ رہنا ہی آسکے دلی رجوع پر دلالت کرتا تھا۔ پھر اُسنے میعاد کے بعد جب یہ جھوٹے بہانے پیش کئے کہ میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر وہ خوف تعلیم یافتہ سانپ سے اور دوسرے حملوں سے تھا جو میرے پر کئے گئے تھے۔ تب اس پر جب اسکو کہا گیا کہ یہ تمام تہمتیں بے ثبوت اور غیر معقول ہیں نیز میعاد کے بعد بیان کیگئی ہیں انکو یا تو قسم سے ثابت کرنا چاہیئے یا نالش سے یا کسی اور خانگی طریقسے۔ تو اُسنے کوئی طریق اختیار نکیا۔ بلکہ قسم پر چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تب بھی قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر نکر سکا اور یہ تمام الزام اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ الہام الٰہی میں یہ بھی تھا کہ اگر وہ اخفاء شہادت کریگا تو جلد مر جائیگا چنانچہ وہ ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر مر گیا۔ اب کیا اس پیشگوئی پر کوئی تاریکی تھی جس سے عیسائیوں نے شور مچایا؟ نہیں بلکہ انکو آتھم کے ڈرتے رہنے کی خوب خبر تھی۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ ایک بیماری میں آتھم نے چیخ مار کر کہا کہ ہائے میں پکڑا گیا۔ مگر عیسائیوں کو یہی منظور تھا کہ سچائی پر پردہ ڈالیں۔ انھوں نے اس شور میں بڑی ناانصافی کی۔ منہ

✽ پادریوں نے یہ تدبیریں بھی بہت کیں کہ کسیطرح آتھم نالش کر کے عدالت کے ذریعے مجھکو سزا دلائے۔ لیکن چونکہ آتھم درحقیقت حق کے رعب سے مر چکا تھا اسلئے اُسنے اسطرف رخ نکیا۔ ملک ہندوستان میں چھپوا دیا کہ پادریوں کا یہ بلوہ میری مرضی کے مخالف ہوا۔ منہ

علداری اس ملک مین آئی ہے اسکی نظیر کسی وقت مین نہین پائی جاتی اور صرف اسی پر اکتفا نہین تھی بلکہ پشاور
سے لیکر بمبئی کلکتہ الہ آباد وغیرہ مین بڑے بڑے جلسے کئے اور اخبارون مین محض افترا کے طور پر واقعات شایع کئے اور
جاہل مولویون اور عوام کالانعام کو برانگیختہ کیا۔ اور ہزارون اشتہار فتنہ انگیز جو بہتان سے بھرے ہوے
تھے ملک مین تقسیم کئے۔ اور لوگون پر یہ اثر ڈالنا چاہا کہ دین اسلام ہیچ ہے۔ اور بعض مولوی دنیا کے
کتے انکی ہان کیساتھ ہان ملانے لگے اور یہ فتنہ تمام فتنون سے بڑھا ہوا تھا کیونکہ اسمین صرف میری
ذات پر ہی حملہ نہین تھا بلکہ بڑا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ذلیل اور حقیر کرکے دکھلاوین۔ مولوی بھی
صفت انکے ساتھ تکذیب مین شامل ہوگئے اور کہا کہ اگر عیسائی تکذیب کرین تو کیا حرج ہے یہ شخص تو
خود کافر ہے۔ اور حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عیسائی اس راقم کو بھی مسلمان جانتے ہین۔ غایت کار
مسلمانون مین سے ایک فرقہ کا سرگروہ خیال کرتے ہین سو ان ظالمون نے ناحق میری دشمنی سے عیسائیون
کی زبان سے دین اسلام سے ٹھٹھے کرائے بلکہ بار بار انکو نالش کرنیکے لئے ترغیب دی۔

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے شیخ محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے۔ اس ظالم نے بھی
وہ فتنہ برپا کیا کہ جسکی اسلامی تاریخ مین گذشتہ علماء کی زندگی مین کوئی نظیر پانی مشکل ہے۔ [illegible] اس
نذیر حسین کی کفرنامہ پر مہر لگوائی۔ صدہا مسلمانون کو کافر اور جہنمی قرار دیا اور بڑے زور سے گواہیان
ثبت کرائین کہ یہ لوگ نصاریٰ سے بھی بدتر ہین۔ تمام رشتے ناطے ٹوٹ گئے بھائیون نے بھائیون کو
اور باپون نے بیٹون کو اور بیٹون نے باپون کو چھوڑ دیا اور ایسا طوفان فتنہ کا اٹھا کہ گویا ایک زلزلہ آیا۔ [illegible]
آجتک ہزارون خدا کے نیک بندے جو دین اسلام کے عالم اور فاضل اور متقی ہین کافر اور بیدین اور [illegible]
سزاوار سمجھے جاتے ہین۔ !!!

تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے آریون کا فتنہ ہے جو ایک چمکدار نشان کیساتھ ہوا
اور یہ فتنہ اسلئے تیسرے درجہ پر ہے کہ باوجود سخت بلوہ کے اسکے ساتھ فتح نمایان نشان تھا یعنی یہ
کہ اسمین ہندوون کا بڑا شور وغوغا ہوا اور بار بار قتل کرنیکی دھمکیان دین اور گالیون سے بھرے ہوئے خط
بھیجے۔ کئی اخبارون مین حد سے زیادہ سخت گوئی کی گئی۔ اور پھر آخر گورنمنٹ کی معرفت خانہ تلاشی
کرائی گئی۔ مگر باوجود ان سب باتون کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ مین رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھرام کیساتھ
مذہبی آزمایش کیلئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا تھا اسکی رو سے ہمارے مولیٰ کریم نے ہندوون پر ہماری
ڈگری کرکے بڑی صفائی سے ہمین فتح دی۔ اور جیسا کہ پہلے سے براہین احمدیہ مین یہ الہام تھا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا یعنے ایسا

چمکدار نشان نہ دکھاتا **تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا**۔ ایسا ہی خدا نے اپنے ان تمام ارادوں کو پورا کیا۔ لیکھرام کیا مرا تمام آریوں کو مار گیا۔ اسلام کا قول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں ملگئے۔ بڑی عزت کیساتھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے جو **اسلام کا خدا** اور **قرآن** کا نازل کرنیوالا ہے۔ اب اسکے ساتھ اگر ہمیں گالیاں دی گئیں۔ اگر ہمیں قتل کرنیکے لئے ڈرایا گیا۔ اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی گئی تو اس خوشی کیمقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنہ سے ایک اور پیشگوئی پوری ہوئی جو ابھی ہم بیان کرینگے۔ اور لیکھرام کے مرنیسے دشمن کا مونھہ کالا تو ہو چکا تھا۔ مگر ہمارے گھر کی تلاشی نے اور بھی انکے مکر دن پر خاک ڈال دی اور **جھوٹ کا ناک بڑی صفائی سے کاٹا گیا۔** ۱

یہ تین فتنے ہیں جو براہین کے زمانہ سے آجتک ہمیں پیش آئے۔ اور یہ ایسے کھلے کھلے وقوع میں آئے ہیں کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا ہر ایک شخص جو انسان کہلانے کا حق رکھتا ہے ان تینوں فتنوں سے بخوبی واقف ہے۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ تین فتنے براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں یا نہیں۔ سو میں روز روشن کی طرح دیکھتا ہوں کہ یہ تینوں فتنے پادریوں کے فتنہ سے لیکر چمکدار نشان کے فتنہ تک براہین احمدیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک فتنہ کے وقت فتنہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ سو اب ایک پاک دل اور پاک نظر لیکر مندرجہ ذیل عبارتوں کو پڑھو جو براہین احمدیہ سے نقل کر کے میں اسجگہ لکھتا ہوں اور وہ یہ ہیں

پہلا فتنہ صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ **ولن ترضی عنک الیھود ولن نصاریٰ۔ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۱ الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق**۔ ترجمہ۔ یعنے یہود تجھسے راضی نہیں ہونگے۔ یہود سے مراد اسجگہ یہود صفت مولوی ہیں جنکا ذکر براہین میں اس سے پہلے صفحہ میں ہے اور پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی تجھسے راضی نہیں ہونگے یعنی پادری۔ اور فرمایا کہ انھوں نے نادانی سے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ ان پادریوں کو کہدے کہ خدا ایک ہے وہ ذات بے نیاز ہے نہ کوئی اسکا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اسکا ہم جنس {یہ اُس مباحثہ کی طرف اشارہ ہے جو تثلیث اور توحید کے بارہ میں ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک امرتسر میں پادریوں کے ساتھ ہوا تھا۔ ۱۲ منہ} سے چند روز پہلے کیا گیا تھا} اور پھر فرمایا کہ یہ عیسائی تجھسے ایک مکر کرینگے اور خدا بھی اُنسے مکر کریگا۔ یعنے

اوّل انکو دلیر کردیگا اور پھر ذلت پر ذلت پہنچائیگا اور پھر فرمایا کہ خدا بہتر مکر کرنیوالا ہے۔ اور پھر فرمایا الا سوقت یاد رہیو ن کیطرفسے ایک فتنہ ہوگا اور وہ ایک پرجوش بلوہ کی صورت مین تکذیب کرینگے۔ سو اس فتنہ کیوقت صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبی صبر کرتے رہے۔ اور دعا کر کہ خدایا میرا صدق ظاہر کر۔ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ مکر سے مراد وہ لطیف اور مخفی تدبیر ہے جو دشمن کو ذلیل یا معذب کرنیکے لئے خدا تعالیٰ کی طرفسے ظہور مین آتی ہے۔ بعض وقت نادان دشمن ایک جھوٹی خوشی سے مطمئن ہوجاتا ہے۔ مگر خدا کی مخفی تدبیر جو دوسرے لفظون مین مکر کہلاتی ہے اسے کہتی ہے کہ اے نادان کیون خوش ہوتا ہے دیکھ تیری ذلت کے دن نزدیک آرہے ہین۔ تب تیری خوشی غم سے مبتدل ہوجائیگی۔ غرض یہ پہلا فتنہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ مین لکھا گیا اور میرے پر گذر چکا۔

دوسرا فتنہ وہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ مین مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ **واذ یمکر بک الذی کفر اوقد لی یا ھامان لعلی اطلع علی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین۔ تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ وما اصابک فمن اللّٰہ الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللّٰہ لیحب حبا جما۔ حبا من اللّٰہ العزیز الاکرم عطاء غیر مجذوذ۔** یعنی یاد کر وہ زمانہ جب ایک مکفر تجھ سے مکر کریگا جو تیرے ایمان سے انکاری ہے۔ اور کہے گا اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا {یعنی تکفیر کی آگ بھڑکا۔ ہامان سے مراد نذیر حسین دہلوی ہے} مین چاہتا ہون کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤن کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہوگیا ابولہب اور اسکے دونون ہاتھ ہلاک ہوگئے {جسنے کفر کا فتویٰ لکھا} اسکو نہین چاہیئے تھا کہ اس تکفیر کے کام مین دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے پہونچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہے۔ اسجگہ ایک فتنہ ہوگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیون نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرفسے ہوگا تا وہ تجھے حد سے زیادہ دوست رکھے دیکھ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خدا کسیکو دوست رکھے وہ خدا جس کا نام عزیز اکرم ہے۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی

---

* فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرفسے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائے گا۔ مگر مجھے معلوم نہین کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسیقدر ہوگا کہ **آمنت بالذی آمنت بہ بنوا اسرائیل** یا پرہیزگار لوگونکی طرح واللّٰہ اعلم۔ منہ

منقطع نہین کی جائیگی۔ اس فقرہ مین صاف لفظ کفّر کا موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی مکفر کی طرف سے فتنہ ہوگا۔ کفّر پڑھنا بھی جائز ہے جسکے یہ معنے ہوں گے کہ ہمارے ایمان سے منکر۔ دونون لفظون کا مآل ایک ہی ہے۔ غرض یہ لفظ کفّر باب تفعیل سے ہے اور برعایت معنی مذکورہ ثلاثی مجرد بھی ہو سکتا ہے۔ الہام دونون طور پر ہے۔ اور بعد کا یہ فقرہ کہ اُسکو نہین چاہیے تھا جو اس فتنہ تکفیر مین دخل دیتا۔ یہ فقرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شخص علم و فضیلت کا دعویٰ رکھتا ہوگا یعنے مولوی کہلائیگا۔ پس جس شان کا اُسکو دعویٰ تھا اس سے بہت بعید تھا کہ ایسا فاسقانہ کام کرتا۔ غرض یہ دوسرا فتنہ ہے جو دوسرے درجہ پر ہے۔ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ مین نہایت صفائی سے مندرج ہے۔

تیسرا فتنہ چکدار نشان کا فتنہ ہے جو براہین کے صفحہ {۵۵۶} و {۵۵۷} مین کمال صفائی لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ۔ ثلۃ من الاولین۔ وثلۃ من الاخرین۔ ترجمہ۔ یعنے اے عیسیٰ مین تجھکو طبعی موت سے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو ان لوگون پر قیامت تک غلبہ بخشونگا جو تیرے منکر ہین۔ اور تابعین کا ایک گروہ پہلا ہوگا اور ایک گروہ بعد مین ہو جائیگا۔ یہ خدا کا تسلی آمیز کلام اُسوقت حضرت عیسیٰ پر اترا تھا جبکہ وہ نہایت گھبراہٹ مین تھے۔ اور انکو ایسی موت کی دھمکی دی گئی تھی جو جرائم پیشہ لوگون کیلئے خاص ہے یعنے صلیب کی دھمکی جو لعنتی موت ہے۔ اور یہی الہام اور یہی وعدہ اس عاجز کو ہوا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی ابتلا اس عاجز کو پیش آئے گا اور یہی انجام ہوگا اسی بنا پر اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور وعدہ دیا گیا کہ مین تجھے طبعی وفات دونگا اور عزت کیساتھ اٹھاؤنگا۔

غرض اس الہام کے اندر یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس عاجز کے دشمن بھی قتل کرنیکے لئے منصوبے کرینگے اور جرائم پیشہ کی موت یعنی پھانسی کیلئے تدبیرین عمل مین لائینگے مگر ان ارادون کی تکمیل مین ناکام رہینگے۔ غرض عیسے کا نام اس عاجز پر اطلاق کرنے سے اس وجہ تسمیہ کیطرف اشارہ ہوا کہ اسی طور پر جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی اس موت کیلئے جو جرائم پیشہ کی موتین ہوتی ہین تجویزین اور تدبیرین کی گئین اسجگہ بھی ایسا ہی وقوعین آئے گا۔

پھر آگے دوسرے الہامات مین جو اسکے بعد مین ہین صریح اشارہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کب اور کسوقت ہوگا۔ اور اس قسم کے ارادے اور قتل کے منصوبے کس زمانہ مین ہونگے اور اُس سے پہلے کیا علامتین ظاہر

ہوگئی۔ اور وہ الہام یہ ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں ہے میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوا العزم۔ فلما تجلّٰى ربه للجبل جعله دكا ان الہامات میں صاف فرما دیا کہ وہ قتل سے ... ہونیوالا وقت ہونگے جبکہ ایک عظیم الشان ظاہر ہوگا۔ اور اس سبب سے ان مفسدوں کا نام خیر کے الہام میں فتنہ رکھا اور فرمایا کہ اسجگہ ایک فتنہ ہوگا پس اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر چاہیے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ خدا ... وہ فتنہ نابود ہو جائیگا یہ تین فتنے ہیں جن کا براہین میں ذکر ہوا۔ اور یہ تینوں ... میں بھی آگئے۔ چنانچہ ... کا فتنہ صرف زبانی شور و غوغا تک محدود نہیں رہا بلکہ ۸ اپریل ۱۸۹۶ء کو ... تک ... تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو عیسیٰ کا نام رکھنے میں مخفی تھی۔ اب جیسا کہ براہین احمدیہ ... ان تین فتنوں کی خبر ملتی ہے ایسا ہی اگر کوئی ہماری سوانح کا وہ نسخہ پڑھے جو براہین کے وقت ... وقت ... تب بھی اسکو ماننا پڑتا ہے کہ خارج میں بھی تین ہی فتنے ظہور میں آئے ... صرف وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت کی گئی تھی ان تائیدی ثبوتوں سے مضبوط ہوتی ہے بلکہ آتھم کی بابت جو پیشگوئی کیگئی تھی وہ بھی ایسی کھل جاتی ہے جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔ غرض ان تینوں فتنوں پر نظر غور ڈالکر خدا کی قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے کہ اسکو یونہی بیہودہ باتوں سے ٹالنا نہیں چاہیئے بلکہ پوری توجہ کیساتھ اسمیں غور کرنی چاہیئے۔ بلاشبہ ایک طالب حق کی پاک روح اور پاک کانشنس اس مقام سے اطلاع پاکر بہت سے حجابوں سے نجات پا سکتی ہے۔ اور بیشک اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آتھم اور لیکھرام کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ کوئی اتفاقی امر تھا تو کیونکر یہ دونوں پیشگوئیاں آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھی گئیں۔ ہم اس بات سے کوئی منصف کہاں اور کدھر بھاگ سکتا ہے کہ جیسا کہ خارجی واقعات سے تین متفرق کا نشان ملتا ہے ایسا ہی براہین احمدیہ

بھی اُن تینوں فتنوں کی خبر دیتی ہے۔

اب کیا یہ شہادتیں بہت سے قرائن کے ساتھ مضبوط ہو کر اس درجہ تک نہیں پہنچ گئیں جسکو قطعی اور یقینی کہتے ہیں؟ اور کیا یہ سترہ برس کا ممتد سلسلہ الہامات کا جو ہمارے زمانہ سے اس غیر متعلق زمانہ تک جا پہنچتا ہے جہاں منصوبہ بازی کی قلم بکلی ٹوٹ جاتی ہے پوری تسلی پانے کیلئے کافی نہیں ہے؟ کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے جسپر کوئی وہمی طبیعت کا آدمی زور دیسکتا ہے؟ اور یہ کہنا کہ لیکھرام میعاد کے پانچویں برس میں مرا چھٹے برس میں نہیں مرا۔ کیا اس اعتراض سے زیادہ کوئی اور حماقت بھی ہوگی؟ ایسے معترض نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ الہام میں چھٹے سال میں مرنا شرط ضروری تھا۔ یہ الہام تو صاف لفظوں میں بتلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موت کے خاص وقت کو مخفی رکھکر چھ برس کے عرصہ کا نشان دیدیا تھا کہ اس مدت میں جس وقت ارادہ الٰہی ہوگا لیکھرام کو ہلاک کیا جائے گا۔ کیا خدا پر یہ ممتنع ہے کہ کوئی امر اپنی مصلحت سے مخفی رکھے اور کوئی ظاہر کرے۔ ایسے بیہودہ اعتراض صرف اُس بیوقوف کے مونھ سے نکل سکتے ہیں جسکو الٰہی پیشگوئیوں کی فلاسفی کی خبر نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جسقدر نبیوں کی معرفت پیشگوئیاں ظہور میں آئیں اُن میں یہ منظور رہا ہے کہ کسی قدر پیشگوئیکے ظہور کے وقتوں کو پوشیدہ بھی رکھا جائے۔ سو اکثر سنت الٰہی اس طرح پر واقع ہے کہ ایک بات کے ہونے کے لئے ایک حد مقرر کر دیجاتی ہے۔ آیندہ خدا کا اختیار ہے چاہے تو اُس حد کے پہلے حصہ میں ہی اس بات کو پوری کر دے اور چاہے تو آخری حصہ میں پوری کرے اور چاہے کوئی حد نہ لگائے اور کوئی میعاد بیان نہ فرمائے۔ خدا کی کتابوں میں صدہا ایسی پیشگوئیاں پاؤ گے جن کے ظہور کا کوئی وقت نہیں بتلایا گیا۔ یہ نہایت

صاف بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ایک وعدہ فرمائے کہ اس عرصہ تک ایک کام جو وقت چاہوں کروں گا۔ تو کیا انسان اُس پر اعتراض کر سکتا ہے کہ ایک خاص وقت کیوں نہیں بتلایا؟ ہاں اگر خدا تعالیٰ ایک میعاد مقرر کر کے صاف لفظوں میں یہ فرمائے کہ جب تک یہ کل میعاد گذر نہ جائے اور اُس کا آخری منٹ یا آخری سیکنڈ نہ پہنچے تب تک یہ پیشگوئی ظاہر نہیں ہوگی تو اس صورت میں ضروری ہوگا کہ اس میعاد کے آخری سیکنڈ میں پیشگوئی کا ظہور ہو۔ لیکن جبکہ خدا اپنی مصلحت سے ایک میعاد مقرر کر کے یہ ظاہر فرماتے کہ اس میعاد کے اندر اندر کسی حصہ میں میں چاہوں گا فلاں کام کروں گا تو ایسی پیشگوئی پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے تمام کاموں پر اعتراض ہے۔ اور لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی میں ایک یہ بڑی عظمت ہے کہ اس میں صرف میعاد چھ سال کی نہیں بتلائی گئی بلکہ یہ بھی تو بتلایا گیا تھا کہ وہ ایسے دنوں میں اپنی سزا کو پہنچیگا جو عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ چنانچہ لیکھرام کا نام **گوسالہ سامری** اسی لئے رکھا گیا کہ گوسالہ عید کے دن جلایا گیا تھا۔ اور صریح الہام میں بھی عید کا دن آگیا اور ایسا شہرت پا گیا جو صدہا ہندوؤں میں وہ الہام مشہور ہوگیا۔ اور الہام اور کشف نے صاف لفظوں میں یہ بھی بتلا دیا کہ وہ ہیبت ناک موت ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے وقوع میں آئیگی اور کشف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہوگا۔

اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر اعلےٰ درجہ کی غیب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اب کیا یہ صحیح نہیں کہ اگر ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اور بنظر یکجائی دیکھا جائے اور براہین کی پیشگوئی بھی ساتھ ملایا جائے تو بیشک یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں فوق العادت اور بالکل انسانی طاقتوں سے برتر ہیں۔ ہاں اگر کسی انسان کو یہ قوت حاصل ہے کہ ایسا دقیق در دقیق غیب بیان کر سکے اور ان امور کی ستر ہ

برس پہلے خبر دے جو بیان کرنے کے زمانہ مین معدوم کی طرح ہون تو ایسے انسان کو بطور نظیر پیش کرنا چاہیے۔ اور اس کے واقعات معاینہ کے طور پر دکھلانے چاہییں اور صرف پورانے کرم خوردہ قصے اسجگہ کام نہین آئینگے۔

نداریم اے یار بانسیہ کار — اگر قدرتت ہست نقدے بیار

آپ سُن چکے ہین کہ براہین احمدیہ مین صاف طور پر یہ پیشگوئیان دکھلائی گئی ہین۔ پس یہ سلسلہ وار شہادتین کیونکر ٹوٹ جائینگی؟

چونکہ بعض ظالم مولوی جیسا کہ محمد حسین بٹالوی ٭ میری دشمنی کے لئے اسلام پر حملہ کرنا چاہتے ہین اور وہ نشان جو اس دین کی سچائی پر گواہی دینے کیلئے آسمان سے نازل ہوتے ہین انکو مٹا دینا ان لوگون کا مقصود ہے۔ اسلئے یہ **استفتا** قوم کے معزز اہل نظر کی

٭ اس شیخ دشمن حق کا یہ بھی میرے پر افترا ہے کہ اور بھی بعض پیشگوئیان جھوٹی نکلین۔ ہم بجز اسکے کیا کہین کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی سو روپیہ نقد دینے کو طیار ہین اگر وہ ثابت کر سکے کہ فلان پیشگوئی خلاف واقعہ ظہور مین آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات سُنکر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہین اُسکو نخوت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفسد اور دشمن حق ہے اسکو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے اُس کا دل نہین چاہتا کہ اس پر آشوب زمانہ مین اسلام کی عزت اور شوکت اور بزرگی ظاہر ہو۔ مگر یہ اس ارادہ مین **ناکام رہے گا۔**

میری بات سُن رکھو! اب سے خوب یاد رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھاوے گا۔ نہین چھوڑے گا جبتک ایسے لوگون کو ذلیل کر کے نہ دکھلاوے۔ منہ

خدمتمین پیش کیا جاتا ہے۔ تمام واقعات اور شہادتین جنسے یہ تینون تصدیقین ہین اور کتابون مین
لکھے گئے ہین مدت سے شایع شدہ ہین۔ ہر ایک اہل الراے ... ان کتابونکو دیکھنا چاہے تو ہم سے
طلب کرسکتا ہے۔ اسلئے ہم معزز اہل الراے صاحبونکی خدمتمین ملتمس ہین کہ وہ اللہ جل شانہ اور
اُسکے رسول کی عظمت اور عزت کیلئے اس فتوی کو جو ردّ مذاہب موجودہ سے پیدا ہوتا ہے کاغذ منسلکہ
ہذا پر لکھکر اور اپنی اور دوسرونکی گواہی انپر ثبت فرماکر گم گشتہ لوگون پر احسان فرماوین۔ اور ایسی تحریرین بذریعہ
خط ہمارے پاس بھیجدین کہ وہ سب مجموعہ کے طور پر چھاپ دیجائینگی۔ اور مین جانتا ہون کہ اس
بارہ مین معزز اہل الراے کی شہادتین بڑے جوش سے ہر ایک طرف سے آئینگی اور سچے ایماندار اس
گواہی کو جسمین اسلام کی شان ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ نہین کرینگے مگر کمینہ طبع ذلیل خیال دُنیا پرست
سو ایسے لوگ یاد رکھین کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو سچی گواہی کو چھپائیگا اُسکا دل خدا کا گنہگار ہے۔ جہانتک
مین دیکھتا ہون سرکاری عہدہ دارونکو بھی کوئی قانون ایسی سچی گواہی سے نہین روکتا جسمین جائز طور پر
سچائی کی مدد ہو۔ انسان مین سچائی کی حمایت بڑی عمدہ صفت ہے ہم کیسی ہی دنیا کی عزت اور وجاہت پا دین
خدا کے قبضہ سے باہر نہین جا سکتے میرا تجربہ ہے کہ اس زبردست حاکم کا لحاظ نہ رکھنا اور سچی گواہی کو چھپانا اپنے لیئے ذلت
کی مار خریدنا ہے۔ جو شخص ایسی صاف صاف ردّ مذاہب کو دیکھکر پھر بھی گواہی سے پہلو تہی کریگا اسکی نسبت یہی کم سے کم یہ اعتقاداً کہنا
پڑیگا کہ یہ شخص خدا اور دین اور رسول مقبول کی حمایت عزت سے لاپرواہ ہے۔ لیکن اگر وہ سچی گواہی دیگا تو ہم [illegible]
کے آگے اسکے دین و دنیا کی مراد دینے کیلئے دعا کرینگے۔ اور ہم کیا مانگتے ہین؟ صرف **سچی گواہی**۔

مبادا دل آن فرومایہ شاد — کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

میرا ارادہ ہے کہ ان باتونکو انگریزی مین ترجمہ کرا کر یورپ کے اہل النظر لوگون کے سامنے بھی پیش کردون کیونکہ انمین فطرتاً سچائی
کی حمایت کیلئے بڑی جرات پائی جاتی ہے بشرطیکہ ایک سچائی کا فی الواقع سچا ہونا سمجھ لین۔ مگر اول مین اپنے قومی بھائیونکے سامنے
یہ اپیل پیش کرتا ہون اور انکو اس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقعہ دیتا ہون جس سے دنیا کے اخیر تک عزت کیساتھ انکے
مردونکی فہرست مین ان کا نام درج رہیگا۔ الراقم میرزا **غلام احمد قادیانی** ۱۸۹۵ء

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق و نشان متعلقہ	[illegible]	[illegible] معہ دیگر تفصیل [illegible] ضلع	عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

نمبر شمار	نام مصدق نشان متعلق لیکھرام	سکونت معہ دیگر پتہ بقید ضلع	عبارت تصدیق

الف ۲۸

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ

آیت پڑھو قرآن کی جو ہے مشار الیہ
پھر دیکھ لو حدیث جو ہے متفق علیہ

وعدہ کیا وہ پورا عزیز و حکیم نے
تفسیر جس کی تھی رسولِ کریم نے



حاسد نے جس قرآن خبر کا بتا دیا
احسن نے نقل کر کے اسے اب بتا دیا

آئے آخرین ہو ویں گے ملحق با ولیں
پیشگو وہی جو ہیں اسکے حاسدیں

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِنَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ أَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُبسملاً وَمحمداً لله رب العالمین ومسلماً علی خاتم النبیین وآله الطیبین واصحابه الطاهرین اما بعد یہ حصہ دوم ہے رسالہ اعلام الناس کا جسمین ازالہ ہی اشاعۃ السنۃ نمبر کے بعض وسواس کا واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ارادہ اس ہیچمدان کا ہرگز نہین تہا کہ جواب رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مین کلام ظرافت آمیز لاوے یا اشعار اساتذہ بر محل ذکر کرے یا اپنی طرف سے کچھہ تک بندی کرکر لکہے کیونکہ ایسے مسائل اسلام کی بحث مین یہہ طریقہ مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا خصوصاً اسوقت سے کہ حضرت اقدس مسیح الزمان سے شرف ارادت حاصل ہوا ہے مینے اپنی تحریرات مین اس طریقہ کو ترک کردیا ہے قال اللہ تعالی والشعراء یتبعہم الغاوون الم تر انہم فی کل وادٍ یہیمون وانہم یقولون ما لا یفعلون مگر جب مینے دیکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب اپنے ملکہ مخفیہ شاعری کو اس رسالہ مین اظہار فرماکر ملک الشعراء بنگئے ہین جسکا ثبوت اشعار سرلوح اشاعۃ السنہ ہین لہذا احقر بہی اونکی چاشنی مذاق کیواسطے بعض جگہہ کلام ظرافت آمیز مہذبانہ اور اشعار اساتذہ یا اپنی تک بندی لے آیا ہے کیونکہ مولوی صاحب کی سی شاعری ہم جیسون سے بہی ہوسکتی ہے ۔ قال اللہ تعالی الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ناظرین اس بارہ مین مجھکو معاف فرماوین اور چونکہ کوئی اشتلال
میرا خالی از کتاب و سنت نہین ہے لہذا میری اس کلام ظرافت آمیز کو ہزل تصور نہ فرماوین اور
مقصود لذاتہ کتاب و سنت کو جانین مین مولوی صاحب کا تابع ہون ہر جا کہ کشیدہ برند میرود
وبہر رنگ کہ رنگین کنند مے شود قال الفاضل اللاہوری فی اشاعۃ السنہ صفحہ ۳۲۴ جلد ۱۳ سے آنکس کہ خود
ز ضعف و مرض لاغری کند ہ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند خوش گفت بزلہ سنج کہن سال روزگار
او خویشتن گم است کرا رہبری کند اقول ناظرین منصفین سے انصاف طلب ہے کہ مولویصاحب
کا رسالہ جو بنام اشاعۃ السنہ نامزد ہے ایسے نامی رسالہ کا آیا فرض منصبی یہی ہوتا ہے کہ کسی ایسے
مسلمان کی نسبت جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی مین حسب اقرار
خود مولوی صاحب کے پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے سرتاپا افترا کیا جاوے
بہلا مین دریافت کرتا ہون کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کس جگہ کس کتاب مین دعوی
پیغمبری منافی خاتم النبیین ہونے آنحضرت علیہ السلام کے کیا ہے یا دعوی اصیل مسیح ہونیکا
کس رسالہ مین درج ہے اگر سچے ہیں تو صحیح نقل آپ پر فرض ہے ورنہ قرآن مجید مین جو وعید
ایسے قول و فعل کیواسطے موجود ہے اس سے ڈرنا چاہئے مولانا صاحب ایڈیٹران اخبار
بہی ایسے قول خلاف نفس الامر کے لکہنے سے نہایت اجتناب کرتے ہین اور حتی الوسع خبر کو
تحقیق کر کر لکہتے ہیں اور آپ تو بہتمم اشاعۃ السنہ کے ہتے آپ پر تو نہایت ہی ضرور تہا کہ اول
اس دعوی کی تحقیق کر لیتے پہر فرماتے جو کچہ کہ فرمایا پس ہم ایسی حالت مین کیونکر نہ کہیں کہ آپکا
رسالہ اشاعۃ السنہ اب اشاعۃ الشبہ ہوگیا ہے اگرچہ بحکم الحق مر آپکو تلخ معلوم ہو۔ اور اگر
شاعریت کے شوق و ذوق سے یہہ رباعی تصنیف فرمائی گئی ہے تو اس سے بہتر تک بندی اور بہی
بہی موجود تہی لیجیے سے ممکن کہ کس ز ضعف و مرض لاغری کند ٭ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند
زیرا کہ خود مسیح کہ بیمار و زار بود ٭ ہم دعوی مسیحی و پیغمبری نمود ۔ پس قول مدعی ہمہ بطلان دگر نہی ابجست

از خویشتن گم است کرا رہبری کند **قوله** دعویٰ مسیحائی و خود آپ ہین بیمار کیا خوب خود اپنا ہی مداوا نہین کرتے کیا فایدہ دعوی سے جو خود رہتے ہو بیمار۔ کیون صاف نہین کہتے ہم اچھا نہین کرتے۔ **اقول** جو اصل مسیحا تہو ہوئی وہ بہی تو بیمار۔ یہہ طعن جو کرتے ہو تم اچھا نہین کرتے۔ بیمار ہوئے سحر سے وہ ختم رسل ہی۔ یہہ باتین جو تم کرتے ہو دانا نہیں کرتے۔ دیتا ہے شفا خاص جو شافی ہے حقیقی۔ وہ صاف تو کہتے ہیں ہم اچھا نہیں کرتے۔ ہوتے ہین وہ بیمار تو کرتے ہیں مداوا۔ ہے محض غلط یہہ کہ مداوا نہیں کرتے۔ قرآن و خبر بہول گئے تم تو حسد سے کیون سینون کو کینون سے مصفا نہیں کرتے صفحہ ۳۵۴ **قوله** قرآن کی ان آیات مین اشارات ہیں و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نسا ع ۲۲) و انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا (زخرف ع ۶) اور احادیث صحیحین وغیرہ مین تصریحات بکثرت ہین ان سب کی تفصیل ریویو میں ہوگی انشاء اللہ تعالی **اقول** بہلا مولانا صاحب جب قرآن مجید میں آپ کے خیالی نزول مسیح کی نسبت صرف اشارات ہی ہیں اور احادیث صحیحین وغیرہما کی ابہی نوبت ہی نہین آئی صرف وعدہ ہی وعدہ ہے کہ ریویو میں آوین گے تو پہر اتنا تشدد آپنے ابہی سے کیون کیا کہ ایک خط نمبر ۱ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے پاس بہیجا اور دوسرا خود حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب کی خدمتمین اور تیسرا اس خادم قدیم کے پاس روانہ کیا وغیر ذلک من المقدمات مولانا بلا تدبر و تفکر انجام کار آپ حضرت اقدس مسیح الزمان صاحب سے ناحق مباحثہ کرتے ہیں اور اوس پر علاوہ یہ کہ اشاعہ میں شائع کرنا چاہتے ہین مین دست بستہ آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آپکو یہہ اشاعہ مباحثہ انجام کار اچہا نہو گا اب بہی جو کچہہ ہوا سو ہوا آیندہ اس بحث کو آپ جانے دیجئے ورنہ آپکی خدمت میں اتنا گذارش کئے دیتا ہون کہ ؎ سنبہل کے رکہیو قدم دشت خار پر مجنون کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بہی ہے اول آپنے اشارات قرآن شریف کی طرف رجوع کر لیا ہوتا اور پہر احادیث صحیحین وغیرہما کی جانب اگر کتاب و سنت نزول خیالی مسیح کیطرف یقیناً اور قطعاً ہدایت کرتے تب ہی آپنے ایسا کچہہ زور دیا ہوتا ورنہ ہرگز ہرگز آپکو ایسا کرنا سزاوار نہ تہا

خصوصاً ایسے شخص کے مقابلہ میں جسکو آپ اشاعہ میں تمام اولیا و علماء امت سے افضل قرار دیچکے ہیں* کمامر فی الجزء الاول آپنے یہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اکابر علما و اولیا گذرے ہیں اونکے مسائل متفردہ اکثر منقول ہیں حضرت اقدس مرزا صاحب جو پہلے اولیاء ماسبق سے آپکے نزدیک افضل ہین اس مسئلہ مین متفرد ہی سہی ۔مہدی کی نسبت ابن خلدون وغیرہ کا تفرد آپکو معلوم ہی ہے اور وہی مذہب و مسلک آپکا بہی ہے جو خلاف ہے تمام جمہور کے جب آپکے نزدیک مہدی موعود کوئی نہیں ہوگا تو عیسے بن مریم کا خیالی نزول اگر واقع نہو اور بجائے اوسکے مثیل مسیح آوے تو موجب آپکے مذہب کے کیا استبعاد ہے ۔ اب میں استفسار کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص آیات مندرجہ کے معنے جو آپ اشارۃ نکالتے ہیں تسلیم نکرے بلکہ وہ معنے ،لے جو بمنزلہ ظہور کے ہیں تو بحکم اَلنُّصُوصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِهَا کے مورد اعتراض آپ ہونگے یا وہ یہ تنبئوا تو جہر وا معنے آیت اول کے ظاہر تو یہی ہین کہ ضمیر بہ راجع ہے طرف عیسےٰ کی اور ضمیر قبل موتہ مین راجع ہے طرف کتابی کی جسپر لفظ اہل کتاب دلالت کرتا ہے علاوہ یہ کہ اس معنے ظاہری میں ایک خوبی اور بہی ہے کہ موید ہے اوسکو قرات دوسری جو آئی ہے اِلَّا لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بِضَمِّ النُّوْنِ انہ بیضاوی قاعدہ یفسر بعضہ بعضا کا بہی موجود ہے اب اگر کسی کے نزدیک یہی معنے آیت کے مراد ہون جو بمنزلہ ظاہر کے ہیں اور قرات دوسری بہی اوس کو موید ہے اور آپکی شرح اشارات سے اوسکو شفا نہووے تو فرمایئے اسپر آپکا کیا تدبیر ہو ہی ہے اور نبوت اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جائیگا۔ اور آیت دوم میں تسلیم کیا کہ ضمیر انہ طرف قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راجع نہیں حضرت عیسیٰ ہی کیطرف راجع ہے تو اوسکے ظاہری معنے یہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مفید ہے علم ساعۃ کو یا حضرت عیسیٰ کا مردونکو زندہ کرنا جو دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احیاء موتے پر قیامت میں دلیل و موجب علم ہے بعث و

---

* ہمارے پیارے مولانا اشا ئمآ آپکو معلوم نہیں مولوی ابوسعید صاحب اب یہ غلط تراش کر کہ اشاعۃ السنہ کو دہوکا ہو گیا تہا اپنا پیچہا چہوڑانا چاہتے ہین۔ لیکن وہ خیال نہین کرتے کہ یہ عذر ان کیلئے کس قدر فضیحت کا باعث ہوگا۔ عنقریب اہل انصاف اس امر کا تصفیہ کر لینگے کہ مولوی صاحب کا یہ عذر بدتر از جرم کہانتک مسموع ہونے کے قابل ہو سکتا ہے ہمارا رسالہ القول الفصل کا جو جلد شائع ہوگا انتظار کرین۔ ایڈیٹر

نشر قیامت کے وغیرہ وغیرہ۔ ما سبق آیہ میں نزول عنصری حضرت عیسےٰ کا کہاں مذکور ہے جس کو آپنے
یا کسی دوسرے مفسر نے مرجع انہ کا قرار دیا ہے یہہ مرجع تو صرف آپکے ہی خیال مین ہے جس کا قرآن شریف
میں کہیں پتا نہیں اور احادیث کی نسبت تو یہچدان اشتہار دیتا ہے کہ اگر کوئی صاحب ملہم حدیث
صحیح مرفوع صریح الدلالت سے صعود و نزول بجسم عنصری حضرت عیسےٰ کا منطوقاً ثابت کر دے تو میں
اوسکو فی حدیث بیس روپیہ حق اجرت دونگا ورنہ باب اعتقادیات میں ایسے خیالات ظنی کب قبید مسلم و
یقین ہو سکتے ہیں یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہ** صفحہ ۱۰ دسہا آپ
اگر اس دعوی میں حضرت خضر کیطرح معذور ہیں تو میں اوسکے انکار اور خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح
مجبور ہون الخ **اقول** آپ ہرگز انکار و خلاف میں حضرت موسیٰ کیطرح مجبور نہیں یہ قیاس آپکا قیاس
مع الفارق ہے بچند وجوہ اما اولاً آپکا انکار و خلاف اوس الہام سے ہے جو موید بکتاب و سنت
ہے چنانچہ حصہ اول مین کچھہ ثابت ہو چکا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی ثابت ہوتا رہیگا بخلاف
انکار و خلاف حضرت موسیٰ کے کیونکہ قتل نفس زکیہ بغیر کسی حق ظاہر کے اور توڑنا کشتی وغیرہ کا جسمیں
اندیشہ غرق ہو جانے ایک جماعت کثیرہ کا تہا کسیطرح موافق کسی شریعت کے نہیں ہو سکتا۔ اما ثانیاً
حضرت موسیٰ نے واسطے تحصیل اوس علم کے جو اونکو حاصل نہ تہا ملاقات خضر میں تحمل مشاق اور شدائد
سفر کو اختیار کیا قال اللہ تعالیٰ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا
ایضاً لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا اور آپ کہتے ہیں کہ میں آپسے ملون گا مگر جلد نہیں باوجودیکہ حضرت اقدس
مرزا صاحب آپکو زاد راہ دینے کو بہی موجود ہیں اور شدائد سفر بہی بسبب موجود ہونے سواری ریل
کی کچھہ نہیں ہیں اور بعد مسافت بہی کچھہ نہیں کہ قرنون تک سفر کرنا پڑے۔ اما ثالثاً حضرت موسیٰ
نہایت ادب اور تواضع سے اور اپنے آپ کو نادان سمجھہ کر واسطے پیروی و اتباع کے کہتے ہیں
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا اور یہہ بہی اقرار کرتے ہیں کہ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا اور آپ کہتے ہیں کہ رسائل توضیح المرام اور ازالہ الاوہام میرے خلاف کو نہیں
روکیں گے حالانکہ ازالۃ الاوہام آپنے ابہی تک دیکہا بہی نہیں مع ہذا رجماً بالغیب اوسپر مستزاد

آپ یہ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپکے حواریین آپکا مسیح موعود ہونا ثابت نکرسکیں گے مولانا اس آیہ کو بہی تو یاد رکہو وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا وَأَمَّا حضرت خضر حضرت موسٰی سے کہتے ہیں فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا اور حضرت اقدس مرزا صاحب بخطاب معترضین فرماتے ہین اور اشتہار دیتے ہیں کہ فَاسْأَلُونِي الْآنَ السَّاعَةَ يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ أُحْدِثَ لَكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا فِي إِزَالَةِ الْأَوْهَامِ

وامّا خامساً حضرت خضر صرف دو اعتراضوں پر عتاباً ارشاد کرتے ہیں إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي وَهٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ـــ اور حضرت اقدس مرزا صاحب معترضین کی نصح وخیر خواہی کیواسطے ارشاد فرماتے ہیں سه اے حسرت این گروہ عزیزان مرا ندید ہا۔ وقتے بہ بینیدم کہ ازین خاک بگذرم ۔ گر خون شد است دل زغم درد شان چہ شد ہست آرزو کہ سر بردہم درین سرم * ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم ۔ یارب نجات بخش ازین روز پر شرم یارب بآب چشم من این کِسل شان بشو ۔ کامروز تر شدہ است ازیں درد بستر م ۔ اب ناظرین کو ثابت ہوا ہوگا کہ یہ دونون قیاس مولوی صاحب کے قیاس مع الفارق ہیں بوجوہ مذکورہ ونیز غیر مذکورہ سه مانی نے روی و زلف میں ہستی تمام کی ۔ تصویر کہینچ سکی نہ سحر کی نہ شام کی یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعة السنہ کے اشاعة الشبہ ہو جانیکا **قولہ** صفحہ ۲۰۰ حسن ظنی کی ایک حد مقرر ہونی چاہیے کیا اگر کوئی مسلمان یہہ دعوے کرے کہ مین نبی آخر الزمان ہون یا مجھے الہام مین شراب کی اجازت ہو گئی ہے تو ہم اور آپ اوسکے حق مین حسن ظنی کرین گے ہرگز نہین الخ ۱ **قول** مولوی صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس قول کیطرف مطلق توجہ نفرمائی کہ اس مسئلہ کو اصل اور لب اسلام سے کچہ تعلق اور مطلب نہیں اور حسن ظنی کی تو وہی حد ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے مگر یہ دعوی حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہرگز ایسا عظیم نہین جیسا کہ آپکے خیال میں آگیا ہے ایک دعوٰی تو اونکا یہہ ہے کہ عیسے بن مریم متوفی ہو چکے لہذا اونکا نزول بوجود عنصری آسمان سے نہیں ہوگا بلکہ مثیل مسیح آئیگا دوسرا دعوٰی یہہ ہے کہ جس مسیح کے آنیکی نسبت احادیث

صحیح مین پیشین گوئی واقع ہے اوسکا مصداق میں ہون جو روحانی طور پر مسیح بن مریم سے مشابہت
تام رکھتا ہون دعوی اول تو کتاب اللہ سے ثابت ہے اگرچہ اوسکی بحث مفصل تو تب ہی
کیجاویگی جب آپ ریویو میں کچھ لکھیں گے یہانپر واسطے تسکین ناظرین کے مختصر اعرض کرتا ہوں
قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اس امر کو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہون گے
کہ بلا وجہہ وجیہہ کلمات قرآن مجید کو تقدیم تاخیر کر کر معنے ظاہری سے صرف کرنا ہرگز مناسب نہیں
کیونکہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مانند سلک جواہر
کے منظوم اور منسلک ہیں جسکی وجہ سے وہ طرف اعلی بلاغت حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے۔ پھر ہم کو کونسی
ضرورت واقع ہوئی ہے کہ اوسکو طرف اعلے حد بلاغت سے گرا کر تقدیم وتاخیر کے قائل ہون اور اگر
آپ کے نزدیک کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائی جاوے مگر وہ ضرورت محققانہ بکتاب وسنت
بیان کیجاوے نہ مقلدانہ بہ نقل اقوال مفسرین وشارحین - اور جب کہ متوفی ہونا حضرت عیسی کا
ثابت ہوگیا تو داخل ہونا جنت میں بھی آپکو مسلم ہوگا کیونکہ وہ نبی برگزیدہ تھے قال اللہ تعالی قِیْلَ
ادْخُلِ الْجَنَّةَ وادخلی جنتی اور یہہ عقیدہ بھی آپکو مسلم ہوگا کہ مقدس لوگ بعد موت کے بہشت میں داخل ہو
نکالے نہیں جاتے اور اگر مسلم نہو تو یہہ آیات تسلیم کرانیوالی موجود ہیں - وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ
ایضا قال اللہ تعالی تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ قال فی البیضاوی یعنی ابراہیم ویعقوب
وبنیهما الی آخره - ایضا قال تعالی مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ قال
فی البیضاوی ای ما هو الا رسول کالرسل قبله خصه الله تعالی بآیات کما خصهم بها فان احیی
الموتی علی یده فقد احیی العصا وجعلها حیة تسعی علی ید موسی علیه السلام وهو
اعجب وان خلقه من غیر اب فقد خلق آدم علیه السلام من غیر اب وام وهو اغرب
وامه صدیقة کسائر النساء اللاتی یلازمن الصدق او یصدقن الانبیاء کانا یاکلان
الطعام ویفتقران الیه افتقار الحیوانات وفی حاشیته قوله کانا یاکلان الخ اشارة
الی انهما کانا محتاجین الی الطعام والشراب والی مخرج یخرج منه البول والغائط

صاحب جب حاضر ہوئے تو بطور تعمیہ کے ایک معما ہیں مبادا کسی کی نظر سرسری میں ایک شیخ معما نظر
آویں لہذا عرض کیا جاتا ہے آپ تو امید ہے سابقہ و لاحقہ کو یاد دلاتے ہیں اور میں بصد افسوس یہی کہتا
ہوں سہ عاشق ہوئے ہیں یار کے ہم آن امید پر ۔ جز آہ نارسا کوئی امید ہی نہیں ۔ بہرحال تو تفصیلاً
توجہ ہیں کرونگا تحریر رسمی تنقیحی حاضر ہے (۱) براہین احمدیہ میں تکذیب اس دعویٰ کے موجود نہیں
ہے مسیح موعود کا جسمانی طور پر آنا جیسا کہ خیالات میں بسا ہوا ہے مذکور ہے اس مذکور کا غایۃ الامر یہہ ہے
کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا خیال بھی او وقت تک یہی ہو اس خیال کو انہوں نے کہیں الہامی قرار
نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ خیال کسی کا مبنیات الہام کا مکذب نہیں ہو سکتا البتہ الہام خیال کا مکذب ہو سکتا
ہے خصوصاً جبکہ شواہد کتاب و سنت اوس الہام کے مصدق و موید موجود ہوں علاوہ یہہ کہ دعویٰ سابق
گویا کہ مرتبہ اجمال میں تہا اب اوس کا بیان ہو گیا اور وہ بہی الہام سے ۔ پہر کوئی عاقل یہہ کہہ سکتا ہے
کہ بیان یا مبین اجمال یا مجمل کا مکذب ہوا کرتا ہے خصوصاً وہ بیان جو الہامی ہو (۲) اور جبکہ یہہ الہام حضرت
اقدس مرزا صاحب کا آپنے تسلیم کر لیا ہے یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کیونکہ حامی شکر اوسکی تفسیر کی ہے اگر تسلیم نہ ہوتا تو حامیانہ
تفسیر کیوں کیجاتی پس میری مختصر تحریر سابق کا یہہ مطلب ہے کہ یہہ تسلیم آپکی بوجوہ مستلزم ہے تسلیم اس
دعویٰ جدید کو بہی کیونکہ اَلشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ مقدمہ مسلمہ ہی میں پوچھتا ہوں کہ
اگر یہہ مثیل مسیح وہی مسیح موعود آپکے نزدیک نہیں تہا تو آپنے یہہ الہام کیوں تسلیم کیا کہ جَاعِلُ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کیونکہ یہہ صفت الی یوم القیام
متبوع کذائی ہونیکے اوسی مسیح موعود کی ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی الحاصل یا تو آپ یہہ
فرماویں کہ وہ تصدیق مینے اشاعۃ میں غلطی سے کی تہی اوس غلطی سے مینے اب رجوع کیا یا
کوئی اور مفر پیدا کریں ورنہ تصدیق دعویٰ جدید ایسے مرتبہ پر ہو جیسا کہ ملزوم کیواسطے لازم کی تصدیق
(۳) اولاً کسی شے کے ایمان یا اذعان کیواسطے رویت ہرگز شرط نہیں یہہ کیا معما آپنے لکہا
ثانیاً مجہکو آپکی رویت حاصل ہے اور آپکو حضرت اقدس مرزا صاحب کی رویت حاصل ہیں بلا واسطہ

رویت ہی حاصل ہوئی اور یہہ احتمال کہ بوقت تحریر نمبر ۱۰ جلد ہفتم کے حضرت اقدس مرزا صاحب
مقدس اور ملہم تھے اور اب غیر مقدس اور غیر ملہم ہو گئے اگر اس کا ثبوت کسی جرح مفصل سے آپ
کر سکیں تو بیان فرمائیے ورنہ اس قسم کا خیال و احتمال آپکی نسبت بھی ممکن ہے پھر اگر قاعدہ اِذَا
تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کو آپ پیش کریں تو اپنی کانشنس اور تمیز موجود ہے ثالثاً آپ کا خادم قدیم بسبب قدامت
خدمت کے گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ یہہ بھی ممکن ہے نزدیکان - بے بصر دور و دوران با بصر در حضور
دم، تَسْمَعُ بِالْمُعَیدِیِّ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَرَاہُ جرح مبہم ہو جو ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی (۵) اشاعۃ میں ثابت ہو چکا ہے
کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ملہم ہیں اب اگر اوسکا نقیض ثابت ہوگا تو اجتماع النقیضین ہے ایسے
اجتماع کا حال تو ہر شخص پر واضح ہے حاجت توضیح یا تلویح کی ہی نہیں اور اگر یہاں پھر بھی قاعدہ مذکورہ
اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کو پیش کروگے تو پھر اپنا تجربہ اور تمیز پیش کیجاویگی - انتہیٰ موضع الحاجۃ - اس خط کا
جواب جو مولوی صاحب نے لکھا ہے اوسکو میں ابھی نقل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ ناظرین پر ابھی سے مولوی
صاحب کا علوم و فنون میں کمال و تبحر ظاہر ہو جاویگا اور مجھکو ابھی یہہ امر منظور نہیں ہاں البتہ اس شعر
کے پڑہنے پر مجبور ہوں ع زانکہ بہار حسن ہوئی خط یار سے - اس باغ میں خزان نظر آئی بہار سے
آئندہ وہ خط بھی انشاء اللہ تعالیٰ کسیوقت مناسب مین پیش کش ناظرین کیا جاویگا یہہ ہی ثبوت
دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا **قولہٗ** صفحہ ۳۵۹ بیشک میں اس مدح سے ناراض
ہوں مولانا و شیخنا و شیخ الکل کے معلومات سے میری معلومات کو وہ نسبت ہی جو بادشاہ کو ایک گدا سے ہے اس تفضیل
معلومات کی مقابلہ میں میرے کلام لایق شمار نہیں ہیں - **اقول** مولانا جبکہ آپکے معلومات استقدر کہٹے ہوئے ہیں تو پھر آپنے سب سے پہلے مخالفت پر
کیوں کمر باندہی ہے کیونکہ مولانا ممدوح تو مقام توقف میں کہڑے معلوم ہوتے ہین کوئی تحریر مخالفانہ انہوں نے
ابہی تک شائع نہیں کی چنانچہ مینے ایک پوسٹ کارڈ بدریافت حال حضرت اقدس مرزا صاحب کی
بخدمت مولانا ممدوح بہیجا تہا اوسکے جواب میں توقف فرمایا واللہ اعلم بالصواب پہر آپنے بہی توقف
ہی کیا ہوتا خصوصاً تا شائع ہونے ازالہ الاوہام کے آپ پر توقف ضرور ہی تہا وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْم
قولہٗ صفحہ ۳۵۹ اس حدیث صحیح کا جسکی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں یہہ مطلب نہیں کہ خلاف شریعت

پر سکوت کیا جاوے اور نہ قرآن میں یہہ اشارہ ہے اسکی تفصیل ہی ریویو مین ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
اقول سلمنا لیکن حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہہ دعویٰ خلاف شریعت ہرگز نہیں ہے کما مرو
سیاتی **قولہ** صفحہ ۳۵۹ ایضاح کو پینے دیکہا اس نے میری مخالفت رائے کو اور پختہ کردیا اور مجہے
امید ہے کہ جو مخالف مضامین فتح اسلام اسکو دیکہے گا وہ اس مخالفت مین اور پختہ ہوگا **اقول**
شکوہ فتح اسلام اور توضیح مرام کا جب تک کہ دلائل مندرجہ اونکی کو توڑا نجاوے آپ جیسے فاضل سے
نہائیت بعید ہے اور عبث - اس مخالفت رائے کا پختہ ہونا صرف آپکی طبیعت ذاتیہ کا تقاضا ہے
رسائل کا کچہ قصور نہیں ؎ رَسَائِلُ اِخْوَانِ الصَّفَاءِ کَثِیْرَۃٌ + وَلٰکِنَّ اِخْوَانُ الصَّفَا قَلِیْلٌ
؎ گل گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر - تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث **قولہ** صفحہ ۳۰۶ اس خط
سے خاصکر خاکسار سے گفتگو کرنے سے مرزا صاحب کا انکار شروع ہوا ہے **اقول** جب آپکی حرارت
مخالفت کا تہرما میٹر نقطہ انتہا سے درجہ ارتفاع پر چڑہا ہوا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب انکار
نکریں تو کیا کریں یہہ حدیث ہی تو اونکی پیش نظر ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلعم مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِیُجَارِیَ
بِہِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِیُمَارِیَ بِہِ السُّفَهَاءَ اَوْ لِیَصْرِفَ بِہِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَیْہِ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ رواہ الترمذی و رواہ
ابْنُ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ **قولہ** مجہے آنحضرت کا یہہ ارشاد کہ لا یکلم بکلام تعذر منہ غداً اکثر
اوقات پیش نظر رہتا ہے اور مجہے خدا تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ آپکے خطاب میں کوئی ایسی بات
نہ لکہونگا جو آپکی کلام کے متعلق یا قطعی مفہوم سے ثابت نہو اور مین اس جواب میں حسن ظنی کو ہاتہہ
سے ندونگا اور سوء ظنی سے کام نہ لونگا اور مین کوئی کلمہ توہین و تحقیر کا آپکے حق میں نہ لکہونگا
الخ **اقول** اس عبارت مین جو جو اقرار آپنے کئے ہیں اونکو آپنے نباہا ہے کہیں تو حضرت اقدس مرزا
صاحب کی تحریر کو آپ مغالطہ قرار دیتے ہیں اور کہیں فرماتے ہیں کہ آپ مسلمانون سے ہزارہا روپیہ
وصول کرچکے ہیں اور کہیں کہتے ہو کہ اس چال کو ناظرین دیکہیں اور کہیں لکہتے ہو کہ نیچریت اور ملحدیت
کا دروازہ کہولدیا اور کسی جگہ ارشاد کرتے ہو کہ نیچریونکی بہی کان کاٹے بلکہ آریہ اور برہمو سماج کے اصول
اختیار کئے وغیرہ وغیرہ مولانا صاحب جب ایک دو صفحہ کی تحریر مین آپکے ایسے جرح اللسان موجود ہیں

تو آیندہ دیکھنے کیسا اورواز قیمت کا کھلتا ہے ۵ مصفحی ہم تو یہہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم تیرے سینہ مین بہت کام رفو کا نکلا۔ یہہ بہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشب ہوجانیکا **قولہ** نوٹ صفحہ ۳۶۴ اس وعدہ کو آج ایک مہینہ کامل گذر گیا۔ ہے وعدہ ۲۳ فروری کا تہا آج ۲۳ مارچ ہے **اقول** مولویصاحب آپ کا رسالہ دو جزو کا جسکا وعدہ استہاری ماہوار کا ہے اور اکثر خریداروں سے قیمت بہی اسی وعدہ پر آپ پیشگی لے لیتے ہیں مہینہ چہہ چہہ ماہ کی تاخیر بلکہ ناغہ ہو جاتی ہے پہر حضرت اقدس پر آپ اس نوٹ دینے کے کب مستحق ہیں باوجودیکہ نہ آپنے اوسکی قیمت پیشگی ادا کی ہے اور نہ آیندہ قیمت دینے کا ارادہ ہے مفت سکے لینے کا قصد ہے اور وہ رسالہ بہی تیس جزو سے زیادہ ہوگیا ہے اور آئندہ نہیں معلوم کہ کسقدر وافق شکوک وشبہات معترضین کے اور بڑہ جاوے یہہ وعدہ فرمانا حضرت اقدس کا صرف بنظر ظاہر ہی تہا علاوہ یہہ کہ طبع کرنا اوسکا باختیار اہل مطبع کے کوئی کل مطبع کے حضرت اقدس کے یہان جاری نہیں پہر بنظر امور مذکورہ جسقدر تاخیر واقع ہو جاوے تو اس تاخیر پر آپ ایسے نوٹ دینے کے کب مستحق ہیں **قولہ** صفحہ ۳۶۶ جو امکان ہیں ریویو میں بیان کر چکا ہوں اس کا اب بہی قایل ہوں لہ **قولہ** آپ ان عبارات کو میرے سامنے پیش کرنیکے بغیر انسے استشہاد کرینگے تو آپ نقصان اٹہاوینگے بہتر ہے کہ آپ میری کلام کو مجہے دکہا کر شایع کریں جتنا البیت ادری ما فیہ **اقول** مولانا شاید آپکو اوس مراسلت سے جو فیما بین احقر و جناب کے ہوئی تہی ذہول ہوگیا ہے تو آپکے اقرار کو جو نسبت وقوع و فعلیت کے اشاعۃ السنہ میں مندرج ہے ثابت کردیا تہا جسکے جواب میں آپنے بحث سے معافی طلب کی تہی اب آپنے بحث کے ٹلانیکے واسطے پہر بمطالبہ حضرت اقدس مرزا صاحب وہی انکار کرنا شروع کیا باوجودیکہ نے آپ کو حد اقرار تک پہونچا دیا تہا لیکنے ساکت کردیا تہا اور یہہ خیال نظر آیا کہ اگر مرزا صاحب بحکم والذین ھم عن اللغو معرضون کے ایسی بحث کیطرف توجہ نفرماوینگے تو یہہ خاکسار احسن المناظرین آموجود ہوگا ۵ جاؤ تم تنہا کہیں ایسا تو ہو سکتا نہیں۔ اور نہ میں پہونچوں وہیں ایسا تو ہو سکتا نہیں اب میں بعض خطوط کا خلاصہ نقل کر کر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کہ یہہ انکار آپکا پیش نجا سکے تنبیہ ان خطوط میں مطلق الہامات کی تصدیق جو مولویصاحب نے کی ہے بیان کی گئی ہے

آئندہ انشاء اللہ تعالے جو تصدیق نسبت الہام خاص یعنے مسیح موعود ہونے کی مولویصاحب
کی ہے آتی ہے فانتظرہ خلاصۃ خطوط موسومہ جناب محررہ دوم رمضان سنہ ۱۳۰۶ھ معہ نقل اون عبارات
کے جنکا حوالہ بقید صفحہ خط مذکور میں دیا گیا ہے عنایت فرمایئے تمام ریویو سے بطور مفہوم کے اثبات ہوتا
ہے اوس امر کا جس کا آپ انکار فرماتے ہیں لیکن میں اس بارہ یعنے بحث مفہوم میں بسبب لزوم طول
لایعنی کی آویزش نہیں کرتا صرف وہ عبارت جس میں آپنے وقوع اور فعلیت کو بطور منطوق لکھدیا ہے
پیش کرتا ہوں وہو ہذا۔

صفحہ ۱۰۵ نمبر ۹ جلد ۷ - ماہ صیام میں جبکہ میں شملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہمو سماج کے لکچرار و پریسٹ
(جو میرے ہمسایہ تھے) مجھسے قانون قدرت (جسکو لوگوں نے قانون سمجھہ رکھا ہے اور درحقیقت
وہ خدا کی قدرت کا قانون نہیں ہے (دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۴ میں مضمون النیچر) کے تغیر و تبدل
میں ہم کلام ہوئے جب مینے یہہ ثابت کردیا اور انسے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و اتفاقات
مین جو ہم دیکھ رہے ہیں محصور و محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس سے فوق الفوق اور وراء الوراء
وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خدا تعالے ان اسباب و موجودات سے وہ کام لے جو اسوقت تک
ان سے نہیں لئے گئے یا ہمنے نہیں دیکھے تو وہ صاحب بولے کہ امر ممکن تو ہے اور بنظر قدرت
وسیع و غیر محدود خداوندی ہم اس امکان کو مانتے ہیں پر ہم اسکی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لین
جبتک اسکا مشاہدہ نکرلیں اس پر مینے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو پیش کیا اور
یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہوکر جسکو ہم روزمرہ کے مشاہدہ و تجربے
سے بخوبی جانتے ہیں اور دوسرے کو ثابت و معلوم کرا سکتے ہیں بلا تعلیم و تعلم اس زبان مین
ایسی باتیں بیان کرنا جسکا بیان انسانی طاقت سے خارج ہو تمہارے تجویزی قانون قدرت
کے مخالف نہیں تو کیا ہے یہہ سنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص
کو میں بہی دیکھنا چاہتا ہوں انتہا لفظہ مولانا اور سب امور سے قطع نظر فرمائی صرف کتاب کی نسبت
صفحہ ۱۶۹ میں جو آپنے لکہا ہے ملاحظہ فرمائی وہو ہذا ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ

حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئیندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اس کا مولف بہی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے - اور عبارت مندرجہ صفحہ ۲۸۳ پر بہی غور فرمایا جاوے و ہو ہذا یہی جواب ہم الہامات مولف براہین کی طرف سے دیسکتے ہیں اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ شیطان اپنی ان دوستوں کے پاس آتے ہیں اور اونکو انگریزی خواہ عربی میں کچھ پہونچاتے ہیں جو شیطان کے مثل فاسق و بدکار اور جہوٹے و کاذب ہیں اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قایم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القا اکثر جہوٹ نکلتے ہیں اور الہامات مولف براہین سے انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ آجتک ایک بہی جہوٹ نہیں نکلا چنانچہ اونکے مشاہدہ کرنیوالوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا پہر وہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتے ہیں کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بہی یہہ قوت مذہبی ہے کہ وہ انبیا و ملائکہ کیطرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائی اور اوسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نجاوے حاشا و کلا - **اقول** یہ جو آپنے تحریر فرمایا کہ گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا اس سے یہہ ثابت نہیں ہوا کہ آپکو اس کا علم بہی نہیں ہو سکتا کیونکہ حصول علم تجربہ پر ہی موقوف نہیں اسباب علم اور بہی بہت ہیں ورنہ لازم آوے کہ آپکے نزدیک معجزات نبویہ بہی ثابت نہوں کہ تجربہ تو اونکا بہی آپکو نہیں ہوا اور صفحہ ۱۲ میں آپ لکہتے ہیں خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو اونکو اپنے نبی کی نبوت کی تائید و شہادت میں پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اوسکی نظائر دیکہاوے اور بصد زبان یہہ سکے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کے متبع او سخادم ہونیکا صدقہ ہے اور اسی کی کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے صفحہ ۲۱۸ حاشیہ میں آپ لکہتے ہیں اس کی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ وصفحہ ۲۸۸ وصفحہ ۴۹۹ وصفحہ ۵۲۱ وصفحہ ۵۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ میں لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکہکر خلاف واقعہ سوء ظن سے باز آؤ انتہی اور صفحہ ۲۸۸ میں ملاحظہ فرمایا جاوے مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور ان اسباب کو کہ مولف

براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا - اے - بی سی کی صورت تک نہیں
پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو
رجنپر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو انصاف انکو ان الہامات
کی تسلیم پر مجبور کردیگا اور صفحہ ١٦٩ میں لکھا ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے
تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتاوے جسمیں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج
سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے
جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اوٹہالیا ہو
اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھہ یہہ دعوی کیا ہو کہ جسکو وجود الہام
کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ
بہی چکہا دیا ہو مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی کو
بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے اور بر طبق اتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان
مولف کے مقابلہ میں کفران کرکے دکہا دیا اور صفحہ ٢٨٩ حاشیہ میں آپ لکہتے ہیں اسلئے خداتعالے
نے انگریزی خوانونپر (جو عربی سے محض ناآشنا ہیں اور سماعی باتونپر ایمان نہیں لاتے) دین محمدی
اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتیوں اور خادموں میں سے ایک شخص کو انگریزی
الہامات سے جو انگریزی خوانوں کے افحام یا افہام کا باعث ہوں ممتاز فرمایا اور صفحہ ٢٩١ میں آپ
لکہتے ہیں جناب مولف اس شہر بٹالہ میں جہاں میں اب ہوں تشریف لائے اور آپکی ملاقات
کا اتفاق ہوا تو میںنے آپ سے پوچہا کہ انگریزی الہامات آپکو کس طور پر ہوتے ہیں انگریزی حروف
دکہلائے جاتے ہیں یا فارسی حروف میں انگریزی فقرات لکہے ہوئے دکہائے جاتے ہیں انہوں نے
جواب میں فرمایا کہ فارسی حروف میں انگریزی فقرات مکتوب دکہانے جاتے ہیں جس سے مجھے
اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہی تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہوں نے ویہٹ کو
ویٹ پڑہا اصل الہام کی غلطی نہیں اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہو اور

نہ اوس ست صدق ملہم یا الہام میں فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم میں کوئی نئی بات
نہیں اور نہ محل تعجب و انکار ہے اس قسم کی غلطیاں پہلے ملہمین مسلم الالہام سے بہی ہو چکی ہین
او ر بہہ ادن کے الہام مین خلل انداز نہیں سمجہی گئیں صفحہ ۳۰۴ میں آپ تحریر فرماتے ہیں اور ان سے
خاصکر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اُسی صفحہ کے حاشیہ
میں آپ لکہتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہیں اس کا
نتیجہ یہہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہوہی نہیں سکتے انتہی موضع الحاجت۔ ناظرین کو اب
معلوم ہوا ہوگا کہ مولویصاحب کا انکار وہی انکار ہے جو اس آیۃ میں مذکور ہے وجحدوا بہا
واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا مولوی صاحب میرے اس طول سے آپ ملول ہوں میں
اظہار حق میں مجبور ہوں ع میری آہ وفغاں سے بیزرہ ہو تو نہ اسے گلو گیر جاتا ہے اک
حسن گل مین شور بلبل سے۔ اس خط کا جواب مولانا صاحب نے نہایت مختصر طور پہ
بمصداق ما قل ودل بذریعہ پوسٹ کارڈ یوں ادا فرمایا کہ عبارات منقولہ مین فعلی شہادت ہے
نصی دلالت نہیں ہو بس۔ اسکے جواب میں احقر نے پہر بذریعہ خط مورخہ دوازدہم رمضان ۱۳۰۹ھ
کے عرض کیا کہ یہہ ارشاد آپکا اور بہی باعث تعجب ہے کیونکہ مراد آپکی نصی دلالت سے اگر عبارۃ النص ہے
تو اندریںصورت بپاس خاطر جناب نہ بلحاظ نفس الامر اگر تسلیم بہی کیا جاوے کہ فعلی شہادت
عبارات منقولہ سے بطور عبارۃ النص ثابت نہیں ہوتی ہے تو گیا آپکے نزدیک استدلال
وثبوت حکم صرف عبارۃ النص پر ہی منحصر اور موقوف ہے جیسا کہ سابق میں آپکی تقریر سے یہہ
مفہوم ہوتا تہا کہ اسباب علم صرف تجربہ ہی ہے۔ مولانا اوسکا کوئی متکلم یا اصولی قائل نہیں ہے
اور اگر نصی دلالت سے کچہہ اور مراد ہے تو بیان فرمایا جاوے انتہی موضع الحاجت۔ یہہ ہی بیان
متعلق الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی تصدیق کا لیکن بیان تصدیق خاص وہی الہام مثیل مسیح
ہونیکا آگے آتا ہے فانتظرہ واصبر صبرا جمیلا بعد اللتیا والتی مولانا صاحب نے نہایت
عاجز ہوکر بحث سے معافی طلب فرمائی اور نصیحت شیخ پر عمل کیا ع نہر جائی مرکب توان تاختن

کہ جا ہا سپر با ید انداختن سو ہوگیا پہنچکا میرے جلوہ سے رنگ روے گل۔ بے نمک نالہ سے میرے شور بلبل ہوگیا۔ یہہ ہی ثبوت دیگر اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہوجانے کا اور اسیوجہ سے مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جبتک اوسکی عبارات حضرت مرزا صاحب جیسے شخص آپکے روبرو پیش نکرلین تب تک اونکا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آویگا اور بغیر اونکے روبرو مولانا صاحب کے وہ نقصان اوٹھاوینگے۔ ایصاحب اگر ایسے ہی آپ صاحب البیت ادری بما فیہ ہین توپہر اپنے بیت سے تن تنہا باہر اوسکو کیون نکالتے ہیں اب آئیندہ سے آپ اوسکو بالضرور خانہ نشین کیجیے ورنہ آپکو اوسکے ساتھ ہر جگہ جانا پڑا کرے گا وہی مثل ہے کہ لکھیں موسیٰ پڑہیں خود آ ۔ اندرینصورت بغیر آپکے ساتھ گئے ہوئے اوس کی اشاعت کا نتیجہ اور فایدہ ہی کیا ہوا۔

اب ناظرین پر واضح ہوا ہوگا کہ مولویصاحب نے جس مغالطہ کو حضرت اقدس کیطرف نسبت کیا ہے وہ محض مغالطہ خود حضرت مولوی صاحب کا ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۰۱۔ مگر حسن ظنی ہو تو سمجھ میں آوے **اقول** مولانا کلمہ تو بہہ بالضرور سخت ہے اگرچہ تاویل بعید کر کر اس سختی سے آپ کو انکار ہو مگر سہ ساتھہ انکا سکے پردہ میں کچھ اقرار ہی ہے **قولہ** صفحہ ۳۰۸۔ اور اگر آپ سچے ہون گے توپہر بخاری ومسلم وغیرہ کتب صحاح مہمل وبیکار ہو جاوینگی بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول وامہات مسائل بے اعتبار ہوجاوینگے اعاذنا اللہ من ذالک **اقول** مولانا پیشین گوئی کے مصداق واقع ہونے سے کتب حدیث کیونکر مہمل اور بیکار ہوجاوینگی۔ اور اگر آپ کہیں کہ جب کوئی پیشین گوئی اپنی ظاہری معنے کے طور پر واقع نہوئی بلکہ روحانی طور پر واقع ہوئی اور استعارہ کی ضرورت پڑی تو بدینوجہ بے اعتبار ہونگے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ پیشین گوئی کی بنا تو اکثر استعارات اور کنایات پر ہی ہوتی ہے اجمال وابہام اکثر اوسمین رہتا ہے کما صرح فی الجزء الاول کچھ احکامات فرائض شرعیہ تو ہیں ہی نہین جو قولاً ہی شرح میں کئے جاتے ہیں اور اونکو فعل مین لاکر بھی دکھلایا جاتا ہے ایک مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں مرتبہ اونکو فعل مین لاکر سمجھایا

جاتا ہے یہیں وجہ اونکو اپنے ظاہر سے مصروف کرنا بالضرور الحاد و زندقہ ہے۔
اندرینصورت دین اسلام کے اکثر اصول وامہات مسائل کیون بے اعتبار ہوجاوینگے بخلاف
پیشینگوئیون کے جن کو تمثیلوں سے بہی بیان کیا جاتا ہے اور اوسکی عبارات ذوالوجوہ بہی
ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ اور حکمت اسمین وہی ہے جو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حکیم امت نے
بیان فرمائی ہے کہ ۔ ودرامثال اینصورت امتحان مخلصان ومنافقان درمیان می آید۔ اسکے
شواہد حصہ اول میں بیان ہوچکے ہیں وہ بھی کتب حدیث میں ہی مندرج ہیں آپکے مسلک پر
لازم آتا ہے کہ اونکے اندراج سے بھی کتب حدیث مہمل اور بیکار ہوجاوین ۔ ماھو جوابکم
فھو جوابنا اور دیکہو حضرت یوسفؑ نے گیارہ ستارے اور چاند سورج کو سجدہ کرتے ہوئے دیکہا
حالانکہ مصداق اوسکا گیارہ بہائی اور ماں باپ تہے معہذا حضرت یوسفؑ نے اس مصداق تاویلی
کی نسبت بڑی خوشی اور وجد سے لفظ حق ارشاد فرمایا ھذا تاویل رویای قد جعلہا ربی حقا
اللہ تعالے نے تمام اس قصہ کو سورہ یوسف میں مفصلا بیان فرمایا ہے تو کیا قرآن مجید آپکے نزدیک
نعوذ باللہ مہمل اور بیکار ہے ۔ یاد رہے کہ یہہ مسلک آپکو نہایت مضر ہوگا اور آپ ہرگز ہرگز کامیاب نہونگے
اس مسلک کو آپ احکام فرائض واجبات اور سنن وغیرہ میں ہی مقصور رکہیں ۵ چاہئے
حد سے زیادہ نہ بشر چل نکلے ۔ چاہئے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل نکلے ۔ اور اگر آپ کہیں کہ یہہ
از قسم عالم رویا ہے وحی نہیں ہے تو یہہ گذارش ہے کہ خواب انبیا کا وحی ہی ہوتا ہے بخاری شریف
میں سب ابواب سے اول جو مقدمۃ الابواب منعقد کیا ہے اوسمیں دیکہو حضرت عائشہ سے روایت ہے
اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری
رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح اور یہہ تو آپکو بہی مسلم ہوگا کہ اکثر رویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ
اپنی ظاہری معنے پر واقع نہیں ہوئیں بلکہ بتاویل اونکے مصداق کو معنی حقیقی سے مناسبت پیدا کیجاتی
ہے اور معنے کنائی یا بطور استعارہ ومجاز کے اونسے مراد ہوتی ہیں تو آپ کے مسلک سے
لازم آتا ہے کہ کتاب الرویا کے کتب حدیث میں مندرج ہونے سے کتب حدیث مہمل وبیکار

ہو جاوین فما ھو جوابکم فھو جوابنا اور آپ کیا جواب دیوینگے اون پیشین گوئیون کی نسبت
جو حصہ اول میں مندرج ہو چکی ہیں اگر آپ بضد واصرار ثابت کرینگے کہ وہ بھی اپنے ظاہری معنے پر محمول
ہیں تو نعوذ باللہ تکذیب مخبر صادق نبی علیہ السلام کی لازم آویگی والازم باطل فالملزوم مثلہ
مسیح بن مریم کا لفظ جو احادیث صحیحہ میں ہے اوس سے مثیل مسیح بن مریم مراد لینے میں کچھ بھی استبعاد
نہیں علم معانی و بیان میں واسطے اظہار مشابہت شدیدہ کے حرف تشبیہ کو حذف کر کر ہزاروں
جگہ مشبہ بہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کتب فن بلاغت موجود ہیں اونمیں ملاحظہ فرمایا جاوے ورنہ
یہہ ہیچمدان تو کسی وقت میں یہہ بحث تشبیہ و استعارہ وغیرہ بھی پیش کرنیکو مستعد اور آمادہ ہے
صرف آپکے ریویو کا انتظار ہے۔ اور کسیقدر رفع استبعاد آپکا اس حصہ دوم میں بھی آتا ہے
فانتظر واصبر صبراً جمیلا اور اگر آپکی مراد یہہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں وہ اوصاف
نہیں پائے جاتے جو احادیث صحاح میں واسطے مسیح موعود کے آئے ہیں اندرینصورت
اگر حضرت اقدس مرزا صاحب کو مسیح موعود قرار دیا جاوے گا تو وہ احادیث مہمل اور بیکار ہو جاوینگی
تو اس کا جواب اندکے از بسیار و مشتے نمونہ از خروارے حصہ اول میں مذکور ہو چکا ہے اور جب کوئی
وصف ایسا آپ حدیث صحیح سے ثابت کرینگے کہ اسکا صدق آپکے زعم میں مرزا صاحب میں محالات
سے ہوگا تو ہر وقت پیش ہونے ایسے وصف کے اوسمیں گفتگو کیجاویگی یار باقی صحبت باقی حالت
منتظرہ صرف اسقدر ہے کہ آپکے ریویو سے وصل میسر ہو جاوے ؎ مجھکو اپنے دلربا کا دھیان ہے
جو ہے سو ہی ۔ اور دلمیں وصل کا ارمان ہے جو ہے سو ہی اور ابھی تو یہہ زمانہ ابتدائے حضرت مسیح الزمان
کا ہے قال المسیح الزمان سلمہ الرحمن ؎ اے قوم من بگفتہ من تنگدل مباش ۔ زاول چنین مجوش
ببین تا باختتام ۔ پس اس ابتدائے وقت میں جملہ آثار اور علامات اور اوصاف کا بحیثیت مجموعی جمع
ہو جانا کیونکر ممکن الوقوع ہے تمام انبیاء اور رسل کے احوال بعثت اور سوانح عمری پر غور کر و خود
حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ ابتدائی کو دیکھو کہ اوس ابتدائے زمانہ میں وہ تمام
اوصاف و علامات جو کتب سابقہ میں مندرج ہے دفعتاً کب موجود ہوگئی تھی لیکن معہذا جو سعید ازلی تھی

اونہوں نے اول ہی سے تصدیق کیا اور جنکو نصیب ہیں وہ سعادت تصدیق نہ تھی وہ آخر تک کذب ہی رہے اور اب تک مکذب ہیں پھر حضرت اقدس مسیح الزمان مرزا صاحب کیواسطے وہ تمام اوصاف مندرجہ کل احادیث زمانہ ابتدائی میں بحیثیت مجموعی دفعتاً کیونکر مجتمع ہو سکتی ہیں۔ حدیث ہرقل اور ورقہ بن نوفل کی جو صحیح بخاری کے ابواب میں مقدمۃ الابواب ہے اور بہت طویل ہے اوسکو دیکھو اور جو قواعد تصدیق کے ہرقل نے اوس حدیث میں بیان فرمائی ہیں اونکو اپنا دستور العمل اس تصدیق میں بہی کرو۔ اس حدیث کو معہ کسیقدر شرح اور فوائد کے انشاء اللہ تعالی یہہ احقر ہیچمدان کسی آئندہ حصہ میں لکہے گا۔ یہہ ہے اور ثبوت اشاعۃ السنہ کے اشاعۃ الشبہ ہو جانیکا اور اسیطرح اس قسم کے ثبوت آئندہ آتے رہیں گے۔ فلیتامل۔

قولہ صفحہ ۲۶۸۔ اگر آپ تاریخ سے اطلاع دیتے تو ہیں امرتسر یا بٹالہ میں آپکو ملتا **اقول** حضرت اقدس مرزا صاحب خط سابق میں فرما چکے ہیں کہ اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی ہے لہذا اطلاعاً آپکی خدمت میں لکہتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ میں تشریف نہ لاویں۔ پہر حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی روانگی کی تاریخ سے آپکو کیوں اطلاع دیتے اور پہر جبکہ حضرت اقدس آپکے کرایہ ریلوے کے بہی متکفل ہو چکے ہیں تو آپ لدہیانہ میں ہی پونہچ جائیے۔ ایہا الناظرین یہہ بہی ایک اعجاز کمال تبحر علمی مولانا صاحب کا ہے۔ کہ ایسے مباحثہ دقیقہ کو چاہتے ہیں کہ اسٹیشن وغیرہ پر کہڑے کہڑے مثل سرعت رفتار ریلوے کی طے کریں اور طول دیں تو ایسا جس سے ناظرین کو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ مدت عمر نوح میں بہی مولانا صاحب اس مسئلہ کو طے نفرما سکیں گے ؎ گر چنین نباید و گہ صد این۔ جز کہ حیرانی نباشد کار دین ؎ ولنعم باقبل این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ مولانا مجہکو یقین ہے کہ یہہ سب آپکے عذرات بارد ہیں جو واسطے ملا نے جلسہ عام کے کئے جاتے ہیں **قولہ** صفحہ ۲۷۰ حاشیہ نمبر ۱۰۔ مگر مزاج میں فطرتی تیزی ہے اوائل عمر میں معقولات کے پڑہنے کا اثر ہے اور اپنے مخالفین اعتقاد پر ترش روئی کی عادت ہے **اقول** آپ اونکو کیوں نہیں نصیحت کرتے اگر ہدایات کتاب و سنت واسطے نہی ایسی تیزی

اور ترشد کے اُن کو معلوم نہیں ہیں تو یہہ رباعی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی اونکو سنا دیجئے ؎
شنیدم کہ مردان راہ خدا ۔ دل دشمنان ہم نکردند تنگ ۔ ترا کے میسر شود این مقام ۔ کہ با دوستانت
خلاف است و جنگ بموجب فرمانے شیخ علیہ الرحمۃ کے یہہ لوگ ہمکو ہرگز ہرگز الہامی نہیں معلوم ہوتے
قولہ صفحہ ۲۷۲ حاشیہ نمبر ۲ پہلے تو یہہ خیال تہا اب مرزا صاحب کے آخری خط اور اشتہار ۲۶ مارچ نے مجہے
مدعی بنا دیا ہے الخ **اقول** اب تو آپ ذمہ وار ہوچکے اور جو شرائط متعلق مجمع عام کے ہون اونہیں آپ
تسلیم کیجئے اور اوروں سے بہی تسلیم کرائیے کیونکہ اب تو آپ مدعی بہی ہو گئے مگر ہم خوب جانتے ہین
کہ یہہ آپکی دہمکی ہی دہمکی ہے دگر ہیچ **قولہ** صفحہ ۲۷۲ ۔ اگر آپ اس خاکسار ناچیز کو اپنی دعاوے
تسلیم کرا دینگے اور اُنکو نصوص حدیثیہ سے مطابق کر کے دکہا دینگے تو میں مولوی عبد الجبار
صاحب و مولوی عبد الرحمن صاحب کو گو آپکے تابع اور موافق نکر سکون گا مگر خاموش اور غیر معارض
و غیر معترض تو ضرور کر دونگا الخ قولہ تو مجہے اجازت دین کہ میں اونپر شرعی بحث و کلام
کرون **اقول** حضرت اقدس مرزا صاحب کے اختیار میں کب ہے کہ اپنے دعاوے آپکو تسلیم
کرا دیوین انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء وارد ہے
ہان البتہ اپنے دعاوے کو نصوص حدیثیہ کے مطابق کرنا یا غیر مخالف ثابت کرنا اونکا فرض منصب
ہے جو توضیح المرام اور فتح الاسلام میں نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور ازالہ اوہام میں سب
شکوک اور وساوس کا ازالہ کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے ۔ اور جبکہ آپنے مخالفت کا بیڑا اوٹہا
لیا ہے اور خلاف کرنیکا عزم بالجزم کر لیا ہے تو اب حضرت اقدس مرزا صاحب سے آپ کیا
اجازت چاہتے ہیں جبکہ آپ تا شیوع ازالہ اوہام صبر نہیں کر سکتے تو بسم اللہ کیجئے آپ دونون
رسالو نپر شوق سے شرعی بحث و کلام کرین کیونکہ اسصورت مین اشاعۃ السنہ کی گرم بازاری
خوب ہوگی مگر یاد رکہیئے انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی دنیا
یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ ؎ یہہ تحریری گفتگو اس انداز سے
چلتی رہے گی جس انداز سے ابتک میری اور آپکی مراسلت ہو رہی ہے **اقول** بیشک

چلتی کا نام گاڑی ہے۔ علت غائی تو سب اس گفتگو اور بحث کذائی سے یہی ہے کہ گاڑی
اشاعة الشبہ کے جو ایک مدت سے تھم گئی تھی چلتی رہے کیونکہ دارو مدار سب اصراف کا صرف
اسی گاڑی کے چلنے پر ہے مگر اس شعر کو یاد رکھئے ۵ الجھے ہیچ و تاب کہاں وسے موج دریا پر کہاں
کر سکے اوس آستین پر شکن پر اعتراض۔ لان العاقبة للمتقین **قولہ** صفحہ ۲۳ حاشیہ
نمبرا۔ آپکی یہہ حالت جو کئی سال سے ہے آپکے دعوی مثیل مسیح ہونیکو توڑ رہی ہے مثل اور مثیل
ہونے کے لئے بہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے الخ **اقول** اس کے کیا معنے کہ
سینکڑوں برس تک حضرت عیسیٰ کی غیبت کبریٰ بیماروں اور دکھیاروں سے تو اونکے دعوے
مسیح کو نہ توڑے اور دو تین سال کی بیماری حقیقت مثیل کو توڑ دے ان هذا لشئ عجاب آگے
یہی مماثلت یا مشابہت تامہ سو مشبہ اور مشبہ بہ میں کبھی بھی تامہ مشابہت ہو مغائرت فی الجملہ کا
ہونا تو آپ بھی تسلیم کرتے ہی ہونگے پھر اگر حضرت عیسیٰ دو چار مردونکو زندہ کر کر صدہا برس گذر گئے
کہ آسمان پر جا بیٹھے اور مثیل مسیح نے صدہا مردہ دلوں کو وہ جاودانی بخشی جسکے ساتھ پروردگار
جل وعلا نے اپنی کلام پاک میں امتنان فرمایا ہے تو کونسا استحالہ اس تشبیہ وتمثیل میں بموجب
محاورات عرب کے لازم آتا ہے بینوا توجروا فرمایا اللہ تعالی نے یا ایھا الذین امنوا استجیبوا
للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ایضا لیھلک من ھلک عن بینة و یحیی
من حي عن بینة بلکہ ہماری دانست میں اور نیز سب عقلا کے نزدیک یہہ حیات
جاودانی اس حیات فانی سے بدرجہا افضل و بہتر ہے ۵ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما۔ حضرت اقدس مرزا صاحب بعض اپنی تحریرات قلمی میں ارشاد
فرماتے ہیں (۴) پھر چوتھا معجزہ قرآن شریف کا اوسکی روحانی تاثیرات ہیں جو ہمیشہ اوسمیں محفوظ
چلی آتی ہیں یعنے یہہ کہ اوسکی پیروی کرنے والے قبولیت الہی کے مراتب کو پہنچتے ہیں
اور مکالمات الہیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں خدا تعالے اونکی دعاؤں کو سنتا اور اونہیں
محبت اور رحمت کی راہ سے جواب دیتا ہے اور بعض اسرار غیبیہ پر نبیوں کیطرح اونکو مطلع فرماتا

ہے اور اپنی تائید اور نصرت کے نشانوں سے دوسری مخلوقات سے اونہیں ممتاز کرتا ہے
یہہ بھی ایسا نشان ہے جو قیامت تک امت محمدیہ میں قائم رہیگا اور ہمیشہ ظاہر ہوتا چلا آیا ہے
اور اب بھی موجود اور متحقق الوجود ہے مسلمانوں میں سے ایسے لوگ اب بھی دنیا میں پائے
جاتے ہیں کہ جنکو اللہ جل شانہ اپنی تائیدات خاصہ سے موید فرماکر الہامات غیبیہ سے سرفراز فرماتا
ہے اور باطل فرقوں کے لوگ گو وہ اپنی قوموں کے پیشوا ہوں اونکی صحبت میں آکر اپنی ذلت
اور رسوائی اور اپنی مردودیت اور مخذولیت پر متنبہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص معارضہ اور
اور مقابلہ کی نیت سے ان مقبول بندوں کے پاس آوے تو اوس پر صاف کہل جائیگا
کہ یہہ لوگ خدا تعالےٰ کے خاص پیارے ہیں اور یہہ شخص معارضہ کنندہ مردودوں میں سے
ہے جسکے مقابلہ میں اونکی کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ نصرت اور قبولیت اور تائید الٰہی کا اسکو
کوئی الہام ہوتا ہے اور نہ اسرار خاصہ حضرت احدیت پر اوسکو مطلع کیا جاتا ہے اس معجزہ کا ثبوت
دینے کے لیے بھی ہم ہی ذمہ وار ہیں اگر کوئی عیسائی سچا طالب بنکر حاضر ہووے تو میں امید رکہتا
ہوں کہ عنایت الٰہیہ بہت جلد اوسپر کہولدیوے کہ تمام قبولیت اور محبوبیت اور خدا تعالےٰ
کا مقرب ہونا اور اوسکا پیارہ بندہ بن جانا صرف اسی بات پر موقوف ہے کہ انسان اس پاک دین
میں داخل ہو جاوے اور اس پاک اور برگزیدہ کی پیروی کرے جسکی پیروی سے یہہ نور حاصل
ہوتا ہے اور ہم اسجگہ بھی تمام پادری صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ کیوں وہ ناحق کا بخل
کرتے ہیں اور بغض ظاہر کر رہے ہیں اگر انہیں حق کی طلب ہے تو جیسا کہ ہم اشتہارات میں شایع
کر چکے ہیں کوئی نامی اور معزز اونمیں سے جسکی شہادت پر اوسکی قوم کو اعتبار ہو سکے ایک برس کے
لیئے ہمارے پاس آجاوے اگر اس عرصہ میں ہم اپنے دعویٰ متذکرہ بالا میں دروغگو نکلیں تو حساب
دوسو روپیہ ماہوار کے اوسکا خرچہ اوسکو دیا جاویگا اور اگر ہم سچے نکلیں تو بجز اس بات کے اور کچھ نہیں
چاہتے کہ وہ عیسائیت سے سچی توبہ کرے اور ایک بندہ عاجز کو جو مسیح ہے حقیقت میں بندہ ہی سمجھکر
مشرف باسلام ہو جاوے اب اے حق کے طالبو اور سچے نشانوں کے بہوکو اور پیاسو انصاف کی نگہہ

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانون کا خدا تعالی نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس اعلی درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لئے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیونکے معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کہانتک درست ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلون میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اونمیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے اونہیں بکلی صاف و پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض کے طور پر تسلیم ہی کرلیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لولے اور لنگڑے اور مفلوج اور اندہے وغیرہ بیمار اونکے چہونے سے اچھے ہوتے تھے یہہ تمام بیان بلا مبالغہ ہے اور بظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتون سے کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو اونہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تہا کہ اوس مین ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تہیں جیسا کہ خود انجیل مین مذکور ہے۔ پہر سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتون نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جسکے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے ہیں جسمیں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری نہیں اور قدیم سے یہہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانونمیں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت میں اونکے نظیر پائے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے باذنہ تعالی ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردون سے باتیں کرکے دکھلا دیتے تھے اور دو دو تین تین سو بیمار کو اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑہ کو چہو کر شفا بخشتے تھے اس مشق مین عامل عمل کیوقت میں

کس مرض کی ہیں دوا یہہ لب جان بخش تری۔ جان بخق ہوگئی ہو از ابحث ولے۔ یا بقول دیگرے
تیرا بیمار نہ سنبہلا ہو سنبہالا لیکر۔ چپکے ہی بیٹھے رہے دم کو بہے جالیکر۔ اور یہہ قول یہ سبب مشتبہ و نہ
السی اذ لخلا من مقصود کا لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر عرصہ من قہ
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مکذب ہوگئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب
سے قرار دیتے ہیں۔ پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹہارہ سو اکیانوے برس کے اون کے نزول بوجود عنصری
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اُس کو کیونکر ملزم کر سکتے ہیں علی الخصوص اس حالت میں کہ کتاب اللہ
وسنت صحیحہ و عقل سلیم وسُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ بہی اوس انکار کے موید ہوں۔ اور پہر یہہ
عرض ہے کہ ابتو مدت سے قتل یہود کا بہی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہہ حکم قطعاً ہو چکا وَ
ضُرِبَتْ عَلَیْہِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ
وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ ایضاً فرمایا۔ ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ
وحبل من الناس وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانو یکفرون
بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق اور پہر یہہ عرض ہے کہ اونکو خوف ہی کیوں ہے آپکی
مسلک کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنے یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو مذکور ہوا
اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن تمکو ضرر نہ پہونچا سکے گا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہہ دونوں امر بطفیل کوشش جہاد حضرت خادم النبیین ورضوان
اون کے حاصل ہوگئے تو اب اونکو کسطرحکا خوف بہی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لاتے۔ اور
اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اونکو امر الہی نہیں ہے اور ابہی تک اونکو مہلت و آسائش دی گئی ہے
جب حکم الہی ہوگا تب آوینگے تو یہہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو اور [illegible] اور بعثت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

اور ذرہ پاک نظر سے غور کرو کہ جن نشانوں کا خدا تعالی نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے کس
اعلی درجہ کے نشان ہیں اور کیسے ہر زمانہ کے لیے مشہود و محسوس کا حکم رکھتے ہیں پہلے نبیوں کے
معجزات کا اب نام و نشان باقی نہیں صرف قصے ہیں خدا جانے اونکی اصلیت کہانتک درست
ہے بالخصوص حضرت مسیح کے معجزات جو انجیلوں میں لکھے ہیں باوجود قصوں اور کہانیوں کے رنگ
میں ہونیکے اور باوجود بہت سے مبالغات کے جو اونمیں پائے جاتے ہیں ایسے شکوک و شبہات
اونپر وارد ہوتے ہیں کہ جنسے اونہیں بکلی صاف و پاک کرکے دکھلانا بہت مشکل ہے اور اگر ہم فرض
کے طور پر تسلیم ہی کرلیں کہ جو کچھ اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا ہے کہ لولے
اور لنگڑے اور مفلوج اور اندھے وغیرہ بیمار اونکے چھونے سے اچھے ہوتے تھے یہہ تمام بیان بلا مبالغہ
ہے اور ظاہر پر ہی محمول ہے کوئی اور معنے اسکے نہیں تب بھی حضرت مسیح کی ان باتوں سے
کوئی بڑی خوبی ثابت نہیں ہوتی اول تو اونہیں دنوں میں ایک تالاب ہی ایسا تہا کہ اوس مین
ایک وقت خاص میں غوطہ مارنے سے ایسی سب مرضیں فی الفور دور ہو جاتی تہیں جیسا کہ خود
انجیل مین مذکور ہے ۔ پہر سوا اسکے زمانہ دراز کی تحقیقاتون نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے
کہ ملکہ سلب امراض منجملہ علوم کے ایک علم ہے جسکے اب بھی بہت لوگ مشاق پائے جاتے
ہیں جنمیں شدت توجہ اور دماغی طاقتوں کے خرچ کرنے اور جذب خیال کا اثر ڈالنے کی مشق
درکار ہے سو اس علم کو نبوت سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ مرد صالح ہونا بھی اسکے لئے ضروری نہیں اور
قدیم سے یہہ علم رائج ہوتا چلا آتا ہے مسلمانونمیں بھی بعض اکابر جیسے حضرت محی الدین عربی صاحب
فصوص اور بعض نقشبندیوں کے اکابر اس کام میں مشاق گذرے ہیں ایسے کہ اونکے وقت
میں اونکے نظیر پائے نہیں گئے بلکہ بعض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی کامل توجہ سے باذنہ تعالی
ایسے گذرے ہیں کہ تازہ مردوں سے باتیں کرکے دکھلا دیتے تھے اور دو دو تین تین سو بیماروں کو
اپنے دائیں بائیں بٹھلا کر ایک ہی نظر سے تندرست کر دیتے تھے اور بعض جو اس مشق میں کچھ
کمزور تھے وہ ہاتھ لگا کر یا بیمار کے کسی کپڑہ کو چھو کر شفا بخشتے تھے اس مشق مین عامل عمل کیوقت میں

کس مرض کی ہیں دوا یہہ لب جاں بخش تیرے ہی جان بحق ہوگئے از ار محبت والے - یا بقول دیگرے
تیرا بیمار نہ سنبہلا جو سنبہالا لیکر - چپکے ہی بیٹھے رہے دم کو مسیحا لیکر - اور یہہ مقولہ عربیہ بہی مشہور ہے
السی اذا خلا عن مقصوده لغی خصوصاً آپ کے مسلک پر کہ تین چار برس کی تاخیر طبع براہین احمدیہ
وغیرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے منکر و مکذب ہوگئے ہیں اور اسی تاخیر کو ایک سبب اثبات تکذیب
سے قرار دیتے ہیں - پہر اگر کوئی شخص بوجہ تاخیر اٹہارہ سو اکیانوے برس کے اون کے نزول بوجود عنصری
من السماء کا منکر ہو جاوے تو آپ اوس کو کیونکر ملزم کر سکتے ہیں علی الخصوص اوس حالت میں کہ کتاب اللہ
و سنت صحیحہ و عقل سلیم و سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ بہی اوس انکار کے موید ہوں - اور پہر یہہ
عرض ہے کہ ابتو مدت سے قتل یہود کا بہی خوف نہیں ہے کیونکہ اونکی نسبت تو یہہ حکم قطعاً ہو چکا ہے
ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ
وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ - ایضاً فرمایا - ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ
وحبلٍ من الناس وباؤ بالغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ ذلک بانھم کانو یکفرون
بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق اور پہر یہہ عرض ہے کہ اونکو خوف ہی کیوں ہے آپکی
مسلک کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اونکا پورا اطمینان قطعی کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اون کے دشمنوں یعنے یہود کو الی یوم القیامہ ایسا ذلیل و خوار کر دیا جو مذکور ہوا اور
اون کو ایسا مطمئن کر دیا کہ کوئی دشمن تمکو ضرر نہ پہنچا سکے گا اور تمہارے متبعین قیامت تک کفار
مخالفین پر غالب رہیں گے اور یہہ دونوں امر بطفیل کوشش جہاد حضرت خادم النبیین ورخلفاء
اون کے حاصل ہوگئے تو اب اونکو کسیطرح کا خوف بہی نہیں رہا پہر کیوں نہیں تشریف لاتے - اور
اگر کہا جاوے کہ ابہی تک اونکو امر الٰہی نہیں ہوا اور ابہی تک اونکو مہلت و آسائش دی گئی ہے
جب حکم الٰہی ہوگا تب آوینگے تو یہہ گذارش ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کسی نبی کو اس قدر مہلت طویلہ اور رخصت دراز اور غیبت کبریٰ کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ وقت

بعثت سے تا آخر وفات تمام اعمار اونکی دعوت اسلام اور مجاہدات و ریاضات شاقہ میں صرف
ہوئیں او رایذائیں اور مشقتیں فی سبیل اللہ اوٹہاتے رہے کسیکو ایک دم مارنے کی بہی مہلت
نہیں ملی چہ جائیکہ اٹہارہ سوا کیا نوے برس یا زیادہ کی کسیکو مہلت دی گئی ہو فرمایا اللہ تعالے
نے وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا
وما استکانوا واللہ یحب الصابرین۔ اور عقل بہی تجویز نہیں کرتی کہ تمام انبیا و رسل میں سے
صرف حضرت عیسٰی ہی کو یہہ مہلت دراز اور رخصت قریب دو ہزار برس کے دیجاوے اور
کسی نبی کو باوجود اوٹہانے مشقتوں شاقہ اور مصیبتوں سخت کے ایک برس و ن کی رخصت
بہی نہ دیجاوے ہاں مجہے یاد آیا کہ صرف شیعوں کے امام مہدی کو اسقدر رخصت و رازدی گئی
ہے مگر کسی نبی کو نہیں دیگئی۔ اور اہل سنت تو شیعوں کے امام مہدی سے بہی بہت تنگ
ہوگئے ہیں اور اون کی امامت کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ ایں امامت نشد قیامت شد
پہر حضرت عیسٰی کی اس قدر تاخیر سے باوجود حیات کے کب راضی ہوں گے۔ اور پہر یہہ
عرض ہے کہ اگر ایسی مہلت و دراز اور رخصت طویلہ کے مستحق تہے تو حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم تہے یا آپکے خلفاء راشدین کیونکہ اونہوں نے وہ کارنمایاں جہاد فی سبیل اللہ
میں کی تہیں کہ کسی نبی نے نہیں کیں اگر اس صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خلفاء
راشدین کو یہہ مہلت و رخصت دیجاتی تو عقل کے نزدیک مستحسن تہا۔ اگر کہو کہ یہہ بات متعلق
نقل سے ہے نہ عقل سے تو یہہ گذارش ہے کہ کوئی منقل حکم اور رخصت نامہ کتاب اللہ اور سنت
صحیحہ سے ہی آپ پیش کریں دانی لنا ھذا پہر ہم ایسی بات خلاف عقل و نقل کیونکر
تسلیم کرسکتے ہیں۔ اور پہر یہہ عرض ہے کہ اسوقت میں تو اوترنا اونکا نہایت ہی ضروری ہے
کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی مسیح موعود ہونیکا خلاف وجہونا گیا ہے اور اونکا منصب
غصب کرنا چاہا ہے اور تمام اقالیم میں یہہ دعوی اونکا پہیلتا جاتا ہے اسوقت میں اگر نہ اوتریں
تو اونکا منصب مرزا صاحب کے حصہ میں آتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ابہی ایسا کچہہ زور نہ ہوا ہی حضرت

مرزا صاحب کا نہیں ہوا جب تمام اقالیم و بلاد میں یہہ دعوی اونکا شائع ہو جائیگا اور اکثر لوگ
قبول کرلیں گے تو بڑی دقت ہوگی لہذا آپ کے مسیحا کا اوترنا آجکل نہایت ہی ضروری ہے
ورنہ اس شعر کا مصداق کہیں واقع نہو جانے ؎ سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل۔ چو پُر شد نشاید
گذشتن بہ پیل۔ اور اگر کہا جاوے کہ حضرت عیسی کے ابھی نہ اونترنے میں کوئی حکمت ہو گی جو
اللہ تعالے کے علم میں ہے اور ہمکو اوسکی خبر نہیں تو یہہ گذارش ہے کہ یہہ جواب ہر ایک شخص
کے افعال خلاف عقل و نقل میں دے سکتے ہیں فرق باطلہ مثل یہود بعض فرقہ اہل اسلام مثل
اہل تشیع کے نزدیک جو صاحب موعود و منتظر ہیں اونکی نسبت وہ یہی کہتے ہیں تم اونکو
کیوں نہیں تسلیم کرتے ما هو جوابكم فهو جوابنا۔ اور پہر آپکا اعتراض اوپر تاخیر ہونے طبع
براہین احمدیہ کے جو صرف تین چار برس کی تاخیر ہوئی ہے کیونکر ہے یہہ اعتراض تو سرتا پا اس
اس تقریر سے ہباءً منثوراً ہوگیا۔ میرے عزیز دوست اثبت العرش ثم انقش پہلے حضرت
عیسی بن مریم کیواسطے وفات نہ پانا اور زندہ بوجود عنصری رہنا اور آسمان پر صعود بجسم عنصری
نقل صحیح مرفوع سے ثابت کریں بعد اوسکے نزول بجسم خاکی آسمان سے پایہ ثبوت کو پہنچاویں
اور یہہ سب امور ظواہر کتاب و سنت صحیحہ مرفوعہ منطوقہ سے ثابت کئے جاویں نہ تقلید مجتہدین و
مفسرین وغیرہم سے کہ اُس کو تو آپ اور ہم مدت سے چہوڑے بیٹھے ہیں یہانتک کہ ہم فہم صحابی
کو بہی حجت نہیں گردانتے پہر بعد ان مراتب معروضہ کے جو امور خلاف سنت اللہ التی قد
خلت فی عبادہٖ کے مصداق ہیں اونہیں مرزا صاحب سے مناظرہ کا نام لیں ورنہ ہرگز
ہرگز مرزا صاحب کو محل اعتراض آپ نہ بنا سکینگے بلکہ صدہا اعتراضوں کے مورد آپ
ہی رہینگے ؎ لاکہ پیچ و تاب کہائے موج دریا پر کہاں۔ کر سکے اوس آستیں پر شکن پر
اعتراض۔ ناظرین کو ملاحظہ حاشیہ نمبر ا مندرجہ صفحہ ۲۷۲ وغیرہ اشاعہ سے بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا
کہ مولانا صاحب کو جلسہ عام مناظرہ کا منعقد کرنا منظور نہیں پس تبحر علمی حضرت مولانا صاحب
کا اسی سے مفہوم و معلوم ہوگیا اس بارہ میں زیادہ توضیح و تلویح کی ضرورت نہیں۔ قولہ

اے قولہ ۔ صفحہ ۱۴۱۳ ۔ جسکے عوض میں آپ مسلمانوں سے ہزارہا روپیہ وصول کر چکے ہیں
اقول ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظر ۔ آپنے وصول کرنے پر تو نظر کی
لیکن جو مسلمانوں کے واسطے وہاں ہزاروں روپیہ صرف کیا گیا اور کیا جاتا ہے اوسکو ندیکھا باوجودیکہ
آپ اقرار کر چکے ہیں کہ نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی وغیرہ میں حضرت مرزا صاحب بے
نظیر ہیں ؎ لا یدرک الواصف المطری خصائصہ وان یک سابقاً فی کل ما وصفا مولانا
آپکو ایسی بات فرمانی نہیں چاہئے تھی اور المرأ یوخذ باقرارہ کے مواخذہ کا خیال فرمایا ہوتا او
اگر اس اقرار کو بھول گئے تھے تو صفحہ ۴۷ و ۴۸ وغیرہ فتح اسلام کو دیکھ لیا ہوتا مگر حسد کیونکر دیکھنے
دیتے جب تک کہ آپ حد سے باہر نہ ہو گئے حضرت مرزا صاحب کی نصرت مالی کو جو اہل اسلام
کیواسطے کر رہے ہیں کیونکر آپ دیکھ سکتے ہیں ؎ متضاد و دو فریق حسد کی عدو سے ہیں اپنا
ہی یہ طریق کہ باہر حد سے ہیں ۔ اور مرزا صاحب کب مدعی اس بات کے ہیں کہ آسمانی
نشان میں اپنے اختیار سے دکھلا سکتا ہوں یا امراض کو اپنے اختیار سے زائل کر سکتا ہوں حاشا
وکلا تمام انبیا اولیا ایسے امور میں محض بے اختیار ہیں اور کہتے ہیں کہ اذا مرضت فھو یشفین
اور حضرت مسیح تو بالکل ہی نشان دکھلانے سے انکار کرتے ہیں مرقس ۸ باب گیارہ میں
لکھا ہے فریسیوں نے مسیح سے نشانات طلب کیے اوسنے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ
کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دکھایا
جاویگا ۔ ایضاً اور فرمایا اللہ تعالے نے قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک
المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا ۔ ایضاً فرمایا قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا
الا ما شاء اللہ ایضا فرمایا وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو ۔ تمام قرآن شریف
سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ رنج و غم سے نجات دینا اور دشمنوں پر نصرت دینا بیمار کو تندرستی
بخشنا مشکل کو آسان کرنا اللہ تعالی کی شان ہے نہ کسی نبی وولی و فرشتہ کی نہ حضرت عیسی
کی نہ مثیل مسیح کی پھر نذر نیاز بھیجنا عبث ہے لہذا آپ اصل مسیح سے سیح ہونیکے دعوے کی غلطی کا اشتہا

دلوائیں پھر حضرت مرزا صاحب بھی اپنے مثیل مسیح ہونے کی غلطی کا اشتہار دیدینگے
ایہا الناظرین یہہ ہی تفضیلات علمی مولانا صاحب ابوسعید کی - سلمنا کہ مماثلت کیواسطے مشابہت
تامہ شرط ہے لیکن مشبہ اور مشبہ بہ میں مغایرت فی الجملہ کا ہونا بھی تو شرط ہے - مولانا
آپ کو یہہ بات یاد رہے کہ جسقدر آپ مرزا صاحب پر بلاوجہ اعتراض کرینگے اوسیقدر آپ
خود مورد اعتراض بنیں گے - اور آپ کا کلام نہایت گرا ہوا درجہ اعتبار سے اور عامیانہ اور
ساقط الاعتبار عند اولی الابصار ٹھہریگا ؎ نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب * ذوق یاروں
نے بہت روز غزلیں مارا **قولہ** صفحہ ۳۷ - آپ خاصے اور پکے نیچری ہیں اور برہمو اور
آریہ سماج کے بھائی ہیں الخ **اقول** مولانا مرا یاد و ترا فراموش - حضرت مرزا صاحب وہی ہیں
جسکی نسبت آپ اقرار کرچکے ہیں - اولاً تو وہ اقرار دیکھو جو صفحہ ۱۷۶ جلد ہفتم نمبر ۶ میں موجود
ہے وہو ہذا مولف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے
معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل
عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملا پڑہتے تہے) ہمارے ہم مکتب - اوس زمانہ سے آجتک
ہم میں اونمیں خط وکتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری رہی ہے اس لئے ہمارا یہہ
کہنا کہ ہم اون کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق
ہے - انتہی بلفظہ اور بعد اوسکے اس اقرار پر نظر ثانی کرو جو صفحہ ۱۶۹ جلد ہفتم میں موجود ہے
اس کا مولف بھی اسلام کی مالی وجانی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم
نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے - اور پھر یہہ بھی آپکا اقرار ہے کہ جس
زور وشور سے فرقہ آریہ وبرہمو سماج کا رد ومقابلہ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا
اور پھر یہہ بھی آپکا اقرار ہے دیکھو صفحہ ۱۷۰ حاشیہ میں - جلیل القدر مسلمان اور وہاں کے مسلمان
آپ کی فیض زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہونے آپ کی برکات واثر صحبت کو دیکھکر
اکثر ہندو دلے آپ کی طرف متوجہ ہوگئے الخ اور صفحہ ۲۸۴ پر مکرر نظر کرو مولف براہین احمدیہ مخالف

وموافق کے تجربہ اور مشاہدہ کے روسے رو اللہ حبیبہ) شریعت محمدی پر قایم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں انتہی میری محب فی اللہ اور اضی اللہ مولف قول فصیح نے کیا عمدہ بات لکھی ہے جس کو میں اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں وھو ہذا۔ اس بڑی پکی ناقابل شکست خطابی دلیل کو خود خداوند عالم بھی ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اثبات نبوت میں پیش کرتا ہے قد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون یعنی میں تم لوگوں میں عمر کا ایک بڑا حصہ چالیس سال کا رہ چکا ہوں تم غور نہیں کرتے کیا اس عرصہ میں تمنے میری صداقت میری امانت میرے ہر قسم کے معاملات کی درستی کا امتحان نہیں لیا جب میں گذشتہ لائف میں بے عیب ثابت ہوچکا ہوں اور کبھی بھی بندے کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا اور ہمیشہ ہر معاملہ میں قومی بھلائی میرے پیش نظر رہی ہے تو کیا اب ہی اتنے بڑے معاملہ میں اللہ پر افترا باندھنا جائز رکھوں گا انتہی اب مولانا خدمت عالی میں یہہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس تحریر میں معجزات مندرجہ قرآن مجید احیاء موتے و ابراء اکمہ و ابرص وغیرہ میں معنی ظاہری کو بالکل ترک کرکر صرف تاویل نیچریانہ کی ہے جو آپ ایسے الفاظ لکھکر ایک اہل اللہ کا دل دکھاتے ہیں ذرہ اس وعید سے بھی توڈرنا چاہئیے من اذی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب ادہر تو آپ مرزا صاحب کو بلاوجہ نیچری دہری لکھ رہے ہیں اور ادہر اکثر اہل حدیث آپ کو نیچری کا خطاب دے رہے ہیں عجیب حال ہے ؎ صوفی و رند ہیں دونوں ترے غمزہ سے تباہ خانقہ گرچہ ہے ویران تو خرابات خراب **قولہ** صفحہ ۳ حاشیہ۔ اور قرآن مجید اور محاورات عرب کیطرف رجوع فرماکر یہہ امر اپنے خیال میں لاویں کہ مماثلت کے لئے مشابہت تامہ کا ہونا شرط ہے الخ **اقول** مولانا صاحب نے کسی کتاب میں لغت فارسی میں مثل غیاث اللغات وغیرہ کے دیکھکر قطعی یہہ رائے قایم کردی کہ مثل یا مثیل یا لفظ مماثلت کیواسطے یہہ ضرور ہے کہ ایک شئے کا دوسری شئے میں شریک ہونا ضروری ہے اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے حالانکہ یہہ رائے جس کو لغت میں کچھ دخل نہیں ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے قال اللہ تعالے حکایتاً عن الکفار قالوا ان انتم الا بشر مثلنا ایس مماثلت کو جو بلفظ مثل بیان ہوئی ہے انبیا علیہم السلام نے مسلم رکھا ہے

اور نفی نکیا بلکہ فرمایا قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عباد،
اگر لفظ مثل کیواسطے جمیع صفات و وجوہ میں مشارکت شرط ہوتی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں تو یہ
تسلیم غلط ہوجاتی ۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد
یہاں پر خود پروردگار جل و علا نے بصیغہ امر جو اصل میں وجوب کیواسطے ہی ارشاد فرمایا کہ اس
مماثلت کو تو خود ظاہر فرمادے ایضاً فرمایا فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا
مثلنا یہاں پر بھی اس مماثلت کی نفی نہیں کی گئی معلوم ہوا کہ یہہ مماثلت مسلم ہے ایضاً فرمایا
فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا و قومھما لنا عابدون ایضاً فرمایا ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح
مثلہ اس آیت میں مولویصاحب ثابت کریں کہ جو زخم مسلمانوں کو پہونچے تھے وہ جمیع وجوہ
وصفات میں برابر ان زخموں کے تھے جو کفار کو پہنچے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ الذی خلق
سبع سموات و من الارض مثلھن مولویصاحب ثابت کریں کہ زمینیں بہمہ وجوہ اور جمیع صفات
میں آسمانوں کے برابر ہیں و انی لک ھذہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ایضاً فرمایا و ما من
دابۃ فی الارض و لا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ الی اصل
قرآن مجید کے محاورہ میں ہرگز ہرگز لفظ مثل کیواسطے مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ مشابہت
و مشارکت شرط نہیں ہے ۔ ایہا الناظرین اب آپکو ثابت ہوا ہوگا کہ حضرت مولانا صاحب
کو علم تفسیر و محاورات قرآن مجید میں کمال درجہ کا تبحر ہے اب ہم رجوع کرتے ہیں حدیث کیطرف
چونکہ لفظ مثل کا احادیث میں بہت کثرت سے واقع ہوا ہے لہذا صرف دو تین حدیثوں کی
ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ فی البخاری قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشجر شجرۃ لا یسقط ورقھا وانھا
مثل المسلم فحدثونی ماھی الی ان قال ھی النخلۃ مولانا انسان اور حیوان کا تو ذکر ہی کیا ہے ۔
حدیث میں نباتات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل یا مثل مسلم کی قرار دیا پھر آپ کی
مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ اشتراک کہاں باقی رہا مجمع البحار میں لکھا ہے وجہ نبی اللہ لہ
مثلہ ای مثل المسجد فی القدر والمسافۃ و لاکنہ انفس منہ بزیادات کثیرۃ اور نیز اوسمیں لکھا ہے

وللخازن مثل ذالک ای فی اصل الاجر فی القدر فانه قد یکون للخازن اکثرا یہا الناظرین

یہہ ہے محاورہ دانی مولانا صاحب کی علم حدیث میں اب ہم لغت کیطرف رجوع کرتے ہیں

قال فی عیون المفردات والثانی عبارۃ عن مشابہۃ لغیرہ فی معنی من المعانی ای معنی کان وھو

اعم الالفاظ الموضوعۃ للمشابہۃ وذالک ان الند یقال فیما یشارک فی الجوھر فقط والشبہ

یقال فیما یشارکہ فی الکیفیۃ فقط والمساوی یقال فیما یشارکہ فی الکمیۃ فقط والشکل یقال فیما یشارکہ

فی القدر والمسافۃ فقط والمثل عام فی جمیع ذالک ولھذا لما اراد اللہ تعالٰی نفی الشبہ من کل

وجہ خصہ بالذکر فقال لیس کمثلہ شئ واما الجمع بین الکاف والمثل فقد قیل ذالک لتاکید النفی

تنبیہا علی انہ لا یصح استعمال المثل ولا الکاف فنفی بلیس الامرین جمیعا الخ یہہ ہے واقفیت

حضرت مولانا صاحب کی لغات قرآن مجید اور لغات عرب میں پہر اب ہم علم بیان کیطرف

مراجعت کرتے ہیں قال فی المطول وادا تہ ای اداۃ التشبیہ الکاف وکان ومثل وما فی معناہ

کسائر ما یشتق من المماثلۃ والمشابہۃ والمضاھات وما یؤدی معناھا۔ الحاصل یہانپر لفظ

مثل اور اسکی مشتقات کو صرف اداۃ تشبیہ قرار دیا اور لفظ مشابہت اور مضاہات کو اوس کا

ہم معنی رکھا اور کوئی زیادت مشابہت تامہ اور مشارکت بہمہ وجوہ کی لفظ مثل اور مماثلت

میں اعتبار نہیں کی پہر مولویصاحب کونسے علم اور محاورہ کے رو سے فرماتے ہیں کہ لفظ مثل

اور مثیل اور مماثلت میں مشابہت تامہ اور بہمہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط ہے۔ اب ہم اپنی زبان

اردو کیطرف بھی رجوع کرتے ہیں ذوق لکھتا ہے ؎ شور بلبل بھی یہہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل

بنگیا کثرت شبنم سے نمکداں کی مثال۔ شعر میں اگرچہ لفظ مثال کا ہے مگر مطول سے اوپر

ثابت ہوچکا ہے کہ جو مشتقات لفظ مثل کے ہیں وہ سب اداۃ تشبیہ سے ہیں اونمیں کچھہ

فرق بین معتد بہ نہیں ہے ایضاً ؎ واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا۔ مثل نبض صاحب

صحت ہے ہر موج صبا۔ یہانپر موج صبا مشبہ اور نبض صاحب صحت مشبہ بہ ہے لیکن بہمہ

وجوہ مشبہ کو مشبہ بہ سے پوری مشابہت اور بہمہ وجوہ مشارکت نہیں ہے۔ ایضاً

عدم ذوق محاورہ مصنف

ذوق لکھتا ہے ؎ کیا تماشا ہے کہ مثل مہ لوا اپنا فروغ ۔ جانت اپنی حقارت اور
والے ۔ یہاں پر یہہ وجوہ مشابہت تامہ کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ اپنی حقارت کا ۔ مشابہت
سمجھنا فی الجملہ نہایت مستبعد ہے البتہ اوس کا امکان و توضیح تشبیہ ۔ ۔
واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ لفظ مثل اور اوسکے مشتقات میں چونکہ ۔
اور یہہ وجوہ مشارکت کا ہونا شرط نہیں ہے اس واسطے حضرت مسیح الزمان ۔
تصریح کرنے کے ساتھ لفظ تامہ کے واقع ہوئی ہے ۔ ہاں البتہ یہہ مسئلہ علم بیان کا ہے
کہ اگر اداۃ تشبیہ کو معہ مشبہ کے حذف کر دیا جاوے تو وہ تشبیہ موکد ہو جاوے گی
فاسد فی مقام الاخبار عن زید کذا فی المطول بناءً علی ہذا یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ مخبر
مخبر صادق کو کلام میں مسیح بن مریم بحذف اداۃ تشبیہ و حذف مشبہ ذکر کیا گیا ہو یعنی تشبیہ
موکد سوا لسان عرب کی دیگر زبانوں میں بھی شائع و ذائع ہے حتی کہ زبان اردو میں بھی بہت
وارد ہوا ہے خواہ مشبہ مذکور ہو یا نہو ذوق لکھتا ہے ؎ وہ مسیحا دم و یوسف رخ داؤد الحان
وہ سلیماں وش و موسی کف و صالح اعمال چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا بحر فیض
کان عطا بحر نوال ۔ ایضاً ؎ او مسیحا جیز ہلی تو نے ۔ وہ جو بیمار تھا لے ہی گیا ۔ ایضاً ؎
شاخ آہو میں بہنویں چشم ہو چشم آہو ۔ مشک نافہ تھا اگر ناف میں اک تل ہوتا ۔ ایہا الناظر
یہہ ہی فضیلت علمی فاضل لاہوری کی جملہ علوم مروجہ درسیہ میں ۔

فائدہ جلیلہ ۔ مرزا غلام احمد بن غلام مرتضی مسیح بن مریم کیونکر ہو سکتے ہیں ۔ یا مسیح
بن مریم ہے جنکا آنا وقت کثرت شرور و شیوع فتن کی احادیث میں مذکور ہے ۔ غلام احمد بن
غلام مرتضی کیونکر مراد ہو سکتے ہیں ۔

الجواب اس استعمال میں کسی طرح کا استبعاد نہیں ہے چنانچہ خود حضرت فاضل
لاہوری نے نمبر ۱۱ جلد ۱۴ اشاعۃ السنہ میں مسٹر کوئیلیم صاحب کو جو پہلے عیسائی تھے اور
اب اسلام لے آئے ہیں مولانا شیخ کلیم اللہ تجویز فرمایا اور اوسکی وجہ بطور استعارہ

حاشیہ براہین پر یہہ لکھی ہے کہ کلیم اللہ کہنے کی یہہ وجہ ہے کہ چونکہ وہ خود بخود بغیر کسی کی تعلیم و تربیت
کے تفہیم الہی سے مشرف باسلام ہوئے ہیں تو نہ صرف روحانی طور پر خدا کے ہمکلام ہیں اور لفظ کلیم
اللہ کو کلیم سے ملتا ہوا ہے انتہی بلفظہ پس جبکہ خود حضرت مولانا صاحب نے ایک شخص عیسائی
کو صرف مشرف باسلام ہونیکی وجہ سے بمناسبت اسکے کہ روحانی طور پر اللہ تعالے کا ہمکلام ہو
مولانا کلیم اللہ نام رکھدیا صرف اس مناسبت سے کہ حضرت موسی کلیم اللہ سے مناسبت و مشابہت
روحانی رکھتا ہے تو پھر اگر ایسا مسلمان قدیمی جسکی نظیر اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی
و حالی و قالی میں حسب اقرار خود مولوی صاحب کے پچھلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے
بنام مسیح بن مریم نامزد ہوا تو کیا استبعاد ہے خصوصاً جبکہ مولوی صاحب نے الہام ذیل کو معہ دیگر
الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی تصدیق و تسلیم کرلیا ہے وہو ہذا اردت ان استخلف فخلقت
آدم انی جاعل فی الارض خلیفہ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد و
ہدایت کے لئے اللہ و بین الخلق واسطہ ہوا ہے قولہ بلکہ یہہ محض روحانی مراتب
اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہیں بلکہ
ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد و ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد
ڈالی جاوے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہہ ایک
عظیم الشان پیشین گوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا
ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں رہا تھا انتہی من اشاعہ مولویصاحب
نے اپنے ریویو میں اسپر کوئی جرح نہیں کیا جو باعتبار لکھنے ریویو کے اونکا فرض منصبی تھا بلکہ اس
عبارت مفسرانہ الہام سے توافق بکر اپنے دعوی پر استشہاد و استدلال کیا ہے۔ اور
جبکہ بحکم الاسماء تنزل من السماء کے اس قسم کے اسماء کا نزول آسمان سے ہوتا ہے تو یہہ
کیا انصاف کی بات ہے کہ ایسے اسماء کا اطلاق اہل لسان بطور استعارات یا تشبیہ موکد کے
اپنے لسان میں استعمال کریں اور خالق اللسان کی نسبت یہہ استعمال ناجائز سمجھیں حالانکہ

اپنے محل پر علم معانی وبیان میں ثابت ہوچکا ہے کہ تمام الہامات اور وحیین اوسی محاورہ اہل لسان
کے مطابق وموافق نازل ہوتی رہی ہیں اسمیں کوئی عاقل شک نہیں کرسکتا اور یہی مطلب
ہے اس رباعی کا جو حضرت مسیح الزمان کو الہام ہوئی ہے۔ رباعی کیا شک ہے ماننے میں تمہیں
اوس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا۔ حاذق طبیب پاتے ہیں تمسے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تمنے مسیحا بنا دیا۔ یعنے جبکہ خود تمہارے محاورہ میں خواہ کوئی زبان ہو اطلاق لفظ
مسیح کا اوپر طبیب حاذق کے بوجہ مناسبت شفاء مرض کے مستعمل ومروج ہے اور محبوب
ومعشوق پر بھی بوجہ اس کے کہ زندگی عاشق کی اوس سے متصور ہے لفظ مسیحا کا اطلاق کرتے
ہو تو خدا اور رسول نے اگر کسی شخص مقبول کو اپنے رسول کی امت میں سے بوجہ مناسبت تامہ و
کاملہ ہونیکے مسیح بن مریم یا عیسی بن مریم نام رکھکر یاد فرمایا تو اوس کے ماننے میں تمکو کیا شک
ہے بڑی بے انصافی ہے کہ تمہاری کلام میں تو یہ استعارات شائع وذائع ہوں اور جب
خدا ورسول بموجب اوسی محاورہ کے اونہیں استعاروں مبینہ علم بیان کے ساتھ متکلم ہو
تو تم اوسکو نہ مانو تلک اذا قسمۃ ضیزی۔ شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کتسمیۃ اسحاق
واسمعیل بعلیم وحلیم وابراہیم بحلیم ونوحا بشکور وعیسی ویحیی ببر وموسی بکلیم وقوی و
یوسف بحفیظ وعلیم وایوب بصابر واسمعیل بصادق الوعد کما نطق بذلک الکتاب العزیز
من مواضع ذکرھم۔ دوسری جگہ اوسی شفا میں لکھا ہے وسمی اللہ امتہ فی کتب انبیاءہ بالحمادین
اور اوسی میں لکھا ہے ومعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لی خمسۃ اسماء قیل انہا موجودۃ فی الکتب
المتقدمۃ وعند اولی العلم من امم السالفۃ واللہ اعلم۔ ایضا وقد قال فی صفتہ امتہ انہا
مرحومۃ ... لی منہا فی کتب اللہ المتقدمۃ وکتب انبیاءہ واحادیث رسولہ و
اطلاق الامۃ جملۃ شافیۃ کتسمیۃ بالمصطفی والمجتبی وابی القاسم والحبیب ورسول
رب العالمین والشفیع المشفع والمتقی والمصلح والطاہر والمھیمن والصادق والمصدق
والہادی وسید ولد آدم وسید المرسلین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین وحبیب اللہ

وخلیل الرحمن وصاحب الحوض المورود والشفاعہ الی قولہ وروح الحق وھو معنی البارقلیط فی الانجیل وقال ثعلب البارقلیط یفرق بین الحق والباطل ومن اسمائہ فی الکتب السالفہ ماد ماد معناہ طیب طیب الی قولہ اسمہ ایضا فی التوراۃ احید روی ذالک عن ابن سیرین وغیرہ وغیرہ۔ اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ تعالی کی سنت قدیمہ ہے کہ اپنے برگزیدون اور مقبولوں کا نام بلحاظ بعض صفات حمیدہ کے جو اونمیں غالب ہوتی ہیں اون صفات کے ساتھ خود نام تجویز فرما کر موسوم فرمایا ہے قال اللہ تعالی سماکم المسلمین من قبل و فی ھذا اور اکثر وہ اسما اون اسما سے علاوہ ہوتے ہیں جو اون کے ماباپ نے رکھے ہوتے ہیں القاب صدیق فاروق ذوالنورین مرتضے وغیرہ کو دیکھو الحاصل اگر رسول کریم نے اپنی امت میں سے کسی شخص انسان کامل کا نام اپنی کلام الہامی میں بسبب مناسبات روحانی کے مسیح بن مریم رکھا تو اوسمیں کونسی قباحت لازم آئی خصوصاً اوس حالت میں کہ فرمادیا کہ وہ مسیح بن مریم ایک امام تمھین سے پیدا ہوگا جسکا حلیہ پہلے مسیح سے مختلف ہے یعنی پہلا سرخ رنگ بال گھنگرو لے اور دوسرا جو تم میں سے پیدا ہوگا وہ گندمی رنگ اور بال اوسکے گنگرو لے نہیں بلکہ سیدھے کندھوں اور کانوں کی لو کے درمیان لٹکتے ہوئے باوجود ان تصریحات مندرجہ احادیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس استعارہ مین کونسا استبعاد باقی رہا اور کونسا مقام شک وریب کا ہے اور جس حدیث کا حاصل یہاں لکھا گیا اوس حدیث کی شرح حصہ اوّل میں کسیقدر گذرچکی ہے اوسمیں جملہ امامکم منکم جو واقع ہے یا معطوف ہے پہلے جملہ پر بعطف تفسیری یا صفت ہے ابن مریم کی بتوسط حرف عطف واسطے تاکید بصوق کے اور یا حال ہے فاعل نزل سے اسکی تفصیل بھی کسی حصہ آئندہ میں انشاء اللہ تعالے علم بلاغت ومعانی سے ہم بیان کرین گے **قولہ** صفحہ ۴۳ اس صورت میں جلسہ عام میں گفتگو کرنیکا کیوں دعوی کرتے ہیں الخ | **اقول** جلسہ عام میں گفتگو کرنیکے فوائد جو ہیں وہ تو ہر شخص پر ظاہر و باہر ہیں صرف آپ پر ہی مخفی ہیں اور آئندہ کو بھی

آپ پر مخفی رہیں گے زیرا نکہ مطلب سعدی دیگر است منجملہ اون فوائد کے ایک یہہ بھی
فائدہ ہے کہ آپکا ساکت و خاموش ہو جانا ہر کہ و مہ پر ثابت ہو جاویگا - اور اغلب ہے کہ اسی
خوف سے آپ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ عام کو پسند نہیں کرتے اور یہہ جو
آپ فرماتے ہیں کہ یہہ جلسہ خاص بعد مشتہر ہو جانیکے جلسہ عام کے حکم میں ہو جائیگا سو اسکی نسبت
یہہ گذارش ہے کہ آپنے اس نمبر بارہ میں کچھ اپنے خطوط لایعنی کو درج کیا او حضرت اقدس مرزا
صاحب کے خطوط کی نقل کی اور کچھ اپنے حواشی قدیمہ و جدیدہ اون پر چڑھائے اسطرح نمبر بارہ
پورا ہو گیا اور آپکے پو بارہ ہو گئے آئیندہ ریویو میں دیکھیے کیا ریویو ہوتا ہے جسکا ناظرین کو اشتیاق
دلا دیا گیا ہے میں استفسار کرتا ہوں کہ ان پرائیویٹ خطوط کے نقل کرنیکی آپکو کیا ضرورت
پیش آئی تھی جن کو آپنے ایک مسئلہ کی تحقیق میں نقل کر کر ناظرین کو اسقدر اولجھاویں ڈالدیا ہے
؎ ظفر نے قصہ زلف دراز جانانکو - کیا بیان تو کیا کیا بیان میں اولجھا - اگر کل خطوط
کو جمع کر کر اونکا خلاصہ لکھا جاوے تو تمام مضمون متعلق مسئلہ متنازعہ فیہا کا تین چار
سطر میں سما جاوے پھر میں نہیں جانتا کہ اس طول لایعنی سے جو بحکم من حسن اسلام المرء
ترکہ مالا یعنیہ کے آپکو ہرگز لائق نہ تھا آپکا کیا مطلب ہے - میری دانست میں تو
وہی دو تین باتیں جو حضرت اقدس مرزا صاحب سے متعلق مسئلہ کہی تھیں لکھ کے
حضرت اقدس مرزا صاحب جو اوسکا جواب دیتے وہی جواب سوال اس نمبر میں چھاپ
دیتے تو بھی یہہ تحریر پرائیویٹ بعد چھپنے اور مشتہر ہونیکے حکم عام میں ہو جاتی یہہ گورکھ دہندا
نقل خطوط اشاعہ میں طبع کرانا کسواسطے شروع کیا گیا - اگر فرماویں کہ نمبر بارہ کے پورا کرنیکے واسطے
تو اوس کی نسبت آپنے جیسے ارشاد کیا ہوتا اعلام الناس کا مضمون آپ کے رسالہ کے پورا
ہونے کے لیے بھیج سکتا تھا آپ اگر اپنے احباب کے مضامین کو واسطے پورا کرنے نمبر رسالہ
کے بھرتی کیا کرتے ہیں ہیں تو آپ کا خادم قدیم ہوں جسوقت کہ اشاعۃ السنہ جاری ہوا
تھا مصباح الادلہ آپکا پیشکار رہا تھا - جو کچھ شبہہ بھی ہیں یہی لا یا تحقیقیں یہی وشت ملیں یا تہا نہیں یا

میں ہی کو کہیں میں ہی قسمیں کہا تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ اور واضح خاطر عاطر ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہی کہ ایسے مجالس کا انعقاد عام جلسوں میں کیا کرتے تھے نہ بطور پرائیوٹ اور اخفا کے قال اللہ تعالیٰ حکایتاً عن موسیٰ علیہ السلام قال موعدکم یوم الزینۃ وان یحشر الناس ضحی **قولہ**۔ صفحہ ۵/۲۳۔ اس چال کو ناظرین دیکھیں کہ کہیں مباحثہ سے انکار ہی کہیں تحدی و اقرار اور تعجب کی بات یہہ ہے کہ خلوت اور دوستانہ گفتگو کیطرف بلایا جاتا ہے تو ضعف و بیماری کے عذر سے انکار کیا جاتا ہے اور مجلس عام میں مباحثہ کرنے کو مستعدی ظاہر کیجاتی ہے الخ **اقول**۔ ناظرین آپکی چال بھی دیکھ رہے ہیں اور حضرت اقدس مسیح الزمان کا اقتدا بسنت انبیا کا بھی ملاحظہ کر رہے ہیں دونوں چالوں میں فرق بین معلوم ہوتا ہے۔ جوابہ الامتیاز دونوں مراسلت خطوط میں ہے اوسکا انصاف ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے عیان را چہ بیان اور اگر آپکو پرائیویٹ تحریری گفتگو کرنی ہو تو بشرط نہ مکدر ہونے آپکے یہہ عاجز حاضر و موجود ہے ؎ تو مکدر نہو تو عشق میں ہم۔ ایک آندھی ہیں خاک اوڑا نیکو۔ اور شرط گفتگو تحریری کی اسواسطے ہے کہ آپ کی تقریر زبانی جبکہو پسند نہیں نہائیت خفت اور طیش سے ہوتی ہے اور مثل رفتار ریلوے کی اوسمیں عجلت اور سرعت ہے۔ **قولہ**۔ صفحہ ۵/۲۳ حاشیہ۔ یہہ الفاظ اوسکے دل میں ہوتے اور تواضعاً لکھے جاتے تو یہہ آپکی فضیلت اور کمال ثابت کرتے مگر ان الفاظ کا دل سے لکھا جانا لوگ تب مانتے جبکہ مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڈہ کے حامی ڈاکٹر جمال الدین نامی کے آپکے حق میں استقدر لکھنے پر کہ آپ علمی لیاقت نہیں رکھتے اور اپنی عجز بیانی اور خوف امتحانی کی وجہ سے علیگڈہ میں وعظ کہنے سے انکار کیا تھا آپ ناخوش نہوتے **اقول**۔ مولانا صاحب حضرت مسیح الزمان کی مخالفت میں آپ تمام طرق مناظرہ اور آداب مباحثہ سے بیخبر ہو گئے ؎ خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی + نہ وہ میں رہا نہ وہ تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی۔ مولانا کیا بمقابلہ خصم کے اوسکے خیالات اور

مسلمات کے بموجب کلام نہیں کیا جاتا چونکہ آپ اپنے خیال میں اپنے آپ کو سب علماء ہند سے اعلم تر سمجھ رہے ہیں اور حضرت مسیح الزمان کو مقابل اپنے محض ایک جاہل اور ایسا امی محض تصور کر رہے ہو کہ آپکے رسالہ اشاعۃ السنہ کی اردو عبارت بھی بغیر آپکے سمجھائے ہوئے ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی پس کلام حضرت مسیح الزمان کا اسجگہ آپ کے اس خیال غلط کے مطابق ہے اور جو کلام حضرت اقدس کا بمقابلہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہے وہ مطابق نفس الامر کے کیا گیا ہے اس میں کونسا ہرج ہے۔ اور پھر یہہ گذارش ہے کہ احوال اولیاء اللہ کا مختلف ہوتا ہے کیا آپ کو ضرب المثل گلستان کی بھی یاد نہیں رہی ؎ یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند۔ کہ اے روشن گہر پیر خردمند۔ ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی۔ چرا درچاہ کنعانش ندیدی۔ بگفت احوال ما برق جہانست۔ دمے پیدا و دیگر دم نہانست۔ گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم۔ اگر درویش بر حالے بماندے۔ سر دست از دو عالم برفشاندے۔ یہ مثل مشہور ہے مشاهدة الابرار بين التجلى والاستتار۔ مولانا جیسی نکتہ چینیاں آپنے حضرت مسیح الزمان کے پرائیویٹ خطوط میں جو ہمیشہ سرسری طور پہ لکھے جایا کرتے ہیں کی ہیں اگر یہہ عاجز آپکے رسائل اشاعہ میں کرنا چاہے۔ و باوجودیکہ آپ اوس رسالہ دو جزئی کو چھ چھ ماہ میں بڑی محنت و جانفشانی سے حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ کی کتابوں سے تلخیص کر کر محرر و مہذب کرتے ہیں) تو دفاتر کے دفاتر تالیف ہوجاویں مگر میں اس کو ایک نزاع لفظی سمجھتا ہوں جو محض لایعنی ہے اور لغو و فضول اور یہہ جو ہیچ ان نے اظہار خوشہ چینی آپکے رسالہ کا حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور وغیرہ کی کتابوں سے کیا آپ خفا ہو کر طیش و غضب نفرماویں ورنہ آپ کے رسالہ کی تمام قلعی کہولدیجاویگی۔ اور یہہ جو بعض نکتہ چینیاں جو ان چند سطور محررہ جناب میں باتباع جناب ہیئے کیں ہیں میں انکو بھی لایعنی سمجھتا ہوں مگر علت غائی میری اس سے

یہہ ہے کہ آپ متنبہ ہوں اور حقیقت اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ کی معلوم کریں
ورنہ آپ کیا اور آپ کا رسالہ کیا کفی باللہ شہیداً سوائی اون نمبروں کے جس میں
آپنے مضامین متعلق حضرت مسیح الزمان کے لکھے ہیں جو بیٹے کسی نمبر کو تمام و کمال
بغور و امعان نظر دیکھا بھی ہو اور مجھکو ایسا مضامین اڈیٹر لنہ کے دیکھنے کی فرصت ہی
کب ہوتی ہے۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علیگڈہ ناکردہ گناہ اور معصوم کیوں کر
ہو گئے انہوں نے تو بلا تحقیق و تفتیش حال کے ڈاکٹر جمال الدین صاحب سے یہہ
روایت بیان کردی کہ درحقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے پاس آلات نجوم
موجود ہیں وہ اوسسے کام لیتے ہیں اور اس حدیث کا کچھ خیال نہ کیا کہ کفی بالمرء کذباً ان
یحدث بکل ما سمع کیا اس حدیث کے مکلف مولوی صاحب ممدوح نہیں ہیں۔ جو
ایسا افترا کیا اور حضرت مرزا صاحب کو نجومی اور پنڈت بنادیا اے مولانا کجا آلات
رصد و نجوم اور کجا الہامات حضرت مسیح الزمان قال اللہ تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون سہ شتان بین مشرق و مغرب سہ ہووے میرے آنسو کے
برابر قطرہ نیساں۔ اگر وہ گوہر شاہوار ہو جاوے تو ہو جاوے ولنعم ما قیل ما نجی اللہ
والرسول معلمن لسان الوہی فکیف انا **قولہ** صفحہ ۳۷۶ فی الحاشیہ نمبر ا کافی نہیں
بلکہ لازمی اور ضروری تہا کہ اگر آپ اس الہام کو الہام سمجھتی تہے تو اوس کو اپنے خاص
حواریوں پر ظاہر فرماتے نہ یہہ کہ اردو زبان میں چھاپ کر تمام جہان میں شائع کرتے
اہل اللہ پر جو ایسے معارف اور حقائق کھلتے ہیں جنپر ظاہر شریعت کی شہادت
نہیں ہوتی تو وہ اونکو عامہ معتقدین شریعت پر ظاہر نہیں کیا کرتے کبہی کسینے
نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی سنے اپنے ایسے مکاشفات کا
اشتہار دیا ہو الخ۔ **اقول** یہہ قاعدہ آپنے کہاں سے نکالا کہ ایسے الہامات مؤید
بکتاب و سنت کا اخفا ملہم کو لازم اور ضروری ہے آیات فاصدع بما تؤمر اور فان لم

تفعل فما بلغت رسالته وغیرہ تو اوس کے اعلان کا حکم نافذ کر رہے ہیں در صورتیکہ
حضرت اقدس مرزا صاحب کے الہامات کو آپ الہام ہی جانتے ہیں پہر اوسکی
اخفا کے کیا معنے اس مقام پر میں اپنے ایک خط کا نقل کرنا جو بخدمت حافظ
محمد یعقوب خاں صاحب امام مسجد ویرہ وون لکہا ہے مناسب سمجہتا ہوں کہ
الہام وغیرہ کی بحث میں وہ بہت مفید ہوگا انشاء اللہ تعالے وہو ہذا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم۔ محبی فی اللہ حافظ محمد یعقوب
خانصاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ محبت نامہ نے صادر ہوکر مضامین مندرجہ
سے مطلع کیا اور اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جو آپنے اعتراضات اور سوالات
نسبت حضرت مرزا صاحب کے کئے ہیں وہ نہایت عمدہ یعنے ضرور قابل استفسار
اور لائق سوال کرنے کے ہیں میرے پاس جو بعض خطوط علماء وقت کے آئے تو اون
خطوط میں بجز طوفان بے تمیزی کے اور کچھ بھی نہیں تہا انا للہ وانا الیہ راجعون ط
واضح ہو کہ بہچان نے اپنی اور بعض اپنے احباب کی تسکین کے واسطے ایک رسالہ
مسمی باعلام الناس تالیف کیا ہے جنمیں اون اعتراضوں کا جواب بہی تفصیلاً آگیا ہے
اور دیگر ابحاث شریفہ بہی اوس میں درج ہیں اوس کے چند حصص ہوں گے حصہ اول
انشاء اللہ تعالے عنقریب آپ صاحبوں کی خدمت میں پہونچیگا اطمینان رکھئے اور
اور صبر فرمائیے۔ ان اللہ مع الصابرین۔ اور میرا یہہ رسالہ کیا چیز ہے خود حضرت مسیح الزمان
مجدد الوقت مہدی ہذا الاوان نے قصد فرمایا ہے کہ تمام اوہام کا ازالہ کیا جاوے سبحان اللہ
ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ گر دلیلش خواہی از وے رو متاب آپ دیکہیں گے
کہ جس وقت یہہ رسالہ ازالہ اوہام شائع ہوگا تمام مخالفین کو شکست فاش ہوگی اب میں
بطور اختصار کے آپ کے سوالات کا جواب تحریر کرتا ہوں۔
سوال اول حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام جو صاحب انجیل ہیں اونکا الہام

کیا ہوا آیا زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے یا موت عادی سے اونکا انتقال ہوگیا اس باب میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بصراحت کیا ثابت ہوتا ہے ۔

جواب سوال اول ۔ کلام اعجاز نظام یعنی کلام اللہ الملک العلام نے اس شبہ واقعہ کا بکلی رفع و دفع کر دیا ہے ۔ قال اللہ تعالےٰ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ دیکھو لفظ متوفی کو اول ارشاد فرمایا اور لفظ رافعک کو بعد اوسکے اور سب دلائل کو بالفعل ملتوی رکھئے اسی سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وفات اول ہوئی اور رفع بعد کو جیسا کہ مقربین کے ارواح کو مقام علیین یا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ہوا کرتا ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ واؤ تو صرف جمع کیو اسطے آتی ہے نہ ترتیب کیو اسطے جیسا کہ علم معانی و بیان میں مذکور ہے تو جواب اوس کا یہ ہے کہ سلمنا لیکن واؤ اس واسطے بھی تو نہیں آتی کہ تابع یعنی معطوف جو موخر ہے اوس کو مقدم مانکر متبوع یعنی معطوف علیہ کر دیا جاوے اور متبوع جو مقدم ہے یعنی معطوف علیہ اوس کو تابع یعنے معطوف کر دیا جاوے بلکہ علم معانی وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ تابع اس حیثیت سے کہ تابع ہے مقدم اور متبوع نہیں ہوسکتا پھر اس آیت کے معنے جو بعض مفسرین یہ لکھتے ہیں انی رافعک الی ثم متوفیک یہ کیونکر درست ہوئے واؤ اگر صرف جمع کیو اسطے آتی ہے تو حضرت مرزا صاحب کی مسلک کے بموجب ٹھیک ہوگئی کہ وفات کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ مرفوع الی اللہ بھی ہوگئے یہ معنی جو بعض مفسرین لکھتے ہیں اوس میں تو واؤ جمع کے واسطے ہی نہیں رہتی بلکہ ہزار دس سال کی تراخی لازم آتی ہے ۔ پھر اگر زندہ آسمان پر اوٹھائے جاتے تو یوں ارشاد ہوتا کہ یا عیسیٰ انی رافعک الی السماء بجسدک العنصری ثم متوفیک بعد نزولک علی الارض ولیس ھذا من ذالک ۔ اور یہ امر تو سب پر واضح ہے کہ کلمات قرآن مجید اپنی ترتیب مرادی کے موافق اپنے اپنے موقع اور محل پر مثل موتیوں کے منظوم اور منسلک کئے گئے ہیں ایسی نظم سے کہ وہ بلاغت کی طرف اعلیٰ حد اعجاز کو پہنچ گیا ہے اب جو بعض

مفسرین کلمات آیہ کو اولٹ پلٹ کر معنی مشہور اپنے خیال کے بموجب کرتے ہیں
بسبب پاس ادب کے ہیں اور کچھ تو نہیں لکھتا مگر یہہ ضرور رکھوں گا کہ یہہ ایک تاویل فاسد
اور بعید ہے جس کی طرف رجوع کرنا کچھ ضرور نہیں ہے مہربان من اس ہیچدان نے رسالہ
اعلام الناس کے ساتھ یہہ اشتہار بھی دیا ہے کہ جو کوئی عالم صعود آسمانپر و نزول
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے بجسم عنصری حدیث مرفوع صحیح صریح الدلالت یا اسی
قسم کی آیت سے ثابت کردے تو فی حدیث و آیت بیس روپیہ حق اجرت دونگا

سوال - دوم - عیسیٰ بن مریم علیہم السلام جو انبیاء سابقین میں سے ہیں آخر
زمانہ میں دنیا میں تشریف لاویں گے یا نہیں اور اگر تشریف لاویں گے تو کس مقام پر
تشریف لاویں گے یہہ پیشین گوئی جو مسلمانوں میں جناب ممدوح کی نسبت مشہور ہے
حدیث صحیح سے حقیقتاً ثابت ہے یا نہیں اور اگر ثابت ہے تو آیا اوس سے مثیل و مشابہ
بطور استعارہ مراد ہے یا حقیقتاً عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام مراد ہیں یا دونوں مراد ہیں -

جواب سوال دوم - جبکہ آیت مذکورہ کی نظم سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ کی
وفات بطور معہود ہو چکی اور بحکم آیت قیل ادخل الجنۃ وغیرہ کے آپ جنت میں داخل
ہوئے تو اب بہشت میں سے نکلکر دنیا میں کیوں کر آویں گے قال اللہ تعالیٰ وما ھم
منھا بمخرجین اور یہہ ہم مسلمانوں کا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول
نہیں ہوتا پس اگر حضرت عیسیٰ نبی ہوکر نازل ہوئے تو نعوذ باللہ ہمارے حضرت مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہے اور اگر نبوت سے معزول ہوکر آئے تو اس عقیدہ
مسلمہ کے خلاف ہوا پس احادیث صحیحہ میں جو بشارت نازل ہونے مسیح ابن مریم کی وارد
ہے اوس سے مراد مثیل مسیح ہے جو بطور مبالغہ مصرحہ علم بیان کے مشبہ کو مشبہ بہ بولا
گیا ہے یا استعارہ - اور استعمال لفظ ابن مریم میں جو عوام و خواص کو استبعاد ہے
وہ بعد غور کے کچھ استبعاد نہیں ہے دیکھو قرآن مجید میں مسافر کو ابن السبیل متعدد

جگہ فرمایا گیا ہے کیا مسافر حقیقتاً راہ کا بیٹا ہوتا ہے یا عرب میں چاند کو ابن اللیل کہتے ہیں
تو کیا چاند رات کا بیٹا ہوتا ہے۔ ابن الارض نوعی از ترہا اور نبت الارض بھی نوعی از ترہ
بنات الدہر حوادث زمانہ۔ بنات اللیل احتلام یا حوادث۔ بنات الفلا اشتران کہ پریشان
در بیابان گردند بنات المنایا تیر بنات الماء طائر آبی۔ بنات النعش ہفتو رنگ
وجاریۃ بنات اللحم دختر فربہ بنات الطریق راہہائے خورد کہ از راہ بزرگ جدا شود وغیرہ
لغات عرب کو دیکھو۔ اسی طرح حضرت مخبر صادق نے بسبب کمال مشابہت و مماثلت
کے اپنی امت کے مسیح کو مسیح بن مریم اگر نام رکھدیا تو کیا استبعاد ہے اور اگر معنے نزول
سے کسی کو شک پیدا ہو تو یہہ شبہہ بھی بسبب ناواقفی کے ہے ان آیات میں غور کیا جاوے
انزلنا الحدید فیہ باس شدید الآیۃ انزلنا الیکم لباساً الآیۃ قد انزل الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم
آیات مبینات اور دیکھو انزل الدواء الذی انزل الداء۔ لما نزلت بنو قریظہ۔ خرج من مکۃ نزل
بیثرب وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج وغیرہ وغیرہ۔ مقام تشریف آوری مسیح امت
احادیث صحیحہ میں بہت مختلف آیا ہے کسی میں شرقی دمشق کہیں نزدیک منارہ
بیضا شرقی دمشق کسی میں مقام اردن کسی میں معسکر مسلمین وغیرہ وغیرہ چونکہ پیشین گوئیاں
مخبر صادق کی نسبت امور مستقبلہ کے ہیں لہذا پوری پوری ماہیت اور حقیقت اون کی
قبل از وقوع معلوم نہیں ہو سکتی شاید ایک ہی مسیح کیواسطے یہہ مقامات فرمائے ہوں
یا متعدد مسیحوں کے واسطے جیسا کچھ وقوع میں آوے البتہ وقوع اوس کا ضرور ہے
کیونکہ مخبر صادق نے خبر دی ہے البتہ لفظ منارہ کی نسبت اس قدر ہم کہ سکتے ہیں کہ جو منارہ
دمشق میں شرقی جانب ہے اوس کو کسی بادشاہ وغیرہ نے سنہ ۷۴۱ھ ہجری میں تعمیر کیا ہے
یہہ کیا ضرور ہے کہ منارہ بیضا مندرجہ حدیث سے وہی منارہ مستحدثہ مراد ہو جو سنہ مذکور
میں شہر دمشق میں کسی بادشاہ وغیرہ نے بموجب اپنی فہم حدیث کے واسطے تصدیق
پیشین گوئی کے تعمیر کیا ہے کیونکہ فہم تو کسیکا بھی حجت شرعی نہیں ہے اگر ایسی بنا

مجعول و مستحدث کا مراد ہونا فقہ حدیث میں ضرور ہو تو چاروں مصلوں کا جو بیت اللہ میں کسی نے تغیر و احداث کئے ہیں مستند ہونا بھی کسی نہ کسی دلیل سے ثابت ہو جاویگا۔ اصل یہہ ہے کہ اصلی معنی منارہ کے جاء انور اور جگہ روشنی کے ہیں۔ لغت عرب و رباوکیطرف مراجعت کیجاوے پس حدیث مسلم سے صرف اسقدر ثابت ہوا کہ نزدیک ایک جا انور اور سفید کے دمشق کے شرق کیطرف مسیح بن مریم آویں گے یہہ پیشین گوئیاں جو نسبت امور مستقبلہ کے ہیں اس میں کیسی آراء و اقیسہ کو کچھ دخل نہیں صرف الفاظ وحی میں غور فرمانا چاہئے۔ خیالات او شما پر استشہاد۔

سوال سوم - مسیح متعدد ہوں گے یا ایک اور اگر متعدد ہوں گے تو سب محق ہونگے یا بعض محق ہوں اور بعض مبطل۔

جواب نمبر سوم - مسیح کا اطلاق احادیث صحیحہ میں مسیح مبطل پر بھی آیا ہے اور مسیح محق پر بھی جو مثیل عیسی بن مریم ہوگا وہ مسیح محق ہے والا مبطل اور یہہ بھی ایک دلیل ہے تعدد مسیحوں کی اور علامت مسیح محق کی یہہ ہے کہ متبع کتاب و سنت حاکم بالشریعۃ عادل متقی پرہیزگار ہوگا مقرب پروردگار ہو واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کے اور نیز دعوت اسلام کی آیات بینات اور براہین ساطعہ سکتا ہوگا مؤید بروح القدس ہوگا نشانی آسمانی دکھا سکتا ہوگا اور مسیح مبطل کی علامت اس کے برعکس ہے اور وہی دجال ہے۔

سوال چہارم - آپنے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ صحیحین میں اس مجدد الوقت کا حلیہ موجود۔ نسب موجود۔ زمانہ موجود۔ ساری صفات اوس کی موجود الی قولہ۔ اسکا مطلب بالتشریح قلمی فرمائیے۔

جواب نمبر چہارم حلیہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا گندمی رنگ۔ بال گھنگروالے نہیں کندہوں کے قریب کانوں کی لو کے نیچے تک لٹکتے ہوئے صحیح بخاری میں لکھا ہے

اذا في الليلة عند الكعبة في المنام فاذا رجل آدم كاحسن ما ترى من أدم الرجال تضرب لمته
بين منكبيه رجل الشعر الخ اور اسی صحیح بخاری میں اس کے قریب ہی مسیح اول کا حلیہ
یہ لکھا ہے سرخ رنگ اور بال گھنگروالے چوڑا سینہ۔ فاما عیسی فاحمر جعد عریض الصدر
حضرت اقدس مرزا صاحب کا نسب ابناء فارس سے ہے صحیح مسلم وغیرہ میں یہ نسب
بھی موجود ہے لو کان العلم معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارس اور اور صفات اوس کے
اعلام الناس میں لکھے گئے ہیں اور زمانہ اوس کی بعثت کا اگر یہی زمانہ شرور و فتن کا نہ ہوگا
تو پھر اور کونسا زمانہ ہوگا۔ تمام متاخرین اکابر علماء امت مثل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ
کو حضرت مسیح بن مریم کے نزول کے وقت میں کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی
تھی کہ جس کی وجہ سے اون کی نزول میں کچھ بھی تاخیر خیال میں آوے یہہ علماء ایسے منتظر تھے
کہ جیسے اسٹیشنوں پر لوگوں کو بعد بج جانے گھنٹے کے انتظار آمد ریلوے کا واسطے
آمد کسی اپنے دوست کے ہوتا ہے کہ اب آئے وہ آئے یہہ آئے اگر اون کی نزول
میں کوئی دقیقہ بھی باقی رہا ہوتا تو ہرگز یہہ اکابر علماء جو جامع علوم معقول و منقول تھے ایسا
سریع النزول ہونا اون کا خیال نکرتے اور یہہ خیال اونکا کچھ تو مقتضائے احادیث و
اخبار مخبر صادق کا تھا اور کچھ من جانب اللہ القا یا الہام تھا کیونکہ جب اللہ تعالی کوئی ایسا
واقعہ عظیم دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو عادت اللہ جاری ہے کہ کبراء و عظما کے خیالات کو
اوس واقعہ کے استقبال کے واسطے متوجہ فرما دیتا ہے۔* اور یہہ ندائے ہاتف غیبی بمنزلہ
اوس گھنٹی کے ہو جاتی ہے جو وقت آمد ریلوے کے بجا کرتی ہے اور سعادت مندوں کو

* اسی عادت اللہ کے موافق اس زمانہ میں ہمارے حضرت مثیل مسیح کے دعوے سے پہلے بہت سے علماء و اتقیاء کو صحیح
اور سچے رؤیا اور مکاشفات ہوئے۔ بلکہ بعض اہل اللہ نے تو اوس سے پورے تیس سال پہلے حضرت مرزا صاحب کے مولد و منشاء
اور وہاں کے مقام ظہور دعوی (لدھیانہ) کا نام اور خود ان کا اسم گرامی مفصل و مبین بطور پیشین گوئی بیان کر دیا
چنانچہ یہہ سب پیشین گوئیاں اور خواب و الہامات ازالہ اوہام میں درج ہو چکے ہیں۔ عبد الکریم۔

صرف اتنی ہی بات موجب تصدیق ہو جاتی ہے سہ ہر زمانے کہ تیرا بالا کشید۔ آن زمان
اوان کہ از بالا رسید۔ اب بعد بجنے گھنٹی کے ریلوے بھی آگئی اور وہ دوست بھی اوتر آیا
اور بہت سے اللہ کے بندوں نے اوس کو پہچان بھی لیا تو معہذا اگر کوئی شخص اب بھی
مکذب رہے تو بجز اوس کے عناد اور تعصب کے کیا کہا جاوے۔ اور اس پہچان کو ایک
سبب تصدیق منجملہ دیگر اسباب کے وہ ندا بھی ہوتی ہے جو ہمارے آقا و محسن و مقتدا مجدد
علوم ظاہری حضرت نواب صاحب بہادر مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب اقتراب الساعہ
میں بصفحہ ۱۶۵۔ باواز بلند دی ہے وہو ہذا۔ "میں اپنی اولاد سے کہتا ہوں تم میں اگر
کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو پاوے تو میرا سلام پہنچاوے اور جو وہ کہیں اسی صدی میں
آگئے اور میں اوس وقت تک زندہ رہا تو پھر کچھ حاجت اس وکالت کی نہیں ہے ع
چلوں میں آپ ہی قاصد جواب کے بدلے۔ دوسری روایت انس میں نزدیک حاکم
کے یہہ لفظ آیا ہے قال رسول اللہ صلعم من ادرک منکم عیسیٰ بن مریم فلیقرأ منی السلام
تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پاوے وہ اون سے میرا سلام کہے یہہ خطاب ہے
ساری امت کو میں بھی ایک فرد اسی امت کا ہوں اگر میں نے اون کو پایا تو سب سے پہلے
میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچاؤں گا ورنہ میری
اولاد میں سے جو کوئی اون کو پاوے بڑی حرص سے اس سلام نبوت کو اون تک پہنچاوے
تاکہ پچھلا لشکر کتائب محمدیہ سے میں ہی ہوں یا میری اولاد ہو وے وباللہ التوفیق
سہ زمانہ ابن مریم کا اگر توفیق ہاتھ آوے۔ تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا
انتہی"۔ موضع الحاجۃ اگر کوئی کہے کہ حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے جو ترتیب
قصہ نزول مسیح بن مریم کی اپنی کتاب اقتراب الساعہ میں لکھی ہے وہ کب حضرت اقدس
مرزا صاحب پر بیٹھتی ہے تو جواب اوس کا یہہ ہے کہ قصہ نزول ابن مریم کی ترتیب جو کتب

اشاعہ لاشراط الساعہ وغیرہ میں یا کتب حدیث میں مرتب کی ہے وہ ترتیب توفیقی

نہیں ہے جو الہام و وحی سے ثابت ہو بلکہ محدثین و شارحین حدیث نے اپنے فہم کے
موافق احادیث صادرہ و واردہ کو ترتیب دیا ہے اور بعدہ مصنفین رسائل مستقلہ
نے اوسی ترتیب کو موافق مفصلاً و مبوباً قصہ نزول عیسیٰ بن مریم اپنی اپنی کتب میں
بیان کیا ہے حتیٰ کہ اردو کی کتابوں میں بھی وہی ترتیب عوام وخواص بلکہ جہلا
میں مشتہر ہو گئی ہے یہانتک کہ حالت طفولیت سے وہی ترتیب تمام اذہان میں
مرکوز ہو گئی ہے اور یہی ایک بڑا مانع قوی اصل قصہ الہامی کے فہم کا ہوا ہے جس
سبب سے ہم اپنے مخالفین کو معذور سمجھتے ہیں۔ اور صرف بلفظ مخطی یاد کرتے ہیں لیکن
محققین پر یہہ بات واضح ہے کہ یہہ ترتیب قصہ مفصلاً و مبوباً صرف محدثین نے محض اپنے
فہم سے مرتب کیا ہے نہ وحی اور الہام سے اور فہم محدثین ایسے امور الہامیہ میں حجت
نہیں ہو سکتا بلکہ فہم صحابی بھی حجت نہیں۔ یہانتک کہ عبارت الہامی میں فہم ملہم
بھی پورا پورا حجت نہیں یہہ مسئلہ اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے کہ انبیا سے بھی اجتہادیات
میں خطا واقع ہو سکتی ہے اس کے شواہد بھی ہمارے رسالہ میں لکھے گئے ہیں پس اگر اصل
قصہ نزول عیسیٰ بن مریم خلاف اُس ترتیب کے جو محدثین نے اپنے فہم سے قائم کی ہے
واقع ہو تو اس پیشین گوئی کی صدق میں کوئی نقصان نہیں آئیگا بلکہ اس میں امتحان
مخلصان اور منافقان متصور ہے جیسا کہ حکیم امت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے
لکھا ہے۔

سوال نمبر پنجم۔ آیات ذیل کا کیا مطلب ہے اور اون کی تفسیر میں علماء معتبر کا
کیا قول ہے ۱؎ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ ۲؎ فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیھم الآیۃ ۳؎ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ الی قولہ
رہی یہہ بات کہ مولوی عبید اللہ وغیرہ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے تو اس میں مرزا صاحب
کی بھی خصوصیت نہیں رہتی اگر مرزا صاحب اپنا مسلک سب سے علیحدہ اختیار

کریں تو اُن کی تقلید بھی ناجائز ہے بڑا خدشہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات محکم
کیوں ٹھہرتے ہیں علماء سلف تو خطار الہامی کو ممتنع التقلید جانتے ہیں اگر یقینی بھی ہوں تو
خاص صاحب الہام کے لئے ہوں الی اخر کتابہ -

جواب نمبر پنجم - تفسیر آیات کی تو لکھی جا چکی ہے البتہ دربارہ الہام وتقلید جواب دینا
باقی رہا اس کی بحث طول ہے اگر بسبب طول کے کچھ نہ کہا جاوے تو جو جوابات دیئے
گئے وہ سب ردی ہو جاویں گے اور اگر تفصیل سے لکھوں تو یہہ خط اوسکی گنجائش نہیں
رکھتا ہے لہذا بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتے نمونہ خروار تحریر کرتا ہوں - یہہ قاعدہ
متکلمین کا مشہور ہے اور کتب علم کلام میں مندرج کہ الہام وکشف اولیا کا کوئی ایسی شئے
نہیں جو اسباب علم ویقین سے ہو اور حجت شرعی گردانا جاوے جو غیر پر حجت ہو سکے
اولہ شرعیہ صرف چار ہیں اگر الہام بھی حجت شرعی ہوتا تو اولہ شرعیہ پانچ ہوتے نہ چار - والدلیل
علیہ - اس قاعدہ کا بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ یہہ قاعدہ اگرچہ بالتصریح کتاب وسنت میں بتعبیر
مذکور نہیں ہے آثار سلف میں پایا جاتا ہے مگر ایک عمدہ قاعدہ ہے کہ اوسکی عمدگی خیر بیان
میں نہیں آسکتی علماء ظاہر نے واسطے حفاظت شریعت حقہ محمدیہ کی وضع کیا ہے جزاہم
اللہ خیر الجزاء اس پر علماء کا اتفاق سا ہو گیا ہے اگرچہ اجماع نہیں ہے اس قاعدہ سے شریعت
حقہ محمدیہ عوام وخواص میں آجتک محفوظ چلی آتی ہے اور قیامت تک یہہ قاعدہ حافظ شریعت
حقہ محمدیہ کا رہیگا اور مسیحین دجالین بسبب اس قاعدہ کے مومنین حقہ کے دلوں میں انشاء اللہ
تعالے کوئی شبہ اور شک پیدا نکر سکیں گے اور اگر یہہ قاعدہ تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر ہر ایک مسیح
دجال وکذاب مسائل شرعیہ کتاب وسنت کو گذمڈہ کر دے اور ہر شخص صوفی جاہل پیر پرست
وقبر پرست اپنی ہوا اور ہوس کی موافق احکام شرعیہ کو گھڑ لے اور حقیقت الحال یہہ ہے
کہ احکام شرعیہ وغیرہ میں ضرورت الہام وکشف کی باقی بھی نہیں رہی قال اللہ تعالی الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا - گویا کہ یہہ قاعدہ مذکورہ اسی

آیت سے مستنبط ہوا ہے یعنے احکام میں بسبب اکمال دین اور اتمام نعمت کے اب الہام کی
ضرورت ہی باقی نہیں رہی تو اب الہام اولیاء اللہ کو اسباب علم سے قرار دیا گیا ضرور تہا علاوہ
بریں کہ در صورت اوس کے اسباب علم سے قرار دینے میں بالعوض نفع کے ضرر عوام زیادہ متصور
ہے خصوصاً جبکہ الہام ہر شخص پر نازل بھی نہیں ہوتا کسی خاص بندے مقرب پر نازل ہوتا ہی
اور اس پر یہہ علاوہ کہ ہر وقت بھی نازل نہیں ہوتا جب اوس کی ضرورت اشد ہوتی ہے تب
نازل ہوتا ہے ان وجوہ اور اسباب اور مصالح سے علماء ظاہر نے الہام کو اسباب علم سے نہیں
گردانا لاکن اس کا یہہ مطلب نہیں کہ الہام نفس الامر میں بھی اسباب علم سے نہیں یا اسرار
اور معارف شرعیہ کے سمجھنے کے لئے الہام کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اور دوسرا مقدمہ کہ الہام
حجت شرعی نہیں اس کے بھی یہی معنے ہیں کہ الہام کو بسبب اسباب مذکورہ اور مصالح مسطورہ
کی حجت شرعی گرداننے کی کوئی ایسی حاجت نہیں ہے لیکن اس کا یہہ مطلب نہیں ہے
کہ الہام فی الحقیقت اور فی نفس الامر بھی حجت شرعی نہیں یہہ اس قاعدہ کا مال ہے جو بیان
ہوا۔ اب اس کا ماعلیہ بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ الہام کامل النور جب کسی ولی کو اصرار
ہو وہ کیا چیز ہے وہی تو وحی ہے اور منجانب اللہ ہے جو انبیاء کو ہوتا ہے بسبب اصالت
اور متبوع اور مقتدا ہونے انبیا علیہم السلام کے الہام انبیاء کا نام تو علما نے وحی رکھا ہے
اور بسبب فرع اور تابع اور مقتدی ہونے اولیا کے اون کے وحی کا نام الہام رکھا ہے۔

دلیل اول۔ دیکھو فرمایا اللہ تعالے نے واوحینا الی ام موسٰی ان ارضعیہ فاذا خفت
علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

دلیل دوم۔ فرمایا واوحیت الی الحواریین الآیہ والدہ حضرت موسٰی اور حواریین
عیسٰی نبی نہیں تہے اون کے الہام کو وحی فرمایا گیا آخر خط تک۔ **فائدہ** سمجہنا چاہئے
کہ معنے کشف کے کسی چیز کے منہ پر سے پردہ کا اوٹہا دینا اور کہولدینا ہے عیون المفردات
میں لکہا ہے کشفت الثوب عن الوجہ وغیرہ یعنے اوٹہا دیا میں نے کپڑے کو مونہہ پر سے

یا مونہہ کے غیر پیسے فرمایا اللہ تعالی نے فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید یعنی پس کھولدیا ہمنے تجھسے پردہ تیرا پس نظر تیری آج کے دن تیز ہے مجمع البحار میں باب تفاعل سے بحوالہ نہایہ لکھا ہے لو تکاشفتم ما تدافنتم ای لو علم بعضکم سر بعض لاستثقل تشییع جنازتہ و دفنہ یعنی اگر تم پر منکشف ہو جاوے اور جان لے بعض تمہارا عیب پوشیدہ بعض تمہارے کے البتہ گراں ہو جاوے جنازۂ میت کے پیچھے چلنا اور دفن کرنا میت کا اور معنی الہام کے دلمیں نیکی کا ڈالدینا اور سکہا دینا اوس کا عرب کہتا ہے الھم اللہ خیرا ای لقنہ ایاہ یعنی اللہ نے ڈال دی اوس کے دل میں خیر یعنی اوس کو خیر تلقین کر دی مجمع البحار میں لکھا ہے الالہام ان یلقی اللہ فی النفس امراً یبعثہ علی الفعل او الترک وھو نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء من عبادہ یعنی معنی الہام کے یہہ ہیں کہ اللہ تعالے ڈالدے نفس میں ایک امر کو کہ باعث ہو وہ اس ملہم کو کسی چیز کے فعل پر یا ترک پر اور وہ الہام ایک قسم ہے[۱] وحی کی خاص کرتا ہے اللہ تعالی ساتھ اوس کے کہ جس شخص کو چاہتا ہے بندوں اپنے سے انتہی۔ اور وسوسہ برعکس الہام کے ہے یعنی بری بات کا دل میں ڈالدینا۔ عیون المفردات میں تفسیر الہام کی یوں لکھی ہے الالھام القاء الشئ فی الروع ویختص ذلک بما کان من جھتہ الملاء الاعلی قال فالھمھا فجورھا وتقواھا ونحو ذلک نحو ما عبر عنہ بلمتہ الملک وبالنفث فی الروع کما قال علیہ السلام ان للملک لمتہ و للشیطان لمتہ وکقولہ علیہ السلام ان روح القدس نفث فی روعی واصلہ من التھام الشئ وھو ابتلاعہ والتھم الفصیل ما فی الضرع انتہی یعنے الہام ڈالدینا ایک شئے کا ہے بیچ دل کے اور خاص ہے یہہ ساتھ اوس القا کے جو اللہ تعالی یا ملاء اعلی کی طرف سے ہو فرمایا اللہ تعالی نے سکہلادیا اوس کو طریق بدکاری اور پرہیزگاری اوس کی کا اور یہہ الہام مثل اوسکے ہے جس کو فرشتہ کا چہونا اور دل میں پہونکدینا فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا

---

[۱] الہام وحی کے ایک قسم ہے ۱۲ منہ۔

آنحضرت علیہ السلام نے کہ ایک چہونا تو فرشتہ کا ہے اور ایک چہونا شیطان کا اور جیسا کہ
قول آنحضرت علیہ السلام کا بہ تحقیق روح القدس نے پہونکدیا میرے دل میں اور اصل الہام
کی یہہ ہے کہ اوس میں معنے نگل جانیکے پائے جاتے ہیں جیساکہ کھتے ہیں نگل گیا بچا اونٹ
کا اوس چیز کو کہ پستان میں ہے انتہی یعنی گویا کہ الہام تمام وساوس اور اوہام کو نگل گیا
اور بعد الہام کے کوئی وہم اور وسوسہ باقی نرہا اب چند آیات متعلق الہام اور لکہی جاتی
ہیں۔

دلیل سوم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قلنا یاذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ
فیہم حسنا۔ یعنی کہا ہمنے اے ذوالقرنین یا یہہ کہ عذاب کرے تو اون کو اور یا یہہ کہ پکڑے تو بیچ
اون کے بہلائی اس آیہ کریمہ میں البتہ تبارک و تعالےٰ نے ذوالقرنین کو ندا فرماکر جو یہہ حکم مندرجہ
آیت ارشاد فرمایا تو اس ندا میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تہے اور
بعض کہتے ہیں کہ نبی وقت کی معرفت یہہ ندا فرمائی گئی لیکن یہہ دونوں تاویلیں درست اور
صحیح نہیں معلوم ہوتیں۔ تاویل اول تو اسواسطے صحیح اور درست نہیں کہ ذوالقرنین کا نبی
ہونا ثابت نہیں چنانچہ تفسیر فتح البیان میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً یہہ حدیث نقل کی ہے
لا ادری ذ القرنین کان نبیا ام لا اخرجہ عبدالرزاق وابن المنذر والحاکم وصححہ وغیرہم و
عن علی بن ابی طالب قال لم یکن نبیا ولا ملکا ولکن کان عبدا صالحا احب اللہ فاحبہ اللہ
ونصح للہ فنصحہ اللہ الی آخرہٖ یعنی روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق اور ابن منذر اور
حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور غیر اون کے نے بہی روایت کیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب
سے مروی ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تہے اور نہ فرشتہ تہے اور لاکن وہ ایک بندہ صالح
تہے کہ اونہوں نے اللہ کو دوست رکہا تو اللہ تعالیٰ نے اون کو دوست رکہا یعنی وہ ولی اللہ
تہے اور اونہوں نے نصیحت کی اللہ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اون کی خیرخواہی کی آخر عبارت
تک پس جبکہ نبی ہونا ذوالقرنین کا ثابت ہی نہیں پس یہہ تاویل درست نہوئی اور تاویل

دوم ظاہر قرآن مجید کے خلاف ہے اور صرف عن الظاہر جو بلا وجہ درست نہیں ہے پس تاویل دوسری بھی درست نہوئی اسیواسطے جلالین میں جو اصح التفاسیر کو اختیار کرتا ہے لکہا ہے قلنا یاذالقرنین بالہام اور کمالین مین لکہا ہے قول المصنف بالہام ردلاستدلال من زعم انہ کان نبیا بانہ خاطبہ بان المراد منہ الالہام آخر تک یعنی قول مصنف کا بالہام رد ہے اس شخص کا جس کے زعم میں ذوالقرنین نبی تہے اور اوس شخص کا استدلال نبی ہونے پر صرف یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اون کو مخاطب کر کر خطاب فرمایا تو صاحب جلالین نے تفسیر آیہ میں اشارہ کیا طرف رد اس شخص کے اس طور پر کہ یہہ خطاب بطور الہام کے ہے اور مراد اوس سے الہام ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہہ خطاب اللہ تبارک وتعالیٰ کا حضرت ذوالقرنین کو جنکا صالح اور ولی اللہ ہونا حضرت علی کی روایت سے ثابت ہے بطور الہام کے تہا۔ اور دیگر خوارق عادات وکرامات ذوالقرنین کو بہی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مذکور فرمایا ہے جس سے اون کا ولی اللہ ہونا ثابت ہے

اول۔ ہر چیز کا سامان مہیا فرما دیا قال اللہ تعالیٰ واتیناہ من کل شئ سببا۔ اور دیا تہا اوسکو ہمنے ہر چیز کا سامان۔

دوم طے ارض۔ قال اللہ تعالیٰ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ یعنے یہانتک کہ جب پہنچا جگہ ڈوبنے سورج کی پایا اوس کو ڈوبتا بیچ چشمے کیچڑ کے اور فرمایا حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا یعنے یہانتک کہ جب پہنچا جگہ نکلنے سورج کی پایا اوسکو کہ نکلتا ہے اوپر ایک قوم کے کہ نہیں کیا ہمنے واسطے انکی ورے اوس سے پردہ یہہ تو مغرب سے مشرق تک طے ارض کا ذکر ہوا اور مابین مغرب اور مشرق کے طے ارض کا ذکر بہی یوں فرمایا حتی اذا بلغ بین السدین یعنے یہانتک کہ جب پہنچا درمیان دو دیواروں کے چنانچہ تفسیر تبصیر الرحمن میں لکہا ہے ثم اتبع سببا طی الارض عما بین المشرق والمغرب ومقابلۃ اھلہ ودفع حیلھم۔

سوم۔ سد سکندری جو ابتک موجود ہے اور جس کا طول سو فرسخ اور اونچائی دوسو ذراع

اور عرض بقولے پچاس فرسخ ہے اور اس سد کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا قال ھذا رحمۃ من ربی یعنے پس نہیں طاقت رکھتے یاجوج وماجوج کہ چڑھ آویں اوپر اوس کے اور نہیں طاقت رکھتے کہ سوراخ کریں اوس میں اور کہا ذوالقرنین نے کہ یہ صنعت دیوار کی رحمت پروردگار میرے سے ہے اور جس طرح وحی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذوالقرنین کو بطور الہام کے ثابت ہوئی ویسی ہی عرض معروض ذوالقرنین کی بجناب باری عزاسمہ قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ قول ذوالقرنین کا اللہ تعالیٰ نے بجواب ہذا مذکور نقل فرمایا ہے قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا واما من آمن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنیٰ وسنقول لہ من امرنا یسرا۔ یعنے کہا ذوالقرنین نے بجواب جناب باری عزاسمہ کی ایسے جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم اوس کو پھیر جاوے گا طرف رب اپنے کی پس عذاب کریگا اوس کو عذاب بڑا اور ایسے جو شخص کہ ایمان لایا اور عمل کئے اچھے پس واسطے اوس کے بطور جزا کے ہے نیکی اور کہیں گے ہم کام اپنے سے آسانی۔

دلیل چہارم۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما یعنے پس پایا ان دونوں یعنے حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع نے جو رفیق موسیٰ علیہ السلام کے تھے ایک بندے کو بندوں ہمارے سے یعنے خضر کو دی تھی ہم نے اوس کو رحمت نزدیک اپنے سے اور سکھایا تھا ہمنے اوس کو اپنے پاس سے علم مفسرین نے حضرت خضر کی نبوت میں بھی اختلاف کیا ہے لیکن حضرت خضر کا نبی اعتقاد کرنا کئی وجہوں سے درست نہیں ہے۔ اول تو کسی جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اون کا نبی ہونا ذکر نہیں فرمایا اور نہ کہیں احادیث میں کہیں اون کا نبی ہونا مذکور ہے پس جب تک کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہو تب تک کسی کی نبوت کا اعتقاد نہیں کیا جاسکتا۔ وجہ دوسری یہ ہے کہ اگر حضرت خضر نبی ہوتے تو وہ اپنی امت میں رہکر ہدایت اور ارشاد

امت میں مشغول ہوتے لیکن یہہ بات کسی روائیت سے ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت خضر نے
کسی امت کی ہدائیت ودعوت فرمائی ہو وجہ تیسری یہہ ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث صحاح
سے اون کی سکونت دریاؤں وغیرہ پر ثابت ہوتی ہے اور جنگلوں میں رہنا بھی پایا جاتا ہے
ایسی سکونت جنگلوں اور دریاؤں کی نبوت کے مخالف ہے کیونکہ نبی کا کام خلق اللہ کی ہدائیت
وارشاد ہے نہ جنگلوں اور دریاؤں میں رہنا پس صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نبی نہیں
تھے ایک ولی تھے اولیاء اللہ میں سے جن کو اللہ تعالی نے علم لدنی عنائیت فرمایا تہا اسیکا نام
دوسرے لفظوں میں الہام ہے اور الہام بھی ایسا کہ قطعی اور یقینی کیونکہ خضر علیہ السلام نے
حضرت موسی کی مصاحبت میں وہ کام کیے جو ظاہرا خلاف شرع تھے کشتی کو توڑ ڈالا جس میں
ضرر ایک جماعت کا ظاہر میں تھا ایک معصوم بچہ کو قتل کر ڈالا - ایک غیر ضروری کام کو کسی
اجرت کے بغیر اپنے ذمہ لے لیا باوجود حاجت اجرت لینے کے - اگر الہام خضر ان امور
میں قطعی اور یقینی نہوتا بلکہ مظنون اور مشکوک ہوتا تو حضرت خضر کو کب جائز تہا کہ ایسے امور
خلاف شرع کا ارتکاب کرتے - اور نیز حضرت موسی کا آنا اون کی خدمت میں عبث ہوجاتا
علاوہ یہہ کہ قرآن مجید کے عرف میں علم اوسی چیز کا نام ہے جو قطعی اور یقینی ہو - اور وہ جو بعض
روایات میں حضرت خضر کا نبی ہونا آیا ہے چنانچہ ترہیب وترغیب منذری میں ایک
روائیت طویلہ بصفحہ ۲۷۶ مثبت نبوۃ حضرت خضر لکھی ہے وہ روائیت نہائیت ضعیف ہے
اول تو خود صاحب ترغیب وترہیب اوس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں وفیہ نجود وسری
بصیغہ رُدی وہ حدیث بیان ہوئی ہے اور جو حدیث بصیغہ رُوِی مجہول ترغیب وترہیب
میں بیان کی گئی ہے اوس کا حال خود مصنف نے اول کتاب میں لکھا ہے. واذا کان
فی الاسناد من قیل فیہ کذاب او وضاع اومتہم اومجمع علی ترکہ اوضعفہ اوذاہب الحدیث
اوھالک اوساقط اولیس بشی اوضعیف جداً اولم ار فیہ توثیقا بحیث لایتطرق الیہ
احتمال التحسین صدرتہ بلفظۃ روی الی آخرہ -

دلیل پنجم

ایضاً فرمایا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی
اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت
انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین
ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا یعنے پس بھیجا ہمنے طرف اوس کی روح
اپنی کو پس صورت پکڑی اوس نے واسطے اوس کے آدمی تندرست کی کہنے لگی تحقیق مین پناہ پکڑتی
ہوں ساتھ رحمن کے تجھسے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں
پروردگار تیرے کا تو کہ بخش جاؤں تجھکو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ
لگایا مجھکو کسی آدمی نے اور نہیں ہیں بدکار کہا اسیطرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے
آسان ہے اور تو کہ کریں ہم اوس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام
مقرر کیا ہوا فناداھا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع
النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا
فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا پس پکارا اوس کو نیچے اوس کے
سے یہہ کہ غم نہ کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنی تنہ کھجور کو ڈالیگا
اوپر تیرے کھجور تازی پس کہا اور پی اور ٹھنڈا رکھ آنکھوں کو پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی
کو پس کہہ تحقیق مینے نذر کیا ہے واسطے رحمن کے روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی آج کے دن کسی آدمی
سے۔ یہہ وہ الہام الہی ہے جو اللہ تعالے نے حضرت مریم کو معرفت فرشتہ کی بھیجا۔ اور حضرت
مریم بموجب مذہب صحیح کے نبیہ نہیں تھیں ولیہ تھیں۔ فتح البیان میں لکھا ہے والمتفق انہ المنفی
وحی الرسالۃ لا مطلق الوحی والوحی ھہنا انما ھو ببشارۃ الولد لا بالرسالۃ یعنے اسبات
پر سب کا اتفاق ہے کہ اولیا کو وحی رسالت نہیں ہوتی نہ یہہ کہ مطلق وحی نہوتی ہو اور
یہاں پر جو وحی ہوئی تو بشارۃ ولد کی وحی ہے نہ وحی رسالۃ کی۔ سورہ ال عمران میں بھی
قصہ حضرت مریم کا بیان ہوا ہے۔

دلیل ششم ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک
علیٰ نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین یعنے اور جس وقت
کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے تجھکو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور برگزیدہ کیا تجھکو اوپر عورتوں عالم کی
لوگوں کی اے مریم فرمانبرداری کر واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھہ رکوع
کرنے والوں کے ۔ تفسیر فتح الرحمٰن میں لکھا ہے والمعنی اذ قالت الملائکۃ مشافہۃ لہا بالکلام
یعنے معنے یہہ ہیں جبکہ فرشتوں نے آمنا سامنے مریم سے یہہ کلام کیا ۔ تفسیر تبصیر الرحمٰن میں
لکھا ہے فیہ اشارۃ الی جواز تکلم الملائکۃ الولی ویفارق النبی فی دعوۃ النبوۃ یعنے اس
میں اشارہ ہے طرف اوس کے کہ کلام کرنا فرشتوں کا ولی سے جائز ہے اور نبی ممتاز ہوتا ہے
ولی سے دعوی نبوت میں بیضاوی میں لکھا ہے کلموہا شفاہا کرامۃ لہا یعنے کلام کیا
فرشتوں نے حضرت مریم سے آمنا سامنے واسطے اون کی کرامت کے ۔

دلیل ہفتم ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ
منہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم یعنے جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت
دیتا ہے تجھکو ساتھہ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اوس کا ہے مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ۔ یہہ
بشارت چھہ سات آیتوں تک جن کا آخیر ھذا صراط مستقیم ہے چلی گئی ہے ۔ فتح الرحمٰن میں
لکھا ہے القصہ این بشارت درحق عیسیٰ علیہ السلام متحقق شد و یہود را بدین خود دعوت نمود الخ
تک ۔ آگے رہا حضرت مریم کا نبیہ ہونا سو وہ بالکل خلاف ہے بعض مفسرین جب دیکھتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ کا کلام و الہام اولیاء پیشین کو ہوا تو بلا تامل قائل اون کی نبوت کے ہو جاتے ہیں حالانکہ
الہام وکلام الٰہی درمیان انبیا اور اولیا کے مشترک ہے حضرت مریم کی نبوۃ مخالف ہے اس
آیت کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور
نہیں بھیجے ہمنے پہلے تجھسے رسول مگر مرد کہ پہلے پہنچتے تھے ہم طرف اون کی ۔ یہہ آیت چند
جگہ قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے پس قول نبوۃ حضرت مریم کا اس آیہ کے مخالف ہے ۔

دلیل ششم - ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذ اوحینا الی امک ما یوحی ان اقذفیہ فی التابوت
فاقذفیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ عدو لی وعدو لہ - یعنی اور جس وقت کہ وحی ڈالی
ہمنے طرف ماں تیری کی وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے یہہ کہ ڈالدے اوس کو بیچ صندوق کے پس
ڈال دے اوس کو بیچ دریا کے پس چاہئے کہ ڈال دے اوس کو دریا کنارے پر لے لیوے
اوس کو دشمن میرا اور دشمن اوس کا - اوحینا کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے تفسیر بیضاوی
فتح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہہ وحی یا تو بالہام تھی - یا خواب میں وحی کی گئی - یا فرشتہ کی
معرفت نہ بطور نبوت کے جیسا کہ حضرت مریم کو ہوئی - یا انبیاء متقدمین کو یہہ وحی ہوئی تھی - اور
باخبار اون کے یہہ وحی والدہ موسیٰ کو پہنچی - اول - دوم - سوم صورت میں تو مطلوب حاصل
ہے اور چوتھے پانچویں صورت خلاف ظاہر ہے اور صرف عن الظاہر بلا وجہ درست نہیں
اسی واسطے جلالین نے صرف صورت الہام و منام کو اختیار کیا ہے اور کمالین میں نبی ہونے
کو ام موسیٰ کے باطل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے قولہ مناماً او الہاماً فلا یلزم نبوۃ ام موسیٰ کما قیل
ویحتمل ان یکون علی لسان ملک ولا یستلزم ذالک نبوتہا فان النبی من اوحی الیہ باحکام
اللہ ویومر بتبلیغہا یعنے صاحب جلالین نے جو مناماً او الہاماً کے ساتھ اوحینا کو تفسیر کیا
تو اس سے لازم نہیں آتی ہے نبوت والدہ موسیٰ علیہ السلام کی جیسا کہ بعض کا قول ہے اور
یہہ بھی احتمال ہے کہ فرشتہ کی زبان سے یہہ وحی ہوئی ہو اور ایسی وحی بھی مستلزم نبوۃ والدہ
موسیٰ کی نہیں کیونکہ نبی تو وہ شخص ہے جس کو احکام شریعت وحی کئے جاویں اور اون کی
تبلیغ کا اوس کو حکم ہو - تیسیر الرحمن میں لکھا ہے اوحینا ای القینا بطریق الالہام - یعنے
القا کیا ہمنے بطور الہام کے -

دلیل نہم - ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین
آمنوا وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک
ہو الفوز العظیم - خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر اون کے اور نہ وہ غمگین ہونگے

جولوگ کہ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے اون کی ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کی کو یہی ہے مراد پانا بزرگ۔ بشری میں مفسرین کا اختلاف ہے بیضاوی میں لکھا ہے وھو ما بشر بہ المتقین فی کتابہ وعلی لسان نبیہ وما یریھم فی الرؤیا الصالحۃ وما یسنح لھم من المکاشفات وبشری الملائکۃ عند النزع یعنے بشری وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے متقین کو اپنی کتاب میں اور احادیث نبویہ میں بشارت دی ہے اور وہ یہی ہے جو اون کو رویا صالحہ میں دکھلا دیتا ہے اور وہ علوم جو اون کو مکاشفات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور بشارت دینا فرشتوں کا اون کو وقت نزع کے۔ جلالین وکمالین میں لکھا ہے فسرت ای البشری فی حدیث رواہ احمد والترمذی عن ابی الدرداء وصححہ الحاکم بالرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل المومن او ترے لہ یعنے تفسیر کی گئی ہے بشری کی ساتھ رویا صالحہ کے کہ دیکھتا ہے اوس کو مرد مومن اپنے حق میں یا دکھلائی جاتی ہے وہ رویا واسطے اوس کے یعنے دیکھتا ہے اوس کو مومن اپنے غیر کے حق میں اور اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے اور صحیح کیا اس کو حاکم نے تفسیر فتح البیان میں ہے لکھنے ان سب معانی کے اور تخریج کرنے احادیث متعلق رویا کے لکھا ہے کہ مراد بشری سے شامل بھی ہے دنیا میں اور کہا گیا ہے سوا اس کے اور لفظ بشری کا ان سب معانی کو گنجایش رکھتا ہے۔ یعنی لفظ بشری کا عام ہے تخصیص اوس کی بلا مخصص کے درست نہیں پس مکاشفات اور رویا صالحہ والہام سب بشری میں داخل ہیں جیسا کہ بیضاوی سے مفہوم ہوتا ہے اور حدیث میں جو تفسیر بشری کے ساتھ رویا صالحہ کے کی گئی ہے وہ ایک فرد ہی بشری کے افراد سے جس سے تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ تخصیص بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ رویا صالحہ بھی ایک صورت ہے سو الہام سے اخرج احمد والبیہقی عن ابن عمر مرفوعا قال الرؤیا الصالحۃ یبشر بھا المومن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ فمن رای ذالک فلیخبر بھا الحدیث یعنے روایت کیا احمد اور بیہقی نے ابن عمر سے بطور مرفوع کے فرمایا رویا صالحہ کہ جس کے ساتھ مومن بشارت دیا جاوے نبوۃ کی چھیالیس جزء

میں سے ایک جزو ہے یعنے چھیالیسواں حصہ نبوۃ کا ہے پس جو شخص ایسی رویا دیکھے تو چاہئے کہ بیان کرے اوس کو اور بہت سی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رویا رصالحہ اجزار نبوۃ میں سے ایک جزو ہے ۔ اب میں بحث الہام کو زیادہ طول نہیں دیتا آیندہ کسی حصہ میں انشا اللہ تعالے مفصل لکھوں گا یہاں پر صرف ان دلائل عشرہ پر اکتفا کیا گیا وتلک عشرۃ کاملۃ ۔ مولانا صاحب آپ جو فرماتے ہیں (کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنے ایسی مکاشفات کا اشتہار دیا ہو) اوس کی نسبت یہہ گذارش ہے کہ اول تو حضرت خضر ہی بمقابلہ حضرت موسیٰ جیسے نبی جلیل القدر کے اوس الہام کو جو بظاہر بجنس مخالف عقل و نقل تھا علی الفور بر ملا عمل میں لائے اور اوسپر پھر یہہ علاوہ ہوا کہ پروردگار جل و علانے اوس کے قصہ مفصل کو اپنی کلام پاک میں درج فرماکر ایسا مشتہر کیا کہ کوئی بستی اور کوئی قریہ اور دیہہ اب باقی نرہا ہوگا جسمیں وہ الہامات بر ملا نہ پڑہے جاتے ہوں اور پہر رسول کریم نے اپنی احادیث صحیحہ میں بہی اوس کا اعلان کیا اور تمام محدثین نے اپنی کتب حدیث میں درج کرکر تمام دنیا میں مشتہر کیا ۔ اور مترجمین نے تو حد ہی کردی کہ اردو فارسی مختلف السنہ میں اوس کو شہرت دیدی اور حضرت مسیح الزمان نے تو کمال ہی درجہ اشتہار دیا کہ تمام دنیا کے لوگوں کو بلکہ نئی دنیا کے لوگوں کو قرآن مجید مندرجہ اون الہامات کیطرف دعوت کرنی شروع کردی تو وہ الہامات خضر علیہ السلام بہلا کیوں کر مخفی رہ سکتے ہیں اور اپنے تو آپنے بہی عنوان نمبر ۱ جلد ۱۲ کا انگلستان میں اسلام قایم کریا اور صفحہ ۳۲۴ وغیرہ میں حکایتاً عن شیخ انگلستان کلیم اللہ آپ لکھتے ہیں کہ وہاں ایک ممبر کے اوپر ایک قرآن رکھا ہوا ہے ایضاً حکایتاً عن شیخ کلیم اللہ در جب میں انگلستان پہنچا تو پہلی کتاب جو میں نے وہاں خریدی قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ تہا وغیرہ وغیرہ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہہ وہی قرآن مجید ہے جسمیں الہامات خضر مندرج ہیں یا کوئی اور قرآن ہے اگر وہی قرآن مشمولہ الہامات خضر ہے تو پہر آپ یہہ کیا بطور معما فرماتے ہیں کہ کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ حضرت

خضر علیہ السلام یا کسی اور ولی نے اپنی ایسے مکاشفات کا اشتہار دیا ہو ان ھذا الشئ
عجاب مولانا آپ کی اس نمبر پارہ میں جو تقریر ہے وہ ایسی ہے کہ اگر اوس کو لغز او چیستان
کہوں تو بھی بجا ہے اور اگر معمار بدر چاح لکھوں تو بھی زیبا ہے۔ ہان مجھے خوب یاد آیا آپ ہی
تو اپنے رسالہ کو ہیچ معما تجویز فرما چکے ہیں (بہلا کس جگہ) وہاں پر جہاں آپنے لکھا ہے کہ حضرت
مسیح الزماں جیسے شخص بھی آپ کے رسالہ کو بغیر آپ کے سمجھائے ہوئے خود بخود نہیں سمجھ
سکتے اور فہم اوس کا صرف آپ ہی کو عطا ہوا ہے حیث قلت صاحب البیت ادریٰ
بمافیہ اور اوس کے سمجھنے کے لئے اس ہیچمدان نے بھی تجویز نکالی ہے کہ پیکٹ پوسٹ کے
ساتھ ملفوف ہو کر بذریعہ ڈاک آپ بھی روانہ ہو اگر ین مولانا گستاخی معاف ہو یہہ باتیں میں
اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں یا تو آپ کی کلام کے لوازم میں سے ہیں یا مفہوم ہیں۔ اور
بعض منطوق بھی ہیں پھر میرا اس میں کیا قصور ہے نقل کفر کفر نباشد شل مشہور ہے ؎
وہی کہوں گا جو ہوگا بجا سنو نہ سنو۔ نہیں وہ میں کہ میری التماس بیجا ہو۔ اور حضرت اقدس
مرزا صاحب کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی کیا پروا ہے لا یخافون لومۃ لائم اللہ کیواسطے
اون کی شان اور صفت ہے۔

تتمہ بحث الھام۔ ایہا الناس اگرچہ کلام میرا اس قول کے ذیل میں طویل ہو گیا مگر
اس جگہ ایک تھوڑی سی عرض ہے تتمہ بحث الہام اور سنیلیجے وہو ہذا۔ اولاً الہام سے
آپ کو ثابت ہوا ہوگا۔ کہ الہام بہت بڑا اسباب علم کا ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی اور
اسباب علم کا ہی ہی نہیں لیکن علماء ظاہر نے بسبب ایک مصلحت عامہ کے اوس کو اسباب
علم سے قرار نہیں دیا۔ اور جبکہ اسباب علم سے ہے تو حجت شرعی بھی ہوا لیکن واسطے
مصلحت حفظ شریعت کے اور نیز اس سبب سے کہ ہر وقت اور ہر کسی پر نازل نہیں ہوتا
اور اگر نازل بھی ہوا تو بسا اوقات کابل النور جو مصداق ہو ثم یحکم اللہ ایاتہ نازل نہیں ہوتا
علماء ظاہر نے اوس کو حجت شرعی نہیں گردانا اب اگر کسی وقت خاص میں اوس کی ضرورت

آپڑے واسطے تائید وحقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے اور برعایت مصلحت عامہ اللہ
تعالی اپنے کسی بندہ خاص کو الہام کے ساتھ مشرف فرماوے تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ الہام اسباب
علم سے نہو اور حجت شرعی نگردانا جاوے - یہہ اس قاعدہ کا ماعلیہ ہے جو مختصر بیان کیا گیا - اب یہی
یہہ بات کہ نتیجہ قاعدہ مذکورہ بھی نہ فوت ہو اور الہام اسباب علم سے اور حجت شرعی ہوجاوے
سو اوس کی نسبت یہہ گذارش ہے کہ جس شخص کو ہم متبع کتاب سنت پاوین اور متقی و پرہیزگار اور
واسطے اثبات حقیت کتاب اللہ اور نبوۃ محمدیہ کے دعوی الہام بھی کرتا ہو اور اس دعوی کے ساتھ
کوئی آسمانی نشان بھی ہمکو دکھا دیوے تو بالضرور وہ الہام اوس کا ہم پر حجت ہوجاوے گا کیونکہ ایسا
الہام تو وہی علم لدنی ہے جس کو وحی کہا گیا ہے - علما ظاہر نے تادباً اوس کا نام وحی نہیں رکھا
حدیث میں جو وارد ہے کہ لا نبی بعدی ہے نہ لا وحی بعدی اور یہہ الہام کا ذب النور ہرگز ہرگز جھوٹے
پر نازل نہیں ہوگا اور نہ اوس کی تائید آسمانی نشان سے کیجاویگی بلکہ وہ تو بالآخر ہلاک ہوگا - فرمایا
اللہ تعالی نے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - اور
فرمایا ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب الحاصل اوس الہام کا ذب النور کی پیروی سراسر
دلیل کی پیروی ہے نہ تقلید ناجائز فرمایا اللہ تعالی نے فبھدیھم اقتدہ اور ایضاً فرمایا اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور انعمت علیھم کی تفسیر خود اللہ تعالی نے فرمائی ہے
من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین پس ثابت ہوا کہ جس طرح پر تصدیق انبیا اور
اور اون کا اقتدا بسبب اصل و مقتدا ہونے کے واجب ہے اسی طرح پر صدیقین اور شہداء و صالحین
کا اقتدا بسبب تابع اور مقتدی ہونے اون کے کے ضروری ہے - استفتا بخدمت علماء دین
تصدیق انبیا علیہم السلام کی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے - اگر یہی قاعدہ مذکورہ واسطے تصدیق کے
کافی ہے یعنے اگر اپنے دعوی نبوۃ پر آسمانی نشان دکھلاسکیں تو وہ نبی صادق ہیں و الا کاذب
تو واسطے تصدیق ولایت و الہام اولیا کے بھی کافی ہوگا کیونکہ مرتبہ ولایت مرتبہ نبوۃ سے اونی
بدرجہ ہا ہے اور اگر یہہ قاعدہ تصدیق ولایت کیواسطے کافی نہیں تو بضرور واسطے تصدیق نبوۃ

قوله صفحه ۴۷ حاشیه [illegible] بیارا [illegible] ہوگا [illegible] کا قول [illegible]

قال [illegible] قول [illegible] باطنیت کا دروازہ کھول دیا الخ

اقول [illegible] کا [illegible] تو [illegible] دیا جاویگا جیلہ آپ تفصیلی اعتراض کریں کے بالفعل اتنا گذارش کیا جاتا ہے کہ نیچریت اور باطنیت سے آپکی کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ قرآن مجید کی ماثور یا ثابت صحیحہ ہو وہی نیچریت اور باطنیت ہے اور باطل خلاف ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ سوا تفسیر منقول اور مسموع مندرجہ روایات صحیحہ کے جتنی تفاسیر ہزاروں علماء اعلام مصداق العلماء ورثة الانبیاء نے اور اولیاء مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل نے کیں ہیں ان سبھوں نے دروازہ نیچریت اور باطنیت کا کھول دیا ہو اور سب باطل اور خلاف ہوں اور نیز بصورت اس آیت کے کیا معنی ہوں گے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا اور اس آیت کے کیا معنے ہوں گے وان من شئی الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم کیا اسرار قرآن مجید جس کی نسبت لا تنقضی عجائبه وارد ہے لفظ شئے سے آپ کے نزدیک مستثنی ہیں۔ اور نیز اس آیت سے کیا مراد ہے ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمات اللّٰه اور پھر یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ وله ظهر وبطن اس سے کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث سے کیا مراد ہے لا تنقضی عجائبه ولا یخلق عن کثرة الرد۔ اور اس دعا نبی علیہم السلام سے کیا غرض ہے اللّٰهم فقهه فی الدین وعلمه التاویل اس واسطے کہ جو تفسیر ماثور و مسموع ہے اوس میں تو سب اہل لسان برابر ہیں اور پھر اس حدیث سے کیا مراد ہے ان اللّٰه یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها ظاہر ہے کہ یہ مجدد کوئی شرع جدید تو لاتا ہی نہیں اگر تاویل اور فہم جدید بھی نہ لاوے تو اوس کو مجدد کیوں کہا جاتا ہے اور اوس کے مبعوث ہونیکا کیا فائدہ متصور ہے۔ اور پھر وہ تفاسیر کون سی تہیں جس کی نسبت حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ نے فرمایا لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحة الکتاب اور پھر اس آیہ میں لعلمه الذین یستنبطونه علم کی تخصیص ساتھ الذین

یستنبطونہ کے کیوں کی گئی ہے ظواہر قرآن مجید کے علم میں سب اہل لسان برابر ہیں۔ اور پھر قول
ابو درداء کے کیا معنے ہیں لا یفقہ الرجل حتی یجعل للقرآن وجوھا اور اس قول ابن مسعود سے
کیا مراد ہے من اراد علم الاولین والاخرین فلیثور القرآن۔ اور اب ہم درمیت بیان کتاب براہین احمدیہ
کو دیکھتے ہیں تو دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ اس میں قرآن مجید سے ہی اخذ کئے گئے ہیں جس کے
بے نظیر ہونے کا آپ بھی اقرار کر چکے ہیں اور ہر مسلمان کے دل میں اوس کی محبت پیدا ہونے کیواسطے
آپ دعا بھی کر چکے ہیں اور میرے حق میں آپ کی دعا مستجاب بھی ہو چکی ہے۔ پس جو دلائل براہین
جو حضرت مسیح الزمان نے قرآن مجید سے استنباط کیے ہیں یا سلف صالحین سے کتب منقول ہیں اور اگر آپکی
مراد نیچریت اور باطنیت سے یہہ ہے کہ مخالف نصوص صحیحہ اور قواعد عربیہ کے ہیں تو آپ مخالفت
بالتفصیل ثابت کیجئے جواب تفصیلی اوس کا دیا جاوے گا۔ اور پھر یہہ گذارش ہے کہ حضرت مسیح الزمان
جو معارف فرقانیہ اور اسرار قرآنیہ سوائے اون معانی کے جو ظواہر ہیں تحریر فرماتے ہیں اوس میں اکثر
جگہ تصریح فرما دیتے ہیں کہ ظاہری معنی تو وہی ہیں جو مشہور و معروف ہیں لیکن اشارہ ان اسرار معارف
کیطرف بھی ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بصفحہ ۱۵۳ فرماتے ہیں اور اسیطرف ایک لطیف اشارہ ہے
جو خدا تعالی نے اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سو یہہ لیلۃ القدر اگرچہ مشہور معنوں
کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی
ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے آخر تک بلفظہ اب
بتائیے اس میں کون سی نیچریت اور باطنیت ہے ریویو سابقہ میں آپ ایسے اسرار و معارف
کو تسلیم کر چکے ہیں اور اسی بنا پر کتاب کا بے نظیر ہونا آپ نے فرمایا ہے پھر اب کیوں معترض ہوتے ہو
شرح عقاید وغیرہ میں لکھا ہے واما ما ذهب اليه بعض المحققين من ان النصوص مصروفة على
ظواهرها ومع ذلك فيها اشارات خفية الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك يمكن التطبيق
بينها وبين الظواهر المرادة فهو من كمال الايمان ومحض العرفان معهذا حضرت اقدس مسیح
نے رسائل میں کوئی نئی بات بھی نہیں لکھی بلکہ اس قسم کے حقائق و دقائق کتب مسلمہ تصوف میں

مذکور ہیں احیاء العلوم اور فصوص اور فتوحات وغیرہ کو دیکھو یہہ اعتراض آپ کا مبنی ہے اونپر قلت
کے کتب تصوف اہل حق* سے - ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست - صدق اللہ خالق الحدیث

قال ما فرطنا فی الکتاب من شئی ایضاً قال ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین -

قولہ صفحہ ۷۷-۷۷- اب اس قسم کا اقبال و اقرار آپ کے لئے مفید نہیں ہوسکتا الخ-

اقول - اس کا جواب تفصیلی تو حصہ اول میں کسیقدر گذر چکا اور جب آپ ریویو میں بالتفصیل اعتراض
کریں گے اوس وقت بہی جواب تفصیل مع الزیادۃ دیا جاوے گا بالفعل یہہ گذارش ہے کہ اگر آپنے
اون روایات کو جن میں مقام نزول مسیح بن مریم مختلف آیا ہے سب کو ترک کر دیا ہے اور صرف
یہی روایت مشرق دمشق اختیار کی ہے اور حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاء کے مصداق
بنے ہیں - تو معہذا اوہر سے یہہ گذارش ہے کہ اس میں آپ کو کیا تعجب ہے - قادیان از روے جغرافیہ
دمشق کے مشرق کیجانب واقع ہے نقشہ اور جغرافیہ دیکھ لو قال مسیح الزمان ؎ از کلمہ منارۂ
شرقی عجب مدار - چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم - معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک نظر آپ کی بہت قاصر
ہے جو صرف ایک روایت مشرق دمشق کی آپ تحریر فرماتے ہیں باقی روایات کی طرف نظر نہیں یا
اون سے ذہول ہے جب روایات مختلفہ دربارہ مقام نزول کیطرف رجوع کروگے تب ہم آپ سے
وجہ توفیق و تطبیق دریافت کریں گے پہر ہم آپ سے اوس وجہ جامع میں کلام کریں
گے یا ربا قی صحبت باقی او الباقی عند التلاقی -

قولہ صفحہ ۷۷- میں سچ لکھتا ہوں جس قدر آپ کے اس بیان قال اللہ وقال الرسول سے
لوگوں کو آپ پر بدگمانی ہوگئی ہے اور اون کے دلوں میں آپ کی عداوت کی آگ مشتعل ہوئی ہے
اس قدر آپ کے اس مجرد دعوے سے کہ میں مسیح ہوں ہرگز نہوتی الخ

اقول پہر مولانا صاحب آپ کے دل میں مجرد اس دعوی مرزا صاحب سے کہ میں مسیح موعود
ہوں وہ عداوت کی آگ کیوں مشتعل ہوئی یہہ اشتعال تو آپ کے دل میں اوس وقت

* ایک مطلب اللہ سے نا بلد حیات نفسانیہ بالکل ظاہر پرست آدمی کو الہیات سے کیا نسبت - ایڈیٹر -

۔ یہ پیدا ہوا ہے کہ آپنے جبرئیل۔ لیلۃ القدر۔ نزول قبض ارواح وغیرہ کے معنی جو توضیح المرام میں لکھے ہیں دیکھے بھی نہیں ہتے چنانچہ خط اول آپ کا شاہد ہے جو میرے نام ہی آپنے روانہ کیا تھا

قولہ صفحہ ۲۷۷۔ یہہ تاویل نزول بھی صریح انکار حدیث نزول سے بدتر ہے الخ

اقول۔ نزول کے معنے جو حضرت مسیح الزمان نے لکھے ہیں وہ معنے تاویلی نہیں ہیں بلکہ معنے نزول وہی ظاہر او معروف عند اہل اللسان ہیں دیکھو کتب لغت موجود ہیں لفظ منزل جگہ اوترنے مسافر کو بھی کہتے ہیں تحقیق اس کی معہ شواہد گذر چکی ہے۔ اور سچ مچ کے مسیح جو آپ کے خیال میں ہیں اون کا اوترنا بحیثیت کذائیہ خیالیہ دلائل نقلیہ و نیز عقلیہ سے خلاف ثابت ہو چکا نہ تو مسافرانہ طور پر دمشق میں اوترنے سے سچ مچ کا کوئی مسیح ہو سکتا ہے اور نہ اور کسی تدبیر سے البتہ جو براہین کہ سچ مچ کے مسیح کے نہ اوترنے پر قائم کی گئی ہیں آپ اون کو توڑ دیجیے اور پھر اپنے خیال کے بموجب مسیح ابن مریم کو بوجود عنصری آسمان پر سے اوتار دیجیے اور ہم کو دکھا دیجیے تب سچ مچ کے مسیح کے اوترنے کا نام لیجیے ورنہ خرط القتاد ہے اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام قائل نہیں ہے قبلہ کبھی شیخ و شاب کا۔

قولہ صفحہ ۲۷۷۔ اس میں آپ اپنی اس تاویل دجال پر پردہ ڈال کر یہہ جتانا چاہتے ہیں کہ سچ مچ کے دجال سے ہم کو انکار نہیں شاید کوئی ہو الخ

اقول۔ لفظ دجال میں بھی کوئی تاویل نہیں کی گئی ہے معنی لغوی جو اوس کے ہیں قوم بزرگ یا با اقبال وغیرہ کی وہی مراد ہے۔ دیکھو کتب قاموس وغیرہ و شروح حدیث کو غایۃ الامر بعض احادیث کا یہہ ہے کہ منجملہ دجاجلہ متعددہ کے ایک دجال اکبر بھی ہوگا لاکن صحابہ کا ہرگز اس بات پر اجماع نہیں کہ دجال آخری زمانہ میں ہی پیدا ہوگا اور مسیح بن مریم اوس کے قتل کرنے کے لئے آسمان سے بوجود عنصری اوترے گا بلکہ مختلف روایات پائے جاتے ہیں اور بعض صحابہ کا مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور دجال بھی فوت ہو چکا ہے ایسی تنگ نظر تمہاری کتب حدیث و لغت وغیرہ میں قاصر ہے زید عمر بکر کے غل غپاڑہ سے ایسی باتیں جو موجب پردہ دری آپ کے علم کی ہیں کر رہے ہو جب احادیث مختلفہ

وہ آثار متخالفہ کی طرف رجوع کرد گے تب حقیقت حال دجال کی تم پر کہل جاوے گی* ابہی تمک
مرتبہ تقلید میں پڑے ہو جب مقام تحقیق تک پہنچو گے ایسی گفتگو مبتدیانہ پر تم کو خجالت و ندامت
ہوگی ؎ بوئے گل بھی تو نہ لا ہی تا قفس۔ چل ہوا ہو اسے صبا دیکھا تجھے جب تم دجال وغیرہ
کی نسبت ریویو میں تفصیلی گفتگو کرو گے تب ادہر سے بھی تفصیلی گفتگو کیجاوے گی اور اگر آپ کو
بہت اضطراب ہو تو حصہ اول اعلام کو دیکھو اور جو اوس میں بابت دجال کچھ اندکے تحقیق کی گئی
ہے اوس کو دلائل سے محققانہ طور پر توڑ دو ورنہ ایسی نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا ہوتا ہے ؎
وکم من عائب قولاً صحیحا۔ وآفتہ من الفہم السقیم۔

قولہ اس سے ہم اس حدیث کے جس میں دجال کا اور مسیح بن مریم کے نزول کا ذکر ہے،
اور اسی مسیح بن مریم کے ہاتھ سے دجال کے مارے جانیکا ذکر ہے۔ کب مصدق بنتے ہیں اس کی
تفصیل بہی ریویو میں ہوگی۔

اقول جس طرح امام الدنیا فی الحدیث امام بخاری جو ان احادیث کو اپنی کتاب جامع صحیح بخاری
میں لائے معہذا ان احادیث کے مصدق بن سکتے ہیں اوسیطرح حضرت مسیح الزمان بہی
ان احادیث کے مصدق ہو سکتے ہیں اور پہر بہی گزارش ہے کہ ان احادیث میں جو باہم اختلاف
اور تعارض ہے اون میں کوئی وجہ توفیق و تطبیق کی بہی آپ پیدا کریں گے یا نہیں [illegible]
اہمال و ترک احادیث کثیرہ کا لازم آئے گا اور مصرعہ مذکورہ کے آپ مصداق ٹہریں گے ؎ حفظت
شیئاً و غابت عنک اشیاء اول وہ وجہ توفیق کی بیان فرمائی جاوے ہم تسلیم کرینگے
کیونکہ ہمکو وہ وجہ جامع مضر نہوگی اور آپ کو مفید نہوگی اس کی تفصیل بہی ہم آپ کے ریویو کے جواب
میں انشاء اللہ تعالےٰ کریں گے۔

قولہ صفحہ ۳۰۰۔ اس نفی کو ناظرین خیال میں رکھیں۔ اس نفی کے ساتھ آپ کسی اثبات
سے جو حدیث مسیح کی نسبت ظاہر کریں مثبت و مصداق نہیں ہو سکتے الخ

---

* ہمارے حضرت مرشد نے حال کے مباحثہ منعقدہ لدہیانہ در بارہ اوہام میں مفصل اسپر بحث کی ہے ناظرین وہاں دیکھیں ۱۲ ایڈیٹر۔

اقول - خیال میں رکھو یا نہ رکھو ہم تینوں حواشی کا رد لکھ چکے ہیں۔

قولہ صفحہ ۳۷۷ - احادیث کا زور آپکو ہمارے ریویو سے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اقول - آپ کے خیال نزول مسیح کیواسطے کسی حدیث میں زور نہیں صرف آپ کے خیالات کا زور ہے کہ بجسد عنصری آسمان پر سے منارہ شرقی دمشق کے اوپر اوتریں گے ریویو کی جواب میں اس کا رد تفصیلی طور پر ہوگا۔

قولہ صفحہ ۳۷۷ - اس لفظ سے آپنے ہندؤں اور عیسائیوں کے اس دعوی کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے - مدد دی اور اہل اسلام کے اُن بیانات کی طرف توجہ نکی کہ اسلام اپنی صداقت سے پھیلا ہے۔

اقول - یہہ آپ کے مسلک کے بموجب کہا گیا ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو بموجب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے اس مسیح موعود کی ایک عمدہ صفت یہہ ہے کہ یضع الحرب او یضع الجزیۃ اور یہہ عرض ہے کہ اسلام کی اپنی صداقت کے پھیلنے میں اور سیفی طاقت کے موجود ہونے میں کیا تناقض ہے کیا آپ کے نزدیک زمانہ آنحضرت علیہ السلام و خلفاء راشدین وغیرہم میں سیفی طاقت یہی نہی اسلام میں اپنی صداقت ذاتی نہیں تہی - اور حضرت مسیح الزمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ اسلام کو صرف اپنی صداقت ذاتی سے تمام دنیا میں پہیلا دیں نہ سیفی طاقت سے - مولنا میں حیران ہوں کہ ایسی نزاع لفظی اور بیجا نکتہ چینیوں سے آپ کی کیا غرض ہے - یہہ اعتراضہا بیجا تو حسن تنازع فیہا سے کچھ بھی علاقہ نہیں رکھتے صرف کاغذ کا سیاہ کرنا اور اپنے نامہ اعمال کا تباہ کرنا ہے مگر میں انشاء اللہ تعالیٰ بحکم الوزر علی البادی کے اس کے جواب ترکی بہ ترکی میں ماجور ہونگا نہ موزور۔

قولہ - صفحہ ۳۷۸ سے سمجھانے کا وعدہ نہیں کیا صرف یہہ وعدہ کیا ہے کہ میرے مان لینے کے بعد وہ آپ پر معترض نہ ہونگے اور معاضہ نکریں گے۔

اقول - ناظرین اس نکتہ چینی فضول کو بھی ملاحظہ فرماویں - مولنا صاحب نے اپنے خط میں یہہ وعدہ کیا ہے کہ میں مولوی عبد الجبار صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب کو خاموش اور غیر معارض اور غیر معترض کر دونگا انشاء اللہ تعالیٰ منتظرانہ میں دریافت کرتا ہوں کہ بغیر سمجھانے آپ انکو

کیونکر خاموش و غیر معارض اور غیر معترض کردیویں گے آیا اون پر کوئی جادو کیا جاویگا یا کوئی منتر
پڑہا جاویگا ظاہر ہے کہ آپ ساحر اور راقی تو نہیں ہیں پس آپ اونکو کچھ فہمائش ہی کریں گے اور
سمجہاویں گے پہر یہہ نکتہ چینی بیجا آپ کیوں کرتے ہیں کہ ہمنے سمجہانے کا وعدہ تو نہیں کیا۔
کوئی مخالف اور منکر جو معارض اور معترض ہو بغیر سمجہائے اور سمجہے کیونکر خاموش غیر معترض
اور غیر معارض ہو سکتا ہے۔ ناظرین کو ایسے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے بخوبی ثابت ہوگیا
ہوگا کہ مولویصاحب کو تحقیق مسئلہ متنازعہ فیہا ہرگز منظور نہیں ہے۔ اس طول لایعنی سے صرف
یہہ علت غائی معلوم ہوتی ہے کہ ناظرین کو گورکھ دہندے میں پہنسا دیا جاوے تاکہ رسالہ
اون کا ایک مدت دراز تک بہت اشتیاق سے خریدا جاوے۔ لیکن ایسی نزاع لفظی اور بیجا
نکتہ چینیوں سے ہم کو کچھ پروا نہیں ۔ کچھ کام نہیں پیچ و خم زلف دوتا سے۔ کہا یا کریں سیکڑوں اب
میری بلا سے۔ **قولہ** صفحہ ۲۸ ۔ لفظ فقط کا ہم مطلب نہیں سمجہتے کہ کیا ہے الخ
اقول۔ ہرگز کسیطرح ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور سے آسمان سے اوترنا حضرت
مرزا صاحب نے الہام سے لکہا ہے تفصیل اس کی مع الدلیل عنقریب آتی ہے فانتظرہ۔
قولہ صفحہ ۱۸۰ ۔ یہہ حدیث صحیح بخاری میں بصفحہ ۱۵۵ منقول ہے الی قولہ اس حدیث سے آپ
کے سابق اعتقاد نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کو کوئی تعلق نہیں ہے [illegible]
تاویل سے نہ تہا بلکہ نصوص صحیحہ سے۔
اقول۔ اول آپ یہہ ثابت کیجئے کہ حضرت مسیح الزمان نے کس جگہ پر اس اعتقاد کو نصوص صحیحہ
سے ثابت کیا ہے اور کہاں لکہا ہے کہ یہہ اعتقاد نصوص صحیحہ سے ثابت ہے یہہ آپکا محض افترا ہے
اور پہر میں یہہ دریافت کرتا ہوں کہ وہ نصوص صحیحہ آپ کے نزدیک الہامی ہیں یا غیر الہامی اگر
غیر الہامی ہیں تو وہ نصوص نصوص مانحن فیہ سے ہی نہیں۔ اور اگر الہامی ہیں تو یہہ اعتقاد
مبنی بر تاویل ہوا کیونکہ کسی حدیث صحیح مرفوع میں منطوقاً یہہ نہیں وارد ہوا کہ حضرت عیسیٰ بجسدہ
مع جسد عنصری آسمان سے بحیثیت کذائی جو جسم ہے نازل ہونگے پس اعتقاد مشہور کا ثبوت

احادیث متنازعہ فیہا سے تاویل ہوا جو بالآخر خلاف واقع نکلا معہذا اس میں کسی پر اعتراض بھی وارد نہیں جیسا کہ اول وہلہ میں خیال یمامہ کیطرف گیا مگر بالآخر معلوم ہوا کہ مصداق اوس کا وہ نہیں تہا بلکہ مصداق اوس کا مدینہ نکلا اسی تعلق سے حضرت مسیح الزمان نے اس حدیث کیطرف اشارہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ خود ملہم لوگ بعض تعبیر پیشگوئیوں کی نہیں سمجھتے اور فہم عبارات الہامی میں خود ملہمین سے خطا واقع ہوسکتی ہے اگر ہمیشہ بعض احادیث متنازعہ فیہا کا مطلب جیسا کہ مشہور تہا ویسا ہی سمجہا اور بالآخر وہ مطلب خلاف نفس الامر نکلا تو اوس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ **قولہ** صفحہ ۳۸۱۔ سیاق عبارت صفحہ ۴۹۹ براہین احمدیہ او۔ اوس کا ایک فقرہ اس بیان سامی کے الہامی ہونے پر شاہد ہے الخ

اقول نہ سیاق شاہد ہے اور نہ سیاق آئندہ ثابت کیا جاوے گا کہ یہ محض آپ کی رائے کی خطا ہے جو ہمیشہ آپکی رائے کو لازم ہے ع یلازمت الخطاء بکل راثی۔ لعمری انت اذکی الاذکیاء

قولہ صفحہ ۳۸۱۔ تواضع۔ صبر تہذیب اور نرمی کا ایک نمونہ یہی پرائیویٹ اور دوستانہ مراسلت ہے جس میں آخر آپ ایسے گہبرا گئے ہیں کہ اپنے مخاطب کے خیال اور استدلال کی نسبت لہو ولعب کے الفاظ استعمال کر گئے ہیں الخ **اقول**۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت اقدس نے اپنے خط نمبر ۲ میں آپکے خیال و استدلال کی نسبت ہرگز ہرگز لفظ لہو ولعب استعمال نہیں کیا ذرہ اوس خط کی عبارت پر نظر ثانی ہی کر لی ہوتی تب ہی یہہ نکتہ چینی کی ہوتی یا آپ ایسے عالم ہیں کہ کسیکی عبارت اور کلام کا مطلب جو آپ [illegible] کی کے قرار دے لیویں ہنسنے تو سنا ہے کہ یہہ سنا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہوتا ہے نہ تابع عالم کا البتہ حکم تابع حاکم کا ہوتا ہے پہر آپ کیسے عالم ہیں کہ علم تابع اپنی خواہش اور ہوا کا کرتے ہیں نہ تابع معلوم کا۔ مجکو اندیشہ ہے کہ اس ناچیز کی تحریرات پر بہی بلا تدبر اور مجہسے کہیں ایسے ہی اعتراضوں کے بوچہاڑ نکالکر دست غنچہ کو مل ڈالتے ہو چکی ہیں۔ مجہکو ڈر ہے کہ یوں ہی دل [illegible] کہیں مل ڈالو۔ اب عبارت حضرت مسیح الزماں کے روبرو ناظرین کے پیش کیجاتی ہے اور ناظرین سے طلب انصاف ہے کہ اس عبارت ذیل سے حضرت اقدس نے اپنے الہامات کو مخاطب کے نزدیک لہو ولعب ٹہرایا ہے یا مخاطب کے استدلال و خیال کو اپنے نزدیک لہو ولعب کہا ہے

وہی ہذا - آپ کا خط آج کی ڈاک میں مجھکو ملا اور اوس کے پڑھنے سے مجھکو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ
مکالمات الٰہیہ (یعنے میرے الہامات) کے امر کو لہو ولعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں - ناظرین اند کے
غور فرماویں کہ مولوی صاحب کی یہہ نکتہ چینی کیسی بیجا ہے - اور حضرت اقدس کے خطوط سے جو تواضع
صبر تہذیب - نرمی خاکساری - خدا شناسی - اور روحانیت ہویدا بلیا اللہ کے علامات خاصہ سے
ہے وہ بہی ناظرین کو معلوم ہو گئی ہو گی اور اوس کا عکس و ضد بھی جو مولوی صاحب کے خطوط سے
ثابت ہے وہ بہی مخفی نرہا ہو گا کیونکہ یعرف الاشیاء باضدادہا مقولہ مشہور ہے - یہہ تو حال نہ ی
مراسلت حال کا آگے رہی وہ مراسلت جو ۱۸۸۸ء میں ہوئی ہے سو وہ بھی بجنسہ آپکی خط میرے
پاس موجود ہے جس کی نقل یعنے حسب الطلب آپ کے پاس بہیجدی ہے انشاء اللہ تعالے کسیوقت
میں عند الضرورت وہ بھی پبلک کے روبرو پیش کیجاوے گی اوس وقت ظاہر ہو گا کہ آپ کے
خطوط اور حضرت مسیح الزمان کے خطوط میں وہی فرق ہے جو سحر و اعجاز
میں یا طلسم فرنگ و انفاس مسیحی میں ہے مقابل آپ کی آنکھوں کے آہو ہو نہیں سکتا -
انہیں کے آگے جادوگر سے جادو ہو نہیں سکتا - **قولہ** صفحہ ۲۸۳ حاشیہ مرزا صاحب کا حوصلہ تہوڑا
ہے آپ گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں الخ **اقول** - مولوی صاحب مرا یاد و تنزا فراموش حضرت مرزا صاحب
کا حوصلہ تو وہی ہے جس کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی
و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی
ہے اور آپنے یہہ مدح و ثنا حضرت اقدس مرزا صاحب کے بعد اپنے تجربہ کامل کی لکھی ہے یاد کرو
عبارت صفحہ ۱۷۶ جلد ۷ نمبر ۶ - اشاعۃ السنۃ بلا شبہ البتہ آنحضرت کو امور لا یعنی اور لغویات سے بالضرور
اعراض و احتراز ہے والذین ہم عن اللغو معرضون - ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ورنہ
بمقابلہ تائید روح القدس کے آپکے وساوس اور تشکیک کی حقیقت ہی کیا ہے ؎ ہے پاس اپنے
اوس رخ پر نور سے چراغ - اپنے یاہ تو ذکھانا ہیں دور سے چراغ ؎ یحول حول دارہ العامرت
کیا
تو المجیج . بیست اللہ حتی کا - یحیی نسیم دمی مبا الزمان وکمت حکاکم بالغی من سخطہ ہلکا -

قولہ صفحہ ۲۱۳ - مگر اس جلسہ کا اہتمام ہم اپنے ذمہ نہیں لے سکتے یہہ اہتمام وہ اپنے ذمہ لیویں الخ

اقول - باوجودیکہ حضرت اقدس نے اپنے خط موخہ ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء میں جو آپ کے نام لکھا ہے یہہ سب اہتمام اپنے ذمہ لے لیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالے امن قائم رکھنے کے لئے انتظام کرا دوں گا الی آخرہ لیکن پھر بھی آپنے حیلا وبہانہ ہی کیا اور مناظرہ پر آمادہ نہوئے کبھی تو یہہ عذر کیا کہ اول آپ رسالہ ازالہ اوہام میرے پاس بھیجدیجئے اوس کو دیکھ لوں اور آپ کے دلائل کا اندازہ کرسکوں اور کہیں یہہ عذر کیا کہ قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرلوں اور آپسے اونکو تسلیم کرالوں - مولوی صاحب جبکہ آپنے دلائل رسالہ ازالہ اوہام کے مضمون کو اندازہ و قیاس کرلیا تہا چنانچہ یہہ امر پہلے خطوط سے آپ کے ثابت ہے پہر اب یہہ آڑ کسواسطے کی کہ بدون دیکھنے رسالہ ازالہ اوہام کی بحث ہی نہیں کر سکتے اور اصول موضوعہ اپنے آپ حضرت اقدس مرزا صاحب کو کیا تسلیم کرائینگے حضرت مرزا صاحب وہی شخص ہیں جن کا نظیر حسب اقرار آپکے پہلے علما اور اولیار میں بہت ہی کم پایا گیا ہے اور فی الحقیقت آپنے یہہ بہت سچ لکھا ہے کیونکہ جو مناسبت اور تعلق قرآن مجید کے عجائبات اسرار اور معارف کے ساتھ حضرت اقدس کو ہے وہ اولین میں سے کم کسی کو ہوئی ہوگی حضرت عمر کے مقولہ حسبنا کتاب اللہ کو اسی مسیح الزمان نے صادق کر دکھایا ہے - اور ما فرطنا فی الکتاب من شیء کی تفسیر اسی مجدد الوقت نے تمام دنیا میں شائع کی ہے اور کتاب اللہ کو مصداق لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کا اسی ہادی اور مہدی نے ہر ادنی و اعلی کے روبرو کر دکھایا ہے سہ متوکن وعلم را یا الہی از کتاب اللہ - بفیض آن امام قادیانی عارف و آگاہ اسی حجت اللہ نے تفسیر بے نظیر سورہ فاتحہ کی درج کتاب براہین احمدیہ کر کر منادی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ کو تمام دنیا میں مشتہر کیا ہے جو معارف و اسرار مصداق ما لا عین رات ولا اذن سمعت حضرت اقدس نے بتائید روح القدس اس سورہ فاتحہ کی بیان فرمائی ہیں کوئی صاحب عالم بتلائیں کہ وہ کس تفسیر میں بجنسہ بیان آئی ہیں ہے فنی کل لعظ ... ونس من نسیم و فی کل سطر منہ عقد من الدرر باب مدینۃ العلم نے باوجود علم کے بوجہ کسی حکمت کے اون کو تحریر نفرمایا اور آنحضرت

کے حصہ میں چھوڑ کر یوں جتلایا کہ نوشت لاوفہت سبعین بیوامن. تفسیر فاتحۃ الکتاب ۔ نعوذ
باللہ شہیداً وہ دقائق وحقائق ہیں کہ سویدا قلوب اہل انصاف میں بیٹھ گئے ہیں اور
قلب مومن اون کو اخذ ہی کئے لیتا ہے صدق رسول اللہ الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن انی اخذھا اخذھا
ہم نکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جاناں کو ۔ نہ پیکاں دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے
پیکاں کو ۔ عذل العواذل حول قلب التائہ ۔ وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ ۔

قولہ صفحہ ۳۸۲ خفیہ مذاکرہ کا کون خواستگار ہوا ہے الخ ۔ **اقول** خفیہ مباحثہ کے
آپ خواستگار ہوئے ہیں اسی سطر میں آپ لکھتے ہیں کہ میں پرائیویٹ گفتگو بھی جو ہیں قبل از
انعقاد جلسہ عام چاہتا ہوں اور آگے لکھتے ہیں مجھے گفتگو کرنے کو جلسہ عام پر موقوف رکھا ہے وہ وقت
آتا نظر نہیں آتا ۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ وہ جلسہ عام وقت پر آتا ہوا کیوں نہیں نظر آتا ہے
یہی تو کہ آپ اور آپ کے ہم مشرب اوس جلسہ عام کا وقوع میں آنا نہیں چاہتے ۔ **قولہ**
صفحہ ۳۸۲ پرائیویٹ گفتگو کا اب میں خواستگار نہیں رہا الخ **اقول** پھر اب کیوں اندر اندر ام کے
اول دیکھ لینے کی آشکار بحث سے رک رہے ہو **قولہ** صفحہ ۳۸۲ اسکے شروع میں جو الفاظ
لہو ولعب استعمال کئے گئے ہیں وہ بڑے موہم ہیں الخ **اقول** جواب اس کا گذرچکا لفظ لہو و
لعب حضرت اقدس نے ہرگز ہرگز آپ کی استدلال کی نسبت کہا ہی نہیں کما مر آنفا ۔
قولہ صفحہ ۳۸۳ (۳) براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو آپ ایک غلط خیال جانتے
تھے تو آپ نے ایک خط میں یہہ کیوں لکھا تھا الی قولہ جب یہ تحکیم براہین احمدیہ اور ریویو براہین احمدیہ
کیطرف آپ کو بلایا گیا تھا الخ **اقول** سد فاتہ وھو علی حال تکون بہا ۔ تلون کما تلون فی اثوابہا ۔
القول براہین احمدیہ کے مضمون نزول جسمانی مسیح کو حضرت اقدس مرزا صاحب وقت تحریر اوس کی
کے حسب خیال مشہور ایسا ہی خیال فرماتے تھے جیسا کہ حدیث مذہب دہلی میں مذکور ہوچکا اور یہہ
امر ثابت ہوچکا ہے کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے مگر یہہ تو فرمائیے کہ یہہ تو براہین احمدیہ کو واسطے
فیصلہ اس نزاع کے بڑے زور شور سے آپ نے حکم قرار دیا تھا یا اب اوس تحکیم سے بالکل پھر گئے اسکی

کیا وجہہ ہے اہل انصاف تو سمجھہ گئے ہیں کہ جب آپنے دیکھا کہ یہہ دعوی حضرت اقدس کا وہی
دعوی ہے جس کو اشاعۃ السنہ میں متعدد جگہ تصدیق کرچکا ہوں امکانی طور پر نہیں بلکہ فعلی طور پر اب
اگر براہین کو حکم قرار دیتا ہوں تو وہی مثل صادق ہوئی جاتی ہے ؎ یکے بر سر شاخ و بن مے برید
خداوند بستاں نگہ کرد و دید۔ بگفتا گر ایں مرد بد مے کند۔ نہ با من کہ با نفس خود میکند۔ اب میں ناظرین
کو ثابت کر دیکھاتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا یہہ دعوی وہی دعوی ہے جس کو مولوی صاحب
تصدیق کرچکے ہیں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ عبارات اشاعۃ السنہ ناظرین کے روبرو پیش کیجاتی
ہیں بصفحہ ۱۷۳ نمبر ششم جلد ہفتم مولوی صاحب نے یہہ الہام حضرت اقدس کا معہ ترجمہ نقل کیا ہے (۱)
یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ
اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا اور تیرے پیرو ونکو تیرے منکروں
سے قیامت تک اونچا رکہنے والا انتہی موافق اس الہام کے حضرت مرزا صاحب کے متبعین قیامت
تک مخالفین پر فائق رہیں گے ظاہر ہے کہ یہہ شان سوا مسیح موعود کے اور کسی ولی کی نہیں ہوسکتی
مولویصاحب نے اس الہام پر کوئی جرح قدح نہیں کیا اگر یہہ دعوی مولوی صاحب کو مسلم مجملاً نہوتا
تو جرح قدح کرنے سے سکوت کب جائز تہا کیونکہ ریویو لکہنے والے کا فرض منصب ہے کہ جو نقائص اور
جرح قدح ہو اوس کو بیان کردے ؎ دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن۔ بوقت گفتن و گفتن
بوقت خاموشی۔ اور پہر یہہ عرض ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مثیل مسیح ہونا یہاں پر آپنے مسلم رکھا
ہے اور انکار نہیں کیا اور اب میں یہہ لکھتا ہوں کہ جبکہ وفات پاجانا حضرت عیسیٰ کا بکتاب اللہ واصح الکتب
بعد کتاب اللہ ثابت ہے تو پہر فرمائیے کہ مصداق اون احادیث کا جن میں ذکر نزول مسیح بن مریم
ہے بجز مثیل مسیح کے اور کون ہوسکتا ہے۔ اور صفحہ ۱۸۰ میں نمبر ششم جلد ہفتم لکہا ہے دیکہو اقتباسا
طولانی جماعت معاندین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسمین لفظ فتح و نصرت موجود ہیں اور
بحق مولف یہہ شعر منقول ہے ؎ سب مریضوں کی ہی تمہیں پہ نگاہ۔ تم مسیحا بنو خدا کے لئے انتہی۔
اس عبارت میں مسیحا بننا حضرت مرزا صاحب کا مولوی صاحب نے مسلم رکھا ہے اور کوئی اعتراض

یا خارج اس شخص نے بحث کیا اگر مسلم ہوتا یا جزوی و متفق ہوتا تو بیان اوس کا ضروری تھا قول
ثابت ہو رہا ہے السکوت فی معرض البیان بیان اور صفحہ ۱۹۱ انہیں شش ملد ختم میں لکھا ہے
اور مولف کو بلفظ یا عیسیٰ خطاب آیا ہے یہہ مراد نہیں ہے کہ مولف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے
جس کا اہل اسلام و عیسائیوں دونو کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ مولف حضرت مسیح
علیہ السلام سے مشابہ اور بعض اوصاف میں مماثل ہے۔ مولوی صاحب نے اون کی جسمانی اور ریاست ملکی کے اوصاف
میں بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں۔ بہانپہ مولوی صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے
مثیل مسیح ہونے کا اقرار ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ ہاں مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے سے انکار
ہے سو اوس وقت میں مرزا صاحب کا خیال بھی بموجب خیال عام مسلمانوں کے بھی تھا۔ اب کہ
کتاب و سنت و نیز الہام سے یہہ امر ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم وفات پا چکے ہیں اور دوبارہ جسمانی
طور پر اس دنیا میں نہ آویں گے پس اندریں صورت سوا مثیل مسیح کے اور کون مصداق اون احادیث
کا ہو سکتا ہے جنمیں مسیح کا آنا دنیا میں مذکور ہے۔ اگر آپ کو وفات مسیح میں کچھ شک و تردد ہو تو اوس
کی بابت مناظرہ کر لیجئے لیکن مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا آپ مکرر سہ کرر تصدیق تسلیم کر چکے ہیں
اور اسی قول کے حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں یہہ تشبیہ بعینہ ان تشبیہوں کی مانند ہے جو عیسائیوں کے
اعتقاد میں عہد عتیق و جدید میں حضرت مسیح کے حق میں ابراہیم سے (پیدائش ۱۷-۵) آدم سے
(روم ۵-۱۴) اسحاق سے (پیدا ۲۲-۲) پناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پہلے پہل سے (خروج ۱۲-
۲۹) پیتل کے حوض سے (خر ۳۰-۱۸) نرغالہ سے (احبار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہیں جن سے
کوئی مسلمان یا عیسائی یہہ سمجھ نہیں سکتا کہ مسیح درحقیقت آدم یا ابراہیم یا پیتل کا حوض یا نرغالہ
وغیرہ ہے انتہی۔ مدعا ہمارا صرف یہی ہے کہ مثیل مسیح ہونا حضرت مرزا صاحب کا آپ تسلیم کر چکے
ہیں رہا وفات پا جانا حضرت عیسیٰ بن مریم کا اوس کو اب تحقیق کر لیجئے تاکہ آپ کو ثابت ہو جاوے
کہ حضرت اقدس مسیح موعود بھی ہیں۔ اور حاشیہ میں بصفحہ ۲۸۴ جو مولانا صاحب نکتہ چینی کرتے ہیں
کہ بجائے نمبر ۶ کے نمبر ۲ چاہئے اس نکتہ چینی کا حال یہی ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ محض بیجا ہے نمبر ۶

یہی مدعا ثابت ہوتا ہے اور نمبر ۲ سے یہی ثابت ہے اور بصفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱ جلد ہشتم بیان اسی مماثلت میں
آپ لکھتے ہیں۔ ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلعم سے شیخ محی الدین ابن عربی
کے مکاشفہ میں منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۳۲۳ میں آپنے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ
کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جاوے جسمیں وہ ظاہر ہو اور خود نظر آوے جیسا کہ مینے خواب
میں آنحضرت کو دیکھا کہ آپنے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب
ہوگیا بجز ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف
النبلا میں اس کی تائید میں ایک عربی رباعی نقل کی ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ ہمارے بدگو رقیب
نے شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنیکا گمان کیا تو ہم میں جدائی ڈالنے میں کوشش
کرنے لگا پس مینے اپنے معشوق کو گلے سے لگا لیا پھر وہ (رقیب) آیا تو اوس نے بجز میرے ایک کے کسیکو
نہ دیکھا پھر یہہ شعر فارسی نقل کیا ہے ؎ جذبہ شوق بحدیست میان من و تو۔ کہ رقیب آمد و نشناخت
نشان من و تو۔ اس کے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکھا ہے رزقنا اللہ من ھذا الاتحاد فی الدنیا والاخرۃ
یعنے خدا تعالے ہم کو بھی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے اس اتحاد پر بعض اس وقت
کے لوگوں نے کچھ اعتراض ہی کئے ہیں جنکے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۷۷ء کے نمبر ۱۳ و ۱۴ میں اونکے
کافی جواب دیئے ہیں ناظرین اون نمبروں کو دیکہیں انتہی بلفظہ یہاں پر تو آپ نے کمال ہی کیا
ہے مماثلت [illegible] مماثلت مسیح بن مریم کے آپ دلیل
عقلی و نقلی سے ثابت کرتے ہیں جس سے ایک وجہہ وجہ حذف کرنے لفظ مثیل یا دیگر ادات
تشبیہ کی احادیث متضمن نزول مسیح بن مریم میں ثابت ہوگئی ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا
خواہد خمیرمایہ دکان شیشہ گر سنگ است اور صفحہ ۱۹۲ میں آپ لکھتے ہیں اور بصفحہ ۵ ۵ ۵
پیشین گوئی [illegible] جسمیں مولف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کرکے اوس کا ترجمہ ان الفاظ
سے کیا۔ اے عیسیٰ میں تجھکو کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اوٹھاؤں گا اور
تیرے تابعین کو اونپر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت

اور برہان اور برکات کی ۔ وہ سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا پہلوں میں سے ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بہی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسی کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے مولوی صاحب نے اس جگہ بھی الہام معتبر جبہ نقل کرکر کوئی جرح نہیں کیا اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا عالم ملکوت ولاہوت میں مسیح ہونا مسلم رکھاہے اور ظاہر ہے کہ مراد اوس سے مثیل مسیح ہونا ہی اگر مسلم نہ ہوتا تو جرح کرنا آپ کا فرض منصب تہا کیونکہ آپ اوس پر ریویو لکھ رہے ہیں ۔ اور صفحہ ۲۱۹ وغیرہ میں تو آپ نے اور کمال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف مثیل عیسی ہی قرار دیا بلکہ مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے مہدی و مثیل ابراہیم و مثیل آدم علی نبینا وعلیہم السلام ہونا بھی تصدیق و تسلیم کر لیا ہے عبارت اوس کی بہت طویل ہے ناظرین خود اوس کو ملاحظہ فرمالیں ۔ اور صفحہ ۱۰۵ میں آپ لکھتے ہیں ۔ اور آیت نمبر ۹ قرآن میں تو وہ لفظ یا عیسی سے حضرت مسیح علیہ السلام سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے اون کا جسم کے ساتھ آسمان کیطرف اوٹہایا جانا جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے ۔ اور جب انہی الفاظ سے خدا تعالے نے اون کو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ میں نہ آیت قرآن میں وہ لفظ عیسی سے اپنے آپ کو اس مناسبت روحانی کی نظر سے جو اون میں اور حضرت مسیح میں پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۲ بیان ہو چکی ہے مراد خداوندی سمجھتے ہیں اور رفع سے [illegible] براہین [illegible] کے الفاظ سے نمبر ۶ میں بخوبی ہو چکی ہے انتہی ۔ واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ براہین احمدیہ میں بصفحہ ۴۹۸ حضرت مرزا صاحب موعود ہونے کا دعوے بھی جتلا کر چکے ہیں اور مولوی صاحب نے اوس دعوے کا رد نہیں کیا بلکہ تسلیم کر لیا ہے اگرچہ امکانی طور پر ہی سہی ۔ ایک عبارت زبدہ الہام نقل کی جاتی ہے ناظرین اوس کو غور سے ملاحظہ فرماویں ۔ وہو ہذا ۔

یہہ فقرہ بہی قابل التفات ہے ۔ ۱۲ منہ

اس سے بہی ثابت ہوا کہ نکتہ چینی مولوی صاحب کی مندرجہ حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۴۹۸ محض غلط ہے مولوی صاحب کو اپنی لکھی ہوئی بات جو نہایت ہی قریب زمانہ میں لکھی ہے یاد نہیں رہی ۔ ۱۲ منہ

یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اوتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اوترا ہے خدا اور اوس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا یہ آخری فقرات اسبات کی طرف اشارہ ہیں کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالٰے اپنی کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیہ میں ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله انتہی - اور اگرچہ آپ تکمیل براہین احمدیہ سے دست بردار ہو گئے لیکن یہہ ہیچمداں آپ کے سال اشاعۃ السنہ کو ہی دوبارہ مثیل مسیح ہونے حضرت مرزا صاحب کے حکم مانتا ہے آگے رہا وفات پا جانا حضرت عیسیٰ بن مریم کا جس پر بقیہ بحث متفرع ہے سو وہ کتاب اللہ اور نیز اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے ثابت ہے - آگے رہی یہہ بحث کہ حمل محمول کا موضوع پر مولوی صاحب کی کلام میں بالامکان ہے یا بالفعل اس میں ہم کلام کو طول نہیں دیتے کیونکہ اس وقت ہم کو مولوی صاحب سے صرف حمل بالامکان کو ہی ثابت اور مسلم کرانا مقصود ہے وبس یار باقی صحبت باقی -

قوله صفحہ (۳۸۵) آپ اس گفتگو کے لئے انعقاد مجمع عام کو شرط ٹھہراتے ہیں جس سے گفتگو میں التوا ہو جاتا ہے الی آخرہ **اقول** انعقاد مجمع عام کے فوائد پہلے مذکور ہو اور اس مجمع عام کی علت غائی آپکے گریز کی بھی معلوم ہو چکی - اور پھر یہہ عرض ہے کہ وہ دو حرفی بات آپنے کیوں نہ لکھہ بھیجی جو اس طول لاطائل میں آپ بھی مبتلا ہوئے اور اپنے تمام معتقدین کو بھی اس گورکھ دہندے میں پھنسایا اور یہہ بھی وعدہ کیا کہ وقتاً فوقتاً مشتہر کیا جاویگا - انشاء اللہ تعالٰے - مولانا آپ نے سچ فرمایا وقتاً فوقتاً مشتہر ہونے میں ہی تو مطلوب اصلی حاصل ہوتا ہے سے آیا نہ رہے سے بچہ

طویل ہیں بمضمون زلف یار مقرر دراز تہا **قولہ** صفحہ ۸۵ ۳ د م) آپ اعتقاد نزول حیاتی مسیح کو جو
زمانہ تالیف براہین میں آپ رکھتے تھے اور اوس کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں ظاہر کر چکے ہیں آنحضرت
کے اس فعل کی جو باقتدا سنن مشہورہ انبیاء بنی اسرائیل آپنے کیا پہر بحکم وحی اوس کو چھوڑ دیا یا اس
خیال کی جو کسی الہام کے معنے سمجھنے میں آپ کے دل میں گذرا پہر وہ غلط ثابت ہوا۔ نظیر ٹہراتے ہیں اور
یہ غور نہیں فرماتے کہ وہ اعتقاد احادیث صحیحہ اور اون کے معانی قطعیہ اتفاقیہ سے آپ کے دل میں
مستحکم تھا جس کو آپنے کمال وضاحت سے بیان کیا اور اب اوس کا خلاف ایک ایسے خیال سے کیا
جس کا ان احادیث پر عرض کرنا بصورت اختلاف اس خیال کو غلط سمجھنا آپ کو واجب تہا الخ
اقول پہلے ثابت ہو چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے کسی کتاب مصنفہ اپنی میں اعتقاد یا
خیال نزول مسیح بن مریم بجسم عنصری آسمان سے بحیثیت کذائیہ کو احادیث صحیحہ اور اون کے معانی
قطعیہ اتفاقیہ سے نہیں لکھا اور نہ اس بارہ میں کسی جگہ کوئی ثبوت دیا۔ اور جبکہ وہ خود تصریح فرماتے
ہیں اور اشتہار دیتے ہیں کہ براہین کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کے رو سے
ہیں جو سرسری اور عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں فقط۔ تو پھر کوئی منصف کہہ سکتا ہے
کہ وہ اعتقاد حضرت اقدس مرزا صاحب کے دل میں احادیث صحیحہ قطعیہ سے
مستحکم تھا۔ اب جبکہ بدلائل کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ اوس خیال کا خلاف نفس الامر
ہونا ثابت ہو چکا تو یہہ الہام متنازعہ فیہ کیونکر غلط سمجھا جاویگا اور اوس کا یقین و اذعان حضرت
مرزا صاحب کو کیونکر حاصل نہو گا کیونکہ آپ خود نمبر ۱۱ جلد ہفتم صفحہ ۲۰۳ میں لکھتے ہیں۔ اس کا
جواب یہہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعا اوس کا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر
عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت
ہو جاتا ہے اس یقین کے حصول کے لئے تو اس کو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اوس کا عدم تخالف
ثابت کرنا ہرگز ضروری نہیں یہہ عرض تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعا جائز بنانے کے
لئے ہے وبس۔ اس کی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جس کو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے

یا وہ موتی یکتا جو دریا میں غوطہ لگانے سے اس کے ہاتھ میں آیا ہے اس سونے یا موتی کے
کے حصول کا تو اوس کو کامل یقین ہوتا ہے جس میں وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہیں رہتا مع ہذا
وہ اس سرزمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکھاکر پوچھتا ہے کہ اسی کام میں لانے کی آپ مجھے اجازت
دیتے ہیں اور میں اس فعل میں آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہونگا اس عرض اور
طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص کو اس سونے
یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہیں ہے یقین ہوتا تو وہ اوسی بادشاہ کو کیوں دکھاتا اور اوس
سے اوس کے صرف کرنے کی اجازت کیوں مانگتا - اس نظیر کو پڑھکر امید ہے کہ کسیکو (بشرطیکہ وہ
فہم و انصاف سے کچھ بہرہ رکھتا ہو) اس میں شک نہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہو جاتا
ہے شریعت پر اوس کا عرض کرنا اور اوس کی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف شرعی بنا تا ہی
اس کی حقیقت و اصلیت کو نہیں بدلتا اور نہ بڑہاتا ہے اصلیت حکم عرض الہام سے اس کی
ظنیت نکالنے والوں کی منشاء غلطی کا بیان - جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم
سے اس کا ظنی ہونا نکالتے ہیں وہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ الہام غیر نبی میں وسوسہ شیطانی کا احتمال
ہے تب ہی ملہم اوس کو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی
تو نہیں اس میں یہہ احتمال نہوتا تو اوس کو کتاب اللہ پر عرض کرکے اس کا مخالف کتاب اللہ نہونا
کیوں دیکھتا - اور اسی خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نکریں اور
الہام غیر نبی کو اوس سونے کی نظیر قرار دیں جو کسی راستہ سے کوئی پاوے - اور اوس کے سونا یا پیتل ہونے
میں متردد ہوکر صراف سے پوچھے کہ یہہ پیتل تو نہیں ہے مگر یہہ اون کی غلطی ہے ہمارے اصول پر
اس الہام میں (جس کو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع میں قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا
احتمال ہے اور اوس وقت اس کو ظنی کہا جاسکتا ہے مگر جب اوس کا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب
ملہم کے دل میں اس کا یقین کوٹ کوٹ کے بہرا جاتا ہے اور اوس میں وسوسہ شیطانی کا احتمال نہیں
رہتا اور نہ اس وقت اوس کو ظنی کہا جاسکتا ہے اوس وقت اوس کا عرض کتاب اللہ پر

محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے برتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہیں ہے اس حالت میں وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا لہذا وہ اُس سونے کی نظیر نہیں بن سکتا جبکو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اوس کے سونے اور پیتل ہونے میں اسکو تردد ہوا اور اس تردد کے سبب وہ دانوں کو دکھاتا پھرتا ہو اس حالت میں تو وہ اسی خالص سونے کی وجہ کان سے لیا گیا ہو یا اوس دریتیم کی جو دریا میں غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو نظیر ہے جن کے سونے اور موتی ہونے میں پانے والے کو کوئی شک نہیں ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اُس کے کام میں لانے کی اجازت صرف اسکی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہو انتہی بلفظہ

قولہ ۔ صفحہ ۲۸۵ ۔ اور اگر آپ وہ اعتقاد آپ کے نزدیک سنن مشہورہ نبی اسرائیل یا الہام کی غلط تاویل کے نظیر ہو گیا تھا تو آپ پر اس امر کا اظہار واجب تھا اور اس مضمون کا اشتہار بعین فرض کہ براہین کے صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ میں جو پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا اور جسمانی نزول فرمانا بیان کیا ہے وہ مطلب الہام کو غلط سمجھنے یا اوس وقت کے گمراہ مسلمانوں کی تقلید کی بنا پر تھا الخ

اقول ۔ اظہار اور کسے کہتے ہیں حضرت اقدس کے خطوط وغیرہ میں اظہار و اشتہار سب موجود ہے علاوہ بریں حضرت عیسیٰ کی وفات پاجانے اور دوبارہ نہ آنے کا اشتہار دینا جو فتح اسلام و توضیح مرام میں مندرج ہے اُس خیال کا تخطیہ کرتا ہے ۔ اور غلام احمد بن غلام مرتضی کا عیسیٰ بن مریم ہونا جس کا ثبوت پہلے گذر چکا آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کما مرّ اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ دعوی مثیل مسیح ہونے حضرت اقدس کا براہین احمدیہ میں مذکور ہے بلکہ موعود ہونا بھی مجملاً مذکور ہوا ہے اور وہی رسائل فتح اسلام و توضیح مرام میں مع زیادت بیان موجود ہے اور وفات پاجانا حضرت عیسیٰ کا اور دوبارہ نہ آنا اس کا دنیا میں بجسم عنصری مبرہن بکتاب و سنت و الہام حقہ کے ہی ان دو امروں کو ناسخ منسوخ قرار دینا ایک کمال درجہ کا مغالطہ ہے جس سے ادنی منصف ذی لب احتراز واجب سمجھتا ہے چہ جائیکہ آپ جیسے فاضل مولوی صاحب ابھی وقت ہے یا تو اپنے حال کے عقیدہ مخالف عقیدہ سابقہ کی غلطی کا اشتہار دیجیئے ورنہ لوگ آپ کو ریویو میں جانچ سابق منہ جیسے

اشاعۃ السنہ سے پورا الزام دیں گے اور آپ کی تحریر آپ پر حجت ہو جاوے گی ؎ تیری اوصاف
بالا سے جو اپنا بول بالا ہے کیسکی بات اپنی بات پر اونچی نہیں ہوتی **قولہ** صفحہ ۳۸۶ (۵)
روحانی طور پر آپ کے مثیل المسیح ہونے (جس کا بیان صفحہ ۴۹۸ وغیرہ میں براہین احمدیہ کے ہے)
کے امکان پر میرا سکوت کیا اس کا صحیح[1] اقرار اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۷ میں بصفحہ ۱۷۰ موجود ہے مگر اس
سکوت یا اقرار سے آپ نے جدید دعوے کو کیا فائدہ پہنچا ہے پھر آپ کس خیال سے بار بار میری
کلام کا حوالہ دیتے ہیں الخ **اقول** جبکہ روحانی طور پر حضرت اقدس مرزا صاحب کے مسیح یا مثیل
ہونے کا آپ اقرار کر چکے ہیں تو ہم سوا اس اقرار کے اور کسی الہام کی تصدیق پر آپ کو مجبور نہیں
کرتے صرف یہہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم کا بوجود عنصری آسمان پر اٹھایا جانا کتاب اللہ یا سنت
صحیحہ صریحۃ الدلالت سے ثابت کر دیجیئے جس کے آپ مدعی ہیں اور اگر آپ یہہ ثابت نہ کر سکے
اور ہنسے وفات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے
ثابت کر دیا تو پھر آپ ہی فرمایئے کہ سوائے مثیل مسیح کے اون احادیث کا مصداق جنمیں مسیح
بن مریم کا آنا مذکور ہے کون ہوگا خصوصاً اوس حالت میں کہ مثیل موعود ہونے کی تصدیق
آپ کر چکے ہیں سلمنا کہ تصدیق نہیں کی تسلیم کر چکے ہو سلمنا کہ تسلیم بھی نہیں آپ نے ریویو میں
اوس پر سکوت کیا[2] ۔ والسکوت فی معرض البیان بیان قاعدہ مسلمہ مشہور ہے اور حاشیہ
نمبر ۲ میں جو کچھ آپ کو نظر نہیں آیا وہ سب کچھ پہلے نظر آ چکا ہے اور اوس کے دلائل کتاب و سنت
سے آپ کے رسالہ ریویو میں مندرج ہیں اب اگر کسی غرض نفسانی سے نظر نہیں آتا تو پھر اون دلائل
پر نظر ثانی کرو اور اپنے ریویو کا ریویو لکھو اور اس شعر کو پڑھتے جاؤ ؎ چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد ۔ آپ کی اس تحریر حال اور ریویو سابقہ میں زمین اور آسمان

---

[1] ناظرین اس اقرار کے اقرار کو یاد رکھیں کہ بہت جگہ کار آمد ہے ۔

[2] کیونکہ ریویو بر حسب اقرار خود ایک شئے کے امکان کے قائل ہیں اور اس جگہ وسی شئے کے امتناع کے قائل
ہیں و شتان بینہما فقط منہ

کا فرق نظر آرہا ہے **قولہ** ۔صفحہ ۳۸۶ جس حالت میں آپ خود اسکی تکذیب کر چکے ہیں الخ

اقول خیال مرزا صاحب کا یا خیال عام مسلمانوں کا ہرگز ہرگز الہام حقہ کی تکذیب نہیں کرسکتا۔

قولہ ۔صفحہ ۳۸۷۔ اس عبارت کی سیاق سے اور اوس کے ان الفاظ سے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے ۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آپنے اس مقام پر کہا ہے وہ الہام سے کہا ہے صرف یہود یون (بزعم جناب مسلمانوں) کی تقلید سے نہیں کہا بنا برعلیہ یہہ جدید الہام اس الہام قدیم کے مخالف ہے الخ **اقول** ۵ دیکھتے ہیں ہم تیرے نئے ظلم و ستم ۔ یہو لتی تیری وفا پیارے نگر اگلی تھیں۔ مولانا سابق میں جبکہ آپ خود بصفحہ ۲۵۸ مسیح کا جسم کے ساتھ اوٹھایا جانا یا نزول اصطلاح پر عام مسلمانوں کا خیال فرما چکے ہیں اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے جا بجا خطوط وغیرہ میں تصریح فرمادی کہ یہہ مسئلہ الہامی نہیں ہے بلکہ خیالی ہے اور اسی خیال مشہور کے سبب براہین میں درج ہوا پہراب اوس کو الہامی قرار دینا کیسا بیجا اور بیمحل ہے اور لفظ (ظاہر کیا گیا) سے جو آپ کا تشبث و استدلال ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جملہ ناظرین کو اندہا بنا اور اپنے آپ کو بینا دیکھتا تصور فرما رہے ہیں بہلا میں دریافت کرتا ہون کہ حضرت مسیح الزماں نے کس امر کی نسبت لفظ (ظاہر کیا گیا) کا استعمال فرمایا ہے آیا مسیح کے دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنے کو یا اپنے روحانی طور پر مسیح کے مثیل ہونے کو شق اول ضرور تھا کہ یہہ عبارت (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) اول میں ان دونوں کی ہوتی ورنہ آپ کا یہہ استدلال ایسا ہے جیسا کہ یہہ شعر مشہور ہے ۵ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ۔ اور بشق ثانی باوجود موجود ہونے لفظ لاکن کے آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کا دوبارہ جسمانی طور پر دنیا میں آنا بھی اسی عبارت (ظاہر کیا گیا) کے تحت میں داخل ہے اور الہام ہے بینوا توجروا ۔ **قولہ** ۔صفحہ ۳۸۷۔ مگر شائد اس میں آپ یہہ عذر کریں کہ الہام کی عبارت ایک حد تک ختم ہوچکی ہے اور اوس کی آخری عبارت جسمیں مسیح کے جسمانی مصداق ہونے کا بیان ہے غیر الہامی ہے الخ **اقول** یہہ کیا خبط مستولی

اول عبارت جو قبل لفظ (ظاہر کیا گیا) کے ہے کسیطور پر الہامی نہیں ہے بلکہ غیر الہامی ہے اور آخری عبارت جو تحت او ر ذیل میں (لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے) کی ہے وہ الہامی ہو سکتی ہے۔ اور الہام جدید آپ کو کوئی تسلیم نہیں کراتا آپ صرف مثیل مسیح ہونا حضرت اقدس کا مسلم رکھئے ا ۔ وفات پا جانا حضرت مسیح بن مریم کا اور دوبارہ نہ آنا اون کا بجسد عنصری جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے ہم کتاب اللہ و اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے تسلیم کرا دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ پھر اندریںصورت اول احادیث کا جنمیں نزول ابن مریم مذکور ہے سوائے مثیل مسیح اور کون ہو سکتا ہے کما قیل ما دام ۔ او ر خیال مشہور کا خلاف نفس الامر ہونا حضرت اقدس کیطرف سے مشتہر ہو چکا اور اشتہار کے کیا معنے ہیں آگے رہا لفظ یعنے جو مرزا صاحب کی عبارت میں مذکور ہے سو وہ اپنی رائے سے تفسیر کے واسطے ہے نہ بیان نفس الہام کیواسطے ۔ یعنے کے تحت میں داخل کر کر اوس کو آپ کہیں الہام نہ قرار دیجیئے گا **قولہ** صفحہ ۳۸۷ (۶) مولوی نورالدین صاحب کے خط کی نسبت آپنے ابتک رائے ظاہر نہیں کی میں پھر اس کا مطالبہ کرتا ہوں ۔

اقول ۔ ایسے امور کی بحث مکرر سہ کرر فضول و لایعنی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ابحاث فضول کو مکرر سہ کرر اپنی تحریرات میں کیوں درج فرماویں گے ۔ اور دعوے مثیل مسیح ہونے میں کوئی جدت نہیں وہی دعوے قدیم ہے نقطۂ[1] **قولہ** صفحہ ۳۸۸ (۱) اس خط میں ہمارے خط نمبری ۱۲۰ کی کسی بات کا جواب نہیں صرف اسی پرانے دعوے کا اعادہ ہے کہ پرائیویٹ گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں لہذا ہم جلسہ عام میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں الخ

اقول ۔ آپ کے خط نمبری ۱۲۰ کا جواب مفصلاً لکہا گیا اور اس جواب آخری میں آپنے کوئی ایسی بات نہیں لکھی جو قابل جواب ہو لہذا آپ کی تحریر آپ کی خدمت میں بہ تغیر یسیر الیہ

---

[1] مولوی صاحب نے ہر ایک خط کے آخر میں اپنا تخلص ناصح مشفق لکھا ہے اور مصداق لم تقولون ما لا تفعلون کے ہو رہے ہیں اور جو فرائض منصب ناصحین کے ہیں وہ نہیں سے ایک خوض کا بھی ادا نہیں کیا بہر حال ہم یہ ثابت ہو گیا ہو کا میں اس ناصح کیواسطے اور کچھ تو عرض نہیں کرتا صرف اس شعر کے لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں ؎ حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دل فرش راہ ۔ کوئی مجھکو یہہ تو سمجھا دے کہ سمجھاویں گے کیا فقط ۔

کیجاتی ہے ۔ انچہاں کو ہمت وفعل ماندا۔ بانسے آید ندا الا صدا ۔ اس تحریر کے اشاعہ اور
اشتہار سے آپنے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو حسب اقرار خود قطع کر دیا ہے نہ حضرت
اقدس مرزا صاحب نے ۔ مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں ستم میں دو وصف
ہیں بہ خوبی جو خود کام بھی ہو ۔ اور مخاصمانہ مباحثہ کی بنا کو آپنے قائم و مستحکم کر دیا معہذا
ہم آپ سے دوستانہ و برادرانہ بحث اپنی جانب سے ترک نہیں کرتے اور پرائیویٹ ملاقات
بھی چاہتے ہیں کیونکہ ایسے مسائل کے اختلاف کذائی میں بہہ بنش نتائج حسب اقرار مندرجہ
اشاعہ ہرگز جائز نہیں اگر آپ مخاصمانہ مباحثہ کے لئے حاضر و مستعد ہیں تو ہم منصفانہ مناظرہ عام
کر لینے جس دن اور جس مقام میں مباحثہ کرنا چاہیں ہم حاضر ہیں ۔ ہماں میداں ہماں چوگاں
ہماں گو۔ انعقاد مجلس عام کا انتظام حضرت اقدس کے ہی ذمہ ہی اگرچہ بنظر انصاف آپکے
ذمہ ہونا چاہئیے تھا کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی مخالف اور راد اور مکذب حضرت مسیح الزمان کے
بنے ہیں اور بعد تقرر تاریخ و مقام جس انتظام حاضر ہونا آپ کے ذمہ ہے خواہ آپ کہیں ہوں
کیونکہ آپ کے حاضر نہ ہونے میں بڑی وجہ وا ہی جو آپ کو پیدا ہوتی صرف صرف راہ اور خرچ
سفر ہی تھی بقول شخصے ۔ گر جاں طلبی مضائقہ نیست ۔ ور زر طلبی سخن دریں است ۔ سو
اوس کی نسبت حضرت مسیح الزمان قبول ہو چکے ہیں جس کو آپنے بڑی خوشی سے لکھا کہ سفر کا
خرچ دیا تو آپ مان ہی چکے ہیں مولانا وہاں پر اس صرف قلیل کی کیا پرواہ ہے جو آپ کی زاد راہ
میں ہو گا ہزار ہا روپیہ ایسے ہی مصارف میں صرف ہو رہا ہے جس کے آپ ہی مقر ہیں ۔ قرار دہ
کف آزادگاں نگیرد مال۔ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ماہ
اپریل میں آپ کا عزم سفر تھا اس غرض سے کہ کچھ ہندوستان سے روپیہ تحصیل کیا جاوے
اسی مباحثہ کے شوق سے آپ نے اس عزم کو فسخ کیا ہے کیونکہ یہہ مباحثہ آپ کی مطلوب کیواسطے

ملہ عبارت زیر خط بجنسہ مولوی صاحب کی ہے جو اونہیں معلوم ہوتی ہے ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرماویں اور
لطف اس معارضہ بالقلب کا اوٹھاویں ۔ منہ عفی اللہ عنہ

بمنزلہ ایک تمہید کے پیشکار تحصیل زر ہوگیا ہے - مگر جلسہ عام مناظرہ کو آپ نے ماہ اپریل میں بھی ٹلایا -
جیسا کہ ۸ مارچ کو پہر کل ماہ مارچ کو بھی ٹلایا اور کچھ ایفا و اہتمام نکیا اور پھر بعد طے جملہ عذرات کے آپ نے
ازالہ اوہام کے دیکھ لینے کی آڑ کرلی حسب ارشاد و ہدایت حضرت مسیح الزمان کے پہلے ہی سے آپنے
ایسا کچھ کیا ہوتا بہر حال مثل مشہور ہے کہ ؎ ہرچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار -
اب اتنی فتح البتہ پیدا ہوگئی کہ لوگ آپکو گریز کی طرف منسوب کریں گے اور صاف کہیں گے کہ آپ جلسہ
پرائیویٹ کے حیلہ وبہانہ سے مباحثہ کو ٹلاتے ہیں یہہ اصل مدعا کا جواب ہے رہا جواب سب وشتم و
طعن وطنز جو آپ کے خطوط سابقہ موسومہ احقر وغیرہ میں نسبت حضرت مرزا صاحب کے مندرج
ہے اور نیز ان خطوط موسومہ حضرت مسیح الزمان میں موجود ہے سو ہماری طرف سے یہہ ہے اور آیندہ
بھی ہمیشہ یہی رہیگا ؎ بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر
خارا - اگرچہ اس عہد وپیمان کو آپ نے مدت سے نقض کردیا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالی اس کا نقض
نکریں گے - یہہ بدگوئی ایسی مسیح ثانی ملہم کی نسبت جسکو آپ تصدیق کرچکے ہیں کب سزاوار ہے
اور یونہی روحانی اشخاص مصدقہ کی نسبت آپ کو ایسے ہی اخلاق سے پیش آنا چاہئے -
خصوصاً ایسے شخص منکسر اور متواضع کے مقابلہ میں جو آپ کو اون الفاظ سے یاد کرے
جو خط نمبری ۳ - اور باقی خطوط کے فقرات زیر نشان میں مندرج ہیں آپ اون کو مکرر
ملاحظہ فرماویں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر انصاف سے کہیں کہ آپ کے الفاظ مندرجہ
خطوط موسومہ احقر وغیرہ جو نسبت حضرت مسیح الزمان کے ہیں آپ کے اقرارات[1] کی نسبت
کیا کہلاسکتے ہیں مرا یاد و ترا فراموش - ہاں اسی غرض سے آپ نے ان فقرات پر نوٹ لگائے
ہوتے آپنے ہمپر احسان کیا کہ اپنے نوٹوں کی طرف ناظرین کو توجہ کرنے کا جلد موقع دیا اور اپنے
حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۴۰۸ کو بخوبی تکذیب کیا - ان الفاظ کی تحریر سے آپنے ایک احسان ہمپر یہہ کیا کہ
سنہ ۱۸۸۷ء یا قبل سے جو آپ کے دل میں سوء ظنی کے بخارات اوٹھ رہے تھے اور وہ کسی معقول وجہ

[1] جو مندرجہ خط نمبری ۳ مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں ۱۲ منہ

پر بیٹھے نہ تھے اسیوجہ سے آپ اون کے اظہار میں تامل فرماتے تھے وہ سب خطا بدظنی ہمیر ظاہر ہوگئی
اور جو ہمکو آپ کے ساتھ حسن ظن اتقا و اتباع کا تھا اوسکو خیرباد کہلایا اور جو امکانی تصدیق ریویو براہین احمدیہ
میں ہوچکی ہے وہ اب بہی قدیمہ الہامات کی نسبت جن کا نام آپنے جدیدہ الہامات رکھا ہے ایسی رائے
خلاف کتاب وسنت ظاہر کرنے سے مانع ہے کیونکہ وہ تصدیق معلق بہ سبق امکانی ہی ہی مبرہن بہ
کتاب وسنت ہے اور کتاب وسنت صحیحہ بحکم انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اب تک
موجود و محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہیں گے گو آپ نے بموجب اوس الہام کے جو حضرت
اقدس کو ہوا ہے جحدوا بہا واستیقنتہا انفسھم ظلما وعلوا اوس کو اٹھا دیا لہذا ہم کو ان
بدگوئی کے مقابلہ میں شکریہ واجب ہے اور اوس کی جوابدہی ترکی بترکی جو کی گئی ہے وہ صرف
اس غرض سے کہ آئیندہ کو آپکا زور کبر او غرور علمی جاتا رہے اور حضرت اقدس مسیح الزمان نے
آپ کے جواب تفصیلی کیطرف اس لئے التفات نہیں فرمایا کہ ایسے جواب کے لیے اور بہت لوگ ہیں
اور مصرع ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ است پر عمل کرنیکو مستعد ہیں بہتر ہے کہ آپ اس عادت اور
عقیدہ کو جو بعد زمانہ تالیف ریویو براہین احمدیہ کی نسبت حضرت مسیح الزمان کے اختیار کیا ہے چھوڑ
دیں ورنہ آپکو یاد رہے کہ ؎ آستان یار سے اوٹھنے کا قصد آتش نکر چھوڑ کر اس در کو سر دیوار
سے ٹکرائیگا۔ اور اس شعر کو بہی ہمیشہ پیش نظر رکھا کریں ؎ وہن خویش بدشنام میالا صائب
نیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد۔ اور اشتہار ۲۶ مارچ میں جو الفاظ علم کی پردہ دری اور
حیا و ایمان کے مخالف) لکھے گئے ہیں وہ تو نہایت تہذیب سے استعمال کئے گئے ہیں ثبوت اس کا
یہہ ہے کہ آپنے اون کی تاویل بمالا یرضی بہ قائلہ اپنی طرف سے کر کر مخالف تہذیب قرار دیئے
ہیں اگر نفس الفاظ مندرجہ اشتہار خلاف تہذیب ہوتے تو اون کو دوسرے الفاظ سے بدلکر
تاویل کرنے کی آپ کو کیا حاجت ہوتی ظاہر ہے کہ کسی فعل کو خلاف حیا و ایمان کے کہنا اور بات
ہے اور سراسر تہذیب ہے اور کسی شخص خاص کو بے ایمان یا بے حیا کہنا چیز دیگر ہے جو خلاف

ؔ کیونکہ جو شے سلسلہ ممکنات میں حسب ارادہ باری تعالیٰ داخل ہے وہ شے سلسلہ ممتنعات میں کیونکر داخل ہو سکتی ہو کملہ منہ

تہذیب ہے آپ ان دونوں عبارتوں کو عرفاسادی کیونکر کہہ سکتے ہیں باقی آیندہ۔ اب ہم اس
حصہ دوم اعلام کو اونہیں الفاظ کے ساتھ بتغیر یسیر ختم کرتے ہیں جن کے ساتھ آپنے ریویو
براہین احمدیہ کو ختم کیا تھا وہو ہذا یعنی اس کتاب براہین احمدیہ کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی
اس کتاب کو بچشم انصاف پڑہنے اور ہمارے ریویو کو دیکہنے والوں کی نظروں میں مخفی نرہیگی
لہذا بحکم هل جزاء الاحسان الا الاحسان کافہ اہل اسلام پر (اہل حدیث ہوں خواہ حنفی
شیعہ ہوں خواہ سُنّی وغیرہ) یعنے خواہ مولوی محمد حسین صاحب ہوں اس کتاب کی اور اوسکی
مولف کی نصرت اور اوس کے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے اور ترک واجب سے
مولوی صاحب وغیرہ بالضرور گنہ گار ہوں گے۔ کیونکہ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی
عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہہ منادی اکثر
روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے
اور اوس کی صداقت دلائل عقلیہ قرانیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات
و خوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرلے پہر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہہ حق
نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دیکر خرید کریں اور
اسپر یہہ شعر پڑہیں ؎ جاں دادم و جانے چند دادم جاں خریدم۔ بحمد اللہ کہ بس ارزاں خریدم۔ اب ہم اس ریویو
کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اے خدا اپنے طالبوں کی رہنما اونپر اُن کی ذات سے اون کے ماباپ
سے تمام جہان کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب اور اُس کے مولف کی محبت لوگوں کے
دلوں میں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب کے دل میں ڈال دے اور اوس کی برکات سے
اون کو مالا مال کردے اور کسی اپنے صالح بندے کی طفیل اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بہی اپنے فیوض و
انعامات اور اس کتاب کے اخص برکات سے فیض یاب کر آمین ولا رض من کاس الکرام نصیب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوهاب ؏ تمت

¹ عبارت زیر خط اس اشتہر کی ہے باقی جملہ عبارت مولوی صاحب کی ہے ۱۲ منہ

اشتہار بخدمت علماء امصار و دیار

اس عاجز ہیچمدان نے اکثر کتب متداولہ حدیث میں جستجو و تفحص کیا کہ یہہ خیال ہم اہل اسلام کا کہ حضرت عیسٰی بن مریم کا صعود اولی آسمان پر اور دوبارہ نزول آسمان سے یہہ دونوں بوجود عنصری ہیں کسی حدیث صحیح مرفوع متصل صریح الدلالت میں موجود ہو لیکن میری تفحص میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی اور قرآن مجید میں جو رفع ہے وہ بعد وفات کے مذکور ہے جیسا کہ سب مقدسوں کے واسطے ہوتا ہے نہ رفع الی السماء بجسد عنصری - لہذا اگر کوئی اہل علم محدث ہوں یا مفسر اس خیال کو حدیث کذائی موصوف الذکر سے نصاً ثابت کر دیویں تو فی حدیث یہہ ہیچمدان اونکی خدمت میں مبلغ[۵] روپیہ حق المحنت پیش کریگا کیونکہ اعتقادیات کیواسطے ادنی درجہ ایسی دلیل کا ہونا نہایت ضروری ہے اور یہہ میرا اقرار صحیح و قانونی تصور فرمایا جاوے فقط

المشتہر خاکسار محمد احسن امروہوی نزیل بھوپال

مناجات

یَا رَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِیْ کَثْرَةً	فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ عَفْوَكَ اَعْظَمُ
اِنْ كَانَ لَا يَرْجُوْكَ اِلَّا مُحْسِنٌ	فَمَنِ الَّذِیْ يَدْعُوْ وَيَرْجُوْا الْمُجْرِمُ
اَدْعُوْكَ رَبِّ كَمَا اَمَرْتَ تَضَرُّعًا	فَاِذَا رَدَدْتَ يَدِیْ فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ

مَا لِیْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ اِلَّا النَّبِیْ
وَغُلَامُ اَحْمَدَ ثُمَّ اِنِّیْ مُسْلِمٌ

سلہ اس شعر استاد میں تغیر بسیری کی گئی ہے ۱۲ منہ شہ یعنی ہر کسے کہ غلام احمد باشد ہمان ہم وسیلہ من ہست ۱۲ منہ

عذر

چونکہ آپ اپنی سوء ظنی پر مدت سے نازاں ہیں اور اسی سوء ظنی کی بنا پر الفاظ غیر مناسب و نالائق و خلاف تہذیب بخطوط موسومہ احقر سابقہ میں بھی لکھ چکے ہیں جنپر میں نے صبر کیا ہے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ اور نیز حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مقابل میں بھی آپنے یہی شرط پیش کی تھی حکیم صاحب ممدوح نے بھی بسبب اپنے حلم کے اس کا جواب شافی مع ترکی بہ ترکی نہیں دیا لہذا احقر قدیم دوست نے آپ کے خط حال کے جواب میں واسطے آپکی تنبیہ کے کسیقدر طول دیا ہے آپ طول [illegible] کو بہ سوء ظنی اور استعمال الفاظ نامناسب کا ترک فرما دیں فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم (۱) فی البخاری قولہ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن الآیۃ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا [illegible] وکونوا عباد اللہ اخوانا (۲) ایضا قال صلی اللہ علیہ وسلم حب الدنیا راس کل خطیئۃ من رواہ البیہقی۔ ان میرے پرانے مرزا صاحب [illegible] [illegible] - لیکن حال میں آیت جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا کے مصداق یا حضرت مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم وعلی من لدیکم - آپ کا نامہ نامی بذریعہ

[illegible] میں مولوی [illegible] حسین صاحب بھوپال میں تشریف لاتے اور [illegible] شور [illegible] [illegible] [illegible] کے باعث [illegible] جب [illegible] کا جواب [illegible] [illegible] معلوم ہوا کہ مولوی صاحب [illegible] کا [illegible] اور محسوس کرتے ہے بھوپال سے چلے گئے [illegible] [illegible] [illegible] کے مضمون خط کا حال بھی ناظرین پر کھل جائیگا۔ منہ

مناظرہ و گفتگو دربارہ حضرت مرزا صاحب و متضمن دیگر امور ہیچمدان کے پاس پہنچا مشکور و شاکر ہوا آورہی
فرمایا۔ بعض ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور نسبت بعض کی عذر کرتا ہوں یعنی امانت آپ کی خطوط
چہار عدد بجنسہ مرسل ہیں۔ اور قیمت اشاعۃ السنہ مبلغ سہ روپیہ کلدار پیش کش کرتا ہوں اوسکو
تو ضرور بالضرور آپ قبول ہی فرماویں گے کیونکہ جز اصول و فروع کا وہی لب لباب ہے ؎ فاضلے
کو ہمہ در فکر فروع است و اصول ۔ گاہ اندیشہ معقول کند گہ منقول ؎ این ہمہ از پئے آنست کہ زد میخواہد
مردمانرا ہمہ خواند بخدا و برسول (۲) ماشاء اللہ آپ کا ضبط جوش اور حوصلہ عالی تو عالمگیر
مشتہر ہو گیا ہے پھر اب مکرر آپ اوس کو جہانگیر کیوں مشتہر کرنا چاہتے ہیں کہ تحصیل حاصل ہے
اور پھر اس احقر سے پرائیویٹ طور پر اوس کی اثبات و نفی کی کوئی ضرورت نہیں میں اس کا
پابند ہوں من حسن اسلام المرأ ترکہ مالا یعنیہ (۳) جو اغلاط آپ کے اس ہیچمدان
کی رائے میں نیک نیتی سے معلوم ہوئی ہیں حصہ اول و دوم اعلام الناس میں تحریر کر چکا ہوں۔
حصہ اول آپ کی خدمت میں پہنچ چکا عنقریب حصہ دوم بھی انشاء اللہ تعالے پہنچے گا ذرہ صبر
فرمائے ان اللہ مع الصابرین پھر اب مجھکو مکرر آپ کے اغلاط کو اظہار کی کوئی ضرورت
نہیں معلوم ہوتی مجھکو [illegible] درخواست فرماتے ہیں۔ اور اگر آپ کو صبر نہیں ہے تو یا حصہ اول
کا جواب تحریر فرمائیے یا اوس کے مضامین مہمہ کی تصدیق کیجئے اور [illegible]
نزاع لفظی کی بحث اوسمیں نہ داخل کیجئے ورنہ یہ آپ کی درخواست مناظرہ بغیر جواب دئے
ہوئے اعلام الناس کے عکس القضیہ ہے غائت وجہ یہ کہ بمنزلہ عکس النقیض کی ہو لیکن
عکس مستوی تو نہیں ہے (۴) حکیم نورالدین صاحب اور حضرت مرزا صاحب سلمہ سے
جو مباحثہ آپکا ہوا اوس میں آپ نے کون کون سے آداب مناظرہ کو استعمال کیا ہے جسکی
امید یہ احقر آپ کے مناظرہ اور گفتگو میں کرے من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ
مقولہ مشہور ہے لہذا الحکم الیاس احدی الراحتین اس ناچیز کو آپکی ذات بابرکات سے
ایسی راحت حاصل ہو گئی ہے کہ میں آپ سے بسبب آپکے ان [illegible] وکیل ہیں

معروض ہوتے ہیں ملاقات نہیں کرنا چاہتا اور گفتگو بالمشافہہ یا مناظرہ تقریری کا تو ذکر
ہی کیا ہے (۵) ضبط وحوصلہ کی تفسیر میں جو آپ نے تحریر فرمایا کہ (میرے بیان میں آپ کوئی
لفظ نامناسب پیر قادیانی کے حق میں سنیں تو اوسپر صبر کریں) اور اوس کو معلل کیا اس علۃ
سے کہ جیسے آپ اون کے غائیت درجہ کے معتقد ہیں میں نہائیت درجہ کا بدگمان ہوں لہذا جیسا
آپ کو اون کی تعظیم کے اظہار کا حق ہے مجھے اظہار سوءظنی کا حق ہے) الخ فیہ نظر اولاً اونکہ
ہدایات قرآن مجید ایسے سوءظن اور الفاظ نامناسب کے استعمال سے ناہی ومانع ہیں اگر آپکو
یاد نہ ہوں تو سنیئے قال اللہ تعالےٰ وقولوا للناس حسنا۔ ایضاً قال اللہ تعالےٰ
لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا۔ ولا تلمزوا انفسکم
ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب
فاولئک ھم الظالمون۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً
من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم
ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم وغیر ذلک
من الآیات الکثیرہ۔ ثانیاً اکثر ابواب الاداب کتب احادیث کے استعمال کرنے الفاظ
نامناسب اور سوءظن سے خصوصاً ایسے سوءظن سے جیسا کہ آپکو ہے اشد مانع ہیں اگر نسیاً منسیاً
ہو گئے ہوں تو سنئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من اصل الایمان
الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام۔ ایضاً قال
کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ التقوی ھھنا بحسب امرء من الشر
ان یحقر اخاہ المسلم۔ ایضاً قال علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش۔ ایضاً قال یحب الرفق
[illegible] وغیر ذلک من الاحادیث الکثیرہ۔ ثالثاً آپکو یہ ادب کل الانبیاء و
ادب رسولنا خاتم النبیین علی نبینا وعلیہم السلام وادب الخلفاء الراشدین
[illegible] من الصحابۃ والتابعین والفقہاء المجتہدین والعلماء الصالحین

وهذا دين محمد الوقت صلى الله تعالى فلم تخرق هذا الاجماع الذي كان عليه النبيون
والمرسلون والصديقون والشهداء والصالحون رضي الله عنهم اجمعين اللهم اهدنا
الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين
آمین - رابعاً آنکہ یہہ استحقاق استعمال سب وشتم یا الفاظ نامناسب کا جو بناء علی سوء الظن
آپنے حاصل کیا ہے خصوصاً تحقیق مسائل دین میں اس کا نتیجہ بجز جدال ومراء وتباغض اور
تحاسد منہی عنہا کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا پس ایسے مناظرہ محض عبث اور لغو ہے اور علت
غائی اوسکی کچھ بھی نہیں الشیٔ اذا خلا عن مقصود ولغی قضیہ مشہورہ مسلمہ ہے خامساً آنکہ
اگر کوئی صاحب سوء ظن کرکے جو آپ کی نسبت سوء ظنی رکھتا ہو مثلاً آپکو دجاجلہ کذابین سے
شمار کرے اور بر ملا اور بالمشافہہ آپکو ان الفاظ ناملائم ونامناسب سے یاد کرے تو کیا آپ خوش
ہون گے چونکہ آپ بشر ہیں ملک نہیں بالضرور ناخوش ہون گے بلکہ ایسے صاحب کے مکان میں
قیام وطعام بھی آپکو گوارا نہوگا مسجد میں رہنا منظور ہوگا مگر اون صاحب کے مکان میں نہ ہوگے
بذاتکم عالی اسکا شاہد ہے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ اور یہی سنا ہے کہ ایسے ہی الفاظ
نامناسب سے مولانا محمد بشیر صاحب کا کسی مسئلہ میں آپنے دل دکھایا اور انہوں نے صبر
فرمایا لیکن ہم جیسے لوگوں سے اسقدر صبر کب ہوسکتا ہے اور اگر آپ کہیں کہ یہہ استحقاق صرف مجھکو
نبی سے حاصل ہے دوسرے صاحب کو نہیں تو اے میرے مہربان دوست قدیم یہہ ترجیح بلا
مرجح ہے جو کسی بالغ عاقل کے نزدیک درست نہیں - ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند
حاصل ترجمہ حدیث ہے پھر آپ جیسے فاضل عاقل کیونکر ایسی بات کہہ سکتے ہیں [illegible]
دیکھیے پیشے ایک اشتہار میں دیکھا تھا کہ مباحثہ لدھیانہ میں جو درمیان آپکے اور حضرت مرزا صاحب
سلمہ کے واقع ہوا اوس جلسہ میں آپ اپنے ازواج عفیفہ مستورہ کے طلاق دینے پر مستعد و آمادہ ہوگئے تھے
اسوجہ سے کہ آپکے نزدیک حضرت مرزا صاحب نے کوئی حوالہ غلط دیا تھا یہہ روایت صحیح ہے یا غلط ہے اگر
ایسی روایت کو آپکی نسبت بسبب آپکے [illegible] ہوں کیونکہ [illegible] تحقیق مسائل

میں بیچاری مستورات آپکی ازواج نے کیا قصور کیا ہے جو اونکی ہتک حرمت آپ جیسے ریفارمر سے عمل
میں آوے بہرحال یہہ روایت صحیح ہو یا غلط اشتہارات میں شائع ہو چکی ہے مولانا اگر کوئی آپکا مخالف
نہیں محب قدیم نعوذ باللہ آپکی ازواج طاہرہ کی نسبت کچھ سوء ظنی رکہتا ہو تو آیا اوسکو بھی اس آپکی قاعدہ مخترعہ
اور اصل موضوعہ کی بنا پر الفاظ نامناسب کے استعمال کا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر وہ شخص کم بخت
خدانخواستہ اپنی اس سوء ظنی کی تائید میں اس قضیہ طلاق مشتہرہ کو سند میں لاوے تو پہر اوسکی جوابدہی
آپ پر بہت مشکل ہوگی مولانا کیا آپ اوس سے خوش ہونگے کلا ثم کلا اور اگر آپ اس شخص کم بخت
کی نسبت بھی یہی فرماویں کہ اے کم بخت مجہ کو یہہ استحقاق حاصل ہے تجہکو حاصل نہیں تو مولانا گستاخی
معاف اوس کی کم بختی اور آپکی خوش بختی تو کسی کے خیال میں نہ آویگی سب لوگ یہی کہیں گے کہ ترجیح
بلا مرجح ہے اے میرے قدیم دوست یہہ استحقاق جدید جو آپنے حاصل کیا ہے مثل ام الخبائث کے ام المفاسد
ہے آپکے واسطے بہتر یہی ہے کہ اس استحقاق سے آپ دست بردار ہو جئے اور ایسے خیالات سے توبہ کیجئے
سنا د سنا آنکہ تمام نظم و نسق ملکی اور تدبیر منزلی آپکی اس استحقاق سے مدہم برہم ہو جاویگا اور امن وامان
ملک میں ہرگز نہ رہیگا کیونکہ جب ہر شخص کو اپنی اپنی سوء ظنی سے ایسے ایسے استحقاق حاصل ہوں گے تو
ملک میں بجز جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کے اور کیا ہوگا بہتر ہے کہ آئندہ کو آپ اپنے اس استحقاق کے
درپے اثبات نہ ہو جئے ورنہ گورنمنٹ انگلش اور نیز گورنمنٹ ریاستہائے اسلامی و غیر اسلامی آپکے
دشمن ہو جاوینگے اور پہر آپکو ہندوستان اور ریاستہائے ہندوستان میں آمد رفت بہی مشکل ہوگی
اور آپ بڑے بڑے مفاسد میں مبتلا ہوں گے ؎ ہمارا کام سمجھانا تھا یارو۔ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
وما علینا الا البلاغ۔ مولانا اپنے اوسی زمانہ کو یاد کرو کہ جسوقت میں نسبت ترمیم و تبدیل بعض
الفاظ کتاب تحفۃ الہند کے (جو آپ کے نزدیک غیر ملائم تہی حالانکہ ہنود کے مقتداؤں اور پیشواؤں کی
نسبت موافق شرع لکہے گئے تہے) آپ کوشش کر رہے تہے اوس حال اور اس حال میں آپکو کسقدر
تضاد ہے یہہ آپ کا تلون بالوان مختلفہ و تشکل باشکال متبائنہ اس شعر کو یاد دلاتا ہے ؎ فما تکون
علی حال تکون بہا ۔ کما تلون فی اثوابہا الغول۔ اگرچہ آپکی اس سوء ظنی کے رفع کیواسطے

اور عدم استعمال الفاظ نا ملائم کے لئے جو کچھ میں نے لکھا وہ اہل انصاف کیواسطے کافی۔ وانی ہنگر بعض
تقریر حضرت مجدد الوقت سے یہی اس سوءظنی کے بارہ میں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں وھو ہذا۔ نیک ظنی
انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو تب تک اس قوت کو استعمال
میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلا وجہ اوس قوت کا برتنا چھوڑ کر بدظنی کرنے کی
عادت پکڑتا تو ایسا انسان سودائی یا وہمی یا مجنون یا مسلوب الحواس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار
کی شیرینی یا روٹی وغیرہ کو اس وہم سے کھانا چھوڑ دے کہ کہیں حلوائیوں یا نان بائیوں وغیرہ نے
اون چیزوں میں زہر نہ ملا رکھی ہو یا سفر کی حالت میں ہر ایک راستہ بتلانے والے پر شک کرے کہ شاید
یہہ مجھے دھوکا ہی نہ دیتا ہو یا حجامت کرانے کیوقت میں حجام سے ڈرے کہ کہیں استرہ مار کر مجھے قتل ہی نکردے
یہہ سب خیال مقدمات جنون اور دیوانگی کے ہیں اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسے ہی
خیالات فاسدہ دل میں اوٹھا کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ پکا سودائی ہو جاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ
بغیر معقول وجوہ سمجھنے کے بدظنی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور ہے کہ پرہیز کرے
اور خدا نے قوت نیک ظنی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی تو اوس میں یہہ حکمت ہے کہ بنی آدم
میں راست گوئی اور راست روی بھی ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک انسان کسی قاسر سے
مجبور نہو نہ جھوٹ بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور طرح کی بدی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک ظنی کی
قوت انسان کو عطا نکیجاتی تو وہ تمام فوائد جو راست گوئی اور راست روی کی قوت کے ذریعہ سے ایک
سے دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہمات تمدن اور معاشرت اور تدابیر منزلی اور ملکی موقوف ہیں ضائع
ہو جاتے اور نفوس انسانی جمیع منافع سے جو قوت مذکورہ کے استعمال پر مترتب ہوتے ہیں محروم رہجاتے
مثلاً یہہ نیک ظنی کی ہی برکت ہے کہ چھوٹے بچے بآسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھ لیتے ہیں اور ماں باپ
کو ماں باپ کر کے جانتے ہیں اگر بدظنی کرتے تو کچھ بھی نہ سیکھتے اور دل میں سمجھتے کہ شاید ان سکھلانے والونکی
کچھ اپنی ہی غرض ہو گی اور آخر اس بدظنی سے گونگے ہی رہجاتے اور والدین کے والدین ہونے میں بھی
شک ہی رہتا۔ مولانا اپنے اوس وقت کو بھی یاد کرو کہ جس وقت میں آپ نے حضرت مرزا سلمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت

بڑے زور شور سے یہہ اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت
کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور اوس کا مولف بہی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی
و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے مفیلا
ذالک یا تو یہہ غایت درجہ کی حسن ظنی و یا یہہ نہایت درجہ کی سوء ظنی سے ببین تفاوت راہ از کجاست
تا بکجا و لنعم ما قال فی وصفک ہ واکبر من اغراه نشوه جهله - بانکاره من یدعی العلم عن کذب
یمیل الی الطاغوت طورا و تارة - الی الرفض ثم الیجر الکفر کالنصب + و متبع طورا و وقتا
مقلد - وعند النصاری مرة ناصر الصلب + ترنا بزی الکفر بشری به المهدی
و یبغی رضی الکفار فی سخط الرب + وما هاجه شیء سوی حسد له - و ذلک داء
لا یعالج بالطب + اذا بهت المرتاب عند احتجاجه - تبادر للبهتان واللغو
والشغب + ولم یدر ان اللہ ینصر عبده - علی الجاهل المرتاب والمبطل الخبب
ومن یخذل المبعوث یخذل ربه - و یجعله فی خلقه عالی الکعب - والسلام
خیر ختام مورخہ نہم ستمبر ۱۸۹۱ء

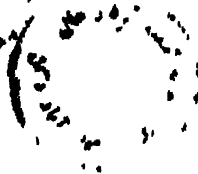
آپکا ناصح مشفق پرانا دوست اور معاون

محمد احسن امروہوی نزیل بہوپال

مکرر یہہ کہ اگر آپ ضمانت بہ تعداد پنجاہ روپیہ تاوان دینے کے درصورت استعمال الفاظ نا ملائم کے
مصدقہ مولانا محمد بشیر صاحب یا کسی دوسرے معزز کے داخل کریں تو اتنا ملتجی ہیچمدان آپکو گفتگو
اور مناظرہ میں سب طرح کی آزادی دیتا ہے یعنے تقریراً و تحریراً جسطرح پر آپ چاہیں اور جس مسئلہ
میں منظور ہو آپ مجھسے گفتگو اور مناظرہ کرلیں کیونکہ اصل اصل مناظرہ اور مباحثہ تو ایک بہت بڑا
آلہ تحقیق علوم اور تفہیم مسائل غیر معلوم کا ہے اسی سے ترقی علم معلوم ہوتی ہے مثل مشہور ہے
کہ ملک بے سیاست اور مال بے تجارت اور علم بے بحث بالکل بیکار ہے اور انسان نے

جب علم وفن میں ترقی کی ہے اوسکا مرقاۃ یہی مناظرہ اور مباحثہ ہے اولاً صحابہ کرام کے مباحثات
پر نظر ڈالو کیسی کیسی احادیث اور تفاسیر بلکہ آیات قرآن مجید کی تحقیقات اوس سے ہو گئی۔ اور
پھر نظر ثانی ڈالو تمام مناظرات مجتہدین اور فقہا ومحدثین پر کہ کیا کیا دقائق اسلام اور حقائق
سنن خیر الانام اور معارف واسرار کلام اللہ العلام اوس سے حل ہوئی ہیں مگر وہ مناظرات
مشروط ایسی شرائط کے ساتھ نہیں تھے جسکو آپ اول الشرائط قرار دیتے ہیں ایسا مناظرہ
تو سباع اور کلاب میں ہوا کرتا ہے قصابوں کی دوکان پر آپنے لاحظہ فرمایا ہوگا اگر آپکو ایسے
ہی مناظرہ کا شوق ہے تو یا کسی جنگل میں واسطے شکار کے جا کر دنگل کیجئے ورنہ کسی قصاب
کی دوکان پر تشریف لیجائیے۔ یہہ شرح ہے آپکے ضبط اور حوصلہ عالی کی جسے آنجناب کو اب سبب علم اور
بردباری کے حکیم نور الدین صاحب سلمہ نے قلم انداز کر دیا تھا والسلام خیر ختام۔

مورخہ تاریخ وسنہ صادر



محمد احسن امروہی نزیل بھوپال